به عون صناع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان

گنجینۂ استحصال فرہنگ دانش و آئینۂ جہان نمائے عقل و بینش از بس نادر و نایاب مسمی بہ

تاریخ مخزن پنجاب

از تدوین و تالیف واقف علوم و فنون ہنر پرور مفتی غلام سرور صاحب قریشی لاہوری

مطبع نامی منشی نول کشور میں بمفتاح انطباع مفتوح ہوا

خصہ مخزن پنجاب

فہرست مطالب حصہ دوم کتاب مخزن پنجاب

فہرست مخزن پنجاب

تمام شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ اکبر خالق جن و بشر خداوند کریم غفور الرحیم رب اعلی رزاق دینی و الامعبود خاص عام ذو الجلال والاکرام قادر بیچون
صانع گوناگون جسنے اپنی قدرت کی رنگینی سے رنگ رنگ کے رنگ بنائے طرح طرح کے جلوے دکھلائے
کہیں گلزار کہیں خار کہیں خزان کہیں بہار کہیں دریا رواں کہیں ریگ طپان کہیں خوشی کہیں دلگیری
کہیں جوانی کہیں پیری کہیں غنچہ کہیں گل کہیں ساقی کہیں مل کہیں ظلمت کہیں نور اسکی قدرت کا ظہور ہے
رباعی اگر اٹھ جاوے پردہ دیدۂ باطن سے غفلت کا ۞ جہان مین چارسو آتی نظر نور اسکی وحدت کا
عیان ہو حق ہی حق ہر آن اسکی چشم حق بین مین ۞ حقیقت مین اگر ہووے کوئی طالب حقیقت کا ۞ صلوٰۃ اسکے رسول اللہ
مقبول شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین ختم المرسلین سرور دین الی محشر حاکم جن و بشر بشیر نذیر پاک صاحب لولاک تاج
عالم معراج احمد مجتبی محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات ہے جسکی نور سے ظہور کائنات ہے حق نے
اسکو شاہنشاہ کیا حقیقت کے علم سے آگاہ کیا عرش پر بلایا دیدار دکھلایا محبت کا جام پلایا محرم راز کیا مقبول مین
ممتاز کیا ۞ واہ واہ کیا ذات ہے ذات نبی ۞ حق نے رکھا ہے محمد جسکا نام ۞ بود ہے جسکے سے بود اہل بود
۞ جسکی ہستی سے ہے ہستی کو قیام ۞ نور سے جسکے بنے شمس و قمر ۞ ذات سے جسکے ہوے کل خاص و عام ۞
خیرخواہ خلق با خلق نکو ۞ خیر دنیا خیر دین خیر الکرام ۞ بہج ای سرور بصدق دل ہمیش ۞ و صد ہزاران صلوٰۃ و سلام
من بعد بندہ احقر غلام سرور خلف مفتی الشرع الامجد مولانا مفتی غلام محمد قریشی لاہوری خدمت مین
صاحبان علم و ہنر کے یہہ عرض کرتا ہے کہ جب تالیف کتاب گلدستہ کرامات و خزینۃ الاصفیا و گنج تاریخ و کان تاریخ
چار دیوان سخن کی تالیف و تصنیف سے فراغت پا چکا فارغ نہ بیٹھ سکا ارادہ کیا کہ اب ایک ورق تاریخ پنجاب کے بلاد

احوال مین بزبان اردو مرقوم لکہی جاوین اس شوق مین ایکسال کامل حالات کی تلاش و جستجو رہی اور بہت سی سعی کی
بعد چند احوال کہ بذریعہ کتب فارسی و انگریزی کے حاصل ہوا اس مختصر مین زیب اندراج پایا اور مخزن پنجاب نام رکہا
پانچ حصون اور حصون کی تقسیمون مین منقسم کی ۔

پہلا حصہ

ستلج اور جمنا تک کے میدانی ملک کے حال مین جو فی زمانا گورنمنٹ پنجاب کے متعلق ہے اسمین پانچ تقسیمین ہین —
پہلی تقسیم دریاؤن اور جہیلون کی حالات مین دوسری تقسیم ستلج پار کے ضروری احوال و تعداد و رقبہ و شمار
و تقسیم قسمت و ضلع و حدود و اراضی کی ذکر مین تیسری تقسیم بادشاہون و راجون و رئیسون و جاگیردارون کے بیان مین
جو اس ملک مین حاکم رہے اور اب ہین معہ تذکرہ حکومت انگریزی کی چوتہی تقسیم ستلج پار سے جمنا تک کے شہرون
و قصبون و قلعون و قدیمی مکانون و معابد و پرستشگاہون وغیرہ کے بیان مین معہ مجمل حال مفسدہ فوج انگریزی
ہندوستانی جو ضلع کے موقعون پر تحریر ہوا ہے پانچوین تقسیم ستلج پار سے جمنا تک کے کوہستانی ملک
اور وہانکے شہرون و قصبون و ریاستون و قلعون و گہاٹون و درون و دریاؤن و جہیلون و گانوون کے ذکر مین

دوسرا حصہ

دریاے ستلج کے دہنی کنارے سے لیکر کل پنجاب کے میدانی اور مغربی پہاڑی ملک کے حال مین اسمین آٹہ تقسیمین ہین
پہلی تقسیم پنجاب کے حدود و آب و ہوا و تعداد رقبہ وغیرہ ضروری حالات کی ذکر مین دوسری تقسیم پنجاب کی
تقسیم انتظامی قسمت و ضلع و رقبہ قسمت وار و محکمجات مدارس و پولس و ریل و تار بجلی وغیرہ تیسری تقسیم
دریاؤن کی ضروری حالات اور ان کی چشمون و رفتار و مسافت و طول و عرض کے ذکر مین اور مجمل حال ان نالون
اور ندیون کا جو ان سے نکلتی یا داخل ہوتی ہین چوتہی تقسیم پنجاب کے پانچون دوآبون اور ان کے عرض و
طول کے بیان مین پانچوین تقسیم پانچون دوآبون کی اکثر شہرون اور قصبون اور بستیون کے
ذکر مین معہ احوال بعضی تعمیرات قدیم و جدید و باغات و قلعجات جو ان شہرون سے متعلق ہین چہٹی تقسیم
دریاے سندہ کے پار کے ملک کے شہرون و قصبون کی تشریح مین ساتوین تقسیم علاقہ پشاور و دراس کے
دریاؤن و ندیون و سرحدی پہاڑون کے احوال مین آٹہوین تقسیم بہاولپور کی ریاست اور وہانکی
ملک کی تفصیل مین ۔

تیسرا حصہ

پنجاب کے کوہستانی اور اسکے علاقون کی احوال مین اسمین پانچ تقسیمین ہین پہلی تقسیم ہزارہ کے ملک اور
اسکے متعلقات کی حالات مین دوسری تقسیم کشمیر کے پہاڑون اور وہانکی شہرون و قصبون و دریاؤن و چشمون

و جهیلون و کانون کی ذکر مین **تیسری تقسیم** تبت و لداخ و گلگت و کشتواڑ وغیره کے بیان مین **چوتھی تقسیم** کوه جمون اور وهانکی ریاست اور بعضی شهرون و قلعون کی ذکر مین **پانچوین تقسیم** کوه کانگڑه اور اس ضلع کی شهرون و قصبون و ریاستون کی تشریح مین جو سرکار انگریزی کے ماتحت هین ॥

چوتھا حصه

پنجاب کے حاکمون اور ناظمون کے ذکر مین اسمین تین تقسیمین هین **پهلی تقسیم** مسلمان بادشاهون و حاکمون و ناظمون کے ذکر مین جو سلاطین غزنین سے چغتائی و درانی سلطنت کی اخیر تک پنجاب مین حاکم رهے **دوسری تقسیم** سکهون کے ظهور و عروج و حکومت کے بیان مین گرو نانک کے عهد سے مهاراجه رنجیت سنگه و دلیپ سنگه کی انقراض حکومت تک **تیسری تقسیم** انگریزون کے هندوستانی فوج کی فساد و خونریزی کے تذکره مین جو سال ۱۸۵۷ع مین وقوع مین آیا

پانچوان حصه

پنجاب کے میدان اور کوهستان کے متفرق احوال مین اسمین چار تقسیمین هین **پهلی تقسیم** مسلمانون و هندؤن کی عبادتگاهون و زیارات و مقابر و پرستشگاهون کی ذکر مین **دوسری تقسیم** هندو و مسلمانون کی قومون کی بیان مین **تیسری تقسیم** هندو و مسلمانون کی مذاهب و عقاید کی تفصیل مین **چوتھی تقسیم** تجارت و آمد و برآمد و پیداوار و صنایع و دستکاریون کی احوال مین ॥

قطعه تاریخ نظم کتاب

هوئی جو دست فضل ایزدی سے ॥ نئی تیار پنجابی تواریخ ॥ عجب سر و سهی دل نے سال اتمام ॥ کیا اظهار پنجابی تواریخ ॥ ۱۲۸۵

پهلا حصه

ستلج پار سے دریای جمنا تک کے ملک کے احوال مین جو محکمه عالیه گورنمنٹ پنجاب کے متعلق هے اسمین پانچ تقسیمین هین **پهلی تقسیم** اس ملک کی دریاؤن اور جهیلون کے تذکره مین ॥

دریاے جمن

اسکا نام فارسی کتابون مین جون اور مشهور جمنا هے جو کوه همالیه سے نکلکر هندوستان کے میدانون کو سیراب کرتا هوا دریاے گنگ سے الهاباد کی مقام پر شامل هوجاتا هے اول یه دریا جنوب مغربی پهاڑون کوه همالیه بنام جمنوتری جو دس هزار آٹھ سو چهیاسی فٹ هند کی میدان سے اونچا هی نکلتا هے اسکے چشمه کے پاس پانچ فٹ کے فاصله پر گرم چشمه کوه جمنوتری کے پشت سے جاری هین اور ان پهاڑون کی ڈھلوون کهاٹیون پر [illegible] کثرت کے ساتھ برف جمی رهتی هے کیونکه پهاڑون کے اوپر اور بیچ برف کے جم جاتے هین پس انکی [illegible] کے اندر سے جب گرم چشمون کا گرم پانی گذرتا هے تو اسکی گرمی سے برف پگهلکر ایک چهوٹا سا

چشمہ پانی کا جسکا اندازہ تین فٹ چوڑا اور ایک یا دو فیٹ گہرا ہے روان ہوتا ہے وہی چشمہ گویا آغاز یعنی ابتدا
اس دریا کا شمار ہوتا ہے اُس مقام تک آدمی سردی اور برف کی کثرت کے سبب سے پہنچ نہین سکتا اور اگر جائے
تو پہنچ سُن ہو جاوے زندہ پھر نہ آوے اس زمانہ مین سوائے دو کس صاحبان انگریز کے کہ وہ بھی بڑی حکمت
عملی سے صرف حال دریافت کرنیکی مراد سے وہان گئے تھے اور کوئی مسافر و سیاح وہان تک نہین گیا ہے
جب اس چشمے کا پانی پہاڑ کی بلندی سے نیچے کی گھاٹیون مین آتا ہے تو اور اور گرم چشمون کے پانی بھی جو
اُس نواح مین بکثرت جاری ہین اُس سے ملکر اور کچھ دھوپ کی گرمی سے برف پگھلکر پانی بکثرت اُسمین
ہو جاتا ہے اور ایک چھوٹی سی دریا کی صورت پاکر وہان سے جنوب مغرب کو راستہ لیتا ہے پھر چشمے سے
آٹھ میل کے فاصلہ پر آکر دریاے برائی گنگا جو جمنا سے پر آبی و چوڑان و گہران و تیزی و تندی مین کئی درجہ
زیادہ ہے اسمین آکر شامل ہو جاتا ہے شمول کی مقام سے پھر یہہ دریا بڑی زور و شور سے بلندی سے
پستی کو اُترتا ہوا بعد طے کرنے مسافت آٹھ میل اور سولہ میل چشمے سے کوٹ نرنگ کے پاس آپہنچتا ہے
جو اسکے چشمے سے پانچہزار چھتیس فیٹ نشیب مین ہے اس سے خیال کر لینا چاہئے کہ سولہ میل مین یہہ دریا
فی میل تین سو چودہ فیٹ بلندی سے پستی کو اُترا پھر وہانسے پانچ میل نیچے کو آکر دریاے [illegible]
کنتا کے پہاڑ سے نکلکر اسمین آپڑتا ہے پھر وہانسے تین میل نیچے دریاے ٹبال اور پھر آٹھ میل نیچے
دریاے کالا کوہ ٹونس کے مقام سے اوپر اسمین داخل ہوتا ہے پھر چار میل نیچے آکر دریاے رکنا پھر
دس میل چلکر دریاے کہنتی و منی طرف سے آکر اسمین شامل ہو جاتے ہین پھر پندرہ میل اور چلکر دریاے
انگلر جو ایک بڑا دریا پر آب و چوڑا ہے بائین طرف سے آکر اس سے ملتا ہے اِن دریاؤن کے سوائے اثنای
راستہ کے اندر اور بہتیرا ندیون اور چشمون کے پانی بائین و داہنی دونو سمت سے آکر اسمین ملتے جاتے ہین
دریاے انگلر کی شمول کے مقام سے رخ اس دریا کا جنوب مغرب کی سمت سے بدل کر خاص مغرب کی سمت کو
ہو جاتا ہے وہانسے تیرہ میل آگے چلکر دریاے ٹونس بڑی زور و شور سے بہتا ہوا اسمین آپڑتا ہے وہانسے
دس میل نیچے دریاے گری اس سے شمول پاتا ہے دریاے ٹونس کی شمول کے مقام کو دانایان فرنگ سمندر
کی سطح سے ایکہزار چھہ سو چھیاسی فیٹ بلند تحریر کرتے ہین دریاے ٹونس و گری کے شامل ہونے کی بعد چوڑان
اسکی بہت اور رفتار اسکی تیز ہو جاتی ہے اسقدر کہ برسات مین چھہ سو گز اور سردیون مین ایکسو گز کے چوڑان اور
گہران بارہ سے لیکر چودہ فیٹ تک ہوتی ہے اور پانی بھی مصفا و پاکیزہ ایسا کہ مچھلیان پانی کے اندر تیرتی ہوئی
نظر آتی ہین پھر ایک میل نیچے اس مقام کے دریاے آسن اسکے بائین طرف سے آکر شامل ہو جاتا ہے دریا
آسن بھی ایک نامی دریا کوہ ہمالہ کا ہے جو ایکہزار چار سو ستر فیٹ کی بلندی سے نشیب کو آکر جنوب مشرق کی

سمت مقابل جمنا کے بہتا ہوا اور دیرہ دون کے پہاڑ کو سیراب کرتا ہوا جمنا مین آگرتا ہے آسن کی شمول کی بعد
دریاے جمنا پہلے بسمت مغرب اور پھر جنوب کی طرف کو بہتا ہوا اور کوہ سوالک کے گھاٹیون اور غارون کے
اندر ہوتا ہوا بارہ میل رستہ طے کرکر ہندوستان کے ہموار میدان مین داخل ہوجاتا ہے طول اس دریا کا چشمہ
سے لیکر منہ کی میدان تک بعضی مورخ اکتیس میل اور بعض ستانوین میل فرماتے ہین اسطرح کہ اگر دریا کے راستے
اور اسکے پیچ وخم سب شمار کرلئے جاوین تو بیشک اکتیس میل اور اگر سیدہے راستہ کے حساب سے شمار ہو تو فقط
ستانوین میل شمار مین آتے ہین منہ کے میدان کے دخول کا مکان ایکہزار دوسو چہتر فیٹ سطح سمندر سے بلند
ہے اور سو فیٹ فی میل چشمہ سے لیکر منہ کے میدان تک اسکی نشیب شمار مین آتی ہے میدان مین آکر یہہ دریا
بہت سی شاخون مین منقسم ہوجاتا ہے اور دور دور تک ملک کو اسکی سیرابی سے فائدے پہونچتے ہین
اور سوداگری کا مال بہی پہاڑ سے اس دریا کے ذریعہ سے بہت آتا ہے خصوصاً دیودار وچیر ونتہون وغیرہ
لاکہون روپیہ کی لکڑی سوداگر لوگ پہاڑون کے اوپر سے اسمین پہینک دیتے ہین اور وہ تیرتی ہوئی
میدان مین آجاتی ہین دہلی کے نیچے اس دریا پر نو مہینے تک کشتیون کا پل بندہا رہتا ہے مگر برسات کے تین مہینے
مین پل ٹوٹ کر آمدرفت مسافرون کی کشتیون کے ذریعہ سے ہوتی ہے دہلی کے مقام سے اجراے اس
دریا کا خاص مشرق کی سمت ہوکر راستہ مین جہکر کہاتا اور کبہی مشرق اور کبہی جنوب مشرق کی سمت کو چلتا ہوا
الہ آباد کے قلعہ کے نیچے پہونچکر گنگا سے ملجاتا ہے کل مسافت وطول اسکا دہلی سے الہ آباد تک براہ دریا
چہہ سو انیس میل ہے اور اسقدر راستہ مین دریاے ٹان وچنبل وسندہ وبتہوہ وکانی پانچ دریا داہنی طرف
دو دریاے ہنڈن وسنگو رور نہ مین دریا بائین سمت سے دور دور سے آکر اسمین داخل ہوتے جاتے ہین
ان کے سوا اور بہی بیشمار ندی نالے کوہی ومیدانی دونو سمت سے آکر اسکے ساتہہ شامل ہوتے ہین
نیچلا حصہ اس دریا کا بہت بڑا ہے وہان یہہ کہین ایک میل اور کہین دو میل اور کہین اس سے زیادہ چوڑا ہوتا ہے
اور تیزروی بہی سخت ہوتی ہے اور ایسا ہے کہ اسکی تہہ مین شہر ریتلے وپتہریلیان بیشمار ہین جہاز اسمین
نہین چل سکتا ہے دریا المیان مین دریاے گنگ سے اس مقام تک کہ گنگا سے شامل ہوتا ہے بہت بڑا ہے
مگر پانی مین تہوڑا ہے اسکے ذریعہ سے شہر کالپی واٹاوہ ومتہرا واگرہ ودہلی وغیرہ مین جو اسکے کنارہ واقع
ہین اور آباد ہین بڑی کثرت سے سوداگری کا مال آکر فروخت ہوتا ہے اس دریا کے کنارے بلند اور ریتلے
ہین اور تیزروی اور پایابی بہی اسمین اور دریاؤن سے زیادہ ہے اسکے تہہ مین پہاڑی پتہر ریتلے وکنکریلے
نچلے حصہ مین اسکے مچہلیان ومگرمچہ اور بولن وسنسار وگہڑیال وغیرہ بڑے بڑے جانور بہت ہین کل طول
اسکا چشمہ سے لیکر گنگا کی شمول تک آٹہہ سو ساٹہہ میل کا ہے اور دونو دریاؤن کے شمول کے مقام پر الہ آباد

کا قلعہ بڑا مضبوط و مستحکم بنا ہوا ہے شمول کے مقام پر یہہ دونو دریا پر آبی مین مساوی ہین مگر گنگا زیادہ گہری
اور پانی اُسکا زردی مائل و مکدر و کم رفتار اور جمنا نہایت تیز رو و مصفا ہے پانی جسکا بلور کی طرح آبدار و
شفاف ہے دونو کی پانیون مین صرف اسقدر فرق ہے کہ گنگا کا پانی ذائقہ دار و شیرین جمنا کے پانی سے
ہے ہندو لوگ جمنا کو نہایت متبرک و لائق پرستش جانتے ہین اور چونکہ شمول اسکا آخر کار گنگا کے ساتھہ
ہوتا ہے یہہ بھی ایک وجہہ اُسکی بزرگی کا خیال کرلیتے ہین اور یہہ بھی ہندؤن کا قول ہے کہ دریاے سرستی
جو ہند کے میدانون مین بہکر زمین مین گھس جاتا ہے وہ زمین کے اندر اندر بہتا ہوا یہان آتا ہے اور الہ آباد
کے ایک برج کے نیچے زمین سے باہر نکلکر گنگا کے ساتھہ شامل ہوتا ہے اگرچہ پانی کا ظہور برج کے نیچے سے ضرور ہوتا
مگر یہہ بات ثابت نہین ہوتی کہ آیا یہہ وہی سرستی دریا ہے جو اتنی دور زمین کے نیچے ہوتا ہوا یہان آکر ظاہر
ہوتا ہے **فیروز شاہ کی نہر** جمنا کی نہرون مین یہہ نہر بڑی اور پرانی و مشہور ہے آب جوڑی اور گہری
قابل جہاز رانی کے ہے پہلے یہہ نہر جمنا کے دہنے کنارے سے بسمت جنوب مغرب چلکر بعد طے کرنے راستے یکسو
میل کے دہرت کے مقام تک پہونچتی ہے پھر وہان سے چتنگ ندی مین داخل ہوکر ہانسی تک اور پھر وہان سے
شمال مغرب کی سمت کو چلتی ہوئی حصار تک جاتی ہے حصار کے مقام تک کل طول اس نہر کا دہانے سے لیکر ایکسو
پچاس میل گنا جاتا ہے حصار سے پھر چند میل آگے کہودا ہوا راستہ اسکا موقوف ہوجاتا ہے مگر طغیانی کے وقت
یہہ اپنا راستہ آپ لیتی ہوئی بیکانیر کے غربی ریگستان تک پہونچ جاتی ہے وہان پانی اسکا ریگ کے
ٹیلون کے اندر جذب ہوجاتا ہے مگر بعض اوقات جب بہت طغیانی ہوتی ہے تو وہان سے یہہ دریاے گہگر مین ملکر
اُسکے ذریعہ سے ستلج مین جا پڑتی ہے اس نہر کو اول فیروز شاہ بادشاہ تغلق نے کہودوایا اور ہریانہ کی جنگل کو جو
اُسکی شکارگاہ تھی سیراب کیا جسکا فیض آجتک جاری ہے مگر اُسکے مرنے کے بعد حکام کی غفلت سے کئی مرتبہ یہہ بند
ہوگئی اور پانی کا اجرا موقوف ہوگیا تھا پھر شاہجہان بادشاہ نے اپنی سلطنت کے وقت اُسکی اجرا پر توجہہ کی اور
نواب علیمردان خان مشہدی کو اُسکے اجرا کی کام پر مامور کیا اُسنے بڑی سعی و کوشش کے ساتھہ اسکام مین تندہی
کرکے اسکو پھر جاری کیا اور اسکے دہانے سے اسی میل نیچے ایک اور نہر کہودکر دہلی کو لایا اُسوقت سے یہہ
مدت تک جاری رہی مگر جب فرخ سیر و محمد شاہ کے وقت جیسا اسکی خبرگیری نہ ہوئی تو پھر اسکا اجرا بند ہوگیا اور
انگریزی عملداری تک بدستور بند رہی اگرچہ احمد شاہ درانی کے وقت مین ایک لاکھہ روپیہ صرف ہوکر اسکی صفائی
ہوئی اور تہوڑی مدت تک اسکا پانی بہی جاری ہوا مگر پھر بند ہوگئی آخر انگریزی عملداری کے وقت لارڈ [illegible]
اسکی صفائی کی طرف متوجہ ہوئے [illegible]ھ مین اسکی صفائی کا کام شروع ہوا [illegible]ھ مین ختم ہوا اب سے چار برس
یہہ جاری ہے دہلی کی نہر اور اسکا سر ایک ہی ہے مگر آگے چند شاخون مین منقسم ہوجاتی ہے پہلے پہل صفائی

اسکی ریپر کی مقام سے بہادر گڑہ تک ایکسو اکیاون میل ہوئے دوسری شاخ جو ہتنا کو جاتی ہے پنتالیس میل
پھر تیسری شاخ جو دادری کو جاتی ہے بتیس میل اور چوتھی شاخ بارہ میل ہے غرض کل طول اس نہر کا مع اسکی شاخون
کی دوسو چالیس میل شمار مین آیا **علی مردان خان کی نہر** اسکو بادشاہی نہر اور دہلی کی نہر بھی
کہتے ہین فی الحقیقت یہہ نہر بھی فیروزشاہ کی نہر کی ایک شاخ ہے جسکو نواب علی مردان خان نے عہد شاہجہان
بادشاہ کی حکم سے موضع ریپر کے پاس فیروزشاہ کی نہر کے دہانہ سے جو دریا سے جمنا سے نکالا گیا ہے اسی میل
نیچے جنوب کی سمت کو ستر میل لمبی کہود کر دہلی تک لایا اسکی دہانہ سے یہہ پچیس فیٹ چوڑی چلکر مختلف سمتون
اور مختلف راستون اور پہاڑون کے پاس سے گذرتی ہوئی دہلی تک آتی ہے اور پھر شہر کے اندر سے ہوتی
ہوئی قلعہ مین جاتی ہے اور قلعہ کے چمنون اور فوارون کو کہی شاخین نکل سیراب کرتی ہے پہر کل شاخون کی
ایک شاخ نکل جمنا مین جا پڑتی ہے دہلی کے مفسدہ سے اول اس نہر سے شہر اور قلعہ مین بہت رونق تھی اب
وہ انتظام بالکل درہم و برہم ہوگیا ہے شاہجہان بادشاہ کے وقت سنہ ۱۶۳۸ع مین اسکی کہودائی کا کام شروع
ہوکر ۱۶۵۳ع تک جاری رہا اور اس عرصہ مین کل کام کہودائی اور تعمیر عمارات بیرونی و اندرونی شہر و
قلعہ کا باختتام پہونچا اسوقت پچیس لاکھ روپیہ سالانہ اسکی آمدنی تھی سو آسمین سے ایک خمسہ بادشاہی
خزانہ مین داخل نہین ہوتا تھا تمام وکمال اسکی صفائی اور عمارات کے صرف مین صرف ہوجاتا تھا ۱۷۵۳ع
جب نواب صفدر جنگ کی سرکشون کا واقعہ دہلی مین وقوع مین آیا اور سلطنت مین سخت بی انتظامیان واقع ہوئین
تو یہہ نہر بھی عدم خبرگیری کے سبب بند ہوگئی اور شاہان دہلی سے کوئی اسکی اجرا کی طرف متوجہ نہوا اسوقت
احمد شاہ درانی کے کہ اسنے دہلی کو فتح کرکر ایک لاکھ روپیہ اسکی صفائی کے اوپر خرچ کیا تو بہی قرار واقعی
اجرا اسکا ظہور مین نہ آیا آخر لارڈ ہیسٹنگ صاحب بہادر اسکی اجرا کی طرف متوجہ ہوئی اور ۱۸۱۸ع مین اسکی
صفائی کا کام جاری فرمایا پہلے صفائی اسکی جواربور کے مقام سے شروع ہوکر اسی اصلی راستہ سے پانی
اسکا بہادرے تک پہونچا پہر وہانسے آگے چلاکر نہر دریا سے اترالا مین ڈالی گئی وہان سے چلکر دریا
سوآنسا مین داخل ہوئی پہر وہانسے براہ داور روکر نال دیوانا وغیرہ دہلی مین آپہونچی اور یہہ کل کام
چار سال کے عرصہ مین انجام پاکر سنہ ۱۸۲۰ع مین باختتام پہونچا **نہر دواب** یہہ نہر بھی شاہجہان بادشاہ کے
وقت کی پرانی نہر ہے شاہجہان کے حکم سے اسکو بھی علی مردان خان جمنا کے بائین کنارے سے فیروزشاہ
کی نہر کے دہانہ کے پاس سے کہود کر لایا تہا اور کچھ دور تک یہہ نہر اور فیروزشاہ کی نہر باہم پاس پاس ہوتی ہوئی
چلی آتی ہین جہانسے ایکسو چھتیس میل چلکر یہہ دواب کے علاقہ مین پہونچ جاتی ہے اسواسطے اسکا نام نہر
دواب ہے شاہان چغتائی کی سلطنت کی ضعف کے وقت یہہ نہر بھی بند ہوگئی تھی مگر لارڈ ہیسٹنگ صاحب بہادر نے سنہ ۱۸۲۲ع

مین اسکی صفائی کی طرف بہی متوجہ ہوے اور پہلے کہودائی اسکی فیض آباد کے مقام سے شروع ہوئی اور ۱۸۲۳ء
تک یہہ کام جاری رکہکر باختتام پہونچا اسکے پانی سے تمام دوابہ کا ملک سیراب ہوتاہے بلکہ اگورنمنٹ کا یہہ اراد
ونشا ہے کہ ایک اور نہر کرنال سے پانچ میل کے فاصلے شرقی کنارے جمنا سے کہود کر الہ آباد کو لائی جاوے
دریاے صنولی یہہ ایک چہوٹا سا دریا بدوگار بحضور دہلی کا ہے اول یہہ نارنول سے چند میل پرے جنوب
کی طرف سے شمال مشرق کو بہکر جہجر مین آتا ہے پہر اُسی سمت یعنی شمال مشرق کو جاتا ہوا بعد طے کرنے رانتے
پچہتر میل کے گورگانون مین پہونچتا ہے وہان سے پہر بائیس میل دہلی کے طرف کو بہکر شہر دہلی سے چند میل
بسمت شمال دہلی کی نہر مین داخل ہوجاتا ہے **نالہ چتنگ** یہہ چہوٹا سا دریا یا نالہ پانی کا سرہند کے میدان مین
جاری ہے جو دریاے سرستی کے اندر سے ہوکر نکلتا ہے پہر وہان سے جنوب مغرب کی گوشہ کے سمت کو بہتا ہوا اور
بہت سے علاقون کو سیراب کرتا ہوا سفیدون کے مغرب کی طرف پہونچکر فیروزشاہ کی نہر مین داخل ہوجاتا ہے
پہر وہ اور نہر دونو ملکر بیکانیر کی ریگستان اور بٹنیر کے میدانون مین پہیل کر خشک ہوجاتے ہین جو حصار سے
بفاصلہ ستئیس میل کے واقع ہین کل لمباو اور رستہ اس دریا کا ایکسو پچاس یا ایکسو ساٹہہ میل کا شمار ہوتا ہے
دریاے مارکنڈا سرمور کی ریاست کے علاقہ اور ناہن پہاڑ کی گہاٹیون سے یہہ دریا نکلتا ہے اور
چشمہ سے تہوڑی دور جنوب مغرب گوشہ کے طرف چلکر سرہند کے میدان مین آتا ہے پہر وہان سے بہی اُسی
سمت یعنی جنوب مغرب کو بہتا ہوا اسی میل کا رستہ اپنے چشمہ سے طے کرکر دریاے سرستی مین داخل ہوجاتا ہے
اس دریا کی مشرق کو سرستی اور مغرب کو دریاے گہگر بہتے ہین مگر جب ان تینون مین طغیانی ہوتی ہے تو تینون
اپنی کنارون سے اچہل کر ایک ہوجاتے ہین اور کوسون تک دور دور پانی انکا پہیل جاتا ہے اور زمیندار انکو
انکی طغیانی سے بڑا فائدہ حاصل ہوتا ہے اور پیداوار شالی ومکی وماش وغیرہ کی بکثرت ہوتی ہے مخرج ان تینون
دریاؤن کا ایک ہی پہاڑ ہے جو اُنتیس میل تک برابر پہیلا ہوا چلا گیا ہے **دریاے سرستی** ہنود کی
عقیدہ مین یہہ دریا نہایت متبرک ہے اور اُسکے پانی سے غسل کرنا بڑا ثواب ہے اور کہتے ہین کہ اصل مین
سرستی برہماجی کی لڑکی کا نام ہے جو عقل کی دیوتا کہلاتی ہے اُسنے اپنے آپ کو اس دریا کی صورت مین
ظاہر کیا ہے اور چونکہ یہہ تہانیسر کے آگے عین میدان گورنگ کے جنگل مین جاکر گم ہوجاتی ہے اصل مین پانی اسکا
جذب نہین ہوتا بلکہ زمین کے اندر گہس کر الہ آباد کے قلعہ کے نیچے جا نکلتا ہے اور وہان سے تہوڑی دور چلکر
گنگا وجمنا کے شامل ہوجاتا ہے باعث اسکا یہہ ہے کہ جب یہہ سرستی پہاڑ سے اُتری تو اُسکے ہاتہہ مین کتاب یعنی
عقل کی پوتہی تہی اُسکو وہ دیکہتی ہوئی گورنگ کے میدان تک پہونچی وہان اکثر یعنی بہوتنے اُسپر حملہ آور
ہوئے اور چاہا کہ اس سے وہ کتاب چہین لین اُسوقت وہ ندی کی صورت بنکر شرم کے مارے زمین مین گہس گئی

اور زمین کے اندر ہی اندر بہتی ہوئی گنگا کے پاس الہ آباد کے قلعہ کے نیچے جا پہونچی اور زمین سے باہر نکلکر
گنگا مین شامل ہوئی اور اصل مین یہہ دریا سرموڑ کی پہاڑیاہن کی جنوب مشرقی گوشہ سے نکلتا ہے اور جنوب مشرق
کی سمت کو چلکر جب تیس میل کا راستہ طی کرلیتا ہے تو ایک اور پہاڑی ندی جسکا نام کہری ہے اسکے شامل
ہوجاتی ہے پھر تھوڑا سا راستہ اسی سمت کو چلکر یہہ دریا دو شاخون مین منقسم ہوجاتا ہے مشرقی شاخ کا نام
چہنگ اور مغربی کا نام سرستی ہے برسات کی موسم مین یہہ اور دریاے گہگر و مارکنڈا تینون ایک ہوجاتے ہین
صرف وہ گاؤن جو اونچے ٹیلون پر آباد ہین اسکی طغیانی سے محفوظ رہتے ہین کیونکہ پانی انکا بذریعہ مصنوعی
و قدرتی نہرون اور پست میدانون کے دور دور تک پہیل جاتا ہے دو شاخون کی تقسیم ہونے کے بعد یہہ
جنوب مغرب کے طرف کو بتیس میل چلکر تہانیسر تک آپہونچتا ہے وہانسے پھر مغرب کے سمت کو سترہ میل چلکر
مارکنڈا سے ملجاتا ہے پھر قریب چالیس میل کے اور چلکر دریاے گہگر سے شامل ہوجاتا ہے یہہ شمول کی حالت
اسکی اس حالت مین ہین کہ جب اسمین پانی کثرت سے ہوا اور اگر پانی کم ہو تو تہانیسر سے آگے بڑہ کر کورنگا
کے ریگی میدانون مین پانی اسکا بالکل جذب ہوجاتا ہے سردی کی موسم مین پانی اسمین بہت ہی کم ہوتا ہے
اور دور سے اسکے پانی کی سفیدی ایک سلیٹنا تاگے کی مانند دکہائی دیتی ہے **دریاے گہگر**
کوہ سرمور و علاقہ ناہن کے پہاڑ سے نکلکر پٹیالہ کی ریاست کے شرقی و شمالی حدود مین آتا ہے وہانسے
پھر پٹیالہ کی ریاست کے علاقہ کو سیراب کرتا ہوا اور کوہستانی اور میدانی علاقون کے درمیان حد فاصل
بناتا ہوا سرہند کے پاس آتا ہے وہانسے آگے پھر انتیس میل جنوبی سمت کو ریگی میدانون تک چلکر
پانی اسکا جنگل کی ریگ جذب کرلیتی ہے آگے کو چلنے نہین دیتی مگر برسات کے موسم مین برخلاف اسکے بہت
بڑی طغیانی پر آجاتا ہے اور ایکسو چالیس میل کا راستہ جنوب مغرب کیطرف طی کرکے ہریانہ مین اور بعضے ایکسو دس میل
اسی سمت کو چلکر پٹیانہ کی سرزمین مین جا پہنچتا ہے پھر بیکانیر کے ملک کا حد کے پار بہوپال کے پاس سے گذرتا ہوا
بائیس میل کا راستہ طے کرتا ہوا شہر بہٹنیر کے جنوب مغرب کی طرف فیروزشاہ کی نہر کے ساتہہ ملجاتا ہے پھر دونو
مشمول ایک دوسرے کے بائیس میل جنوب مغرب کو بہہ کر بہاولپور کے متصل دریاے گہارا یعنی ستلج مین
شامل ہوجاتے ہین اور اگر گہگر مین پانی کم ہو تو دمندل کے مقام سے پانی اسکا آگے نہین چلتا کچہہ زمیندار
اپنے اپنے زراعتون کی طرف لیجاتے ہین اور کچہہ ریگستان مین گم ہوجاتا ہے اسکے نچلے حصہ کے راستہ مین
تمام ملک ویران و بنجر ہے وہان اسکا پانی زراعت کی کام مین صرف نہین ہوتا شاہ بابر نے اسکا نام گگر کہا تھا
جو اب گہگر مشہور ہے چوڑان اسکی اگرچہ کم ہے مگر گہران زیادہ ہے طغیانی کے وقت گہران اسکی تین گز تک
پہونچ جاتی ہے ورنہ معمولا عمق اسکی گز یا سوا گز کے مقدار تک ہے **سا بی نلا** یہہ ایک چہوٹا سا دریا کوہ الہ

کی جنوبی گہاٹیون سے نکلکر اول شمال کی طرف بہتا ہے پھر وہان سے مختلف راستون اور سمتون کو اسی میل تک بہتا ہوا
ریوارا ورکوٹ قاسم کے مقام تک پہونچتا ہے پھر اُس مقام سے تیس میل تک ضلع گورگانون اور جہجر تک چلتا ہوا
ہتہوتی دریا کے دہنے کنارے کے طرف سے اُسمین شامل ہوجاتا ہے **پوشیدہ نرہے** کہ اگرچہ ستلج پار سے
جمنا تک کے میدانی علاقہ مین بہت سی ندیان نالے نہرین قدرتی ومصنوعی جاری ہین مگر جو انمین بڑی نہرین ہین
انہین اُنکا ذکرا وپر تحریر ہوچکا انکی سواے خانپور کی ندی ہڈیالہ کا دریا مانگر اانگرہی نہرکٹورا سوہاگ خانواہ د
پوراتی ستلج خلاصی نالہ وغیرہ بہت ہین جنکی علیحدہ علیحدہ ذکر کرنے سے طوالت ہوتی ہے ان کے پانی سے
تمام علاقے سیراب ہوتے ہین اور آب پاشی کا روپیہ سرکار مین داخل ہوتا ہے سواے اسکے اس میدان کے پانی
کے جمع ہونے سے جہیلین بہی ملک کو سیراب کرتے ہین جنمین سے چند جہیلو نکا ذکر کیا جاتا ہے **گوہانہ کی جہیل** یہہ جہیل
دہلی سے پچاس میل شمال مغرب کے سمت کو قصبہ گوہانہ کے پاس ہے اور دہلی کی نہر سے ایک شاخ نکل کر
جو رہتک کو جاتی ہے وہ بہی اسکے متصل بہتی ہے برسات کے موسم مین اسکا پانی پچاس میل تک پہیل جاتا ہے
بلکہ جب علیمردان خان نے اس نہر کو بنایا اور پانی چہوڑا تو گوہانہ تک پانی برابر اکرست زمین مین پہیل گیا اسقدر
کہ گویا اُس ملک مین طوفان آگیا اور ایک گاؤن جسکا نام لعل پورہ تہا غرق ہوگیا **کوٹلہ کی جہیل**
یہہ جہیل ملک کے بڑی جہیلو نمین شمار ہوتی ہے جو دہلی سے جنوب مغرب کے سمت کو اڑتالیس کوس کے فاصلہ
پر واقع ہے اس جہیل سے رعایا کو بڑے فائدے حاصل ہوتے ہین اور قصبہ کوٹلہ اسکے کنارے کے اوپر آباد
ہے **نجف گڈہ کی جہیل** اس جہیل کو دریاے ہتہوتی کی جہیل بہی کہتے ہین برسات کے موسم مین جب یہہ پُر
ہوتی ہے تو عرض طول اسکا بہت بڑہ جاتا ہے اور دہلی سے سمت جنوب مغرب پندرہ میل کے فاصلہ پر واقع
ہے اور سرکار نے چہوٹی سی نہر اسکے اندر سے جاری کی ہے **کیرت پور کی جہیل** ستلج پار کے علاقہ
مین یہہ بہی ایک مشہور جہیل کرت پور کے پاس ہے جہیل کے چارون طرف انبون کے درخت بکثرت ہین اور
جہیل کا ہندو لوگ بڑا ادب کرتے اور متبرک سمجہتے ہین ایک مندر بہی عالیشان پرستشگاہ ہنود کی یہان بنا ہوا ہے
اسمین مچہلی مرغابیان بیشمار ہین مگر ہندو اونکو شکار نہین کرتے اور نہ کسیکو شکار کرنے دیتے ہین **تہانیسر**
کورکہیتر کی جہیل اس جہیل کا مفصل ذکر ہندؤن کی عبادت گاہون اور شہرون کے حال مین لکہا جاویگا
انشاء اللہ تعالی

دوسری تقسیم ستلج پار کے ملک کی ضروری حالات تعداد رقبہ ومردم شماری وتقسیم قسمت وضلع وحدود اربعہ کے ذکر مین

یہہ ملک ستلج کے شرقی کنارے سے جمنا تک پہیلا ہے جسکے شمال کی طرف کوہ ہمالہ وشرق وجنوب کی ممالک مغرب

وشمالی اور جنوب مین بیکانیر و علاقہ بہٹیانہ مغرب مین دریاے ستلج ہے اور اگر کوہستانی ملک بہی جو ماتحت گورنمنٹ
پنجاب ہے اسکے ساتہہ شامل کر کر حدبندی ہو تو شمالی حد اسکی بہت اور چینی تاتار کے حدود سے ملحق ہو جاتی
اور خاص کر وہ ملک جسپر حکام انگریزی حکومت کرتے ہین تین قسمت اور دس اضلاع مین منقسم ہے اور ستر ہزار
آٹہہ سو سینتالیس میل اسکا رقبہ زمین شمار مین آیا ہے پہلی قسمت دہلی کی اسمین ضلع دہلی و کرنال و گورگانون
تین ضلع و کل رقبہ اسکا چار ہزار ستاون میل مربع ہے دوسری قسمت حصار کی اسمین ضلع حصار و رہتک و
سرسہ تین ضلع اور آٹہہ ہزار پانسو چہیالیس میل رقبہ ہی تیسری قسمت انبالہ اسمین ضلع انبالہ و لدہیانہ و تہانیسر و
شملہ چار ضلع اور پانچ ہزار دو سو چوالیس میل اسکا رقبہ ہے مگر اب تہانیسر کا ضلع ٹوٹ کر علاقہ اسکا اور ضلعون کے
ساتہہ ملا دیا گیا ہے اور ضلع فیروزپور گیارہوان ضلع ستلج پار کا لاہور کی کمشنری سے علاقہ رکہتا ہے اگرچہ اس
کتاب مین پنجاب کے علاقجات الگ الگ خصوصیت بیان ہوئے ہین مگر کل پنجاب کی مردم شماری اسی جگہ بیان
کی جاتی ہے کہ کل پنجاب مین جو ماتحت گورنمنٹ پنجاب کے ہے اُسمین ایک کروڑ ستہتر لاکہہ ترانوین ہزار چہہ سو
چورانوین آدمی آباد ہین پچہلے بارہ سال مین پنجاب مین آبادی کی بدرجہ غایت ترقی ہوئی چونکہ قسمت دہلی
و حصار اُس زمانہ مین ممالک مغربی و شمالی کے شامل تہی اب اگر اُن دونون قسمتون کی آبادی جو اکتیس لاکہہ
اڑتالیس ہزار آٹہہ سو پچاسی آدمی کی ہے منہا کیجاوے تو ایک کروڑ چوالیس لاکہہ بیالیس ہزار اٹہاسی
آدمی باقی رہجاتے ہین سنہ ۱۸۵۴ع مین جو مردم شماری ہوئی تہی اُسکی رو سے اب آبادی بہت زیادہ ہے
اسکا صرف ترقی آبادی کی ہے اور نیز یہہ کہ اب کی مردم شماری جو جنوری سنہ ۱۸۶۸ع مین ہوئی ہے نہایت محنت
اور کوشش کے ساتہہ ہوئی ہے چونکہ کل پنجاب مین چالیس لاکہہ اکیس ہزار نو سو چہتر گہر ہین اُنکے اوپر اگر آبادی
کو پہیلایا جاوے تو ٹہیک صحیح آدمی فی گہر شمار مین آتے ہین اور اس کل آبادی مین سے بچانوین لاکہہ
ترسیٹہہ ہزار پانسو چہپن مرد اور اسی لاکہہ تیس ہزار ایکسو اڑتیس عورات ہین اور یہہ تمام مردم شماری تین
فریق مین منقسم ہوئی ہے اول بالغ جنکی عمر اٹہارہ برس سے زیادہ ہے دوم وہ آدمی جنکی عمر بارہ اور
اٹہارہ کے درمیان ہے تیسرے وہ جنکی عمر بارہ سال سے کم ہے سو پہلے قسم کے بالغ مرد ترپن لاکہہ اکہتر ہزار
چہہ سو اور عورتین بیالیس لاکہہ تراسی ہزار چار سو باون اور دوسرے قسم کے مرد آٹہہ لاکہہ چہیاسٹہہ ہزار اٹہتر
اور عورتین اڑسٹہہ ہزار تین سو تراسی تیسرے قسم کے مرد یعنی بارہ برس سے کم ستائیس لاکہہ بیالیس ہزار
چہہ سو ستاسی اور عورتین اٹہائیس لاکہہ اڑتیس ہزار چونتیس علاوہ تفصیل شمار مین آتی شمار مردون کا بنسبت عورتون
کے تفریق وار اور کل میزان مین زیادہ ہے اور یہی کیفیت اور ملکون کے ساتہہ بہی ہے جو ایشیا مین خط استوا
کے قریب ہین یورپین یعنی انگریز وغیرہ عیسائی کل پنجاب مین دو ہزار نو سو چورانوین اور سکہہ ملک پنجتنی گیارہ

لاکھ اونتیس ہزار نوسو اکتیس اور ہندو کشتھ لاکھ چوبیس ہزار تین سو چوبیس مسلمان ترانوین لاکھ سینتیس ہزار دو سو
تریسٹھ و متفرق اقوام ہنگی چار بے مذہب نو لاکھ بہتر ہزار تین سو تراسی اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان کل پنجاب
کی آبادی مین نصف سی زیادہ ہین خصوصاً شمال مغربی حد کے ملک مین سوای مسلمانون کے اور کوئی قوم [illegible]
کے لوگ النادر کالمعدوم ہین اور سکھون کی سکونت قسمت لاہور و امرتسر مین زیادہ تر ہے اگرچہ علاقہ پٹیالہ
و جیند و نابہہ و فریدکوٹ مین بہی انکی سکونت ہے ٭

تیسری تقسیم بادشاہون اور راجون و رئیسون و جاگیردارون کے حال مین جو اس ملک مین حاکم تھے اور جو اب ہین معہ تذکرہ حکومت انگریزی

مسلمانون کی بادشاہت سے پہلے اس ملک بلکہ کل ہندوستان کی سرزمین مین ہندو راجے حکومت کرتے تھے
انکی تفصیل بہت طوالت و مبالغے کے ساتھ مہابھارت وغیرہ ہندوون کی کتابون مین درج ہے صحیح حالات
قابل اطمینان انکی بسبب عدم موجودگی کتب تواریخ کے نہین ملتی کیونکہ حملے غزنویہ و غوریہ کے وقت ہزارہا
کتابین جابجا ہندو راجون کے لوٹے اور جلائے گئے اسواسطے پچھلی تواریخ انکی بالکل نابود ہوگئی اور
اور جو نئی کتابین سماعی تصنیف ہوئین وہ چندان تسلی کے لایق نہین ہین مسلمان بادشاہون سے پہلا بادشاہ
سلطان محمود غزنوی ہے جو غزنین سے آکر اول راجہ جے پال حاکم پنجاب پر فتحیاب ہوا پہر ستلج
پار ہوکر اسنے دہلی و قنوج و گوالیار و اجمیر و گجرات کے راجون کو شکست دی اور شہر متہرا و گجرات و بتخانہ
سومنات لوٹا ہندوون کے لاکہون مندر گرائے دین محمدی کے احکام پہیلائے کانگڑہ و جوالا سے بیشمار دولت
اٹہا کر لے گیا ہند پر بارہ حملے اسکے پے درپے ہوئے اور جسطرف کو اسنے قدم بڑہایا اقبال لازوال پیشوائی
کو آیا فتح و فیروزی پارکاب رہی جب وہ بادشاہ بہزار حسرت و آہ چار سو اکیس سال ہجری مین مرگیا تو
سلطان مسعود اسکے بیٹے نے باپ کی سنت کو جاری فرمایا ہند پر چڑہ آیا ہانسی و سونپت
وغیرہ قلعون کو فتح کرکے بیشمار دولت غزنین کو لے گیا اسکے بعد **شہزادہ ابو المجد** سلطان مسعود
کا چوتہا بیٹا جو صرف پنجاب کا حاکم تہا وہ بہی ہانسی تک آیا اور تہانیسر تک لوٹ و غارت کرتا ہوا لاہور کو
چلا گیا پہر جب **سلطان ابراہیم** مسعود کا بیٹا تخت نشین ہوا تو اسنے بہی بڑے زور شور کے
ساتھ ہند پر یورش کی اور پے درپے فتوحات نمایان حاصل کرکے جاتے دفعہ ایک لاکہ قیدی ہندو
اپنے ساتھ باندہ کر لے گیا اسکے مرنے کے بعد کئی ایک بادشاہ غزنین مین حاکم ہوے لیکن اسطرف کو کوئی
متوجہ ہوا کیونکہ انکو اپنے گہر کے جہگڑون سے اتنی فرصت نہ ملی کہ دوسرے گہر کی خبر لینے کی انکو فکر ہوتی

آخر جب آخری بادشاہ غزنوی خاندان کا **خسرو ملک** خسرو شاہ کا بیٹا لاہور کی تخت پر بیٹھا تو اُسنے دوبارا ہانسی و تھانیسر وغیرہ کو اپنے قبضہ مین لے لیا پھر تھوڑی مدت کے بعد قبضہ اُسکا جاتا رہا اور وہ خود بھی علاؤ الدین غوری کے پنجہ مین قید ہو کر مر گیا اور کل پنجاب مین **سلطان شہاب الدین** الملقب با بو المظفر معز الدین محمد بن بہاؤ الدین سام غوری حکومت آرا ہوا اور پنجاب سے ستلج پار ہو کر اُسنے کئی حملون مین ہند کے بہت سے ملک پر قبضہ پایا اور راجہ پرتہی راج چوہان عرف رائے پتھورا کو قتل کر کے دہلی کے تخت پر تسلط ہوا پندرہ برس تک سلطنت کی اُسنے اپنی عمر بکمال استقلال کے ساتھ گذرانی آخر غزنین کو جاتی ہوئی گوکہرون کے ہاتھ سے شہید ہوا اُسکے مرنے کے بعد سلطان قطب الدین ایبک لکھہ بخش و آرام شاہ و سلطان شمس الدین التمش و رکن الدین فیروز شاہ و ملکہ رضیہ بیگم و بہرام شاہ و علاؤ الدین مسعود شاہ و ناصر الدین و غیاث الدین بلبن و کیقباد کل گیارہ بادشاہ ایک دوسرے کے بعد دہلی کی بادشاہت کرتے رہے غوریہ غلامون کی سلطنت کے بعد سلطنت دہلی کی سلاطین **خلجیہ** کے خاندان مین منتقل ہوئی اور پہلی پہل سلطان جلال الدین فیروز شاہ بادشاہ ہوا بعد ازان علاؤ الدین خلجی و شہاب الدین عمر و مبارک شاہ کل چار بادشاہون نے حکومت کی آخر جب مبارک شاہ کو اُسکی معشوق خسرو خان نے قتل کر ڈالا تو **تغلقیہ خاندان** کا آغاز ہوا اور سب سے اول سلطان غیاث الدین تغلق پھر محمد شاہ پھر فیروز شاہ پھر ابوبکر شاہ پھر محمد شاہ و سکندر شاہ و محمود شاہ کل آٹھہ بادشاہ اس خاندان کے سلطنت کرتے رہے پھر تیمور شاہ بادشاہ چغتائی کے حملہ کے بعد ہند مین **خضر خانی خاندان** کی حکومت پھیلی اور اس خاندان سے سید خضر خان و ابو الفتح مبارک شاہ و محمد شاہ و علاؤ الدین چار بادشاہون نے دہلی کے تخت پر اجلاس کیا اس خاندان کے ختم ہونے کے بعد **لودی افغانون کی خاندان** کی سلطنت شروع ہوئی اور ان مین سے سلطان بہلول و سکندر شاہ و ابراہیم شاہ تین کس بادشاہ مشہور ہیں جب انکا خاتمہ ہوا تو **بابر شاہ چغتائی** نے کابل سے آکر دہلی پر قبضہ پایا وہ مر گیا تو ہمایون شاہ بادشاہ ہوا اگرچہ بادشاہ **شیر شاہ سور افغان** کی لڑائیون مین مغلوب ہو کر ایران کو چلا گیا اُسکے جانے کے بعد شیر شاہ و اسلام شاہ و محمد شاہ عدلی تین بادشاہ جب سلطنت کر چکے تو ہمایون دوسری مرتبہ پھر آکر کامیاب ہوا ہنوز اُسکے دوبارہ بادشاہ ہوے کو چھہ مہینے ہی گذرے تھے کہ چھت سے گر کر مر گیا اُسکے مرنیکے بعد جلال الدین محمد اکبر بادشاہ تیرہ برس کے عمر مین بمقام کلانور تخت نشین ہوا یہہ بادشاہ بڑا اولوالعزم بہادر دانا عالم عادل رحیم کریم مشہور ہے اسکے تخت نشین ہوتے ہی ہیمون بقال سلطان محمد شاہ عدلی کے سپہ سالار نے بڑی فوج جمع کر کے آگرہ اور دہلی مین تصرف اپنا کر لیا یہہ خبر پا کر اکبر شاہ اپنی فوج لیکر پنجاب

دہلی کو روانہ ہوا پانی پت کے پاس فریقین مین سخت لڑائی ہوئی اور ہیمون زخمی ہوکر گرفتار ہوا اور گردن
مارا گیا اس بادشاہ نے دکہن کا ملک فتح کیا ہندو راجون کی لڑکیان اپنے اور اپنے بیٹے کے نکاح مین لایا
اکبر آباد بسایا قلعہ بنایا۔ آباد آباد کیا رعیت کو دلشاد کیا اگلے دفترون کو ترمیم کیا کل ہندوستان وغیرہ کا ملک
بائیس صوبون مین منقسم کیا ٹوڈرمل و مرزا عبدالرحیم منعم خان مبارک خان اسکے وزیر تہے فیضی فیاضی و ابوالفضل
مشیر تہے آخر اکیاون سال بکمال استقلال سلطنت کی دنیا کو چہوڑا عالم فانی سے منہہ موڑا اسکے بعد **نورالدین
محمد سلیم جہانگیر شاہ** بادشاہ ہوا اسکے تخت نشینی کے بعد شہزادہ خسرو اسکے بیٹے نے چاہا کہ باپ
کو تخت سے اتار کر خود تخت نشین ہوا اور بہ بلا بغاوت اختیار کی آخر پنجاب مین آکر پکڑا گیا اور اسکے ہمراہی
مددگار اسکے روبرو بہت بری حالت کے ساتہہ مقتول ہوے اس بادشاہ کی ملکہ نورجہان بیگم غیاث الدین
طہرانی کی لڑکی نے بادشاہ کی مزاج پر بڑا اختیار پایا اور اپنی حکومت کا نقشہ جمایا بادشاہ برائے نام تہا
سلطنت و حکومت مین ملکہ کا انتظام تہا اسکا باپ خواجہ غیاث وزیر اعظم تہا جسکے حکومت کے نیچے سارا عالم
تہا یہہ بادشاہ علم و حلم و سخا و عطا و نرم مزاجی مین مشہور ہے شہرت اسکی اخلاق حمیدہ کی دور دور ہے
اکیس سال آٹہہ مہینے اسنے سلطنت کی آخر کشمیر مین جا کر ضیق النفس کی بیماری سے مر گیا تو **شہاب الدین
محمد شاہجہان بادشاہ** جہانگیر کا بیٹا تخت نشین ہوا اسمین سخاوت و شجاعت ذاتی جوہر تہا
جلوس کے روز بہتر لاکہہ اور ایک کروڑ اسی لاکہہ نوروز کی جشن کے روز علما و صلحا و فقرا وغیرہ کو انعام کیا اور
جو اس سے پہلے بادشاہ کے روبرو سجدہ تحیت کیا جاتا تہا اسکے حکم سے موقوف ہوا ہزارون سرائین مہمانخانے
باغات مسجدین مقبرے تعمیر ہوے شاہجہان آباد لال قلعہ جامع مسجد دہلی مین مقبرہ ممتاز محل آگرہ مین باغ
شالامار و مقبرہ جہانگیر وغیرہ لاہور مین اسکے بنوائے ہوے موجود ہین اور ایک تخت طاوسی ایک کروڑ
روپیہ کی لاگت کا بنوایا اسپر بڑی خوشی کے ساتہہ اجلاس فرمایا مگر آخر کار اورنگزیب اپنے بیٹے کے قید مین
گرفتار آیا اور اسی حالت مین جان بحق تسلیم ہوا باپ کے قید کرنے اور بہائیون کے قتل کرنیکے بعد
محی الدین محمد اورنگزیب عالمگیر بادشاہ ہوا یہہ بادشاہ بڑا عالم و فاضل متشرع
محدث و مفسر مشہور ہے اسکے وقت مین ایک عورت بشامیہ نامی نے بیس ہزار آدمی کا لشکر جمع کر کے
بادشاہ پر چڑہائی کی اور آگرہ تک اپنا دخل کر لیا آخر مغلوب ہوکر مقتول ہوئی اور سیوا جی مرہٹہ دکہن مین
شورش کر کے بہت بیچ لڑائیان عالمگیر سے لڑا عالمگیر کے وقت مین ہزارون بتخانہ مسمار ہوکر بتخانون کی جگہہ
مسجدین تعمیر ہوئین لاکہون ہندو بزور شمشیر مسلمان ہوے ایک جامع مسجد لاہور مین قلعہ کے پاس لال پتہر
کی عمارت کی بنوائی جسکی عمارت فدائی خان کوکہ کے اہتمام سے سنہ [illegible] ہجری باختتام پہونچی اس بادشاہ

نوے برس عمر پائی اور پچاس برس سلطنت کی آخر ۱۱۱۸ ہجری مین فوت ہوا اسکے مرنے کے بعد **محمد معظم شاہ عالم بہادر شاہ** عالمگیر کا بیٹا اپنے دو بہائیون پر غالب آکر بادشاہ ہوا اور پانچ برس کئی مہینے بادشاہت کی آخر ۱۱۲۴ ہجری مین مرگیا اسنے اہل سنت وجماعت کا مذہب ترک کرکے شیعہ مذہب اختیار کیا تہا اُسکے مرنے کے بعد اُسکے چارون بیٹون مین لڑائی ہوئی مگر اُنمین سے **معز الدین جہاندار شاہ** نواب ذوالفقار خان کی حمایت سے بادشاہ بنا اور تین بہائی اسکے قتل ہوئے مگر یہہ حکومت کی باب مین نا قابل نکلا اور سید عبد اللہ خان وحسین علی خان امراے دربار نے **فرخ سیر** عظیم الشان کے بیٹے عالمگیر کے پوتے کو تخت پر بٹہلایا اور جہاندار شاہ معزول ہوا اور خود سید عبد اللہ خان وحسین علی خان مختار کل سلطنت کے مقرر ہوئے مگر آخر کار اُنمین اور بادشاہ مین دشمنی پیدا ہوئی اور بادشاہ اُنکے ہاتہہ سے قتل ہوکر **روشن اختر ابو الفتح محمد شاہ** بادشاہ ہوا اسکے وقت مین سلطنت نہایت ضعیف ہوگئی اور مرہٹون کے حملے پے درپے ہونے لگے باجی راو مرہٹہ کی فوج دہلی کے دروازہ تک پہونچی اور آصف جاہ نظام الملک ناظم دکہن کا خودسر ہوگیا نادر شاہ بادشاہ ایران دہلی مین آیا قتل عام کی اور کروڑون روپیہ نقد سونا جواہرات موتی تخت طاؤس سب دہلی کے خزانہ سے اُٹہا کے لیگیا اور بڑا حصہ اس سلطنت کے ملک کا جو کابل کی سلطنت سے ملحق تہا اُسنے اپنی سلطنت کے ساتہہ ملالیا صوبہ بنگال نے بہی اپنی حکومت علیحدہ کرلی صفدر جنگ ناظم اودہ کا بہی اپنی سلطنت علیحدہ قایم کر بیٹہا دکہن کے ملک کے سواے گجرات وبرار وغیرہ بہی مرہٹون کی حکومت مین آگیا مالوہ کے لوگ علیحدہ حاکم کے ماتحت ہوگئے پنجاب مین احمد شاہ درانی نے اپنی حکومت جمالی الیضًا بے انتظامیون کے ساتہہ اٹہائیس برس یہہ بادشاہ سلطنت کرکے جان بحق تسلیم ہوا بعد ازان **احمد شاہ** اُسکا بیٹا تخت نشین ہوا اور چند ہی روز نام بادشاہ رہا اور معزول ہوا اور **شاہ عالم بادشاہ** نے تخت دہلی پر اجلاس کیا اُسکے وقت مین مادہوجی سندہیہ نے جو احمد شاہ درانی کی لڑائی مقام پانی پت سے بچ گیا ہوا تہا مالوہ کے ملک مین بڑا اقتدار پایا اور دور دور تک اُسکی عملداری پہیل گئی اُسوقت دہلی مین ذوالفقار الدولہ مرزا نجف خان جو وزیر مرگیا اور امیرون کی آپسمین فساد ہونے لگے تو مادہوجی نے ایسے وقت کو غنیمت جانا اور بڑا بہاری لشکر لیکر دہلی آپہنچا اور بادشاہ کی کل سلطنت پر حاوی ہوگیا صرف ایک شخص غلام قادر خان پسر ضابطہ خان نبیرہ نجیب الدولہ روہیلہ کی طرف سے اسکے دل مین کہٹکا باقی تہا تین سال کے بعد مادہوجی سندہیہ تو دہلی سے متہرا کو گیا اور غلام قادر خان نے میدان خالی دیکہکر دہلی مین اپنا قبضہ کرلیا اور کل بادشاہی خزانہ لوٹکر غوث گڈہ اپنے گہر بہیجدیا اور بادشاہ پر تسلط ہوکر خنجر کی نوک سے دونو آنکہین بادشاہ کی نکالڈالین یہہ بات سنکر مادہوجی فی الفور متہرا سے واپس آیا اُسکے آنے کی خبر پاکر غلام قادر دہلی سے غوث گڈہ کو بہاگا راستہ مین گہوڑے سے گر پڑا اور قید ہوکر سندہیہ کے سامنے پیش ہوا اور پہنچا

بُری حالت سے مقتول ہوا ۸ ستمبر ۱۸۰۳ع مین انگریزی فوج ماتحت جنرل لیک صاحب کے علیگڈہ سے کوچ کرکر دہلی
مین آئی اُسوقت مرہٹہ کا لشکر بہی ماتحتی لوی بورکین صاحب فرانسیس کے دہلی سے نکلا اور جمنا کنارے جمنا کے آپسمین
لڑائی ہوئی جسکے آخیر مرہٹہ کی فوج بہاگ نکلی اور کل سازسامان و دولت جابجا بیگہہ زین خزانہ انکا انگریزون کو ملا بادشاہ
بہی انگریزون کی حمایت کے سایہ مین بفراغبالی زندگانی کرنے لگا بعد ازان اکتوبر ۱۸۰۴ع مین مہاراجہ جسونت راو
ہولکر نے ستر ہزار فوج اور ایکسو تیس ضرب توپ کے ساتہہ آکر دہلی کا محاصرہ کیا دہلی مین انگریزی فوج اُسوقت
صرف دو پلٹن و چار کمپنی ہندوستانی و دو رجمنٹ بیقاعدہ سوارون اور دو پلٹن بیقاعدہ پیادون اور ایک
پلٹن توڑہ داربندوقون والون کی موجود تہین اُنمین سے بیقاعدہ فوج تو فوراً بہاگ گئی پہر بہی کرنیل برن صاحب
کمان افسر قلعہ بڑی بہادری کے ساتہہ شہر کے حصار کی مضبوطی کرکرتا رہا اور حملہ کرنیوالون کا جواب تیزی کی
ترکی دیتا رہا اور جب اُنہون نے پوڑیان یعنی زینے لگا کر فصیل پر چڑہنے کا ارادہ کیا تو سخت حملہ کرکر اونکو
پسپا کیا اور اِس جلدی مین جو تین سرنگین مرہٹون نے لگائی تہین وہ بہی اوڑانا بہول گئے بعد تین روز کے
جنرل لیک صاحب معہ فوج کے وہان آپہونچا اور محاصرہ اُٹھا دیا شاہ عالم جب نوّے سال کی عمر پاکر مرگیا تو—

اکبر شاہ ثانی قلعہ کے اندر تخت نشین ہوا اور ایک لاکہہ روپیہ مشاہرہ سرکار کمپنی سے پاتا رہا وہ مرگیا تو ابو ظفر
بہادر شاہ قلعہ کے اندر تخت نشین ہوا اور تمام عمر با آرام و خوشدلی گذرانی مگر اخیر کے وقت اوسکی عمر کے ایسا موقع
وقوع مین آیا کہ ۱۸۵۷ع مین مفسدہ پردازون نے یہہ خبر مشہور کی کہ بندوقون کیواسطے ولایت سے جو کارتوس آئے ہین
جس مین سور اور گائے کی چربی لگی ہوئی ہے اور ایسے کارتوسون کی تقسیم کرنے سے سرکار کا یہہ منشا ہے
ہندون اور مسلمانون کا مذہب جاتا رہے اور سب لوگ عیسائی ہوجاوین اور اِس بات کا چرچا تمام ہندوستانی
فوج مین پہیلا اور افسران انگریزی نے ہرچند ایسی باتین فہمائشین کین بلکہ یہہ بہی تجویز ہوگئی کہ وہ اُن کارتوسوں کو
مُنہہ سے نہ کاٹین ہاتہہ سے کاٹا کرین مگر دلون سے وہ شبہہ نہ گیا اور اول تاریخ ماہ مئی ۱۸۵۷ع کو میرٹھ کی
چہاونی کے تیسرے رسالے اور بیسوین اور گیارہوین پلٹن ہندوستانی نے شورش کرکے چہاونی جلادی افسر
قتل کئے جیلخانہ کو توڑ دیا اور عیسائیون کے زن و مرد و بچہ خورد و کلان جو مل گئے ذبح کئے یہہ کام انجام کرکر یہہ
مفسد فوج دہلی مین آئی اور ایک شور محشر برپا ہوا کل فوج ہندوستانی دہلی کی بہی اونسے مل گئی اور انگریزون کو
قتل کرکر بہادر شاہ ظفر کو تخت پر بٹہلا کر بادشاہ بنایا یہہ خبر سنکر جابجا لکہنو اور فرخ آباد و بریلی وغیرہ مین بغاوت
پہیلی اور کل فوج اپنے افسرون کو قتل کرکے دہلی مین آپہونچی ادہر سے حکام پنجاب نے فوج مقبول گورہ اور
سکہون وغیرہ کی جمع کرکر دہلی کا محاصرہ کیا اور آپسمین لڑائیان ہوکر دہلی فتح ہوئی اور مفسدون کی فوج منتشر
ہوکر چلی گئی دہلی کے فتح کے بعد بادشاہ گرفتار ہوکر برہما کے ملک کی طرف جلاوطن ہوا اور وہان ہی بہت بُری

حالتین جان بحق تسلیم ہوا اس بادشاہ پر خاندان چغتائی بادشاہون کا خاتمہ ہوا اللہ باقی والکل فانی

ذکر ریاست جھجر و دادری و بہادر گڈہ ابتدا سے انجام تک

اگرچہ یہ ریاست دہلی کے مفسدہ کے بعد نیست و نابود ہوگئی ہے مگر رئیس یہانکا حاکم با اختیار صاحب عزت ووقار تھا اسواسطے تھوڑا احوال اُسکا درج کیا جاتا ہے کہ رئیس جھجر کے افغانان بڑیچ کہلاتے تھے اور بڑے اُسکے ولایت افغانی مین بمقام ہراوق رہتے تھے محمد شاہ بادشاہ کے وقت سب سے اول مصطفی خان بڑیچ ہندوستان مین آیا اور سرکار نواب علی بردی خان مہابت جنگ ناظم صوبہ بنگال و عظیم آباد مین جاکر نوکر ہوا اور خدمات نمایان کرکے بڑی عزت حاصل کی نوابی کا خطاب پایا مگر آخر کو باغی ہوکر اپنے آقا کے ساتھ کئی لڑائیان لڑا اور مارا گیا اُسکے مارے جانے کے بعد مرتضی خان بیٹا اُسکا اپنی فوج لیکر ابو المنصور خان صفدر جنگ صوبہ دار اودھ و الہ آباد کی خدمت مین حاضر ہوکر ملازم ہوا اور مدت تک صفدر جنگ اور اُسکے بیٹے شجاع الدولہ کے پاس نوکر رہا مگر جب نواب آصف الدولہ المشہور مرزا امانی کا وقت آیا تو اُس سے ناراض ہوکر چلا آیا اور پھرا سوا کہ دہلی پہونچا نجف خان وزیر سلطنت نے اُسکو بادشاہ کے حضور مین لیجاکر نوکر کرایا اور جاگیر دلائی جب وہ مرگیا تو فوجداری خان اُسکا بھائی اور اسمعیل خان و نجابت علی خان و بہادر خان اُسکے بیٹے بدستور سرفراز و بکرم رہے پھر جب تسلط مادہوراو جی مرہٹہ کا دہلی مین ہوا تو اُسنے انکی قدر و منزلت کو بحال رکھا انمین سے فوجداری خان تو جوالہ کے لڑائی مین مارا گیا اور باقی سب اپنی اپنی جاگیرون پر قابض و متصرف رہے پھر جب صاحبان انگریز دہلی پر قابض ہوے تو نجابت علی خان نے بحضور جنرل لیک صاحب حاضر ہوکر جانفشانیان کین اور خدمات نمایان بجالایا اُسکے عوض مین بموجب سند محررہ چودہوین اکتوبر سنہ ۱۸۰۶ع ہچپٹ وغیرہ پرگنات سیان دوامی جاگیر مین بحال رہی اور بالعوض پرگنات ریتاک کے پرگنات جھجر و دادری و بہادر گڈہ وغیرہ عطا ہوے پھر جب راجہ جسونت راو ہولکر نے دہلی پر حملہ کیا تو اُس لڑائی مین بھی فیض طلب خان بھنوئی نجابت علیخان کا زخمی ہوا اسواسطے جنرل لیک صاحب نے پرگنہ پاٹودی اُسکے جاگیر مین عطا فرمایا پھر جو محالات بیان ہوے اب کسی ضرورت کے سبب سرکار مین لے لئے گئے تو اُسکے بدلے محالات جھجر و بادلی و کانونڈی و بادلی قلعہ وغیرہ بمنظوری گورنر جنرل دوام کے واسطے انکو دیا گیا اور یہ خاندان سرکار انگریزی بہادر کا کمال خیرخواہ اور دوست متصور ہوکر لارڈ گورنر جنرل بہادر کی مہربانی انپر روز افزون ہوئی اور انکی حیثیت و عزت و آبرو کے مطابق علاقجات انکو ملے بدین تفصیل ۔

جاگیر نجابت علی خان		بنام اسماعیل خان و فیض محمد خان	
جھجر	باولی	دادری سواے بہو و ناہڑہ وجھال	بدھوانہ
کانونده معہ قلعہ کانٹی	نارنول	جاگیر اسماعیل خان بہادر گڈہ	جاگیر فیض محمد خان پاٹودہ

اور یہہ شرطین بوقت عطاے جاگیر قرار پائین کہ بندوبست محالات مذکورہ کا وہ خود کرلینگے سرکار سے مدد نہ پائینگے
اور چار سو سوار عند الضرورت سرکار مین دیا کرینگے اور ہمیشہ سرکار انگریزی کی تابعت مین حاضر رہینگے [illegible]
نجابت علی خان ان پرگنات مین رئیس اعلی مقرر ہوا اور سب اسکے رشتہ دار اسکے ماتحت شمار ہوئے دس برس تک
اسنے ریاست کی پہر ۱۲۳۹ھ مین وفات پائی پہر فیض محمد خان اسکا بیٹا مسند نشین ہوا اسنے انتظام ریاست کا کما حقہ
دانائی کے ساتھ کیا آخر چالیس سال کی عمر مین ۱۲۵۱ھ مین مرگیا اور فیض علی خان اسکا بیٹا مسند پر بیٹھا اس رئیس کے
مزاج مین کفایت شعاری بہت تہی مگر عمارت کا شوق تھا ۱۲۷۱ھ مین یہہ فوت ہوا اور عبد الرحمان خان بیٹا اسکا جانشین
ہوا یہہ رئیس بڑا سخی و عالی ہمت مشہور تہا اسکے وقت مین مفسدہ دہلی کا برپا ہوا ہرچند مرضی اسکی نہتی کہ خاص سرکار
انگریزی سے اسکی بگڑ جاوے مگر اجتماع مفسدان سے بہی نہایت خائف تھا اور چاہتا تہا کہ کسیطرح دونو فریق سے بچی رہے
انہین ایام مین مسٹر مٹکاف صاحب جنٹ مجسٹریٹ دہلی معہ ایک اور صاحب افسر پریٹ کے دہلی سے بہاگ کر جہجر مین
پہونچے نواب نے انکو جہجر مین علانیہ رکہنا مناسب نہ جانا اور بغرض تمام روانہ سمت کوٹہی چہوچک اس کر دیا اور
کوٹہی کے داروغہ کو لکہا کہ ان دونو صاحبون کو بحفاظت و آرام وہان رکہو جب دونو صاحب وہان پہونچ
گئے تو پیچھے سے چند شریرون نے ملکر ایک سوار بلا اطلاع نواب کے کوٹہی کے داروغہ کے پاس بہیجکر حکم پہونچایا
کہ نواب صاحب کا حکم ہے کہ ان صاحبونکو وہان نہ رکہو جدہر انکی مرضی ہو چلے جاوین جب داروغہ نے دونو صاحبونکو
یہہ حکم سنایا تو مجبوری وہانسے چل دیے گرجاتے دفعہ یہہ کہہ گئے کہ اگر ہماری زندگی اور انگریزی حکومت باقی رہی
تو نواب صاحب نتیجہ اسکا بخوبی پائینگے جب یہہ خبر نواب کو پہونچی تو بہت ملول ہوئے اور ہرچند تلاش کرائی گئی
کچھ پتہ ان دونو صاحبون کا نملا بعد ازان جو پے در پے تحریرات شاہ دہلی کی فوج کی طلبی کے واسطے پہونچین تو
نواب نے عبد الصمد خان و ابراہیم خان کو تین سو سوار دیکر مفسدون کی امداد کے لئے بہی دہلی کو روانہ کردیا مگر
جب چٹہی انگریزی لفٹنٹ گورنر ممالک مغربی و شمالی کی نواب کے نام بدین مضمون پہونچی کہ فوج انگریزی کا لام شروع ہوا
مفسدان کے واسطے کرنال مین جمع ہوتا ہے آپکو چاہئے کہ خود اپنی فوج لیکر وہان آوین اس چٹہی کے
پہونچنے سے نواب کا ارادہ مصمم ہوگیا کہ خود کرنال کو جاوے مگر جب فوج کے افسرون کو بلاکر صلاح لی تو وہ راضی

سست پائے گئے اسلیے نواب بہی خاموش ہو رہا اتنے مین ایک خط مسٹر ولیم فورڈ صاحب کلکٹر گورگانون کا بطلب
دو سو سوار اور ایک پلٹن اور دو ضرب توپ بسواتیون کے دفع فساد کے واسطے نواب کے نام کا پہونچا اسکی تعمیل
کے واسطے حکم روانگی فوج کا نافذ ہوا مگر ہنوز تعمیل نہین ہوئی تہی کہ اُسی وزیب بے اعتدالیون شاموسنگہ افسر
کے فوج مین بلوا ہوگیا اور فوج نے خود سر ہو کر شاموسنگہ کو پکڑ لیا دوسرے روز بمشکل تمام ایکسو سوار گورگانون کو
روانہ ہوا مگر وہ سوار فرخ نگر کے مقام پر جا کر بیٹہہ رہے اور تین چار روز کے بعد سنا کہ مفسدون کی یورش کے سبب سے
فورڈ صاحب گورگانون سے چلے گئے یہہ بات سنتے ہی وہ سوار جہجر کو واپس چلے آئے اسی عرصہ مین چند بیگمات
باغیون کے پنجہ سے بہاگ کر دہلی سے جہجر مین پہونچین وہ بحفاظت تمام رتہون مین سوار کر کر قلعہ کانوند مین بہیجی
گئین اور دہلی کے فتح ہوتے تک وہان رہین ۸ - اگست ۱۸۵۷ء کو امجد علی رسالدار مفسدان دہلی کے طرف سے
جہجر مین پہونچا اور فرمان شاہی سے نواب اور فوج دربار طلب پانچ لاکہہ روپیہ و امداد فوج پر کر سنایا نواب نے
بظاہر اسکی خاطر کی اور وعدہ وعید کر کے رخصت کیا پندرہ روز کے بعد پہر امجد علی روپیہ کی تقاضا کیواسطے
نواب کے پاس آیا اور نیز ایک شخص محمد عظیم شہزادہ نے قصبہ بادلی علاقہ جہجر مین آکر تحصیل معاملہ کی شروع کی
یہہ خبر پاکر نواب غصہ مین آیا اور فوج کو حکم تیاری کا دیا مگر وہ دونو وہان سے ٹل کر چلے گئے ۱۴ ستمبر ۱۸۵۷ء
کو لشکر انگریزی دہلی کے فصیل گراکر شہر مین داخل ہوا اُسوقت عبدالصمد خان و حسن علیخان نواب کے فوج افسر جو
دہلی مین مامور تہے وہان سے بہاگ کر جہجر مین پہونچے اور فوج مفسدون کی شہر سے بہاگ کر جا بجا بسل گئی اوسوقت حکام انگریزی
کے طرف سے مفسدون کی گرفتاری کے پروانجات جاری ہوے اور اسی مضمون کا خط نواب کے نام کا بہی پہونچا نواب نے مفسدون کی گرفتاری
میں بہت کوشش کی اور احمد علیخان شاہ دہلی کے خسر کو معہ حکیم عبدالحق مختار ریاست بلبگڈہ وغیرہ بہت سے باغیون کو گرفتار
کر کر حکام انگریزی کی خدمت مین بہیجا غرض جو حکم کہ دہلی سے آتا رہا اُسکی تعمیل فی الفور ہوتی رہی جب دہلی کے
تسلط سے سرکار انگریزی کو فراغت ملی تو گرد و پیش کے انتظام مین مصروف ہوئی و کرنیل لارنس صاحب
صاحب جنٹ مجسٹریٹ دہلی و ولیم فورڈ صاحب کلکٹر گورگانون و کپتان ہارسن صاحب وغیرہ معہ ایک کمپنی گورہ
و تین ہزار فوج مہاراجہ جمون و ایک ہزار فوج سرکاری کے دہلی سے کوچ کر کے ساتوین اکتوبر ۱۸۵۷ء کو مقام
پاٹودی آئے چونکہ اکبر علی خان رئیس پاٹودی کو غدر کے ایام مین باغی لوگون نے بہت تنگ کیا تہا اسیر ہی
انکی طرف سے نکیا اسواسطے اسکی ریاست بحال رہی اور لشکر دادری کو تلارام مفسد کے طرف مامور ہوا مگر وہ
بہاگ گیا وہان سے لشکر انگریزی مقام پاٹودہ جو جہجر کے علاقہ سے متعلق الحد و دہے پہونچا اسواسطے رئیس جہجر نے
وہان انتظام رسد اور انگریزون کی ضیافت کا کرایا اور خود بہی ساٹہہ ستر سوار و لیکر ساتہہ وہان پہونچا مگر ملاقات
حاصل نہوئی اور حکم ملا کہ بالفعل عزم دادری کلان کا ہے وہان سے واپس آکر بمقام جہجر ملاقات ہوگی اسواسطے

نواب جہجر کو لوٹ گیا جب لشکر دادری مین پہونچا تو بہادر جنگ خان رئیس دادری سے بے ہتہیار ملاقات
ہوئی اُسوقت کسیطرح کا مواخذہ اُس سے نہوا الا جو سوار نواب جہجر کے ماموره دہلی گرفتار ہوکر آئے وہ گولی سے قتل
کرائے گئے وہان سے لشکر بمقام چہوچہک واس علاقہ جہجر پہونچا اور طلبی نواب کی تعمیل کی پس پندرہ آدمیون کے
ہتہیار کے عمل مین آئی اُسوقت عبد الصمد خان و ابراہیم خان مشیران نواب نے یہہ صلاح دی کہ اب ہماری عقل مقتضی
اسبات کی نہین ہے کہ آپ بتوقع خیر ملاقات کے واسطے جائین اور کچھہ اسکا ثمرہ نیک اٹھائین کیونکہ وہ زمانہ گذر گیا
جب آپ نے ہمارا کہنا نہ مانا اور مشیران بے تدبیر کے کہنے سے ہمکو سفیران دہلی کے بدر کو بہیجا تہا اور اب طلبی
آپکی صرف گرفتاری کی نظر سے ہے کیونکہ اگر واقع مین یہہ امر نہوتا تو والا مقام پر وہ آپسے ملاقات ہوتی
اور اوسوقت انتظاری صرف دو روز فوج کے آنے کی تہی اب تو اور فوج آگئی ہے آپ کی طلبی ہوتی ہے دوسری
جو ہمارے سوار بے گناہ مارے گئے اُنکی بابت مین کچھہ آپ سے دریافت کیا جاتا تیسری صرف آپ کی ملاقات
کرنے کے واسطے دس ہزار فوج کے لانے کی کیا ضرورت تہی اب ہمارے نزدیک انگریزون سے توقع بہتری
نہین ہے مقتضائے عقل نیک اندیش یہہ ہے کہ آپ خود سری اختیار کیجئے و تعلقات ریاست کو ترک کرکے کسی
سمت کو چل دیجئے اگر کوئی ہمارے چلنے کا حارج ہوگا تو اُس سے ہم لڑینگے ناچاری کی موت سے مرنا مردونکا
کام نہین ہے فقط نواب نے یہہ تقریر سنکر اُنکا کہنا نہ مانا اور تہوڑے سے آدمیون کے ساتہہ افسران فوج انگریزی
کے پاس حاضر ہوگیا انہون نے سرسری ملاقات کرکے نواب کو نظر بند کرلیا اور خط مسٹر سانڈرس صاحب کمشنر دہلی کا
جو نواب کے نام تہا اوسکے حوالے کیا اُسمین لکہا تہا کہ غدر کے وقت تم سے کچھہ نمک حلالی و خیر خواہی وقوع مین نہین
آئی اسواسطے ریاست تمہاری ضبط ہوئی اور تحقیقات اس امر کی کہ آیا برعکس خیر خواہی کے کچھہ بدخواہی بہی تم سے ہوئی
یا نہین صاحبان کورٹ بمقام دہلی کرینگے جب نواب یہہ خط پڑہ چکا تو صاحبان فوج نے اُس سے کہا کہ آپ ہمکو ایک
اپنا حکم بنام اہلکار نوکرون کے لکہہ دیجئے کہ وہ کل خزانہ و اسباب سلیحہ خانہ سرکار انگریزی کے تفویض کردین چنانچہ نواب نے [illegible]
ایک پروانہ جہلا بان جہجر و قلعدار کانوند کے نام لکہہ دیا اُسی فرصت عمل و دخل سرکار انگریزی کا جہجر مین ہوگیا اور نواب قیدی ہوکر دہلی مین آیا اور
وہ بہیجے گئے زیادہ تحقیقات سے معلوم ہوئی کہ مخفی رہی آخرکار بہ تجویز صاحبان کورٹ جرم بغاوت اور بدخواہی کا نواب کے نسبت ثابت ہوکر
پہانسی دینا قرار پایا اور نواب کے چارون بیٹون کو جہجر سے بلا کر اُس سے ملاقات کرائی اور تئیس تاریخ دسمبر ۱۸۵۷ء کو نواب کو حکم سنایا گیا
کہ کل تم بروز پنجشنبہ چار بجے دن کے وقت پہانسی پاؤگے اگر کوئی آرزو رکہتے ہو تو بیان کرو نواب حکم سنکر خاموش ہوگیا
اور کچھہ جواب نہ دیا اگلے روز غسل کیا اور بیاریات و چند عورات کو اسکے ملازمون نے چاندی ہار کرسی آئی تہی سپرد کیا اور
کچھہ اشرفیان جو حسب الاجازت حکام کے اوسکے پاس خرچ کے واسطے موجود تہین جلاجانہ سے قیدیون کو تقسیم
کردین اور کچھہ وصیت نسبت تربیت اپنی اولاد کے اپنے بیس باندون کو کرتا رہا اتنے مین وقت موعودہ پہونچا اور

ایک صاحب معہ جمعیت ضروری کے وہان آئے اور نواب کو کرانچی مین سوار کر کر دہلی کی کوتوالی مین لے گئے اور
ایک گہڑی دن رہے پہانسی پر چڑہا دیا جب مر گیا تو نعش کو اوتروا کر ایک گڑہے مین ہنکوا دیا اسی روز سے نواب کے
خانگی اسباب کی ضبطی ہونے لگی اور کل زیور و اسباب زنانہ و مردانہ و عیال و اطفال کا بقدر ایک کروڑ روپیہ
کے ضبط ہوکر داخل سرکار ہوا بلکہ عورات کی معرفت جامہ تلاشی بیگمات کی بہی عمل مین آئی - اس سے پہلے
۹ - ماہ نومبر ۱۸۵۷ء کو کرنیل ڈگ لارنس صاحب پولیٹکل ایجنٹ دادری مین گئے اور وہان جاکر اوس ریاست
کو بہی ضبط کیا اور بہادر جنگ خان رئیس کو معہ فتح جنگ خان بیٹے اسکے کے نظر بند کر کے دہلی کو روانہ کیا اور بعض
اسکے دوستون کو بہادر گڑہ مین بہیجدیا اور کل ملک متعلقہ ریاست جہجر سے پرگنہ نارنول کا مہاراجہ صاحب پٹیالہ
و پرگنات کانٹی و باول راجہ نابہہ و پرگنہ دادری راجہ جیند کو انکی خیرخواہی و خدمتگذاری ایام غدر کے صلے سرکار سے
عطا ہوا بہادر جنگ خان رئیس دادری و بہادر گڑہ کو بعد تقرری ایک ہزار روپیہ ماہواری نقد زر پنشن کے لاہور مین
رہنے کے واسطے حکم نافذ ہوا اور ابراہیم علی خان نے جسکو نواب نے اپنے سوارون کا افسر بنا کر شاہ دہلی کے
مدد کو بہیجا تہا دہلی مین پہانسی پائی اور نواب کے عورات جنکے پاس زیور اور لادہنی جہجر سے خارج ہو کر لودہیانہ
بہیجی اور باقی اولادون کے واسطے پانیپت مین رہنے کا حکم نافذ ہوا اور گذارہ ہر ایک کا بقدر اسکی حیثیت کے مقرر ہوا

تذکرہ ریاست فرخ نگر

یہہ ریاست بلوچون کی ریاست مشہور تہی بانی اس ریاست کا دلیل خان بلوچ تہا جسنے فرخ سیر بادشاہ کے
عہد مین فوجدار خان خطاب پایا اور شہر فرخ آباد اسنے فرخ سیر بادشاہ کے نام پر آباد کیا اور اپنے متعلق لوگ
ہم قوم وغیرہ اسمین آباد کئے اور ایک مسجد عالیشان تعمیر کی نام اس شہر کا تاریخی مطابق ۱۱۲۵ ہجری ہے
جو بعہد محمد شاہ بادشاہ کے آباد ہو جانے اس شہر کے رکہا گیا تہا اور جو قلعہ فوجدار خان نے یہان بنوایا تہا
اسکی تاریخ بہی قلعہ فوجدار خان کسی شاعر نے برمحل نکالی ہے اس مادہ سے بہی ۱۱۴۵ ہجری ظاہر ہوتا ہے فوجدار خان
نے اپنے عہد مین جنگل کاٹ کر بڑی آبادی کی اور گاؤن بسائے جب وہ مر گیا تو بعد اسکے کامگار خان اور پہر موسی خان
جانشین ہوا تو اسکے وقت مین بعد حکومت تین سال کے ریاست مین تنزل آگیا اور وہ اس ریاست سے بکلی بیدخل
ہوگیا اور فرخ نگر وغیرہ ملک ہریانہ مین عملداری بہرتپور کی راجہ سورج مل کی ہو گئی اور اسکے بعد اسکا بیٹا جواہر سنگہ
پہر رتن سنگہ خلف سورج مل پہر نول سنگہ سورج مل کا بیٹا پہر رنجیت سنگہ سورج مل کا بیٹا قابض ہوا اسکے وقت مین موسی خان
بلوچ پہر اپنی ریاست کی استرداد کی فکر مین ہوا اور پوشیدہ پوشیدہ اپنے ہمقوم ہوا خواہون اور دیگر آدمیون کے
ساتہ سازش کر لی اور اس کام پر ڈیڑہ ہزار آدمی آمادہ ہو گیا مگر یہہ جمعیت قلیل غیر آزمودہ کار فوج کیتہر آموختہ
کے روبرو کچہہ حقیقت نہ رکہتے تہے سوا اسکے شمشیر و خنجر کے بغیر کوئی توپ یا رہکلہ و بندوق بہی اس خوف کے

مارے دو دو بد و دشمن سے مقابلہ نکرسکا اور یہ حیلہ بنایا کہ اُس ڈیرہ ہزار فوج مسلح کو عورتون کی طرح پردہ دار
گاڑیون مین بٹھلایا اور ایک سامان برات کا تیار کرکر رات کو باجے بجاتا ہوا اور رقص کراتا ہوا بہت روشنی
کے ساتھ اپنی مسکن سے چلا اور ایک نوشہ دولہہ مصنوعی بنا کر اور سہرا باندہ کر گھوڑے پر بٹھلالیا اسطرح چلتے
چلتے وقت صبح جانڈری عرف بادرگڈہ متعلقہ تحصیل گڈہ مین جو فرخ نگر سے بفاصلہ آٹھہ کوس کے ہے جا پہونچا اور
وہان یہ تیاری کی کہ وہ گاؤن شاہجہان آباد کے ناکہ پر تھا ایک قلعہ متعلق ریاست فرخ نگر کے بنا ہوا تھا اور
فوج راجہ کی اُسمین رہا کرتی تھی سامان برات کا اور رقص و نغمہ دیکھنے کو کل فوج بے ہتھیار باہر نکل آئی
اُسوقت فقط دو گروہ جانبازون کی تلوارین کھینچ کر گاڑیون سے نکل آئے اور مانند مرگ مفاجات جاٹون کے
لشکر پر جو بالکل غافل تھے ٹوٹ پڑے اگرچہ جاٹون کی فوج بھی ان سے کئی درجہ زیادہ تھی اور حتی الامکان
انھون نے کوشش بھی کی مگر سوتے اور جاگتے مین بہت فرق ہوتا ہے کشتہ و خستہ ہو کر بھاگ نکلے اور قلعہ
فرخ نگر مین محصور ہوئے اور بادرگڈہ کا قلعہ بلوچون نے اپنے قبضہ مین کر کر سامان حرب توپ و تفنگ وغیرہ
جسقدر رہا ساتھہ لے لیا اور شباشب فرخ نگر پہونچے اور مورچہ بندی کرکر شہر کو توپین لگا دین اُسوقت
دیوان خوشحال رائے نائب رئیس بہت گھبرایا اور ایسا بدحواس ہوا کہ بہت جلد قلعہ خالی کرکر بھاگ گیا اور موسی خان
نے عمل و دخل اپنا فرخ نگر مین کرلیا مگر ریاست اُسکی فرخ نگر و دیہات قرب و جوار پر بحال ہوئی پہلی ریاست
کے حدود قائم نہوئے وہ مرگیا تو اُسکا بیٹا اسمعیل خان پھر مظفر خان پھر یعقوب علیخان اپنے اپنے وقت
پر رئیس ہوتے رہے جب نواب احمد علیخان گدی نشین ہوا تو اُسکے وقت مین مفسدہ دہلی کا برپا ہوا
اور انگریزون نے سبب اسکے کہ وہ بھی باغی ہو کر مددگار مفسدان دہلی ہوگیا تھا اُسکو پھانسی دیدیا اور
ریاست فرخ نگر کی باختتام پہونچکر کل علاقہ ضبط سرکار ہوا انمین سے اب تفضل حسین نامی ایک جاگیردار اس
علاقہ کا باقی ہے جو مفسدہ کے وقت خیرخواہ سرکار رہا تھا ۔

ذکر ریاست سمرو صاحب الیمان زیب النساء بیگم قصبہ سردہنہ وغیرہ کا

اگرچہ سردہنہ کا علاقہ اب متعلق علاقہ میرٹھ لفٹنٹی پنجاب کے نہین ہے مگر دہلی کے پاس ہے یہ بھی ایک بہ دست ریاست
تھی تذکرہ اسکا بھی اس مقام پر لطف سے خالی نہوگا اور مجمل حال اسکا یہ ہے کہ سمرو صاحب الیمان انگریز رومن
کیتہولک دل راجہ رنجیت سنگہ والی بہرت پور کا نوکر تھا جب ۱۱۸۰ھ مین باہم مرزا نجف خان و راجہ رنجیت سنگہ
کے لڑائی ہو کر علاقہ ڈیگ فتح ہوا اور باہم دونو رئیسون کی مصالحت عمل مین آئی تو سمرو صاحب نے راجہ رنجیت سنگہ
کی نوکری ترک کر کے مرزا نجف خان کی ملازمت اختیار کی اسواسطے جو پرگنات جہجہ و جہارسہ وغیرہ راجہ نے

سمرو صاحب کے جاگیر مین دئی ہوئے تہے اُسکو واگذار رہے وہ مرگیا تو زیب النسا بیگم اُسکی زوجہ جو ذات کی
کشمیرن اہل طوائف مین سے تہی اُسکے جاگیر پر قابض ہوئی اور انتظام ریاست کا اُسنے بخوبی کیا مادہوراؤ
سندہیہ کے وقت اُسنے پرگنات جہجر وغیرہ چہوڑ دیا اور عوض اُسکے سردہنہ ولو دیانہ وبڑہانہ وبہاسو وبرنت
وکوتانہ وغیرہ پرگنات میان دوآب لے لئے اور سردہنہ کو دار الریاست مقرر کیا انگریزون کے وقت بہی
اُسکی جاگیر بدستور بحال رہی جب مرگئی تو کل علاقہ اُسکا سرکار انگریزی مین ضبط ہوگیا اور ایک ہزار سپاہی ہندوستانی
مسلمان اُسکا ملازم جو نجیب سپاہی کرکے مشہور تہے پنجاب مین مہاراجہ رنجیت سنگہ کے پاس آکر نوکر ہوگیا مہاراجہ
نے بہی اُنکا نام نجیبون کی پلٹن رکہا ؀

ذکر ریاست جارج طامس صاحب عرف جہاز صاحب انگریز کا

جارج طامس صاحب انگریز بہی بعہد عملداری مرہٹون کے ایک رئیس خود مختار ضلع ہریانہ وغیرہ مین ہوگذرا ہے
پہلے یہہ شخص انگریزی جہازون کی مٹیری مین ایک ذلیل عہدہ پر نوکر تہا ۱۱۹۵ ہجری مین انگلستان سے
ہندوستان مین آکر مندراس مین اُترا جو کہ آدمی صاحب حوصلہ وطالب جاہ وحشم تہا ذلیل نوکری جہاز کی چہوڑ کر بالاگہاٹ
مین آیا چند سال وہان بسر کئے وہان سے ۱۲۰۱ ہجری مین سردہنہ مین آکر سمرو کی بیگم زیب النسا کا نوکر ہوا
اور اچہی اچہی خدمتین بجالا کر عزت وتوقیر حاصل کی بیگم نے اپنی ایک کنیز سے اُسکی شادی کردی اور فوج کا
افسر بنایا مدت تک وہ نامگران قوم سکہہ سے جو بیگم کے علاقہ مین لوٹ مار کرتے تہے لڑتا رہا اور بیگم کو
اپنی خدمات نمایان سے خوش رکہا سات برس کے بعد بسبب دراندازی بعض دراندازون کے مزاج
بیگم کا اس سے برگشتہ ہوگیا اسلئے اُسنے بیگم کی نوکری چہوڑدی اور دوسو سوار جنگ آزمودہ کے ساتہ
سردہنہ سے نکلکر انوپ شہر کے پاس جو اُسوقت سرحد علاقہ انگریزی کی تہی آکر تین مہینے تک مقیم رہا
اس امید پر کہ شاید کوئی ہندوستانی رئیس اُسکو بلا کر نوکر رکہہ لے ۱۲۰۸ ہجری مین ایک خط آپا کہانڈہ راؤ
مرہٹہ کا اس مضمون سے اُسکے پاس آیا کہ اگر ہمارے پاس آجاوے تو معزز نوکری اور گذارہ معقول پاؤگے اور
آپا راؤ کہانڈہ راؤ کہانڈہ مرہٹہ الملقب بہ ... تہا دراول ادہوجی سندہیہ کا نوکر تہا اور مادہوجی
سندہیہ نے اُسکو نوکر رکہہ کر دو پلٹن جنگی آزمودہ کار عطا کین اور افسر بنایا جب اُسنے بہت
مین جانفشانیان کین تو مادہوجی سندہیہ نے اُسکو اضلاع گوالیار وکوہ میوات کا ناظم بنایا اور ان اضلاع کی
نظم ونسق اُسنے کچہہ عرصہ تک اچہا کیا ۱۲۰۰ ہجری مین اُسنے بلا اجازت اپنے آقا کے ... کہانڈہ راؤ ...
اگرچہ بہت کوششون کے ساتہ فتحیاب ہوا مگر نہایت زیر بار وقرضدار ہوگیا اس بدنظمی سے مادہوجی سندہیہ

اس سے ناراض ہوکر اسکو معزول کر دیا از بسکہ یہہ مرد ایک آدمی صاحب داعیہ و عالی دماغ تھا اُسنے شہر
میں آکر خودسری اختیار کی اور اپنی بازو کے زور سے اضلاع میوات کو مفتوح کرتا ہوا ہریانہ تک پہونچا
اسنا میں سکہہ لوگ جو اُس ملک کو لوٹ رہے تھے پنجاب کو لوٹ گئے اور ہریانہ کے بہت سے حصہ میں عملداری
آپاکہانڈہ راو کی ۱۲۰۲ ہجری میں قایم ہوگئی اُس فروغ کے وقت وہ مادہوسندہیہ سے نہ تو باغی اور نہ تابعدار
شمار تھا بعض بعض اضلاع میں خودمختار و مالک اور بعض میں باجگذار و تابع تھا اُسنے قلعہ کانوند کو اپنا دارالحکومت
بنایا فقط جب جارج طامس صاحب اسکے پاس پہونچا تو اُسنے اسکو آدمی ہوشیار و لائق کا جان مختار تصور کر کے
ریاست کا مختار بنایا اور افسری فوج کی اُسکے حوالے کی بعد وفات مادہوسندہیہ کے جب دولت راو سندہیہ
برادرزادہ مادہو کا جانشین ہوا آپاکہانڈہ راو بھی حسب الطلب اسکے معہ جارج طامس صاحب دہلی گیا اور
شاہ عالم بادشاہ کے یہاں سے خلعت فاخرہ حاصل کی غرض کئی سال تک طامس صاحب نے ریاست آپاکہانڈہ
کی خوب کارگذاریاں کیں اور خدمات لایق بجا لایا آخر جب آپاکہانڈہ راو نے بسبب شدت مرض و حصول بیماری
کے جمنا میں ڈوب کر خودکشی کی تو طامس صاحب حاکم خودمختار بن گیا اور دور دور تک علاقجات فتح کرتا ہوا اعلا
راجہ پٹیالہ وغیرہ سے سررشتہ دوستی کا قایم کیا جب آپاکہانڈہ راو مرنے کے بعد باون راو برادرزادہ
اسکا جانشین ہوا تو اُسنے بعض فسادانگیزوں کے کہنے سے یہہ تجویز کی کہ جو پرگنہ جہجر وغیرہ اسکے چچا نے طامس صاحب
کو جاگیر میں دی ہوئی تھی ضبط کر کے اپنی ریاست کے شامل کر لیوے ہرچند طامس صاحب لحاظ اسکے کہ وہ
نوکر اُس خاندان کا تھا اطاعت قبول کی اور کچھہ خراج بھی دینا کیا مگر باون راو نے نہ مانا اور نوبت جنگ کی
عمل پہونچی آخرکار بعد جنگ و پیکار آپسمیں صلح و صفائی ہوگئی اس کام سے فراغت پاکر اُسنے مقام کرنال
سکہوں کے ساتھہ ایسا جنگ کیا کہ جسمیں اکہتر سکہہ مارا گیا شہر حصار و ہانسی جسکو سکہوں نے بالکل اُجاڑ
دیا تھا از سرنو آباد کر کے دارالریاست بنایا قلعہ جارج گڈہ جسکو اب جہاز گڈہ کہتے ہیں تعمیر کیا اور کل ملک
ہریانہ کا جو دہلی سے نوے میل شمال و مغرب میں ہے طامس صاحب کے تصرف میں آگیا جسکی وسعت جنوباً و شمالاً
انسی کوس اور اسیقدر شرقاً و غرباً بھی ہوگی اور اسکی ریاست کی حد شمالی صاحب سنگہ پٹیالہ والے کے راج اور گوشہ
شمال و مغرب ملک بہٹیان اور غرب میں بیکانیر کے راج اور جنوب میں جی پور کی راج اور گوشہ جنوب و مشرق
میں پرگنہ دادری اور مشرق میں اضلاع متصلہ دہلی اور گوشہ شمال و مشرق میں روہتک پانی پت وغیرہ
کی حدود سے ملتی تھی اور خاص قصبہ ہانسی کو اُسنے اپنا دارالحکومت بنایا اور اگر خاص حد اُسکی ریاست کی
بیان کیجاوے تو یہہ ہے کہ شمالی حد میں اُسکے دریاے گہگرا اور جنوب میں قصبہ بہل اور شرق میں مہم اور غرب
میں بہادرہ تھا اور آٹھہ سو موضع اسمیں شامل تھے بعد انتظام قرار واقعی کے طامس صاحب نے سکہ اپنے نام کا

جاری کیا اور توپین قلعہ شکن و میدانی لڑائی کی ڈہلوائین لشکر آراستہ کیا شان و شوکت شاہانہ جمائی یہانتک کہ
اُسکے پاس پچاس ضرب توپ اور آٹھہ پلٹن ہزار ہزار آدمی کی اور ایکہزار سوار اور ساڑہے تین ہزار بیقاعدہ
فوج جمع ہوگئی اور جارج گڈہ اپنے بنائے ہوئے قلعہ مین جو جہجر سے چار کوس پر ہے سامان جنگ و ذخیرہ جمع کیا
چند سال کے بعد اتفاق جانے طامس صاحب کا میواڑ کی ملک کیطرف ہوا پیچھے اُسکے ضابطہ خان ناظم جہجر نے بہنریا ولی
کی کہ علاقہ روا اڑی عملداری دولت رام سندیہہ سے کہانڈ کی بہری ہوئی گاڑیان ستر ہزار روپیہ کی مالیت کے لوٹ
لین گاڑی والون نے استغاثہ اسکا بحضور پیرون صاحب سپہ سالار فوج دولت رام سندیہہ کے کیا اور پیرون صاحب
کی حکم سے مسٹر لوئیس صاحب فرانسیس معہ چار پلٹن و توپخانہ واسطے تدارک ضابطہ خان کے مامور ہوا اُسنے جہجر
آکر توپین لگادین اور پندرہ دن تک برابر لڑائی ہوتی رہی آخر ضابطہ خان مفرور اور لشکر مرہٹہ کا منصور ہوا
اور لوئیس صاحب جہجر کے چند دوکانداروں اور ساہوکاروں کو پکڑ لے گیا جب طامس صاحب میواڑ سے واپس آیا
تو اُسنے شہر جہجر سے ستر ہزار روپیہ معاوضہ اُن گاڑیون کا چندہ کر کر پیرون صاحب کے پاس بہیجکر قیدی
اپنے منگالیے اگرچہ گاڑیون کے عوض مین تو ستر ہزار روپیہ پیرون صاحب نے وصول کرلیا مگر دل مین
جارج طامس کے نوکرون کی شوخی سے سخت پیچ و تاب کہائی اور کل یہہ حال دولت راے سندیہہ کی خدمت
مین جو اُسوقت دہ مقام دکہن تہا لکہہ بہیجا وہان سے ایک خط بنام طامس صاحب اسطرح جاری ہوا کہ چونکہ
اسوقت دکہن مین ہماری اور مہاراجہ جسونت راے ہولکر والی اندور کی لڑائی ہو رہی ہے تمکو چاہیے کہ
اپنے آپ کو ہماری سلطنت کا ایک ملازم و جاگیردار تصور کر کر ماتحتی پیرون صاحب سپہ سالار کے مجاربہ
ہولکر مین مصروف ہو چونکہ پیرون صاحب اور طامس صاحب کی آپسمین صفائی نہتی پیرون صاحب نے چاہا کہ کسیطرح طامس صاحب
کو اپنے پاس بلاکر قید کرلون مگر طامس صاحب نے اپنی فوج کے ساتھہ جاکر ملاقات کی اور پیرون صاحب کو طامس صاحب
کے گرفتار کرنے کا موقع ملا اور کہا کہ مہاراجہ سندیہہ کا حکم ہے کہ تم علاقہ جہجر سے بالکل دستبردار ہو کر مہاراجہ
سندیہہ کی ملازمون کے حوالے کردو اور اسکے عوض مین تمکو پچاس ہزار روپیہ ماہواری ملا کریگا چونکہ یہہ بات پیرون
صاحب کی طامس صاحب نے منظور نکی اسی روز سے آپسمین مجادلہ و مقاتلہ شروع ہوا اور مدت تک طامس صاحب
رستمانہ لڑائیان سندیہہ کی فوج سے کرتا رہا آخر جب پیرون صاحب اور [illegible] صاحب کی فوج کو مدد پہونچ گئی اور
طامس صاحب کے فوج کے بہت سے [illegible] اور [illegible] سندیہہ نے طامس صاحب کے سپاہون اور افسرون
کے دوستون کو جو اُسکے علاقہ مین رہتے تہے قید کرلیا تو فوج طامس صاحب کی بیدل ہوگئی اور اپنی جان بچا کر
جا بجا [illegible] تب طامس صاحب نے ریاست سے دل اُٹہایا اور انگریزی عملداری مین جاکر باقی عمر
[illegible] بسر کی

تذکرہ ریاست لوہارو

یہہ ریاست ایک مسلمان نواب کی ہے اسکی شمال کو ضلع ہریانہ شرق ریاست جہجر و جنوب و مغرب مین شیخاوٹی و غرب
بیکانیر و ہریانہ ہے سطح اس ریاست کا دو سو میل مربع اور آبادی تخمیناً اٹھارہ ہزار آدمی کے ہے جب لارڈ
لیک صاحب نے مرہٹون کو دہلی سے نکالا تو لوہارو معہ علاقہ متعلق کے ریاست الور مین منتقل ہوگیا اور راجہ الور نے
یہہ علاقہ نواب احمد بخش خان اپنے نائب کو بخش دیا بلکہ سرکار انگریزی نے بعوض اُسکے خدمات کے علاقہ فیروزپور
کا جو جنوب کے طرف دہلی کے ہے اپنی طرف سے نواب احمد بخش خان کو عطا کیا جب نواب احمد بخش خان مرگیا تو
شمس الدینخان اُسکا بیٹا جانشین اپنے باپ کا ہوا اُسوقت امین الدین خان و ضیاء الدین خان حقیقی بھائی شمس الدینخان
کے موجب وصیت اپنے باپ کے دعویدار حصہ ریاست کے ہوئے اور یہ مقدمہ روبرو مسٹر فریزر صاحب ایجنٹ دہلی
کے پیش ہوا صاحب ممدوح نے بعد تحقیقات گورنمنٹ مین رپورٹ کی کہ ان تینون بھائیون مین باپ کی وصیت
کے بموجب حصص ہوجانے مناسب ہین اسی باعث نواب شمس الدینخان صاحب ایجنٹ کا دشمن ہوگیا اور اپنے
نوکرون کے ہاتھ سے اکتوبر ۱۸۳۵ع مین صاحب ایجنٹ کو قتل کرادیا پس وہ مقدمہ ایک برس تک تحقیقات
ہوتا رہا آخر جرم قتل بہ نسبت نواب شمس الدینخان کے ثابت ہوکر اُسکو پھانسی دی گئی اور ریاست فیروزپور
کی ضبط ہوکر ضلع گوڑگانون مین شامل ہوئی اور خاص لوہارو معہ علاقہ متعلق امین الدین و ضیاء الدین کے نام واگذاشت
ہوا اور مدت العمر نواب امین الدین خان اس ریاست پر قابض و متصرف رہا اُسکے مرنے کے بعد نواب میرزا علاء الدین
احمد خان بہادر جانشین اپنے باپ کا ہوا اس جانشینی کے وقت ضیاء الدین خان نے دعوی حصول ریاست کا کیا مگر
کامیاب نہوا اور پنشن دینا مناسب سمجھا گیا اٹھارہ ہزار روپیہ سالانہ پنشن اس ریاست سے اسکو ملتی ہے نواب علاء الدین احمد خان بہادر
رئیس حال بڑے لائق و عالم و فاضل ہوشیار کارگذار نیکنام خیرخواہ سرکار انگریزی کے ہین انتظام اسکا ریاست مین
بہت اچھا ہے پانچ فرزند اس رئیس کے میرزا امیر الدین و نصیر الدین و عزیز الدین و بشیر الدین و ضمیر الدین موجود
ہین اور میرزا حسین علی خان بہادر رئیس حال کے بھائی بھی بڑے لائق آدمی ہین مفسدہ دہلی مین یہہ ریاست
وفادار ثابت ہوئی اسی سبب بحال و برقرار رہی ٭

تذکرہ ریاست دوجانہ

قسمت حصار مین یہہ بھی ایک مشہور ریاست [illegible] یہہ ریاست لارڈ لیک صاحب کے حکم سے بعوض
اُن خدمات کے جو نواب عبد الصمد خان نے مرہٹون کی لڑائی مین [illegible] کی تھین نواب ممدوح کو عطا ہوئی
اور دوجانہ کے ایک اور علاقہ جو [illegible] بھی شامل اس ریاست کے ہوگیا اب یہہ ریاست نواب عبد الصمد خان
کے پوتے محمد حسن علیخان کو واگذاشت ہے مفسدہ دہلی مین یہہ رئیس بھی خیرخواہ و وفادار نکلا اسلئے ریاست اسکی

قایم رہی محمد سعادت علی خان ولیعہد و محمد شمشیر خان و محمد شمشیر خان بہائی و محمد عبداللہ خان برادر چچیرزاد اس رئیس کے
ماتحت کام کرتے ہین کل سطح اس ریاست کا اکہتر میل مربع ہے اور آبادی چھہ ہزار آدمی سے زیادہ ہے پچاس
سوار اور ڈیڑہ سو پیادہ اس رئیس کے پاس نوکر ہے ٭

ذکر ریاست پاٹودی

یہہ ریاست بہی بڑی ریاست جہجر کی ایک شاخ ہے پہلے یہہ ریاست لارڈ لیک صاحب بہادر نے بجلدوے
حسن خدمات مہم مرہٹون کے نواب فیض طلب خان یعنی نواب نجابت علی خان رئیس جہجر کو ازروے سند محررہ
۴ ۔ اکتوبر ۱۸۰۶ء مطابق ۱۹ ماہ رجب ۱۲۲۱ھ عطا کیا یہہ ریاست چالیس میل بسمت جنوب مغرب دہلی کی اُس
سڑک پر واقع ہے جو دہلی سے نارنول کو جاتی ہے مفسدہ دہلی کے بعد باوجودیکہ ریاست جہجر کی ضبط ہوکر رئیس
وہان کا پہانسی پاگیا مگر یہہ ریاست بسبب خیرخواہی و وفاداری کے اکبر علی خان رئیس کو واگذار رہی فی الحال فرمان روا
اس ریاست کے نواب محمد مختار حسین رئیس ہین اور آمدنی کل اس ریاست کی قریب پچاس ہزار روپیہ سالانہ کے ہے
یہہ ریاست قسمت دہلی کے متعلق ہے اور محمد اصغر علی خان سربراہ کار و امداد علی خان رشتہ دار نواب صاحب کے زور بازو
اس ریاست کے مختار مہمات ریاست ہین ٭

ذکر ریاست دادری

یہہ ریاست جہجر کے ریاست کی ایک شاخ تہی اور جب جہجر کا علاقہ لارڈ لیک صاحب نے نواب نجابت علی خان کو عطا کیا تو
علاقہ دادری و بہادر گڈہ نواب محمد اسمعیل خان نجابت علی خان کے بہائی کو ملا مگر اسماعیل خان عنقریب فوت ہوگیا
اور نواب بہادر جنگ خان اُسکا بیٹا خورد سال رہ گیا اسواسطے نواب نجابت علی خان نے انتظام اس ریاست کا اپنے
ذمہ پر لیا اور دادری مین چہاونی اپنی فوج کی مقرر کی جب نجابت علی خان مرگیا تو نواب فیض محمد خان کے وقت
مین بہی چندسال دادری مین چہاونی رہی جب بہادر جنگ خان بالغ ہوا تو اُسنے دادری مین اپنا عمل دخل
کرلیا اسواسطے نواب فیض محمد خان نے مطالبہ نقصان عہد سرپرستی بحضور صاحب ایجنٹ دہلی کے پیش کیا اور یہہ
بیان کیا وقت سرپرستی و نابالغی بہادر جنگ خان کے آمدنی علاقہ کی کم اور خرچ زیادہ تہا صاحب ممدوح نے کل
انتظام قضیہ بہادر جنگ خان کا کرکے کل دیہات پرگنہ دادری سے نواب فیض محمد خان کو دیدئے اور باقی علاقہ جو
ایک لاکہ اٹہارہ ہزار ایکسو دس روپیہ سات آنہ ۹ پائی تہا بحق بہادر جنگ خان بحال رکہا اور چونکہ دو لاکہہ تو
باقی خسارہ جاگیر ایام نابالغی بہادر جنگ خان کے ذمہ پر تہی اور اسی ہزار روپیہ ایک مہاجن ہرنرائن نام کے
اُسکے ذمہ پر واجب الادا تہی اسواسطے پرگنہ دادری و بہادر گڈہ کا بطور ٹہیکہ گیارہ برس کے بحکم صاحب ایجنٹ
دہلی بہہ حوالہ نواب فیض محمد خان کے ہوگیا اور آمدنی جاگیر مین سے پندرہ سو روپیہ ماہواری بہادر جنگ کو بطور خرچ

دینا قرار پایا مگر عند الاپیل یہہ حکم محکمہ گورنری سے منسوخ ہوگیا اور کل علاقہ نواب بہادر جنگ کے ہوا تو اپنی خوشی سے
اُسنے بعوض تین لاکہہ چہتر ہزار روپیہ کے پرگنہ دادری کا نواب فیض محمد خان کے پاس میعاد دس سال کے رہن
رکہہ دیا اس شرط پر کہ وہ پچاس ہزار روپیہ سال نواب بہادر جنگ کو اور کل تنخواہ سواروں کی جو سرکار میں دینا
دی جاتی ہیں دیا کرے پس پرگنہ دادری کا رہن ہوکر بہادر گڑہ کا پرگنہ بقبضہ و دخل بہادر جنگ کے رہا جب
میعاد دس سالہ رہن کے گذر گئے تو زر رہن میں سے صرف ایک لاکہہ روپیہ ادا ہوا اسواسطے دادری کا علاقہ
پہر دس برس کے میعاد پر بعوض دو لاکہہ چہتر ہزار روپیہ کے نواب فیض علی خان فیض محمد خان کے بیٹے کے پاس
رہن ہوا اور دس سال تک وہ پچاس ہزار سالانہ خرچ کا دینا ہی موقوف ہوا اور یہہ بہی شرط ہوئی کہ بعد انقضائی
میعاد جب راہن فک الرہن کرائے تو ایک لاکہہ روپیہ یکمشت مرتہن کو دیوے مگر یہہ شرط نواب بہادر جنگ خان
کے وقت فسخ ہوکر پچاس ہزار روپیہ کا دینا بوقت فک الرہن کے قرار پایا اور بہادر جنگ خان نے میعاد سے اول
پچاس ہزار روپیہ یکمشت دیکر علاقہ اپنا رہن سے واگذار کرالیا اور باقیماندہ روپیہ باقساط تین ہزار روپیہ سالانہ
کے ادا کر دیا جب بعد فرو ہونے مفسدہ دہلی کے افسران دہلی انتظام بیرونی کے واسطے تشریف لیگئے تو
دادری بہی گئے رئیس کی جہجر کے رئیس سے پہلی ملاقات ہوئی مگر کچہہ مواخذہ نہوا بعد ازاں جب رئیس جہجر کا ماخوذ ہوکر
دہلی پہونچایا تہا - ماہ نومبر ۱۸۵۷ء کو ڈگلس لارنس صاحب پولیٹکل ایجنٹ دادری میں گئے اور بجرم سازش مفسدہ
کے ریاست کو ضبط کرکے نواب بہادر جنگ خان و فتح جنگ خان اُسکے بیٹے کو نظر بند کرکے دہلی بہیجدیا اور بہی گاما
دادری کے رہنے والے کو کہ جسنے بزمانہ عدم سیاستی سرکاری ڈاک منشی کو مار ڈالا تہا اسی خاص موقع پر پہانسی
دیا اور حکم دیا کہ لاش اسکی پندرہ روز تک برابر پہانسی کے اوپر لٹکی رہے پہر جب تحقیقات مقدمہ ریاست جہجر
کی ہوکر نواب عبدالرحمان خان پہانسی مل چکا تو نواب بہادر جنگ خان کی نسبت حکم جلا وطنی کا صادر ہوا اور بعد
مقرر ہونے ایکہزار روپیہ ماہواری گذارہ کے لاہور بہیجا گیا اور لاہور میں چند سال قیام کرکے فوت ہوا اب
بیٹا اسکا فتح جنگ خان لاہور میں رہتا ہے اور دو سو روپیہ ماہواری پنشن اسکو سرکار سے ملتی ہے ؁

ذکر ریاست مالیر کوٹلہ

پنجاب کے ملک میں یہہ ریاست بہی ایک قدیمی مشہور ریاست ہے مورث اعلی یہان کے رئیس کا شیخ صدرالدین
زندہ پیر قوم سروانی افغان تہا جسکے ساتہہ نواب سکندر علی خان رئیس حال کا شجرہ انساب بچند اسامی دریافی
اسطرح پر ملتا ہے کہ نواب سکندر علی خان خلف نواب محبوب علی خان بن امیر خان بن وزیر خان بن بہیکن خان
بن جمال خان بن شیر محمد خان بن فیروز خان بن بایزید خان بن شیخ صدرالدین بن شیخ احمد زندہ پیر اور یہہ
شیخ احمد عمدہ سروانی بزرگ اپنے سرحدی پال کے مشائخ میں مشہور شخص تہا اور یہہ شیخ بدہون میں

بڑا بیٹا شیخ احمد کا شیخ صدر الدین المعروف بصدر جہان جو اپنے وقت مین ولی کامل اور درویش خدا رسیدہ تہا اپنے اصلی وطن دراہن سے بتقریب سیر ہندوستان کو آیا اور باستقامت پر جہان اب قصبہ مالیر کوٹلہ آباد ہے ہوکر ستلج دریا کے ایک شاخ پر جسکے نشان اب بہی معلوم ہوتے ہین مقیم ہوکر عبادت الٰہی مین مصروف ہوئی اسوقت مالیر کی آبادی کا نام و نشان بہی نہ تہا صرف ایک چہوٹا سا موضع جہوم نام آباد تہا شیخ کی عبادت خانہ کے قریب ایک عورت ضعیفہ مالی نام مسلمان رہتی تہی پہلے پہل وہی ضعیفہ حضرت کی مرید ہوئی بعد سلطان بہلول لودی بادشاہ نے اپنی دختر کی شادی صدر جہان سے کر دی تو حضرت کی بہت مشہوری ہو گئی اور جوق جوق لوگ حضرت کی خدمت مین حاضر ہونے لگے اسوقت حضرت نے اس قصبہ کے آبادی کی بنا ڈالی اور نام اسکا اسی عورت مالی کے نام پر مالیر رکہا بعد آبادی اس قصبہ کے ۹۲۳ ہجری مین شیخ صدر جہان کی وفات ہوئی اور اسی قصبہ مین دفن ہوئے فضل ایزد - اور عارف الحق انکی تاریخ وفات نکلی اونکے دو منکوحہ ایک جوت عورت اور دوسری شہزادی تہی شاہزادی کے بطن کی اولاد اب تک مزار مبارک کے مجاور رہین اور دوسری عورت کے نسل کی اولاد رئیس و سردار و نواب چلے آئے ہین صدر جہان کی پانچوین یا چہٹی پشت کے بعد بایزید خان رئیس ہوا اسنے اپنے نام کے پاس دوسرا قصبہ کوٹلہ معہ شہر پناہ و عمارات پختہ و خندق کے آباد کیا اور اپنی ریاست کی وسیع کرنے مین بہی نہائت کوشش کی اسکے بعد فیروز خان پہر شیر محمد خان جانشین ہوا پہر شیر محمد خان ہمراہ فوج ناظم سرہند کے گورو گوبند سنگہ کے ساتہہ خوب لڑتا رہا اسنے اپنی ریاست مین موضع شیرپور آباد کیا کہ اب وہ موضع ریاست پٹیالہ مین بستا ہے اسکے بعد غلام حسین حاکم ہوا جب وہ مرگیا تو جمال خان بیٹا شیر محمد خان کا گدی نشین ہوا یہہ بہی سکہون سے لڑکر بمقام سرہند شہید ہوا اسکے بعد بہیکن خان حاکم بنا احمد شاہ درانی والی کابل کی نظر اسکے خدمات نمایان اور قومی کے اسپر بڑی مہربانی تہی اسنے اس ریاست کو وسیع بلکہ انکی سکہ کو مضروب کیا آخر بہیکن خان نے انکا رئیس پٹیالہ سے لڑکر شہادت پائی اسکے بعد بہادر خان اسکا چہوٹا بہائی مسند پر بیٹہا اسنے بہی سکہون کے ساتہہ لڑکر جام شہادت نوش کیا اسکے وقت پٹیالہ کے رئیس نے غالب آکر اسکا بہت سا علاقہ اپنی ریاست کے شامل کرلیا اسکے بعد عمر خان اسد اللہ خان عطاء اللہ خان اسکے چہوٹے بہائی ایک دوسرے کے بعد مسند نشین ہوتے رہے عطاء اللہ خان کے عہد مین رنجیت سنگہ والی لاہور لشکر لیکر مالیر کوٹلہ پر چڑہ آیا اور ڈیرہ لاکہہ روپیہ نذرانہ مقرر فرمایا اسوقت کچہہ تو یہان کے رئیس نے نقد ادا کیا اور باقی کے واسطے رئیس پٹیالہ اور رئیس جیند کو ضامن دیا ضامنون نے بعوض ضمانت اپنی کے فوراً اپنے تہانجات اسعلاقہ مین بٹہلا دئے مگر انہین ایام مین ستلج پار کے رئیسون کی خوش نصیبی سے اسطرف کے کل ریاستین زیر حکومت صاحبان انگریز کے آگئے اور سکہون کا عمل و دخل بالکل اٹہہ گیا اور جنرل اوکٹرلونی صاحب نے بذات خود کوٹلی مین آکر سکہون کے تہانجات اس ریاست

سکے علاقہ سے اٹھا دیئے اور رئیس مالیرکوٹلہ کا دوبارہ عمل و دخل کامل ہو گیا عطا اللہ خان کے مرنے کے بعد وزیر خان اُٹھا
بہیکن خان کا حاکم مقرر ہوا وہ فوت ہوا تو امیر خان اُسکا بیٹا گدی پر بیٹھا اور عطا اللہ خان کی اولاد اپنی جاگیر پر قابض رہی
امیر خان سے پہلے رئیس مالیرکوٹلہ کے خانصاحب کہلاتے تھے اُسکو گورنمنٹ کے یہان سے نوابی کا خطاب عطا ہوا
ریاست و مدارج نے ترقی پائی امیر خان نے سنہ ۱۲۶۲ ہجری مین وفات پائی بجائے اُسکے نواب محبوب علیخان
مسند نشین ہوا سنہ ۱۲۷۴ ہجری مین نواب محبوب علی خان نے بھی دنیائے ناپایدار کو چھوڑا اور نواب سکندر علیخان
محبوب علیخان کا بیٹا ریاست کا مالک بنا اُسکے مرنے کے بعد نواب محمد ابراہیم علی خان مسند نشین ہوا جو
فی الحال موجود ہے خدا سلامت رکھے چراغ اہل دل (۱۲۷۴) نواب محبوب علی خان کی تاریخ وفات ہے کل آمدنی
اس ریاست کی ڈہائی لاکھ روپیہ سالانہ ہے جس مین سے ایک لاکھ روپیہ تو ذات خاص رئیس کے لئے ہے اور
ڈیڑہ لاکھ روپیہ اور سب حقدارون و حصہ دارون و جاگیردارون و پنشن دارون کو تقسیم ہوتا ہے اور کل سطح
اس ریاست کا ایکسو چوالیس میل مربع ہے اور آبادی اکیس ہزار آدمی سے زیادہ ہے اور خاص مقام ریاست کا اُس
سڑک پر جو پٹیالہ سے فیروزپور کو جاتی ہے بتالیس میل بسمت شمال مغرب پٹیالہ سے واقع ہے جاگیردار و امراء
اس ریاست کے عنایت علی خان وغیرہ برادران چچازاد و محمد رستم خان و غلام محمد خان رشتہ داران و شیخ کریم بخش
وزیر ہے اور میر منشی کا عہدہ ایک شخص فتح جنگ خان کو ملا ہوا ہے اور برکت علی خان تحصیلداری کا کام دیتا ہے
اور منشی کنہیالال بسیرن دلاور علیخان کی سربراہ کاری کے عہدہ پر ممتاز ہے اس رئیس نے مفسدہ دہلی مین سرکار
انگریزی کے ساتھ بڑی وفاداری کی اور خدمات نمایان بجالایا اسلئے مورد تحسین و آفرین ہوا ٭

ریاست پٹیالہ ستلج کے پار ریاستون مین یہہ ریاست ایک بڑی اور مشہور ریاست ہے یہان کے رئیس کو خطاب مہاراجگی
کا گورنمنٹ سے عطا ہو چکا ہے فی زمانا سکہون کے ریاستون مین سے اسکے ثانی کوئی ریاست نہین ہے دولت و جاہ و حشمت
و انتظام و عزت و توقیر مین بھی پنجاب بہر مین اس رئیس کا کوئی ثانی نہین ہے یہہ ریاست ایک شاخ
سکہان شامل پہولکیون کے ہے جسکا حال سکہون کے بارہ مثلون مین بہی آویگا مگر اس مقام پر بہی مختصر حال اس
خاندان کا تحریر ہوتا ہے کہ انکے بزرگ یعنی مورث اعلے کا نام پہول گوت برار جنس قوم جاٹ سدہو تہا اُسنے چغتائی سلطنت
کے ضعف کے وقت زمینداری بہت پیدا کی اور اپنے نام پر موضع پہول آباد کیا اُسکے چھ بیٹے تھے ایک تلوکا
دوسرا رامان تیسرا رگہو چوتہا چند پانچوان جھنو چھٹا تخت مل رامان کی اولاد مین سے [illegible] بیٹے تہے
ایک آلا سنگہ دوسرا دونا سنگہ تیسرا بخت مل چوتہا سوبہا سنگہ پانچوان لدہا سنگہ آلا سنگہ نے اس ریاست کی بنیاد ڈالی
اور جہت سال تک اُسنے بزور شمشیر اپنی ریاست مین داخل کر لیا اور بہیکن خان مالک مالیرکوٹلے سے بہی کچھ
حصہ آراضی کر [illegible] علاقہ اسکا بہی دبا لیا پہلے اُسنے موضع برنالہ آباد کیا پھر پٹیالہ کے آبادی کی بنیاد رکہی

اسکا قلعہ تعمیر کر کر شہر کو آباد کیا اس شہر کا نام اول پٹی آلا یعنی آلا سنگہ کا حصہ تہا پھر کثرت استعمال سے پٹیالہ مشہور ہو گیا
سنہ ۱۸۱۸ بکرماجیتی مین جب احمد شاہ بادشاہ درانی یہان آیا تو اُسنے اول برنالہ کے قلعہ کو لوٹا پھر پٹیالہ کی سمت کو
متوجہ ہوا تو آلا سنگہ نے اطاعت قبول کی اور بادشاہ کے وزیر کی معرفت چار لاکھ روپیہ بادشاہ کو دیکر خطاب
راجگی اور گدی ریاست کی حاصل کی جب احمد شاہ چلا گیا تو آلا سنگہ نے اور سکہون کی اتفاق سے سرہند پر یورش
کر کے زین خان ناظم سرہند کو قتل اور شہر کو غارت کر گئے اور جاگر دیا وہان سے اسکو بڑی دولت حاصل ہوئی اور کل
سرزمین متعلقہ شہر سرہند پر قبضہ اسکا ہو گیا اُسوقت شہر پٹیالہ نے بڑی رونق پائی کہ بہت سے رعایا سرہند کے
وہان سے اُجڑ کر اسمین آ بسے آلا سنگہ کے مرنے کے بعد سردول سنگہ اور سردول سنگہ بعد امر سنگہ مسند نشین ہوا
اُسی وقت مین ایک دفعہ اُسکے بھائی مسمی ہمت سنگہ نے اُسپر غلبہ پا کر اسکو ریاست سے بیدخل کر دیا مگر قائم فی الفور وہ پہر قابض ہو گیا
جب ہمت سنگہ مر گیا تو اسکا علاقہ مقبوضہ بھی ریاست کے شامل ہو گیا اور نیز امر سنگہ نے قلعہ بھٹنڈہ فتح کر کر اپنی ملک مین ملا لیا امر سنگہ کے مرنے کو
اسکے بیٹے صاحب سنگہ نے ریاست پائی اُسکے عہد مین پے درپے حملے رنجیت سنگہ والی لاہور کے ریاست پٹیالہ و جیند وغیرہ پر ہونے لگے
وہ ان سے پے درپے نذرانے وصول کرنے لگا اسکا ارادہ تھا کہ پنجاب کے اور ریاستون کیطرح ستلج پار کے
ریاستون کو بھی شکستہ و تابع کر دیوے اسواسطے سب رئیسون نے ملکر درخواست محفوظ رہنے اپنے کے بحضور جناب
ایجنٹ دہلی کے گذرانی اور بعد منظوری کے مسٹر مٹکاف صاحب سفیر انگریزی رنجیت سنگہ کے پاس لاہور مین آیا اور
جنرل اوکٹرلونی صاحب ایک بہاری فوج انگریزی لیکر لودہیانہ مین داخل ہوا اور چہاونی مقرر کی بعد سوال و
جواب کے دونو سرکارون مین دریاے ستلج حد مقرر ہوئی اور یہہ کل ریاستین رنجیت سنگہ کے پنجہ سے محفوظ ہو کر
انگریزی حفاظت مین آگئین اُسوقت یہہ ملک محفوظہ جاگیردارون اور رئیسون کے قبضہ مین تھا گورنمنٹ
انگریزی کی مداخلت اسمین کچہہ نہ تہی صرف ایک صاحب پولیٹکل ایجنٹ زیر حکم رزیڈنٹ دہلی لودہیانہ کے
مقام مین رہتا تہا جب کوئی تنازع ان رئیسون مین بابت سرحد وغیرہ برپا ہوتا تھا تو وہ فیصلہ کر دیتا تہا رفتہ رفتہ
دخل سرکاری اسملک مین بڑہتا چلا گیا اسطرح کہ جو جاگیردار لاولد مر جاتا اُسکا ملک سرکار انگریزی ضبط کر لیتی
صاحب سنگہ کے مرنیکے بعد کرم سنگہ مالک ریاست کا بنا وہ سنہ ۱۹۰۱ بکرماجیتی مین مر گیا اور راجہ نرندر سنگہ نے راج
پایا اُسکی وفات کے بعد اب مہاراجہ مہندر سنگہ اسکا بیٹا مالک راج و صاحب تخت و تاج ہے یہہ مہاراجہ بعد وفات
اپنے باپ کے خورد سال رہگیا تہا مگر بہ وفاداری اہلکاران نمک حلال کے انتظام ریاست کا بخوبی بنا رہا کل علاقہ اس
ریاست کا پہلے سے زیادہ بڑہ گیا ہے کیونکہ کچہہ علاقجات تو یہان کے رئیس نے خود خرید کر لئے ہین اور کچہہ
بعد نکالے جانے فوج گورکہہ کے کوہستان ستلج پار ریاست کیونتہل و بگہاٹ اس ریاست کے ماتحتی مین ملگئی
تہی مگر جب یہہ رئیس بوقت ہنگامہ آرائی فوج سکہی لاہور کے وفادار و خیرخواہ سرکار انگریزی کا نکلا تو

اور بھی علاقہ اسکو سرکار سے عطا ہوا اور کل رقبہ اس ریاست کا چار ہزار چھ سو بیالیس میل مربع ہوگیا اور آبادی
بھی تیرہ لاکھہ دس ہزار نو سو ساٹھہ آدمی کے شمار مین آگئے اب اسوقت سے بھی زیادہ ترقی ہوگئی کیونکہ
اس رئیس نے بوقت مفسدہ دہلی سرکار مین خدمات نمایان اداکین اور امداد مین دل و جان سے مصروف رہا
تو سرکار نے براہ قدردانی علاقہ نارنول وغیرہ جہجر کے ریاست کی ضبطی مین سے اسکو عطا کیا اور عزت بڑہائی کل علاقہ
اس ریاست کا نہایت زرخیز و آباد ہے غلہ بکثرت پیدا ہوتا ہے اور تجارت کی بہت افراط ہے اس رئیس کے علاقہ مین
حسب الحکم سرکار انگریزی کے بردہ فروشی نہین ہوتی کوئی عورت ستی ہونے نہین پاتی رعایا سے سخت محصول
نہین لیا جاتا سڑکون کا بنوانا راجہ کے ذمہ ہے علم و ہنر کی ترقی ہے جابجا مدرسے جاری ہین شراب کا بنانا اور بیچنا
اور جوے کا کھیلنا منع ہے ٭

ذکر ریاست نابھہ

اس ریاست کا رئیس بھی ہم جدی مہاراجہ پٹیالہ کا ہے اسکا مورث اعلی بھی وہی پھول زمیندار ہے جسکا ذکر پٹیالہ کی
ریاست کی ذکر مین تحریر ہوچکا ہے مختصر حال اسکا یہہ ہے کہ پھول کا بڑا بیٹا تلوکا تھا اسکا بڑا بیٹا گوردت سنگھہ تھا جسے
اقبال ہوا اسنے بوقت ضعف سلطنت چغتائیہ الااسنگہ ... اور تحصیل ملک بڑا علاقہ زیر حکم کرلیا اور جمعیت معقول بہم پہنچائی
وہ مرگیا تو اسکا بیٹا صورت سنگھہ ... بیٹا اسکا ہمیر سنگھہ گدی نشین ہوا اسنے اپنی ریاست بڑہائی اور شہر نابھہ کے
آبادی کی بنیاد رکھی اس شہر نابھہ اور پٹیالہ کے ایک ہی حیثیت اور سال مین نیو رکھی گئی تھی اسنے شہر آباد کرکے پختہ قلعہ
بنوایا شہر کے گرد شہر پناہ بھی پختہ بنوایا وہ مرگیا تو جسونت سنگھہ نے گدی پائی اسکے وقت مین فیمابین صاحب سنگھہ
والی پٹیالہ اور اسکے ایک قطعہ زمین کے اوپر تنازع برپا ہوا اور نوبت باجتماع فوج و لڑائی کی پہونچی چونکہ رنجیت سنگھہ والی
لاہور اس خاندان کا دہوتا تھا جسونت سنگھہ نے اپنی مدد کے واسطے اسکو طلب کیا ایسا عمدہ موقع اپنی بہبود کا رنجیت سنگھہ
کو جو ہاتھہ آیا تو وہ فی الفور لاہور سے چڑہ آیا اور یہان پہونچکر اسنے دونون ریاستون سے نذرانے معقول وصول کئے
اور اراضی متنازعہ جسونت سنگھہ کو دلاکر چلا گیا جسونت سنگھہ کے بعد دیواندر سنگھہ نے راج پایا مگر بجرم اسکے کہ بنا[illegible]
لدہیانہ و مدکی وغیرہ مین وہ انگریزون کے ساتھہ بمقابلہ پیش آیا اور سکہون کی مدد کے بعد فیصلہ ہونے مقدمہ
لاہور کے وہ گدی سے اوتار اگیا اور جلاوطن کرکے لاہور بہیجا گیا اور جب تک مہاراجہ گلاب سنگھہ کی حویلی مین
نظربند رہا خرچ اسکو آمدنی ریاست سے ملتا تھا اسکی معزولی کے بعد بیٹا اسکا خوردسال بہرپور سنگھہ گدی پر بیٹھا اور بسبب
خوردسالی راجہ کے گوربخش سنگھہ ایک شخص ریاست کے خیرخواہ کو سربراہ کاری عطا ہوئی چونکہ اس رئیس نے بھی بوقت
مفسدہ دہلی کے حتی الامکان خیرخواہی امداد مین سرگرمی کی تھی اسلئے علاقہ کانوڑ [illegible] سرکار سے
اسکو بھی عطا ہوا اسواسطے علاقہ کانوڑ کے تین سو تیرہ گاؤن اس ریاست کے متعلق ہین اور اسی ہزار آدمی کی آبادی

توبہی زمین زرخیز اور لائق الزراعت ہے **فائدہ** ستلج کے پار سرداران باوقار و رئیسان ذوی الاقتدار
با اختیار رہتے ہین انکا ذکر تحریر ہوچکا اگرچہ انکے سواے اور بہی بہت سے جاگیردار و صاحبان ملک و مال مثل
سردار لہنا سنگھ کلسیہ راجہ گوربخش سنگھ بنی بازرصہ و سردار نرائن سنگھ سیالیہ و سردار جیون سنگھ لوریہ و سردار شوکریال سنگھ
شہزادپوریہ و سردار اوتم سنگھ رام پوریہ وغیرہ بہت ہین جنکا ذکر موجب طوالت کتاب متصور ہوکر ذکر خیر انکا
منحصر اور برموقع ذکر اونکی مسلون کے رکہا گیا اور بالفعل انکی تحریر حالات سے کوتاہ قلمی وقوع مین آئی اور ریاست
فریدکوٹ اور ممدوٹ کی اگرچہ متعلق ضلع فیروزپور و کمشنری لاہور ہین مگر بلحاظ اسبات کے کہ وہ بہی دریاے ستلج کے
پار ہین اسلیے یہان ذکر انکا احاطہ تحریر مین آتا ہے

ذکر ریاست فریدکوٹ

یہہ ریاست ضلع فیروزپور مین ایک مشہور و با اختیار ریاست ہے اور رئیس اس ریاست کے راجہ وزیر سنگھ راجگی کے
خطاب سے مخاطب ہین اس کے شمال و مغرب و مشرق کی حدود فیروزپور کے پرگنون سے ملتی ہین اور مغرب
کی حد ممدوٹ کی حد سے ملحق ہے شرق سے غرب کو چالیس میل اسکا لمبان اور اونتیس میل جنوب سے شمال کو چوڑان ہے کل سطح
اسکا تین سو آٹھہ میل مربع ہے آبادی اس کل ریاست کی پنتالیس ہزار آٹھہ سو بیانوین پہلے مردم شماری مین شمار
مین آئی تہی یہہ راجہ اور سردار بکرمان سنگھ ولیعہد اسکا یہہ سردارون مین بے تعصب و موصوف باوصاف حسنہ مشہور ہین
وبخشی مہتاب سنگھ وزیر و شہباز خان سردار عطر سنگھ و سوداگر مل معتبران انکے ہین اونکے نہایت ہوشیار و جان نثار ہین

ریاست ممدوٹ

عرصہ قریب تین سو پچاس برس کا ہوا ہے کہ چند آدمی قوم افغان قندہار کی طرف سے قصبہ قصور مین آکر ساکن پذیر
ہوئے چونکہ پہلے بہی یہہ قصبہ پٹہانون کا سکونت گاہ تہا آپس مین بسبب ہم قومی کے اونکا بخوبی اتفاق ہوگیا اور سب
خاندان کے لوگ گہوڑون کی سوداگری اور سپاہگری سے گذارہ کرتے رہے سمت ۱۸۲۰ بکرمی مین جب سردار
جہنڈا سنگھ و گنڈا سنگھ بہنگیون نے قصور پر چڑہائی کی تو پٹہانون نے جمع ہوکر اونکا مقابلہ کیا اگرچہ قصور لٹ گیا مگر آخرکار
پٹہان فتحیاب ہوئی اور سکہون کو نکالدیا کسیقدر مدت کے بعد دوبارہ سکہہ قصور پر حملہ آور ہوئے اور افغانان قصور
کو مطیع کیا مگر بعد چندی بسبب بدانتظامی گلاب سنگہ بہنگی کے معزالدین خان افغان نے افغانون کو جمع کرکے سکہون کو
قصور سے نکالدیا اور کوٹ رکن الدین خان کو تاراج کرکے خودسر حاکم بن گیا اس قلعہ سے اسکو ایک ضرب
توپ اور ساٹھہ ہزار روپیہ نقد ملا جس سے استحکام کامل ہوگیا یہہ بات سنکر سردار گلاب سنگہ بہنگی نے پہر قصور پر
یورش کی و نظام الدین خان و قطب الدین خان پسران معزالدین خان نے ایک کامل جمعیت کے ساتھ اسکا مقابلہ
کیا اور فتحیاب ہوئے قصبہ کہوڑیان جو قصور سے دس کوس کے فاصلہ پر ہے دیوان مجلس راے کے قبضہ سے چہوڑا لیا

علاوہ اسکے قصبہ چونالہ وشام کوٹ وچونیان وغیرہ بہی اپنے قبض و تصرف مین کیا اور دریاے ستلج سے اوتر کر
ممدوٹ کے پرانے قلعہ کی جگہ نیا قلعہ بنوایا بعد ازان ان علاقون کے ساتھ ضرب توپ و تیس چالیس ہزار فوج سوار
پیادہ وہ ریاست قصور مین جمع ہو گئے آخر جب رنجیت سنگہ سالئی لاہور کا حاکم ہوا تو وہ قصور والون سے بہی درپے
آزار ہوا اور لڑائیان لڑا مگر افغانان قصور نے اپنا ملک ہاتہہ سے نہ چہوڑا ۱۸۰۲ع مین نظام الدین خان حاکم قصور کو وصل خان
ہمشیرہ زادہ اسکے نے بسبب کسی عداوت کے مار ڈالا اسوقت قطب الدین خان بمقام کہوڈیان موجود تہا وہ اپنے بہائی
کے قتل کی خبر سنکر قصور مین آیا اور وصل خان کو اپنے بہائی کے قصاص مین واصل جہنم کیا اور بہائی کی ریاست کا
جانشین ہوا ۱۸۰۷ع مین پہر رنجیت سنگہ بیس ہزار فوج لیکر قصور پر چڑہ آیا اور قطب الدین خان کو شکست دیکر قصور
کو لوٹا تمام علاقہ نواب کا قصور وچونیان وکہوڈیان وغیرہ نواب سے چہین لیا اسوقت نواب ممدوٹ مین آگیا
اور اس علاقہ کو آباد کرکے سکونت اختیار کی غرض ریاست اس خاندان کی معز الدین کے وقت سے قائم ہوئی پہلے
نہ تہی بلکہ خود معز الدین پہلے تجارت گہورون کی کرتا تہا ۱۸۳۱ع مین قطب الدین خان بمقام امرتسر بمرض فالج
مر گیا اور جمال الدین خان اور جلال الدین خان دو فرزند چہوڑے جمال الدین خان بڑا لڑکا جانشین ہوا اسکے وقت
عملداری صاحبان انگریز کی پنجاب مین ہوگئی اور نواب گورنر جنرل بہادر نے اسکو خلعت فاخرہ وخطاب نوابی کا
ملا ریاست کے اختیار بدستور اسکو ملے دیوانی فوجداری کلکٹری کے اختیار بہی اسکو عطا ہوئے اور سو سوار کی نوکری
اس ریاست کے ذمہ مقرر ہوئی چونکہ جمال الدین خان نے رعایا پر سخت ظلم کیا اور پے در پے نالشین انگریزون کی
عدالتون مین ہوئین تو جمال الدین خان ریاست سے بیدخل ہوا لاہور خاص مین اسکو رہنے کی اجازت
ملی اور گذارہ ریاست سے مقرر ہوا ۱۸۶۷ع مین نواب نے بخواہش خود حسب اجازت سرکار بمقام ہاہی واقع ضلع فیروزپور
سکونت اختیار کی اور ۱۸۶۳ع مین وفات پائی اور باہم اسکے لڑکون اور نواب جلال الدین خان اسکے بہائی کے ریاست کے
مقدمات دایر ہوئے اور سرکار انگریزی نے گدی نشینی اور خطاب نوابی کا جلال الدین خان کو دیا اور ممدوٹ کے رہنے
کی اجازت دی اور خان بہادر خان و محمد خان پسران جمال الدین خان کو جایداد منقولہ مین سے ایک لاکہہ روپیہ یکمشت
نقد ملا اور آیندہ کے لئے چہہ ہزار روپیہ سالانہ خان بہادر خان اور چار ہزار روپیہ محمد خان کو ملنا تجویز ہوا اب
جلال الدین خان جاگیردار اس ریاست کا ہے اور اختیارات آنریری مجسٹریٹ کے بہی اسکو حاصل ہین اور

چوتہی تقسیم ستلج پار سے جمنا تک کے شہرون وقصبون وقلعون و قدیمی مکانات ومعابد وپرستشگاہون وغیرہ کے ذکر مین

اس علاقہ مین بڑے بڑے شہر وقصبہ نامی گرامی مشہور آباد ہین اول تو شہر دہلی بہت مشہور وقدیمی

دار الخلافت ہندو راجوں اور مسلمان بادشاہوں کا ہے پہلے پہل اس شہر کو راجہ جدہشٹر پانڈو نے آباد کیا اور
اندرپرست نام رکہا آبادی حضرت عیسی علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے تخمیناً تین ہزار اکیس سال کے وقوع میں
آئی تہی کئی سو برس تک وہ آبادی قائم رہی پہر بسبب فسادات کے وہ شہر بالکل ویران ہوکر آبادی اسکی بالکل
نیست و نابود ہوگئی جب زمانہ سلطنت راجہ ڈہلو کا آیا تو اسنے یہہ شہر پہر بسایا اور اپنے نام پر نام اسکا دہلی رکہا
وہ آبادی مدت تک قائم رہی مگر یہہ دار الخلافت مقرر نہ تہا آخر راجہ انگپال نے اسکو دار الخلافت مقرر کیا جسنے
سلطان سبکتگین سے بمقام پشاور جاکر لڑائی کی اور شکست پائی اور اسی کے بیٹے جےپال نے سلطان محمود غزنوی سے
جنگ کرکر شکست کہائی شہاب الدین غوری کے حملے کے وقت راجہ پتہورا کہ پرتہی راج عرف رائے پتہورا تہا
وہ مارا گیا تو یہہ شہر مسلمان بادشاہوں کے قبضہ میں آکر دار الخلافت مقرر ہوا انکے وقت میں اسکی آبادی اسقدر
ترقی پر پہونچی کہ کل شہر تین کوس تک لمبا اور بارہ کوس تک چوڑا تہا جب سلطان محمد تغلق کا وقت آیا تو اسنے
اپنی مزاج کے وحشی پن سے دہلی کو اجاڑ کر دیوگڈہ کو آباد کیا اور کل رعایا کو حکم دیا کہ یہاں سے اٹہکر دیوگڈہ میں
جاکر آباد ہوں دیوگڈہ کا نام اسنے دولت آباد رکہا چنانچہ وہ بہی آباد نہوا اور دہلی بہی اجڑ گئی رعایا خراب
خستہ ہوکر جا بجا نکل گئے اسکے مرنے کے بعد پہر یہہ شہر آباد ہوا اور نہایت اوج پر آباد ہو گیا ہوا تہا کہ امیر تیمور نے
آکر اسکو لوٹا اور بڑی بڑی عمارتیں جلا کر خاک کر دیں اور کئی روز تک رعایا شہر کی بے آب و دانہ قید رہی
اکبر بادشاہ کے وقت پہر اسکی آبادی اوج پر آئی اور پہر اسنے حد درجہ تک آبادی اسکی پہونچ گئی کہ اسکے پوتے
شاہجہان نے اگلا شہر موقوف کر کر نیا شہر شاہجہان آباد موجودہ حال سنہ ۱۲ جلوس شاہجہانی مطابق سنہ ۱۰۴۸ ہجری آباد
کیا پہلے مٹی اور پتہر سے چار مہینے کے عرصہ میں ڈیڑہ لاکہ روپیہ خرچ ہو کر فصیل اسکی تیار ہوئی مگر دوسری برسات
میں وہ اکثر مقامات سے گر گئی اسواسطے اسکو بادشاہ نے پہر چونہ اور پتہر سے از سر نو سات برس کے عرصہ میں
بصرف چار لاکہ روپیہ کے بنوایا طول اسکا چہ ہزار چہ سو چونسٹھ گز کا ہے اور چار گز کی چوڑائی اور نو گز کی اونچائی
چودہ دروازے اور چودہ کہڑکیاں اسکی ہیں تین طرف شہر کے بڑی پختہ و بلند دیوار ہے اور ایک طرف دریای جمنا بہتا ہے بازار اور
کوچے اسکے تنگ ہیں مگر چاندنی چوک بڑا بازار ہے جو شمال و مغرب قلعہ سے جاکر دہلی دروازہ تک پونے میل تک
لمبا اور پچاس فٹ تک چوڑا ہے اس بازار میں پختہ نہر سرخ پتہر کی بنی ہوئی ہے اور دوسرا بازار جو قلعہ کے
شرق کی طرف سے غرب کو لاہوری دروازہ تک جاتا ہے اسمیں بہی اسیطرح نہر بنی ہے یہہ نہر جمنا سے کاٹ کر
نواب علیمردان خان شاہجہان کے حکم سے لایا تہا جسکا مختصر ذکر پہلے نہروں کے حال میں تحریر ہو چکا ہے شاہجہانی
عمارتیں اس شہر میں بے تعداد ہیں جنکا کچہہ تہوڑا ذکر انکے موقع پر آویگا محمد شاہ بادشاہ کے وقت یہہ شہر نہایت
آباد رہا جب نادر شاہ ایران سے آیا تو اسنے اسکو خوب لوٹا قتل عام کی جاتے دفعہ بیس کروڑ روپیہ نقد و تخت طاؤس

وجواہر کوہ نور وغیرہ اپنے ساتھہ لاد کر لے گیا بعد ازان برابر بسبب ضعف سلطنت کے اوپر صدمے آتے رہے آخر جب
عملداری انگریزی ہوئی تو پھر شہر آباد ہوا اور عالیشان ہوگیا مگر پھر ۱۸۵۷ء مین پوربی فوج کی فساد کے وقت جو حالت
اس شہر کی ہوئی کہ کبھی نہین ہوئی تھی پہلے تو رعیت بیچارے کو مفسدون نے لوٹا اور کئی مہینے تک وہ دل کھول کر
غارت کرتے رہے پھر جب انگریزون نے شہر لیا تو شہر والون کو فوج انگریزی گورے کا محتاج کیا ہزارون جانین تلف
ہوگئین عورات مستورات صدہا کنوؤن مین گر کر مرگئین سینکڑون مکانات منہدم ہوگئے لاکھون روپیون کا نقد
وجنس لوٹا گیا غرض شہر اور شہر والونکا کچھہ باقی نرہا جب ہر طرحکی صفائی ہوئی جلد یا اگرچہ امید نہ تھی کہ ایسا اجڑا ہوا شہر
پھر آباد ہوگا مگر صاحبان انگریز کی نیک نیتی اور حسن اخلاق سے اب پھر برابر آباد ہوتا چلا جاتا ہے دن بدن
رونق بڑہتی جاتی ہے مکانات بہر بن رہے ہین سڑکین جو حال مین نکالی گئی ہین نہایت فرحبخش اور پرفضا ہین
اور نہر جو پہلے جاری تھی اسکو کہین کہین سے واسطے صفائی اور وسعت بازار کے پاٹ دیا ہے اور کہین سے
بدستور کہلی ہوئی ہے **ضلع دہلی** ضلع دہلی کے متعلق چار تحصیلین ہین ایک حضور تحصیل دہلی کے
دوسری تحصیل مہرولی تیسری تحصیل علی پور چوتھی تحصیل بلمگڑہ شمال کے طرف اسکے پانی پت شرق مین
دریاے جمنا جو کہ اسکے اور ضلع میرٹھہ وبلند شہر کے درمیان بہتا ہے جنوب مین بلمگڈہ و گوڑگانوہ غرب مین
رہتک و بہادرگڈہ واقع ہے اور کل سطح اسکا سات سو اونا نوین میل مربع شمار مین آیا ہے ۱۸۵۳ء مین مفصلہ
دہلی ہے اول جو آبادی اسکی شمار مین آئی تھی تو چار لاکھہ چھتیس ہزار سات سو چوالیس آدمی شمار مین آئے جنمین ایک لاکھہ
اٹھتر ہزار چھہ سو چوراسی ہندو کاشتکار اور ایک لاکھہ چوالیس ہزار ہندو غیر کاشتکار اٹھارہ ہزار نو سو سترہ مسلمان
کاشتکار اور ایک لاکھہ سات ہزار باسٹھہ مسلمان غیر کاشتکار وغیرہ اقوام متفرق تھے اور خاص شہر دہلی کی آبادی
ایک لاکھہ باون ہزار چار سو چھہ آدمی جنمین چہتر ہزار تین سو چہتر ہندو اور چہتر ہزار چوبیس مسلمان شمار مین آئے تھے
ابتداے مفسدہ دہلی کے اگرچہ شہر کی آبادی وہ نرہی مگر ضلع کی آبادی بڑہ گئی اور کتاب مجموعی رپورٹ ۱۸۵۹ء مین
مردم شماری ضلع دہلی کے پانچ لاکھہ چھہ ہزار چھہ سو نواسی زیب اندراج پائی اب بھی مردم شماری ضلع دہلی کی
جو سال ۱۸۶۸ء کے جنوری مین ہوئی اسمین بھی آبادی اس ضلع کی سب ضلعون سے زیادہ نکلی اور فی میل
مربع چار سو چھیانوین آدمی شمار ہوے یہہ ضلع دو حصون مین منقسم ہے شمالی وجنوبی ان دونو حصون مین ہندو کی
آبادی فی زمانا غالب ہے مگر خاص شہر اور اسکے گرد نواح مین مسلمان بہت ہین اور ہندو کم شرقی شمالی وغربی
شمالی حصہ اس ضلع کا دریاے جمنا اور اسکے شاخون سے سیراب ہوتا ہے نہر دہلی کی جسکو بادشاہی نہر وعلیمردانخان
کی نہر کہتے ہین اور نہوتی نالہ جو کہ بارش کے موسم مین فرخ نگر کی جھیل تک پھیل جاتا ہے قریب دو میل کے شہر سے نکلکر
جمنا مین ملجاتا ہے جنوبی حصہ اس ضلع کا بنجر اور ناہموار سطح ہے زمین اسکی بہت مقامات سے شور اور کنوؤن کا پانی

بھی شور ہے خاص شہر دہلی کا سطح سمندر سے آٹھ سو فیٹ بلند ہے اور چونکہ دریا اور جھیلین اس علاقہ مین بہت
ہین اسلیے جاڑون مین سردی زیادہ ہوتی ہے آب و ہوا یہان کی بہت اچھی مگر خشکی مایل ہے پیداوار یہان کی
ہر ایک قسم کا غلہ و میوہ ہے سنہ ۱۸۴۲ و ۱۸۴۳ء مین معاملہ سرکاری اس علاقہ کا تین لاکھہ انچاس ہزار چھہ سو ستر
روپیہ قرار پایا تھا اور یہہ جمع سنہ ۱۸۵۷ء تک قایم ہوگئی تھی مگر یہہ بند و بست مفسدہ دہلی مین ٹوٹ گیا اور دوبارہ
بند و بست عمل مین آیا ضلع میرٹھہ کا اس ضلع کے ساتھ ملتا ہے جو اس سے زیادہ سیراب ہے قدرتی چشمے
پانی کے اسمین بکثرت جاری ہین یہہ ضلع دہلی کا اول ماتحت لفٹنٹ گورنر ممالک مغربی و شمالی
کے تھا مفسدہ دہلی کے بعد پنجاب کی لفٹنٹی کے زیر حکم ہوگیا خاص شہر کی زمین بھی بہت مقامات سے پست و ناہموار
ہے ساکنین یہان کے خوش مزاج خوش پوش مودب خوش تقریر زبان آور صاحب سلیقہ عالم فاضل شاعر مشہور
ہین متقدمین و متاخرین مشایخ و علما اس شہر مین ہین ایسے ایسے صاحب کمال ہوگذرے ہین کہ جنکی اہل فنون سے کتابین
بھری ہوئی ہین اس زمانہ کے شعرا مین محمد ابراہیم ذوق اس شہر مین ایسا تھا کہ اسکو لوگ طوطی ہند کہتے تھے بہادر شاہ
ابو الظفر شاعر بھی تھے اور بادشاہی قلعہ جو کہ ہمیشہ اُنکے متعلق تھے اُنکی دیوان شعرون کی تمام جہان مین مشہور ہین وہ
مفسدہ دہلی کے بعد تخت سے اُتارے گئے اور جلاوطن کرکے رنگون بھیجے گئے وہان جاکر وہ جان بحق تسلیم ہوگئے
ابو ظفر اسکی تاریخ ولادت اور ابو ظفر کامل تاریخ وفات ہے **مکانات** شہر دہلی کے عجیب عجیب عمارات اچھے
بنے ہوئے ہین قلم کو کہان طاقت ہے کہ اُنکی تعریف لکھے یا شمار مین لاوے مگر تبرکاً چند مکانون کا حال اختصار سے
احاطہ تحریر مین آتا ہے کہ شاہجہان بادشاہ کی تعمیرون مین سے ایک لعل **قلعہ** بنیاد اس قلعہ کی بارھوین ذی الحجہ
سنہ ۱۲ جلوس سنہ ۱۰۴۸ ہجری بحکم شاہجہان بادشاہ کے رکھی گئی اور میان حامد و احمد معمارون کے تفویض مین
کام شروع ہوا اور اہتمام تعمیر کا پہلے عزت خان اور بعد الہ وردی خان پھر مکرمت خان کے تفویض رہا آٹھہ برس
کے عرصہ اور بیسوین سال جلوس مین تعمیر قلعہ کی تمام ہوئی سر سے پانو تک یہہ قلعہ سنگ سرخ کا بنا ہوا ہے قطع اسکی
ہشت پہلو اور طول اسکا ہزار گز اور عرض چھہ سو گز کا ہے جسکی کل زمین چھہ لاکھہ گز ہوئی اس حساب سے یہہ قلعہ اکبرآباد
کے قلعہ سے دوگنا ہے فصیل اسکی پچیس گز اونچی اور بنیاد گیارہ گز گہری ہے اور آثار فصیل کے دیوارون کا نیچے
سے پندرہ گز اور اوپر سے دس گز ہے اس قلعہ کے شرق کی طرف جمنا بہتی ہے اور باقی تین طرف خندق کہدی
ہوئی ہے جسکا محیط تین ہزار چھہ سو گز کا ہے اور پچیس گز چوڑی اور دس گز گہری کہود کر سنگین بنائی گئی ہے اور عند الضرورت
نہر کے پانی سے بہر دی جاتی ہے پچاس لاکھہ روپیہ خاص تعمیر قلعہ اور پچاس لاکھہ قلعہ کے اندرونی مکانات کی تیاری مین
صرف ہوئے دو دروازے اس قلعہ کے بہت بڑے ہین ایک جنوبی طرف کا دہلی دروازہ دوسرا غربی طرف
لاہوری دروازہ یہہ دونو دروازے نہایت خوبصورت اور اونکے اوپر سہ دریان عجیب پرتکلف بنی ہوئی ہین اندر کو

قلعہ ممدوحہ کے مکانات مین سے مکان نقارخانہ چھتہ پول دیوان عام مع تخت نگین خاص محل اسد برج شاہ محل
دیوان خاص حمام موتی محل موتی مسجد باغ حیات بخش مع ساون بھادون شاہ برج مہتاب باغ چھتہ لاہوری دروازہ
عمارت سنگ مرمر وغیرہ بیش قیمت پتھرون سے ایسے پاکیزہ بنے ہین کہ دیکھنے والون کی جان مین جان تازہ جاتی ہے
کل دروازے اس قلعہ کے چار دو دریچے اکیس برج مدور اور چودہ برج مثمن ایک طرف قلعہ کے جس طرف دریای
جمنا بہتا ہے دریا کے پار ایک اور قلعہ نہایت مضبوط اسلام شاہ بن شیرشاہ افغان کا بنایا ہوا موجود ہے اور
دریا کے اوپر دونو طرف کی آمد و رفت کے واسطے ایک پل پختہ بنا ہوا ہے یہہ کل رونق و زیبایش لال قلعہ
کے ۱۸۵۷ع تک رہی جب ۱۸۵۷ع مین مفسدہ دہلی کا برپا ہوا اور انگریزی ہندوستانی فوج نے دہلی مین جمع ہو کر
کئی مہینہ تک سرکار سے ہنگامہ آرائی کی اور بہادر شاہ ابوظفر کو جو شاہان چغتائیہ کے بعد برائے نام بادشاہ تہا
انہون نے بادشاہ بنایا آخر جب دہلی فتح ہوئی تو بادشاہ جلاوطن ہوا اور قلعہ دہلی پر انگریزون نے دخل پاکر
علی العموم کل مکانات اندرونی قلعہ کے مسمار کر دئیے اور صرف دیوان خاص و موتی مسجد وغیرہ چند مکانات سلامتی
سے باقی رہ گئے **جامع مسجد** شاہجہان آباد مین لعل قلعہ سے ہزار گز کی فاصلہ پر غرب کے طرف ایک
چھوٹی سی ٹیلی پر جو دس گز اونچا ہے مسجد جامع شاہجہان نے بنوائی خوبی اور لطافت اسکی فی الحقیقت قابل دید
ہے اور کچھ شک نہین کہ ایسی مسجد خوش قطع اور خوشنما اور کوئی مسجد روی زمین پر نہو گی یہہ مسجد سر سے پانو
تک سنگ سرخ کی بنی ہوئی ہے اور اندر سے اجارہ تک سنگ مرمر اور جا بجا سنگ سرخ مین سنگ مرمر کی پٹیان
اور سنگ موسی کی پچی کاری کی ہوئی تہی برج اسکے تمام سنگ مرمر کے ہین اور انمین سنگ موسی کی دہاریان
مین دسوین شوال ۱۰۶۰ہجری مطابق ۲۴ سال جلوس شاہجہانی اس مسجد کی بنیاد باہتمام سعد اللہ خان دیوان اعلی اور
فاضل خان خانسامان کے رکہی گئی اور ہر روز پانچ ہزار راج و مزدور و بیلدار و سنگ تراش اسکی عمارت مین
کام کرتے تہے اس اہتمام سے چہہ برس کے عرصہ مین گیارہ لاکہہ روپیہ خرچ ہو کر یہہ مسجد تیار ہوئی اس مسجد کے تین گنبد
نہایت خوشنما نوے گز طول اور تیس گز کے عرض کے ہین اندر کو سات محرابین اور باہر صحن کے طرف گیارہ در ہیں
انمین بہت لمبا اور پانچ در ادہر اور ادہر ہین بڑے در پر ہادی بخط طغرا اور باقی درون پر نام نامی شاہجہان
اور تاریخ تعمیر و زر مصارف سنگ موسی کی پچی کاری سے لکہا ہوا ہے ان درون کے دونو طرف مینار ہین
نہایت بلند اور نہایت خوشنما رنگدار بنے ہوئے ہین جب آدمی چڑہے ہین تو بارہ درون کے برجیون مین ... کر
ہر دو در کے سیر نظر آتی ہے خصوصا تمام شہر تو آنکہون کے نیچے ایک گہروندا سا دکہائی دیتا ہے ۱۲۸۴ھ
مین بسبب گرنے بجلی کے شمالی مینار مسجد کا اوپر سے گر گیا اور اسکے صدمہ سے صحن کے فرش کا بہی بہت نقصان ہوا
مگر سرکار انگریزی نے محمد اکبر ثانی بادشاہ کے ایما سے پہر اسکو بنوا دیا اور فرش بہی درست کرا دیا اس مسجد کے

تمام فرش سنگ مرمر کا ہے اور اسمیں سنگ موسیٰ کی پچی کاری سے سطرین بنی ہوئی ہیں منبر بھی مسجد کا سنگ مرمر کا ایسا خوشنما
و مجلا و مقطع بنا ہوا ہے کہ جسکی تعریف احاطہ تحریر و تقریر سے باہر ہے شمال کی طرف مسجد کے ایک دالان سنگ سرخ کا بنا ہوا مقام آثار
شریف کے بنا ہوا ہے سابق اسمیں کچھ تبرکات جناب سرور کائنات علیہ السلام والصلوٰۃ رکھی رہتے تھے جب فوج باغی کی غدر
کے وقت یہ مسجد سرکار انگریزی کے ضبطی میں آگئی تو وہ تبرکات وہاں سے اٹھا لیے گئی لیکن جب غدر رفع ہو گیا اور سنہ ۱۸۶۲ء
میں یہ مسجد ضبطی سے واگذار ہوئی تو بسبب اختلاف فرقہ مسلمانوں کے وہ تبرکات یہاں نہ رکھے گئے اور فرش مسجد کے گوشہ شرقی و شمالی
کی برج میں ان تبرکات کو رکھا صحن اس مسجد کا نہایت دلکشا اور فرحت بخش ایک سو چونتیس گز مربع ہے اور اسکے درمیان ایک
حوض سنگ مرمر کا چبوترہ گزشتہ بارہ گز کا واقع ہے جسکے وسط میں ایک فوارہ لگا ہوا ہے جو بروز جمعہ و عیدین چھوٹا کرتا ہے
مسجد کے صحن کے چاروں طرف ایوان ہائے خوشنما و دالان ہائے فرحت افزا و حجرہ ہائے دلکش و مکانات
فرحت بخش بنے ہوئے ہیں اور چاروں کونوں میں چار برج بارہ دری نہایت دلچسپ ہیں جنوبی اور شرقی دالان
کے سامنے نماز کا وقت دریافت کرنے کے لیئے ایک دائرہ ہندسی بنا ہوا ہے اس مسجد کے تین دروازے
بڑے عالیشان اور صحن پر چڑھنے کو اطراف میں جنوبی دروازہ جسکی قبر کے بازار کی طرف بہت خوشنما بنا ہوا
اور دروازہ کے اوپر حجرہ ہائے معقول لائق بود و باش بنے ہیں اس دروازے کے تینتیس سیڑھیاں ہیں اوپر
[illegible] شمالی دروازہ مسجد کا پایہ والدین کے بازار کی طرف بہت خوبصورت و خوشنما ہے
اسکی انتالیس سیڑھیاں ہیں اور اوپر [illegible] شرقی دروازہ خاص بازار کی طرف ہے یہ بہت بڑا
دروازہ ہے اسکے اوپر بھی بہت بڑے بڑے مکانات عالیشان بنے ہوئے ہیں اس دروازہ کے آگے پینتیس
سیڑھیاں ہیں ہر روز یہاں گذری ہوتی ہے ہر روز بازار ہوتا ہے ہر طرح کی جنس وہاں آکر فروخت ہوتی ہے
[illegible] قلم کو یارا نہیں ہے کہ اس عالیشان مکان کی تعریف لکھے فیروزشاہ کا کوٹلہ شہر دہلی سے
تھوڑے سے فاصلہ پر ایک مقام مشہور فیروزشاہ کا کوٹلہ ہے وہاں ایک قلعہ نہایت مستحکم بنا ہوا ہے جو پرانی
دہلی کے کھنڈرات کے گوشہ شمال و مشرق پر واقع ہے عمارت اسکی بہت فراخ اور مستحکمی میں لاثانی وہاں
ایک ستون سنگ سرخ کا بنا ہوا ہے جسکو فیروزشاہ کی لاٹھ کہتے ہیں سینتیس فٹ لمبائی اور دس فٹ [illegible]
بنیاد کی آفات سے وہ چوڑا ہے سارے ستون میں کہیں جوڑ دوسرے پتھر کا نہیں ہوا تمام ستون ایک ہی
پتھر کا بنا ہوا ہے سوداگران انگریزی کہتے ہیں کہ یہ بڑی مقدار کا پتھر فیروزشاہ نے کوہ سوالک سے جہاں
راجہ دہلی کا [illegible] ہے جمنا کے کنارے سے منگوا لیا تھا اور اسکو اپنے یادگار کے واسطے ستون بنوانے کا
بہت شوق تھا چنانچہ حصار میں بھی فیروزشاہ تغلق کے سنگین ستون بنوائے ہوئے موجود ہیں قطب صاحب
شہر دہلی کے باہر ایک بڑا مکان عالیشان لاکھا روپیہ کی تیاری کا بنا ہوا ہے جسکو لوگ قطب منار کہتے ہیں [illegible]

راجہ جی سنگھ انبیری کے راجہ نے حسب الحکم محمد شاہ بادشاہ کے بجواب نجوم بادشاہ کی جنتری کی تکمیل کے واسطے بنوایا
تہا اس قطع پر جیسے کہ بنارس مین بنا ہوا ہے لیکن اب یہہ مکان بالکل خراب برباد ہو گیا ہے **قطب شاہ کا
مینار** نو میل جنوب کی طرف شہر دہلی کے ایک مینار بہت بلند بنا ہوا ہے جسکو قطب صاحب کی لاٹ بولتے ہین یہہ ایک
مینار بقیہ چار میناروں مسجد قوت الاسلام بنیہ سلطان شمس الدین التمش غوری کا ہے اور اس مسجد کے کہنڈرات
بہی مینار کے پاس موجود ہین بلکہ دوسرے مینار کی بنیاد موجود ہے شکل اسکی گاؤدم ارتفاع دوسو انتالیس فیٹ
اور تین سو اٹہتر سیڑہیان اور عمارت سرخ پتہر کی ہے کل مینار مین چار درجے رکہے ہوئے ہین جنکو چار زنہ لین کہتے ہین
مینار کے اوپر بارہ آدمیون کی جگہہ ہے جہان وہ بفراغت بیٹہہ سکین ہندو اسکو راے پتہورا کی تعمیر کہتے ہین
سو یہہ بالکل غلط ہے کیونکہ اسکے پتہرون مین برابر آیات قرآنی کندہ ہوے ہین سنہ ۱۲۴۴ھ مین بباعث گرنے بجلی
اور آنے بہونچال کے موریا کی طرف اس مینار کی ایک لمبی پہوٹ پڑ گئی اور اندر کے وسطی ستون مین جسکے گرد گرد
سیڑہیان بنی ہوئی ہین درز آگئی تہی سرکار انگریزی نے بہت سے کاریگر معمار اوسکی مرمت کیواسطے منگوائے
مگر کوئی مہادہ براے استحکام کا ہوا آخر ایک انگریز انجنیر نے اسکی مرمت کی **لال ڈگی** دہلی مین یہہ نام
ایک تالاب کا ہے جسکو لارڈ النبرا صاحب گورنر جنرل بہادر نے بعمارت سنگ سرخ اپنی حکومت کے وقت
بنوایا تہا طول اسکا پانسو فیٹ اور عرض ڈیڑہ سو فیٹ ہے **مسجد نواب روشن الدولہ**
دہلی مین یہہ ایک عجیب خوبصورت مسجد قلعہ کے متصل نواب روشن الدولہ کی بنوائی ہوئی موجود ہے عمارت
اسکی نہایت مضبوط و سنگین ہے لوگ اسکو سنہری مسجد بہی کہتے ہین اسی مین بیٹہہ کر نادر شاہ ایرانی نے دہلی
کے قتل عام اور غارت کے واسطے حکم دیا تہا **کالی مسجد** یہہ مسجد قدیمی و مضبوط عمارت کی شہر
کے اندر موجود ہے چونکہ رنگ اسکا کالا ہے سو اسطے اسکو کالی مسجد کہتے ہین چارون طرف اسکے چہوٹی چہوٹی
سی برجیان بنی ہوئی ہین اور پختہ محرابدار عمارت ہے **گرجا گہر دہلی** یہہ گرجا نصارا کے پرستش کی
جگہہ بنی ہوئی ہے عمارت عالیشان و پختہ مکان ہے کرنیل کینر صاحب نے ایک لاکہہ روپیہ خرچ کرکر اسکو بنوایا تہا
وہ صاحب بقاعدہ انگریزی فوج کے افسر تہے اسکے تعمیر مین اسکو سرکار سے بہی مدد ملی اور انگریزون نے
بہی روپیہ دیا تہا **مقبرہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی قدس سرہ**
دہلی کے نواح کے مقبرون مین سے یہہ بڑا عالیشان اور مشہور مکان ہے آپکے پاس پاس اور بہی مشایخ و علما
و صلحا و بادشاہون و شہزادون کے مقبرے ہین صاحب مزار بڑے شیخ ولی نامدار ہو گذرے ہین ذات کے سید
حسینی تہے وطن آپ کا ماوراء النہر مین قصبہ اوش تہا ابو حفص اوشی کے پاس حضرت نے علم پڑہا تا اجمیر
پہنچکر خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتی کی خدمت مین مرید ہوے اور باطنی فیض پایا خرقہ خلافت لیکر

دہلی کو آئے اور یہان ہی قیام کیا حضرت کے مرید لاکہون صاحب حال و قال و اہل کمال ہوئے ہین چنانچہ خواجہ
فرید الدین گنجشکر پاک پٹنی حضرت کے ہی خلیفہ تہے سلطان شمس الدین التمش بادشاہ بہی حضرت کا مرید تہا کاکی لوگ
حضرت کو اسواسطے کہتے ہین کہ حضرت درویشون کو بطور کرامات اپنی بغل مین سے گرم گرم کاک یعنی روٹیان
نکالکر تقسیم کرتے تہے ۶۳۳ ہجری مین حضرت نے وفات پائی اور اسی مقام پر مدفون ہوئے ہر ایک بادشاہ نے
بوقت تخلف یہان [illegible] سلسلہ آپکا چشتیہ ہے اور اس خاندان کے مرید بہی چشتی کہلاتے ہین **مقبرہ**
خواجہ نظام الدین اولیا دہلوی قدس سرہ دہلی شہر کے باہر غیاث پور کے گاؤن
مین ایک عالیشان مقبرہ [illegible] منقش بنا ہوا ہے جسکے دیکھنے سے فلک برین یاد آتا ہے اسکے پاس اور بہی
لاکہون روپیہ کی تیاری کے مقبرے بنے ہین جنمین ہزارون امیرون بادشاہون شہزادون علما و صلحا و مشائخ متقدمین
و متاخرین کے یہان مزار ہین شاہزادی جہان آرا شاہجہان بادشاہ کی لڑکی کا مقبرہ بہی یہان ہی ہے اسکے مزار
اور اونکی لطافت و خوبصورتی کا حال اگر تحریر ہو تو ایک دفتر چاہئے صاحب مقبرہ خاندان چشتیہ اہل بہشت مین
صاحب ہدایت و ارشاد تہے ظاہری علم مین بہی کامل استاد تہے حضرت کے بزرگون کا شہر بخارا مقام تہا اور محمد
بن احمد دانیال حضرت کا نام تہا ۶۳۴ ہجری مین آپ تولد ہوئے دہلی مین علم کی تعلیم پائی مدت تک درس
پڑہایا آخر خدا کا شوق غالب ہوا اول اللہ کا طالب ہوا تو اجودہن مین جا کر خواجہ فرید الدین گنجشکر چشتی کے مرید ہو
باطنی فیض پایا دہلی کو مامور ہوئے مدت تک حضرت دہلی مین رہے لاکہون مریدون کو خدا تک ملایا خلعت خلافت
ہوتا یا آخر ۷۲۵ ہجری مین وفات پائی یہان مدفون ہوئے شہنشاہ دین و عدیم المثل حضرت کی تاریخ وفات ہے
خواجہ امیر خسرو شاعر بہی حضرت کے مرید تہے اونکا مزار بہی حضرت کے پاس ہے سلسلہ آپکا چشتیہ ہے حضرت کی خاندان
مریدان اس سلسلہ کے مرید کہلاتے ہین **مقبرہ روشن چراغ دہلی** دہلی کے مقبرون مین سے یہ بہی
ایک متبرک مقام ہے زیارتگاہ خاص و عام ہے صاحب مقبرہ سید نصیر الدین محمود نام ہے حضرت حسنی سید
تہے سید یحیی حضرت کے باپ کا نام تہا مولانا عبد الکریم شیروانی و افتخار الدین گیلانی سے حضرت نے علم پڑہا
خواجہ نظام الدین دہلوی کے مرید ہو کر خلافت پائی روشن چراغ دہلی کا خطاب حاصل کیا ۷۵۷ ہجری مین فوت
ہو کر یہان مدفون ہوئے **مقبرہ ہمایون شاہ بادشاہ** دہلی کے باہر جنوب کی سمت کو جاتا
اوکہلا کو [illegible] مقبرہ اور شہر کی [illegible] عمارت اسکی ایسی عالیشان ہے کہ دیکہنے سے روح کو
تازگی حاصل ہوتی ہے اسکو تمام پتہر سنگ سرخ لگا ہوا ہے اور مضبوطی کا یہ حال ہے کہ باوجود گذر جانے تین
صدی کے اب تک عمارت اسکی تازہ نظر آتی ہے ۹۷۳ ہجری مین عمارت اسکی نواب حاجی بیگم زوجہ ہمایون بادشاہ
نے شروع کی اور سولہ برس کے عرصہ مین پندرہ لاکہ روپیہ کے صرف سے مقبرہ تیار ہوا **قصبہ مہرولی**

دہلی مین یہہ ایک مشہور قصبہ اور آباد مقام ہے بازار اسکا اچھا ہے تجارت کا بازار گرم ہے اور بسبب اسکے
کہ تحصیلدار ماتحت صاحب ضلع دہلی یہان رہتا ہے آبادی اسکی اب بہی روز بروز ترقی پر ہے اسکے متعلق پرگنہ
علاقہ تحصیل جنوبی کہتے ہین **علی پور** یہہ بہی ایک نامی گرامی قصبہ اور تحصیل کا مقام ضلع دہلی مین ہے اسکے
متعلق پرگنہ کو علاقہ تحصیل شمالی بولتے ہین **بلم گڈہ** یہہ ایک آباد قصبہ اور مشہور بستی ضلع دہلی مین ہے عمارت
اسکی پختہ اور عمدہ بازار ہے اچہے اچہے مالدار ساہوکار یہان دوکان کرتے ہین اور آمد و رفت تجارت کی ہوتی
رہتی ہے پہلے اس قصبہ کو بعہد محمد شاہ بادشاہ راو بلرام نے آباد کرایا اور اپنی ریاست گاہ بنایا نام اسکا اپنے
نام پر بلرام گڈہ رکہا اب بلم گڈہ مشہور ہے اور جو لوگ اسکو بلب گڈہ کہتے ہین غلطی مین پڑتے ہین تحصیلدار
ماتحت صاحب ضلع دہلی یہان رہکر تحصیل مال کا کام دیتا ہے **فرید آباد** ضلع دہلی پرگنہ بلم گڈہ کے متعلق
یہہ قصبہ آباد ہے فاصلہ اسکا دہلی سے جنوب کی طرف بارہ کوس کا شمار ہوتا ہے اس قصبہ مین یہہ ایک آباد
عمدہ مکان ہے بازار عالیشان ہے تجارت عام ہوتی ہے فرید آباد اسلئے اسکا نام ہے کہ شیخ فرید بخاری المخاطب
مرتضی خان نے جو کہ جہانگیر بادشاہ غازی کے وقت کل فوج کا بخشی تہا اسکو آباد کیا اور اپنے نام پر فرید آباد نام رکہا
غازی الدین نگر دہلی کے ضلع مین یہہ ایک مشہور بستی اور بڑا قصبہ ہے پختہ اسکا بازار ہے تجارت کی
بہار ہے رعایا مالدار ہے جو جو دوکاندار ہے اپنے گہر کا ساہوکار ہے ضلع دہلی کے ماتحت پہلے یہان تحصیلدار
رہتا تہا تحصیل یہان کی ۱۸۵۹ء مین ٹوٹ گئی دیہات اسکے ضلع بلند شہر و میرٹہہ کے شامل ہوگئے نواب غازی الدین
حیدر نے یہہ قصبہ آباد کیا اور اپنے نام پر غازی نگر نام رکہا متصل اسکے ہنڈن ندی جاری ہے اسپر ایک پل
صاحبان انگریز نے بڑی حکمت کے ساتھ بنایا ہے **سوہنہ** ضلع گوڑگانوہ کے متعلق تہا یہہ ایک
قصبہ آباد ہے باشندے یہان کے بسبب مخالفت آب و ہوا کے اکثر زرد رنگ ہوتے ہین اور قصبہ کے پاس ایک
چشمہ گرم پانی کا جاری ہے **نوح** یہہ ایک آباد قصبہ اور نامی گرامی مقام ضلع گوڑگانوہ کے متعلق ہے عمارت
اسکی خوشنما اور بازار اچہا ہے مگر آب و ہوا بہت خراب ہے کیونکہ برسات کے موسم مین چارون طرف آبادی
کے پانی بہرجاتا ہے اور ہوا خراب ہوجاتی ہے اور اس پانی مین سے کہاری نمک بہت پیدا ہوتا ہے ضلع گوڑگانوہ
مین یہہ گانو تحصیل کا مقام ہے تحصیلدار یہان تحصیل مال کا کام دیتا ہے **پٹودہ** گوڑگانوہ کے ضلع کے متعلق
یہہ بہی ایک نامی قصبہ اور مشہور بستی ہے اور بسبب اسکے کہ یہہ پہاڑ کے اوپر آباد ہے آب و ہوا اسکی بہت عمدہ
ہے اکثر گرمی کم ہوتی ہے علاوہ اسکے سبزہ و شادابی غلہ کی پیدائش بہت ہوتی ہے عمارت قصبہ کی خوشنما اور
بازار کشادہ تجارت بکثرت ہے ہندو و مسلمان دونو قومین یہان سکونت پذیر ہین **گوڑگانوہ** دہلی سے
گوشہ جنوب مغرب مین مہرولی کے راستے پر فاصلہ بائیس میل اپنا رکہتا ہے گوشہ جنوب مشرق دو سو ساٹھ میل یہہ ایک

بڑی بستی اور مشہور شہر آباد ہے وجہ تسمیہ اسکی یہہ ہے کہ راجہ جدہشٹر نے اپنے گورو یعنی درونا چاریہ کو جو ذات کا
برہمن تہا یہہ گانوں بخش دیا ہوا اسواسطے اسکا نام گورو گرام یعنی گرو کا گانوں قرار پایا اب بسبب گذرجانے سینکڑون برس
کے وہ نام بگڑکر گورگانوں مقرر ہوگیا ہے اس مقام پر سیتلا کا ایک بڑا استہان ہے اسکی پوجا بہت ہوتی ہے چار میلے
سال بہر مین وہان بڑے بہاری ہوتے ہین اور ہزارہا روپیہ چڑہاوے کا چڑہتا ہے شہر مین دو ہزار
سات سو آدمی کی آبادی ہے یہان کی تجارت اس راستے سے ممالک مغربی و شمالی کو لیجاتے ہین

ضلع گورگانوں یہہ ضلع ماتحت کمشنری قسمت دہلی کے واقع ہے اسکے شمال کیطرف علاقہ جہجر و ضلع دہلی مشرق کو
پرگنہ بلم گڈہ و دریاے جمنا جو بلند شہر اور علی گڈہ کے درمیان بہتا ہے جنوب مین ضلع متہرا و ستجارہ ہے
کل سطح اسکا ایکہزار نوسو بیالیس میل مربع شمار ہوتا ہے کل آبادی اسکی چھہ لاکھ باسٹھہ ہزار چار سو چھیاسی
آدمی کے ہے جنمین سے تین لاکھ بائیس ہزار اکیسو اسی ہندو کاشتکار اور ایک لاکھ اڑتیس ہزار پانسو اکہتر
ہندو غیر کاشتکار اور ایک لاکھ اٹھاون ہزار مسلمان کاشتکار اور بیالیس ہزار تین سو اکتالیس غیر کاشتکار
مسلمان ہین اس ضلع مین سواے شہر گورگانوں کے چار بڑے قصبے اور ہین جنمین پانچہزار سے ایکدس ہزار تک
آدمی آباد ہین موسم اس ضلع کا ایسا ہے کہ دو تہائی سال بہر مین گرمی و خشکی اور ایک تہائی سردی رہتی ہے
نار صاحبی ضلع کے اندر جاری ہے پانی اسمین نواح جے پور سے آتا ہے ادہر جہجر کو جاتا ہے برسات کے موسم مین
اسمین بڑی طغیانی ہوتی ہے سطح اس ضلع کا آٹھہ سو تیس فیٹ کلکتہ سے اور آٹھہ سو چالیس فیٹ سمندر کے سطح سے بلند
ہے اور خاص شہر گورگانوں آٹھہ سو ستر فیٹ سمندر سے بلندی رکہتا ہے بعض حصے اس ضلع کے اس سے بہی زیادہ اونچے
ہین اور جو حصہ اسکا دریاے جمنا کے دہنے کنارے کے پاس ہے وہ پست ہموار و زرخیز ہے اور بہت سا حصہ اسکا
جنگلوں سے بہرا ہوا ہے آگے کسی بادشاہ کے عہد مین اس جنگل کی آبادی نہین ہوئی تہی اب انگریزی عملداری مین
برابر آباد ہوتا چلا گیا ہے کیونکہ سرکار نے بہت ہی خفیف معاملہ لینا کرکے سال ۱۸۶۰ع تک بندوبست اسکا
کردیا تہا اس سرزمین کے پاس قصبہ فیروزپور آباد ہے اسکے پاس کچھ لوہا نکالکر گلایا جاتا ہے اس ضلع کے
جنگلوں مین بانسون کے درختوں کی بہت کثرت ہے اور جنگلوں مین خانہ بدوش لوگ میواتی نسل کے رہتے ہین
پچہلے زمانہ مین وہ غارتگری کرتے تہے اب بکریان و مویشی رکہتے ہین اور گوشت و شراب سے انکی بہت رغبت
ہے کسی مذہب کے چندان پابند نہین مغرب کیطرف اس ضلع کے ایک پہاڑی سطح ہے جو جمنا کے گھاٹی سے شروع
ہوکر مغرب کے سمت کو پہیلتا چلا جاتا ہے زمین اسکی ریگستانی شمال سے جنوب کو تیس میل لمبی اور آٹھہ میل
چوڑی ہے اسمین جسقدر زمین ہے شور انگیز و بنجر و غیر آباد ہے مگر بعض مقام پر لائق کاشت و زرخیز بہی ہے
اور بعض مقامات پر اگر بیس یا پچیس فیٹ تک زمین کہودین تو پانی نکل آتا ہے اور پانی کے نکلنے سے اگر آٹھہ یا

نو فیٹ تک کنوا گہرا رہے تو پانی اسکا میٹھا ہوتا ہے اور اگر دس یا بارہ فیٹ تک گہرا ہو جاوے تو پانی شور
ہو جاتا ہے اور اگر اوس سے بھی کچھہ اور زیادہ گہرا کریں تو پانی تلخ و بدمزہ ہو جاتا ہے کہ پانی اسکا انسان کیا حیوان
بھی پی نہیں سکتا سبب اسکا صرف یہی ہے کہ اس زمین کے نیچے گندھک کی کان ہے جسقدر کھودائی زمین کی گندھک
حدتک پہونچتی جاتی ہے پانی بھی خیرہ نکلتا آتا ہے اس سرزمین میں لون کی بھی کان ہے اور بکثرت نکالا جاکر اسکی
تجارت ہوتی ہے گوڑگانوے کے ضلع کے جھیلوں میں نمک بہت پیدا ہوتا تھا اور اوسکی تجارت بھی بہت تھی مگر جب
سانبہر نمک فروخت ہونے لگا ہے تجارت اسکی کم ہوگئی اس ضلع میں ریگستان میں ایک جھیل آٹھہ میل کی لمبی
اور چار میل کی چوڑی پایا ہے کہ اسکے پانی کا میدان نکاس نہیں ہے تو بھی پانی اسکا میدان خراب نہیں
ہوتا مرغابیاں مچھلیاں وغیرہ آبی جانور اسمیں بکثرت ہیں جنکا شکاری لوگ شکار کرتے ہیں یہہ ضلع اول دولت راؤ
سندھیہ کے ماتحت تھا ۱۸۰۳ء میں انگریزی قبضہ میں آگیا اسکے شمال کے طرف ریاست راجہ جی پور موجودہ ہو
کچھ حصہ ایکسو میل مربع ساتھ زیب النساء شمرو کی بیگم کی ریاست میں تھا جب وہ مرگئی تو وہ بھی ۱۸۳۶ء میں
داخل علاقہ انگریزی ہوگیا اور ایک اور حصہ دو سو میل مربع کا متعلق جاگیر فیروزپور ماتحت شمس الدین خان کے تھا
وہ بھی اسکے پھانسی ملنے کے بعد شامل ممالک محروسہ سرکار ہوا اسمیں سے فقط علاقہ لوہارو کا اسکے بھائی امین الدین خان
وضیاء الدین خان کو عطا ہوا اس ضلع میں مشہور قصبے خاص گوڑگانوہ فیروزپور و فریدآباد و ریواڑی
وپلول وسوہنہ ہیں اور شہر گوڑگانوہ پہلے زیب النساء شمرو کے بیگم کے ماتحت تھا جب وہ مرگئی تو چہاؤنی فوج انگریزی
کی یہاں مقرر ہوئی اب ضلع کا مقام ہے اور شہر پہاڑ کے دامن کے نیچے آباد ہے شہر کی صورت اور عمارتیں
اسکے خوشنما اور بازار بارونق ہے ہر ایک قسم کے قوم وہاں سکونت رکھتے ہیں آب و ہوا اسکی مختلف ہوا ہے موسم بموسم
مختلف ہوتی ہے فاصلہ اسکا جنوب مغرب کے سمت کو دہلی سے اٹھارہ میل اور شمال مغرب کلکتہ سے نوسو اٹھا
میل کا ہے گوڑگانوہ کے ضلع کے متعلق سات تحصیلیں ہیں جہارسہ ریواڑی فیروزپور نوہ نانا پلول نوح
سوہنہ اور ہر ایک تحصیل میں علیحدہ علیحدہ تحصیلدار ماتحت صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر گوڑگانوہ کے کام دیتا ہے
بہادر گڈھ یہہ ایک قصبہ دہلی کے علاقہ میں دہلی سے اٹھارہ میل سمت شمال اوس سڑک پر جو دہلی سے ہانسی
کو آتی ہے آباد ہے شاہان چغتائی کے وقت ایک شخص بہادر خان جاگیردار نے یہہ قصبہ آباد کیا اور اپنے نام
نام اسکا بہادر گڈھ رکھا عمارت اس قصبہ کی پختہ اور شہر پناہ بھی پختہ بنا ہوا ہے یہہ قصبہ بہادر جنگ خان جہجر کے
رئیس کے رشتہ دار کے جاگیر میں تھا بعد مفسدہ دہلی کے جب وہ معزول ہوا تو انگریزی علاقہ میں آگیا یہاں
ایک اچھا وسیع بازار ہے اور تجارت بھی ہر ایک قسم کی ہوتی ہے **فرخ نگر** شمال و مشرقی کونے ملک جہجر
کے یہہ چھوٹا سا شہر آباد ہے عمارت اسکی پختہ و خوشنما ہے ہر ایک قسم کے لوگ [illegible] سکونت [illegible] اس شہر کو

نواب فوجدار خان بلوچ نے سنہ [illegible] ہجری میں آباد کیا اور قلعہ کی بھی تعمیر کی اور فرخ سیر بادشاہ کے نام پر نام اسکا فرخ نگر رکھا بعد ازان پشت بپشت اوسکی اولاد اسپر قابض رہی جب انگریزی عملداری ہوئی تو نواب مظفر خان جاگیردار اسپر قابض تھا انگریزون نے بدستور اسکو واگذار رکھا مفسدہ دہلی کے بعد احمد علی خان پوتا مظفر خان کا بعلت مفسدہ پردازی کے پہانسی ملا اور ریاست ضبط ہوئی سطح اس جاگیر کا بائیس میل مربع تھا اور یہ چار ہزار چارسو آدمی کی آبادی تھی اور نواب کے پاس پچیس آدمی مسلح رہنے کی اجازت تھی اب یہہ شہر سرکاری عملداری میں ہے ذکر مفصل اس ریاست کا سابق ریاستون کے ذکر میں درج ہوچکا ہے ؛

نجف گڈہ یہہ قصبہ ضلع دہلی میں مشہور و معروف مکان ہے اسکو نجف خان نواب نے آباد کر کر اپنے نام پر اسکا نام رکھا آبادی اسکی پختہ عمارت کی ہے اور بازار بھی آباد ہے متصل اسکے ہنوتی نالہ کی جہیل ہے جو برسات کے موسم میں طغیانی میں اکثر بہت بڑہ جاتی ہے سرکار نے اسکے اندر سے ایک نہر چھوٹی سی جاری کی ہے چارون طرف قصبہ کے پختہ شہر پناہ ہے فاصلہ اسکا جنوب مغرب دہلی سے بارہ میل کا ہے **فیروزپور** ضلع گورگانون میں یہہ صدر مقام پرگنہ کا ہے اور تحصیلدار اسسٹنٹ صاحب بہادر ضلع گورگانوہ یہان تحصیل کا کام لیتا ہے آبادی اسکی اس سڑک پر جو دہلی سے الور کو جاتی ہے جو ستر میل کے فاصلہ پر دہلی سے جنوب کی سمت کو واقع ہے شہر کے گرد شہر پناہ پختہ بنا ہوا ہے اور اسکے دیوار میں برج خوشنما نشستیان دیوار کے بنی ہوئے ہیں قلعہ بھی ایک اچھی عمارت کا تعمیر ہوا ہے گرد دیوارین اور برج اسکے مستحکم ہیں قلعہ کے اندر نواب کے رہنے کا محل انگریزی وضع کا نہایت عالیشان عمارت کا بنا ہے اس قصبہ میں مسلمان بکثرت اور ہندو کم رہتے ہیں آبادی اس شہر کی ۱۸۶۸ء میں جو شمار ہوئی تو سات ہزار نوسو نواسی پائی گئی اب آبادی کی اسمین بہت ترقی ہے یہہ شہر پہلے نواب شمس الدین خان کے جاگیر میں تہا جسکا احوال مفصل ریاستون کے باب میں تحریر ہوچکا ہے بعد ضبطی یہہ گورگانو کے ضلع میں شامل ہوگیا چونکہ لوہے کی کان اس شہر سے تین میل کے فاصلہ پر ہے اسواسطے لوہے بنانے اور نکالنے کے کارخانے یہان بہت جاری ہیں بازار اس شہر کا پر تجارت و آباد ہر ایک قسم کی تجارت ہوتی ہے علاقہ بھی اسکا سیراب زراعت شدہ اور پانی کی کثرت بلندی اس شہر کی سطح سمندر سے آٹھ سو چالیس فیٹ اور فاصلہ اسکا شمال مغرب کلکتہ سے براہ آگرہ و متھرا آٹھ سو ستانوین میل کا ہے **لوہارو** یہہ قصبہ منجملہ جاگیر نواب شمس الدین خان جاگیردار فیروزپور کے تہا جب اسکو پہانسی ہوئی تو یہہ علاقہ نواب امین الدین خان و ضیاء الدین خان کو عطا ہوا جسکا حال مفصل سابق تحریر ہوچکا چونکہ یہہ مقام جاگیردار رئیس کے رہنے کا ہے اسلیئے آبادی اسکی بارونق ہے اور نواب کے رہنے کے مکان عالیشان اور خوشنما بنے ہوے ہیں شہر کے عمارات اکثر پختہ ہیں اچھے اچھے دوکاندار و ساہوکار یہان رہتے ہیں آمدنی جاگیر کی دونوں بھائی آپس میں تقسیم کر لیتے ہیں **بادشاہ پور** ضلع گورگانو میں یہہ ایک چھوٹا سا قصبہ اس سڑک پر جو بانسی سے گورگانو

جاتے ہی دہلی سے پچیس میل بسمت جنوب بمغرب آباد ہے آبادی اسکی اگرچہ تھوڑی ہے مگر عمارت اسکی پختہ و عجیب و خوشنما
بنی ہوئی ہے دونوطرف اسکے دو پہاڑی ٹیلے بلند اور بیچ مین انکی آبادی اسکی واقع ہے تجارت یہان خوب
ہوتی ہے اور بازار آباد اور رعایا آسودہ ہے **پالی** ضلع گورگانوہ مین یہہ ایک قصبہ بڑا آباد و بارونق مکان سب کے
علاوہ اسکا آبادی مین تمام ضلع کے آبادی سے مستثنی ہے آبادی اسکی ایک پہاڑ کی شرقی بنیاد مین واقع ہے
پختہ مکانات اکثر پتھرون کے یہان بہت بنے ہین جو اسکے پاس کے پہاڑ سے نکلتا ہے فاصلہ اسکا دہلی سے
جنوب کی سمت کو اٹھارہ میل کا ہے **پونا ہنا** یہہ بڑا قصبہ پرگنہ کا صدر مقام ضلع گورگانوہ مین اوس سڑک پر
جو متھرا سے ریواڑی کو آتی ہے آباد ہے فاصلہ اسکا متھرا سے بسمت شمال مغرب پچاس میل کا ہے یہان ایک
تحصیلدار باتحت صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر گورگانوہ تحصیل کا کام دیتا ہے عمارت اسکی بارونق ہے اور تجارت بکثرت
ہوتی ہے **پلول** ضلع گورگانوہ مین قصبہ اس سڑک پر جو دہلی سے متھرا کو جاتی ہے دہلی سے اکتالیس میل کے
فاصلہ پر جنوب کی سمت کو آباد ہے اس ضلع مین یہہ قصبہ بڑا آباد و مشہور ہے بارہ ہزار آدمی سے زیادہ اسمین
رہتے ہین اور چونکہ یہہ قصبہ حاکم نشین ہے اور تحصیلدار باتحت ضلع گورگانوہ کے یہان کام دیتا ہے اسلیئے
رونق اسکی روز بروز ترقی پر ہے بازار بھی پہلے سے زیادہ آباد ہے تجارت کی بھی ترقی ہے **سنگاوہ** ضلع
گورگانوہ مین یہہ قصبہ بڑا قصبہ اور آباد و مشہور ہے آبادی اسکی اس سڑک پر جو متھرا سے فیروزپور کو آتی ہے تیرہ میل
شمال مشرق فیروزپور کے واقع ہے اور خانپور گھاٹ سے فاصلہ اسکا صرف ایک ہی میل بسمت شرق کے
ہے اسکے متعلق زمین مین زراعت کثرت سے ہوتی ہے مگر زراعت کو کنوون کے ذریعہ پانی دیا جاتا ہے قصبہ
زمیندارہ ہے تجارت غلہ کی بکثرت ہوتی ہے **خانپور گھاٹ** ضلع گورگانوہ مین یہہ ایک گذرگاہ
ان پہاڑون کی نشیب مین ہے جو شمال مشرق سے جنوب مغرب کو پھیلے ہین یہہ گذرگاہ کوئی دریا کا گذر نہین
ہے بلکہ ایک پہاڑی درہ ہے پاس اسکے ایک میل کے فاصلہ پر بسمت شرق موضع سنگاوہ آباد ہے اور فاصلہ
اسکا شمال مغرب کی سمت کو متھرا سے باون میل کا شمار مین آتا ہے **شاہجہانپور** یہہ ایک بڑا قصبہ ضلع
گورگانوہ مین ہے عمارت اسکی قدیمی اور پختہ بہت ہے اور آبادی بکثرت فاصلہ اسکا باسٹھ میل کا بسمت جنوب مغرب
دہلی کے ہے **سیکری** یہہ قصبہ ضلع گورگانوہ مین اس سڑک پر جو دہلی سے متھرا کو جاتی ہے آباد ہے بوقت عملداری
سرکار انگریزی کے دہلی مین یہہ قصبہ معہ اور دیہہ ملحقہ کے ایک سامان نواب کے جاگیر مین عطا ہوا تھا بعوض اون
خدمات کے جو وہ مرہٹون کی لڑائی مین بجالایا تھا چونکہ جاگیردار نے اسکو دارالریاست بنایا اسسبب رونق
اسکی بڑہ گئی اور خوب آباد ہوا اب بھی آبادی اسکی بارونق و تروتازہ ہے زراعت بکثرت ہوتی ہے زمیندار
خوشحال ہین یہہ **پواڑی** ضلع گورگانوہ مین ایک قصبہ اوس سڑک پر جو دہلی سے جی پور کو جاتی ہے دہلی سے فاصلہ

پچاس میل جنوب بمغرب کی سمت کو آباد ہے آبادی اس شہر کی بضلع کے سب شہرون مین بہت بڑی شمار کرتے ہین عمارت اسکی پختہ اور بازار بھی فراخ و پر تجارت ہین قصبہ کے رہنے والے اکثر شریف ہین پہلی خانہ شماری مین چھتیس ہزار آٹھ سو چالیس آدمی گنے تھے ان مین آبادی تھی اب اوسمین بھی ترقی زیادہ ہے یہانپر تحصیلدار ماتحت صاحب ضلع بہادر گورگانو رہکر کام تحصیل کا دیکھتا ہے

سمرو دہنہ یہہ شہر اگرچہ متعلق ضلع میرٹھہ ماتحت لفٹنٹ گورنر ممالک مغربی و شمالی کے ہے پنجاب کے متعلق نہین ہے لیکن چونکہ سابق ذکر الحاق ریاست کا اس کتاب مین مفصل درج ہو چکا ہے دار الریاست کا حال بھی تحریر ہونا اچھا سمجھ منظور ہو کر لکھا جاتا ہے کہ یہہ قصبہ اس سڑک پر جو کرنال سے میرٹھہ کو جاتی ہے گیارہ میل بسمت شمال و مغرب میرٹھہ سے آباد ہے شہر پناہ اس شہر کا خام بنا ہوا ہے اور قلعہ بھی کچا ہے مگر اب مسمار ہو گیا ہے یہہ قلعہ و شہر پناہ زیب النسا بیگم شمرو نے بنوایا تھا سوا اسکے قلعہ کے ایک محل بھی پختہ عالیشان بیگم کا بنایا ہوا بیگم کا موجود ہے جو کہ شمرو صاحب اور اسکی بیگم انگریزون مین مذہب رومن کیتھولک والون کا رکھتی تھی ایک گرجا بھی پرستشگاہ انکا بنا ہوا ہے پہلی مردم شماری مین آبادی اس قصبہ کی بارہ ہزار چار سو اکیاسی شمار ہوئے تھے جن مین سے بارہ سو آدمی عیسائی رومن کیتھولک کے مذہب کے تھے خود شمرو صاحب جرمنی نسب کا انگریز تھا اور زیب النسا اسکی بیگم ایک عورت کشمیرن تھی جو عیسائی ہو گئی اوسکی زوجہ تھی خاوند کے مرنے کے بعد وہ ریاست پر قابض ہوئی ۱۸۳۶ع مین جب وہ دولت ابدی سے سدہاری تب یہہ ملک سرکار انگریزی کے قبضہ مین آیا تو ۱۸۰۵ع مین جاگیر اسکی بھی بحال ہوئی اور ۱۸۳۶ع تک وہ قابض رہکر مر گئی اس زمانہ سے یہہ شہر سمر دہنہ ضبط ہو کر میرٹھہ کے ضلع سے شامل ہو گیا آبادی سمر دہنہ کی ایک کھلی ہوئی زرخیز میدان مین واقع ہے اور پانی کی افراط زراعت کی کثرت غلہ کی پیدایش بہت ہی اور ایک بڑا اس شہر کے گرجا کی متصل بنا ہوا ہے جسطرف سڑک جاری ہے بلندی اسکی سطح سمندر سے آٹھ سو پانسی فٹ ہے اور فاصلہ اسکا شمال مغرب کلکتہ سے آٹھ سو ستانوین میل کا ہے

جہارسہ یہہ قصبہ ضلع گورگانو مین بڑے قصبون مین مشہور ہے تحصیل خاص گورگانو کے پرگنہ کی اہتمام پر ہے اور تحصیلدار مال مجسٹریٹ درجہ دوم یہان رہتا ہے آبادی اسکی اس سڑک پر جو ریواڑی سے دہلی کو جاتی ہے دہلی سے بیس میل جنوب مغرب کے سمت کوہ ہمالہ کے جنوبی قطارون کی جنوب کو واقع ہے یہہ شہر بہت آباد اور بازار پر بار ونق و علاقہ اسکا سیراب ہے

دادری جہجر کے علاقہ مین یہہ ایک بڑا شہر آباد ہے آبادی اسکی اس سڑک پر جو ہانسی سے [illegible] کو جاتی ہے واقع ہے گھر اور رنگین بازار اسکے پختہ بنے ہوئے ہین اور علاقہ بھی سیراب بارونق ہے زراعت بہت ہوتی ہے تجارت کا بازار گرم ہے شمال کی طرف اسکے اکثر زمین ریگی اور خراب اور جنوب کے طرف کا سطح عمدہ و کاشت شدہ ہے فاصلہ اسکا ہانسی سے ۳۵ جنوب کے طرف چالیس میل کا ہے پہلے شہر نواب بہادر جنگ کا جاگیر تھا اب بعد مفسدہ دہلی ریاست اسکی ضبط ہو کر شامل انگریزی علاقہ کے ہو کر بطور جاگیر جیند کے راجہ کو عطا ہوا

سنہ ۱۸۵۲ء و سنہ ۱۸۵۵ء مین جب مردم شماری ہوئی تو معلوم ہوا کہ ہندو کاشتکار یہان دو لاکھ انیس ہزار چار سو تینتالیس
اور غیر کاشتکار ایک لاکھ بارہ ہزار تین سو اسی مسلمان وغیرہ کاشتکار تیئیس ہزار نوسو اڑسٹھ غیر کاشتکار اکیس ہزار
دو سو اکتالیس ہے جنکی کل میزان تین لاکھ ستتر ہزار تیرہ ہوتے بعد ازان جو جہجر کے اضلاع اس ضلع سے شامل ہوئے
تو مردم شماری سے ضلع کی کل چار لاکھ ستتر ہزار چار سو سولہ قرار پائے اس ضلع مین بڑے بڑے قصبہ بہت سے ہین
جنکی تفصیل مفصل اگر تحریر ہو تو طول ہوتا ہے مجمل تشریح اسکی یہہ ہے کہ جن جن قصبون مین ایکہزار آدمی
سے کم رہتے ہین وہ گانو اس ضلع مین دو سو چار ہین اور جن جن قصبون مین ایکہزار سے پانچہزار آدمی تک رہتا ہے وہ
ستر اور جن مین پانچہزار سے دس ہزار تک آبادی ہے وہ دو قصبہ ہین اور کل میزان اپنے لیے قصبات کے دو سو اسی ہے
دہلی کے سپرد ہونے سے پہلے یہان ہندوستان ہی سے اسکی سنہ ۱۸۵۷ء تک منتقل ہوگی اندری یہہ قصبہ جمنا
کنارے دہلی کے نہر کی آبادی ہے اسکی اس سڑک پر جو کرنال سے بوڑیا کو جاتی ہے واقع ہے اور کرنال سے
فاصلہ اسکا بطرف شمال ... میل شمار مین آتا ہے اور شمال مغرب کیطرف سواسی میل جگودہ ضلع رہتک مین
یہہ ایک مشہور آباد قصبہ اس سڑک پر جو دہلی سے ہانسی کو جاتی ہے بائیس میل دہلی سے بسمت شمال مغرب واقع ہے
جاٹ گورگانو کے علاقہ ضلع رہتک مین اس سڑک پر جو دہلی سے ریواڑی کو جاتی ہے اڑتالیس میل دہلی
سے بسمت جنوب مغرب واقع ہے یہہ قصبہ یہین کنارے ساہبی نالہ کے ہے جو بعض اوقات جاری اور کبھی خشک رہتا ہے
خصوصاً برسات مین تو اسمین یہہ طغیانی ہوتی ہے کہ پانی اسکا نجف گڈھ اور فرخ نگر کے جھیل تک جا پڑتا ہے اور
کنکار دریا سے جمنا مین جا کر تمام دہلی شامل ہو جاتا ہے جھجر پہلے علاقہ جھجر کا سرکاری عملداری سے علیحدہ نواب
عبد الرحمان خان کے جاگیر مین تھا جو اب ضبط ہو کر رہتک کے ضلع سے شامل ہو گیا اسکے شمال مین ضلع ہریانہ و
رہتک مشرق مین دہلی و گورگانو والور جنوب مین ہے ضلع گورگانو والور مغرب مین دادری و پرگنہ لوہارو ہے
کل سطح اسکا بارہ ہزار تین میل مربع بلند ہے اسکی سطح سمندر سے آٹھہ سو بیس فیٹ سے آٹھہ سو چالیس فیٹ تک
ہے بارش کے موسم مین اونچے پہاڑون سے پانی اس علاقہ مین آکر بہت نقصان کرتا ہے پھر وہ پانی مشرق
مشرق کے ملک مین پھیلتا ہوا دہلی کے شمال کیطرف آکر آٹھہ سو فیٹ کی اونچان سے گر کر جمنا مین جا
جنوب مغربی حصہ مین اس ملک کے چھوٹے چھوٹے پست ٹیلے پہاڑون کے بہت ہین اس ملک مین شمال سے جنوب کو ایک سڑک
ہانسی سے شروع ہو کر فیروز آباد دہلی کو جاتی ہے اور دوسری سڑک شرق سے غرب کو دادری سے جھجر کو جاتی ہے بڑے
بڑے شہر اس علاقہ مین جھجر و بہادر گڈھ و دوجانہ و دادری و کھو وہین اسکی سالانہ آمدنی بوقت حکومت ریاست جھجر
کے چھہ لاکھ روپیہ سالانہ تھے اور نواب اسی جگہہ کا جنگی فوج بتعداد تین ہزار سپاہی کے رکھتا تھا اور چار سو سوار نوکری
مین سرکار انگریزی کو دیتا تھا خاص جھجر ایک بڑی آبادی کا شہر اس سڑک پر جو ہانسی سے متھرا کو

براہ گوڑگانو جاتی ہے انسی سے سات میل بسمت جنوب مشرق اور دہلی سے مغرب کو بفاصلہ چھتیس میل آباد ہے بعض لوگ
بیان کرتے ہین کہ اول بنا اس شہر کی راجہ جوجن سے ہوئی تھی اور نام اسکا جوجن نگر رکھا تھا مگر بسبب تمادی ایام وہ نام بگڑ کر جھجر مشہور
ہوگیا اگرچہ معلوم نہین ہوتا کہ وہ راجہ جوجن کب اور کس وقت مین ہوا تھا یہہ بات ثابت ہوچکی ہے کہ سابق قوت
انقلاب عملداریون کے یہہ قصبہ اُجڑ گیا تھا پھر جب عملداری مسلمان بادشاہون کی ہوئی تو از سر نو آباد ہوا مگر پہلا
قصبہ اس آبادی کے مقام سے مشرق کی طرف دو ڈہائی میل پر آباد تھا اور حال کی آبادی کے مقام پر ایک
جہیل پانی کی تھی جسکا نام جھجر تھا پہلا شہر جسکا نام بہاگولان تھا بوقت حملہ غوریون اور مارے جانے راے پتھورا کے
اُجڑ کر یہہ نیا شہر اسی مقام پر آباد ہوا اور نام اُسکا اسی جہیل کے نام پر رکھا گیا اور بعض آدمی یون کہتے ہین کہ بہاگولان
شہر کے اُجڑنے کے بعد مسمی چھوجار قوم جاٹ نے جو پہلے بہاگولان مین رہتا تھا اس شہر کی آبادی کی بنا رکھی تھی
اور چھوجار پور نام اسکا اُسنے اپنے نام پر رکھا تھا جو کثرت استعمال سے چھوجار پور سے جھجر باقی رہگیا [illegible]
کے اخیر مین اس شہر کا نام مبارک آباد عرف جھجر مقرر ہوا اسکا یہہ سبب ہوا کہ ۱۱۷۳ ہجری مین بعہد سلطنت
عالمگیر ثانی شاہزادہ عالی گہر بنظر انتظام محالات جاگیر اپنے کے بارنول تک آیا تو جھجر کی حاکم نے بغاوت
اختیار کی اور باشارہ عماد الملک غازی الدین خان وزیر اعظم کے بادشاہزادہ کے مقابلہ کو مستعد ہوا
اوسکی سرکوبی کے واسطے شہزادہ خود جھجر مین آیا اور اُسکی گرفتاری کے بعد کئی مہینے جھجر مین رہا اور مشتغل تالاب
ہوا اور ایک قلعہ کے بنانے کی بنا ڈالکر مبارک آباد اُسکا نام رکہا اور پھر بعد تخت نشینی اپنے کے بھی بادشاہی
فرمانون مین یہی نام تحریر ہوتا رہا **اعظم آباد** یہہ شہر بھی بہت پرانا اور قدیم عمارت کا ہے آبادی
اسکی کرنال سے نو میل اُس سڑک پر جو کرنال سے لودہیانہ کو آتی ہے ایک اونچی ٹیلی پر واقع ہے اس سبب سے برسات
کے موسم مین چارون طرف شہر کے پست زمین مین پانی بھرجاتا ہے شہر پناہ اس شہر کا پختہ بنا ہوا ہے جسکے
دیوار مین برج عالیشان بنے ہین شہر کے پاس ایک تالاب ہے جو ہمیشہ پر آب رہتا ہے شمال کے سمت کو اسکی ایک
سرائے پختہ و مضبوط عمارت کی بادشاہان اسلام کے وقت کی بنی ہوئی ہے دیوارون مین اسکے برج بلند
اور گرد اُسکے خندق عمیق کہدی ہوئی ہے اس سرائے کو اگر ایک قلعہ مستحکم لکہا جاوے تو بجا ہے اس شہر مین
ہر ایک قسم و قوم کے لوگ بستے ہین مگر مسلمانون کی کثرت ہے **کادمہ** جھجر کے علاقہ مین یہہ ایک قصبہ جاگیر
اوبارود کے مغربی سمت کو آباد ہے سابق یہہ قصبہ نواب کے جاگیر مین تھا اب ضلع رہتک کے ماتحت ہے **کانونڈ**
جھجر کے علاقہ مین یہہ ایک قصبہ اُس سڑک پر جو ہانسی سے [illegible] کو جاتی ہے ہانسی سے ستر میل بسمت جنوب واقع ہے
سرکار انگریزی کے عملداری سے پہلے یہہ قصبہ دادن راو مرہٹہ کی قبض و دخل مین تہا اور اُسنے یہان ایک
قلعہ مضبوط بناکر اس قصبہ کو اپنا دار الریاست مقرر کیا ہوا تھا لارڈ لیک صاحب بہادر نے بڑی لڑائی کے

سرکیا و سیر فتحیابی اور اسکی کل ریاست پر قابض ہوگئے یہہ قصبہ نہایت اچھا آباد ہے شہر کے بازار و گھر سنجیدہ
بنے ہوئے ہیں عمارت اسکی دلپسند اور مسافروں کے آرام گاہ ہیں پانی بھی اچھے ہیں اگرچہ بکثرت ہے مگر کھاری ہے
اسکی پاس کے نیکیت پہاڑی اور ریگی میں جا بجا ہیں اسکے متعلق اراضی ہیں اگرچہ کاشتکاری بہت ہوتی ہے مگر تو بھی بنجر و جنگل
بہت بہی ہیں اس شہر سے تین میل پہلے ایک بڑا ٹیلہ ریگ کا جہاڑیوں سے ڈھکا ہوا ملا آتا ہے اوسکے آگے اور ٹیلے ریگ کے
نظر آتے ہیں اور اس کثرت کے ساتھ وہاں ہیں یہانتک کہ اگر گھوڑے وہاں چلیں تو گھٹنوں تک ریگ میں دہنس جاوین یہاں انکا قلعہ بہت مضبوط
اور پختہ کا رئیس یہاں اپنا خزانہ و سکہ زیور وغیرہ رکھا کرتا تھا جب کہ ریاست ضبط ہوئی تو کل نقد و سکہ زیور و اسباب جو اسکا یہاں
محفوظ رہتا تھا سرکار انگریزی کے قبضہ میں آگیا فقط **مہم** ضلع رہتک میں یہہ پرگنہ
صدر کا مقام ہے اور تحصیلدار ماتحت صاحب ضلع رہتک کے یہاں کام کرتا ہے آبادی اسکی اوس
سڑک پر جو ہانسی سے دہلی کو جاتی ہے ہانسی سے جنوب شرق کے گوشے کو چالیس میل کے فاصلہ پر آباد ہے پہلے
یہہ قصبہ بڑا آباد تھا تجارت یہاں کی دور دور تک ہوتی تھی مگر اب وہ رونق نہیں رہی تو بھی اب پانچ ہزار
چہہ سو آدمی کی آبادی اسمین باقی ہے اور حکام کے توجہ سے دن بدن آبادی کی ترقی ہوتی جاتی ہے
اس قصبہ کے پاس ایک باولی یعنی چاہ زینہ دار پتھر کی عمارت کا بنا ہوا ہے جو اکیس فٹ تک گہرا ہے
اور زینہ اسکا بطور سیڑھی کے اترا زمین کی سطح سے پانی کی سطح تک پہنچتا ہے **نارنول** جو کہ علاقہ جھجر
میں تھا و قدیمی شہر ہے آبادی اسکی اس سڑک پر جو ہانسی سے بیچ کو جاتی ہے چھیاسی میل ہانسی سے جنوب کے
سمت کو واقع ہے عمارت اسکی پختہ بازار کشادہ و آباد تجارت بکثرت پانی کی افراط ہے غلہ ہر ایک قسم کا
ہوا یہاں پیدا ہوتا ہے پہلے یہہ شہر دہلی کے سلطنت کی ضعف کے وقت جارج طامس صاحب کی ریاست میں
منتقل ہوا پھر اوسکے دولت راو سیندہیہ کے ماتحت آیا پھر سرکار انگریزی نے اپنا عمل و دخل کر کے جھجر کے
نواب کی جاگیر میں عطا فرمایا چونکہ نواب اوسکے پاس تھی جب وہ ریاست دہلی کے مفسدہ کے بعد ضبط ہوئی
تو اب بجلدوے حسن خدمات و وفاداری کے مہاراجہ پٹیالہ کی جاگیر میں عنایت کیا ہے قدیمی مقبرے و بڑا
مکانات اس شہر میں بہت ہیں شاہان اسلام کے وقت یہہ شہر بھی ایک معدن علم و ہنر مشہور تھا اگرچہ اب
وہ رونق نہیں رہی تو بھی بسبب علامت کے اور شہروں پر سبقت لیجاتا ہے **پٹودی** جھجر کے علاقہ میں
شہر ہی بڑی آبادی کا مکان ہے آبادی اسکی اوس سڑک پر جو دہلی سے نارنول کو جاتی ہے دہلی سے جنوب کیطرف
چالیس میل کے فاصلہ پر واقع ہے بازار یہاں کا آباد عمارت پختہ پانی کی افراط ہے گرد نواح کی زمین اسکی
ناہموار و ٹیلہ دار ہے یہہ علاقہ پہلے فیض طلب خان نواب نجابت علی خان جاگیردار جھجر کے بہنوئی کو جاگیر میں عطا ہوا
تھا اب پوتا اسکا اکبر علی خان کا یہہ قصبہ دار الریاست ہے حال مفصل اس ریاست کا ریاستوں کے ذکر میں تحریر ہوچکا

دو حصار رہتک کے ضلع مین ہے ایک قصبہ اُس سڑک پر جو دہلی سے ہانسی کو جاتی ہے سترہ میل دہلی سے
شمال مغرب کے آباد ہے عمارت اِس قصبہ کی کچھ پختہ اور کچھ خام بنی ہوئی ہے اور غلہ کی تجارت بھی ہوتی ہے چھوٹا بازار
اور چند دوکانین اسمین ہین **علاقہ ہریانہ** یہہ ایک بڑا علاقہ اور فراخ زمین ماتحت لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب
کے ہے شمال مغرب و شمال مشرق کی طرف اسکے سرہند کے علاقہ کے شہر اور مشرق مین ضلع رہتک و دادری جھجر
مین دادری کا علاقہ و لوہارو مغرب مین ریاست بیکانیر پڑا ہے کل سطح اسکا تین ہزار تین سو میل مربع ہے اسکے
زمین کے بہت قطعے ایسے معلوم ہوتے ہین کہ گویا اُن پر کبھی دریا چل چکا ہے دریا سے گہگر و تانگری وغیرہ ندیان کوہ
ہمالہ سے نکلکر اسمین بہتی ہین نہ مین اسکی بہت سے مقامات سے زرخیز و لائق پیدا وار سب کچھ جانے پانی مناسب
کے ہے پیدا وار یہان کی شالی گیہون جو وغیرہ ہر ایک قسم کا غلہ ہے اس علاقہ مین جن جن مقامات پر پانی کی کمی
ہے زمینداروں نے وہان پر پختہ تالاب بنوائے ہوئے ہین برسات کے موسم مین وہان پانی جمع ہو جاتا ہے
اور کمی کی موسم مین اُن تالابون سے وہ پانی خرچ مین لاتے ہین اور اگر برسات نہو تو کنوؤن کے ذریعہ سے زراعت
کو پانی دیتے ہین کنوئین یہان بعض ایک سو اور ایکسو بیس فیٹ تک گہرے ہوتے ہین زمین یہان بہت سے
مقامات سے خشک و سوختہ ہے اگر برسات نہو تو کنوؤن کے پانی بھی خشک ہو جاتے ہین اس علاقہ کو سبب اسکے
کہ یہان بڑا جنگل واقع ہے فیروز شاہ تغلق نے شکارگاہ بنایا اور سبب کم آبی کے وہ جمنا سے نہر کہود کر یہان
لایا جو ہانسی حصار سے گذر کر دریاے گہگر مین ملجاتی ہے جنگل یہان کا بہت سے درندون سے بھرا ہوا ہے شیر بگھیلا
وغیرہ یہان اکثر پائے جاتے ہین شاہان سلف یہان آکر اکثر اوقات شکار کھیلتے تھے اور حاکمان انگریزی بھی بڑے
شوق سے وہان جاکر شکار کھیلتے ہین یہہ ملک پہلے راے پتھورا حاکم دہلی و اجمیر کے حکومت مین تھا سلطان شہاب الدین
غوری نے اسپر حملہ کیا تو فریقین کی استحکام لڑائی ہوئی اسوقت کا گنج شہیدان اب تک موجود ہے اور اسوقت سے
عملداری مسلمان بادشاہون کی اس علاقہ مین ہوئی فیروز شاہ تغلق نے اسکے آبادی و بہبودی پر توجہ کی شہر حصار
آباد کیا اور قلعہ بناکر فیروزہ آباد نام رکہا اور ایک قصبہ اور جسکا نام فتح آباد ہے بنام فتح خان بیٹے اپنے کے
بنایا اور گہگر ندی سے ایک نالہ پانی کا لاکر فتح آباد کے علاقہ کو سیراب کیا ستون سرخ پتھر کے اپنی یادگار وہان
بنائی بعد ازان چغتائی سلطنت کے اخیر تک بادشاہان اسلام ہریانہ مین حکومت کرتے رہے آخر جب چغتائی سلطنت
ضعیف ہوگئی تو سکھون نے قوی ہوکر اس علاقہ مین جابجا قتل و غارت شروع کی امر سنگہ پٹیالہ کے رئیس نے ہریانہ مین
آکر اول موضع بہکر علاقہ فتح آباد کو لوٹا پہر فتح آباد کے قلعہ اور سرسہ پر اپنا تسلط کیا اسوقت رحیم داد خان عامل
ناظم دہلی سے مامور ہوکر ہریانہ مین آیا سکھون نے جمع ہوکر اُس سے لڑائی کی اور وہ اسی معرکہ مین شہادت
پائی اسکے مارے جانے کے بعد امر سنگہ کا قبضہ ہانسی و حصار و توشام پر بھی ہوگیا اور سکھہ لوگ جابجا دیہہ بدیہہ

لوٹتے پھرتے تھے کسیکو اُنکے ساتھ مقابلہ کی طاقت نہ تھی یہہ حال سنکر نواب نجف خان اور راجہ جی سنگھ فوج لیکر دلی سے
ہریانہ مین آئی اور مقام جیسند امر سنگھ پٹیالہ کے رئیس سے اُنہون نے ملاقات کی اور باہم عہد نامہ لکھکر ہانسی و
حصار و رہتک و مہم و توشام پر اپنا پھر تسلط جماکر واپس چلے گئے باقی ملک جو سکھون نے دبا لیا تھا اُنکے پاس ہی رہنے
دیا اُسوقت جی سنگھ ناظم ہریانہ کا شاہ دہلی کی طرف سے مقرر ہوا اوسی عرصہ مین ایک بلا سے ناگہانی و آفت
آسمانی جسکا نام چالیسا قحط ہے ۱۷۸۳ء مین پنجاب و ہند مین نازل ہوا اور اڈھائی سیر گیہون فی روپیہ بکنے لگے اُسکے
صدمے اور بے سلطنتی کے غدر سے تمام ملک ویران ہو گیا بڑے بڑے قصبے اور شہر برباد و خراب ہو گئے لاکھون جانین
بھوک کے عذاب سے تلف ہو گئین پھر ۱۷۹۰ء مین مرہٹہ کی قوم ہریانہ پر قابض ہوئی اور آپا کہانڈے راؤ نے یہان
اپنا تسلط جمایا اور طامس صاحب انگریز اُسکی طرف سے حاکم یہان کا مقرر ہوا اُسنے سکھون کے ساتھ بڑے بڑے لڑائیان کین
اور آپا کہانڈے راؤ کے مرنے کے بعد وہ خود مختار رئیس ہو گیا ہانسی و حصار اُسنے دوبارہ آباد کیا جب وہ
دولت راؤ سندھیہ کی فوج سے مغلوب ہوا تو اُسکی طرف سے میرزا الیاس بیگ حاکم یہانکا بنا اوسکے عہد مین
انگریزی عملداری ہریانہ مین ہو گئی اور وہی ناظم بدستور مقرر رہا بعد چندے وہ مقام سرسہ زمینداران قوم
بھٹی سے لڑکر مارا گیا پھر انگریزون نے یہہ علاقہ نواب معین الدین عرف بنہو خان کو یہہ علاقہ انتظام کے واسطے
سپرد کیا پھر احمد بخش خان لوہارو کا نواب ناظم رہا پھر عبد الصمد خان نواب جاگیر دار دوجانہ کا منتظم قرار پایا
مگر کسی سے انتظام قرار واقعی اس علاقہ کا نہوا آخر مسٹر کارنر صاحب ایک انگریز حاکم کو حکومت یہان کی سپرد
ہوئی اُسنے بڑی کوشش و جانفشانی سے اس علاقہ کا انتظام کیا اُس روز سے آج تک برابر انگریزی حکام اُسپر
حکومت کرتے ہین **شہر حصار** یہہ شہر ہریانہ کے ضلع مین اُس سڑک پر جو دہلی سے ہانسی کو جاتی ہے
دہلی سے غرب کی طرف بفاصلہ ایکسو چار میل اور لاہور سے بجانب گوشہ جنوب مشرق ایکسو ساٹھ میل آباد ہے اور
فی زمانہ تین ہزار پچاس گھرون کی اسمین آبادی ہے اور نو ہزار تین سو اٹھہ کی مردم شماری شمار مین
آئی ہے اور جمنا کی نہر فیروز شاہ بادشاہ کی کہودوائی ہوئی اس شہر کے عین فصیل کے نیچے رواں ہے یہہ نہر
شرق کی طرف سے آکر جنوب و یہ فصیل کے نیچے ہوتے ہوئے غرب کو چلی گئی ہے نہر کے کنارے کنارے
درختونکا دونو طرف ہجوم نہایت خوشنما نظر آتا ہے اسکی آبادی کا حال اس طرح درج کتب تواریخ ہے کہ پہلے
یہان بالکل جنگل تھا اور ایک عابد بہلول نام اس جنگل مین عبادت کیا کرتے تھے اکبارگی شہزادہ فیروز تغلق کا بیٹا
جو تقریب شکار یہان آیا تھا اُسکو شیخ بہلول نے بشارت سلطنت کی دی جب وہ بادشاہ ہو گیا تو وہ بارادت
تمام شیخ صاحب کی خدمت مین حاضر ہوا اور اُسی مقام پر اُسنے آبادی کی بنا ڈالکر اول سنہ ۷۵۵ھ مین ایک
قلعہ بنوایا اور پھر پختہ شہر تعمیر کرایا اور ایک نہر جمنا سے کاٹکر یہان لایا اُسوقت کی آبادی کے کھنڈرات

نشان اب بہی دور دور تک نظر آتے ہین جن سے ثابت ہوتا ہے کہ کسی زمانہ مین یہہ بڑا شہر تہا اب جہان کہنڈرات
ہین سے شہر والے لوگ عمارات کیواسطے اینٹین کہود کر لاتے ہین گرد اس شہر کے اکثر پرانے مقبرے اور قدیمی
عمارات پرانے زمانے کے بنے ہوئے بہت نظر آتے ہین آبادی قدیمی شہر کی سلطنت چغتائی کے اخیر وقت تک
برابر قائم تہی پہر بسبب غارتگری سکہون اور صدمے قحط کے جو سنت ۱۸۴۰ بکرماجیتی مین وقوع مین آیا تہا یہہ شہر بالکل
اجڑ گیا اور چودہ پندرہ برس تک اجڑا ہوا پڑا رہا اور لوگ مکانات کو گرا کر لکڑیان اسکی اٹہا لے گئے سوا برس کے
بعد سنہ ۱۸۰۲ع مین جارج طامس صاحب نے اسکو از سر نو آباد کیا اور لوگ آ آ کر پہلے قلعہ کے اندر آباد ہوئے جب آبادی کی ترقی ہوئی تو قلعہ کے
باہر بہی آبادی ہونی شروع ہوئی اب مہاجن و مالدار لوگ تو قلعہ کے اندر رہتے ہین دوکاندار و پیشہ ور قصاب
وغیرہ باہر کے حصہ مین سکونت پذیر ہین اور قلعہ کی فصیل مین جو پختہ بنی ہوئی ہے چار دروازے جاری اور پانچوان
دروازہ بند ہے اور شہر کے باہر سرائین و کوٹھیان بہت اچھی تعمیر ہوئی ہوئی موجود ہین یہان صاحب
کمشنر بہادر و صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر دونو تشریف رکہتے ہین حصار کے کمشنری کے متعلق تین ضلع حصار و انبالہ و
سرسہ اور خاص ضلع حصار کے متعلق پانچ تحصیلین حصار و بہوانی و ہانسی و بروالہ و فتح آباد ہین اور کل ضلع
کی خانہ شماری اوناسی ہزار آٹھ سو چھیالیس مردم شماری تین لاکھ چوالیس ہزار آٹھ سو آٹھ جسمین سے مرد
دو لاکھ اکیسو اونہتر اور عورتین ایک لاکھ چوالیس ہزار چھ سو انتالیس ہین پہلے جب یہہ ضلع ممالک مغربی
شمالی کے متعلق تہا تو اوسوقت یہان کی کمشنری دہلی مین تہی بعد غدر سنہ ۱۸۵۷ع کے یہہ ضلع ماتحت پریزیڈنسی پنجاب
ہوا اور محکمہ کمشنری یہان علیحدہ مقرر ہو کر چار ضلع حصار و جہجر و روہتک و سرسہ اسکے متعلق ہوئے بعد چند
جہجر کا ضلع تخفیف مین آگیا اور تین ضلع باقی رہ گئے اور لوہارو و دوجانہ کے رئیس خود مختار ہین اسی کمشنری
کے ماتحت ہوئے سنہ ۱۸۵۷ع کے غدر کے وقت یہان بہی مفسدون سے بڑی خرابی وقوع مین آئی اسوقت
ایک پلٹن بلا نمبر اور ایک رجمنٹ ہندوستانی سوارون کی نمبر ۱۴ یہان مامور تہی اور انہین مین سے ایک
کمپنی خزانہ پر اور ایک رسالہ کمسریٹ مین کام کرتا تہا اور ایک رسالہ نواب بہادر جنگ خان دادری والے
کا صاحب کلکٹر کے اردلی مین تہا دلی کا غوغا سنکر صاحب کلکٹر نے سرکار خزانے کو شہر کے اندر قلعہ مین منگا لیا
اور دادری کے رئیس کا رسالہ بہی شہر مین بلا لیا اور کچھ نئے ملازم بہی نوکر رکھے اور پلٹن کے چپراسیون کو
شہر کے دروازون پر پاسبان کر دیا چونکہ سپرنٹنڈنٹ صاحب کمان افسر کو اپنے فوج کی وفاداری کا بہروسا تہا
اسلیئے اونکے تدارک کے واسطے کچھ بندوبست نہ کی آخر ۲۹ ماہ مئی سنہ ۱۸۵۷ع جمعہ کے دن گیارہ بجے
پلٹن اور رجمنٹ متعینہ ہانسی مفسد ہو گئی بنگلون مین انہون نے آگ لگا دی صاحب کمانڈنگ افسر کو جو اسوقت
کچہری مین تہے وہان سے بہاگ نکلے اور باقی سب صاحب لوگون کو انہون نے مار ڈالا و سپاہیون کے وقت آلات

مفسدون مین سے ایک سوار حصار مین آیا اُسکے آتے ہی حصار کی کمپنی ورسالہ بھی بگڑ گیا پہلے اُنہون نے جیٹن کو
جاکر خزانہ اپنے قبضہ مین کرلیا پھر جیلخانہ کے قیدی چھوڑ دیئے پھر صاحب کلکٹر کو قتل کیا دادری کے رسالہ نے بھی
باغی ہوکر کوٹھیون کو آگ لگا دی سرکاری دفتر کو جلایا کل عیسائیون کے بیبیون وبچون کو ذبح کرڈالا شہزادہ محمد عظیم
اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ سرگروہ باغیون کا بنا اور سرسہ کی کمپنی ورسالہ بھی جو ہانسی کے فوج مین تہا وہ بھی باغی ہوگئے اور
وہانکا خزانہ لوٹ کر فتح آباد آئے اور یہان سے دہلی کو چلے گئے غرض اسطرح کا ہنگامہ خودسری وخودمختاری کا
جسمین سے حصار مین گرم رہا جب یہہ خبر لاہور پہونچی تو لاہور سے فوج راجہ جواہر سنگہ و دیگر ملازمان جدید کی بافسری
کورٹلنڈ صاحب ڈپٹی کمشنر فیروزپور کی ہریانہ کے ملک کو روانہ کی گئی جب خبر آمد آمد فوج انگریزی کی حصار مین
ہوئی مفسد دب گئے ۱۹- جون کو صاحب موصوف بمقام خیرو علاقہ سرسہ کے پہونچے اور قوم پچادہ وبہٹیون سے
مقابلہ ہوا جسمین بہت سے مفسد مارے گئے ۲۰- جون کو صاحب سرسہ کے مقام پر آئے وہان سے صاحب موصوف
نے کپتان پیرس صاحب کو براہ قصبہ بہادرہ معہ فوج راجہ بیکانیر کے روانہ حصار کیا اور اُنکے حصار مین پہونچنے سے
امن وامان ہوگیا سوائے رنگہڑ لوگون کے اور کوئی مفسد نہ تہا ۳۱- جولائی کو جمالپور کے رنگہڑون نے ہانسی پر حملہ
کیا مگر عند المقابلہ بہاگ نکلے دوسرے مرتبہ رنگہڑون نے حصار پر یورش کی اور عند المقابلہ چارسو آدمی اُسکے کہیت
رہے دوسری ستمبر ۱۸۵۷ع کو شہزادہ محمد عظیم مفسد نے رنگہڑون کے اجتماع کے ساتھہ تحصیل توشام پر حملہ کیا
اور تحصیلدار و سپاہی لعل تہانہ دار و خزان سنگہ قانونگو کو جان سے ماردیا آخر پیرس صاحب اُنکی
سرکوبی کے واسطے جا پہونچے اور اُنکو شکست دیکے گانو اُنکے جلا دیئے اور قصبہ جمالپور کو جلا کر خاکستر کردیا خیر
صاحب موصوف نے تمام ہریانہ مین دورہ کرکر مفسدون کو سزا دی اور بندوبست کامل ہوگیا اور مفسدون کو بعد تحقیق
سزا پہانسی کی ملی اور خیرخواہون کو انعام حاصل ہوئی شہر حصار کے گردنواح مین قدیمی مقبرے بزرگان اہل اسلام
اور مسجدین بہت تہین بہت سے مقبرے اور مسجدین اُنمین سے سکہون نے براہ تعصب گرادی تہین اور جو باقی ہین
اونمین سے چند مکانات کا حال تحریر کیا جاتا ہے

حافظ کا مکان

بعہد محمد شاہ بن غیاث الدین
تغلق بادشاہ دہلی اکتالیس شخص حافظ کلام اللہ اس جنگل مین رہکر عبادت کیا کرتے تہے اور انہین مین سے ایک حافظ
بہلول نام جنکو اب دانا شیر بہلول کہتے ہین مرد خدا پرست و ولی اللہ تہے کہ جنکی بشارت سے سلطان فیروزشاہ بادشاہ نے
سلطنت پر کامیاب ہوکر شہر حصار آباد کیا ان حافظون کے مقبرہ حصار سے شمال کی سمت کو ایک کوس کے فاصلہ پر
ہین مگر دانا شیر بہلول کی مزار جانب شرق ہانسی کے راستہ پر واقع ہے یہہ فقیر سالک دست تہے اونکی قبر پر ایک چہوٹا سا
گنبد بنا ہوا ہے اور متصل اُسکے ایک مسجد خوش قطع بنی ہوئی ہے اصل مین نام انکا شیخ عبدالرزاق المشہور شیخ
بہلول تہا اور ارادت انکی بخدمت حضرت شاہ قمیص گیلانی قادری کے تہی جنکی وفات نوسو بانوین ہجری مین

تو دم مین آئی اور شیخ بہلول حصاری ایکہزار گیارہ مین فوت ہوئے اور یہہ روضہ حضرت کا بہی اسی زمانہ مین بنا مگر
مسجد روضہ کے پاس کی ایکہزار ایکسو چہ مین کسی شخص عبد النبی نے تعمیر کی کہ نام بانی و سال تعمیر مسجد کے محراب پر
لکہی ہے **مقبرہ شاہ جنید حصاری** یہہ مکان قلعہ سے باہر جانب ناگوری دروازہ شہر سے شمال
کچہری کی سڑک پر واقع ہے حضرت شاہ کی قبر پر ایک چہوٹا سا گنبد چار ستون کا سنگ سرخ کا بنا ہوا ہے گنبد کے اندر دو
قبرین ایک خود حضرت جنید کی اور دوسری اونکے بیٹے کی ہے یہہ شاہ جنید حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر چشتی
کے اولاد مین سے ہین فیض چشتیہ سلسلہ کا اونکی موروثی نعمت ہے اوسکے سوا سے قادریہ خاندان مین سے انہون
نے بہت سے فواید حاصل کئے تہے اونکی قبر سے بائین طرف اونکے استاد کی مزار ہے جسپر بخط عربی تاریخ بنا روضہ کی
ماہ ربیع الاول ۹۲۲ ہجری لکہی ہے اور شاہ جنید کے روضہ پر یہہ عبارت بخط عربی کندہ ہے بسم اللہ الرحمن
الرحیم العزۃ من شہر ذی القعدۃ سنہ احدی وثلثین وتسع مائۃ بانیہ جنید بن جنید بن محمود ۹۳۱ ہجری اگرچہ
ان مقبرون پر تاریخ بنا نوسو بائیس و نوسو اکتیس تحریر ہین صاف واضح ہوتا ہے کہ یہہ دونو روضہ ان کی وفات
سے بعد بنے ہین کیونکہ تاریخ وفات شاہ جنید حصاری کی کتب تواریخ سے نوسو ثابت ہوتی ہے اور یہہ روضہ
اکتیس سال بعد وفات اونکی تعمیر ہوا **جامع مسجد** شہر حصار کے اندر یہہ مسجد تحصیل کی کچہری کے متصل
واقع ہے عمارت اسکی سنگین نہایت مستحکم بنی ہوئی ہے اسکے پتہرون مین سنگ فیروزہ بطور گلکاری جا بجا نصب
ہوا ہوا ہے جس سے نہایت زیبایش معلوم ہوتی ہے اور کتبہ بخط عربی جو اس مسجد پر لگا ہے اوسمین بانی
کا نام ہمایون بادشاہ اور ۹۳۳ لکہا ہوا ہے مگر واضح ہو کہ ہمایون شاہ بعد بابر کے نوسو سینتیس مین تخت نشین
دہلی ہوا تہا شاید اسنے یہہ مسجد بایام شاہزادگی تعمیر کرائی ہوگی **فیروز شاہ کی لاٹہہ** حصار کے قلعہ
اندر ایک پرانی مسجد فیروز شاہ کے وقت کی بنی ہوئی تہی اوس مسجد کے صحن مین ایک سرخ پتہر کا منار بنا تہا
جسکا طول بتالیس فیٹ اور منار کی موٹائی آٹھ فیٹ ہے یہہ منار بہی اسی قسم کا منار ہے جسکو فیروز شاہ تغلق
شہر دہلی و الہ آباد مین اپنی یادگار بنوا گئے ہین اسپر بہی کتبہ بخط عربی پتہرون مین کندہ تہا مگر جن دنون مین کہ
سکہون نے حصار کو لوٹا پہرا بتعصب بہی اس منار کے گردا گرد انہون نے لکڑیون کا انبار لگا کر آگ لگا دی اس
نیت سے کہ یہہ منہدم ہو جائے اس آگ سے اسکا اور تو کچہہ نقصان نہوا صرف یہہ کہ ایک ایک دو دو انگشت اوپر
سے پتہر جلکر چہلکے اوتر گئے اور کتبہ زائل ہو گیا **مسجد بیرون دہلی دروازہ** یہہ مسجد بہی ہمایون
بادشاہ کی بنوائی ہوئی تہی ابہی پارہ کے سلامت ہے جسکا کتبہ بخط عربی ہے اور اوسمین نام نامی ہمایون بادشاہ
اور ۹۳۹ ہجری لکہا ہے **گوجری محل** یہہ مکان قلعہ سے باہر جانب گوشہ غرب شمال واقع ہے کسی زمانہ مین
یہہ مکان بہی بڑا عالیشان تعمیر ہوا ہوگا اوپر اسکے حجرے و بنگلے و بالاخانہ اور نیچے تہہ خانے سنگین و مضبوط بنے ہوے

اور مشہور ہے کہ فیروز شاہ نے یہہ محل ایک عورت گوجری کے واسطے کہ وہ اُسکی محبوبہ تھی بنوایا تھا اور قلعہ کے شمال کی طرف
سے راستہ زنانہ آمد و رفت کا بالا بالا اس محل تک بنا ہوا تہا اگرچہ اب درمیانی عمارتیں بسبب انقلاب زمانہ کے منہدم ہو گئی ہیں
مگر نشان الصاق و الحاق کے اب تک موجود ہیں **مقبرہ محمد اسماعیل** یہہ مقبرہ بھی ایک عالیشان بنا ہوا
شہر کے باہر غرب کی طرف نہر کی موجود ہے یہہ شخص اس زمانہ میں اچھا فقیر ہو گذرا ہے اور مقبرہ اُسکے بیٹے معز الدین
نے کہ اب بھی وہ زندہ ہے تعمیر کرایا ہے اور سنہ ایکہزار دوسو بہتر میں محمد اسماعیل نے وفات پائی اور اس مقام پر
مدفون ہوا **گرجا گھر** یہہ گرجا عبادتگاہ عیسائیون کی حصار میں نہایت خوبصورت و مضبوط مکان بنا ہوا
ماہ دسمبر ۱۸۶۰ء میں اسکی بنیاد رکہی گئی اور جنوری ۱۸۶۲ء کو بصرف چار ہزار اکنیو اونتیس روپیہ کے عمارت
اُسکی باختتام پہونچی اُسکے محاذ میں ایک مینار سنگ سرخ کا اون انگریزون کے یادگار کے واسطے بنایا گیا ہے
جو ۱۸۵۷ء کے غدر میں مفسدون کے ہاتھ سے مقتول ہوئے تھے سابق سرکار انگریزی نے یہان ایک ذخیرہ سانڈ
گہوڑونکا واسطے ترقی نسل گہوڑونکے رکہا ہوا تہا ۱۸۴۲ء میں وہ محکمہ برخاست ہو گیا پہر حسب الحکم سرکار کے
یہان بیلونکا ذخیرہ مقرر ہوا چند سال کے بعد وہ بھی برخاست ہو گیا اکبر بادشاہ کے وقت یہان فوج و قلعہ تھے ایک سنگی
دوسرا ختنی اور صوبہ حصار کا دہلی سے علیحدہ مقرر تہا اور آمدنی کل صوبہ کی تیرہ لاکہہ چہتر ہزار پانسو روپیہ تہی فوج سوار
و پیادہ بھی صوبہ کے پاس موجود رہتی تہی جسکے علاقہ کو اب قسمت حصار کا علاقہ تصور کرلینا چاہیے مگر اسمین بٹہیانہ کا
ملک زیادہ تر شامل تہا اب کل جمع ضلع حصار کی بموجب پہلی بندوبست مال میں چار لاکہہ دس ہزار دوسو تہی سوائے اسکے
آمدنی سوائے پرمٹ و چونگی و اشٹام وغیرہ کے ہے جسکی تفصیل لکہنے میں طوالت ہوتی ہے **شہر ہانسی**
یہہ شہر حصار سے جانب شرق بفاصلہ تیرہ کوس اور دہلی سے بسمت شمال مغرب اسی میل کے فاصلہ پر دہلی کی سڑک
اور نہر فیروز شاہی کے کنارے پر آباد ہے دو ہزار نو سو گہر اسمین آباد ہیں اور دس ہزار اکسیو اکہتر آدمی کی مردم شماری
ہے وجہ تسمیہ اس شہر کی باسم ہانسی کسیکو معلوم نہین بعضون کا قول کہ راجہ انگپال تنور نے اسکو آباد کیا تہا اور بعض
کہتے ہیں کہ اسے تنور لوگی یہہ آبادی ہے اور بعض ذکر کرتے ہیں کہ آسا جاٹ بانی کے رہنے والے کے نام پر یہہ آباد
ہو کر اسی نام مشہور کیا گیا تہا اور ایک مشہور تقریر یہہ ہے کہ چوہان راجپوتون کی سلطنت میں ایک راجہ کی لڑکی اُسکا
نام تہی جب وہ بیمار ہوئی تو تبدیل آب و ہوا کے واسطے یہان بہیجی گئی یہان آتے ہی اوسکے مرض میں افاقہ ہوا اور وہ
ہنسی و اسکی تندرستی کی خبر سنکر دہلی سے راجہ بہی یہان آیا اور لڑکی کے ہنسنے کو مبارک سمجہکر اوسنے یہہ شہر آباد کر کر ہنسی
نام رکہا جو اب ہانسی مشہور ہے یہہ قلعہ بہی اُسی کی بنیاد رکی ہوئی ہے اور قلعہ کے نیچے جانب شرق اوسی لڑکی
کے نام پر ایک تالاب بہی تعمیر کرایا گیا کہ تالاب کا نام اب تک ہنسنی تالاب مشہور ہے ہندو راجون کے عہد تک یہہ
ملک میں بہی شہر حاکم نشین تہا مسلمان بادشاہون سے پہلے سلطان مسعود محمود غزنوی کے بیٹے نے اسپر حملہ کیا اور

ہندو راجون نے جو اس قلعہ کو نہایت مستحکم تصور کر کے دور دور سے اپنا مال و اموال و خزانہ لا رکھا تھا وہ سب
گنج بے محنت و رنج مسعود نے لے لیا علاوہ اسکے موجب جمع کرنے خزاین کا اس مقام پر یہہ تھا کہ برہمنون نے راجون کو
جوتش کے موجب یہہ خبر دی تھی کہ مسلمانون کا قبضہ ہانسی کے قلعہ پر کبھی نہین ہوگا ان کے قول کو راجون نے سچا مانا
سب مال و خزانہ اپنا یہان جمع کر دیا مگر مسعود نے چھہ دن کے عرصہ مین اسکو فتح کیا اور مسلمانی فوج دیوارون مین
سیڑھیان گاڑ کر دیوار پر چڑھ گئے دوسرا حملہ امیر سلطان شہاب الدین غوری کا ہوا اور رائے پتھورا کے ساتھہ
یہان سخت لڑائی ہوئی اوس روز سے یہہ شہر مسلمانی قبضہ مین آگیا سمت ۱۸۰۰ بکرماجیتی کے قحط مین سکھون کی غارتگری
کے بعد یہہ شہر بالکل اجڑ گیا اور چودہ پندرہ برس تک برابر اجڑا رہا پھر مرہٹون کی عملداری مین جارج طامس صاحب نے
دوبارا اسکو آباد کیا چار دیواری کے پختہ فصیل بنوا کر چھہ دروازے رکھے اور اسکو اپنا دار الریاست مقرر کیا آبادی
اس شہر کی جنوباً شمالاً طول مین زیادہ ہے اور عرض بہت کم ہے سرکار انگریزی کے عملداری مین رجمنٹ اول کی
چھاونی اس مقام پر مقرر ہوئی اور غدر کے سال تک قائم رہی شہر سے بجانب شرق بفاصلہ ایک کوس جمنا کے نہر
جاری ہے جہان سے نہر کے دو شاخین ہوکر ایک شاخ جنوبی اور دوسری شاخ شمالی ہوکر گھوم کر آتی ہے پھر دونو
شاخین نیچے جا ملتے ہین اور شہر کا نواح اس نہر کے سبب بہت پرفضا و خوشنما معلوم ہوتا ہے قلعہ یہان کا اونچی
جگہ پر واقع ہے نہایت سنگین و مضبوط اور راستہ بنا ہوا تھا سابق مین اسکی مرمت ہمیشہ ہوتی رہتی تھی اور قلعہ کے
اندر بھی اچھے مکانات بنے ہوئے تھے اب چودہ پندرہ برس سے قلعہ بالکل بے مرمت ہوگیا اور عمارات و
اراضی بھی قلعہ کی نیلام ہوگئین اور جو مکانات نیلام سے بچے وہ مسمار کرائے گئے غرض اب قلعہ مین کوئی عمارت
نہین رہی **حال قطب صاحب** قطب جمال الدین ہانسوی اس شہر ہانسی مین بڑے بزرگ ہو گذرے ہین
حال انکا یہہ ہے کہ جب سلطان شہاب الدین غوری ہندوستان مین آیا تب اسکے ہمراہ شیخ جمال الدین سلطان
کا ہوتا بھی یہان آیا بعد فتح قلعہ ہانسی کے وہ یہان ہی رہ گیا اول اول کار تدریس و تعلیم و فتوی دہی مین مصروف
رہا پھر اس کام کو چھوڑ کر خواجہ فرید الدین گنج شکر اجودہنی چشتی کے خدمت مین حاضر ہوا اور پیر روشن ضمیر
کے توجہ سے ولایت کے بڑے اعلی مراتب کو پہونچا ۱۲ شعبان ۶۵۹ ہجری مین شیخ جمال الدین فوت ہوکر یہان
دفن ہوا اوسکے بعد برہان الدین صاحبزادہ اور اوسکے بعد منور الدین اور اوسکے بعد نور الدین قطب پشت بہ پشت چلے آتے رہے ان
چارون حضرات کو لوگ چار قطب کہتے ہین روضہ انکا بہت بڑا بنا ہوا ہے اور اسکے باہر کے طرف کرنیل سکنر
صاحب عبد الصمد خان بیگ مکین و چانے دالان وسیع اور بلند تعمیر کرائی تھی اور ملحقہ مین ایک مسجد بہت اچھی بنی ہوئی
ہے مسجد کے صحن مین حوض پر آب و فوارہ جاری بنا ہے ہر سال ۱۲ ماہ شعبان کو یہان میلہ ہوتا ہے اور دور دور
جمع رہتا ہے ان چارون قطبون کی اولاد ہانسی مین پیرزادے مشہور رہین اور آج تک اسکا ایک شخص گدی نشین

ہوتا ہے چنانچہ اب دیوان قلندر بخش سجادہ نشین مزار گوہر بار ہین **خانقاہ شیخ نعمت اللہ ولی**
یہہ حضرت بڑے بزرگ و شہید ہین جنکی بزرگی کا تمام علاقہ قائل ہے یہہ بھی ہمراہ سلطان شہاب الدین غوری کے
آئے تھے اور راے پتھورا کے لڑائی مین قلعہ ہانسی مین مارے گئے جنکی قبر قلعہ کے اندر جانب شمال موجود ہے یہہ
حضرت رشتہ مین بھی قطب جمال الدین کے ماموں تھے اونکے مزار پر جو ایک کتبہ بخط عربی لکھا ہے اسمین سال بنا
۵۹۴ھ ہجری لکھا ہوا ہے اور ایک مسجد بہت وسیع و بلند جو آگے اس مزار کے بنی ہوئی ہے اوسکے دروازہ
پر کتبہ عربی ہے کہ ۵۹۵ھ ہجری لکھا ہے اس لڑائی مین اور بہت مسلمان شہید ہوئے تھے اونکا مکان شہر سے باہر
بنا ہوا ہے جسکو گنج شہیدان کہتے ہین ۔ شہر ہانسی پرگنہ کا صدر مقام ہے یہان تحصیلدار و اکسٹنٹ صاحب بہادر
ضلع حصار کا مرکز ہے خانہ شماری اس کل پرگنہ کی اکیس ہزار دو سو تریسٹھ اور مردم شماری ایکیاون ہزار چہہ سو
اکتیس مرد اور چھتیس ہزار آٹھہ سو دو عورتین کل تعداد اٹھاسی ہزار چار سو تینتیس ہین کل جمع اس پرگنہ کی ایک
لاکھہ چھتیس ہزار تین سو چالیس ہے **شہر بھوانی** حصار کے ضلع مین یہہ شہر بڑی منڈی اور پیداوار کی جگہ
ہے مگر عملداری سرکار سے پہلے یہہ چھوٹا سا گانو تھا اب بہت بڑی آبادی کا شہر ہوگیا ہے اس گانو کو اول [illegible]
ایک راجپوت نے بنام بھانی آباد کرکے بھانی نام رکھا یہہ شہر علاقہ بانگڑ یعنی بیکانیر و جیسلمیر وغیرہ اور کا
ایک دروازہ سمجھا جاتا ہے بازار اسکا بہت آباد اور تجارت کا گرم بازار رہتا ہے بڑی بڑائی نامی ساہوکارون اور
دوکانداروں کے بہتیری دوکانین ہین اول مسٹر فریزر صاحب نے اسجگہ منڈی مقرر کی اور محصول معاف کردیا
جسکے باعث سے دادری کی منڈی خود بخود موقوف ہوکر سب ساہوکار لوگ یہان چلے آئے اسدن سے روز بروز
ترقی آبادی کی ہوتی گئی اور لاکھون روپیون کا بیوپار ہونے لگا یہان کے ساہوکارون کے گماشتے دور دور تک
پھیلے ہوئے ہین مگر آبادی یہان کی کچہہ خوش قطع و صنعدار نہین ہے کیونکہ جیسا کہ ابتدا مین لوگ یہان آتے گئے
مکانات بنوا کر آباد ہوتے گئے اسوقت چار بڑے بازار اس شہر مین ہین لوہڑ بازار چوپال بازار نچلا بازار
نیا بازار اس شہر مین ہندو بکثرت و مسلمان کم رہتے ہین اور ہر ایک گلی کوچون مین ہندوون کے مندر
بنے ہوئے ہین چنانچہ کل شہر مین مندرون کی تعداد قریب اسی کے پہونچ گئی ہے انمین سے ایک مندر جوگیون
کا بڑا نامی ہے جہان منگل کے دن ہر ہفتہ مین میلہ ہوتا ہے گرد نواح اس شہر کا کچہہ اچھا نہین ہے کیونکہ غربا و
جنوب کی طرف اسکے اونچے اونچے ریت کے ٹیلے اور مشرق و شمال کی طرف اگرچہ ہموار زمین ہے مگر کچہہ کوئی نہر
زیادہ تر تجارت اس شہر مین نمک اور مٹھائی کی ہے یعنی سانبہر نمک اس شہر کے معرفت تمام ہندوستان کے شرقی حصہ مین جاتا ہے اور
شیرینی ہر ایک قسم کی شہر کے معرفت بانگر کے ملک مین پہنچتی ہے وزن ہر ایک قسم کے مال کا جو ہر سال یہان آتا جاتا ہے قریب ایک لاکھہ
سولہہ ہزار آٹھہ سو تیس من کے اور قیمت مال ہر ایک قسم کے جو ہر سال تجارت مین صرف ہوتا ایک کروڑ اونتیس لاکھہ چالیس ہزار تین سو [illegible]

اس شہر مین بھی زمانہ نوہزار گہرون کی آبادی اور تیس ہزار کے قریب مردم شماری ہے مگر تجار لوگون کی شہر پناہ
روز بروز اٹھہ دس ہزار آدمی سے کم نہوتی ہوگی اسی باعث سے یہہ شہر بہت بارونق معلوم ہوتا ہے یہہ شہر پرگنہ
کا صدر مقام ہے تحصیل اور تحت صاحب ضلع حصار یہان رہتا ہے کل پرگنہ کے ستر ہزار نو سو انتیس خانہ شماری
اور ایک لاکھ سات ہزار سات سو اڑتیس کی مردم شماری اور ساٹھ ہزار چار سو اٹھتر کی مالگذاری ہے **قصبہ توشام**
یہہ قصبہ حصار سے جنوب کی طرف اٹھارہ کوس کے فاصلہ پر آباد ہے اسمین تین سو اونچاس گہرون کی خانہ شماری
اور ایک ہزار پانچسو انتالیس کی مردم شماری ہے اول یہی ترسم خان افغان فیروزشاہ کے ملازم نے اس قصبہ
کو آباد کیا اور اپنے نام پر آستے اسکا نام ترسام رکہا اب غلط العام توشام مشہور ہے اسکی آبادی سے ملا ہوا
غرب کی طرف ایک پہاڑ ہے پون کوس تک اونچا ہے اور ایک کوس تک اسکا دور ہے اس پہاڑ پر چڑہ کر بیس بیس
کوس تک سب ابر نظر آتی ہے پہاڑ کے وسط مین ایک پانی کا کنڈ یعنی تالاب ہے اور دور دور تک یہہ مشہور ہے
کے واسطے شہر کی سیڑہیان بنی ہوئی ہین ہندو لوگ اسکو پنچ تیرتہی کہتے ہین اور ماہ کاتک بساکہہ مین وہان بڑا
میلہ ہوتا ہے اور دور سے لوگ نہانے کو آتے ہین اس قصبہ سے شمال کی طرف ایک چہوٹی سی پہاڑی ہے
جسپر ایک بارہ دری مہاراجہ [illegible] سنگہ پچہوڑا کی بنوائی ہوئی موجود ہے **قصبہ اگروہہ** یہہ صوبہ
قصبہ حصار سے نو کوس کے فاصلہ پر غرب کی طرف سرسہ کی سڑک پر آباد ہے اسوقت ایک ہزار انتالیس گہرون کی
آبادی اور سات سو چھتیس آدمی کی مردم شماری ہے مگر کسی زمانہ مین یہہ بڑا نامی شہر تہا اور یہہ مشہور ہے کہ جب کوئی
اس شہر کے رہنے والون مین سے نادار ہو جاتا تہا تو ایک ایک گہر سے ایک ایک ٹکہ جمع کرنے سے ایک لاکہہ
روپیہ اوسکے واسطے ہو جاتا تہا مگر بہت مدتون سے یہہ شہر ویران پڑا ہے اور یہان کے بنئے اگروال ادہر ادہر
دور تک چلے گئے پرانے کہنڈرات حال کی آبادی سے پاو کوس پر ہین دیوان نانومل ملازم راجہ پٹیالہ نے
اون کہنڈرات کے ٹیلے پر ایک قلعہ بنایا تہا جسکے نشان اب تک موجود ہین اور اگروال بنئون کے
مکان بہی وہان موجود ہین کہ جہان پر وہ اپنے لڑکون کو لیجا کر رسومات ادا کرتے ہین **فتح آباد**
یہہ قصبہ فیروزشاہ کے عہد مین فتح خان اسکے بیٹے کے نام پر آباد ہوا اور ایک قلعہ بہی پختہ بنوایا گیا اور اسی عہد
شہزادگان محمد خان و ظفر خان و رضا خان کے نام سے بہی تین قلعہ اور بنائے گئے تہے کہ جہان پر اب تک گانو
محمد پور سوتر و ظفر آباد و رضا آباد آباد ہین مگر وہ تینون قلعہ مسمار ہوگئے پرانے کہنڈرات اونکے موجود
ہین یہہ قصبہ حصار سے بائیس کوس غرب کی طرف سرسہ کی سڑک پر آباد ہے آبادی کے چارون طرف [illegible]
وقت کے پختہ فصیل بنی ہوئی ہے اور دو دروازے آمد و رفت کے ہین یہہ شہر کئی مرتبہ ویران ہوچکا
سمت [illegible] بکرمی مین نواب [illegible] الدین خان نے قلعہ کو مرمت کرایا اور بازار بنوایا اور پہر [illegible] قحط مین یہہ شہر

اجڑ گیا پھر طامس صاحب کے وقت آباد ہوا پھر سمت ۱۹۱۴ مین جب شیخ بہاوہ للبتی بہیان والہ نے حمدانی خان تحصیلدار کے ساتھ مقابلہ کیا تو بہادون نے جمع ہوکر اسکو لوٹ لیا اسیطرح ۱۸۵۷ء کے غدر مین یہہ پھر لوٹا گیا شمال کی طرف اس شہر کے ایک برساتی نالہ دریاے گھگر مین سے آتا ہے جسکو فیروز شاہ کہود کر لایا تہا اُسکے باعث سے یہان پیداوار بہی ہوتی ہے تحصیل کے مکان کے متصل جہان سرکاری ڈاک بنگلہ بنا ہوا ہے وہان پر ایک ستون سنگ سرخ کا فیروز شاہ کا بنوایا ہوا موجود ہے اوسپر کچہہ حروف بخط نسخ لکہے ہین مگر اب پڑہے نہین جاتے اوسکے متصل ایک مزار حضرت شاہ میر کی چہوٹا سا مکان بنا ہوا ہے اس مزار کو فیروز شاہ کے پوتے ابوبکر نے بنوایا تہا قصبہ بہی تحصیل کا مقام ہے اور تحصیلدار اسسٹنٹ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر حصار کے یہان رہتا ہے اسکے کل پرگنہ کی خانہ شماری بارہ ہزار آٹہہ سو اٹہاون اور مردم شماری چہپن ہزار آٹہہ سو ستہتر ہے اور کل پرگنہ کی مالگذاری ستہتر ہزار ایکسو اونچاس ہے رتیہ حصار کے ضلع مین فتح آباد سے جانب شمال بارہ کوس کے فاصلہ پر یہہ قصبہ آباد ہے متصل اسکے دریاے گہگر چلتا ہے اسوقت پانسو اٹہائیس گہر اسمین آباد ہین اور ایکہزار آٹہہ سو چودہ اسکی مردم شماری ہے اسکی آبادی کا حال اسطرح تواریخ حصار مین لکہا ہے کہ کسی زمانہ مین رتن ناتہہ نام ایک جوگی یہان کے جنگل مین تپ یعنی عبادت کیا کرتا تہا اور اسوقت جاٹان گوت بولہ جو اب بنہ مین آباد ہین متصل تنول گڈہ کے رہتے تہے اونکے مویشی اس جنگل مین چرا کرتے تہے ایک روز جوگی نے مویشی چرانے والے سے دودہ مانگا اوسنے جواب دیا یہان موجودگی بچون کے یہہ گا بین دودہ نہین دیتی جوگی بولا کہ ہمارے واسطے دیدینگی سنتے جوگی کے کہنے کے بموجب دودہ دیا تو گاے نے دودہ دیا یہہ ذکر اسنے جاکر گانو والون سے جاکر کیا تو سب اس جوگی کے معتقد ہوکر چیلے بنے اور یہہ قصبہ اونہون نے اُسی جوگی کے نام پر آباد کر کر رتیہ نام رکہا سمت ۱۸۱۲ کے قحط مین یہہ قصبہ بہی ویران ہوگیا اور تیس برس تک اُجڑا ہوا پڑا رہا سمت ۱۸۴۲ مین پہر رتن سنگہ نام جاٹ گوت بولہ نے مہاراجہ پٹیالہ کی اجازت سے یہہ قصبہ آباد کیا اور ایک قلعہ بہی تعمیر ہوا جو اب تک موجود ہے اور سرکاری تہانہ اوسمین رہتا ہے قصبہ توہانہ حصار کے ضلع مین یہہ بہی ایک قدیم عمارت کا مشہور قصبہ ہے اول راجہ انگپال تنور کے عہد مین یہہ آباد ہوا چنانچہ اب تک انگسر نام ایک تال اُسوقت کا بنا ہوا موجود ہے اول قوم تنور اسمین آباد تہے پہر مسلمانون کے وقت لودی افغانون نے قبضہ پایا بعد ازان ٹوانی پٹہان قابض ہوئے اسکا وجہ تسمیہ معلوم نہین ہے مگر اسقدر واضح ہوتا ہے کہ ٹوانی افغانون کے قبضہ کے وقت اسکا نام توہانہ مقرر ہوا ہوگا پہلا نام اسکا شاید کچہہ اور ہو سمت ۱۸۴۲ کے قحط مین یہہ قصبہ بہی اُجڑ گیا تہا مدتون تک ویران پڑا رہا آخر کار رئیس پٹیالہ نے اسکو پہر آباد کیا اسکے پرانے کہنڈرات کے دیکہنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کبہی زمانہ مین یہہ شہر بڑا مشہور ہوگا کیونکہ دور دور تک کہنڈرات اسکے نظر آتے ہین پرانے مقبرے و قبرستان و قدیمی مکانات شہر کے باہر کثرت سے ہین

اسکی آبادی کا فصیل کے اندر ہے جسکا نام جوکہنڈی مشہور ہے اوسمین صرف مہاجن و مالدار لوگ آباد ہین اور بازار چوپڑ
کے شکل کا بنا ہوا ہے تہانہ سرکاری بہی اسکے اندر ہے فصیل کے باہر زمینداروں و تیہانوں کی آبادی ہے کل آبادی
اسکی نوسو گہر اور دو ہزار آٹہہ سو اکیانوین کی مردم شماری ہے **قصبہ بروالہ** حصار کے ضلع مین یہہ ایک
قدیمی آبادی کا مکان ہے اول راجہ بل نے اسکو آباد کرکے بلوالہ نام رکہا اب بسبب کثرت استعمال بلوالہ کے بگڑکے بروالہ
مشہور ہوگیا اسکے قریب ایک اور آبادی تہی جسکا نام دارالشکوہ تہا کہ جسمین قوم مہاجن و برہمن وغیرہ لوگ آباد
مگر انقلاب عملداریون کے باعث سے کئی دفعہ یہہ ویران ہوگیا اور قوم شیخ سالار یہان کے آباد ہوا کرتے تہے
مین بعد سلطان شہاب الدین غوری کے عہد مین سید نعمت اللہ ولی اور میر حسین دو نو حقیقی بہائی لشکر کے ساتہہ
آئے نعمت اللہ تو لڑائی مین شہید ہوئے اور ہانسی کے قلعہ مین دفنائے گئے اور میر حسین کے اولاد واقربا
بروالہ مین آکر بسے رفتہ رفتہ وہی مالک اس گانوکے ہوگئے اس قصبہ کی آبادی ایک اونچی و قدیمی ٹیلہ پر بسا ہے
مختصر بنی ہے جسمین پانسو گہر اور دو ہزار تین سو سات آدمی رہتے ہین اور تحصیلدار حاکم پرگنہ اسمین کچہری
کرتا ہے کل پرگنہ مین اسکے گیارہ ہزار دو سو چہتر کے خانہ شماری اور چہیالیس ہزار پانسو دو کی مردم شماری ہے
اور چہہ ہزار چار سو اکتیس کی مالگذاری سال بسال ادا ہوتی ہے **شہر سرسہ** یہہ ایک انگریزی ضلع بہٹیانہ
کے سرزمین مین اوس سڑک پر جو ہانسی سے شہر کو جاتی ہے لودہیانہ سے ساٹہہ میل بسمت جنوب مغرب واقع ہو
سے ڈیڑہ سو میل دکہن کی طرف واقع ہے اسمین صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر حاکم ضلع رہتا ہے اور تین تحصیلین ایک
خاص سرسہ اور دوسری تحصیل فاضلکا تیسری تحصیل بروالہ اس ضلع کے متعلق ہین چونکہ اس علاقہ مین قدیم
کے رہنے والے بہٹی راجپوت ہین اسلئے یہہ علاقہ بہٹیانہ کہلاتا ہے اور بہٹیون کی نسل جادو بنسی خاندان مین
سے ہے کہ وہ بہی چندر بنسی کہلاتے ہین اول اول کسی زمانہ مین دو شخص متہرا سے اوٹہہ کر اس ریگستان کے ملک مین
آئے ایک کا نام بہٹی اور دوسرے کا نام سبہا تہا سبہا کی دختری نسل سے تو فرقہ جوہیہ راجپوت ہین جو سرسہ کے چند
دیہات پر بطور ملکیت قابض ہین اور بہٹی کی نسل سے چند پشت کے بعد راجہ رسالو پیدا ہوا اوسکے دو بیٹے تہے ایک
دوسل دوسرا جیسل جیسل نے تو شہر جیسلمیر اپنے نام سے آباد کیا اور قلعہ بنایا جسکی اولاد اب تک جیسلمیر کی ریاست
پر قابض ہے اور دوسل اسی ملک مین رہا دوسل کا بیٹا جونہرا ہوا اوسنے اکثر غیر قومون کی عورات بہی اپنے گہر مین
ڈال لین تہین اوسکے اکیس بیٹے ہوئے جنکی اولاد اب مختلف اقوام سے مشہور ہین مثلاً ایک بیٹا اوسکا راولکہی تہا
اوسکے اولاد لکہی وال جاٹ ہین اور ایک بیٹا سدہو ہوا جسکی اولاد سدہو جاٹ ہین اور سدہو کی اولاد مین سے
ایک شخص برار نامی پیدا ہوا جسکی نسل برار جاٹ تہندہ وغیرہ دیہات پر قابض ہین اور ریاستان پٹیالہ و نابہ و جیند
بہی اوسی برار کی اولاد ہین اور دوراکہ جاٹ بہی اسی مین سے نکلے ہین سب سے زیادہ بخت اسی جونہرا کی اولاد ہوگئی

سے تھے جنکے نام سے اونسے موضع ابوہر ضلع سرسہ مین بسایا اوسکا ایک بیٹا اپل نام تھا جسکے تین بیٹے ہوئے۔
راجپال جسین و تہم راجپال کے اولاد مین سے وٹو راجپوت ہین کہ ضلع سرسہ کی اکثر دیہات مین اونکی وراثت ہے جسین کی
اولاد مین سے بہتین راجپوتون کی نسل ہے دہین کی اولاد مین سے چند نسلون کے بعد ببریسی نام ایک شخص بڑا ہو اور دہوا
جیسا ہو سکے ہاتھ کر بہٹنیر کے قلعہ بہی فتح کرلیا اور ریاست گاہ بنایا اس ببریسی کی دو عورتین تہین لیلاوتی دوسری بہاوتی
لیلاوتی کا بیٹا بہیرو تھا اور بہاوتی کے تین بیٹے تہے جسو کلیان قلیچی مگر ببریسی کو لیلاوتی سے زیادہ محبت تہی اور
بہاوتی کو معہ اوسکی اولاد کے گہر سے نکال دیا ہوا تھا اور قلعہ بہٹنیر جسپر ببریسی نے قبضہ کرلیا تھا زمانہ
حال مین راجہ بیکانیر کے قبضہ مین ہے اسکا بانی پہلے راجہ بہرت نیر تھا اور اُسنے یہہ شہر و قلعہ اپنے موقع پر بنایا تھا
یہان سے شہر لاہور و ملتان و اجمیر و دہلی کا فاصلہ یکسان ہے بہرت نیر کے بعد یہہ شہر مدت تک ویران رہا پہر ۱۲۱۸
ہجری مین بعہد ناصرالدین محمود بن سلطان شمس الدین التمش کے شیرخان افغان نے قلعہ بہٹنڈہ و بہٹنیر کو از سرنو آباد کیا
اور احمد نام ایک سید کو وہانکا ناظم مقرر کیا بعد وفات سلطان غیاث الدین بلبن کے جب سلطنت مین ضعف آگیا
ببریسی بہٹی نے قلعہ بہٹنیر پر یورش کرکے سیدونکو قتل کیا اور خود قابض ہوگیا پہر محمد تغلق شاہ کے بادشاہ ہونے پر
ببریسی کے بیٹون نے جو بہاوتی کے شکم سے تہے اور باپ سے انکی عداوت تہی سید احمد کے بیٹون کو آمادہ کرکر اونکو
دہلی مین فریاد کرائی اور فوج شاہی ببریسی کے سزادہی کے واسطے مامور ہوئی جب فوج نے قلعہ کو جاکر محاصرہ کیا
تو بہیرو بیٹا ببریسی کا جو لیلاوتی کے شکم سے تہا وہ بہی اپنے باپ سے علیحدہ ہوکر فوج سے مل گیا اور فوج بادشاہ کے
کہنے سے باپ کو اُسنے قتل کرا دیا اور خود مسلمان بن گیا اور بہیرو وہ اسی قلعہ مین مامور ہوا اور فیروز شاہ
کے عہد تک بدستور قائم رہا بعد وفات اُسکے راو دلچی بیٹا اوسکا جانشین ہوا وہ امیر تیمور کے قید مین آگیا
بعد چندے رہا ہوا اُسکے بعد اُسکا پوتا بہمو کا بیٹا محمد گدی پر بیٹہا مگر وہ بڑا عیاش و زانی تہا اوسکی نالش
سلطان بہلول لودی تک پہونچی ور دہلی سے سبہی قدوس لودی حاکم بہٹنیر کا مقرر ہوا اور اُسنے قسم خان محمد
کے بیٹے کو بعد قتل کرکے انتظام اپنا کرلیا اور بعد ایکسو بائیس برس کے ریاست بہٹیون کی ختم ہوئی پہر اکبر بادشاہ
کے عہد مین یہہ علاقہ بہٹنیر کا معہ قلعہ راجہ رائے سنگہ راٹہور راجہ بیکانیر کو جاگیر مین مل گیا اور اس وقت سے وہ ہمیشہ سے
بیکانیر کی ریاست کے متعلق ہے پہر محمد شاہ بادشاہ کے عہد مین جب نواب شہدادخان قصوریہ ناظم حصار تہا اوسنے
محمد حسن خان پسر حیات خان بہٹی نے لڑکی دیکر کچھ جاگیر و منصب اپنے نام مقرر کرالیا بعد ازان جب نواب نجیب الدولہ
ناظم حصار ہوا تو اوسکو محمد امین خان پسر محمد حسن خان نے اپنی لڑکی دی اور نجیب الدولہ نے اُسکو وہانکا ناظم مقرر کیا
اور بادشاہ کے یہان سے نواب کا خطاب دلا دیا پس سب غازیان بہیانہ کرے اوسکے تابعدار بن گئے پانچ برس کے بعد وہ
سکہون کے ہاتہ سے بہاگ کر دہلی چلا گیا مگر قمرالدین خان و بہادر خان اوسکے بیٹون نے صرف علاقہ سرسہ و رانیان پر

فتح آباد اپنا دخل کر رکھا اور رعایا قوم وٹو و جویا و بھٹیادہ اونکی فوج تھی جب کہیں مقابلہ کو جاتے تو ڈھول بجا کر اونکو جمع
کر لیتے اور جو لوٹ کا مال حاصل ہوتا وہ انکو تقسیم ہو جاتا پھر قمر الدین خان و خان بہادر نے ملک بھٹیانہ کا باہم تقسیم کر لیا علاقہ
فتح آباد کا تو خان بہادر نے لیا اور سرسہ کا علاقہ قمر الدین خان کو دیا گذارہ انکا غارتگری اور لوٹ پر تھا جب
عملداری انگریزی شروع ہوئی تو خان بہادر نے میرزا الیاس بیگ ناظم انگریزی کے ساتھ مقابلہ کر کے اوسکو
مار ڈالا جب کانر صاحب ناظم یہاں آئے تو خان بہادر فتح آباد کو چھوڑ کر بھاگ گیا اور علاقہ اسکا ضبط ہوا اور
ضابطہ خان پسر خواندہ قمر الدین کا جو سرسہ میں تھا وہ حاضر ہو گیا اسلئے جاگیر اوسکی واگذار ہوئی پھر انہی کے
ذریعہ سے جو خان بہادر حاضر آیا تو ایکہزار روپیہ ماہواری گذارہ اسکا مقرر ہوا اسکی اولاد اب تک بمقام [illegible]
رہتی ہے سنہ ۱۸۱۸ع میں ہمدانی خان تحصیلدار سکے ساتھ شفیع سجادہ کا بسازش ضابطہ خان کے دنگہ ہو گیا اسواسطے سرسہ
کا علاقہ بھی ضبط سرکار ہو کر ایکہزار دوسو روپیہ پنشن ماہواری ضابطہ خان کی مقرر ہوئی اور دہرانیا میں رہنے کا
حکم نافذ ہوا سنہ ۱۸۵۷ع کے غدر میں جب صاحب لوگ فوج کے ہاتھ سے قتل ہو گئے تو وہی بھٹیادہ زمیندار پھر نواب
بن گئے سرسہ کو اونہوں نے جمع ہو کر لوٹ لیا اور حصار کے علاقہ میں بھی جا پہنچا اونہوں نے غارتگری شروع کی
بعد رفع ہو جانے مفسدہ کے منجملہ خاندان بہادر خان کے سمیان و زبیر علی و صوبہ خان و امراد علی کو بجرم مفسدہ
پردازی پھانسی ہوئی اور اسیطرح تین آدمی ضابطہ خان کے خاندان سے بمقام سرسہ پھانسی دیگئے اور کل
پنشن و جاگیر اونکی ضبط ہوئی ضلع سرسہ کا علاقہ ناہموار و ریگستان آبادی کم ہے اور زمیندار یہاں کے اگرچہ محنتی بہت
ہیں مگر قحط کے وقت اپنی علاقہ چھوڑ کر بھاگ جاتے ہیں اگر ایکسال بھی بارش نہ ہو تو آثار قحط کے نمودار ہو جاتی ہیں
اور اگر زیادہ بارش ہو جائے تو ریگ پانی میں بہکر زراعت برباد ہو جاتی ہے اور اگر ہوا تیز چلے تو ریگ
اوڑکر کھیت دب جاتے ہیں اور زمینوں کی حیثیت بدل جاتی ہے کیونکہ جہاں پہلے اونچی ریت کے ٹیلے ہوتے ہیں وہان
زمین ہموار نکل آتی ہے اور ہموار زمین کی جگہ ٹیلے قائم ہو جاتے ہیں اس سبب سے زمیندار یہاں کے سقیم الحال رہتے ہیں

پانی پت یہہ شہر بہت پرانا اور عمارت اسکی قدیمی ہے آبادی اسکی دہلی سے شمال کی طرف بفاصلہ [illegible]
میل اور لاہور سے بگوشہ جنوب و مشرق سو اور دوسو میل اور کلکتہ سے بسمت شمال و مغرب نوسو [illegible] میل کے واقع
ہے چاروں طرف اسکے زمین آباد و زرخیز ہے کنوؤں کے ذریعہ سے زراعتوں کو پانی دیا جاتا ہے اور باغات
و درخت بکثرت ہیں شہر کے عمارت عجیب خوشنما بڑے بڑے پختہ مکانات و حویلیاں عالیشان بازار آباد و تجارت
ہیں بڑے بڑے ساہوکار یہاں رہتے ہیں جنکا لاکھوں روپیہ کا لین دین ہزاروں میں جاری ہے پختہ مسجد
اور مقبروں کی یہاں بہت کثرت ہے بلکہ ہندوستان کے شمالی حصہ میں اور کوئی ایسا شہر نہیں جس میں خوشنما عمارات
سوائے شہر دہلی کے نہیں [illegible] مکانات یہاں سے اکثر [illegible]

عجیب خوشنما نظر آتے ہین ۱۸۵۳ء مین جو مردم شماری اس شہر کی ہوئی تو بائیس ہزار چھ سو بارہ آدمی اس شہر کے
رہنے والے شمار مین آئے اب بھی اس شہر مین بائیس ہزار آدمی سے زیادہ رہتے ہین فصیل شہر کے نیچے اور شہر کے
دونو طرف دو سرایے پکی عمارت کے بنے ہین انمین آمد رفت مسافرون اور تاجرون کی بکثرت ہوتی ہے شہر مین
رئیس عزتدار شریف مسلمان و ہنود آپسمین نہایت اتفاق رکھتے ہین سرکار مین بھی انکی عزت و توقیر زیادہ ہے یہہ قدیم
سے شہر زمین آدم خیز مشہور ہے بڑے بڑے عالم فاضل و مشایخ اس شہر مین ہو گذرے ہین سب سے زیادہ مشہور
یہانپر حضرت شاہ شرف ابو علی قلندر کا ہے جسکی عمارت نہایت پاکیزہ و مصفا ہے اور گنبد کے آگے آٹھ ستون
کسوٹی کے پتھر کے بنے ہوئے نہایت خوشنما نظر آتے ہین شمال کی طرف گنبد کے ایک اور علیحدہ مکان ہے
جسمین مبارز خان حضرت کے معشوق کی قبر ہے یہہ حضرت خاندان چشتیہ اہل بہشت مین سے بڑے سید قلندر تھے
۷۲۴ھ ہجری مین حضرت نے وفات پائی سوائے اس مقبرہ کے روضہ عالیہ حضرت شیخ شمس الدین ترک پانی پتی
و جلال الدین چشتی کا پر فیض و مشہور مکان ہے پیتل کے برتن یہان اچھے بنتے ہین اور لوہے کا کام عمدہ ہوتا ہے
شاہی سڑک جو ہندوستان سے پنجاب کو آتی ہے اس کے پاس کو گذرتی ہے ایک قلعہ بھی یہان عین سڑک کے اوپر
بنا ہوا ہے سابق مین ضلع کی کچہری یہان ہوتی تھی اب وہ ضلع کا محکمہ کرنال مین چلا گیا ہے اور کچہری تحصیل
کی یہان ہوتی ہے تحصیلدار ماتحت ضلع کرنال کے یہان کام کرتا ہے پانی پت کے پاس کے میدانون مین
شاہان سلف کے بہت لڑائیان آپسمین ہوئی ہین بابر شاہ چغتائی نے جب ہندوستان پر یورش کی اور بارہ ہزار فوج
لیکر آیا تو سلطان ابراہیم لودی ایک لاکھ فوج اور ایکہزار ہاتھی اور پانسو ضرب توپ لیکر اُسکے مقابلہ کے واسطے
دہلی سے نکلا اور پانی پت کے میدان مین فریقین کا آپسمین مقابلہ ہوا اگر بسبب اسکے کہ لودی کے دربار کے امرا بابر
سے سازش رکھتے تھے سلطان ابراہیم مارا گیا اور چالیس ہزار فوج اُسکی قتل ہوئی پھر احمد شاہ درانی اور
سداشیو راو بھاؤ کی لڑائی بھی اسی مقام پر ہوئی اُسوقت احمد شاہ کی لشکر مین چالیس ہزار افغان اور تیرہ ہزار
ہندوستانی سوار اور اڑتیس ہزار ہندوستانی پیادہ فوج اور تیس ضرب توپین تھین اور مرہٹون کی فوج کے
پندرہ ہزار پیادہ و پچپن ہزار سوار و دو سو ضرب توپ جنگی و بیشمار توپین بڑے قلعہ شکن و غبارہ سے زنبورک
و بیشمار جزائل تھے مگر تھوڑی سی سخت لڑائی کے بعد مرہٹون نے شکست کھائی اور فوج کا مالک مارا گیا۔

ضلع پانی پت یا کرنال

یہہ ضلع دہلی کی قسمت مین واقع ہے اسکے شمال و مغرب مین
علاقہ سرہند مشرق مین دریاے جمنا جو مابین اضلاع مظفرنگر و میرٹھ اور اسکے جاری ہے جنوب مین ضلع دہلی
طول اسکا جنوب سے شمال کو پینسٹھ میل عرض مین مشرق سے مغرب کو تیس میل کل سطح اسکا ایکہزار دو سو نواسی
مربع میل کا ہے زمین اُسکی ہموار و زرخیز نہر فیروز شاہی و دہلی کی نہر اور نہر اور چھوٹی چھوٹی پہاڑی ندیان

اسکو سیراب کرتی ہین طغیانی کے وقت دور دور تک اسمین پانی پہیل جاتا ہے اور جس جس زمین پر کہ بسبب بلندی
کے نہرون کا پانی نہین پہونچتا وہ زمینین بالکل غیر آباد و ویران پڑے ہین اور ریگستان بہی اکثر مقامات پر
واقع ہے اسقدر کہ اسمین نباتات کا نام ونشان بہی نہین ہے اور شور سے زمینون پر شور اسقدر جمتا ہے
کہ دور سے وہ پانی کی جہیل دکہائی دیتی ہے آبادی اس ضلع کی جو ۱۸۵۳ع مین شمار کی گئی تو تین لاکہ اٹہائیس ہزار
پچاسی آدمی نکلے جسمین سے ہندو کاشتکار ایک لاکہ ستہتر ہزار سات سو ستاون اور غیر کاشتکار اٹہاسی ہزار اور
مسلمان وغیرہ کاشتکار بتیس ہزار دو سو اسی غیر کاشتکار پچانوین ہزار نوسو چورانوین تہے بعد ازان دوسری
مردم شماری جسکی رپورٹ ۱۸۶۸ع مین درج کتاب رپورٹ مجموعی کی ہوئی تو اسمین کل مردم شماری ضلع کرنال
کی چار لاکہ بہتر ہزار چار سو پچاسی تحریر ہوئے پہلی مردم شماری کے موجب اس ضلع کی اوسط فی میل مربع دوسو اکتیس
آدمی ہوتے ہین ضلع پانی پت کرنال مین ہندو بہت اور مسلمان کم ہین اور جن جن گانو مین ایکہزار آدمی تک
آباد ہین وہ شمار مین تین سو چہیاسٹہہ اور جن مین ایکہزار سے زیادہ اور پانچہزار سے کم ہین وہ ایکسو اونتیس
اور جنمین پانچہزار سے زیادہ دس ہزار سے کم ہین وہ ایک بستی ہے اور جسمین دس ہزار تک آدمی ہین وہ
دو قصبے ہین کل میزان جنکی چار سو اٹہاسی ہے مگر چہوٹے چہوٹے گانو اسمین شمار نہین ہوئی سرکار انگریزی سے
پہلے یہہ علاقہ مرہٹون کے قبضہ مین تہا ۱۸۰۳ع مین بواسطہ ہونے معاملات مرہٹہ کے انگریزی قبضہ مین آیا

کرنال یہہ ایک قدیمی شہر اوس سڑک پر جو دہلی سے لودہیانہ کو آتی ہے دہلی سے اٹہتر میل بسمت شمال اور
شہر فیروزشاہی سے پندرہ میل اور پانی پت سے چودہ کوس لاہور سے بفاصلہ دوسو اکیس میل [illegible] کنارہ
دہلی کی نہر کے آباد ہے اسکے گرد پختہ شہر پناہ قدیمی بنا ہوا ہے مگر اب بہت مقامات سے گر گیا ہے شمال کیطرف
اس شہر کے ایک مسجد پختہ عالیشان مینار دار بنی ہوئی ہے سابق یہہ شہر بہت میلا و خراب بنا تہا اب جب سے ضلع
پانی پت کا یہان آگیا ہے اوس روز سے صفائی ہوئی ہے پاس ہی شہر کے شمال کیطرف چہاونی انگریزی فوج
کی بنی ہوئی ہے جسمین ہمیشہ مختلف فوج رہتی ہے اس ضلع کے متعلق تین تحصیلین پانی پت و ترسولی و گہرونڈہ
ہین اور خاص شہر کی آبادی بیس ہزار ایکسو اٹہتر کے ہے منجملہ انکے نواب احمد علی خان جاگیردار و مجسٹریٹ و
محمد عظمت علی خان نامی نواب [illegible] قطب الدین خان اعتبار دار کرنال مسلمانون مین بڑے معزز و مکرم آدمی
ہین حکام بہی انکی بڑی عزت کرتے ہین **گنج لوہارہ** پانی پت کے ضلع مین یہہ ایک قصبہ نہر فیروزشاہی
اور جمنا کے درمیان ونیز کنارے دریاے جمنا کے آباد ہے اسمین افغان لوگ بکثرت بستے ہین یہہ ریاست
پٹہانون کی ہے نواب محمد علی خان جاگیردار و مجسٹریٹ و محمد حسین خان یہان کے رئیس پچاس ہزار روپیہ
سال کی جاگیر پاتے ہین یہہ جاگیر سرکار انگریزی کی ایک حصہ مین دو حصے اور دوسرے کے حصہ مین

ستھرے ہین عمارات اس شہر کے پختہ و بازار بارونق ہین تجارت غلہ کی بکثرت ہوتی ہے سنہ ۱۷۳۹ع مین جبکہ نادرشاہ ایرانی و محمد شاہ بادشاہ دہلی کے یہان لڑائی ہوکر نادرشاہ فتحیاب ہوا **وبھت** ضلع کرنال مین یہہ ایک قصبہ اُس سڑک پر جو دہلی سے کرنال کو آتی ہے دہلی سے بیس میل بسمت شمال مغرب کے آباد ہے قصبہ کی عمارت پختہ و خام ملی ہوئی ہے اور چھوٹا سا بازار ہے ہر ایک قوم کے لوگ اُسمین بستے ہین **گھرونڈہ** کرنال کے ضلع مین یہہ ایک بڑا آباد قصبہ اور مشہور پرگنہ کا صدر مقام ہے آبادی اسکی اُس سڑک پر جو دہلی سے کرنال کو آتی ہے بارہ میل جنوب مشرق کے طرف کرنال کے واقع ہے یہان ایک تحصیلدار ماتحت صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کرنال کے تحصیل کا کام کرتا ہے بازار اس قصبہ کا بہ تجارت بارونق و زمیندار آسودہ حال ہین زراعت بکثرت ہوتی ہے **گنور** کرنال کے ضلع مین یہہ ایک قصبہ اُس سڑک پر جو دہلی سے کرنال کو آتی ہے چالیس میل دہلی سے شمال کیطرف آباد ہے گہرون کی عمارت اسکی اگرچہ پختہ نہین ہے مگر درختون کی کثرت کے سبب سے خوشنما نظر آتا ہے اسکے پاس قدیمی عمارتون مین ایک پختہ سرائے خوبصورت بنی ہوئی موجود ہے دیوار سرائے کی لنبا اور برج اُسکے خوشنما دکہائی دیتے ہین اور سرائے کے پاس ایک تالاب ہے جو صفا پانی سے بہرا رہتا ہے **اسرانا** کرنال کے ضلع مین یہہ قصبہ اوس سڑک پر جو کرنال سے ریواڑی کو جاتی ہے چوبیس میل کرنال سے جنوب مغرب کو آباد ہے پانی کی یہان کثرت اور زراعت اچھی ہوتی ہے زمیندار آسودہ حال ہین **کچھرولی** کرنال کے ضلع مین یہہ ایک قصبہ اوس سڑک پر جو دہلی سے کرنال کو آتی ہے اٹھارہ میل جنوب مشرق کرنال کے آباد ہے شاہ گڑہ **باشاہ کوٹ** یہہ ایک قصبہ ضلع کرنال مین اُس سڑک پر جو کرنال سے لودہیانہ کو آتی ہے پانچ میل کرنال سے شمال مغرب کو آباد ہے آبادی اسکی ایک جنگل کے کنارہ پر واقع ہے جو یہان سے کرنال تک برابر پہیلا ہوا چلا جاتا ہے اسمین مسلمان و ہندو جاٹ رہتے ہین اور قصبہ سردار رام سنگہ و کانسنگہ کے جاگیر مین سرکار انگریزی سے ملا ہوا ہے آمدنی اسکی پانچہزار روپیہ سالانہ اونکو ملتی ہے قصبہ کی آبادی بارونق دکہائی دیتی ہے غلہ کی تجارت اسمین ہوتی ہے اور جاگیردار اس کے ایک گاؤن مین سکونت رکہتے ہین فقط

سونپت یہہ قصبہ ایک پرانا مشہور مکان ہے اگرچہ اب چندان آباد نہین ہے تو بھی بہت بڑے قصبون اور شہرون مین شمار ہوتا ہے سولہ ہزار آٹھ سو ستر آدمی اب بھی اسمین آباد ہین پرانے مقبرے و مکانات اسمین اکثر نظر آتے ہین شہر کی عمارت بہی پختہ و بازار ہے جو سڑک پانی پت سے دہلی کو جاتی ہے اسکے پاس ہوکر گذرتی ہے فاصلہ اسکا دہلی سے جنوب کے طرف کو ستائیس میل کا ہے **سمالکا** ضلع کرنال مین یہہ ایک قصبہ اوس سڑک پر جو دہلی سے کرنال کو آتی ہے ستائیس میل شمال مغرب دہلی کے آباد ہے آبادی یہانکی زمینداران بالگذار و ساہوکاران بازار

تجاران تجارت شعار سے رونق پر ہے اور ایک سرائے آرامگاہ مسافروں کی بنی ہوئی ہے اگرچہ پہلی آبادی سے حال
کی آبادی تنزل پر ہے تو بھی رونق خوب عمارت مرغوب ہے اس قصبہ کے متعلق اراضی کو پانی کنوؤں کے ذریعہ سے
دیا جاتا ہے اور کاشتکاری تردد سے ہوتی ہے **شہر انبالہ** ستلج پار کے شہروں میں یہہ شہر ایک مشہور
و بارونق مکان ہے آبادی اسکی اس سڑک پر جو کرنال سے لدھیانہ کو آتی ہے پچپن میل کرنال سے شمال کی سمت کو
اور تینتیس میل جنوب شرق لدھیانہ کے واقع ہے چاروں طرف اسکے پختہ شہر پناہ اور شمال مشرق کے کونے
ایک قلعہ بنا ہوا ہے اور قلعہ کے دیوار کے نیچے ایک بڑا اڈا یعنی فرودگاہ فوج کا ہے گرد و نواح کے زمین اسکی
ہموار و زرخیز ہے پانی کی کثرت زراعت اور اسے ہوتی ہے عمارتیں شہر کے پختہ اور گلی بازار تنگ اسقدر
کہ ہاتھی گاڑی بھی ان میں سے مشکل ہوتا ہے شہر میں کل اکیس ہزار نو سو باسٹھ آدمی ہزار ایک قوم کے رہتے ہیں
جاٹ کے قوم و اجارج و راگھڑ بیان وکلال وغیرہ اپنے اپنے علیحدہ علیحدہ اطراف میں رہتے ہیں شہر کے
باہر باغ یا سیرگاہ کوئی نہیں ہے اور شہر کے اندر کا پانی کھاری و شور ہے بلکہ پانی کا ملنا مشکل ہو لوگ میٹھا باہر
پانی لیجا کر پیتے ہیں پہلے سکھوں کے وقت یہہ شہر چھوٹا سا گاؤں تھا جب رئیس یہاں کا لاولد مر گیا تو انگریزی عملدار
میں تھا حکومت کلارک صاحب پولیٹکل ایجنٹ اسکے آبادی کی ترقی ہوئی اور رفتہ رفتہ بارونق آباد ہوا
فوج کے رہنے کی چھاونی بنا ہوئی بلندی اس شہر کی سمندر کے سطح سے ایکہزار چالیس فیٹ کی ہے اور فاصلہ
اسکا شمال مغرب کے طرف کلکتہ سے ایکہزار [illegible] میل کا ہے شہر کے پاس ایک خانقاہ ملک تاج الدین المشہور شاہ کی بھی
زیارتگاہ خلق ہے **ضلع انبالہ** انبالہ کی قسمت کے متعلق ہے ضلعے انبالہ لدھیانہ تھانیسر شامل تھے اب
ضلع تھانیسر ٹوٹ کر تین ضلع باقی رہ گئے ہیں اور ضلع انبالہ کے متعلق پانچ تحصیلیں ہیں انبالہ روپڑ کھرڑ
جگادھری نراین گڈھ کل سطح اس ضلع کا ایکہزار آٹھ سو تینتیس میل مربع ہے اور آبادی پہلی مردم شماری میں
سات لاکھ بیاسی ہزار سترہ تھے مگر اب مردم شماری اسکی بموجب ۱۸۶۸ع کے رپورٹ مطبوعہ کے رو سے دس لاکھ
چالیس ہزار تین سو سات ہوگئے باعث اسکا صرف یہہ ہے کہ ضلع تھانیسر ٹوٹ کر بہت علاقجات اسکے اسکے
شامل ہوگئے ہیں یہہ علاقہ پہلے ایک سکھ سردار کے ماتحت تھا اسے رنجیت سنگھ والی لاہور نے غلبہ پاکر علاقہ اسکا
لے لیا تھا مگر جب ۱۸۰۹ع میں یہہ ملک سرکار انگریزی کے حفاظت میں آگیا اور چھاونی فوج لدھیانہ کے مقام پر مقرر ہوکر
رنجیت سنگھ کے ساتھ انگریزوں کی حدبندی ہوگئی تو انبالہ کا رئیس پھر اپنے علاقہ پر قابض ہوگیا مگر چند سال کے
لاولد مر گیا اسلئے کل علاقہ اسکا ضبط سرکار ہوکر ضلع انبالہ کا لدھیانہ سے علیحدہ قرار پایا آب و ہوا اس ضلع
کی گرم و خشک ہے گرمیوں کے موسم میں گرمی یہاں کثرت سے ہوتی ہے اور گرم ہوا ایسی شدت سے چلتی ہے
کہ آلہ مقیاس الموسم بعض موسم میں ایکسو بارہ درجہ پر پہونچتا ہے اور سردیوں میں اسی درجہ سے کم نہیں ہوتا

دہلی کے مفسدہ کے وقت بارنس صاحب کمشنر اور فورسیتھ صاحب کلکٹر کے حسن انتظام سے اس ضلع میں امن امان
رہا اگرچہ رعایا کے دل متزلزل تھے اور مفسدے کا ہنگامہ چاروں طرف گرم تہا مگر یہاں کے حکام نے یہاں بہی
انتظام رکہا اور دہلی کے فوج کو مدد دیتے رہے صرف تہوڑی مدت کچہری عدالت کی بند رہی اور سرگرمی کا یہہ
حال تہا کہ صاحب ضلع تو فوج کے نوملازم رکہنے اور باربرداری کے بندوبست اور روپیہ کے انتظام میں مصروف
تہے اور پلوڈن صاحب اسسٹنٹ کمشنر دریائے جمن کی حفاظت پر مامور تہے اور وان صاحب ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر راستہ
خزانہ کا کام کرتے تہے کپتان گاڈر صاحب وڈیر وغیرہ سکہ کے انتظام کو چلے گئے تہے آخر جب ایلیٹ صاحب اسسٹنٹ کمشنر لاہور
سے آگئے تو عدالت کے کام نے اجرا پایا صاحب ضلع انبالہ نے دہلی کی فوج کے واسطے بتیس ہزار من غلہ انبالہ میں
جمع کیا اور ایک ہفتہ میں پانسو گاڑی اور دو ہزار اونٹ اور دو ہزار قلی جمع کرکے اسباب ضروری دہلی کی طرف
روانہ کیا غرض دہلی کے فتح ہونے تک انبالہ کے حکام کو رات کی نیند اور دن کا آرام حرام تہا اور ایسے وقت
میں با امن رہنا اس ضلع کا انگریزوں کے واسطے نہایت اکسیر اعظم ہوا یہاں کے جاگیرداروں نے بہی تابعداری
و خدمتگذاری کی امداد میں نہایت جانفشانی کی فوج کے ملازم رکہنے و اہتمام رسد و باربرداری و حفاظت راہ
وغیرہ میں اونکی طرف سے سخت کوشش و عرق ریزی وقوع میں آئی **پہوا** یہہ قصبہ کیتہل کے علاقہ میں
اوس سڑک پر جو جہال سے دہورہ کو جاتی ہے آباد ہے یہاں ایک قلعہ بہی نہایت مستحکم تہا جسکے اندر اچہے اچہے مکانات
بلند بنے ہوئے تہے مگر اسباب قلعہ مستحکم صاحبان انگریز نے منہدم کرا دیا ہے اور قصبہ بدستور ایک رئیس کے جاگیر میں
آباد ہے قصبہ کا بازار بارونق و آبادی خوشنما ہے ایک عمدہ مکان عبادتگاہ ہندون کا عالیشان یہاں بنا ہوا
ہے جہاں جاکر ہندو شیوا کی پوجا کرتے ہیں **بوڑیہ** ضلع انبالہ میں یہہ قصبہ بہت قدیمی مکان ہے آبادی اسکی اچہی
ہے پختہ بازار ہے ہر ایک دوکاندار مالدار ہے **سڈہوران** انبالہ کے علاقہ میں یہہ ایک قصبہ آباد ہے
لوہے کی ڈول اور کڑاہی یہاں خوب بنتے ہیں اور علاقہ نہایت زرخیز و سرسبز و شاداب ہے **چاہر** قسمت انبالہ میں
یہہ قصبہ اوس سڑک پر جو ہانسی سے لودہیانہ کو آتی ہے ہانسی سے شمال کی طرف بفاصلہ اٹہائیس میل کے آباد ہے
گرد و نواح اسکے اگرچہ بڑا ریگستان ہے تو بہی کاشتکاری بکثرت ہوتی ہے **چہچہرولی** سرہند کے علاقہ میں یہہ ایک
قصبہ پایتخت سکہوں کی ریاست کا ہے جو چہچہرولی کے سردار کہلاتے ہیں آبادی اسکی اوس سڑک پر جو سہارنپور
سے سپاٹو کو جاتی ہے سہارنپور سے ستائیس میل قسمت شمال و مغرب کی واقع ہے علاقہ اسکا نہایت سرسبز اور سیراب
زمین متعلقہ اسکے ہموار و زرخیز ہے اس قصبہ کے گرد شہر پناہ قائم اور عمارت پکی بنی ہوئی ہے بازار اسکا اگرچہ
مختصر و چہوٹا ہے مگر تجارت بکثرت ہوتی ہے کل ریاست کا علاقہ ۔۔۔ میل مربع اور آبادی نو ہزار آدمی
کی ہے **دادوپور** یہہ قصبہ مختصر آبادی کا پانچ میل ریاست جمنا کے دہنی کنارہ سے دہلی کے نہر کے متصل آباد ہے

بلندی اسکی سمندر کے سطح سے نوسو یا ایکہزار فیٹ کے اور فاصلہ دہلی سے اٹہاسی میل کا شمال کے طرف ہے
دہتا یہہ قصبہ سرہند کے علاقہ مین اوس سڑک پر جو ہانسی سے لدہیانہ کو آتی ہے بتیس میل شمال کیطرف
ہانسی سے آباد ہے زمین متعلقہ ہموار و میدان ہے مگر سیدا اور معتدل ہوتی ہے دودی سرہند کے
علاقہ مین یہہ ایک قصبہ اوس سڑک پر جو لودہیانہ سے ہانسی کو جاتی ہے ہانسی سے شمال کے طرف ستاون میل کے
فاصلہ پر آباد ہے اراضی متعلق اسکی ہموار و سپاٹ و میرابہ ہے جب برسات کو گہگر ندی طغیانی ہوتی ہے تو پانی
اوسکا اسکی زمین پر پہر کر کل اراضی کو سیراب کر دیتا ہے اور وہ سیرابی غلہ و تمباکو کاشت کے واسطے نہایت
مفید ہوتی ہے دوراہہ سرائی سرہند کے علاقہ مین یہہ گانو اوس سڑک پر جو کرنال سے سرہند
کو آتی ہے لودہیانہ سے چودہ میل مشرق جنوب مشرق کو آباد ہے آبادی گانو کی ایک ٹیلے کے بنیاد مین واقع ہے
اور ٹیلے کے اوپر ایک پختہ سرا ہے بادشاہی وقت کے پختہ بنی ہوئی موجود ہے یہان پرانے مقبرہ و مکانات
و کہنڈرات قدیمی عمارات کے بہت ہین جنکے دیکہنے سے ثابت ہوتا ہے کہ اگلے زمانہ مین یہہ ایک بڑا آباد
قصبہ ہوگا اب بہی چہوٹا سا یہان بازار اور پانی افراط سے ہے اور زمیندار لوگ آسودہ حال ہین بسی
یہہ ایک پختہ اور قدیمی قصبہ پٹیالہ کے ریاست مین متصل بنیاد کوہ ہمالہ کے آباد ہے شہر کے عمارات خوشنما
و بازار آباد ہے اور ایک قلعہ مضبوط خشتی شاہان اسلام کے وقت کا یہان بنا ہوا ہے جسکے دیوارین اور
برج بلند و مستحکم ہین محافظ قلعہ کے فی الحال ریاست کے طرف کر مامور ہین بسیان یہہ قصبہ ستلج پار کے
ملک مین اوس سڑک پر جو فیروزپور و رستہ شاہ کو جاتی ہے آباد ہے اور فیروزپور سے فاصلہ اسکا ستر میل کا شمار
ہوتا ہے گورکہنا تہہ سرہند کے علاقہ مین یہہ ایک قصبہ اوس سڑک پر جو بجور رستہ مالون کو جاتی ہے
بارہ میل شمال مغرب کیطرف بجور کوہ ہمالہ کے بنیاد مین آباد ہے بائین طرف اسکے دریاے سرسہ بہتا ہے
جو پہاڑ سے نکلکر میدان کو آتا ہے اور شمال مشرقی حد علاقہ بجور ہے کہ اسکے حدود سے ملتی ہین گونگاپور
سرہند کے علاقہ مین یہہ ایک قصبہ اوس سڑک پر جو کرنال سے لودہیانہ کو آتی ہے بتیس میل شمال مغرب کرنال
کے آباد ہے علاقہ اسکا نہایت ہموار و زرخیز ہے آبادی کے دونو طرف دو شاخین دریاے مارکنڈا
کے چلتے ہین جنسے علاقہ اسکا سیراب ہوتا ہے زراعت یہان بکثرت ہوتی ہے اور فصل خریف مین وہان
بہت بوئے جاتے ہین جیند یہہ ایک بڑا قصبہ سرہند کے علاقہ مین فیروزشاہ کے نہر کے کنارے پر
آباد ہے عمارت اسکی پختہ بازار کشادہ و بارونق ہین بڑے بڑے ساہوکار و مالدار یہان دوکانین کرتے
ہین جنکا بیوپار اور تجارت دور دور تک ہوتی ہے قلعہ کے اندر راجہ کے رہنے کے مکانات بڑے بلند
اور عالی شان بنے ہوئے ہین ہندؤن کے عبادت گاہین و مندر بہی یہان بکثرت ہین شہر مین ہر ایک قسم

کے لوگ رہتے ہین چاول و لارٹ شہر کے پختہ شہر پناہ ہے شہر کے اوپر بھی ایک پختہ پل بنا ہوا ہے جسکے اوپر
آمد و رفت ہوتی ہے اس ریاست کا علاقہ اگرچہ زرخیز و سیراب ہے مگر کاشتکاری کم ہوتی ہے اور جنگلون سے
محیط ہے جنگل مین درختان پلاس و جہنڈ و کریر وغیرہ کوسون تک چلے گئے ہین فاصلہ اسکا شمال مغرب کلکتہ سے
نوسو اوناسی میل کا ہے **جلیبر** سرہند کے علاقہ مین یہہ ایک موضع اوس سڑک پر جو پٹیالہ سے کرنال
کو جاتی ہے پینتالیس میل کرنال سے شمال مغرب کو آباد ہے کل علاقہ اسکا ہموار میدان اور زرخیز زمین ہے
زراعت اور پیدایش غلہ کی یہان بکثرت ہوتی ہے مگر جنگل و بنجر زمین بھی بہت ہے سڑک اسکی کلکتہ کے
شاہ سڑک سے مغرب کو ہے اور بسبب کثرت جنگل کے گاڑی و توپخانہ و چھکڑا اوس سڑک پر مشکل چلتا ہے فاصلہ
اسکا بسمت شمال مغرب کلکتہ سے ایکہزار دس میل کا ہے **کھرڑ** انبالہ کے ضلع مین یہہ ایک مشہور بستی پرگنہ
صدر مقام ہے آبادی اسکی ۲۵ میل شمال کے طرف انبالہ کے واقع ہے یہان ایک تحصیلدار ماتحت صاحب
ڈپٹی کمشنر بہادر انبالہ کے تحصیل کا کام دیتا ہے قصبے کی عمارت پختہ و تمام بنی ہوئی اور بازار آباد ہے
غلہ کی تجارت ہوتی ہے **کھوریال** یہہ ایک قصبہ سرہند کے علاقہ مین اوس سڑک پر جو ہانسی سے
لودہیانہ کو آتی ہے چوہتر میل ہانسی سے شمال مغرب کی طرف کو آباد ہے گو کہ کئی حصوں مین اس علاقہ کے گرد
جنگل واقع ہے تو بھی زراعت یہان بکثرت ہوتی ہے خصوصاً بارش اگر خاطرخواہ ہوجاوے تو غلہ اسقدر
پیدا ہوتا ہے کہ زمیندار اسکے اٹھانے مین عاجز آجاتے ہین فاصلہ اسکا شمال مغرب کلکتہ سے ایکہزار سو چار
میل کا ہے **کھرک** یہہ قصبہ ایک پڑاو کا مقام اور فرودگاہ لشکر سرکاری کے اوس سڑک پر ہے جو
ہانسی سے لودہیانہ کو آتی ہے آبادی اسکی ہانسی سے اٹھارہ میل شمال کے طرف سے واقع ہے کلکتہ سے
فاصلہ بسمت شمال مغرب نوسو چہتر میل کا شمار ہوتا ہے **جگادہری** سرہند کے علاقہ اور ضلع انبالہ مین
ایک بڑا قصبہ اور بارونق شہر اوس سڑک پر جو سہارنپور سے لودہیانہ کو آتی ہے چوبیس میل لودہیانہ
شمال مغرب کی سمت کو آباد ہے سب گھر اسکے پختہ و عمارات خوشنما اور بڑا بازار ہے تجارت بکثرت
ہوتی ہے پرگنہ اسکا بھی تمام و کمال سیراب ہے زمین لائق کاشت ہے اور ایک تحصیلدار ماتحت صاحب ڈپٹی کمشنر
بہادر انبالہ کے یہان رہکر تحصیل کا کام کرتا ہے فاصلہ اسکا بسمت شمال مغرب کلکتہ سے نوسو تراسی میل
کا گنا جاتا ہے پتیلیان جگادہری کے مضبوط و خوشنما ہوتے ہین قصبہ کے اندر بڑے بڑے ساہوکار و دکاندار
رہتے ہین اور علاقہ مین اسکے دریاے جمنا و شاہ نہر جاری ہے **کری** سرہند کے علاقہ مین یہہ ایک قصبہ
اوس سڑک پر جو لودہیانہ سے کرنال کو جاتی ہے ... میل کرنال سے شمال مغرب کو آباد ہے
آبادی اسکی اگرچہ چھوٹی ہے مگر خوشنما و دلچسپ ہے ... سرہند کے علاقہ مین یہہ ایک موضع

اوس سڑک پر جو انسی سے لودہیانہ کو آتی ہے چودہ میل جنوب کیطرف لودہیانہ کے آباد ہے آبادی اسکی ایک ہموار
کاشت شدہ زمین مین واقع ہے سڑک اس حصہ کی پختہ ہے مگر بسبب نرمی زمین کے بارش کے موسم مین دلدل ہو جاتی
ہے فاصلہ اسکا کلکتہ سے شمال مغرب کو ایکہزار چون میل کا ہے **روپڑ** ستلج پار کے ملک مین ایک بڑا قصبہ مشہور تحت
ضلع و قسمت انبالہ ایک میل بائین کنارے ستلج تہوڑے سے فاصلہ پر اس مقام سے جہان دریاے ستلج پہاڑ سے نکلکر
میدان مین بہتا ہے آباد ہے اسکے پاس ایک شاہ گذر ہے جسپر آمد و رفت ہوتی ہے اوس جگہ اوتر کر لوگ پنجاب مین داخل ہوتے ہین
یہان دریا تین فٹ گہرا اور پانسو گز تک چوڑا ہوتا ہے اور پانی صاف ہی سست قطارین کوہ ہمالہ کے جو اسکے شمال
مغرب کو ہین انکے جنوب کو ایک لمبا میدان ہے جو بہت میلون تک پہیلتا ہوا چلا گیا ہے آبادی قصبہ کی ایک اونچی
جگہ پر ہے اور شہر مین کچہری تحصیل کی ہوتی ہے تحصیلدار ماتحت صاحب ڈپٹی کمشنر انبالہ یہان کام کرتا ہے پہلے
یہہ قصبہ معہ اور علاقہ متعلق کے ایک رئیس کے جاگیر مین تہا مگر بسبب اسکے کہ سکہون کے ہنگامہ مین وہ سکہون کا مددگار
ہو گیا تہا ریاست اسکی ضبط ہو گئی اور نقد پنشن اوسکی مقرر ہوئی ۱۸۳۱ء مین اسمقام پر ملاقات رنجیت سنگہ والی پنجاب
کے لارڈ ولیم بنٹنگ صاحب گورنر جنرل سے ہوکر آپسمین عہدنامجات دوستی کے تحریر ہوئے اور دونو سرکارون
کے فوجون کی حاضریان ہوکر فوج کو انعام کثیر عطا ہوئی اس قصبہ مین سات ہزار ایکسو دس آدمی سکونت پذیر ہے
اور تجارت کا بازار گرم رہتا ہے بلندی اسکی سمندر کے سطح سے ایکہزار ایکسو فٹ کے ہے اور فاصلہ اسکا کلکتہ سے
شمال مغرب کو ایکہزار ایکسو بیس میل کا ہے **سفیدون** یہہ قصبہ دستے کنارے نہر فیروزشاہ کے آباد ہے
اسمقام سے وہ نہر جو جنوب مغرب کے سمت کو بہتی ہوئی آتی ہے خاص مغرب کے سمت کو ہو جاتی ہے اسوقت اسکے
نواح مین زراعت کم ہوتی ہے مگر اب ان دنون اس علاقہ مین بسبب جاری ہونے نہرون اور سیراب ہونے زمین کے
آبادی زیادہ ہوتی جاتی ہے فاصلہ اسکا شمال مغرب کلکتہ سے نوسو اٹھہ میل کا ہے **تراوری** سرہند کے
سرزمین مین یہہ ایک قصبہ اس سڑک پر جو کرنال سے تہانیسر کو آتی ہے آٹھہ میل شمال کیطرف کرنال اور پندرہ
میل جنوب کیطرف تہانیسر کے آباد ہے ۱۱۹۳ء مین سلطان شہاب الدین غوری نے جب ہندوستان پر حملہ کیا
تو اسمقام پر فوجین اوسکی اور راجہ پرتہی راج کے سخت لڑائی ہوئی اور ہزارون آدمی فریقین کے طرف سے مارے
گئے آخرکار فوج ہند کی بہاگ نکلی اور راجہ پرتہی راج زندہ گرفتار ہوکر مقتول ہوا **کیتہل** یہہ ایک مشہور
اور عمدہ شہر ستلج پار کے علاقہ مین کل عمارات اس قصبہ کے پختہ اینٹون کی بنی ہوئی بقاعدہ طور سے اوپر ہے
گرد نواح اسکے زمین ہموار و زرخیز ہے جسمین زراعت بکثرت ہوتی ہے اور ایک پانی کی جہیل بہی اسکے
پاس ہے جس سے زراعتون کے واسطے پانی لیا جاتا ہے اس قصبہ مین اینٹین بکثرت بنائی جاتی ہین اور بیزا وہ
کثرت پیدا ہوتا اور بیزا اور اسکے دہوئین سے شورہ اخراج ہوتی ہے پہلے یہہ قصبہ ایک بڑا راجہ کی ریاست کا تہی سنہ ۱۸۴۳ء

ہین جب لا ولد مرگیا تو کل ریاست سرکار انگریزی کے قبضہ مین آگئی پانسو سولہ گانو اس ریاست کے متعلق تھے
اور آمدنی چار لاکھ چالیس ہزار روپیہ کی تہی فاصلہ اسکا شمال مغرب کلکتہ سے ایکہزار چالیس میل کا شمار ہوتا ہے
لاڈوہ سرہند کے علاقہ مین یہہ قصبہ بائیس میل شمال کے طرف شہر کرنال کے آباد ہے شہر کی آبادی
بارونق و پختہ اور بازار کشادہ و پر تجارت ہے ہندو و مسلمان جاٹ اسمین رہتے ہین اور رئیس سکھہ بہی سکونت
پذیر ہین پہلے یہہ شہر راجہ اجیت سنگہ کی ریاست مین تہا مگر ۱۸۴۶ء مین بسبب اسکے کہ سکھون کی لڑائی مین اونہون
سکھون کا مددگار ہوکر سرکار انگریزی کے ساتہہ دغابازی کی ریاست اوسکی تمام و کمال ضبط سرکار ہوگئی یہہ شہر
چندان بڑا شہر نہین ہے لیکن بسبب اسکے کہ یہہ ایک راجہ کی ریاستگاہ تہی رونق بہت ہی اور راجہ کے رہنے کے
حویلیان یہان پختہ اور بلند خوشنما بنے ہوے ہین **پیلو کہیڑی** سرہند کے علاقہ مین یہہ ایک
قصبہ اوس سڑک پر جو کرنال سے لودہیانہ کو آتی ہے بارہ میل کرنال سے شمال کے طرف کو آباد ہے
پاس اسکے دریاے چتنگ جاری ہے جسکے پانی سے علاقہ اسکا سیراب ہوکر زراعت بوئی جاتی ہے اور غلہ
بکثرت پیدا ہوتا ہے قصبہ کے گرد سے کچی دیوار ہے اور دیوار مین دو برج بلند بنے ہوئے ہین جنکے اوپر
چڑہکر دور دور تک نظر جاتی ہے تالاب اور کنوئین یہان بہت ہین اور سڑک بہی پختہ اور راہی ہے یہہ علاقہ
ایک سکہہ سردار کے جاگیر مین ہے اور سالانہ آمدنی اسکی چار ہزار روپیہ جاگیردار کو ملتا ہے فاصلہ اسکا کلکتہ
سے سمت شمال مغرب نو سو چہتیس میل کا ہے **موہانک** قسمت انبالہ مین یہہ ایک قصبہ اوس سڑک پر جو دہلی
فیروزپور کو آتی ہے دہلی سے شمال مغرب کو ایکسو چالیس میل کے فاصلہ پر ہے نزدیک اسکے دریاے گہگر جاری
ہے جسکے پانی سے سرزمین اسکی سیراب ہوتی ہے **ملانا** انبالہ کے ضلع مین یہہ قصبہ اوس سڑک پر جو سہارنپور
سے لودہیانہ کو آتی ہے سہارنپور سے سمت شمال مغرب کتالیس میل کے فاصلہ پر آباد ہے اس قصبہ کے گرد
شہرپناہ پختہ اور ایک قلعہ بہی پرانی عمارت کا بنا ہوا ہے شہر کی عمارت بہی پختہ اور بازار پر تجارت ہے فاصلہ
اسکا شمال مغرب کے سمت کو کلکتہ سے دہلی و کرنال کے راستے ایکہزار میل کا ہے قصبہ کے شرق کے طرف دریا
مارکنڈا بہتا ہے **ملی پور** انبالہ کے قسمت مین یہہ قصبہ اوس سڑک پر جو سرہند سے تہانیسر کو جاتی ہی اڑتالیس
میل سرہند سے مغرب کے طرف کو آباد ہے اس مقام پر ایک چہوٹا سا قلعہ بنا ہوا ہے سرزمین اسکی ہموار و زرخیز
و زراعت شدہ ہے قصبہ کی عمارت پختہ و خام ملی ہوئی ہے فاصلہ اسکا کلکتہ سے شمال مغرب کے سمت کو ایکہزار
چہتیس میل کا ہے **منی مزرہ عرف المشہور منی ماجرا** انبالہ کی کمشنری مین یہہ قصبہ اوس سڑک پر
جو انبالہ سے ہوکر روپڑ کو جاتی ہے انبالہ سے پچیس میل شمال کے طرف کو آباد ہے آبادی اسکی کوہ ہمالہ
کے جنوبی بنیاد مین واقع ہے علاقہ اسکا نہایت زرخیز و سیراب ہے جسمین ہزارون من غلہ پیدا ہوتا ہے نقشہ

پیداوار ہی چانول کی یہان اسقدر ہوتی ہے جسکی تجارت خراسان کے ملک تک چلتی ہے اگرچہ سرزمین اسکی ہموار
ہے مگر بسبب بیرانی کے زراعت کے حق مین اکثر ہے چانول یہان اول قسم کے پیدا ہوتے ہین اور ایک نہر
اسکے نیچے جاری ہے اوسکے ریگ سے سونا نکلتا ہے اور دریاے گہگر اسکے تمام علاقہ مین بہتا ہے یہہ قصبہ اجہ
گوربخش سنگہ جاگیردار کے جاگیر مین سرکار انگریزی کی طرف سے واگذار ہے جسکا جانشین فرزند اوسکا کنور بہگوان سنگہ
ہے اس قصبہ کے ساتہہ اٹہتر موضع اور متعلق ہین اور کل سطح اس جاگیر کا اسی میل مربع اور آبادی سولہ ہزار
چارسو چھبیس آدمی کی اور آمدنی سینتالیس ہزار روپیہ کی ہے فاصلہ اسکا کلکتہ سے شمال مغرب کو ایکہزار پینتالیس
میل کا شمار ہوتا ہے **منسا دیوی** انبالہ کی کمشنری مین یہہ قصبہ جنوبی بنیاد کوہ ہمالہ و علاقہ پنجور دون
مین آباد ہے بلندی اسکی سمندر کے سطح سے ایکہزار دوسو تہتر فیٹ کی ہے یہان بڑا مندر دیوی کا بنا ہوا
ہے جسکی پرستش ہندو کرتے ہین اور ہر ایک برس یہان بڑا بہاری میلہ ہوتا ہے **نارائن گڈہ**
یہہ ایک بڑا قصبہ اور آباد مکان متعلق ضلع انبالہ کے ہے آبادی اسکی اوس سڑک پر جو ڈیرہ سے سپاتو کو ہوتا ہوا
کے راستہ سے جاتی ہے واقع ہے متصل اسکے ایک کچا قلعہ بنا ہوا ہے اور قلعہ کے گرد سے خندق کہدی
ہوئی ہے قصبہ مین پختہ مکانات اور پختہ بازار ہے آبادی اسکی بسبب اسکے کہ تحصیل کی کچہری یہان ہوتی ہے
روز بروز ترقی پر ہے شملہ کی پیمایش کے وقت بہی یہان محکمہ پیمایش کا مقرر ہوا تہا بلندی اسکی سمندر کے سطح سے
دو ہزار اکیسو چھپن فیٹ کی ہے نرائن گڈہ مین آٹہ بہی کثرت سے ہوتے ہین اور گیہون چنا چانول
تنباکو کپاس نیل وغیرہ ہر ایک قسم کے جنسین پیدا ہوتے ہین **نابہہ** سس ستلج کے علاقہ مین
یہہ شہر بہی ایک مشہور شہر اور ریاستگاہ پہولکا خاندان کے رئیسون کا ہے جنکا ذکر سابق ہوا اونکے
مفصل حال کے ریاستون کے ذکر مین درج ہو چکا ہے اس شہر کے گرد سے فصیل پختہ اور عمارت شہر کی
بہی پختہ اور بڑا بازار ہے جسمین بڑے بڑے بیوپاری ساہوکار دستکار بازار دوکانین کرتے ہین قلعہ بہی
یہان پختہ عمارت کا خوشنما ہے جسکے اندر راجہ کے رہنے کی محل عالیشان قبول صورت تعمیر ہوئے ہوے ہین
سردار ہمیر سنگہ صورت سنگہ کے بیٹے نے پہلے پہل اس شہر کی آبادی کی بنیاد رکہی بعد ازان اور رئیسون کے
وقت یہہ زیادہ تر آباد ہوتا چلا گیا اور یہہ شہر اور شہر پٹیالہ ایکہی سنہ و سال مین آباد ہوا تہا فاصلہ
اسکا کلکتہ سے شمال مغرب کے سمت کو ایکہزار اٹہتیس میل کا ہے **لوہی والہ** انبالہ کے ضلع مین یہہ قصبہ
اوس سڑک پر جو کرنال سے پٹیالہ کو جاتی ہے پٹیالہ کے شمال مغرب کے طرف کو پچاس میل کے فاصلہ پر آباد ہے
عمارت قصبہ کی خراب اور بدصورت ہے مگر زمین اسکے علاقہ کے سیراب زرخیز و قابل الزراعت ہونے مین مشہور
کم اور علاقہ جنگلون سے محیط ہے سڑک بہی اس جگہ کی اوپر والی گاڑی کے چلنے کے لایق نہین

سرہند کے علاقہ مین یہہ قصبہ اُس سڑک پر جو کرنال سے لودہیانہ کو آتی ہے کرنال سے شمال مغرب کی سمت کو پچہتر میل کے فاصلہ پر آباد ہے آبادی اسکی ایک اونچے ٹیلہ کے اوپر واقع ہے جسکے اوپر چڑہ کر دور دور تک نظر جاتی ہے زمینین یہان اکثر [illegible] ہین اور زراعت بہی ہلکی ہوتی ہے اور پیدائش غلہ کی بہی کم ہوتی ہے **پہووا** سرہند کے علاقے انبالے کے کمشنری مین یہہ ایک چہوٹا سا قصبہ اُس سڑک پر جو تہانیسر سے کیتہل کو آتی ہے تہانیسر سے پندرہ میل مغرب کی سمت کو آباد ہے پاس اسکے ایک پہاڑی ندی بہتی ہے اور ندی کے کنارے پر پختہ زینے بنے ہوئے ہین آبادی اسکی ایک اونچے ٹیلے پر ہے جو حال کی آبادی سے پہلے آباد کا بقیہ ہے عمارت اس قصبہ کی پختہ اور خوش نما ہے اور بازار آباد و بارونق زمین متعلق اسکے سیراب و زرخیز ہے جو ندی کے پانی سے سیراب ہوتی ہے اور جس جگہ ندی کا پانی نہین پہنچتا کنوون کے ذریعہ سے زراعت کو پانی دیا جاتا ہے **پہول** دریاے ستلج کے بائین کنارے بفاصلہ اڑتالیس میل اوس سڑک پر جو دہلی سے فیروزپور آتی ہے یہہ قصبہ آباد ہے یہہ آبادی پہلے پہل مسمی پہول جاٹ زمیندار نے آباد کی تہی جسکی اولاد مین سے مہاراجہ پٹیالہ و جیند و نابہ وغیرہ اب تک اپنے اپنے ریاستون پر قابض ہین اور یہہ قصبہ بہی مہاراجہ پٹیالہ کے ریاست کے متعلق ہے **پنجور** شمال شرقی حد علاقہ سرہند مین یہہ ایک چہوٹا سا قصبہ پٹیالہ کی ریاست کے حد سے ملتا ہوا آباد ہے اسی نام پر دریاے گوگر پہاڑ سے نکلکر یہان بہتا ہے اور دو ندیان پہاڑ سے آکر اوسکے شامل ہوتے ہین یہہ قصبہ ایک رئیس کی ریاستگاہ ہے جو پنجور کا رئیس کہلاتا ہے اس علاقہ مین ایک عجیب باغ قدیمی عمارات مین سے ہے جسکے چہہ حصہ برابر ایک دوسرے کے نیچے بنے ہوئے ایک [illegible] زمین پر چلے گئے ہین یعنی پہلا حصہ سب سے اونچا اور دوسرا اوس سے نیچا اور تیسرا اوس سے نیچا علی ہذا القیاس اسمین [illegible] انگور مین ہے اور درختان نارنگی و انار و سیب و آم وغیرہ کثرت سے ہین پہلے اسمقام پر ایک قلعہ پختہ بنا ہوا تہا جسکو دولت راے سندہیہ مرہٹہ کے ملازم مسمی [illegible] صاحب فرانسیس نے بمصلحت ملکداری گرا دیا تہا اگرچہ فی زمانہ حال آبادی اس قصبہ کی بہت تہوڑی ہے مگر اگلی عمارتون و باولیون وغیرہ کے نشانون سے پایا جاتا ہے کہ کسی زمانہ مین یہہ ایک شہر آباد و بارونق ہوگا فاصلہ اسکا کالکہ سے شمال مغرب کو کرنال اور انبالے کے راستے اکہتر میل کا ہے **پٹیالہ** یہہ ایک ریاستگاہ اور پختہ عمارت کا شہر [illegible] انتظام انبالہ کے واقع ہے پاس اسکے کوسلا ندی جاری ہے جسکو پٹیالہ کا دریا بہی کہتے ہین اسمقام پر یہہ ندی بہت گہری بہتی ہے بلکہ طغیانی کے وقت پانی اوسکا شہر کے دیوار تک آجاتا ہے یہہ شہر پہلے پہل راجہ آلا سنگہ نے بنوایا اور اپنے آلا نام رکہا جو اب پٹیالہ مشہور ہے قلعہ یہان کا بہی اوسی آلا سنگہ کی تعمیر ہے جسمین اب مہاراجہ پٹیالہ رہتے ہین اس قلعہ مین بڑے مکانات عالیشان و دیوان گاہ بنے ہوئے ہین شہر کے گرد بہی [illegible]

پختہ ہے اور بڑے بڑے دلچسپ عمارات ایسے ایسے خوشنما بنے ہوئے ہین کہ انسان دیکھ کر خوش ہوجاتا ہے
بازار یہان کا فراخ و خوش وضع ہے جسمین ہزارون روپیہ کی ہر روز تجارت ہوتی ہے اور بڑے بڑے ساہوکار
مالدار دوکانین کرتے ہین شہر مین ہر ایک قسم کے ہندو و مسلمان قوم رہتے ہین خصوصاً سکھون کی بہت کثرت ہے
چونکہ ریاست یہانکی ستلج پار کے ریاستون سے بڑی ہے اسواسطے ذکر اوسکا پہلے ریاستون کے ذکر مین تحریر
ہوچکا ہے فاصلہ پٹیالہ کا کلکتہ سے شمال مغرب کے سمت کو ایکہزار تئیس میل کا ہے **راجلی** سرہند کے علاقہ مین
یہہ گانو اوس سڑک پر جو ہانسی سے لودہیانہ کو آتی ہے ہانسی سے شمال کو چھبین میل کے فاصلہ پر آباد ہے پاس اسکے
ایک ندی گھگر ندی کے ایک شاخ بہتی ہے جسکے کنارے پر یہہ قصبہ آباد ہے سرزمین اسکی ہموار میدان اور
کاشت شدہ ہے **شاہ آباد** انبالہ کے قسمت مین یہہ ایک قصبہ بائین کنارے دریاے سرستی
کے آباد ہے سردی کے موسم مین یہہ دریا اسمقام پر خشک ہوجاتا ہے اور گرمیون مین سخت تیز رو ہوکر چلتا ہے
اسمقام پر پرانی مکانات کے کہنڈرات بہت ہین جنسے پایا جاتا ہے کہ کسی زمانہ مین یہہ بڑا آباد شہر ہوگا اب بھی
آبادی اسکی پختہ و بارونق ہے سرزمین اسکی سیراب و زراعت بکثرت ہوتی ہے کل قصبہ مین دس ہزار
آٹھسو باون آدمی رہتے ہین اسکا بازار بھی بہت بڑا اور تجارت بہت ہوتی ہے فاصلہ اسکا شمال مغرب
کلکتہ سے ایکہزار دو میل کا ہے اور سردار دہرم سنگہ و سردار کشن سنگہ شاہ آباد پر جاگیردار یہان کے ہین
شاہ پور سرہند کے علاقہ مین یہہ ایک قصبہ اوس سڑک پر جو سہارنپور سے سیالکوٹ کو جاتی ہے سہارنپور
اکتیس میل شمال مغرب کو آباد ہے مثلثی پیمایش کے وقت یہان بھی ایک محکمہ مقرر ہوا تھا بلندی اسکی سمندر
کے سطح سے ایکہزار دوسو اٹھائیس فیٹ ہے **سدہورا** سرہند کے علاقہ مین یہہ ایک قصبہ اوس
سڑک پر جو بوڑیا سے ناہن کو جاتی ہے واقع ہے دہنے طرف اسکے دریاے مارکنڈا بہتا ہے جو جنوبی بنیاد
کوہ ہمالہ مین جاری ہے اسمقام پر دریاے مارکنڈا اور پہاڑ سے نکلکر میدان مین آتا ہے اس قصبہ کے پاس مزار حضرت
شاہ قمیص سید گیلانی کا ہے اور ہر سال ۱۰ ربیع الثانی کو ایک بڑا میلا اور ہجوم ہوتا ہے قصبہ کے گرد شہر پناہ
پختہ معہ برجون اور دمدمون کے بنا ہوا ہے شہر کے گہرون کی عمارت بھی پکی اور خوشنما ہے بازار مین تجارت
کثرت ہوتی ہے اور بڑے بڑے دوکاندار دوکانین کرتے ہین سرزمین اسکی سیراب و زرخیز اور پیدائش
غلہ کی بکثرت ہوتی ہے کچھ حصہ اسکا ماتحت سرکار انگریزی اور کچھ حصہ ایک سکہہ سردار کے ماتحت ہے فاصلہ
اسکا شمال مغرب کلکتہ سے ایکہزار چھیالیس میل کا ہے **سرہند** یہہ شہر پٹیالہ کی ریاست مین پٹیالہ سے
چھبیس میل شمال کو اور انبالہ سے ستائیس میل اوسکے مغرب کو واقع ہے اگرچہ اب آبادی اسکی بہت تھوڑی
ہے مگر شاہان اسلام کے وقت یہہ بڑا نامی گرامی شہر تھا اور علاقہ اسکا علیحدہ مقرر ہوکر ایک صوبہ ماتحت

سلطنت دہلی کے یہان حکومت کرتا تہا بڑے علما و صلحا و شرفا و مشایخ و امرا اس شہر مین رہتے تہے جنکے تذکرہ
سے کتابین بہری ہوئی ہین پنجاب کے ملک کے حد سرہند کی حد تک شمار ہوتی تہی عالمگیر اورنگ زیب کے وقت
گورو گوبند سنگہ سکہون کے دسوین گورو نے جب بغاوت اختیار کی تو شاہی حکم کے بموجب صوبہ سرہند
اوسکے سزادہی کے درپے ہوا اور وہ ایک قلعہ مین محصور ہوا اسین محاصرہ کے وقت گوبند سنگہ کے
دو فرزند اور اسکی والدہ قلعہ سے بہاگ نکلی اور شاہی فوج کے ہاتہ گرفتار ہو کر سرہند مین حاضر لائے گئے
صوبہ نے اونکو گردن مارا اس سبب سے سکہہ لوگ اس شہر کے سخت دشمن ہو گئے جب چغتائی سلطنت ضعیف
ہو گئی اور احمد شاہ درانی نے دہلی پر فتحیاب ہو کر سرہند تک سلطنت اپنی قایم کرلی اور سکہون کا نہایت
زور شور ہوا تو سکہون نے کئی مرتبہ اس شہر پر یورش کی اور لوٹا اسواسطے احمد شاہ نے کابل سے آکر یہی
مقام پر سکہون کے ساتہ سخت لڑائی کی جسمین تین ہزار سکہہ مارا گیا پہر جب احمد شاہ چلا گیا تو سکہون نے پہر
اجتماع کر کے پہر کر دی آلا سنگہ والی پٹیالہ نے اس شہر کو لوٹ کر اوجاڑ دیا اوس لڑائی مین زین خان صوبہ
سرہند کا مارا گیا اوس دن سے یہہ شہر پٹیالہ کی ریاست مین آگیا اور اب تک بدستور ہے پرانے کہنڈرات
اس شہر سے دور دور تک نظر آتے ہین اور مقابر و مساجد بہی بکثرت تہی مگر سکہون نے گرادی اب بہی روضہ
متبرکہ حضرت امام ربانی شیخ احمد مجدد الف ثانی کا معہ آپکے صاحبزادون کے وہان موجود ہے اور سکہون
کو اس شہر کے ساتہ یہان تک دشمنی ہے کہ جب کوئی سکہہ اب بہی سرہند کے پاس سے ہو کر گذرتا ہے دو اینٹ
وہان کے کہنڈرات سے اوٹہا کر دریا مین ڈال دیتا ہے گورو گوبند سنگہ کے دونو لڑکون کے ڈیرہ یہان بنے ہوئے
ہین جہان سکہہ جا کر جبین سائی کرتے ہین اور سرکار انگریزی نے سرہند کے کہنڈرات سے بیشمار اینٹ حسب الاجازت
رئیس پٹیالہ کے ریل کی سڑک کی تعمیر کے واسطے جو بمقام انبالہ وغیرہ بنے ہوئے ہین لیکر صرف کی ہے لیکن وہ
اینٹ ہنوز ختم نہین ہوئی اس شہر کے گرد و نواح مین آمون کے باغات بکثرت ہین اور ایک باغ تعمیر شاہجہانی
نہایت مستحکم و لاثانی بنا ہوا ہے جسکی عمارت اب بہت خراب بے مرمت پڑی ہے مگر اسمین اب بہی پرانے
درخت بہت عمدہ ہین اسی باغ کے متصل ایک ندی بہتی ہے اور اسپر پختہ پل شاہجہان کے وقت کا بنا ہوا ہے +

علاقہ سرہند یہہ ایک فراخ علاقہ ہندوستان کے علاقون مین ہے جسمین بادشاہون کے وقت
صوبہ سرہند حکومت کرتا تہا اسکے شمال کو حدود پنجاب شرق مین کوہ سرمور و پہاڑی ریاستین و انگریزی اضلاع
سہارنپور و پانی پت و رہتک جنوب مین علاقہ رہتک و ہریانہ غرب مین ریاست بہاولپور ہے طول اسکا دو سو
میل شرق سے غرب کو اور عرض ایکسو ساٹہ میل جنوب سے شمال کو کل سطح اسکا سترہ ہزار میل مربع ہے اکثر
میدان ہموار سمت مین ہوا ہے شمالی حد اسکی سے کہ وہ دامن کوہ مین بائین کنارہ ستلج سے جمنا کے دہنے

کنارے تک سینتیس میل طول مین ہے پہاڑ سے ملا ہوا علاقہ اسکا اکثر مقامات سے تین ہزار پانسو یا دو ہزار پانسو فیٹ بلند ہے اور جو پہاڑی ندیے اسطرف کو جاری ہین وہ دو ہزار تین سو اونتالیس یا دو ہزار نوسو چونتیس فیٹ بلندی مین ہین باقی علاقہ سرہند کا شرق سے غرب کو ڈہلوان ہے اور جنگل اور ریگستان بہی اسمین بہت مقامات پر واقع ہے خصوصاً بہاولپور کی ریاست اور حد و ملک بٹہیانہ کے قریب تو سوای ریگستان کے صاف زمین بہت کم نظر آتی ہے چند برس گذرے ہین کہ سرکار نے اس نیت سے سرہند کی پیمایش کرائی تہی کہ ایک بڑی نہر جمنا سے کہود کر ستلج مین ڈالی جاوے اور دونو دریاؤن کا راستہ بذریعہ کشتیون کے جاری ہو جاوے دریاے جمنا اس علاقہ مین قریب ستر میل کے بہتا ہے اور دریاے ستلج بہی پہاڑ ون سے نکلکر بہتا ہے وہ قریب نتیس میل کے شمال غربی حد اس علاقہ کے بناتا ہوا چلا آتا ہے اور جو ملک درمیان جمنا اور ستلج کے واقع ہے اوسمین او دریا ندیان بہتی ہین چند ندیان تو انمین نامی گرامی ہین ایک سرستی دوسری مارکنڈا تیسری گہگر چوتہی کوسلا یعنی ندی پٹیالہ پانچوین خان پور کی ندی جب ان ندیون کو طغیانی ہوتی ہے تو سب ملکر ایک ہو جاتی ہین اور تہانیسر سے لیکر کنارے تک تمام ملک پر آب ہو جاتا ہے اس سیرابی سے جانورون کی پیدایش بکثرت ہوتی ہے اور خریف کے فصل کی سواے ربیع کے فصل کے لئے تو سیرابی اسکی نہایت ہی فایدہ بخش ہوتی ہے ان ندیون کے سواے مصنوعی نہرین بہی مثل نہر فیروز وغیرہ اسمین جاری ہین جنسے زمیندار فصل ربیع کے فصل کے سیرابی کے واسطے پانی کاٹ کر دور دور لیجاتے ہین اور جہان پانی نہین پہونچتا وہان کنوون کے ذریعہ سے زراعت کو پانی دیا جاتا ہے اس علاقہ مین بڑے بڑے شہر و قصبے آباد ہین اور چہوٹی بڑی ریاستین بہی بکثرت ہین بڑی ریاستا نمین مہاراجہ پٹیالہ فرید کوٹ نابہہ کی ہے اور مسلمان رئیسون مین نواب مالیر کوٹلہ کا بڑا رئیس شمار ہوتا ہے **سلطان خان قالہ** سرہند کے علاقہ مین یہہ قصبہ اوس سڑک پر جو فیروز پور سے شملہ کو جاتی ہے گیارہ میل مغرب کی طرف فیروز پور سے ہے گرد کا ملک اسکا ہموار و زمین عمدہ لایق کاشت ہے اور فصل غلہ کی نہایت عمدہ ہوتی ہے مگر کمی زمین کی نہین ہوتی صرف چند مقامات پر تخم بویا جاتا ہے یہہ قصبہ ایک سکہہ سردار کے جاگیر مین ماتحت سرکار انگریزی کے ہے سڑک اس قصبہ کی بہت اچہی ہے فاصلہ اسکا شمال مغرب کے سمت کو کلکتہ سے ایکہزار ستاون میل کا ہے **شنگرو** ڈر انبالہ کی قسمت مین یہہ ایک قصبہ اوس سڑک پر جو ہانسی سے لودہیانہ کو آئی ہے لودہیانہ سے اکیاون میل جنوب کی طرف ایک ہموار میدان و آباد کاشت شدہ زمین مین آباد ہے **شا**
انبالہ کی شہری مین یہہ قصبہ اوس سڑک پر جو کرنال سے پٹیالہ کو آتی ہے کرنال سے شمال مغرب کو اونتالیس میل کے فاصلہ پر آباد ہے اسکے متصل ایک نہر بہی جاری ہے جس سے علاقہ اسکا سیراب ہوتا ہے مگر برسات

رہتے ہین فاصلہ اسکا شمال مغرب کلکتہ سے نو سو اٹھاسی میل کا ہے انگریزون کی عملداری سے پہلے یہہ شہر
مسمیان بہنگا سنگہ و بہاگ سنگہ رئیسون کی ریاست مین تہا مگر وہ لاولد مر گئے اور کل علاقہ ریاست کا سرکار انگریزی
کے قبضہ مین آگیا اب ونکے وارثون سے بشن سنگہ ولد صاحب سنگہ کنیزک زادہ بہنگا سنگہ کو صرف پانچہزار روپیہ
کی جاگیر ملی ہوئی ہے ریاست کے وقت ۹۰ گانو تہانیسر کے شامل تہے اور کل علاقہ دو ہزار تین سو چہتیس میل
مربع تہا اور آبادی ریاست کی اونچاس لاکہہ چہ ہزار سات سو اڑتالیس تھی اور چہتر ہزار روپیہ ریاست کی
آمدنی رئیس کو ملتی تہی ۱۸۳۲ء مین یہہ ریاست ضبط ہوئی بعد ازان یہہ شہر ضلع کا مقام مقرر ہوا اور چار تحصیلین
ایک خاص تہانیسر دوسری تحصیل لاڈوہ تیسری کیتہل چوتہی تحصیل گولا ضلع کے متعلق ہوئین مگر مفسدہ
دہلی کے کچہہ مدت بعد یہہ ضلع ٹوٹ کر علاقہ اسکا اور ضلعون کے متعلق ہو گیا مفسدہ کے وقت کپتان مکنیل صاحب
اس ضلع کے حاکم تہے اور صرف ایک کمپنی پیادگان پلٹن ہندوستانی نمبر ۵ کی یہان مامور تھی جب اوس وقت
شاک گذرا تو اونسے ہتہیار لیئے گئے اور فوج مہاراجہ پٹیالہ کی طلب کر کر ضلع کے انتظام مین مصروف
تمام مصروف ہوئے لوتہین صاحب اسسٹنٹ کمشنر کو شاہ آباد کو مامور کیا لفٹنٹ پارسن صاحب بموقع کے قلعہ
دیہات علاقہ کیتہل و پایل ریاون اور جمنا کے گہاٹون کی حفاظت کو گئے اور جب باغیون کی خبر پہونچی کہ دہلی
کے مفسد تہانیسر کو آتے ہین تو صاحب ضلع نے تمام سرکاری کاغذون کو خود تلف کر دیا اور خزانہ انبالہ کے قلعہ
مین بہیجدیا جیلخانہ مضبوط کیا جاگیرداروں کو مع اونکی فوج کے شہر مین بلالیا اور جب خبر پہونچی کہ رنگڑ
کے زمیندار چاہتے ہین کہ تہانیسر کے جیلخانہ پر حملہ کر کے اپنے قیدی چہوڑا لیجاوین صاحب ضلع نے قیدی وہ
انبالہ کے ضلع مین پوشیدہ بہیجدیئے اوسوقت رعایا اس ضلع کی ہنگامہ پردازی پر مستعد تھی اسواسطے کہ
لدہیانہ و فیروزپور کے مفسد رعایا کہ سزا پا چکے سخت ناراض ہو رہے تہے اسلیئے چند دیہات نے زرمعاملہ
دینے سے انکار کیا صاحب ضلع نے اوسوقت اونکی سزادہی کی طرف متوجہ ہو کر سرغنہ مفسد کو جلا دیا جنہین
سخت ہنگامہ اس قوم مین آئی تہی اور ۲۹ جون کی تاریخ کو بارہ آدمی مفسد و غارتگر ایکدفعہ پہانسی
پر چڑہائے گئے اور باقیماندہ سے سخت جرمانہ لیا اس انتظام سے رعایا مطیع ہو گئی اور معاملہ واجبی ادا کیا
اس شہر اور شہر کے گرد و نواح کو ہندو لوگ بہت متبرک اور پاک سمجہتے ہین اور کہتے ہین کہ کورو نام ایک راجہ
کیرون کے خاندان کا بزرگ تہا اوسنے اس مقام پر جگ کرکے اڑتالیس کوس مربع زمین یعنی بارہ بارہ کوس
شہر کے چارون طرف کی زمین مین اپنے ہاتہ سے قلبہ رانی کر کے صاف کیا اور پہر اسکو سیکہہ کر یہہ جاپ پر
سفر دہرم کی کئی سال کے بعد مہادیو نے خوش ہوکر اوسکو درشن دیا اور ارشاد کیا کہ تو کیا چاہتا ہے اوسنے جواب دیا
کہ مین یہہ چاہتا ہون کہ جو کوئی شخص اس اڑتالیس کوس کی دہرتی کے اندر مر جاوے وہ مکت کو پراپت ہو جاوے

برہما نے فرمایا کہ ہاں جو شخص اسجگہہ لڑائی مین مارا جائیگا یا عبادت مین مر جائیگا تو اوسکی مکت ہو جائیگی اسی رو
سے اس مقام کا نام کورچھیتر یا کورکھیتر مقرر ہوا اور کیرو اور پانڈوان کو بھی جب آپس مین لڑنے کا اتفاق
ہوا تو انہون نے بھی اپنے بزرگ کے حکم کے بموجب لڑائی کے واسطے اسی زمین کو پسند کیا اور وہ لڑائیکے
اثنا مین سخت معرکہ آرائیان ہوئین جنکی لڑائی اب تک ضرب المثل ہے اب بھی اس اڑتالیس کوس کے حلقہ
کے اندر جابجا مندر و تیرتھون کے استہان بنے ہوئے ہین بڑا تیرتھ شہر مین ایک تالاب ہے جسمین ایک
شوالہ بنا ہوا ہے اور شب مہادیو کی پرستش ہوتی ہے اور دوسرا سنت تالاب ہے اوسکے کنارون پر بھی
مندر بنے ہوئے ہین اور شہر کے باہر تھوڑے فاصلے پر ایک بڑی جھیل ایک میل لمبان اور آدہا میل چوڑان مین
ہے اور اوسط مین ایک جزیرہ دو سو پچیس گز چوڑا ہے اوسپر آمد و رفت کیواسطے دو پل بنے ہوئے ہین جنکا
طول دو سو پچیس گز سے زیادہ نہین ہے جب جھیل طغیانی مین آتی ہے تو پلون کے اوپر تک پانی بہر جاتا ہے
تیسرا پل یہان اورنگ زیب عالمگیر نے بنوایا تہا جو اب مسمار ہوگیا ہے اوس جزیرہ کے اوپر کوئی مندر بنا ہوا
نہین ہے صرف چارون طرف سیڑہیان بنی ہوئی ہین جن پر بیٹھکر ہندو نہاتے اور پرستش کرتے ہین اسی
جھیل کا نام کورچھیتری جھیل ہے مہادیو اور لچھمی نراین کے مندر بڑے عالیشان بنے ہین پلون کے نیچے محراب
اور اکثر مقامات پر گہاٹ بھی پختہ بنے ہین یہان کے اشنان کا ہندون کی کتابون مین بڑا مہاتم لکہا ہے اور
سورج گرہن کے روز یہان ہزارہا ہندو جمع ہوتے اور غسل کرتے ہین اور کنارون پر اس جھیل کے بیشمار درخت
لگے ہین جنکے دیکہنے سے عجب بہار معلوم ہوتی ہے مسلمانی بادشاہت کے وقت بھی یہان بڑے بڑے علما و فضلا
و مشایخ ہوگذرے ہین جنکے مقبرے عالیشان سنگین عمارات کے تعمیر ہوئے ہوئے موجود ہین بڑا نامی مقبرہ
یہان شیخ چہلی کا بلند اور خوشنما بنا ہوا ہے جسکی ایک ایک پہل پر ایک برج اور سنگ مرمر کی بارہ دریان
ہین بیچ مین اسکے بڑا برج یعنی گنبد مقبرہ خوشنما بنا ہے یہہ حضرت بڑے عابد و زاہد تہے تمام عمر مین انہون نے
چالیس چلے کاٹے تہے اسلیئے انکا نام شیخ چہلی مقرر ہوگیا دوسرا مقبرہ شیخ جلال الدین تہانیسری چشتی
کا نامی گرامی روضہ ہے یہہ حضرت بھی خاندان صابریہ چشتیہ کے بڑے بزرگ ہوگذرے ہین **شہر لودہیانہ**
یہہ شہر لاہور سے شمال و مشرق کے گوشہ مین بفاصلہ اکسو میل دریاے ستلج کے ایک شاخ پر آباد ہے چونکہ
اسکو ۹۹ سنہ ہجری مین سلطان سکندر بن بہلول لودہی نے اپنی بادشاہت کے وقت آباد کیا اور قلعہ بنانیکا
ابراہیم لودہی نے بنوایا اسلیئے اسکا نام لودہیانہ مشہور ہوگیا پہلے یہہ شہر ایک چہوٹا سا قصبہ تہا اور رئیس یہانکا
بہاگ سنگہ الگجیت سنگہ کا بیٹا تہا اوسکے مرنے کے بعد ریاست مہتاب سنگہ قابض ریاست کے ہوئے جب وہ
لاولد مرگئے تو ریاست سرکار انگریزی کے قبضہ مین آگئی اسوقت صاحب پولیٹکل ایجنٹ اسکی آبادی کے طرف

متوجہ ہوئے اور نیز بسبب اسکے کہ چھاونی انگریزی فوج کی شہر سے ملتی ہوئی مقرر ہوئی دن بدن اسکی آبادی
مین ترقی ہوتی چلی گئی شہر کی شمال کی طرف قدیمی ستلج کے نالہ پر ایک قلعہ انگریزون نے بنایا اور اسمین میگزین
رکھا یہہ قلعہ ۱۸۰۸ع مین بنایا گیا تھا مگر کچھہ مضبوط نہین ہے یہہ شاخ ستلج کی روپڑ کے مقام پر ستلج کے اندر سے
نکلکر قریب پچاس میل کے مغرب کے سمت کو چلکر پھروالی پورہ کے مقام پر پندرہ میل نیچے قلعہ کے دریای ستلج
مین جا گرتی ہے بڑا حصہ اس ندی کا وہ ہے جہان دریای ستلج جاری تھا اور اب دریای ستلج بفاصلہ چار
یا پانچ میل کے اس نالہ سے چلتا ہے اس شہر کے گرد بن شہر پناہ و دیوار نہین ہے اور کھلی ہوئی بستی مین ہندو
بستی مین بکثرت قوم ہندو کم اور مسلمان بکثرت اور مسلمانون مین کشمیری زیادہ اور پنجابی کم حویلیان و مکانات و بازار اسکے پختہ
اور کشادہ خوبصورت خوشنما بازارون مین بڑے بڑے صراف تجار مالدار دوکانین کرتے ہین جنکی
کوٹھیان اور لین دین کلکتہ دہلی و لاہور و امرتسر و پشاور و ملتان و کابل تک جاری ہے ہندوستان کا
کل مال تجارت کا اول یہان آکر کھلتا ہے بعد ازان پنجاب کو روانہ ہوتا ہے سیکڑون کشمیری شالباف یہان
شالبافی کرتے ہین جنکی تجارت ساہوکارون کی معرفت دور دور تک ہوتی ہے مگر اعلی قسم کا پشمینہ نہین
ہوتا اور قیمت بھی کشمیر کے پشمینہ سے بہت کم پاتا ہے سوا اسکی اور سینکڑون قسم کے کارخانے یہان
جاری ہین اور ہر ایک قسم وکسب حرفہ کا آدمی یہان مل سکتا ہے آبادی اس شہر کی سینتالیس ہزار ایکسو
اکیانوے سوا مردم شماری مقام چھاونی کے ہے جس مین سرکاری فوج رہتی ہے ۱۸۴۷ع مین یہان
ایک آندہی ایسی آئی تھی جسکا ذکر آجتک لوگون کی زبانون پر ہے اس آندہی مین صدہا آدمی مرگئے اور چھاونی
کی بارگین گر گئین شاہزادہ زمان بادشاہ درانی کئی سال تک بعد معزولی سلطنت کابل کے بحالت نابینائی یہان رہا اور
گذارہ معقول سرکار انگریزی سے پاتا رہا اسی طرح شاہ شجاع الملک شاہ کابل بھی معزول ہو کر ۱۸۱۶ع مین
یہان آیا اور رہتا رہا اب بھی اولاد اسکی یہان رہتی ہے سرکار سے پنشن پاتی ہے فاصلہ اسکا کلکتہ سے
شمال مغرب کی طرف ایکہزار ایکسو دو میل کا ہے ضلع لودہیانہ یہہ ضلع ماتحت کمشنری انبالہ کے ہے
اسکے علاقہ کے شمال مین حدود دوابست جالندھر اور ہر دو ضلعون کے درمیان دریای ستلج جاری ہے شرق
مین ضلع انبالہ جنوب مین حدود ملک ریاست پٹیالہ وغیرہ علاقہ ہای ریاست سکہی غرب مین ضلع فیروزپور
ہے پہلے اس علاقہ مین سرکاری علاقہ کچھہ نہ تھا صرف صاحب پولیٹکل اجنٹ ریزیڈنٹ دہلی کے ماتحت
یہان رہتا تھا اور یہہ کل ملک رئیسون کے تحت مین تھا بعد ازان جبکہ رئیس لاولد مرتے گئے انکی ریاستون
کا علاقہ ضبط ہو کر لودہیانہ کے شامل ہوتا گیا ۱۸۴۵ع مین جب انگریزون نے لاہور کو فتح کیا تو ستلج پار کا
کل ملک جو شامل سلطنت لاہور کے تھا ضبط ہو کر لودہیانہ کے شامل ہو گیا ۱۸۴۸ع مین کل ضلع لودہیانہ

کے ضلع کا ساتسو چھبیس میل تہا اور آبادی ایک لاکہہ اکیس ہزار آدمی کی سوائے عورات اور بچون
کے تہی اب بڑہتے بڑہتے یہہ ضلع یہان تک بڑہ گیا کہ ۱۸۶۶ء کے رپورٹ مجموعی مین آبادی اسکی پانچ لاکہہ
چھبیس ہزار چارسو اٹھانوین درج ہوئی اور ۱۸۶۸ء کی مردم شماری مین چارسو اونتیس آدمی فی میل
اسکی آبادی اسکے نقشہ مین درج ہوئی دہلی کے مفسدہ کے وقت لودہیانہ کے ضلع کے حاکم مسٹر ریکٹ
صاحب ڈپٹی کمشنر تہے دہلی کی خبرین اور فیروزپور کی سنکر یہان کے بدمعاش لوگون کو ایک جوش پیدا ہوا
اور مفسدے کی ہوا دماغ مین سمائی صاحب ممدوح نے براہ خبرداری خوب انتظام کیا اور نابہہ اور مالیر کوٹلہ کی فوج منگوا کر
شہر و ضلع و دریا کے گہاٹون پر مامور کی خزانہ لودہیانہ کا فلور کے قلعہ مین بہیجدیا قلعہ او جیلخانہ کی حفاظت
کے لیے دیسی فوج کی بہرتی شروع کی بیوپاریون کو حکم دیا کہ گندہک و شورہ سوائے سرکار کے اور کسیکو
نہ بیچین سوداگرون کو بہی ٹوپیان بندوقی بیچنے سے ممانعت کی اور ہندوستانی ملازمون کو ضلع سے نکالا
اور قلعہ کے اندر گورہ فوج مامور کرکے باقی کا انتظام کیا نو ملازم سکہہ اور پنجابیون کی فوج تہانون اور
تحصیلون کی حفاظت کو مامور فرمائے اور تین لاکہہ گز کپڑا خرید کر مورچہ بندی کے تہیلے اور خیمے سلوائے
اور توپخانہ کے گہوڑون کے زین بنوائے اور خود صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر و لفٹنٹ یورک صاحب و کپتان
کال صاحب رات کے وقت تغیر لباس کرکر دس بجے سے دو بجے تک شہر مین پہرتے اور چونکہ صاحب کو شہر
والون کی طرف سے اطمینان کلی نہ تہا اسواسطے اونکی رائے مین مناسب معلوم ہوا کہ شہر والون سے
ہتہیار لے لئے جاوین اسواسطے پلٹن والون کو ایکبار حکم ہوا کہ تم علی الصباح شہر مین پہیل جاؤ اور
جو شخص گہر سے نکلے اسکو نکلنے نہ دو جب یہہ انتظام ہو گیا تو پلٹن والون نے ایک ایک گہر کی تلاشی لیکر جسقدر ہتہیار
کہ شہر والون نے اپنے گہرون مین چہپا رکہے ہوئے تہے نکال لائے اسوقت گیارہ گاڑیان ہتہیارون کی لدکر
پہلے شہر سے نکلین سچ بات تو یہ ہے کہ شہر کے لوگ بہت رنجیدہ ہوئے اور جب جالندہر کے مفسد دہلی کو جاتے ہوئے
لودہیانہ آئے تو شہر والون نے بہی اونسے اتفاق کیا پادریون کے گرجا اور اونکے رہنے کے مکانات جلادیئے
اور گہر اونکے لوٹ لئے اور مفسدونکو قلعہ پر توپخانہ چڑہانے مین مدد دی اور رسد رسانی بوجہ احسن کی
اور مفسدونکو افسران ضلع کے گہر بتلا دیئے کہ وہ اونکو لوٹ لاوین اسیطے تمام بلوہ کو صاحب ضلع روک نسکے کیونکہ
مفسدون کی جالندہر سے روانگی سے صاحب ضلع کو گیارہ گہنٹہ تک خبر نہین پہونچی تہی جب وہ دریا کے پار
ہوئے اور پہلور کے مقام کی تیسری پلٹن ہندوستانی بہی اونکے ساتہہ مل گئے تو یہہ خبر صاحب ضلع کو پہونچی
اسوقت صاحب ضلع بڑی ہوشیاری خبرداری سے مفسدون کے مقابلہ کو گئے اور تمام دن اونکو تعاقب کئے
رہے اور رات ان پر شبخون مارا مگر اسوقت صاحب کے کل مددگار بہاگ گئے نابہہ کی فوج نے بہ خلاف حکم اپنے

اتنا کے مفسدون کے مقابلہ سے انکار کیا صرف ایک ٹکڑا فوج کپتان روتھنی صاحب پلٹن نمبر ۳ سکہون کا ساتھ
لفٹن فولیم صاحب کی صاحب ضلع کے پاس لگیا مگر وہ فوج بہی زخمی ہوگئی اوسوقت لفٹن فولیم صاحب اپنی ہاتھ سے
توپ چلاتا رہا وہ بہی جب میگزین ختم ہوگیا تو لاچار ہوگیا چونکہ مفسدون کے پاس گولی نہ تہی اور خلقی وغیرہ
دہوکہہ کہا کر گولی سے بہری ہوئی کارتوس جالندہر مین ہی چہوڑ آئی تہی اور خالی کارتوسون کے صندوق
کو جنمین صرف بارود ہی تہا بہری ہوئی جانکر لا دلاتے تہے اونہون نے زیادہ تر لودہیانے مین ٹکرنا
کرنا مناسب جانا اور لودہیانہ چہوڑ کر دہلی کو چلدیئے اونکے جانے کے بعد صاحب ضلع شہر کے مفسدون کی تحقیقات
مین مصروف ہوئی اور بعد تحقیقات کے جن جن لوگون نے مفسدہ کیا تہا وہ بائیس آدمی پہانسی دیے اور
اہل شہر پچیس ہزار دو سو چہ اونتیس روپیہ جرمانہ کر کر وصول کیا یہہ انتظام صاحب کا کل علاقہ کے انتظام
باب مین مفید ہوا اور پہر کوئی شخص رعایا مین سے مرتکب فساد کا نہوا اور قلعہ کے پاس پاس تین تین سو
گز کے فاصلہ تک جسقدر رعایا کے گہر تہے مسمار کرا دیئے اور لودہیانہ کے گوجر لوگ جو زیادہ تر مفسد تہے
اونسے ہتہیار لے لیے اور جاٹ لوگ جو خیرخواہی مین مصروف رہے اونکو انعام ملا اور ہتہیار بہی بدستور
اونکے پاس رہنے دیے گوجرون کی کشتیان اور گہوڑے بان جو دریا مین ملتی تہین اونسے چہین لی گئین
کہ اونہون نے بہی مفسدون کو دریا سے پار کیا تہا اور جو چند ہندوستانی چہاونی وغیرہ مقامات مین رہتے
تہے سب نکالدیئے گئے اور لیبر ایک ہندوستانی پلٹن جو لودہیانہ مین تہی پہلے اون پر بہی شک مفسدہ
کا ہوا مگر اونسے کچہہ جرم وقوع مین نہ آیا خیرخواہ لوگون کو جو میان مست سنگہ وبسنت سنگہ وسلطان جو
دکابلی پنشن خوار وحسن خان وعبد الرحمان وصالح محمد وشاہ پور وشاہزادہ سکندر وغیرہ تہے بڑے بڑے
انعام ہوئے اور عزت وحرمت مین اونکی ترقی ہوئی اور ایک شاہزادہ پنشن خوار بجرم فساد سزا کو پہونچا

علی وال یہہ گانو دریائے ستلج متصل لودہیانہ کے پاس آباد ہے اگرچہ یہہ چہوٹا سا گانو ہے مگر جب
شہرت اسکی کا یہہ ہوا کہ یہان ۲۸ جنوری ۱۸۴۶ع فوج سکہی اور انگریزون کی فوج ماتحت اسمتھ صاحب
کے درمیان بڑی لڑائی ہوئی جسمین انگریز فتیاب ہوئے اور سکہہ بہاگ گئے اسی روز سے یہہ گانو مشہور
اور قابل اندراج تاریخ ہوگیا

بہدری یہہ قصبہ دس سڑک پر جو لودہیانہ سے فیروزپور کو
جاتی ہے بفاصلہ بیس میل فیروزپور سے آباد ہے اور دریائے ستلج دہنی طرف اس قصبہ کے ڈیڑہ میل
بہتا ہے گرد نواح اسکے اگرچہ ویرانہ وجنگل نہین ہے مگر تمام ریگستان ہے اس سبب کاشتکاری کم ہوتی ہے
اور بہت سا حصہ اسکی زمین کا جو لائق کاشت تہی دریا برد بہی ہوگیا ہے اسمین گہر تمام کچے ہوے ہین
اور بعض لوگ آدہی پوش چہپڑیون مین ہی رہتے ہین صرف ایک مسجد پختہ ہے اور قصبہ مین چہہ سو آد

کے راستے آتی ہے آباد ہے شہر کے شمال کی طرف ایک چھوٹا سا قلعہ بنا ہوا ہے اول یہہ شہر و قلعہ رنجیت سنگھ
والی لاہور کے قبضہ میں تھا اب سرکار انگریزی کے قبضہ میں ہے فاصلہ اسکا شمال مغرب کے سمت کو کلکتہ سے براہ
دہلی و انبالہ ایکہزار اکیسو تیس میل کا ہے **لشکری خان کی سرائے** لودہیانہ کے ضلع میں
یہہ قصبہ اوس سڑک پر جو کرنال سے لودہیانہ کو آتی ہے لودہیانہ سے اونیس میل جنوب مشرق کی سمت کو آباد ہے
سرزمین اسکی سرسبز و سیراب و کاشت شدہ پانی بکثرت غلہ افراط سے پیدا ہوتا ہے سڑک اس حصہ کی بہت افضل
ہے فاصلہ اسکا کلکتہ سے بسمت شمال مغرب ایکہزار اونسٹہ میل کا ہے **ماچھی واڑہ** سرہند کے سرزمین میں
یہہ قصبہ اوس سڑک پر جو لودہیانہ سے روپڑ کو جاتی ہے لودہیانہ سے بائیس میل شرق کو اور چار میل فاصلہ پر
کنارے دریاے ستلج کے آباد ہے پہلے ستلج دریا اسکے متصل بہتا تھا سچاس برس گذرے ہیں کہ دریا نے
راستہ اپنا اسکے شمال کے طرف کو لیکر اسکے پاس سے ہٹ گیا اسمین شکر تری کی تجارت بہت ہوتی ہے فقط
میانی ستلج پار کے علاقہ میں یہہ قصبہ بائین کنارے دریا کے آباد ہے یہان ایک مشہور گہاٹ گذرگاہ
دریا ہے جسکو میانی کا گہاٹ کہتے ہیں اور اسکے اوپر سے گذر کر پنجاب میں داخل ہوتے ہیں دریا کا پانی ہمیشہ
بہت صاف رہتا ہے اوسوقت تک کہ مچھلیاں اسمین آوین **مالیر کوٹلہ** یہہ دو مشہور بستیان پار دریاے
ستلج کے علاقہ میں اوس سڑک پر جو پٹیالہ سے فیروز پور کو جاتی ہے پٹیالہ سے پچاس میل شمال مغرب کی سمت کو آباد ہیں
عمارات اسکی بلند و عالیشان ہیں بازار کشادہ ہیں جنمین تجارت کا گرم بازار ہے سلمان پٹھان کے قبضہ میں یہہ قصبہ ہے جسکا حال
مفصل سابق ریاستوں کے ذکر میں تحریر ہو چکا ہے سطح کل اس ریاست کا ایکسو چالیس میل مربع اور آبادی اس مقام کی قریب اکیس ا
کے ہے نواب کے رہنے کی حویلیان یہان بڑی بڑی عالیشان بنی ہوی ہیں اور اوسکے رشتہ دارون اور حاشیہ نشینوں کے مکانات پختہ
و مصفا بنے ہیں فاصلہ اسکا کلکتہ سے شمال مغرب کے سمت کو ایکہزار اکیسو میل کا شمار ہوتا ہے مالیر کوٹلہ میں رتھہ اور گاڑی عمدہ
بنتی ہیں بندوق یہانکی بنی ہوئی تحفہ مشہور ہے **ملود** سرہند کے علاقہ میں یہہ قصبہ اوس سڑک پر جو فیروز پور تک جاتی ہے ایکسو ایک
میل فیروز پور سے بسمت جنوب مشرق آباد ہے اور سردار بدن سنگہ سردار فتح سنگہ ملودیہ کا بیٹا یہاں کا رئیس و جاگیردار
ہے عمارت قصبہ کی خوشنما و بازار آباد و بارونق ہے **مصطفیٰ آباد** سرہند کے علاقہ میں ایک قصبہ اوس سڑک پر
جو سہارنپور سے لودہیانہ کو آتی ہے سہارنپور سے بتیس میل شمال و جنوب کی طرف آباد ہے اسکے گرد مین شہر پناہ بنی پختہ
بنا ہوا ہے اور ایک قلعہ بہی پختہ تعمیر ہوا ہوا ہے جسکی دیوارین گول برج و دمدمے بہت ہیں شہر کے گہر دونکی بہی عمارت بہی پختہ
اور بیچ بازار ہیں اور قلعہ کے اندر جاگیردار یہان کا رہتا ہے جسکے بزرگ کو یہہ جاگیر سنہ ۱۸۰۳ع
میں سرکار انگریزی سے عطا ہوئی تہی اکیتس سو موضع اس جاگیر میں ہیں آمدنی بہی اکیتس ہزار روپیہ
کی ہے اور رئیس یہانکا گو کہ آمدنی جاگیر کی کہاتا ہے مگر آزاد نہیں ہے گردے کا ملانا اس شہر کا

وکاشت شدہ وسیراب ہے آمیون کے باغات بکثرت ہین پانی اور غلہ بافراط مگر شہر کی بہان کی بہت ناصاف
خاص اوس مقام سے کہ جہان پار کنڈا دریاے گذرتی ہے فاصلہ اسکا کلکتہ سے شمال مغرب کی طرف سو چھپن میل کا ہے
اور سردار تلوک سنگہ اور سردار گورسرن سنگہ بڑے رئیس و جاگیردار اس ریاست کے ہین فقط

رائی کوٹ سرہند مین یہہ قصبہ ایک جاگیردار کی جاگیر مین یا تحت سرکار انگریزی کے آباد ہے آبادی اسکی بتیس میل بائین کنارے دریاے ستلج کے واقع ہے آٹھ ہزار سات سو چار آدمی اسمین بستے ہین اور عمارت قصبہ کی خوشنما اور بازار بارونق ہے اور راے امام بخش رائی کوٹیہ جاگیردار اسمین سکونت پذیر ہے

راجپورہ سرہند کے علاقہ مین ایک قصبہ اوس سڑک پر جو لودہیانہ سے انبالہ کو جاتی ہے تیرہ میل انبالہ سے شمال مغرب کو ہے اس مقام پر شاہان چغتائی کے وقت کا ایک قلعہ پختہ بنا ہوا ہے اور قصبہ مین بہی کثرت عمارات اور کشادہ بازار ہے اور علاقہ اسکا ہموار و زرخیز ہے

سدہان ستلج پار کے علاقہ مین یہہ قصبہ اوس سڑک پر جو لودہیانہ سے فیروزپور کو جاتی ہے لودہیانہ سے تیس میل مغرب کی طرف لودہیانہ کے آباد ہے گرد نواح اسکی ہموار میدان مین واقع ہے اسکی زمین کا کچھ حصہ زراعت شدہ بقدر آدہ میل کے ستلج کے کنارے پر اور باقی بنجر و ریگستان ہے اسکے پاس ایک گھاٹ ہے جو سدہ نام کا گھاٹ کہلاتا ہے اور قصبہ ضلع لودہیانہ سے علاقہ رکھتا ہے

سنگہہ پوری سرہند کے علاقہ مین یہہ قصبہ ایک سکہہ سردار کی جاگیر مین ہے سنہ ۱۸۴۹ء مین اول یہہ علاقہ امر سنگہہ کو سرکار انگریزی سے عطا ہوا جب وہ مر گیا تو اوسکے خاندان مین سے ایک اور کو یہہ جاگیر ملی پہلے نام اس موضع کا فیض اللہ پور تہا جب فیض اللہ پوری شکل کے سکہون کا زور شور ہوا تو اونہون نے نام اسکا بدل کر سنگہہ پوری رکہا تب سے سنگہہ پوری مشہور ہے

سبراؤن یہہ ایک چھوٹی سی آبادی کا قصبہ بائین کنارے دریاے ستلج کے آباد ہے اس مقام پر دسوین ماہ دسمبر ۱۸۴۵ء مین مابین فوج سکہان اور انگریزون کی سخت لڑائی ہوئی اور جانبین بڑی استقلال سے اسمین لڑے اوسوقت سکہون کی فوج اس مقام پر تیس ہزار تہی اور انگریزون کی فوج اونکے نصف سے بہی کم مگر آخرکار سکہہ ہار گئے اور میدان چہوڑ کر بہاگے اوس لڑائی کے بعد انگریزون نے ستلج سے عبور کیا اور مقام متصل قصور کیا

صدر خان کا کوٹ ستلج پار کے علاقہ مین یہہ گانو اوس سڑک پر جو لودہیانہ سے فیروزپور کو جاتی ہے چوالیس میل جنوب کی طرف لودہیانہ کے آباد ہے اور دریاے ستلج کے بائین کنارے سے بفاصلہ سات میل کے آبادی اسکی واقع ہے سطح اسکے علاقہ کا ہموار مگر زراعت کم ہوتی ہے اور بعض مقامات پر ریگستان ہے

شہبارا ستلج پار کے علاقہ مین یہہ قصبہ اس سڑک پر جو لودہیانہ سے فیروزپور کو جاتی ہے اونیس میل مغرب کی طرف لودہیانہ کے ستلج کے بائین کنارہ کے اوپر آباد ہے اسکے پرانے کہنڈرات سے معلوم ہوتا ہے کہ کتنی قدیم

آبا و قصبہ تہا عمارات اسکے پختہ اور چہوٹا سا بازار ہے رنجیت سنگہ نے اسکو مع پاس کے ملک کے فتح کرکر کل علاقہ فتح
الوو والیہ کو بخشدیا تہا مگر سکہون کی لڑائی کے بعد جب پار کا علاقہ آ۔ لوو والیہ نے ریاست کا ضبط کرلیا تو یہہ قصبہ بہی ضبط
آگیا **پھلور** ستلج پار کے علاقہ مین یہہ موضع بائین کنارہ دریاے ستلج کے واقع ہے اہتمام پرور یا قابل ہے بازار اپنے
کے ہی کیونکہ جو نالہ امین ر پاکا کہ لودیانہ سے آتا ہے وہ اہ مقام پر آکر دریا سے شامل ہوجاتا ہے **اپلی** لودیانہ کے
علاقہ مین یہ قصبہ اوس سڑک پر جو سرہند سے تہانیسر کو جاتی ہے سرہند سے اڑتالیس میل شمال مغرب کی سمت کو
آباد ہے یہہ مقام پر ایک چہوٹا سا قلعہ ہے سرزمین اسکی ہموار و زرخیز عمارات اسکی خوشنما ہین فاصلہ اسکا کلکتہ
سے شمال مغرب کی سمت کو ایکہزار چہتیس میل کا ہے **شہر فیروزپور** لودہیانہ سے مغرب کی
طرف لاہور سے جنوب مشرق کے گوشہ مین بفاصلہ چہالیس میل دریاے ستلج یا گہارا کے بائین کنارہ سے آباد ہے
فیروز شاہ تغلق بادشاہ دہلی نے پہلے پہل اس شہر کی بنا رکہی اور قلعہ بنایا وہ قلعہ صرف سو گز لمبا اور چالیس
گز چوڑا تہا جسکے گرد خندق دس فیٹ چوڑی اور دس فیٹ عمیق تہی اور مشرق کی طرف دروازہ اسکی
اندر دہول کوٹ آدہے دیوار تک اونچا تہا شہر کے گرد بہی شہرپناہ پختہ مع خندق تہا شاہان اسلام کے وقت
بہی اکثر یہہ فوج مغلیہ کے ہاتہ سے چند مرتبہ لوٹا گیا مگر شاہان چغتائی کے وقت اسکی آبادی تہی اوج پر تہی
اور شہر کے باہر بہی دور دور تک آبادی اسکی بڑہتی چلی گئی سکہون نے چند مرتبہ لوٹ کر برباد و
ویران کردیا اور صرف شہرپناہ کے اندر اندر کچہہ خفیف سی آبادی رہگئی آخر جب رانی لچہمن کنور رئیسہ یہانکی
مرگئی تو یہہ قصبہ صاحبان انگریز کے قبضہ مین آگیا اوسوقت میجر لارنس صاحب بہادر اسسٹنٹ پولٹیکل
اجنٹ کے اسکی آبادی مین ترقی ہوئی گویا نئے سرے سے شہر آباد ہوا نئے بازار بنائے اور نئی قلعہ بنایا گیا قلعہ کے
بہم نہایت مضبوط دیوارین مستحکم تعمیر ہوئین اور اسمین میگزین رکہا گیا سینکڑون ساہوکار مالدار تجار
سوداگرون نے شہر مین دکانین جاری کین یہان سوداگرون کا مال اب دور دور تک جاتا ہے دریا
کے ذریعہ سے مال سندہ وبہاولپور تک جاتا ہے سواے دریا کے خشکی کے راستہ بہی سوداگرون کی آمد و رفت
ہوتی ہے اور لاہور و امرتسر دہلی پشاور و کابل کو یہان سے مال ہر ایک قسم کا روانہ ہوتا ہے رانی لچہمن کنور کے
مرنے کے بعد رنجیت سنگہ اس شہر کے قبضہ کا دعویدار ہوا مگر قبضہ نہ ملا ۱۸۳۸ء مین لارڈ اکلنڈ صاحب گورنر جنرل
یہان آئے اور رنجیت سنگہ کو لاہور سے ملاقات کیواسطے بلایا اور آپسمین دوستانہ ملاقات ہوئین سرکار
انگریزی نے افغانستان کی مہم کی کل فوج کو یہان جمع کرکر افغانستان کو مامور کیا بعد ازان ۱۸۴۵ء و ۱۸۴۶ء مین
اس شہر کے قریب ہنگامہ آرائی فوج سکہون و انگریزون کی ہوئی اور بعد فتح منارہ کے ایک مکان عالیشان یادگار
اور انگریزون کا یہان بنایا گیا جو سکہون کی لڑائی مین کام آئے اوس شہر مین ہر ایک قسم کے لوگ کچہہ

سے تیئیس میل مغرب کی سمت کو آباد ہے یہاں چھوٹا سا بازار اور چند دوکانیں ہیں اور قصبہ میں بارہ کوئیں ہیں
جو بیس بیس فیٹ تک گہرے ہیں ملک متعلقہ اسکا بھی سیراب آباد و زرخیز ہے ریگستان یہاں بہت کم ہے
ضلع فیروزپور میں ہے گانو دس سڑک پر ہے جو فیروزپور سے لودہیانہ کو جاتی ہے لودہیانہ سے بفاصلہ پچیس میل
کے آباد ہے آبادی اسکی ستلج کے بائیں کنارے ہے اور زراعت شدہ زمین کے اندر واقع ہے فاصلہ
اسکا کلکتہ سے سمت شمال و مغرب ایک ہزار ایک سو چوبیس میل کا شمار ہوتا ہے مدکی یہہ قصبہ ستلج کے پار کے علاقہ
میں ہے ریاست سے بفاصلہ چھبیس میل کے آباد ہے اس مقام پر ١٨ - دسمبر ١٨٤٥ع کو فوج سکھی اور انگریزی میں سخت
لڑائی ہوئی تھی اگرچہ اس لڑائی میں سکھہ یہان توڑ توڑ کر لڑے مگر آخرکار اونکو شکست ہوئی اور سترہ توپیں
مع کل سامان کے چھوڑ کر بھاگ گئے انگریزوں کا نقصان بھی اس میں بہت ہوا اسی اس افسروں تک مارے گئے
اور بہت زخمی ہوئے قصبہ مدوٹ یہہ قصبہ ضلع فیروزپور سے بفاصلہ نو کوس جانب گوشہ جنوب
و جنوب دریاے ستلج کے بائیں کنارہ سے آباد ہے اور ایک نالہ دریاے ستلج کا قلعہ کی دیوار کے نیچے بہتا ہے
زمانہ گذشتہ میں یہاں بھی آبادی تھی مگر پہلے ویران ہوچکی تھی قلعہ بھی یہان عالیشان بنا ہوا تھا وہ بھی
نہیں معلوم کہ کب گر کر بے نشان ہوگیا اور بنیادیں اوسکی بدستور موجود تھیں موجودہ حال کی آبادی سے اول
یہی جگہہ قلعہ مدوٹ مشہور تھا یہہ بات معلوم نہیں ہوئی کہ مدوٹ اسکا کس واسطے نام ہے سمت ١٨٥٩ بکرمی
میں جب نواب قطب الدین خان افغان حاکم قصور نے حکومت خود مختاری حاصل کی تو اوسنے اپنے
ریاست کے حدود بڑہانے کی خاطر دریاے ستلج سے عبور کر کے یہہ جگہہ اپنے تصرف میں کرلیا اور اسی جگہہ
پر اسنے قلعہ کہنہ نشان اور بنیاد سے نیا قلعہ بنوایا اور اسمیں اپنی فوج اور تھانہ قایم کیا اوس روز سے
اس قصبہ کی آبادی کی گئی اور بارہ برس تک روز بروز ترقی ہوئی سلطنت سکھی میں جب نواب کو بعد جنگ وجدل مہاراجہ
رنجیت سنگہہ نے پنجاب سے بیدخل کردیا تو نواب اسی مقام پر آ کے سکونت پذیر ہوا اسکا مفصل ذکر ریاستوں کے حصہ میں
تحریر ہوچکا ہے جب نواب نے خود اسی کا گھر بنایا تو آبادی اسکی ترقی میں آئی چنانچہ اوسوقت
سے ابتک برابر آباد ہے مردم شماری اس قصبہ کی دوہزار پانسو دس اور خانہ شماری چھہ سو سولہ ہے
چوپایہ ہر ایک قسم کا ہوتا ہے شہر کی شکل مربع ہے اور چاروں کونوں پر چار برج ہیں اور شرقی و غربی دو
دروازے ہیں عمارت معمولی ہے تھوڑی خام ملی ہوئی ہے دیوار فصیل بھی موجود ہے قلعہ موجودہ اگرچہ
پہلے اچھا بنا ہوا تھا مگر اب خستہ ہو رہا ہے شمالی دیوار تمام و کمال بسبب طغیانی نالہ دریاے ستلج کے مسمار
ہوگئی ہے اور باقی تینوں دیواریں مرمت طلب ہیں قلعہ کے اندر کے مکانات بھی شکستہ و خستہ ہو رہے ہیں
سواے ایک کوٹھی کے جسمیں نواب صاحب سکونت پذیر ہے وہ البتہ لایق رہنے رؤسا کے ہے فاصلہ اسکا کلکتہ

سے شمال مغرب کی طرف ایکہزار ایکسو اسی میل کا ہے **موضع گڑھی** سیر ایک موضع تعلق ریاست ممدوٹ
کے ضلع فیروزپور سے جنوب کی طرف بفاصلہ آٹھ کوس کے آباد ہے پرانی آبادی اسکی اُجڑ چکی تھی ایکسو اٹھاون برس
کے عرصے سے مسمیان وزیر و درہام زمینداران قوم ڈوگر نے اسکو پھر آباد کیا چونکہ اونکا خاندان ڈوگران گڑھی
مشہور تھا گانوکا نام بھی گڑھی رکھا گیا زمینداران قوم ارائین بھی اسمین بستے ہین سکنائے دیہہ سب آسودہ حال
ہین عمارت تمام موضع کی خام ہے سوائے ایک پرانی مسجد زمانہ سلف کے کہ وہ پختہ بنی ہوئی ہے ایکہزار ایکسو
اسکی مردم شماری ہے اور دوسو اٹھاون گہر ہین **موضع پنجہ** ریاست ممدوٹ کے متعلق یہہ ایک قصبہ
شہر فیروزپور سے بفاصلہ تین کوس کے آباد ہے عرصہ ڈیڑھ سو برس کا ہوا ہے کہ اس گانوکو پرانے کسی
زمانے کی آبادی کے نشان پر مسمی پنجہ قوم ڈوگر نے آباد کیا رئیس ممدوٹ نے یہجگہ ایک قلعہ بھی بنایا اور
رونق بڑہانے کی خاطر سے باغ لگوایا سات سو اٹھاسی اس گانوکی مردم شماری ہے اور ایکسو ستر مکان
ہین **موضع بہنی والہ** یہہ گانو متعلق ریاست ممدوٹ کے فیروزپور مقام ضلع سے بفاصلہ تین کوس
کے گوشہ جنوب و مغرب کی طرف آباد ہے پہلے یہان ایک جہیر یعنی چھوٹی سی جھیل ہوتی تھی اور وہ جہیر کسی بہنی
عورت کا کہودوایا ہوا تھا اسواسطے بہنی والا جہیر کہلاتا تھا عرصہ ایکسو برس کا گذرتا ہے کہ مسمی میر دکہنا
قوم راجپوت بہٹی و مسمیان شاہ دین و شاہ صدرالدین قوم سید ساکنان حجرہ شاہ مقیم نے ملکر اوس جہیر کے پار
یہہ گانو آباد کیا اور رنگپور نام رکہا مگر وہ نام قایم نرہا اور وہی جہیر کے نام سے یہہ موضع بہنی والہ مشہور ہوا سنہ ۱۸۱۱
مین جب پنجاب مین قحط پڑ گیا تو مالکان دیہہ یہانسے اوٹھکر حجرہ کو چلے گئے اور چند سال گانو ویران پڑا رہا پہر
نواب قطب الدین خان قصوریہ نے اس گانوکو آباد کرایا اور زمینداران نواح کو یہان سکونت کرنے کی اجازت
دی اب بھی نواب ممدوح کی اولاد پانچ روپیہ فیصدی حق تعلقہ داری اس گانو سے وصول کرتے ہین برتن
مٹی کے اس گانو مین اچھے بنتے ہین اور رنگدار بھی اچھا بنایا جاتا ہے عمارت اس گانوکی خام ہے مگر پہلے نواب صاحب
کا بنوایا ہوا ایک پختہ قلعہ یہان موجود تھا وہ اب مسمار ہو چکا ہے چہ سو پینتیس اس گانوکی مردم شماری ہے
اور ایکسو سترہ گہر ہین **موضع کہوپا** یہہ گانو شہر فیروزپور کے جنوب کی طرف بفاصلہ تین کوس کے
آباد ہے عرصہ ایکسو برس کا گذرا ہوگا کہ مسمیان گنہار و محمد وغیرہ راجپوتان نے پہلے آبادی ویران شدہ کے
نشان پر یہہ گانو آباد کیا تہا سمت ۱۸۰۲ بکرمی مین اس گانو کے مالکون کی موضع کہوسا کے مالکون کے ساتھ لڑائی
ہوئی چند آدمی مارے گئے اس گانو کے رہنے والے آخر یہان سے بہاولپور کے علاقہ مین چلے گئے اور اس گانو
مین مسمی سہنا قوم شیخ نے باجازت نواب قطب الدین خان کے سکونت کی اور بعد آٹھ سال کے نواب نے اسکو بجرم
اسبابیکہ وہ رہزنی کرتا تھا یہان سے نکالدیا اور پہر محمد وغیرہ مالکان سابق کو طلب کر کر اسمین آباد کیا اور دو ہزار

درمیندار نے لیا کہ اب تک اونہین کی اولاد قابض ہے سات سو ستانوین اسمین آدمی بستے ہین اور اکیسو نوے
خانہ شماری ہے زمیندار یہان کے مالدار مشہور ہین **موضع نگی کی** مقام فیروزپور سے بسمت جنوب بفاصلہ
تین کوس کے یہہ گانو آباد ہے دریاے ستلج اس آبادی کے نزدیک بہتا ہے دو سو پندرہ سال کا عرصہ
ہوا ہے کہ مسمی لنگا قوم ڈوگر نے موضع ماگیان دوگران علاقہ پاک پتن سے آکر یہہ گانو پہلے آبادی ویران
شدہ کے نشان پر آباد کیا اور نام اسکا اپنے نام پر نگی کے رکہا سمت ۱۸۳۹ بکرمی تک برابر آباد رہا پہر سبب
قحط سالی کے ویران ہوگیا بعد ازان جب اسمقام پر سرداران مجرہ کی حکومت ہوئی تو انکی اجازت سے
دوبارہ اس گانو کو مسمیان منصور و گولو و مالی و نگہا و قطبا و ڈوگران نے آباد کیا مگر وہ آبادی چہہ سات
برس کے بعد دریا برد ہوگئی سمت ۱۹۰۰ مین پہر اونہین مالکون نے موجودہ حال آبادی کرلی ہے تین سو چھبیس
آدمی یہان بستے ہین اور اٹہاسی خانہ شماری ہے **موضع امیر** جنوب کی سمت شہر فیروزپور کے بفاصلہ
پچیس کوس کے یہہ گانو آباد ہے پہلی امیر قوم بودلہ نے پہلے یہان آکر آباد کیا اور اپنے نام پر اسکا نام بہی امیر رکہا
چند سال بعد وہ یہان سے چلا گیا پہر سمت ۱۹۱۶ بکرمی مین جمشیر و جیوا ارائیون نے اسمین سکونت اختیار کی تب سے
اونہین کے اولاد قابض و متصرف چلی آتی ہے عمارت اسکی خام ہے اور ایک قلعہ خام نواب جمال الدین خان
قصور والے نے یہان بنوایا اور بام لگوایا تہا وہ اب مسمار ہوچکا ہے پانسو اڑتالیس اسکی مردم شماری اور
چوراسی خانہ شماری ہے **موضع خیر بگی** یہہ گانو مقام فیروزپور سے بفاصلہ پچیس کوس کے بسمت
غرب جنوب آباد ہے جو ٹہر وغیرہ زمینداران قوم ڈوگر نے عرصہ نوے برس کے آباد کیا چونکہ اونکے
بزرگ کا نام خیرا تہا اوسکے نام پر اسکا نام بہی خیر بگی رکہا پہر عرصہ پچاس برس کے زمیندار اس گانو کے
بسبب ظلم و تعدی نواب جمال الدین خان کے یہان سے اوٹھکر موضع روڑانوالہ مین جا رہے اونکے
جانے کے بعد نواب نے مسمی امیر چند کہتری کو مالکیت اس گانو کی بخشدی چند سال وہ قابض رہا اور چہہ سات
برس کے بعد نواب نے پہر اصلی مالکان کو بلاکر دوبارہ اسمین آباد کیا جو اب تک قابض ہین تین سو چہہتر
اسکی مردم شماری اور چہتر تعداد مکانات کی ہے **موضع لکہو کے براہیم** یہہ گانو فیروزپور سے
بطرف جنوب بفاصلہ آٹہہ کوس کے آباد ہے عرصہ اکیسو برس کا ہوا ہوگا کہ مسمیان صالح و سلیمان و حسن
قوم جگرانی نے موضع الفو سے اٹہہ کر یہہ گانو آباد کیا اور آبادی اسکی پہلے اجڑی ہوئی آبادی کے مقام پر
قایم کی اور نام اوسکا اپنے بزرگ ابراہیم کے نام پر لکہو کی ابراہیم رکہا مولوی بارک اللہ جو وہانکی
مسجد کا مولوی صاحب فضل و علم ہے اس گانو مین رہتا ہے اوسکے رونق اس گانو کی اچہی ہے اوسکا بیٹا
حافظ محمد اپنے باپ کا جانشین ہے اوسنے پنجابی زبان مین بہت سی کتابین تفسیر وغیرہ تصنیف کی ہین

تالاب مشہور کالونی والہ موجود تھا اسواسطے اسگانو کا نام بہی کالونی مشہور ہوگیا دو سو چھبیس اس گانو کے
گہر اور ایکہزار تین سو گیارہ مردم شماری ہے **موضع ملن** یہہ گانو قصبہ مکتسر سے بفاصلہ بارہ کوس
جانب شرق آباد ہے بانی اسکے سمیان ملن دنا بادہو سیاجاٹ تہے اور ملن جو سب سے بڑا تہا اسکے نام پر گانو
کا نام رکہا گیا زمینداری اب بہی اس گانو مین بانیان کی اولاد کی ہے اور گانو سمیان بہول سنگہ و تلوک سنگہ
سوڈہیان کی جاگیر مین تا حین حیات ہے تین سو چہیاسٹہہ اسکے گہر اور ایکہزار پانسو اٹہائیس مردم شماری
ہے اور عمارت گانو کی تمام صرف چار مکان پختہ ہین **حجی پاکہی** ستلج کے پار کے علاقہ مین یہہ قصبہ ستلج
کے بائین کنارے سے بفاصلہ سات میل اوس سڑک پر جو فیروزپور سے ممدوٹ کو جاتی ہے پانچ میل فیروزپور
سے جنوب مغرب کو آباد ہے پہلے یہہ قصبہ مہاراجہ رنجیت سنگہ کے قبضہ مین تہا اب انگریزی سلطنت کے شامل
ہے فاصلہ اسکا شمال مغرب کی سمت کو کلکتہ سے براہ دہلی و فرید کوٹ ایکہزار ایکسو گیارہ میل کا ہے فقط
شیر خان والہ ستلج پار کے ملک مین یہہ قصبہ اوس سڑک پر جو لودہیانہ سے فیروزپور کو جاتی
ہے نو میل شرق کی طرف فیروزپور کے واقع ہے اسمین چہوٹا سا بازار اور چند دکانین ہین اور غلہ کی فراط
ہے زراعتون کو ایسے کنوؤن سے جو تیس فٹ تک گہرے ہین پانی دیا جاتا ہے گرد کا ملک اسکا نہایت اچہا اور جنگل بہی ہے

پانچوین تقسیم ستلج پار سے جمنا تک کے کوہستانی ملک اور وہان کے شہرون و قصبون و ریاستون و قلعون و گہاٹیون و دررون و دریاؤن و جہیلون و گانون کے ذکر مین ۔

کوہ ہمالہ ایک بڑا مجموعہ پہاڑون کا بقاعدہ ٹہرے خط کے طریق پر کوہ ہندوکش سے جہان دریاے سندہ
بہتا ہے شروع ہوتا ہے اور تمام ہند کے شمالی سمت کو پہیلتا ہوا دریاے برہم پوتر تک چلا جاتا ہے اسمین
بڑے بڑے دریا و قلعہ و کانین و ریاستین و شہر و قصبے و گہاٹیان واقع ہین اور چہوٹے ندیون و نالون اور
چشمون و جہیلون کا کچہہ شمار نہین ہے پہلا بڑا دریا شرقی حصہ ہند مین برہم پوتر اس پہاڑ سے نکلکر بہتا ہے
بتیار اور دریا اسکے مددگار ہین دوسرا دریا گنگا ہے اسکی مددگار دریاے جمنا و گہاگرہ و گنڈک و کوسی
و بتستا پانچ دریا ہین تیسرا دریا سندہ ہندوستان کے غربی سرحد مین جاری ہین اسمین دریاے جہلم و چناب
و راوی و بیاس و ستلج جو چوتہا شہر ہے دریا پہاڑ سے نکلکر شامل ہوتے ہین بلندی اس پہاڑ کی قطارون کی کہیں کم
اٹہارہ ہزار فیٹ یا بیس ہزار ہے مگر یہہ بلندیان درجہ بدرجہ اس پہاڑ کی انجام کی طرف کم ہوتی جاتی ہین
اور دنیا کے تمام پہاڑون سے اسکی بلندیان زیادہ تر بلند ہین اور ناہمواری اسمین بہت ہے اس پہاڑ کی

اندر سے جسقدر راستے وشہر کہین نکلتی ہین اونکو درہ بولتے ہین اور یہہ درہ سواے تہوڑے سے ہر دو ان
کے سترہ یا اٹہارہ ہزار فیٹ کی بلندی رکہتے ہین اگر مفصل حال ہر ایک قسم کا لکہا جاوے تو طوالت ہوتی ہے اس
واسطے مختصر حال اوس حصہ کا جو دریاے ستلج کے بائین کنارے سے جمنا کے دہنے کنارے تک
واقع ہے اس تقسیم مین درج ہوتا ہے اور ستلج کے دہنے کنارے سے لداخ وتبت وکشمیر وکوہ کابل وکوہ
سلیمان تک علیحدہ حال دوسرے حصہ مین اس کتاب کے تحریر ہوگا انشا اللہ تعالی یہہ ملک پہلے راجپوت راجون
با اختیار کے قبضہ مین تہا کسیکی یہہ زیر حکم ومطیع نہ تہے عمل دخل سرکار انگریزی کا اس علاقہ مین اسطرح پر ہوا
کہ جس زمانہ مین راجہ نیپال نے فوج اپنے کی گورکہہ پلٹنین بسپہ سالاری امرسنگہ تہاپہ پہاڑی ملک کی فتح کیواسطے
مامور کی تو تمام پہاڑی علاقہ پر قبضہ کرتے ہوے کانگڑہ تک جا پہونچا اور راجہ سنسار چند مدت تک کانگڑہ
کے قلعہ مین محصور رہکر بہت تنگ آیا تو اوسنے مہاراجہ رنجیت سنگہ کو لاہور سے اپنی مدد کے واسطے
بلایا جب وہ آیا تو اوسنے کل گورکہہ فوج کو ستلج پار اوتار دیا اوسوقت ستلج پار کے بعض راجون نے
جو گورکہون کے ہاتہ سے بہت تنگ اور اپنی ریاست سے بیدخل ہوچکے تہے صاحبان انگریزی کی
خدمت مین مستدعی امداد کے ہوئے تو سرکار کمپنی کے حکم سے جنرل اوکٹرلونی صاحب معہ فوج دریا موج
اسملک مین آے اور ۱۸۱۴ع مین وقت شروع ہونے ہنگامہ کے ایک اشتہار کل راجون اور رئیسون کے
نام بمضمون جاری فرمایا کہ تم سب راجون رئیسون مین سے جو شخص ہماری مدد کو آوے اور اطاعت
اوٹہاویگا وہ بعد فتح بدستور اپنی ریاست پر قبضہ پاویگا اور آیندہ ہمیشہ کے واسطے سرکار انگریزی
بوقت حملہ کسی دشمن کے اوسکی امداد و مددگار رہیگی پس کل رئیسون مین سے بعض توفی الفور بلا تامل
حاضر ہوگئے اور بعض گورکہون کے خوف کے مارے غیر حاضر رہے اور بعض اس بات مین متامل ومتوقف
رہے اور چاہا کہ کسطرح فریقین سے بچی رہے اور بعض نے سرکار کی قول پر اعتماد نکیا اور ڈرے کہ شاید
کہ ایک ظالم کے ہاتہ سے چہوٹ کر دوسرے زبردست کے پنجہ مین گرفتار آئین آخر جب انگریزون کا
لشکر گورکہون پر فتحیاب ہوا تو سبکے دل سے وہم اور وسواس دور ہوگئے اور کل رئیسون نے بالاتفاق
اطاعت منظور کی اور امان پائی اوسوقت ایک حصہ گڈوال کی ریاست کا اوس گوہ کے راجہ کو جو بہاگ
گیا ہوا تہا دیکر باقی علاقہ اوسکا مشرقی ضلع کے ساتہہ شامل ہوا اور یہہ ملک درہ دون ریاست متعلقہ دراکہنڈا
کہ ستمول کے مقام سے معہ ڈیرہ دون کے پرگنہ رانی گڈہ وسباتو وسوا در پرگنہ سندوکیہ جہان انگریزی
فوج کی چہاونی قرار پائی تہی انگریزون نے اپنے پاس رکہلی اور ریاست ہندور کا کل علاقہ بعوض پرگنہ
مالون کی انگریزون نے راجہ نالہ گڈہ یا ہنڈور کو دیدیا ریاست کہیاٹ کا علاقہ ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا بعوض

کچھہ حصہ ملک کا تو بانذرانہ پٹیالہ کے راجہ کو ملا اور باقی کا ملک اوس ریاست کا انگریزون نے اپنی پاس
رکھا کیونکہ حقیقی وارث اوسکا کوئی نہین رہا تھا اور جو ایک شخص منجملہ رشتہ داران راجہ بگہاٹ کے
دعویدار ریاست کا ہوا تو اوسکو سنہ ۱۸۴۹ء مین یہہ حکم ملا کہ اسمین تمہارا کچھہ حق نہین ہے اور آیندہ جسکو سرکار کچھہ
علاقہ دیوے گی تو نئے سند کے ذریعہ سے دیگی بلکہ کل رئیسون کے واسطے یہہ عام حکم ہو گیا کہ آیندہ سوا نے
وارثان حقیقی کے کسی رشتہ دار کے حق پر کچھہ لحاظ نہوگا اور جو رئیس لاولد مرجائیگا ریاست اوسکی سرکار مین
ضبط ہوگی اور کیونتھل کی ریاست مین سے بھی کچھہ ملک راجہ پٹیالہ کو نذرانہ لیکر دیا گیا اور باقی معافیہ
ہو واگذار ہوا اور رائین گڈہ کا علاقہ کیونتھل کے راجہ کو دیکر کوہ شملہ کا علاقہ اوس سے لے لیا گیا اور
ریاست کوٹہکائی مدت کے بعد بسبب موجود ہونے کسی دعویدار کے شامل سلطنت انگریزی کے ہوئی
اور ریاست اوتہراک کی جسکو تہراک بھی کہتے ہین دس برس تک واگذار رہی بعد ازان جب رئیس وہانکا
لاولد مرگیا تو بسبب عدم موجودگی کسی وارث حقیقی کے سرکار مین ضبط ہوئی اور بعد ضبطی جبل کی ریاست کے
شامل کر دی گئی اب اسوقت جو ریاستین موجود ہین اونکے نام یہہ ہین ریاست بہاگل بیجا بھجی بالسن
بسہر یا بوشہر دھامی دھور کائی گڈہ داال منڈہ ورنا گڈہ جبل کیونتھل کناہین کنی ہار کوٹ ہار
کہلور یا بلاسپور یعنی ہنڈور منگل مہلوگ سرمور نامن کل سطح ان ریاستون کا دس ہزار چون میل مربع
اور کل آبادی پانچ لاکہہ اکتیس ہزار بیس آدمی کی ہے شملہ یہہ ایک انگریزی آرامگاہ کوہ
ہمالہ کے نچلے یا جنوبی حصہ مین ستلج اور دریاے گری کے درمیان لاہور سے ڈیڑہ سو میل جنوب مشرق
کے سمت کو اوس سڑک پر جو سباتو سے کوٹ گڈہ کو جاتی ہے سباتو سے شمال مشرق کو بارہ میل واقع ہے
یہہ آبادی انبالہ کی کمشنری کے متعلق ہے اور انبالہ سے پینتالیس میل کے فاصلہ پر پہاڑ کی چڑہائی شروع ہوتی
ہے اور کالکا سے شملہ تک برابر سڑک بنی ہوئی ہے بارکین و مکانات جو صاحبان انگریز نے یہان اپنے
آرام کے واسطے بنوائی ہوئی ہین وہ ایک پہاڑ کے تنگ قطار کے اندر واقع ہین اور بیقاعدہ اسواسطے
ہین کہ جس مقام پر کسیکو کچھہ ہموار زمین مل گئی وہان ہی اوسنے بارک بنوالی ہین سواے اونکی چند مکانات
شملہ کے پہاڑ کے شمال [illegible] پہاڑ کی بنیاد مین بھی آباد ہین اس پہاڑ کے مشرقی انجام کو کوہ شملہ بولتی ہین
مغرب کی طرف اوسکے بازار چہاؤنی کا آباد ہے اس پہاڑ کا جو حصہ جسکو کے پہاڑ کی سمت کو ہی وہ جنگل سے
بھرا ہوا ہے وہان لکڑی بہت تہی مگر اس چہاونی کے مکانات کے بننے مین بہت خرچ ہو چکی ہے اخیر
پہاڑ کے مغرب کی طرف کے انجام کی طرف ایک اور پہاڑ ہے جو جسکو کے پہاڑ سے پست ہے بخلاف کوہ شملہ
کے کہ وہ چار سو فیٹ اوس سے اونچا ہے کوہ شملہ کے جنوب کے سمت کو سیاہ وڈ بلوین و گہری کہائی ہے جنگل

کہتے ہین کہ یہہ متصل کا پہاڑ ہے وہ چیڑ کے درختون سے بہرا ہوا ہے اوسکے پرے جنوب مغرب کی طرف کو
سیاڑو کے پہاڑ نظر آتے ہین اور زیادہ تر آگے بڑہین تو ہندوستان کے میدان دکہائی دیتے ہین جنکی درمیان
دریاے ستلج لہراتا اور چکر کہاتا ہوا معلوم ہوتا ہے شمال کی طرف شملہ کی سیدہ در سیدہ قطارین پہاڑون کی
ایک دوسرے کے اوپر برفون سے ڈہکی ہوئی نظر آتی ہین صاف موسم مین یہہ چوٹیان پہاڑون کی
جو اصل مین انہین ساٹہہ ساٹہہ ستر ستر کوس کے فاصلہ پر ہین ایسی معلوم ہوتی ہین کہ گویا نہہ آٹہہ آٹہہ
میل کے فاصلہ پر ہین اور برف کے سبب تمام میدان اونکے سفید و شفاف چمکتے ہوئے دکہائی دیتے ہین
جب شملہ کے پہاڑ کی اخیر بلندی پر پہونچین تو آب و ہوا وہان کی سخت و ناگوار معلوم ہوتی ہے اور برفانی
پہاڑ بہت بلند جو ملے آسمان ہین دہوپ کے سبب چمکتے ہین اور کالے کالے بعض پہاڑ اور انہین ندیان
بہتی ہوئی عجب سیر دکہلاتے ہین اون پہاڑون مین سے بعض تو خشک اور بعض سرسبز ہین اور سرسبز
پہاڑ مین درخت سرو و زیتون و چیڑ وغیرہ کثرت سے ہین آلو و مٹر وغیرہ ترکاریان بہی بہت ہوتی ہین
اور طرح طرح کی رنگارنگ قدرتی پہول عجب بہار دکہاتے ہین ہرن جنگلی اور عام ہرن سینکڑون قسم کے جنگلی
بکریان اور اوڑنے والے کلہریان ریچہ و لنگور شیر چیتے ریچہ چرخ لوبڑ وغیرہ جانور وہان بیحساب بیشمار
ہین اگرچہ میوہ بہی وہان طرح طرح کے پیدا ہوتے ہین مگر آلو وہان کثرت سے پیدا ہوتا ہے آب و ہوا اس
پہاڑ کی اگرچہ سرد ہے مگر طبیعتون کے برخلاف نہین ہے سردی کا موسم یہان سخت ہوتا ہے برف بہی گرتی ہے
دولتمند لوگون نے یہان کوٹہیان بیشمار بنائی ہوئی ہین جو کرایہ پر دیتے ہین اسکے بازار مین ہر ایک طرح کی
چیز میسر ہوسکتی ہے آبادی یہان کی ہموار سطح نہین ہے نیچے اوپر مکانات بنے ہین جس سال کہ نواب گورنر جنرل
بہادر کشور ہند و کمانڈر انچیف صاحب سپہ سالار یہان آجاتی ہین تو بڑی رونق ہوجاتی ہے اور سوداگرون
کو بہی نفع ملتا ہے — پہلے پہل ۱۸۱۹ مین لفٹنٹ روس صاحب انگریز نے گرمی مین یہان رہنا اختیار کیا اور
ایک کوٹہی خام عمارت کی چپر چہپر ڈالا گیا تہا جو ہوائی پہر ۱۸۲۲ مین یہان پختہ عمارت کی کوٹہی کپتان کنیڈی صاحب
نے تعمیر کی اوس روز سے برابر آبادی ہوتی چلی جاتی ہے اور ہر سال آبادی مین ترقی ہے
صاحبان انگریز نے انہین چندہ سے کرکے سولہ ہزار روپیہ جمع کیا اور پانسو ہزار روپیہ سرکار سے لیکر پہاڑ
ایک عالیشان گرجا بنایا ضلع شملہ مین کچہہ تو ملک مہاراجہ پٹیالہ والہ اور کچہہ کیونتہل کے راجہ سے لیکر بنایا
گیا ہے اور ان علاقون کے عوض مین اونکو اور علاقہ جات سرکار سے عطا ہوئی کل آبادی اس ضلع
کی چہتیس ہزار آٹہہ سو اٹہاون ہے اور بلندی اسکے مقامات کی مختلف ہے مگر خاص کوہ شملہ سات ہزار
آٹہہ سو چہپن فٹ سمندر کی سطح سے اونچا ہے اور فاصلہ اسکا کلکتہ سے شمال مغرب کو ایک ہزار

ستانوین میل کا براہ کرنال وسباٹو کے شمار مین آتا ہے اس ضلع مین شملہ وسباٹو ڈگشائی کسولی ہنا سبڑے
مقام ہین کوہ سباٹو وکسولی اور ڈگشائی مین گورہ فوج رہتی ہے کہ آب وہوا وہانکی اونکو آرام وتندرستی
بخشتی ہے خاص کچہری صاحب ضلع کی شملہ مین ہوتی ہے اور چار تحصیلدار بمقام کوٹ کہائی وشملہ وبہروکی
وبگہاٹ علیحدہ علیحدہ پرگنون مین تحصیل کا کام کرتے ہین مفسدہ دہلی کے وقت شملہ مین جناب
کمانڈر انچیف صاحب بہادر تشریف رکہتے تہے اور پہلی اور دوسری پلٹن فیوزلیر صاحبان اور گورکہیہ پلٹن
جسکو نصیری پلٹن کہتے تہے بمقام جتوگ رہتی تہی اور ایک گارد گورکہیہ پلٹن کا کسولی مین مامور تہا دہلی
کے مفسدہ سے چندروز پہلے ان پلٹن والون کو خبر ملی کہ سرکار کا یہہ منشا ہے کہ چربی کے کارتوس دیکر
انکا دین بدل دین یہہ بات سنکر وہ افسرون کی خدمت مین مستدعی ہوے کہ وہ کارتوس اونکو دکہلائے جاوین
مگر یہہ درخواست اونکی نامنظور ہوئی اسلئے وہ بہڑک اوٹہے اور سکہیہ زمین کے محافظون کو بعزت کرکے انکا [illegible]
اور بڑا شور وغوغا کیا اور کسولی کے مقام سپاہیون نے جو قریب اسی سپاہی کی تہی بڑی رقم خزانہ کی کسولی سے
لیکر خلاف حکم سرکار کے کوچ کرآئی اور جتوگ کے مقام پر آکر اپنی پلٹن کے شامل ہوگئی اوسوقت پاکٹ صاحب
اوس پلٹن کے کپتان افسر نے اونکو فہمایش کی اور فساد کرنے سے منع کیا علاوہ اسکے کپتان برگ صاحب
سٹرک کے سپرنٹنڈنٹ نے اونکو بہت سمجہایا آخر کار پلٹن کے سپاہی فساد سے باز آئے اور درخواست کی
کہ جو دو آدمی آغاز مفسدہ مین ہماری پلٹن سے برخاست ہوئے ہین وہ بحال ہوجاوین اور بقایا ہماری
تنخواہ کا ملجاوے اور گناہ ہمارا بخشا جاوے چنانچہ یہہ درخواستین اونکی منظور ہوئین مگر وہ گارد کسولی
سے خزانہ لیکر آئے تہے اور خزانہ مین بہی اونہون نے دست اندازی کی تہی اونکا قصور معاف نہوا اسی پلٹن
کے مفسدہ کے وقت شملہ مین سخت گہبراہٹ وتزلزل پیدا ہوا اور کل انگریز شملہ کو چہوڑکر بہاگ گئے اور پہاڑون
مین جاکر چہپ گئے اور بعض راجون اور رئیسون کے پاس جاکر پناہ گزین ہوئے اور رئیسون نے بڑی خاطرداری اور
مہمان نوازیان کین اور بہت سے ڈگشائی وسباٹو کے مقام پر پہونچ گئے جب گورکہیہ پلٹن مطیع ہوگئی تو سب
صاحب اپنی اپنی جگہہ آکر آرام پذیر ہوے وہ خزانہ گورکہیہ پلٹن کے لیکر پولیس کے سپاہیون کے سپرد ہوا اور جو سپاہی
حصہ لئے ہوئے خزانہ کا بہی دستیاب ہوگیا بعض ہندوستانی افسر جو اوس پلٹن مین تہے اور اونہین کی
شرارت سے یہہ فساد گورکہیون نے کیا تہا اونمین سے بہتون نے تو خودکشی کی اور بعض سزایاب ہوئے
اوسوقت پہاڑی راجے وسرداران جاگیرداران کی سرکار سے خیرخواہی وفاداری ظاہر ہوئی اور جو
حسنہ زخلل ظاہر ہوا وہ ہندوستانیون کے سبب ہوا تہا کوہ کسولی یہہ ایک انگریزی علاقہ اور فوج
رہنے کا مقام [illegible] شملہ [illegible] سے چودہ میل

فاصلہ پر واقع ہے اور یہہ ٹیلہ پہاڑ کا پانچ میل دور مین ہے اور بلندی اسکی سات ہزار فیٹ کی ہے اوپر کا حصہ
اسکا ہموار زمین ہے کوئی بلند اور اونچا ٹیلہ نہین ہے میدان ہے جب اسپر چڑھتے ہین تو باعث سیدہی
راہون اور رفاہ دن کے چڑھنے مین مشکل ہوتی ہے اور جو سڑک کہ کوہ شملہ سے چلتی ہے وہ اس پہاڑ کے
ڈہلوان سے گذرتی ہے شمالی طرف اس پہاڑ کے کم ڈہلوان ہے اور ڈہلوان اسکا دریاے گنبر کے مقام تک
جاتا ہے کسولی کا مقام اگر سڑک سیدہی ہو تو اسکے اور شملہ کے درمیان بیس میل کا فاصلہ ہے اور بلندی
دونو پہاڑون کی برابر ہے مٹی اس پہاڑ کی ہلکی اور پولی ہے لکڑی چیڑ و شہتوت وغیرہ کی اس پہاڑ مین
بہت ہوتی ہے مگر نباتات کی قسمین کم ہین اور بسبب پولی ہونے زمین کے بارش کا پانی اسمین جذب ہو جاتا ہے
اور ہوا خوش و موافق ہو جاتی ہے پانی اس پہاڑ مین کم ہے اور جو قدرتی چشمے جاری ہین سو میدان سے
دور پہاڑ کی ڈہلوان مین ہین اور سطح اوپر کی زمین کا ایسا ہی کہ وہان تالاب بھی بن نہین سکتا اور نہ کنوان
کہد سکتا ہے اسواسطے بیلون اور قاطرون پر پانی لاد کر سوا میل نیچے سے اوپر لیجاتے ہین کاشتکاری بہی
اون گہاٹیون کے جہان پانی مل سکتا ہے اور کہین نہین ہوتی اور کاشتکاری کی زمینین درجہ بدرجہ ایکدوسرے
سے اور دوسرے تیسرے سے نیچے اوپر ہین اور زراعتین پیداوار شالی و گیہون و چنے و ماش و ادرک
و تاراسیرا و ہلدی و آلو و پیاز وغیرہ کی بکثرت ہوتی ہے اور سال بہر مین دو فصل بوئے جاتے ہین اس
پہاڑ کے اوپر چڑہ کر جنوب مغرب کیطرف دیکہین تو دور دور تک نظر پہنچتی ہے اور ہند کے میدان اور
دریاے ستلج کی سیر خوب نظر آتی ہے دوسری طرف اسکے جمنا دریا بہتا ہوا بڑی شان سے نظر آتا ہے اور
دہنی طرف سے ایک مجموعہ مختلف پہاڑون سو برج گڈہ و بلاسپور وغیرہ بلند دکہائی دیتا ہے اور کوہ ڈاتو
و نولہ کی بہی اسمقام سے بڑی بہار و سیر معلوم ہوتی ہے شمال مشرق کیطرف اسکو کوہ بگہاٹ وغیرہ سیر دکہاتی ہین اور شرق کیطرف
اسکی اگر دیکہین تو برف نظر نہین آتی مگر ایک چھوٹا سا پہاڑ نیچا اونچا دکہائی دیتا ہے جسکے اندر اچھے اچھے سرسبز و
سیراب میدان واقع ہین جنوب کی سمت کو جہان تک کہ نظر کام کرے ہند کے میدانون کی سیر ہے غرض
یہہ پہاڑ ہر طرح عشرتگاہ و عیش کا مقام ہے صرف کم آبی کی تکلیف ہی بارکین فوج کے رہنے اور افسرون کی
رہائش کے مقام یہان معقول بنے ہوئے ہین اور ایک گرجا گہر بہی تعمیر ہوا ہوا ہے فاصلہ اسکا شمال مغرب
کی سمت کو کلکتہ سے ایکہزار او نہتر میل کا ہے اس پہاڑ کا علاقہ شملہ کے ضلع کے تحت تحویل اسسٹنٹ صاحب
شملہ کے یہان کام کرتا ہے سباتو یہہ ایک قلعہ اور چہاونی اور پرگنہ ماتحت شملہ کے ضلع کے ہے
پہلے اسکا کل علاقہ کیونتہل کے راجہ کے ماتحت تہا سرکار انگریزی نے فیصلہ طے کرنے لڑائی گورکہون
سنہ ۱۸۱۵ء مین اپنے پاس رکھ لیا اور راجہ کیونتہل کو اسکے عوض مین اور علاقہ دیدیا تہا اس علاقہ کے

مغرب کو گوٹھار ہے اور تمام طرفون پر کوہ بردی اور کل علاقہ ایک قسم کی پہاڑی میدان کے اندر ہے
جو پہاڑ اسکے نواح مین ہین اونکی بلندیان ایکہزار چھ سو سے لیکر آٹھ ہزار فیٹ تک سمندر کی سطح سے اونچی
ہین جنوب کی سمت کو یہہ علاقہ کہلا ہوا ہے قلعہ اسکا ایکہزار ایکسو فیٹ بلند دریا کے کنارہ سے دریاے گنبر کے
ہے جسکی عمارت پختہ و مستحکم بنی ہوئی ہے گرد کا ملک اسکا خوب آباد ہے بلکہ آبادی اسکی دن بدن بڑہتی
جاتی ہے کیونکہ پہاڑی ریاستون کے لوگ جو اسکے پاس پاس بستے ہین یہان آکر رہتے ہین اور محنت مزدوری
اونکو بکثرت ملجاتی ہے علاوہ اسکے بسبب بسنے فوج انگریزی کے ہر ایک چیز یہان میسر ہو سکتی ہے اور ہر ایک
قسم کا آدمی اہل ہنر و پیشہ وحرفہ مل سکتا ہے کاشتکاری بھی یہان بڑی محنت و عقل کے ساتھہ ڈہلوین قطارون
کے اوپر ایک دوسرے سے نیچے اوپر ہوتی ہے اور جو ہموار زمین دریا کے کنارہ پر ہے اوسمین دہان
بوئی جاتے ہین چانول یہان کے بڑے افضل و باریک خوشبودار ہوتے ہین سوا انکے چانولون کے اور طرح کی
جنسین گندم جو مکی کئی قسم کی ادرک زردچی افیون تماکو تیل مرچ بنگ وغیرہ نباتات اور میون سے
اڑو آلوچہ امرود ناشپاتی سیب کئی قسم کی ناشپاتیان رس بہری خربوزہ وغیرہ بکثرت پیدا ہوتے ہین بلند زمین پہاڑ
صاف و بنجر پڑی ہین درخت بالکل وہان نہین ہوتا سوا اسکے شمالی حصہ کی گہاٹیون کے جنمین درخت وغیرہ
کی کثرت ہے مین آب و ہوا یہان کی نہایت صحت بخش گرمی یہان سخت نہین ہوتی گرمیون مین مقیاس الموسم
پچہاسی درجہ پر رہتا ہے بارش کثرت سے ہوتی ہے سردیون مین بہت کم برف پڑتی ہے اسقدر کہ پانی
کے اوپر کسیقدر جماو اوسکا ہو جاتا ہے جو پانچ یا چار انچ سے زیادہ موٹی نہین ہوتی اور بہت دیر تک
اوسکو قیام ہوتا ہے پانی یہان چاہ و نیون کے واسطے ہر ایک موسم مین کافی ملتا ہے البتہ خشکسالی ہو تو
پانی اون چشمون سے لایا جاتا ہے جو پونے میل پر جاری ہین پرانا قلعہ یہانکا اب جیلخانہ بنایا گیا ہے جسمین
چہاونی اور شملہ کے ضلع کے قیدی رہتے ہین اسکے قلعہ کا فاصلہ کالکہ سے شمال مغرب کی طرف [illegible] میل
کا ہے بلندی اسکی سمندر کی سطح سے چار ہزار پانسو فیٹ ہے ٹہیوگ ضلع شملہ مین یہہ ایک چھوٹی
سی آبادی اور قلعہ اوس سڑک پر جو شملہ سے کوٹگڑہ کو جاتی ہے شملہ سے شرق کیطرف چودہ میل کے
فاصلہ پر واقع ہے گورکہون کے قبضہ سے پہلے یہہ مقام ایک چہوٹی ریاست کا دار الریاست ماتحت کیونتہل
کی ریاست کے تہا اور آبادی اسکی چار ہزار چار سو چالیس آدمی شمار مین آتی تہی بعد ازان جب گورکہون
نے قبضہ پایا تو اونہون نے اپنی فوج کی چہاونی یہان مقرر کی مین بعد جب انگریزون نے کل پہاڑ کے ملک پر
قبضہ پایا تو یہہ علاقہ خاص انگریزی حصہ مین آیا بلندی اسکی سمندر کی سطح سے آٹھہ ہزار اٹھارہ فیٹ
کی ہے کوٹہکائی یہہ علاقہ ماتحت ضلع شملہ کے دریاے ستلج اور ٹونس کے درمیان ہے پرگنہ اسکا علاقہ

اور تحصیلدار ریاست صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر شملہ کے یہان تحصیل کا کام دیتا ہے اسکے شمال کو علاقہ ریاست
بوشہر و انگریزی علاقہ سندوکہ شرق مین بوشہر و ترو کہہ جنوب مین نیپڈر غرب مین بلسن و کمارسین ہے یہہ
علاقہ شمال سے جنوب کو بارہ میل اور شرق سے غرب کو چھ میل شرقی حصہ مین اسکے ایک بڑی گھاٹی پہاڑ کی
اونچی ہے اور گھاٹی پر سے ایک راہ بہتی ہوئی وانگ پا ہوتی ہے جہان وارتو کا علاقہ شمال پر اور چڑ کا علاقہ
جنوب پر واقع ہے مغرب کی طرف اوس قطعہ کے دریاے گری اور اوسکی اور مددگار ندیان جاری
ہین شرق کی طرف اسکے بہت سی ندیان جو دریاے ستلج مین پڑتی ہین مثل پابر و تونس وغیرہ جاری
ہین اس پہاڑ سے پتھر سفید و سرخ رنگ کا اکثر نکلتا ہے اور چونکہ اسی پہاڑ کے اندر سے دریاے
گری نکلکر بہتا ہے اور پانی اوسکا پتھرون سے ٹکراتا ہوا بہت شور کرتا ہے اوسکے دیکھنے سے ایک عجب طرح کی
سیر نظر آتی ہے اور خاص مقام کوٹکھائی دریاے گری کے کنارے کی اوپر پہلے ایک رانا کی ریاست گاہ تھا
جسکو صاحبان انگریز نے گورکھون کے فتح کے بعد یہہ ریاست عطا فرمائی تھی مگر اوس راناکے ظلم اور تعدی
کے سبب رعایا نے سخت ناراض ہوکر سرکار انگریزی کے حضور مین دادخواہی کی اس سبب سے سنہ ۲۱ مین یہہ
ریاست ضبط ہوکر سرکاری قبضہ مین آگئی اور ایکہزار تین سو روپیہ سالانہ گذارہ رانا کا مقرر ہوا اور
سات سو روپیہ سالانہ ایک اور اوسکے رشتہ دار کے واسطے قرار پایا اور بعد مرنے ان دونو شخصونکے
تین ہزار پانچ سو پچاس روپیہ سالانہ داخل خزانہ سرکار ہوا یہہ قصبہ بہت خوبصورت و خوشنما عمارت کا
بنا ہوا ہے گرد نواح اسکے بہی نہایت سرسبز و سیراب ہے بسبب اوس دریاے گری کے ہے جو دہنے کنارے
پر شہر کے بہتا ہے اس شہر مین بڑی مشہور و بلند دو عمارتین ہین ایک دیوانگاہ اور محل راناے معزول شدہ کا
اور دوسری ایک حویلی کسی ملازم زمیندار کی اور یہہ دونو عمارتین بڑی اونچی پہاڑ کے ناکے کے اوپر
بنی ہوئی ہین اور ایک بنگلہ انگریزون کے ٹہرنے کے واسطے بنا ہوا ہے اور بستی شہر کی اوس مقام پر
کہ جہان دو چھوٹی ندیان ملکر دریاے گری بنتا ہے آباد ہے ایک طرف شہر کے ایک پہاڑ اکیسو بیاسی
فیٹ سیدھا اونچا اور دوسری طرف ایک لمبا پہاڑ زینہ دار ڈہلوان واقع ہے اور نو دبارین پہاڑ
چوبیس چوبیس فیٹ چوڑی اور ہیبت ناک ہین اوپر آمد و رفت کیواسطے پل بنا ہوا ہے اگر پل توڑ دیا جاوے
تو دشمن اس شہر پر قبضہ نہین پاسکتا اور نہ توپخانہ اندر کرسکتا ہے رئیس کے رہنے کا مکان تین منزل بلند
ہے اور ہر ایک منزل نیچے کے منزل سے زیادہ تر بڑہی ہوئی نظر آتی ہے اور اخیر چھت کی اوپر دو چہتا
چین کی عمارت کی قطع پر بنی ہوئی خوشنما نظر آتے ہین اور اونکے اندر لکڑی کا کام نہایت کاریگری
کے ساتھہ کیا ہوا ہے بلندی اسکی سمندر کی سطح سے پانچہزار پانسو پندرہ فیٹ بلند ہے بلاسپور

یہہ ایک شہر پہاڑی ریاستون کے اندر ماتحت ریاست کہلور کے وہان کے راجہ کا دار الریاست ہی انہی برس
گذرے ہین کہ یہہ شہر بڑا آباد تہا ایسا کہ اس پہاڑی علاقہ مین کوئی آبادی اسکے ثانی نہ تہی تمام گہر اسکے
چونے اور پتہرون کے بنے ہوئے تہے اور آباد بازار بارونق وکشادہ تہا تجارت کی کثرت تہی مگر جب
گورکہیون کی یورش پہاڑی ملک پر ہوئی تو انہون نے اس شہر کو دو مرتبہ لوٹکر ویران کر دیا اور
مکانات گرا دئیے اسقدر کہ تمام شہر مین سے صرف سو گہر آباد رہ گئے پہر جب عملداری انگریزی ہوئی اور
رئیس یہانکا اپنی ریاست پر بحال ہوا تو شہر کے لوگ پہر آکر اسمین آباد ہونے لگے اب روز بروز اسکی
آبادی ترقی پر ہے دریاے ستلج اس شہر کے قریب بہت تیز اور گہرا بہتا ہے پہلے عمارت محل راجہ کی نہایت
خوب عالیشان بنی ہوئی تہی وہ بہی گورکہیون نے گرا دی تہی وہ اب پہر بنائی گئی ہے بلندی اس
شہر کی سمندر کی سطح سے ایکہزار چارسو پچاس فٹ ہی پہلے راجہ کہلور کا اس شہر مین رہتا تہا اب بایش
اوسکی کہلور کے مقام پر ہے **ریاست کہلور** یہہ ایک چہوٹی سی ریاست کوہ ہمالہ کی نچلے
قطارون مین واقع ہے جسکے شمال کو دریاے ستلج جو پنجاب کے اوپر کے حصہ اور نیچے کے درمیان بہتا ہے
مشرق کی طرف ریاست بگل یا بہاگل ہے جنوب مین ریاست ہنڈور قریب سرحد علاقہ سرہند ہی اس ریاست کا
کچھہ حصہ جو دہنے کنارے دریاے ستلج کے تہا وہ مہاراجہ رنجیت سنگہ نے زبردستی سے اس راجہ کے قبضہ
سے چہین لیا اور جواب موجود ہے ایک تنگ ٹکڑا زمین کا چہہ میل چوڑا اور تیس میل لمبا ہے اور کل علاقہ کیسو
پچاس میل مربع شمار مین آتا ہے بلندی اسکی مختلف ہے مقام سونی جو اٹھارہ میل کہلور کے اوپر ہے تہہ
دریاے ستلج کی دوہزار دوسو اسی فٹ سمندر کے سطح سے اونچی ہے اور اوس مقام پر دریا
ستلج کا بہاؤ ہی سے پستی کو بقدر بیس فٹ فی میل کے آتا ہے وہان سے بایان کنارہ ستلج کا تہوڑی دور تک اونچا
درجہ پر ہموار و زرخیز بلاسپور کے مقام تک ہے اور نشیب کی طرف سمت مغرب میدان متعلقہ اس ریاست کا
نکووال کے مقام تک پہیلتا ہے اور بہور دون کے حد تک اوسکی حد شامل ہوتی ہے تہوڑے فاصلہ پر
دریاے ایک ڈہلوین قطار پہاڑ کی شمال مغرب کی طرف سے چلکر جنوب مشرق کی سمت کو پہیلتی ہوئی چلی گئی
ہے مقابلہ مین اس قطار کے کوہ مالون کی قطار ہے جو گہری اور مشکل گذار ہے بلندی ان قطارون کی اکثر مقامات
سے چار ہزار چار سو اڑتالیس فٹ تک سمندر کی سطح سے شمار مین آتی ہے اور ان دو قطارون کے
مابین دریاے گنبہر بہتا ہے اور ایک سخت قلعہ جنگی بائیس گز چوڑا اور اسیقدر لمبا مربع شکل کا بنا ہوا ہے
اس بڑی بلندی سے کہ اوپر اگر چڑہ کر ملک کو دیکہین تو عجب سیر دور دور کے ملکون اور پہاڑونکی نظر آتی
ہے ہوا سے اسکی ان گہاٹیون کا زینہ دار میدان اور اسمین دریا کا پانی لہراتا وبل کہاتا ہوا خوبصورت د

خوشنما دکھائی دیتا ہے اور وہ زینہ دار ڈہلوان پہاڑ کی بنیاد سے چوٹیون تک برابر جاتی ہے اور بعض بعض
بلند چوٹیون کے اوپر قلعہ و گڈہیان سنگین بنی ہوئی ہین اور چیڑ اور دیودار کے درختون کی اسقدر کثرت ہے کہ
تمام پہاڑ سبز نظر آتا ہے اور پہاڑی ندیان و چشمہ اسقدر جاری ہین کہ اونکی سیر سے طبیعت انسان کی سیر نہین
ہوتی ہوا اس پہاڑ کی جو پہاڑ کی بوٹیون کو چہاتی ہوئی آتی ہے نہایت خوشبودار و فرحت انگیز ہوتی ہے اس علاقہ کی
پست زمین کے اندر زراعت ہوتی ہے اور دریا سے اونکو پانی دیا جاتا ہے اور اوپر کی زمین قابل زراعت
نہین ہے اسمین پتہلی پتہر اور سرخ رنگ کی مٹی اور بعض مقامات پر چکنی مٹی ہوتی ہے پیداواری نیچے کے
حصہ کی ملک ناکی اوپر کے حصہ کے ملک کی ساتہہ مطابق نہین ہے بارش اس پہاڑ پر خوب ہوتی ہے پیداوار
یہان کی مکی شالی گیہون جو سرسون تل سنجو ماش ادرک تارامیرا بہنگ پوست تماکو لال مرچ اور
میوہ جات صدہا قسم کے آڑو اکہروٹ سیب انار ناشپاتی وغیرہ پیدا ہوتے ہین دریاے ستلج کے سوا
دریاے گنبہر ایک اور دریا یہان بہتا ہے جو شمال مغرب کی سمت کوہ مالون سے ہوتا ہوا یہان آتا ہے پہر طے کر کے
راستے پانچ میل کے ستلج مین جا گرتا ہے دریاے گنبہر کے سوا اور چہوٹی چہوٹی ندیان بہت سی مثل
گمبار و سیر و لونہد و جہجر اس علاقہ مین جاری ہین جس سے تمام علاقہ سیراب و شاداب ہوتا ہے اور
نیز ایک بڑی جہیل بہی یہان واقع ہے جسکو کہندالو بولتے ہین کہلور کے راجہ کا پہلے بڑا راج تہا مگر جب مہاراجہ
رنجیت سنگہ نے اسپر یورش کر کے بہت سا علاقہ اسکا دبالیا تب سے طاقت اسکی بہت کم ہو گئی مگر ستلج کے
بائین طرف اسنے کچہہ اپنی ریاست کو بڑہا لیا اور بارہ ریاستین اور جمعی ایک لاکہہ چہتیس ہزار روپیہ
اسکے ماتحت آگئین ۱۸۱۴ع مین گورکہون نے غلبہ پاکر راجہ کو مغلوب کیا مگر سرکار انگریزی اور گورکہون
مین اس مقام پر بڑی لڑائی ہوئی اور امر سنگہ سپہ سالار فوج گورکہہ کا مالون کے قلعہ مین محصور ہوا اور
شکست کہائی انگریزون کی فتحیابی کے بعد یہہ ملک بموجود حال راجہ کو عطا ہوا آمدنی اسکی ایک لاکہہ
دس ہزار روپیہ اور آبادی چونسٹھہ ہزار آٹھہ سو اڑتالیس آدمی کی ہے اور راجہ کے پاس جنگی فوج
چار سو قریب رہتی ہے ۱۸۵۶ع مین راجہ جگت سنگہ کہلور کے راجہ نے سرکار سے اجازت طلب کی کہ وہ
اپنے بیٹے ہیرا چند کو اپنا جانشین کرے چنانچہ اجازت ہوئی اور ہیرا چند اوسکا وارث قرار پایا اس ریاست
کے بڑے بڑے قصبہ بلاسپور و کہلور و نند پور و بکہوال ہین اور خاص کہلور اس ریاست کا دار الریاست
جو جنوب مغرب کو گہاٹیون کوہ نینا دیوی پر دریاے ستلج سے پانچ میل کے فاصلہ پر آباد ہے گو کہ آبادی
اسکی چہوٹی ہے مگر بسبب اسکے کہ راجہ خود اس مین رہتا ہے رونق اسمین زیادہ ہے لیکن بلاسپور کی
آبادی اس سے بڑی ہے کہلور کا فاصلہ شہر کلکتہ سے ایکہزار ایکسو تین میل کا شمار ہوتا ہے + —

ماکہووال کہلور کی ریاست کے اندر دریاے ستلج کے بائین کنارے کے متصل آباد ہے آبادی
اسکی ہموار میدان اور زرخیز زمین مین جو دریاے ستلج اور کوہ نینا دیوی کے درمیان ہے واقع ہے
گہاٹی اس پہاڑ کی بہی ابہی ماکہووال کے نام سے موسوم ہے مہاراجہ رنجیت سنگہ نے اپنے زور کے قوت
کہلور کے راجہ سے یہہ علاقہ چہین لیا تہا مگر انگریزون نے پہر واپس دلا یا فاصلہ اسکا کلکتہ سے شمال مغرب کے
سمت کو ایکہزار ایکسو میل کا ہے **نینا دیوی** کہلور کی ریاست کے ماتحت یہہ ایک اونچی ڈہلوان
پہاڑ تنگ جزیرہ نما کی شکل کا ستلج کے بائین کنارہ چار میل کے فاصلہ پر واقع ہے اسکی بلندی آسپاس
کے پہاڑ سے تین ہزار فیٹ اور سمندر کے سطح سے چار ہزار فیٹ ہے اوپر کے چوٹی اس پہاڑ کی ایسی
قطع کی ہے جیسی کہ پنجاب کے سکہون کی پگڑی اور اس مقام کو سکہ لوگ بہت متبرک جانتے ہین اور اوسکا بدل
وجان ادب کرتے ہین کیونکہ گورو گوبند سنگہ اونکے دسوین گورو نے بہت مدت تک یہان قیام رکہا تہا
اسبات کے سوا ایک اور مندر ہندون کی دیوی کا یہان بنا ہوا ہے اور اونکا اعتقاد ہے کہ ستی جی
شب جی کی عورت جو زندہ آگ مین جلکر مر گئی تہی اور اوسکی نعش کو آگ سے نکالکر جابجا لئے پہرے تہے اوسکی
نین یعنے آنکہین یہان گری تہین جہان اب مندر بنا ہوا ہے یہہ مندر پتہر کی عمارت کا بنا ہے
اور پتہر کے زینون سے چڑہ کر اوسپر جاتے ہین اور بڑے اعتقاد کے ساتہہ پرستش کرتے ہین **رتن گڈہ**
کہلور کی ریاست مین یہہ ایک قلعہ اونچی چوٹی ڈہلوین قطار مالون کے پہاڑ کے خاص کہلور کے مقام سے
ڈیڑہ میل کے فاصلہ پر بنا ہوا ہے عمارت بڑی مضبوط و مستحکم ہے ایسی طرح کہ دشمن اوسپر کبہی قبضہ نہین
پاسکتا اسمقام پر بڑی سخت لڑائی ہوئی تہی مین فوج گورکہہ اور انگریزی فوج کی ہوئی تہی جسمین آخر کو گورکہیون
کو شکست اور انگریزون کو فتح نصیب ہوئی یہہ قلعہ اگرچہ چہوٹا سا ہے مگر بسبب اسکے کہ مضبوط اور اونچی جگہ
پر بنا ہوا تہا گورکہیون نے یہان آکر پناہ لی تہی فاصلہ اسکا کلکتہ سے شمال مغرب کے سمت کو ایکہزار اٹہانوے
میل کا ہے **کیونتہل** یہہ ایک پہاڑی ریاست ستلج اور جمنا کے درمیان واقع ہے شمال کیطرف
اسکے کوہ شملہ و کوٹہی و مدہان و تہیوگ و گوند وغیرہ شرق مین بلسن جنوب مین سرمور و علاقہ راجہ پٹیالہ
مغرب مین بگہاٹ و حصہ علاقہ پٹیالہ ہے یہہ علاقہ پندرہ میل شمال سے جنوب کو لنبا اور اوسیقدر چوڑا
ہے یہہ علاقہ پہاڑون کے اندر واقع ہے اور پہاڑ چارون طرف اسکے محیط ہین جو بڑے بڑے بلندی
رکہتے ہین کوئی حصہ اسملک کا تین ہزار فیٹ سے کم بلند نہین ہے ہمالیہ چوٹی اوس پہاڑ کی جسکا نام شالی
ہے سات ہزار آٹہہ سو فیٹ بلند ہے اور دوسری چوٹی کوہ مہاسو کی نو ہزار اٹہتر فیٹ بلندی رکہتی
پانی ان گہاٹیون کا جنوب و مشرق کیطرف بہہ کر دریاے گری مین گرتا ہے اس علاقہ مین بڑا شہر دہمی

جسکا نام جنگا ہی اور اوسی شہر مین بہانکا راجہ رہتا ہے جب سرکار انگریزی نے گورکھیون پر فتح پائی
تو یہہ علاقہ یہان کے راجہ کو الگ کرکے ایک حصہ اسکا بعد ضبطی راجہ پٹیالہ کے پاس فروخت کردیا باقی ماندہ
سطح اس ریاست کا ایکسو انتالیس میل مربع ہے اور اگر تمام علاقہ اسکا جو اسکو بعوض شملہ وغیرہ کے
ملا تہا شمار کیا جاوے تو دو سو ستہتر میل مربع ہوجاتا ہے آبادی خاص کیونتہل کی چودہ ہزار اور کل علاقہ
ریاست کی بیس ہزار آدمی کے ہے اور اگر شملہ کے معاوضہ کے ملک کو ملایا جاوے تو تیرہ ہزار پانسو اور
بڑہجاتے ہین **پہنی جوکی** یہہ قصبہ ریاست کیونتہل کے شرقی حد پر اوس سڑک کے اوپر جو شملہ سے
کوٹگڈہ کو جاتی ہے شملہ کی سڑک سے بفاصلہ گیارہ میل آباد ہے اور سڑک کے کنارے پر ایک لکڑی کا بنگلہ
مسافرون کے ٹہرنے کیواسطے بنا ہوا ہے بلندی اسکی سمندر کے سطح سے آٹہہ ہزار ایکسو ساٹہہ فیٹ ہے
مہاسو کیونتہل کے علاقہ مین یہہ ایک پہاڑ کا نام ہے جو ایک قطار کوہ ہمالہ کے نیچلے قطار
کے اندر واقع ہے اصل مین نام اسکا مہاشو تہا اب بغلط العام مہاسو مشہور ہوگیا کیونکہ مہاشیو کے معنی
بڑے دیوتے کے ہین اور یہان ایک شوالہ پرستشگاہ ہندون کی بنی ہوئی ہے جسکی عمارت پتہر و چونے
سے مستحکم کی ہوئی ہے اور شیب جی دیوتا کا وہان پوجن ہوتا ہے یہہ پہاڑ چیڑ و زیتون وغیرہ درختون
سے بہرا ہے اور دور سے صورت اسکی ایسی نظر آتی ہے جیسے کہ ایک عالیشان باغ ہو بلندی اسکی سمندر
کے سطح سے نو ہزار ایکسو چالیس فیٹ کی ہے **جاکو** کیونتہل کے علاقہ مین یہہ ایک پہاڑ کے بلند
چوٹی شملہ کے پہاڑ کے شرق کی طرف کو واقع ہے اسمین چکنی مٹی ہے اور پتہر دون سیلین اور تختے بہت ہین
اسکے جنوب کو بالکل ننگا پہاڑ ہے اور شمال کیطرف بڑے بڑے درخت بلند اور ویرانہ جنگل ہے اور جب
مثلثی طریق کے ذریعہ سے پیمایش اس پہاڑ کی ہوئی تہی تو اسمقام پر محکمہ مقرر ہوا تہا بلندی اسکی سمندر
کی سطح سے آٹہہ ہزار ایکسو بیس فیٹ ہے **کرول** کیونتہل کے علاقہ مین یہہ بہی ایک پہاڑ کی چوٹی
کا نام ہے جو بارہ میل مشرق کے طرف سباٹو کی جنوبی حد کوہ ہمالہ مین واقع ہے اسکی چوٹی پر کلی
کے پتہر بہت ہین اور سنگ مقناطیس بہی اکثر پایا جاتا ہے بلندی اسکی سمندر کے سطح سے سات ہزار
چہہ سو بارہ فیٹ ہے **ماشند** کیونتہل کے علاقہ مین یہہ ایک پہاڑ کی چوٹی کا نام ہی جو کوہ جنکو
سے شامل ہوتا ہے اور ایک طرف سے اسکے ایک ندی دریاے گری کی مددگار نکلتی ہے اور دوسرے
طرف سے خاص دریاے آشن نکلکر بہتا ہے بلندی اسکی سمندر کے سطح سے سات ہزار آٹہہ سو فیٹ کی ہے
جبل یہہ ایک پہاڑی ریاست جنوبی کوہ ہمالہ مین معہ علاقہ اتراک کے جو پیچہے سی اسمین شامل
ہوا ہے واقع ہے شمال کیطرف اسکے علاقہ نندر ور علاقہ کیونتہل و بسہر مشرق کے طرف علاقہ بسہر و

گڈہ وال اور گڈہ وال وسُبہر کے درمیان دریا سے پابر وٹونس جاری ہین جنوب کی طرف ریاست سرمور مغرب مین سرموہ و ریاست بلسن سطح کل اسکا تین سو تئیس میل مربع ہے شمالی حصہ اسکا پابر کی گہاٹیون کے اندر ہے جو اوسی دریا کے نام سے موسوم اور دریا کے دہنی کنارہ پر واقع ہین جنوبی حصہ اسکا کوہ شالوی و دریائے شالوی کے شامل ہے ان گہاٹیون مین سے پابر کی گہاٹی نہایت سرسبز و خوشنما ہے اور رانا اس ریاست کا دیورلے کے مقام پر رہتا ہے بلندی جبل کے پہاڑ کی اکثر مقامات سے بہت بلند ہے بڑی چوٹی اسکی جو جنوب مغرب کے حد پر ہے اوسکا نام چر ہے وہ بارہ ہزار ایکسو انچاس فیٹ اونچی ہے اور دوسری چوٹی اور کتا جو شمال مین ہے وہ دس ہزار فیٹ بلندی رکہتی ہے اور دریا پابر کے تہد رینگر کے مقام پر جو شمال مشرقی حد پر اس ریاست کے ہے وہ چار ہزار نوسو تئیس فیٹ اونچی ہے رہنے والے اس پہاڑ کے حسین وجمیل و خوبصورت گورے رنگ کے ہین پوشاک اونکی ڈہیلی سوتی اونکی پاجامے اور چست کمر بند گلے مین روئی کا کرتہ سر پر ٹوپی عورتین یہان کی سخت بے شرم و مردی غیرت پہلے عورات کی بیع وشرا برملا ہوتی تہی مگر اب در پردہ کرتے ہین ہندو ون کے مذہب کے لوگ بکثرت مسلمان برائے نام شاذ و نادر ہے بولی یہان کی ہندوستانی پہاڑی ملی ہوئی آبادی اس ریاست کی قریب پندرہ ہزار آدمی کے اور آمدنی چودہ ہزار ایکسو سولہ روپیہ سالانہ ہے تین سو آدمی رانا کی پاس سپاہی رہتے ہین رانا یہاں کا قوم کا راجپوت ہے ۱۸۱۵ع مین جب اس ملک سے انگریزون نے گورکہہ فوج نکالدی تو یہہ رانا سرکار انگریزی کے حکم سے اپنے ملک پر بحال ہوا مگر دوبارہ ۱۸۳۲ع مین وہ ریاست کے کام سے بسبب کسی امر کے بیدخل ہوگیا اور اسکے واسطے نقد روپیہ پنشن کا دینا قرار پایا جسکے لینے سے اوسنے انکار کیا ۱۸۴۰ع مین وہ مرگیا اور یہہ ریاست پہر اوسکے بیٹے نابالغ کو عطا ہوئی اوسکے رئیس کے بالغ ہونے تک انتظام ملک کا سرکار سے متعلق رہا جب وہ بالغ ہوا تو ۱۸۵۴ع مین کامل اس ریاست کا قبضہ اوسکو ملا کہ اب تک وہ اپنی ریاست مین قابض ومتصرف ہے اس ریاست کے مشہور قصبہ قلعہ جبل اور دیورہ ریاست گاہ رانا کا ہے

جبل یہہ ایک قلعہ پختہ و مستحکم نہایت ریاست جبل کے جنوب مشرقی گہاٹی پر بنا ہوا ہے جو کوہ چور سے لیکر کوہ دارو تک پہیلتی ہے ستلج پار کے پہاڑ مین یہہ نامی قلعہ ہے سرکار انگریزی کی عملداری سے پہلے اس قلعہ مین گورکہون کا قبضہ تہا اب جبل کے رانا کے قبضہ مین ہے

[illegible] یہہ کوہستانی علاقہ منجملہ علاقجات ریاست جبل کے ہے اسکے شمال کی طرف حد و د ریاست جبل کے ملتے ہین طول اسکا قریب آٹہہ میل کے جنوب غرب سے شمال شرقی کو اور پانچ میل چوڑان اسکا ہے یہہ مین بڑی قطار پہاڑون کی جنوب غرب کی سمت سے شمال شرق کو پہیلے

اور حصہ کوہ وارتو کے چوٹی کا جسکے پہاڑ سے شامل ہوتا ہے بلندی اسکی چھہ ہزار فیٹ سے
سات ہزار فیٹ تک شمار میں آتی ہے پانی کی ندیان اسمین بہت جاری ہین جو جنوب مغرب کو چلکر
دریاے ٹونس مین جا ملتے ہین باشندے یہان کے سخت دل بہادر و دلاور ہین کیونکہ گورکھون
کے یورش کے وقت اور سب پہاڑی علاقجات انکے مطیع ہوگئے اور انہون نے اطاعت نہ کی
اور چھہ ہزار آدمی سے ملکر بمقام مثل اونسے مقابلہ کیا اور سخت خونریزی ہوئی پہر جب انگریزی
لشکر گورکھون کے نکالنے کو یہان آیا تو دوبارہ اس علاقہ کے لوگون نے گورکھون
کے مارنیکو ہتیار باندہے اور سرکار کی بڑی مدد کی اور قلعہ چپال کا گورکھون سے لے لیا جب گورکھہ
لوگ یہان سے بیدخل ہوئے تو یہہ علاقہ انگریزی ضبطی مین آگیا اسلئے کہ اصلی وارث بنڈر کی ریاست کا کوئی
موجود نہ تہا اور پہلے جبل کی رانا کی صرف ماتحت یہہ ریاست تہی بعد چندے یہہ کل علاقہ کیون تہل کے رانا
کے حوالے ہوا کل سالانہ آمدنی اس علاقہ کی تین ہزار روپیہ اور تین ہزار آدمی کی ہی آبادی ہے جنمین
قریب چار سو آدمی کے مسلح وسپاہی ہونگے **ارکنا جبل** کی ریاست میں ایک پہاڑ کی چوٹی کا نام ہے
جو کوہ چرا اور وارتو کے درمیان ہے اسپر بڑے بڑے درخت چیڑ و زیتون وغیرہ کے ہین اور
سڑک جو چپال سے دہورا کو جاتی ہے وہ اس پہاڑ کے اوپر دو چوٹیون کے درمیان مین سے جنکی
بلندی گیارہ ہزار فیٹ بلندی گذرتی ہے بڑا اونچا مکان اس سڑک کا جو اس پہاڑ کے اوپر ہے
بلندی اوسکی سمندر کے سطح سے نو ہزار سات سو اونتیس فیٹ شمار مین آئی ہی مثلثی پیمایش کے وقت
اس درہ کا نام شہر کانلار کہا گیا تہا **او تر اک یا تر وک** یہہ ایک پہاڑی علاقہ کوہ ہمالیہ
نیچلے قطارون مین ہے اسکے شمال مین علاقہ بسہر شرق مین رائین گڈہ و بسہر جنوب مین کوہ جبل غرب مین
کندرو و کوتہکائی کل سطح اسکا قریب ستر میل کے مربع ہے بلند چوٹیکن اس پہاڑ کی کوہ وارتو سے
جنوب مغرب کیطرف پہیلتی ہوئی دریاے ٹونس تک پہونچی ہین اسمین بلند بلند مقامات کثرت سے ہین چنانچہ
چوٹی کوہ تنکرو کی جو شمال مغرب کی حد پر ہے وہ دس ہزار ایکسو فیٹ بلند ہے آبادی اس علاقہ
کی دو ہزار پانسو اور آمدنی تین ہزار روپیہ سالانہ ہے جس میں سے رئیس یہانکا دو سو اسی روپیہ
سرکار کو دیتا تہا اور ایکسو پچیس آدمی مسلح اوسکے پاس رہتے تہے ۱۸۱۵ع مین جب سرکار نے
گورکھون کو یہانسے بیدخل کیا تو ریاست یہان کی رئیس کے حوالے کردی مگر پیچھے سے معلوم ہوا
کہ وارث اس ریاست کا وہ نہین ہے اوسکے بہائی کا بیٹا وارث حقیقی ہے بس وہ معزول ہوکر بہائی
کا بیٹا اوسکا گدی نشین کیا گیا لیکن اوس سے کچھہ انتظام نہوا اسلئے وہ بہی برخاست کیا گیا اور ریاست

سرکار مین ضبط ہوئی لیکن بعد چندے بسبب ایسکے کہ آزادی ریاست کی بہت کم تھی وہ علاقہ جبل کے رانا کے حوالے ہو گیا
ریاست سرمور یہہ ایک کوہستانی ریاست ماتحت سرکار انگریزی کے ہے ایسکے شمال علاقہ ریاست
بلسن و جبل شرق مین علاقہ جونسار باور و ڈیرہ دون ہے جسکے اندر دریائے ٹونس و جمنا بہتے ہین جنوب
غرب مین علاقہ سرہند و اضلاع و ریاست پٹیالہ و کنبڈل ہین ایسکا کل سطح ایک ہزار ایکسو میل مربع ہے سوا ایک
چھوٹے سے علاقہ کے جو ناہن کے قریب اس ریاست کے جنوب مغربی انجام پر ہے جہان سے چند ندیان نکلکر
دریائے ستلج مین جا گرتی ہین تمام علاقہ سرمور کا دریائے جمنا کے سطح کے گرد و گرد پھیلا ہوا ہے جسمین
دریائے گری ہمراہ اپنے ندی نالون کے اور دریائے جلال دریا کو گرتا ہے دریائے ٹونس جو مغربی ہمالیہ
علاقہ کا ہے جسکو پیچھے آگے جمنا بولتے ہین وہی دریا شمال مشرقی سرحد سرمور کا ہے اوسکے دونون طرف سے
اور دو دریا جنکا نام فنیس ناسے ہے اوسمین آکر شامل ہوتے ہین سطح سرمور کے علاقہ کا اکثر ناہموار
ہے اور بلندی اسکی شمال سے جنوب کو کم ہوتی جاتی ہے اسکی شمالی حدود پر چوٹی چور کے پہاڑ کی بارہ ہزار
ایکسو پچاس اور گیارہ ہزار چھ سو نواسی فیٹ سمندر کے سطح سے بلند ہے اور دریائے گری و جمنا کے سنگم
کے پاس جنوب کیطرف اسکے جو مقام ہے وہ صرف ایک ہزار پانسو فیٹ اونچا ہے اس سنگم کے مقام سے
جنوب کیطرف علاقہ کیاردہ دون مغرب کی طرف کو پھیلا ہے اور جنوبی حصہ کو سرمور کا گنا جاتا ہے
کیاردہ دون کا علاقہ پچیس میل لمبان مین شرق سے غرب کو اور چھ میل چوڑان مین ہے کل سطح
اسکا جمنا کے مغرب کیطرف سے لیکر گہاٹ سن کے تک پھیلا ہے جو کل حد دس میل شمار مین آتا ہے اور
گہاٹ سن کے مقام پر بلندی اسکی دو ہزار پانسو فیٹ کے ہے اور کل علاقہ سرمور کا شرق و غرب کیطرف
ڈہلوان ہے کیونکہ شرق کی طرف ایسکے تو دریائے جمنا اور غرب کیطرف مارکنڈا بہتا ہے مارکنڈا ایسکے اور
اور ندیان بھی اسکے غرب کی طرف اپنا اپنا راستہ لیکر ہوئے دریائے سرستی و گھاگر کو جا ملتی ہین کیاردہ دون
سے جنوب کیطرف کوہ سوالک کی قطار ہے جنکی بلندیان قریب اڑہائی ہزار فیٹ کے سمندر کی سطح
سے اونچی ہین اور درہ ماکی تند کے رستے سے جو اوسی قطار مین ہے دریائے مارکنڈا بہتا ہے شمال کیطرف
کیاردہ دون کے کوہ ہمالہ ہے اور کوہ سین کے قطار شمال مغرب کو ذہنی کنارے دریائے گری کے واقع ہے
اور یہہ دریائے گری ٹھنڈہ و ہوائی کے قطار کے جنوب مشرقی انجام سے نکلتا ہے جسکی چوٹی پانچ ہزار ستاسو
فیٹ سمندر کی سطح سے بلند ہے شمال مغرب کو اوس سے کوہ سرسو دیوی ہے جو چھ ہزار دو سو ننانوے
فیٹ بلندی رکھتا ہے دریائے گری کے پرے شمالی انجام علاقہ سرمور کے کوہ چور کی چوٹی ہے جو بارہ
ہزار ایکسو پچاس فیٹ بلند ہے اوسمین جسقدر چھوٹی قطارین ہین اونکی چوٹیان آٹھ ہزار فیٹ تک بلند ہین

کوہ راج گڈھ و چوردن ریلوی کا جو کوہ چور کے مغرب کی سمت کو ہیں سات ہزار ایک سو پندرہ و سات ہزار
اٹھتالیس فٹ بالا سمندر سے اونچے ہیں اور چوردن کے پہاڑ کی بلندی جو جنوب مشرق اسکی ہے چھ ہزار آٹھ سو
باون فٹ بلند ہے اور چند پور کا پہاڑ جو دریا سے ٹونس کے کنارے ہے آٹھ ہزار پانسو اکسٹھ
فٹ اور کانگر جو اسکی جنوب کی سمت کو ہے چھ ہزار چھ سو ساٹھ فٹ بلندی رکھتا ہے سرمور کا پہاڑ
دامنی ہے اور جا داتی دولت اسمین کثرت سے ہے چنانچہ کالسی کے مقام پر ایک تانبے کی کان ہے مگر
پہلے جاری تھی اب اوس سے تانبا نکالا نہیں جاتا اسی طرح ایک سکہ کی کان ہے وہان سے نکالا جاتا ہے اور
سو آدمی کے قریب وہان کام کرتے ہیں لوہا اس پہاڑ مین افراط سے نکلتا ہے اور کان سے نکالکر کوٹھیون سے
پگھلاتے ہیں اور آٹھ پائی کا آدہ سیر بیچتے ہیں اور پتھر کے تختے بھی اس پہاڑ سے بہت نکالتے ہیں جو چھتون
کے اوپر ڈالے جاتے ہیں اور جا بجا فروخت ہو کر زر قیمت سرکار کے خزانہ میں جمع ہوتی ہے آب و ہوا
اس پہاڑ کی مختلف ہے کوہ چور سے لیکر جنوبی علاقہ مین کہ برف پڑتی ہے آب و ہوا سرد و خشک ہے اور کیاردہ
کے علاقہ مین جیسے پہاڑی جنگل ہیں ویسے ہی آدم کا گذر نہیں ہے البتہ لکڑی کاٹنے والے لوگ
بڑی محنت و ذلت کے ساتھ اونمین جاتے ہیں کیاردہ دون کا علاقہ تین طرف سے بند ہے صرف مشرق کی طرف
جا بجا جمنا بہتی ہے کھلا ہوا ہے جمنا کے کنارے کی زمین نہایت سیراب و زرخیز اور آب و ہوا وہان کی
بھی اچھی ہے مگر جنگل اسکا شیرون اور چیتون اور ریچھون اور ہرن وغیرہ درندون سے بھرا ہوا ہے اور کثرت
انکی صرف اسواسطے ہے کہ وہان کے رہنے والے جانور کا مارنا بڑا گناہ سمجھتے ہین شمالی روسی تماکو بوتے
اور کئی طرح کی سیاہ اشیا یہان ہوتی ہین گیہون جو اس علاقہ مین ہے روپئے بوئی جاتے ہین اور
ایک اور قسم کا اناج سیاہ رنگ کے دانہ کا ہوتا ہے اسکی پیدائش بہت کثرت سے ہے جو سیل و گاہ کے باہر
پہاڑ کے قریب و شہر و انہو تے ہین اور گھرون کی عمارتین دو منزلہ سہ منزلہ پتھرون کی بنی ہوئی ہوتی
ہین اور اون پر بڑے شہتیر دیودار وغیرہ کے ڈالکر پتھر کی سلون سے ڈھانک دیتے ہین اس
پہاڑ مین لوہے ڈھالنے کے کارخانون کے سوا اور کوئی اتنا بڑا کارخانہ نہین ہے اور نہ اور کوئی
بڑی ایسی تجارت ہے سڑکین اس علاقہ کی نہایت تنگ و مشکل گذار ہین بعض سڑکین تو صرف ڈیڑھ
فٹ تک چوڑی ہوتی ہین اور دونو طرف سڑک کے بعض مقام پر عمیق غار ہین اور بعض جگہہ پر
اونچے پہاڑ ہین جہان سے لڑہکا ہوا آدمی بھی کہین نہین بچ سکتا یہانکے رہنے والون کا مذہب ہندوون کا ہے
گیہونکہ مرض یہان اکثر لوگون کو ہو جاتی ہے یعنی گلا اونکا سوج کر بہت موٹا ہو جاتا ہے قد ہر ایک آدمی کا
چھوٹا ہوتا ہے اور چالاک و مضبوط و بارکش و محنت پسند ہوتے ہین پوشاک یہانکے لوگون کی ایک پاجامہ

اور لمبا کرتہ گھٹنوں تک اور قرمزی رنگ کی لمبی ٹوپی شانہ تک پھیلی ہوئی ہے اور بعض سرد [illegible]
کمبل کا جوغہ بھی پہنتے ہیں امیر لوگ یہانکی ہندوستانی وضع کے انگے پہنتے ہیں اور سکھوں کے وضع کی
گھیرہ دار پگڑیاں باندھتی ہیں عورتیں یہانکی نازک بدن نہیں ہوتیں اور اگر ناخوش ہوں تو مرد غیرت نہیں کرتے
کرتے ایک عورت کا چند خصم ہونا یہاں عام رواج ہے مثلاً اگر ایک گھر میں پانچ بھائی ہوں تو
وہ ایک عورت کو آپس میں بلکہ بیاہ لیتے ہیں اور وہ ایک ہی عورت پانچوں مردوں کی عورت کہلاتی
ہے چونکہ عورتیں وہاں بہت ہیں اسلئے وہاں لوگ اپنی لڑکیوں کو ہندوستان کے شہروں میں لاکر تھوڑی قیمت پر
فروخت کر جاتے ہیں آدمزاد کی قیمت وہاں بیلوں اور گھوڑوں کی طرح مقرر ہوتی ہے یعنی جیسی جیسی انکی
خوبصورتی زیادہ ہو اوسیقدر اوسکی قیمت زیادہ ہوتی ہے اگرچہ سرکار انگریزی نے اس رسم کی
مسدودی میں بہت کوشش کی ہے مگر تو بھی پوشیدہ پوشیدہ وہی کام ہوتا چلا جاتا ہے اس پہاڑ میں [illegible] کی
مندر و پرستشگاہیں بہت سے بنے ہوئے ہیں برہمن بافراط ہیں ستی ہونے کا یہاں بڑا رواج تھا
مگر اب بند ہے راجہ یہانکا راجپوت کہلاتا ہے اور یہی قوم یہاں بکثرت رہتی ہے جب سرکار انگریزی نے
اس علاقہ سے گورکھیوں کی فوج کو نکالا تو ۱۸۱۵ء میں یہہ علاقہ سرمور کے راجہ کے نام پر واگذار فرمایا
اور علاقہ کیاردہ دون کا بھی پھر ۱۸۳۳ء میں اسی راجہ کے حوالے کر دیا گو کہ ایک دفعہ کہلور کے پاس
اس راجہ نے سرکار انگریزی کے ساتھہ سرکشی کی تھی مگر سرکار نے رحم کیا اور جرمانہ لیکر اوسکو پھر تاج بخشی
کی آمدنی اس پہاڑی علاقہ کی پہلے چالیس ہزار روپیہ سالانہ تھا جب کیاردہ دون کا علاقہ اسکے
شامل ہوگیا تو ایک لاکھہ روپیہ کی آمدنی سالانہ ہوگئی قصبہ ناہن جو علاقہ کیاردہ دون کے مغربی سرحد
پر آباد ہے اس راجہ کے رہنے کا مقام اور ریاست کا تختگاہ ایسی آبادی کا اور کوئی شہر و قصبہ اسکی ریاست
میں نہیں ہے کیونکہ خاص کیاردہ دون تو صرف ایک گانو ہے اور قصبہ کلسی جو آگے بڑا آباد تھا اب ویران
ہو چکا ہے کل علاقہ اس ریاست کا ساتھہ پرگنوں میں منقسم ہے اور آبادی پچھتر ہزار پانسو چھیانوے
آدمی کی ہے یہہ راجہ سرمور کا پندرہ نسلوں سے راجہ چلا آتا ہے اور بزرگ اسکے پہلے جیسلمیر کے
ملک میں حکومت کرتے تھے جب ۱۰۹۵ء میں جیسلمیر فیروز شاہ تغلق کے قبضہ میں آئی تو بزرگ انکا اس
پہاڑ کا جاگیردار بنا تب سے برابر یہہ اس جگہہ پشت بپشت حکومت چلی آتی تھی ۱۸۰۳ء میں گورکھیوں نے
اس ملک پر قبضہ پایا اور راجہ کو بیدخل کر دیا مگر ۱۸۱۵ء میں سرکار انگریزی نے گورکھیوں کو بیدخل
کر کے پھر یہہ ریاست راجہ کے سپرد کی اس راجہ کے پاس جنگی فوج کچھ بہت بڑی نہیں رہتی صرف
چار سو پیادہ سلح اور دو ضرب توپ ہاتھی [illegible] ایک پہاڑ [illegible] چوٹی دار جنوبی [illegible]

کوہ ہتا کہ بہت اونچی ہے بلکہ سرمور کے علاقہ مین ایسی خوشنما گہاٹی پہاڑ کی اور کوئی نہین ہے اور جب اسپر
چڑہ کر جنوب کے سمت کو دیکہین تو دور دور تک نظر پہونچتی ہے اور فراخ میدان ہندوستان کی خوب سیر
نظر آتے ہین اور شمال کی سمت کو بلند پہاڑ برف سے ڈہکی ہوے اور چمکتی ہوے دکہائی دیتے ہین
بلندی اسکی سمندر کے سطح سے بارہ ہزار ایکسو اونچاس فیٹ ہے **کانگڑہ** سرمور کے ریاست کے
علاقہ مین دریاے گری اور دریاے ٹونس کے درمیان ہر ایک دریا سے تین تین میل کے فاصلہ پر
یہہ ایک قلعہ گلی کے تہرون کا بنا ہوا ہے اس علاقہ کی پیمایش کے وقت یہان پیمایش کا محکمہ مقرر ہوا تہا
بلندی اسکی سمندر کی سطح سے چہہ ہزار چہہ سو میل کے ہے **جیتک** سرمور کے علاقہ مین ایک قطار پہاڑ
کی ڈہلوں شمال مغربی انجام کوہ کیارہ دون سے نکلتا ہے اسکی چوٹی کے اوپر ایک قلعہ تین سو فیٹ
لمبا اور پچاس فیٹ چوڑا بنا ہے جسکے چارون کونون پر چار برج اور دو بارے بنے ہوے ہین عمارت
اسکی نہایت پختہ و مستحکم ہے ۱۸۱۴ء مین جب انگریزون نے اس پہاڑ مین آکر گورکہیون پر یورش کی تو
اوسوقت دو ہزار دو سو آدمی مسلح اس قلعہ مین تہا جب ۲۷ - دسمبر کو انگریزی فوج ایکہزار سات سو
مین یہان پہونچی تو گورکہیون نے نہایت سختی سے اونکا مقابلہ کیا اور پہلے ہی مقابلہ مین انگریزی فوج
مین سے ایکہزار آدمی میدان سے بہاگ نکلا اور باقی سات سو آدمی نے دشمنون کے مقابل بڑی دلاوری
کے ساتہہ قیام رکہا بلکہ گورکہیون کو پسپا کرکے قلعہ کے نیچے جا اترے اوسوقت جنرل مارٹنڈل صاحب
افسر فوج انگریزی کے نے بہاگی ہوئی فوج کو پہر جمع کیا اس لڑائی مین چار افسر انگریزی اور ۹۰ نفری
چہوٹے افسر و سپاہی قتل ہوے دو سو اکیاسی آدمیون کو زخم شدید پہونچا پہر تیرہ مارچ ۱۸۱۵ء کو دو
بڑے توپین جنہین نو نو سیر کی گولی بارود کی پڑتی تہی انگریزون نے بڑی مشکل سے قلعہ کے سامنے قطار پر
چڑہائین ہو لے اونکے اوس قلعہ کے مقابل اور چہہ توپین دوسری جانب مختلف مقامون کے ٹہیلی کے اوسی گہاٹی پر
چڑہا کر نصب کیگئی اور قلعہ پر آتشباری شروع کی گئی تہینتے شروع مین باعث گرجانے قلعہ اور ختم ہوجانے
ذخیرہ کے گورکہیون نے امان مانگی اور ایکہزار پانسو آدمی مسلح معہ ایکہزار عورت و بچون کے قلعہ کے
اندر سے نکلکر چلے گئے اور قلعہ انگریزون کے ہاتہہ آگیا یہہ جیتک کا مقام چار ہزار آٹہہ سو چون فیٹ سمندر
کے سطح سے اونچا ہے فاصلہ اسکا کلکتہ سے شمال مغرب کے طرف براہ ڈیرہ دون ایکہزار چودہ میل کا
کولڑون علاقہ کیارہ دون سرمور کے ریاست کے متعلق یہہ ایک آبادی اور فرودگاہ مشہور
کی اوس سڑک پر جو ڈیرہ سے ناہن کو جاتی ہے چون میل مغرب کیطرف ڈیرہ کے واقع ہے کیارہ دون
کے گردے کے پہاڑ اسمین بہت ملے ہوے ہین اور صرف ایک ہی ندی جسکا نام بتا ہے اسمین جاری ہے

سڑک اس پہاڑ کی بہت ناصاف و ناہموار ہے اور سوائے پانی کے اور کوئی چیز یہاں کم میسر ہوتی ہے
صاحبان انگریز اس پہاڑ کا نام کلسون لکھتے ہین اسمقام پر فیمابین غلام قادر خان روہیلہ و جگت پرکاش راجہ
سرمور کی بڑی لڑائی ہوئی تھی جسمین غلام قادر خان نے شکست کہائی فاصلہ اسکا شمال مغرب کو کلکتہ سے
انکہتر اجہاسی میل کا ہے **کیاردہ** سرمور کی ریاست کے متعلق یہہ ایک گانو اوس سڑک پر جو ڈیرہ سے
ناہن کو جاتی ہے ناہن سے اکیس میل جنوب مشرق کو واقع ہے اور یہہ ایک چھوٹی سی آبادی پہاڑ کے نشیب مین
آباد اور بڑے جنگل سے محیط ہے اسکی چوٹی کے متصل ایک قلعہ گورکہیون کے وقت کا بنا ہوا ہے مگر اب
ویران و غیر آباد پڑا ہے یہہ علاقہ سرمور کے راجہ کو سرکار انگریزی نے ۱۸۳۳ع مین عطا فرمایا اور یہہ شرطین ٹہرین
کہ راجہ انصاف کے کام مین کسیکی طرفداری نکرے اور لوگون کی خاص ذات کے اسباب کا سوای تجارتی
اسباب کے محصول نلے سڑک کا بنوانا اپنے متعلق سمجھے بردہ فروشی ہونے پاے کوئی عورت مردہ کے ساتھ
ستی نہو بلندی اس علاقہ کی سمندر کے سطح سے اکہتر آٹھ سو چالیس فیٹ ہے **ناہن** یہہ شہر سرمور
کی ریاست کا دارالریاست ہے راجہ سرمور کا اسی شہر مین سکونت رکہتا ہے آبادی اسکی مغربی انجام کوہ
کیاردہ دون اوس سڑک پر جو سہارنپور سے سباٹو کو جاتی ہے چون میل جنوب مشرق کے سمت سباٹو سے
واقع ہے یہہ شہر ان پہاڑون کے شہرون مین بہت صفا و خوبصورت و خوشنما ہے گہر اس شہر کے پختہ
اینٹون کے چونہ گچ بنے ہین اور آبادی کا مقام ہموار ایک پہاڑ کی چوٹی کے اوپر ہے بازارون مین
بسبب نشیب و فراز زمین کے اکثر مقامات پر شہر کے پہاڑ کاٹ کر بنائے ہوئے ہین اور جو ہموار بازار
ہے وہان بہت صاف پتھر کا فرش ہے رہنے کی جگہہ راجہ کی شہر کے اندر ایک عالیشان محل ہے خصوصا
زنانہ محل پہاڑ کو کاٹ کر سادہ و خوشنما بنا ہوا ہے اس شہر مین تین مندر ہندون کی پرستشگاہ ہین اور
ایک انگریزی مقبرہ جسمین لفٹنٹ تہکری صاحب وغیرہ اور افسرون کی قبرین مین موجود ہے یہہ افسر
قلعہ جتیک کی لڑائی مین مارے گئے تہے یہہ شہر ۱۸۱۴ع مین سرکار انگریزی نے گورکہیون سے لیکر راجہ کو دیا
سڑک اسکے پاس کی سرمور کے راجہ نے بہت اچہی بنوائی ہے اس شہر کی بلندی پر کہڑے ہوکر دیکہین تو
تمام سرہند کے میدان اور دریاؤن کی سیر نظر آتی ہے بلندی اسکی سمندر کی سطح سے تین ہزار دو سو ستاون
فیٹ ہے فاصلہ اسکا کلکتہ سے شمال مغرب کی سمت کو اکہتر [illegible] میل کا ہے **راجگڈہ** سرمور کے
ریاست کے متعلق ایک پہاڑ کے کنارے پر یہہ ایک قلعہ مربع شکل کا بنا ہوا ہے ہر ایک کونہ پر اسکی ایک
ایک برج چالیس فیٹ لمبا اور بیس فیٹ چوڑا بنا ہوا ہے اس قلعہ مین تمام تعمیر پتہر کے تختون کی ہے
اور عمارت کے اندر لکڑی کے بڑے بڑے شہتیر لگائے ہوئے ہین اور بڑی مضبوطی اور کارگیری سے عمارت

اسکی بنی ہے گورکہون نے اپنے حملہ کے وقت اسکی دیوار کو سرنگ لگا کر اڑا یا تہا بلندی اسکی سمندر کے
سطح سے سات ہزار ایکسو پندرہ فیٹ کی ہے **ساپٹن** سرمور کے علاقہ مین یہہ ایک قطار پہاڑون کی
شمال مغرب کی سمت سے جنوب مشرق کی سمت کو پہیلتی ہے اور پہیلاؤ اسکا دو دریاؤن جلال اور گری
کے درمیان واقع ہے دریائے جلال اسکی جنوب مغرب کا اور دریائے گری اسکی شرقی بنیادون مین بہتا ہے یہہ پہاڑ بالکل جونی کی کنکر کا
ہے اور دریائے گری اس پہاڑ اور دوسرے پہاڑ کے درمیان جو پہترون کے تختون کا ہی گذرتا ہے بلندی اسکی آٹھ ہزار فیٹ
کی ہے اور بعض مقامات مین چہہ ہزار سے لیکر سات ہزار فیٹ تک بلند ہے اس قطار کا پہیلاؤ پچیس میل تک برابر چلا جاتا ہے
شہنٹڈ وہواڑی سرمور کے علاقہ مین یہہ ایک چوٹی پہاڑ کی کوہ سین کے جنوب مشرقی انجام
سے متصل ہے اس چوٹی کے اوپر ایک مندر پختہ ہندؤن کی پرستشگاہ کا بنا ہوا ہے جسکے اندر دیوی کی تصویر
رکہی ہے اور دور دور سے ہندو آکر اوسکی پرستش کرتے ہین مثلثی پیمایش کے وقت اس مقام پر محکمہ مذکور
ہوا تہا بلندی اسکی سمندر کے سطح سے پانچہزار سات سو فیٹ کی ہے **ریاست ہنڈور یا**
نالاگڈہ یہہ ایک ریاست کوہ ہمالہ کے جنوب مغربی گہاٹیون مین واقع ہے اسکے شمال کو کہلور شرق مین
بہاگل و دہلوگ و جنوب و مغرب مین علاقہ سرہند کل سطح اسکا دو سو چھتیس میل مربع ہے اسکے تمام علاقہ مین
تمام ڈہلوین قطارین پہاڑون کی ہین جو کہ ستلج کے بائین کنارے سے شروع ہو کر اور جنوب مشرق کے
طرف کو چلکر سباتو کے مقام پر کوہ ہمالہ کے اونچے پہاڑ سے جا ملتے ہین اس پہاڑ کی بلند چوٹیون مین سے
جنگڈہ چار ہزار چار سو فیٹ اور رام گڈہ چار ہزار چون فیٹ سمندر کی سطح سے اونچے ہین اور دو دریا
ایک گنبر دوسرا گمردرہ یا گنبر ورہ اس ملک مین بہتے ہین جو کہ ستلج کے شمال مغرب سرسہ کے مقام سے چلکر بعد طے کرنے
مسافت بیس میل کے کنولی کے مقام پر ستلج مین شامل ہو جاتے ہین کل علاقہ مین سے گمبر درہ کی گہاٹی
بہان آباد و زراعت شدہ و زرخیز ہے اور بہت سے چشمے اور چہوٹی چہوٹی ندیان وہان بہتی ہین انکے
کنارون پر میوہ دار درخت ناشپاتی وغیرہ کے لگے ہوئے ہین اور راستہ کے دونو طرف بہت سے گانو
آباد ہوتے چلے گئے ہین دریائے سرسہ مین بہی بہت سی چہوٹی چہوٹی دہارین شمال و شمال مشرق کی سمت
سے آکر شامل ہوتی ہین جنہین علاوہ ورتہ وہ ندیان قابل ذکر کرنے کے ہین انکے سوا سے دریائے ہنڈ
و نالاگڈہ دو چہوٹے دریا شمال و مغربی طرف کے ڈہلوین قطارون پہاڑون سے نکلکر اس علاقہ کو سیراب
کرتے ہوئے ستلج مین آگرتے ہین جسقدر زمین اس علاقہ کے رود سرسہ و ستلج کے نیچے ہے وہ دریا برد ہوتی
ہے جب کبہی نکلتی ہے تو اوسمین پیدایش غلہ کی بکثرت ہوتی ہے وہ زمین سمندر کی سطح سے ایکہزار فیٹ
بلند ہے آب وہوا و پیدایش اس ملک کی بہت اچہی ہے پیداوار یہان کی ملکی خانزل گندم جو روئی تو

افیون ادرک تارا میرا سن تماکو تل سرسون وغیرہ غلہ و نباتات ہین اور میوجات مین سے انار
آڑو بیر سیب اکہروٹ زرد آلو خانی شاہ آلو رس بہری اسٹاوری خربوزہ وغیرہ کی پیداوار
بہت ہوتی ہے رب انار کا یہان خوب بنتا ہے اور انار کا چہلکا درد ورنگ کے واسطے فروخت کیا
جاتا ہے اور املتاس انجیر ناک صنوبر چلغوزہ وگلاب وغیرہ پہول بہت ہوتے ہین اور ملک سیاسنفر
ہے کہ خطہ اوسکا یورپ کے خطہ سے مشابہت تامہ رکہتا ہے بڑی بڑی آبادیان اسمین یہہ ہین نالاگڈہ
رام گڈہ پلاسی نالاگڈہ خاص راجہ کے رہنے کا مقام ہے پہلے راجہ پلاسی کے مقام پر رہتا تہا اس ریاست
مین ایکسو چونتیس گانو اور تخمیناً بیس ہزار آدمی کی آبادی ہے اور آمدنی ایک لاکہہ روپیہ کی ہے موضع
ٹہکورہی زبر ولی اس راجہ کو ماہ نومبر ۱۸۱۵ع مین مالون کے قلعہ کے عوض مین عطا ہوا اور وہ قلعہ معہ
چہہ گانو کے انگریزی فوج کے واسطے لیلیا گیا **چنہ گڈہ** ہنڈور کی ریاست کے متعلق بائین
کنارہ دریاے ستلج ایک بلند ٹیلہ پر یہہ ایک قلعہ رام گڈہ سے جنوب مغرب کی سمت کو بنا ہوا ہے عمارت
اسکی پختہ و مضبوط ہے بلندی اسکی سمندر کی سطح سے چار ہزار چار سو فیٹ شمار مین آتی ہے **جہوری**
ہنڈور کی ریاست کی متعلق یہہ ایک قلعہ اوپر بلند ڈہلاوین طار پہاڑ کے بائین کنارے دریاے ستلج
کے بنا ہوا ہے یہہ قلعہ گورکہیون کی لڑائی کے آغاز کے وقت قلعہ مالون کے محاصرہ کے واسطے بنایا گیا تہا
جب گورکہیون کو سرکار انگریزی نے پہاڑ سے نکال دیا تو یہہ قلعہ بہی انگریزی قبضہ مین آگیا **قلعہ مالون**
ہنڈور کی ریاست کے متعلق یہہ ایک مشہور قلعہ کوہ مالون کی چوٹی ہے اوپر ستلج کے بائین کنارے کے
واقع ہے یہہ پہاڑ کی قطار جنوب مشرق کی طرف سے چلکر کوہ ہمالہ کے نیچلے حصہ کے ساتہہ شامل ہو جاتا
ہے قلعہ کے مقام پر یہہ پہاڑ کا بیس گز سے لیکر بتیس گز تک چوڑا ہے شمال مشرق کی طرف کو ڈہلوان
اس پہاڑ کا دو ہزار فیٹ دریاے گمبر تک ہے اور دوسری ڈہلوان جنوب مغرب کی طرف کی اسقدر
دریاے گمبر تک جاتی ہے یہہ قلعہ بڑا مضبوط و پختہ بنا ہوا ہے قلعہ کے اندر کہلا ہوا صحن اور حجرے سپاہیون
کے رہنے کے اور میگزین کے رکہنے کا مکان بنا ہوا ہے قلعہ کے اندر کا حصہ سو گز لمبا اور بیس گز چوڑا
ہے قلعہ کے گرد سخت مضبوط دیوار اور خندق کہنچی ہے ماہ اپریل ۱۸۱۵ع عیسوی مین جب امر سنگہ تہاپا
گورکہیون کی فوج کا تمام پہاڑ سے نکالا گیا تو وہ اس قلعہ مین آکر محصور ہوا اگر جنرل اوکٹرلونی صاحب بہادر
ایک بڑا قلعہ شکن توپخانہ لیکر یہان آئے اور قلعہ سے پندرہ گز کے فاصلہ پر توپین جوڑکر ۱۵ مئی ۱۸۱۵ع
کو آتش فشانی شروع کی آخرکار فریقین کے یہہ بات قرار پائی کہ دریاے کالی سے مغرب کی طرف کا
جسقدر پہاڑی ملک ہے گورکہیہ بالکل چہوڑکر چلے جاوین چنانچہ گورکہیہ قلعہ خالی کر کر چلے گئے اور قلعہ سرکار

انگریزی کے قبضہ مین آیا فاصلہ اس قلعہ کا کلکتہ سے شمال مغرب کی سمت کو ایکہزار سیکانوین میل کا اور بلندی
اسکی سمندر کے سطح سے چار ہزار چار سو اڑتالیس فیٹ ہے **نالاگڈہ** یہہ ایک قصبہ و قلعہ ہنڈور کی ریاست
کے متعلق جنوب مغربی گہاٹیون نچلے قطار کوہ ہمالہ مین واقع ہے اسمقام پر ہنڈور کا راجہ رہتا ہے راجہ کے
رہنے کی حویلیان قلعہ مین نہایت مقبول صورت و عالیشان بنی ہین عمارت قلعہ کی بہی سخت مضبوط و مستحکم ہے
جب گورکہیون کی لڑائی انگریزون سے شروع ہوئی تو اس قلعہ مین بہی گورکہہ فوج رہتی تہی مگر جنرل
اوکٹرلونی صاحب نے بڑی بہادری سے آگ برسا کر انکو قلعہ سے نکالا اور راجہ کو اوسکی گدی پر بحال کیا فقط۔
پنجال یا پنجگلہ ہنڈور کی ریاست کے متعلق یہہ ایک قصبہ دریاے کنبر کے کنارے رام گڈہ و مالون
کی گہاٹیون کے درمیان آباد ہے **پلاسی** ہنڈور کی ریاست مین یہہ ایک چہوٹا سا قصبہ اوس سڑک پر
جو روپڑ سے بلاسپور کو جاتی ہے دس میل روپڑ سے بسمت شمال شرق دہنے کنارے ایک دریا کے
جو کوہ سیوردون سے نکلکر ستلج مین جا گرتا ہے آباد ہے راجہ ہنڈور کا پہلے یہان رہتا تہا اب نالاگڈہ کے
مقام پر سکونت پذیر ہے گورکہیون کی مہم کے وقت ۱۸۱۴ء مین انگریزی فوج ماتحت جنرل اوکٹرلونی
کے پہلے اکر یہان فروکش ہوئی تہی اور ارادہ محاصرہ قلعہ مالون کا تہا فاصلہ اسکا کلکتہ سے شمال مغرب
کی سمت کو ایکہزار اسی میل کا ہے **ساہی** ہنڈور کی ریاست مین یہہ ایک گانو اور مسافرخانہ اوس
سڑک پر جو سپاٹو سے بلاسپور کو جاتی ہے ۹ میل سپاٹو سے شمال مغرب کی سمت کو آباد ہے فقط۔ —
سورج گڈہ ہنڈور کے علاقہ مین کوہ مالون کے قطار پر مالون کے قلعہ سے ساڑہے چار میل یہہ
ایک بلند چوٹی پہاڑ کی ہے جب گورکہیون نے اس پہاڑ پر یورش کر کے قبضہ پایا تو اونہون نے اسمقام پر
ایک قلعہ بنایا مگر جب کرنیل ٹامس صاحب نے اکر یہان سے گورکہیون کو نکالا تو اونہون نے وہ قلعہ گرا دیا
بلندی اسکی سمندر کے سطح سے چار ہزار نوسو تامیس فیٹ ہے **تارا گڈہ** ہنڈور کی ریاست مین یہہ ایک
پہاڑی دریاے ستلج کے پار واقع ہے اوسپر ایک قلعہ سخت مضبوط و مستحکم بنا ہوا ہے جسکو تارا گڈہ کا قلعہ بولتے
ہین راستہ اسکا بہت دشوار گذار ہے کہ بغیر توپ و غبارہ کا نہین ہو سکتا انگریزون کی عملداری سے پہلے اسپر
گورکہہ فوج راجہ نیپال کی قابض ہوئی جب انگریزون نے اس پہاڑ مین اکر مالون کے قلعہ پر لڑائی شروع
کی تو لفٹنٹ لاڈی صاحب بہادر اس قلعہ کے محاصرہ کیواسطے مامور ہوئے اونہون نے بڑی سخت محنت کے ساتہہ
یہان تک توپین چڑہا کر آتشباری شروع کی اور چند روز مین قلعہ لے لیا فاصلہ اسکا شمال مغرب کلکتہ سے
ایکہزار نوسے میل کا ہے **ریاست کنیار** پہاڑ کے علاقہ مین یہہ ایک چہوٹی سی ریاست کا علاقہ
ہے جسکے شمال مغرب کو پہاڑ کل اور تین طرفون پر علاقہ پٹیالہ ہے طول اسکا پانچ میل اور عرض تین میل ہے

کل سطح سترہ میل آبادی اسکی دو ہزار پانسو آدمی کے اور سالانہ آمدنی تین ہزار پانسو چہین روپیہ ہے —
جسمین سے ایک سو اسی روپیہ سرکار انگریزی کے خزانہ مین داخل ہوتا ہے رانا کے پاس
دو سو آدمی نوکر ہین مگر اونکو نقد تنخواہ نہین دیتا بلکہ علاقہ ریاست کے ہر ایک ملازم کو زمین دیرکہی ہے
جسمین وہ کاشت کرکے گذارہ کرتے ہین اور عند الضرورت رانا کی نوکری مین بہی حاضر ہوجاتے ہین ۱۸۱۵ع
مین بعد نکالنے گورکہیون کے یہہ ریاست سرکار نے رانا کو عطا کی **سیری** پہاڑی علاقہ مین یہہ ایک درہ
کوہی کا نام ہے پہلے یہہ کینتہل کی ریاست کے ماتحت تہا پہر سرکار سے مہاراجہ پٹیالہ کو عطا ہوا یہہ درہ اوس
پہاڑ مین ہے جو فیما بین کوہ سباتو و شملہ کے واقع ہے اور سباتو کی چہاونی اس مقام سے بارہ میل ہے یہان ایک
چہوٹا سا گانو بہی اچہی عمارت کا بنا ہوا ہے انگریزی سلطنت مین مسافرون کے آرام کے واسطے آباد
ہوا ہے بلندی اسکی سمندر کی سطح سے نو ہزار چار سو انتیس فٹ شمار ہوئی ہے **ریاست بیجا** یہہ ایک
چہوٹی سی ریاست کا علاقہ ستلج پار کے علاقہ مین ہے اسکے شمال کیطرف کوٹہار اور مشرق کیطرف کوٹکہائی
اور جنوب مین علاقہ پٹیالہ مغرب مین علاقہ ملوگ ہے اس ریاست کا کل علاقہ پانچ میل تک برابر ہیرہ
بنجر و غیر آباد ہے باقی علاقہ آباد و زرخیز ہے اسمین تین پرگنہ مین اور فی پرگنہ تین تین ہزار آدمی کے آباد
ہے اس ریاست کے علاقہ کی آمدنی کل چار ہزار روپیہ سالانہ ہے جسمین سے ایکسو اسی روپیہ سرکار کے خزانہ
مین داخل ہوتا ہے سرکار انگریزی سے پہلے اس علاقہ مین بہی گورکہہ قابض ہوگئے تہے سرکار نے اونکو یہانسے
نکال کر ریاست یہان کی قدیمی رئیس کے حوالے کردی اور رئیس کے پاس دو سو سپاہیون کے رکہنے کی اجازت
دی ہے **ریاست کمہارسین** یہہ ایک پہاڑی ریاست درمیان ستلج اور جمنا کے ہے جسکے شمال مین
کلو ہے اور اس ریاست کے علاقے اور کلو کے درمیان مین دریای ستلج جاری ہے شرق کی طرف اسکے
ریاست کوٹ گڑہ اور انگریزی ضلع سندوکہہ و کوٹ کہائی ہے جنوب مین بلسن غرب مین علاقہ گوند و ضلاع
متعلقہ کیونتہل مین سطح اس ریاست کا چہین میل سوا اسکے میدان بائین کنارے ستلج کے اور سطح اسکا
بہت بلند ہے اور میدان کا رسمین کا سمندر کے سطح سے پانچہزار دو سو اوناسی فٹ ہے چہاونی کوٹگڑہ
کی جو شرق کی حد پر ہے چہہ ہزار چہہ سو چوبیس فٹ اونچی ہے اور وارتو کا پہاڑ جو اوسی علاقہ مین ہے دس ہزار
چہہ سو چہین فٹ ہے شمال کیطرف اسکے ایک چہوٹی سی ندی آکر اور اس گہاٹی کا پانی لیکر دریاے ستلج مین
گرتی ہے اور جنوب کیطرف سے اور دو چہوٹی ندیان آکر دریاے گری مین شامل ہوتے ہین پیداوار
اس پہاڑ کی گیہون جو مکی کئی قسم کی تماکو اور کرندہ پوست وغیرہ ہے پوست تمباکو عمدہ
و بکثرت ہوتا ہے اور افیون اعلی قسم کی سینکڑون مین لگائی جاتی ہے اور دور دور تک اسکی

تجارت ہوتی ہے تل کی یہان زراعت بہت ہوتی ہے اور اوسی کا تیل جلانے مین آتا ہے شالی یہان کئی
ایک قسم کی ہوتی ہے سفید وسیاہ چنے بہی بوئے جاتے ہین سیب یہان اعلی قسم کا شیرین لذت دار خوشبو ہوتا ہے
سولے اوسکے ناشپاتی آڑو زرشک انگور اکہروٹ طرح طرح کے شاہتوت بکثرت پیدا ہوتے ہین نانسو کی
درختون کے جنگل بہرے ہوئے ہین راجہ یہانکا جو پہلے بشہر کے راجہ کا مطیع تہا اوسکو گورکہیون نے ریاست سے
بیدخل کر دیا تہا مگر ۱۸۱۵ع مین انگریزون نے گورکہیون کو نکالکر راجہ کہر سنگہ کو دوبارہ مسندنشین کیا وہ
۱۸۳۹ع مین لا ولد مرگیا اور کل ریاست سرکار مین ضبط ہوگئی بعد چندے بجلدوی خدمات راجہ متوفی
کے سرکار نے راجہ پریتم سنگہ کہر سنگہ کے رشتہ دار کو کل علاقہ پہر دیدیا سالیانہ آمدنی اس ریاست کی دس ہزار
روپیہ ہے جسمین سے ایکہزار چار سو چالیس روپیہ خزانہ انگریزی مین داخل ہوتا ہے خاص کمارسین ایک چہوٹا سا
قصبہ راجہ کے رہنے کا مقام ہے جو بائین کنارے پر دریاے ستلج کے آباد ہے گورکہیون کے حملہ کے وقت
یہہ قصبہ بالکل اوجڑ گیا تہا اور راجہ کے رہنے کے محل بہی اونہون نے مسمار کردیے تہے اور کل آبادی مین
کل بارہ گہر زیل و کمین آدمیون کے یہان آباد رہگئے تہے جب گورکہہ نکالے گئے اور راجہ کو پہر یہہ ریاست
سپرد ہوئی تو چند سال مین یہہ دوبارہ آباد ہوا اب عمارات اسکی پختہ پہاڑ والون کی عمارات کے طرح پر
ہوئی ہین راجہ کے سکونت کے مکان بہی بڑے عالیشان تعمیر ہوئے ہین شہر آباد و رعیت دلشاد ہے تجارت
بکثرت ہوتی ہے بلندی اسکی سمندر کے سطح سے پانچہزار دوسو اسی فٹ اور فاصلہ اسکا کلکتہ سے شمال
مغرب کے سمت کو براہ سپاٹو ایکہزار دس میل کا ہے **بانڈوڈی** کمارسین کی ریاست کے متعلق یہہ قصبہ
اوس سڑک پر جو شملہ سے کوٹ گڈہ کو جاتی ہے کوٹ گڈہ سے دس میل جنوب کے سمت کو آباد ہے اگرچہ
یہہ قصبہ چہوٹی سی آبادی کا ہے مگر زیادہ تر مشہوری اسکی اس سبب سے ہے کہ یہان دو بہاری مندر پرستشگاہ ہندوان
کے لکڑی اور پتہر کی عمارت کے منقش و عالیشان بنے ہوئی ہین اور دور دور سے ہندو اونکی پرستش کو
آتے ہین اس قصبہ مین بہی برہمن لوگ بہت رہتے ہین جو اون مندرون کے پوجاری ہین اور آمدنی چڑہاوا
کی کہاتے ہین بلندی اسکی سمندر کے سطح سے سات ہزار چار سو اٹہائیس فٹ ہے **ناگ کنڈا**
کمارسین کی پہاڑی ریاست مین یہہ ایک درہ اون پہاڑی قطارون مین سے ہے جو کوہ دارتو کے مغرب
کے طرف سے نکلتی ہین چوٹی اس درہ کی جنوب کے طرف سے ڈہلوان ہے اور پہاڑ سرسبز و خوشنما درختان
دیودار و چیہر وغیرہ درختون بکثرت ہین اور چشمے پانی کے صاف جاری ہین جنکا پانی بلور کی طرح چمکتا ہوا نظر آتا ہے
اور کئی ایک مقامات مین قدرتی پہول اور سبزی ایسی ہے کہ اسکے دیکہنے سے بہشت یاد آتی ہے
اس درہ کی چوٹی پر ایک مسافرخانہ بنا ہوا ہے جسمین مسافر لوگ آرام کرتے ہین بلندی اسکی سمندر کی سطح سے

نو ہزار سولہ فیٹ ہے ۔ **ریاست کوٹ گڈہ یا بارہ ٹہکرائی** یہہ ایک چہوٹی سی
پہاڑی ریاست ستلج پار کے ریاستون مین سے ہے اسکے شمال کو دریاے ستلج شرق مین علاقہ بشہر جنوب مین
کہنکائی مغرب مین کمارسین ہے یہہ علاقہ سات میل لمبا پانچ میل چوڑا کل تئیں میل مربع ہے اس ریاست کا
نام پہلے بارہ ٹہکرائی تہا اسلئے کہ بارہ دریاستین جو بائین کنارے دریاے ستلج و ٹونس کے تہین وہ اسکے
ماتحت تہین اور یہان کا راجہ بشہر کے راجہ کی اطاعت مین تہا مگر جب سرکار انگریزی نے گورکہون پر
فتح پائی تو نومبر کی چہٹی تاریخ ۱۸۱۵ء کی لکہی ہوئی سند کی رو سے یہہ ریاست یہان کے راجہ کو مل گئی لیکن
زیر حکم سرکار انگریزی کے رہا اور علاقہ سنادکہہ جو اس ریاست کے شرقی وہ ایک ندی کے کنارے پر ہے
وہان انگریزی فوج کے رہنے کے واسطے چہاونی قرار پائی شمال مغرب کے سمت کو سطح اس علاقہ کا چار ہزار فیٹ
اور تمام علاقہ سے نشیب مین بائین کنارے دریاے ستلج کے چار میل کے فاصلہ پر واقع ہے وہان بڑی
زراعتین ہوتی ہین اور تمام پہاڑ سرسبز دکہائی دیتا ہے اس علاقہ مین دو باغ ہین ایک مقام کوٹ گڈہ
نانفل اور دوسرا ایک دوسرے سیدا ہین جو چار ہزار فیٹ چارونطرف کے پہاڑون سے نشیب مین ہے
اور ان باغون مین کیلے و انار و سیب وغیرہ میوہ دار درخت اور انگریزی قسم کے نباتات و پہول دیو
بہت ہین آب وہوا یہانکی خوش و موافق طبیعتون کے ہے جاڑون مین اول کوہر پڑتی ہے پہر برف
برستی ہے مگر تسپر بہی سردی مہلک و سخت نہین ہوتی گرمیون مین موسم دلپسند و موافق ہوتا ہے سخت گرمی
نہین ہوتی صاحبان انگریزی اس ملک کو بہت پسند کرتے ہین خاص کر جس مقام پر کہ چہاونی مقرر ہوئی تہی ہار
تو گرمی کے موسم مین اون و پشم کا لباس پہنتے ہین فاصلہ اسکا کلکتہ سے شمال مغرب کے سمت کو کرنال و سباتو کے
راستے ایکہزار ایکسو بیس میل کا ہے اور بلندی اسکی سمندر کے سطح سے چہ ہزار چہ سو چونتیس فیٹ ہی
کوٹہار کی ریاست یہہ ایک پہاڑی ریاست ستلج پار کی ریاستون مین ہے اس کے شرق
کے طرف کوہ سباتو و باقی کے طرفون مین ریاست مہلوگ اور بیجا کا علاقہ ہے علاقہ اسکا پانچ میل لمبا اور
تین میل چوڑا ہے آبادی چار ہزار آدمی کی اور آمدنی سالانہ سات ہزار روپیہ ہے جسمین سے ایکہزار
اسّی روپیہ سرکار انگریزی کے خزانہ مین داخل ہوتا ہے سرکار نے گورکہون کو جب ۱۸۱۵ء مین اس پہاڑ
سے نکالا تو یہہ ریاست یہان کی قدیم راجہ کو عطا کر دی تہی ۔ **ریاست کونہٹی** یہہ پہاڑ کے رستونمین
ایک چہوٹی سی ریاست ہے اسکے شمال کو ریاست علاقہ بہگی شرق کو مدہان جنوب مین شملہ و کیون تہل مغرب مین
علاقہ مہاراجہ پٹیالہ ہے کل سطح اسکا پچیس میل مربع اسمین چند قطارین پہاڑون کی بہت بلند اور
ٹولاگکا ایک دریا اسکے شمال کو بہتا ہے جو اس تمام گہاٹی کا پانی لیکر ستلج مین جا گرتا ہے آبادی اسکی

تین ہزار آدمی کی اور آمدنی سالانہ چار ہزار روپیہ ہے پہلے یہہ ریاست راجہ کیونتھل کے ماتحت تھی اب
سرکار انگریزی کے ماتحت ہے ریاست گونڈ پہاڑی ریاستوں میں سے یہہ بھی ایک چھوٹی سی ریاست
ہے اسکے شمال کے طرف علاقہ ریاست کلو اور مشرق میں کمارسین جنوب کو بلسن و مدہان مغرب میں کوٹی
دہیوک ہے طول اسکا شمال سے جنوب کو بارہ میل اور مشرق سے مغرب کو چھہ میل عرض ہے اسکے راجہ کو
ٹھاکر یا رانا کہتے ہیں ۱۸۶۵ء میں ٹھاکر یہاں کا مر گیا اگرچہ اور بھی رشتہ دار دعویدار تھے مگر سرکار سے
سند نشینی بھائی راجہ متوفی کے پوتی کو ملی **مٹیانہ** یہہ ایک چھوٹا سا قلعہ گونڈ کی ریاست کے متعلق
اور سڑک یہہ جو شملہ سے کوٹ گڈہ کو جاتی ہے شملہ سے اونتیس میل شمال مشرق کے سمت کو بنا ہوا ہے
بلندی اسکی سمندر کے سطح سے آٹھ ہزار فیٹ کی ہے **ریاست جھلوک** یہہ ایک چھوٹی سی
ریاست ستلج پار کے پہاڑ میں ہے شمال میں اسکے منڈہ و مشرق علاقہ ٹیپالہ و ریاست کوٹھار جنوب میں
ریاست بیجا مغرب میں تھرو دون و منڈہ و شمال جنوب کو طول اسکا بارہ میل شرق سے غرب کو عرض
اسکا سات میل اور سالانہ آمدنی دس ہزار روپیہ ہے جسمین سے ایکہزار چار سو چالیس روپیہ سرکار
کے خزانہ میں داخل ہوتا ہے ۱۸۸۱ء میں آبادی اس علاقہ کی تیرہ ہزار آدمی کے شمار میں آئی تھی
اور ۱۸۱۵ء میں یہہ ریاست گورکہوں سے چہین کر سرکار انگریزی نے رئیس حال کو دیدی تھی فقط
ریاست منگل یہہ ایک چھوٹی سی پہاڑی ریاست ستلج پار کے علاقہ میں ہے اسکے شمال کو علاقہ
سکیت ہے جسکے اندر دریاے بیاس چلتا ہے مشرق و جنوب میں علاقہ بھاگل مغرب میں کہلور لمبان اسکا
شمال سے جنوب کو اور چوڑان شرق سے غرب کو چار میل آمدنی سالیانہ ایکہزار اور ایکہزار آدمی کی آبادی
ہے **ریاست رائگین** یہہ ایک پہاڑی ریاست ستلج پار کے ریاستوں میں ہے جنوب و شمال
و شرق کو اسکی ریاست سہر غرب میں علاقہ ترو ک و بہوجی ہے شمال سے جنوب کو بارہ میل اسکا طول
اور پانچ میل عرض ہے **رلش** رائگین کی ریاست میں یہہ ایک قصبہ کوہ ہمالہ کے پہاڑ و نہر عین
ہموار میدان میں دریاے پابر کے بائیں کنارے پر آباد ہے یہہ مقام مثلثی پیمائش کے وقت ایک
بار سے حکومت و اسٹیشن مقرر ہوا تھا بلندی اسکی سمندر کی سطح سے سات ہزار آٹھ سو ستانوین فیٹ ہے
ریاست بگہاٹ یہہ ایک ریاست ستلج پار کی ریاستوں میں ہے اسکے شمال کو علاقہ پٹیالہ
و بروہلی و شرق کو ریاست کیونتھل جنوب شرق و جنوب کو بھی علاقہ پٹیالہ غرب کو بیجا و کوٹھار و
سپاٹو ہے طول اسکا جنوب شرق سے شمال غرب کو نو میل اور عرض چھہ میل کل سطح تیس میل مربع
ہے جب ۱۸۱۵ء میں گورکہوں کو نکالکر سرکار انگریزی نے ریاست بحال کیا تو انگریزوں نے قلعہ کل

دس پرگنون اس ریاست سے چھہ پرگنہ راجہ پٹیالہ کے پاس ایک لاکھ ستئیس ہزار روپیہ پر فروخت کر ڈالی اور باقی کے چار پرگنہ وہان کے رانا کو عطا فرمائی چونکہ اس راجہ نے گورکہیون کی مہم کے وقت سرکار کی کچھہ امداد اور استمداد ظاہر نہین کیا تہا اسواسطے اسقدر علاقہ اُسکا سرکار مین ضبط ہوکر فروخت کیا گیا اُسوقت آبادی اس علاقہ کی بحساب فی میل مربع ایکسو چودہ نفری اور کل تین ہزار چارسو مین تہا سنہ ۱۸۴۹ع مین راجہ اس ریاست کا لاوارث مرگیا اسلئی کل علاقہ سرکار کی ضبطی مین آگیا گو کہ مہاراجہ پٹیالہ نے قیمت اس علاقہ کی ایک لاکھ پچاس ہزار روپیہ دینا ہی منظور کیا مگر اوسکو نملا اور آبادی کے واسطے جا بجا تقسیم ہوا اور کچھہ حصہ انگریزی چھاونی کے نیچے آگیا جسکی آمدنی دو ہزار آٹھہ سو پچاس روپیہ تہی اوسکے واسطے یہہ تجویز ہوئی کہ اسمین سے ایکہزار دوسو اسی روپیہ رانا مرحوم کے وارثان کو بطور پنشن کے ملے اور باقی سرکار کے خزانہ مین داخل ہوا اوسوقت رانا کے وارثون نے اس ریاست کے ملنی کیواسطے ولایت مین دعوی پیش کیا وہانسے لارڈ الگن صاحب گورنر جنرل بہادر سے کیفیت طلب ہوئی اور بعد طلب ہونے کیفیت کے یہہ تجویز مسٹر کلارک صاحب اجنٹ رزیڈنٹ کے جو اوسوقت لاہور کے دربار مین سفیر انگلشیہ ہوئے تہے راجہ متوفی کا چھوٹا بہائی وارث ریاست کا قرار پایا ہنوز اسکی منظوری نہین ہوئی پائی تہی کہ وہ لڑکا بہی مرگیا اوسکے مرنے کے بعد اور دو برادرزادے راجہ متوفی کی ریاست کے دعویدار ہوئے اونکی نسبت ولایت سے یہہ حکم نفاذ پایا کہ اس ریاست کے باب مین گورنمنٹ ہند کو اختیار ہے اگر وہ کسیکو دینا چاہے تو نئے شرائط قایم کرکر ازسرنو دیدیوے اور یہہ نئی عطایات سرکار انگریزی کی شمار ہو مگر گورنمنٹ کی رائے مین مسترد ہونا اس ریاست کا راجہ کے وارثون کو مناسب متصور ہوا اور بدستور یہہ علاقہ ضبط سرکار رہا **ریاست بہاگل** یہہ ایک چھوٹی سی ریاست پہاڑ کی ریاستون مین ہے اسکے شمال کو علاقہ سکیت ہے مشرق کیطرف علاقہ بہگلی و دہامی و پٹیالہ جنوب وکہ کلنار غرب کو منڈی و کہلور و ناگل ہے طول اسکا شمال سے جنوب کو اٹہارہ میل اور دس میل عرض ہے کل سطح اس علاقہ کا ایکسو میل شمار مین آتا ہے مغربی علاقہ اسکا بہت اونچا ہے جسمین بہادرگڑہ کی چوٹی چھہ ہزار دوسو تینتس ۶۲۳۳ فٹ اور بارادیوی سات ہزار تین فٹ سمندر کے سطح سے بلند ہے اس پہاڑ کا پانی سعد اور چہوٹی چہوٹی بہت ندیون کے دریاے گنبر مین گرتا ہے اور ایک ندی اسمین ہے جسکا نام شملی ہے پیمایش کے وقت سرسہ کہا گیا ہے وہ شمال مغرب کیطرف کو بہہ کر دریاے ستلج مین جاگرتی ہے بہاگل کے علاقہ مین بارہ پرگنہ اور آبادی چالیس ہزار آدمی کی اور آمدنی سالانہ پنجاہ ہزار روپیہ ہے جسمین سے تین ہزار چھہ سو روپیہ سرکار انگریزی کے خزانہ مین داخل ہوتا ہے جب سنہ ۱۸۱۵ع مین

سرکار نے فوج گورکہیہ کو یہان سے نکالا تو بہاگل کے راجہ کو دوبارہ اس ریاست کی راج پر بحال کیا اور
تین ہزار آدمی کی فوج کے رکہنے کی اجازت دی **قلعہ ارکی** یہہ ایک قلعہ بہاگل کی ریاست سے
متعلق شرقی حد کے بلند اور ڈہلوین قطارون پر واقع ہے اس قلعہ مین پہلے گورکہیہ فوج رہتی تہی
۱۸۱۵ع مین سرکار نے اونکو نکالکر یہہ قلعہ بہاگل کے راجہ کے حوالہ کیا **قلعہ ہری پور** ریاست پٹیالہ کے
علاقہ مین یہہ ایک موضع ہے ایک قلعہ کے اوس سڑک پر جو شملہ سے سباٹو کو جاتی ہے سباٹو سے پانچ میل کے
فاصلہ پر واقع ہے آبادی اسکی دریاے گنبر کے ایک شاخ پر زیر حکومت و ملکیت مہاراجہ پٹیالہ کے
ہے بلندی اسکی سمندر کے سطح سے تین ہزار ایکسو پینتالیس فیٹ ہے **مورنی** شتلج پار کے پہاڑی علاقہ
مین یہہ ایک چوٹی پہاڑ کی ناہن کے شمال مغرب کے سمت سے چلکر جنوب مشرقی انجام کو پنجور دون تک
پہونچتی ہے اسکے اوپر ایک قلعہ بنا ہوا ہے جو مورنی کا قلعہ کہلاتا ہے اور چہوٹی سی آبادی کا ایک
موضع بہی اسی نام کا آباد ہے پہلے یہہ مقام و علاقہ ایک مسلمان رئیس کے ماتحت تہا سکہون نے اوسپر
غالب آکر اپنے تحت مین کرلیا بلندی و پستی اس چوٹی کی اوسط درجہ کی ہے اور مثلثی پیمایش کے وقت
یہان پر جو اسٹیشن مقرر ہوا تہا اور خاص قلعہ کے مقام کی بلندی سمندر کے سطح سے دو ہزار چارسو
تیس فیٹ ہے **قلعہ راج گڈہ** مہاراجہ پٹیالہ کی ریاست کے متعلق یہہ ایک قلعہ دریاے
گری کے داہنے کنارہ سے دو میل کے فاصلہ پر بنا ہوا ہے شکل مربع اور عمارت پتہرون اور چونہ کی ہے
طول اسکا چہیاسٹھ فیٹ اور عرض چہپن فیٹ بلندی اسکی سمندر کے سطح سے سات ہزار ایکسو پچہتر
فیٹ ہے **سمر دیوتا** یہہ ایک پہاڑ کی چوٹی کوہ سباٹو کے نزدیک ماتحت حکومت پرگنہ سباٹو کے
واقع ہے چونکہ اس مقام پر ایک پختہ مندر شیو جی مہادیو کا بنا ہوا ہے اس سبب اس مقام کو سمر دیوتا
کہتے ہین بلندی اسکی سمندر کے سطح سے پانچہزار چارسو فیٹ ہے **ریاست بشہر** کوہستانی
یہہ ایک پہاڑی ریاست ہے اسکے شمال کو انگریزی ضلع سپتی مشرق کو علاقہ چینی تاتار جنوب کو ریاست
گڑہوال اور جنوب مغرب کو مختلف اضلاع پاس کی پہاڑی ریاستون کے ہین یہہ علاقہ ستانوے
میل لمبا شمال مشرق سے جنوب مغرب اور چہتیس میل چوڑا جنوب مشرق سے شمال مغرب کو کل سطح اسکا تینتیس سو
میل مربع ہے اور اونچے پہاڑون اور بلند چوٹیون کے اندر واقع ہے اسقدر کہ اسکے ساتہہ کا کوئی
اور علاقہ بلند تر روے زمین پر نہین ہے کوہ نرٹ اس علاقہ مین جو بائین کنارہ سے دریاے ستلج
کے ہے وہ تین ہزار اسی فیٹ اونچا ہے اور کوہ رائین جو بائین کنارہ سے دریا کے پار ہے
وہ چار ہزار نوسو فیٹ بلند ہے اور دریا سے آس پاس کے پہاڑ اور مقامات پست ہین اور بعض جگہ

ایسے بھی ہین جو سات ہزار سے لیکر بارہ ہزار فیٹ تک سمندر کی سطح سے اونچے ہین دریاے ستلج ہمالہ
مین شرق سے غرب کو بہتا ہے اور اوسکے اس پار اوس پار کی سبب سے گویا دو حصون مین یہہ ملک منقسم ہو گیا شمال کی طرف
کا جو حصہ ہے اوسکو کناور اور جنوبی حصہ کو بسہر بولتے ہین کناور کے ملک مین بہت کانین کچی تانبے کی
دریافت ہوئی ہین لوہا اوس پہاڑ سے کثرت کے ساتھہ نکلتا ہے اسطرح پر کہ کچھہ تو لوہے کے پتھر ہوتے ہین
اور کہین سے کچا لوہا نکلتا ہے اور کچا لوہا مقام نادا اور شیل کے جو جنوبی و مغربی حد پر اس علاقہ کے آباد
ہین نکالا جاتا ہے اور نکالنے اوسکے جاری ہین یہہ لوہا کلی کی طرح چمکتا ہے کیونکہ اوسمین ریگ
بہت ہوتی ہے کانین یہان جو کہودی جاتی ہین اونکی شکل بطور زینہ دار کے ہوتی ہے اور
آدھی آدھی میل تک پہاڑ کے اندر چلے جاتی ہین پہلے اوس کچے لوہے کو چٹر کے کوٹون سے تاکہ
اوسکا کوٹ کو درست کرتے ہین اسطرح سے کہ جلاتے ہین وہ اصل ہین دو تہائی جلکر ایک تہائی بچ جاتا
ان سب کانون مین سے شیل کی کان کا لوہا بہت اچھا ہوتا ہے اور عمدہ عمدہ ہتیار اوس سے بنائے
جاتے ہین کچا لوہا جب کان سے نکالا جاتا ہے تو سو ٹکڑے مین سے تیس یا چالیس یا پچاس ٹکڑے
اچھے نکلتے ہین باقی ناکارہ پھینک دینے کے لایق ہوتا ہے آب و ہوا اس ملک کی مختلف قسم کی ہے اور
جسقدر ملک کی نشیب و فراز و خشکی و تری مین فرق ہے اوسقدر آب و ہوا مین تفاوت ہے رامپور کے
مقام کی زمین تین ہزار دو سو ساٹھہ فیٹ سمندر کے سطح سے اونچی ہے اور اس علاقہ کے جنوبی جانب کے
سلسلہ اون پہاڑون تک کہ جہان بسبب کثرت برف کے آجتک بنی آدم کا گذر نہین ہوا طرح طرح کے
موسمین اور آب و ہوا بدلتی رہتی ہین نہایت موافق و دلپذیر آب و ہوا مقام جو آراباد پار کی
گہرائی کی ہے جو قریب چار ہزار آٹھہ فیٹ کے بلند و نہایت سرسبز و سیراب و زرخیز علاقہ ہے پیدا آوری
اس علاقہ کی ستلج کے کنارے رامپور کے مقامات سے لیکر علاقہ سرحد تک جابجا مختلف ہے رامپور کے
مقام پر بانسون کے جنگل اور میوہ دار ہر ایک قسم کے درخت بکثرت ہین اور برفانی پہاڑون پر گیاس تک
ہی پیدا نہین ہوتا ستلج کے کنارے بلندی اسکی سطح کے چار ہزار سے لیکر پانچ ہزار فیٹ تک ہے اور جسقدر اوس
سے بڑہتے جاتے ہین ہندوستانی قسم کی درخت غایب ہوتے چلے جاتے ہین اور یورپ کے درخت دیار تاس دہول بکثرت
نظر آتے ہین و چیڑ و دیودار و زیتون وغیرہ پہاڑی درختون کی یہہ کثرت ہے کہ تمام پہاڑ سرسبز باغ
کی طرح دکہائی دیتے ہین اس پہاڑ مین چاے کی پیدائش اور تجارت بہت ہوتی ہے چاے کی زراعت
دریاے ستلج و دریاے لبی کے کنارے جو ہنجور کے پہاڑ کے اندر ہے بکثرت ہوتی ہے دو قسم کی چاے
کالی و سبز یہان ہوتی ہے جو چین کی چاے سے مشابہت تام رکہتی ہے قریب ایک ہزار مین سالانہ کی چاے اس علاقہ

سے سوداگر لوگ شہر لے دار السلطنت لداخ کو لیجاتے ہین اور وہان اسلئے کی چاے کے سوا
چین کی چاے کی کچھ قدر نہین ہے اور یہان غریب غربا و دولتمند غنی سب چاے کا استعمال کرتے ہین
کناور کے علاقہ مین انگور کی یہہ کثرت ہے کہ لاکھون من تک اوسکی پیدائش کی تعداد ہے تازہ انگور
جس قدر کہانے سے بچ رہتا ہے اوسکے ڈھیرون کے ڈھیر خشک کر رکھتے ہین اوسکی سوداگری
ہوتی ہے اور شراب بھی اوس کی بنائی جاتی ہین برسات اور جاڑے کے موسم مین وہی خشک انگور انکی
غذا ہوتا ہے جاڑے مین کشمش خشک ایک روپیہ کا پندرہ یا بیس سیر بکتا ہے اور بڑا انگور تین یا پانچ سیر
فروخت ہوتا ہے اس علاقہ مین اٹھارہ قسم کی انگور نہایت عمدہ اور رس دار پیدا ہوتے ہین۔
عادات اور خصلتین بھی مختلف ہین اور جیسے کہ یہہ ملک نشیب سے فراز کو جاتا ہے عادات بھی بدلتی ہوئی
چلی جاتی ہین کناور کے ملک کے باشندے وضعدار بہادر و محنت کش و دیانت دار جہان نواز ہین
اور جب گورکہون کی فوج نے اونپر حملہ کیا تو انہون نے اطاعت نہ کی اور بڑی بہادری سے اونکا
مقابلہ کرکر اونکو شکست دی اور بسہر کا راجہ جو بسہر سے بہاگ کر اونکے پاس جاکر پناہ گزین ہوا اوسکو
اونہون نے پناہ دی دریاؤن کے پل توڑ دیے راستہ اور دریا روک لئے غرضکہ گورکہونکو
اپنے علاقہ مین داخل ہونے نہ دیا آخر اس بات پر فیصلہ ہوا کہ سپہ سالار گورکہہ نے سات ہزار پانسو
روپیہ سالانہ ان سے لینا کرکے انکے مقابلہ سے باز آیا اس علاقہ کی عورات زیور پہننے کی بہت شایق
ہین اگرچہ خوبصورتی و خوش خلقی اس پہاڑ مین بہت ہے مگر غیرت برای نام بہی نہین ایک عورت
کے پانچ چھہ خاوند ہونا یہان عام رواج ہے اور جو شخص ایک گھر مین پانچ چھہ مرد ہوتے ہین وہ
ایک ہی عورت کو قیمتاً خرید کر شادی کر لیتے ہین اور وہ سب کی ایک عورت کہلاتی ہے اور سب
مرد نوبت بنوبت اوس سے حاجت روائی کرتے ہین امرا کے یہان ایک عورت ایک مرد کی پاس
بھی ہوتی ہے مگر شاذ و نادر عورات کے بیع و شرا پہلے برملا گھوڑون اور بیلون کیطرح ہوتی تھی اور
قیمت عورت کی خوبصورتی پر بڑہائی جاتی تہی جو کوئی زیادہ دیتا تہا سو پاتا تہا اب برملا یہہ بات نہین ہوتی
کہ سرکار انگریزی کی سخت ممانعت ہے مگر در پردہ وہی حال ہے بہت سی خاوند والی عورت سے جو اولاد
ہوتی ہے اوسکا باپ بھی کہلاتا ہے جسکی نسبت عورت کہہ دیوے کہ یہہ فلانے خاوند کے تخم سے ہے
علاوہ اسکے جس باپ کے ساتھ بیٹے کے خال و خط مطابق ہون وہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہہ فلانے کا بیٹا ہے
اس علاقہ کے جنوبی حصہ مین اچھوت اور برہمن ہندو مذہب کے رکھتے ہین اور بکری بھیڑ سور و مچھلی کا
گوشت کہاتے اور شراب تاک کو چاہتے نہین بیٹھے ہین سرکار کی عملداری سے پہلے عبادت گاہون پر جاکر

دیوی دیوتا کے روبرو وہہ انسان کی قربانیان کرتے تھے خاوند کے ساتھہ عورات بہت ستی ہوتی
تھین اسقدر کہ ایک مرتبہ یہانکا راجہ جو مرگیا تو تینتیس آدمی جنمین سے بارہ عورتین اور بیس مرد
وزرا او امرا تھے راجہ کے ساتھہ آگ مین جلکر مرگئے مگر جب سے یہہ ملک سرکار کے زیر اطاعت آیا ہے یہہ
واہیات رسمین بالکل موقوف ہوگئین ہین جنوبی حصہ کے لوگ گنیش اور کالی دیوی کی پوجا کرتے ہین
اور مہادیو کہلاتے ہین اور شمالی حصہ کے ملک علاقہ کنا ور مین بدھ مذہب کے آدمی شاذ و نادر ہین جسکے
سبب یہہ لامہ مذہب کے لوگ ہین اور بولی اونکی شمالی ملک کی تبتی ہے اور دوسری کے ملک مین
ہندوستانی و پہاڑی ملی ہوئی بولی بولی جاتی ہے بوشہر کے راجہ مہندر سنگہ کو بعد لڑائی فوج گورکہون
کے پھر تاج بخشی کی پہلا راجہ ۱۸۵۰ء مین مرگیا تو بسبب اسکے کہ لڑکا اوسکا خورد سال تہا سرکار خود اوسکی
سرپرست ہوئی اور اوسی ریاست کے امرا و وزرا کی مشورت سے بخوبی انتظام ملک کا کیا اس ریاست کی فوج
کوئی باقاعدہ نہین ہے سپاہیون کے پاس ایک طرح کے ہتہیار نہین ہوتے کسی کے پاس بندوق توڑہ دار
اور کسی کے پاس تلوار کسی کے پاس نیزہ کسی کے پاس سپر کا کسی کے پاس تیر کسی کے پاس شمشیر کسی کا ہتہیار
کسی کا چہورا کسی کے ہاتہہ مین لکڑی کسی کے ہاتہہ مین سونٹا سرکار راجہ گورکہون کی لڑائی کے وقت
جب سرکار انگریزی کی مدد کو آیا تو اوسکے پاس تین ہزار فوج تہی جس مین سے ایکہزار سپاہی کے پاس
توڑہ دار بندوقین تہین اور باقی کے پاس طرح طرح کے ہتہیار تھے خراج علاقہ بسہر کا جو گورکہون کو
دیا جاتا تہا اسی ہزار روپیہ تہا اب بڑی بہاری آمدنی ہے کل آمدنی مین سے پندرہ ہزار روپیہ سرکار
انگریزی لیتی تہی کل آمدنی اس راجہ کو سالانہ بابت محاصل کارخانجات پارچہ بافی و کمبل بافی و آمدنی
کان نمک و آہن وغیرہ و آمدنی زراعت و خراج ملک پندرہ لاکہہ روپیہ ملتا ہی اور آبادی اس علاقہ
کی قریب دو لاکہہ آدمی کے ہے پہلی ریاست کوٹ گڈہ و کمارسین اس راجہ کے ماتحت تہین مگر جب انگریزی
حاکم ہوا تب یہہ دو ریاستین علیحدہ ہوگئین اور قلعہ رام گڈہ و سلوان و دار تو دیا گئی و دیگر آن کول
اونکے پاس ہے **علاقہ کنا ور** بسہر کی ریاست کے متعلق یہہ ایک پہاڑی علاقہ ہے اسکی شمالی کو
سپتی کا پہاڑ مشرق کو چینی تاتار جنوب کو اضلاع جو آرہ و سو اضلاع متعلقہ بسہر مغرب مین علاقہ ریاست
کلو ہے یہہ علاقہ جنوب مغرب سے شمال مشرق کو ستر میل لمبا اور چالیس میل چوڑا کل سطح دو ہزار ایکسو میل
مربع ہے یہہ ملک بہت بلند واقع ہوا ہے اور مختلف صورت کی نشیب قطارین اور بلند پہاڑ اسمین واقع
ہین ستلج اندر سے دریا شمال مشرق سے جنوب مغرب کو بہتا ہے اور چینی تاتار کے حد سے ستر میل کے فاصلہ پر
[illegible] ستلج [illegible] علاقہ کے [illegible] اندر نکلتا ہے مگر ستلج کے کنارہ [illegible] ایک [illegible] کہنہ آباد [illegible]

نہین ہوتی بسبب اسکے کہ کنارے ستلج کے بہت ڈہلوین اور بلند ہین اس علاقہ کے اندر جسقدر دریا کہ دونو
طرف سے دریاے ستلج مین آکر شامل ہوتے ہین یہہ ہین اول دریاے لی جسکو دریاے سپتی بہی کہتے ہین
دوسرا دریاے دارنگ تیسرا رسچورچو چوتہا دریا گزہنگ پانچوان دریاے گگن چہٹا دریاے شالا
اور بائین کنارے کیطرف سے دریاے ہوجو وتقلیہ وتدنگ وتسا جار دریا ستلج مین آکر گرتے ہین
بلندی اسملاک کی ستلج کے سطح سے دس ہزار فیٹ کی ہے آب وہوا اسملاک کی گرم موسم مین تمام نچلی
حصے ستلج کے گہاٹیون کے گرم وبعض موقعون پر بہت سخت گرم اس باعث سے ہے کہ آفتاب کی کرنین
سامنے کے اونچے پہاڑ پر پڑتی ہین اور ہوا اونکی گرم ہونے سے گرم ہو جاتی ہے خصوصاً بمقام
چینی جو آٹھہ ہزار فیٹ سے بہی زیادہ بلند ہے گرمی زیادہ ہوتی ہے انگور اس علاقہ کی بہت افضل
ہوتی ہین اور اونکا رس نکالکر جو بہا جاوے تو انگوری شراب کیطرح مستی دیتا ہے جنوبی یا نچلے حصہ
کوہ کناور مین برسات بہت ہوتی ہے باقی کے حصون مین برسات کم ہے اور زراعتون کو پانی ندیون سے
دیا جاتا ہے شمالی حصہ مین برف کثرت سے پڑتی ہے بلکہ اسقدر کہ گانوکے گانو برف کے نیچے دب جاتے
ہین شکل وصورت یہان کے لوگون کی کوہ قاف کے آدمیون سے مشابہت رکہتی ہے رنگ کسیقدر سیاہ
اور پوشش بہی انکی ناصاف ہے مگر بلند قد وطاقتور وبہادر وحلیم طبع ومہمان نواز ہوتے ہین
گورکہون کی یورش کے وقت اونہون نے اونکا مقابلہ کرکر اپنے علاقہ مین آنے نہ دیا اور اپنے راجہ کی حفاظت
کی ایک عورت کے چند خاوند کا ہونا یہان رواج عام ہے اور شمالی حصہ مین ایسے جہان کہ چند ان
کسی حاکم کا دخل نہین ہے بدمعاشی وزناکاری بہت رایج ہے مرد اس پہاڑ کے غیرت عورات کی نہین رکہتے
کناور کے جنوبی حصہ کے لوگون کا مذہب ہندو برہمنی ہے اور شمالی طرف کے لوگ لامہ مذہب بدہ ومثل ملک [illegible]
[illegible] اسملاک مین قتل بکری کا بہت رایج ہے ایک مقام پر ہمیشہ لوگ کم رہتے ہین اور ایک مندر بڑا مشہور
عالیشان ہے بہیم کالی دیوی کا یہان بنا ہوا ہے جہان پہلے آدمیون کی قربانی ہوا کرتی تہی یہہ لوگ گائے کی
بہت ادب کرتے ہین اور ذاتون کا امتیاز بہی البتہ ہوتا ہے اور سواے ہندو ولامہ مذہب کے اور کسی
مذہب کا آدمی یہان پایا نہین جاتا اور مقام [illegible] جو اس ملک کے شمالی حد پر ہے وہان خاص لامہ مذہب
رایج ہے اسملاک مین پانچ زبانین بولی جاتی ہین شمالی ملک مین تبتی وکناوری جنوب مین ہندوستانی
وپہاڑی ملی ہوئی وغیرہ اسکل علاقہ مین نو ہزار آٹھہ سو پچاس آدمی کے قریب آبادی بحساب فی میل
مربع پانچ آدمی کے ہے اور قصبہ سنگم وکانم اسمین بڑے شہر مشہور ہین ہوکپو درہ شہر کے
ریاست کے متعلق یہہ ایک پہاڑی درہ شمال مشرقی حد کوہ کناور پر واقع ہے یہہ پہاڑ ملک چینی

اور ایہاں ملک ہین گویا حد فاصل شمار ہوتا ہے زمین اس پہاڑ کی سرخ اور طرفین اسکے ڈہلوین ہین اور
پہاڑ مین سے کلی کا پتہر وچونہ بافراط نکلتا ہے بعض بعض مقامات سے اور اور قسم کے پتہر بہی نکلتے ہین
اس مقام پر چین والون کی سلطنت کی سرحد پر ایک برج بطور قلعہ بنا ہوا ہے اوسمین کچہہ فوج بہی اونکی
رہتی ہی بلندی اسکی سمندر کی سطح سے پندرہ ہزار سات سو چہہ فیٹ ہے جنگی بسہر کی ریاست کو متعلق
ہے ایک قصبہ دریاے ستلج کے دہنے کنارے ایک بلند پہاڑ کے اندر آباد ہے شگاف اس پہاڑ کے بہت
صاف اور بباعث تیزی برف کے پہٹے ہوئے ہین سردی کی موسم مین یہان بڑے بڑے ڈہیر برف
کے پہاڑ کے اوپر سے گرتے ہین سطح اس پہاڑ کا ریگی اور پتہریلا ہے دریا کے کنارے زمین اس قصبہ کی
زرخیز ہے آباد بہت ہے اوسمین طرح طرح کے غلہ پیدا ہوتے ہین اور قسم قسم کے میوہ دار درختون کے باغ ہین
سطح سمندر سے بلندی اسکی آٹہہ ہزار نو سو پانچ فیٹ ہے کانم بسہر کی ریاست اور علاقہ کناور سے متعلق
ہے ایک قصبہ بلند پہاڑ کی ڈہلوین گہاٹی ایک دریا کے کنارے جو ہندوگار دریاے ستلج کا ہے ایک
میل کے فاصلہ پر آباد ہے اسکی آبادی کا مقام ڈہلوان و پتہریلا اور اراضی اسکے متعلق کی ہموار
زرخیز ہے اسکی آبادی کے تمام گہر نشیب کیطرف سے بلندی کو آباد ہوتے چلے گئے ہین اور ایسا
معلوم ہوتا ہے کہ گویا ایک گہر دوسرے کے اوپر بنا ہوا ہے قصبہ کے اندر بہی آڑو وسیب انگور و اخروٹ
وغیرہ درخت میوہ دار بہت ہین اور باہر کی زمین مین بہی زراعت ہر ایک قسم کی غلہ کی بڑی اعلی
ہوتی ہے اور سبب اسکے کہ ندی اوس زمین کے اندر سے گذرتی ہے زمین پہاڑی ہمیشہ نمناک رہتی ہے
خشک سالی کا یہان کے زمیندارون کو کچہہ خوف نہین ہوتا اس شہر کے رہنے والون کا مذہب بدہ لامہ ہے
اور ایک بڑا عالیشان وقدیمی مندر لامہ مذہب والون کا پرستشگاہ بنا ہوا ہے مندر کے اندر ایک
کتبخانہ بڑا بہاری رکہا ہے اور اسمین کتابین ہر ایک انت اور دہرم کی موجود ہین ایک لغت کی کتاب
بہت بڑی ہے جسکی دو سو چہبیس جلدین ہین اوس کتاب مین جس جس لغت کا بیان کیا گیا ہے ساتہہ اوسکے لفظ
وخاصیت ومقام پیدائش وغیرہ امور ضروری بیان ہوئے ہین اور ایک دوسری کتاب تصوف
کے علم کی زبان تبتی سو جلد مین لکہی ہوئی ہے جس تمام کتاب مین سواے علم تصوف ورموز باطنی
وعالم ارواح کے اور کچہہ نہین ہے فقرا اور تارک الدنیا وطالبان مولی کے واسطے پڑہنا اوسکا
اکسیر اعظم ہے پہلی لغت کی کتاب سنسکرت کی زبان کا ترجمہ ہے اور ترتیب اوسکی بطور حروف تہجی
کے ہے اور یہہ بڑی دونو کتابین لکڑی کے ٹیپ یعنی حروف سے چہپی ہوئی ہین باقی اور کتابین
چہوٹی بڑی کا کچہہ شمار نہین ہے یہہ شہر کانم گویا علاقہ کناور مین معدن علم و دہرم ہے اور یہان کے لامہ

سب پہاڑ کے لاموں سے افضل و اوستاد ہین لامہ دیوتا بدہ مذہب والون مین سرپیشوا یا گورو کو کہتے ہیں
اگرچہ اس پہاڑ مین لامے بکثرت ہین لیکن اصلی لامہ وہ ہوتا ہے جسکو لداخ کے ملک کا لامہ پسند کرکے سند
لکھہ دیوے پوشاک کا نام کے ٹہبے لامہ کی رومن کتھلک کے پادریون کی سی ہوتی ہے خصوصاً جوغہ
تو اونہین جیسے لال رنگ کا پہنتا ہے جب یہہ لوگ لامہ کے پاس عبادت کو بیٹھتے ہین تو لامہ خود گہنٹہ ہاتہہ مین پکڑ
کر بجانا شروع کرتا ہے اور حاضرین کے ہاتہون مین سے کسی کے ہاتہہ مین ڈہولکی اور کسیکی سارنگی اور
کسیکی جلاجل وغیرہ ہوتے ہین اور آہستہ آہستہ سُر تار کے ساتہہ بجاتے ہین اور زبان سے بہی کچہہ بولتے
جاتے ہین تہوڑی دیر کے بعد لامہ خود اوٹہہ کر اور آگے بڑہہ کر ناچنے لگ جاتا ہے اور سب حاضرین بہی
اوس رقص مین اوسکے ساتہہ اتفاق کرتے ہین کچہہ دیر تک ناچ کر بس کر دیتے ہین یہہ لوگ سر پر لمبی
ٹوپیان اور گلے مین لمبی چولی یعنی کرتی پہنتے ہین اور پرستش کے وقت محفل کے اندر ایک پیالہ پانی کا اور
ایک میٹہی روٹی رکہی ہوئی ہوتی ہے بعد ادائے رسمیات پرستش کے لامہ اوٹہہ کر اوس پانی کو پیالے کو خود
پی لیتا ہی اور اوس روٹی کو آگ مین جو اوسوقت روشن ہوتی ہی ڈال دیتا ہی اور سب کو رخصت کر دیتا ہی اوسوقت سبکے
یقین ہوجاتا ہے کہ ہماری عبادت خدا کے جناب مین قبول ہوئی اور ہر ایک کام مین ہماری مشکلکشائی
غلہ مین آتی کا نام کا جاگیردار و مالک بسہر کے راجہ کا ہم جدی ہے اوسی کی یہان حکومت ہے اور وہ اسکی آمدنی
مین سے کچہہ تو راجہ کو دیتا ہے اور باقی خود کہاتا ہے تجارت اس شہر مین بہت ہوتی ہے اور سوداگری
مال کے محصول لینے کے واسطے یہان ایک مکان علیحدہ بنا ہوا ہے اور شہر کی آبادی روز بروز ترقی پر
ہے بلندی اسکی سمندر کے سطح سے نو ہزار دو سو چہیانوے فیٹ ہے **درہ کیپو** بسہر کے ریاست اور
کناور کے علاقہ مین یہہ ایک درہ اوس پہاڑ پر ہے جسکے اندر سے دریاے ستلج نکلتا ہے یہہ درہ کوہ ہوجو
اور ستلج کی گہاٹی کے درمیان آکر دونو کو آپس مین سے جدا کرتا ہے بلندی اسکی سمندر کے سطح سے تیرہ ہزار
چار سو چہبیس فیٹ ہے **درہ کیو چرنگ** بسہر کی ریاست اور کناور کے علاقہ مین یہہ ایک درہ
شمال مشرقی پہاڑون علاقہ کناور مین ہے اسکے اور چینی تاتار کے علاقہ مین کچہہ بہت فاصلہ نہین ہے
مگر بسبب برف اور سختی موسم کے لوگ یہان رہہ نہین سکتے گرمی کے موسم اور برسات کے ابتدا مین یہہ درہ
البتہ برف سے صاف ہوجاتا ہے اور آمد و رفت ہونے لگتی ہے بلندی اسکی سمندر کے سطح سے اٹہارہ ہزار
تین سو تیرہ فیٹ ہے **درہ کیو کوچی** بسہر کی ریاست مین یہہ ایک درہ اور فرودگاہ مسافرون
کے شمال مشرقی بلند گہاٹی کوہ چرنگ مین ہے یہہ درہ بسپا کی گہاٹی کو ٹدنگ کے گہاٹی سے علیحدہ کرتا ہے
اس مقام مین نباتات و درخت و گل و پہول قسم قسم کے ہین اور مسافرخانہ دہنے کنارے دریاے لنگرٹی

پیدا ہوتا ہے جو ایک تیز رو دریا ہے یہ ندی یہان گذر کر اور چند میل نیچے جا کر دریاے ستلج مین جا ملتی ہے
بلندی اسکی سمندر کی سطح سے بارہ ہزار چار سو ستاون فیٹ ہے **کہاب یا کھاب** بسہر کی ریاست
مین یہہ ایک قصبہ کناور کے علاقہ مین ستلج کے بائین کنارے پر پہاڑ ون کے بلند چوٹیون مین آباد ہے
سرسبزی و شادابی و شگفتگی پہولون کی یہان اس قدر ہے کہ اوسکو دیکھنے سے بہشت کی سیر
یاد آتی ہے باغی و جنگلی انگور وہان بہت ہوتے ہین بلندی اسکی سمندر کی سطح سے نو ہزار تین سو
دس فیٹ ہے **کہاپل** بسہر کی ریاست مین یہہ ایک قصبہ بلند گہاٹی پار کی دریا ایک میل پار کے
دہنے کنارا اوس سڑک پر جو پاٹو سے بریند ادرہ کو جاتی ہے بیس میل بریند اسکے جنوب مغرب کیطرف
آباد ہے اسکے گرد کا ملک بہت صاف و سرسبز و سایہ دار و کاشت شدہ ہے ہزار ون میوہ دار
درخت اور سایہ دار وہان موجود ہین اور بیشمار ندیان اور پانی کے چشمے پہاڑ ون سے نکلکر اس علاقہ
مین بہتے اور سیراب کرتے ہین بلندی اسکی سمندر کی سطح سے آٹھہ ہزار چار سو فیٹ ہے **کہلیا درہ**
بسہر کے علاقہ مین یہہ ایک درہ پہاڑی قطار ون کوہ ہمالہ کناور کے جنوبی حد پر واقع ہے آٹھہ مہینہ
تک بسبب برف کے بند یہ درہ بند رہتا ہے صرف ماہ مئی و جون و جولائی مین کہلتا ہے اگست کے مہینے
مین پہر برف کا برسنا شروع ہو جاتا ہے اور برف اس کثرت کے ساتھہ برستی ہے کہ پہاڑ کے اوپر اور
پہاڑ پر ڈنڈے کے جم جاتے ہین ناگہان برف کے برسنے کے سبب سے اکثر اوقات جانون کا نقصان بھی ہو جاتا ہے
فقط جولائی سے اس درہ کے راستے سے آمد و رفت مسافرون کی کم ہوتی ہے اگست اور مارچ کے مہینے مین
برف اس پہاڑ کی بہت نرم ہوتی ہے اگر آدمی اوسپر سخت جا کر پانو رکہتا ہے تو سر تک اوسمین کہس کر مر جاتا ہے
بلندی اس درہ کی سمندر کی سطح سے پندرہ ہزار فیٹ ہے اور ایک چوٹی پہاڑ کی اس درہ سے جنوب مغرب
کی طرف دو میل کے فاصلہ پر ہے اوسکی بلندی اونیس ہزار چار سو اکیاسی فیٹ سمندر کی سطح سے ہے
ہنگرم یا ہنگ رنگ یہہ ایک علاقہ بسہر کی ریاست کا کناور کے پہاڑ کے اونچے بلند کونہ پر
ہے اسکے جنوب و مغرب کو بلند قطارین اسی نام کے پہاڑ کے ہین جنمین صرف کلی کے پتہر اور مٹی ملی ہوئی ہے
شمال و مشرق کے طرف اسکے لداخ اور چینی تاتار کے حدود واقع ہین اور اسی نام کا ایک پہاڑی
درہ بہی اس پہاڑ کے اندر ہے جو اس پہاڑ کے جنوب مغربی حد پر ہے اور جو سڑک کہ اس درہ کے جنوب
مغرب کیطرف ہے وہ ایک پہاڑ کے غار کے اندر سے ہوتی ہوئی نکلتی ہے اوس سڑک کے دونو طرف نیچے
فراخ میدان نظر آتے ہین یعنی جنوب کیطرف تو کناور کا علاقہ نظر آتا ہے اور شمال کے طرف چینی تاتار کے
میدان دکہلائی دیتے ہین جنوب کیطرف اسکے پاس ہو اسے چہوٹے قسم کے جنگلی جہاڑیون کے اور کوئی

درخت نہین ہے اور شمال کیطرف سینکڑون گز تک اونچے برف جمی ہوئی نظر آتی ہے اور جب ہنگ رنگ
کے درہ کی بلند چوٹی پر چڑہکر دیکہین تو سوا سے کالے اور خشک پہاڑون کے اور کچہہ نظر نہین آتا
صرف کہین کہین بید کے کم قامت لکڑی دکہائی دیتی ہے اور چوٹیان پہاڑون کی ایسی اونچے نظر آتی
ہین کہ دیکہنے سے دہشت معلوم ہوتی ہے جنوب کی سمت کو اس درہ کے کچہہ دور ضلع کناور ہے وہ
سرسبز علاقہ اور کاشت شدہ ہے اور زراعتین ڈہلوین میدانون پر ایک ایک دوسرے سے اونچے
اونچے سرسبز بہت خوشنما معلوم ہوتے ہین درخت چنار کے بہی وہان بہت ہین گرمی کے موسم مین اگرچہ
اس درہ کے پہاڑ پر برف نہین ہوتے لیکن سردی ایسی ہوتی ہے کہ وہان جاکر اگر آدمی کچہہ دیر ٹہرے
تو بدن سن ہو جاتا ہے اور ہاتہہ پاؤن حرکت نہین کرتے بلندی اسکی سمندر کے سطح سے چودہ ہزار آٹہہ سو
فیٹ ہے **لنکہیا درہ** یہہ درہ بسہر کے ریاست کناور کے علاقہ مین اون پہاڑون کے قطار وار
واقع ہے جو شمال سے جنوب کو جاتے ہین بلندی اسکی سمندر کے سطح سے سولہ ہزار سات سو فیٹ ہے
اور یہہ درہ دو پہاڑ چینی تاتار کی سلطنت اور انگریزی سلطنت کے اندر حد فاصل شمار ہوتا ہے
کوٹی بسہر کے علاقہ مین یہہ ایک قصبہ بائین کنارے دریا سے پار کے دریا ستلج سے پانچ میل کے فاصلہ پر
آباد ہے تین طرف اسکے بڑے بڑے اونچے پہاڑ ہین اور ایک طرف سے ستلج دریا بہتا ہے راستہ
اسکا کہلا ہوا ہے یہان دریا کے اوپر لکڑی کا پل بندہا ہوا ہے جو سطح سمندر سے پانچ ہزار نو سو فیٹ
اونچا ہے **کوار آیا یو جالی** بسہر کے ریاست مین یہہ گانو اوس سڑک پر جو کو ہسوری سے گنگش درہ
کو جاتی ہے پندرہ میل جنوب کی طرف گنگش درہ کے آباد ہے پاس اسکے دریا ٹونس بہتا ہے وہ دریا
گہری اور تیز رو ندی ہے اور لکڑی کا پل اوس دریا پر ننانوے فیٹ لمبا بندہا ہوا ہے اور اسمین کل
چالیس گہر آباد ہین بلندی اسکی سمندر کے سطح سے آٹہہ ہزار سات سو نوے فیٹ ہے کنو یہہ قصبہ بسہر
کے ریاست مین کناور کے متصل بائین کنارے دریا ستلج کے آباد ہے گرمی کے موسم مین یہان دریا
بڑی تیزی سے چلتا ہے ایسا کہ جو چیز دریا مین ہو بہاکر لیجاتا ہے اور سبب اسکے کہ دریا مین پتہر بہت ہین
چلنے کے وقت اسکا پانی بہت شور کرتا ہے دریا کے اوپر لکڑی کا پل پندرہ فیٹ لنبا بنا ہوا ہے بلندی
اسکی سمندر کے سطح سے گیارہ ہزار سات سو ستائیس فیٹ ہے **قلعہ کمشین** بسہر کی ریاست مین
یہہ ایک قلعہ دہنے کنارے ایک ندی کے جو بدرگار دریا پار کا ہے بنا ہوا ہے اور قلعہ کے پاس ایک
قصبہ مشہور تجارت کا بارونق بنا ہے بازار اسکا آباد وکشادہ ہے تجارت گردی کا مال سرسبز وشاداب
قصبہ کے متصل ایک لوہے کی کان ہے جس سے نہایت عمدہ لوہا نکلتا ہے اور قصبہ کے لوہے کے نکالنے

کی کارخانے بہت ہین یہان کثرت سے لوہا نکالا جاتا ہے سوداگری اوسکی دور دور تک ہوتی ہے بلندی اسکی سمندر کی سطح سے چھ ہزار
آٹھہ سو چھتیس فیٹ ہے **قلعہ کشن پور** بسہر کی ریاست مین یہہ گانو ایک چھوٹے سے قلعہ کے متعلق علاقہ کناور کے آباد ہے
آبادی اسکی ایک پہاڑ کے اوپر دہنے کنارے دریاے ستلج کے واقع ہے گرد کا علاقہ اسکا انگوری باغون سے محیط ہے اور
انگور کثرت سے پیدا ہوتا ہے **قلعہ لپرنگ** بسہر کی ریاست کے متعلق ایک قصبہ دہنے کنارہ دریاے زنگ کے جو آیا
دریا بدرگا ستلج کا ہے آبادی یہان ایک قلعہ مربع شکل کا پختہ بنا ہوا ہے جسکی دیوارین چالیس فیٹ بلند ہین اسمین
بسہر کے راجہ کی فوج رہتی ہے بلندی اسکی سمندر کے سطح سے نو ہزار دو سو چھیانوین فیٹ ہے **لیو** بسہر کی ریاست اور
کناور کے علاقہ مین یہہ قصبہ اوپر چوٹی سی پہاڑ کے اور دہنے کنارے اوس مقام سے جہان دریاے لیکپٹ یا ہرلی سے
شامل ہوتا ہے آبادی دریاے لیکپٹ ایک تیز رو دہارا مغرب کے سمت سے آکر اس مقام پر دریا سے ملکے شامل
ہوتا ہے مشرق کے طرف اسکے ایک قلعہ ساٹھہ فیٹ اونچی ایک ٹیلی کے اوپر بنا ہوا ہے مگر اب مسمار ہو گیا ہے
آبادی اس گانو کی تاتاری خاندان کے آدمیون کی ہے جو لامہ مذہب رکھتی ہین سطح اس دریا کا اس مقام پر
نو ہزار فیٹ اور گانو کی آبادی کا مقام نو ہزار تین سو باسٹھہ فیٹ سمندر کے سطح سے بلند ہے اس علاقہ
مین دریاے سندھ و دریاے ستلج اپنے چشمون سے پہاڑون کے اندر راستہ لیتے ہوئے آتی ہین اور بڑی
تیز روی اور گہرائی سے چلتی ہین اور دو سو ستہتر فیٹ تک اونکا چوڑان ہے **لپی** بسہر کے ریاست علاقہ
کناور مین یہہ ایک قصبہ دہنے کنارے دریاے تیتی کے آباد ہے اور قریب چار میل کے اس گانو کے
نیچے یہہ دریا دریاے ستلج مین جا گرتا ہے بلندی اس گانو کی سمندر کے سطح سے آٹھہ ہزار سات سو فیٹ
ہے **لوہنیا درہ** بسہر کی ریاست کے متعلق یہہ ایک درہ اوس پہاڑ مین جو بسہر کے جنوبی و شمالی
علاقے کے درمیان بطور حد فاصل کے حایل ہے واقع ہے اس درہ کے پاس پاس اور بہی تین درے
کوہی ہین جو ایک ہی میل کے اندر جاری ہین بلندی انکی سولہ ہزار سے لیکر [illegible] ہزار فیٹ تک ہے اسپر
پہاڑ پر برف بہت برستی ہے اور سواے ماہ مئی و جون و جولائی و اگست کے آدمی ان درون کے
راستے سے گذر نہین سکتا **مسیرو** بسہر کی ریاست و رکناور کے علاقہ مین یہہ ایک گانو دہنے کنارے
دریاے ستلج کے اوس مقام پر کہ جہان دریاے جولا ستلج کے ساتھہ شامل ہوتا ہے آبادی اسمقام پر انگور کی
بہت کثرت ہے بلکہ اسمقام کو اس پہاڑ مین آخری مقام انگور کی پیدا ہونیکا کہنا چاہئے کہ اس سے آگے پہر
انگور پیدا نہین ہوتا **سوہنی قلعہ** بسہر کی ریاست کوہ کناور مین یہہ ایک قلعہ دریاے رلدنک کے
کنارے ڈہلوان گہاٹی پرگنہ قمرو پر بنا ہوا ہے اسمقام پر ایک بڑی ہندوون کی پرستشگاہ او رمہادیو کا
مندر بنا ہوا ہے جسکو بدری ناتہہ کہتی ہین مہادیو کے سر پر آٹہہ یا دس سیر سونے کا چھتر ہے اور مندر

بڑا عالیشان ٹہکر کی عمارت کا تعمیر ہوا ہے دور دور سے ہندو لوگ اس مندر کے پرستش کو آتے ہین اور
پرستش اسکی موجب نجات کا سمجھتے ہین **سرہانگ** بسہر کی ریاست علاقہ کناور مین ایک قصبہ ستلج کے
بائین کنارے اوس مقام پر کہ جہان دریاے تدنگ ستلج کے ساتھہ ملتا ہے آباد ہے آبادی اسکی ایک ہموار
سطح مین ہے اور تین طرف اسکے بلند پہاڑ ہین اور مغرب کیطرف سے جدہر دریا چلتا ہے کہلا ہوا ہے یہان
ایک پختہ قلعہ سنگین خوشنما عمارت کا بنا ہوا ہے اوسمین فوج راجہ کی رہتی ہے بلندی اسکی سمندر کی سطح سے
آٹھہ ہزار پانسو فیٹ کے ہے **قلعہ ستگڑہ** یہہ ایک قلعہ بسہر کے علاقہ سے متعلق اوس پہاڑ
کے اوپر بنا ہوا ہے جسکی ابتدا امرال گٹدی کے شمال کیطرف سے ہوتی ہے سطح اسکا اوچ سے نشیب کیطرف
ساڑھے تین میل ڈہلوان ہرٹے کے مقام ستلج کے بائین کنارے تک ہے بلندی اس قلعہ کی سمندر کے
سطح سے چھ ہزار فیٹ ہے سرکار کی چہاونی ہے پہلے اس علاقہ مین گورکہہ فوج رہتی تہی جنکے اوپر سرکار نے
یورش کرکے اونکو قلعہ سے نکالا تہا **نگو** بسہر کے ریاست علاقہ کناور مین یہہ ایک گانو سب سے بڑا گانو کوہ پرگیل
کے مغربی سمت اور دریاے سپتی کے بائین کنارے پر آباد ہے آبادی اسکی کچی پکی ملی ہوئی ہے اور
گہرون کے چہتین چوڑی لکڑیون سے ڈہانکی ہوئی ہین اس علاقہ مین اس سے زیادہ آبادی کا اور کوئی
گانو نہین ہے بارہ ہزار فیٹ سمندر کے سطح سے یہہ اونچا ہے میدہ اور جو یہان بکثرت ہوتی ہے گیہون بہت
بوئی جاتی ہے پہاڑ کے اوپر لامہ کے رہنے کی جگہہ بڑی عالیشان بنی ہوئی ہے اس پہاڑ کا سطح سنگ خارا
کے پتہرون سے بہرا ہوا ہے سواے ہر ایک قسم کے غلہ کے شلغم یہان بہت ہوتی ہین آب و ہوا یہان کی
بہت خشک ہے مگر سیرابی ملک کے فصل یہان بڑی بہاری ہوتی ہے اس گانو کے نیچے ایک چہوٹی سی
جہیل ہے جو ہمیشہ پر آب رہتی ہے اوسکے چارون طرف کنارون پر پہاڑی درختون چیڑ و دیتون وغیرہ
کی اسقدر کثرت ہے کہ اونہی کی لکڑی جلانے مین صرف ہوتی ہے اور وہی عمارتون کے کام مین لاتی ہین
درہ نالگون بسہر کی ریاست کناور کے جنوبی حصہ کے پہاڑ مین یہہ ایک درہ سب درون سے
چہوٹا ہے بلندی اسکی سمندر کے سطح سے چودہ ہزار آٹھہ سو اکیانوین فیٹ یا سات سو فیٹ کوہ برفانی سے
بلند ہے یہان ایک ندی بہی جسکا نام نالگون ندی ہے اسکے شمال مشرق کے طرف بہتی ہے اور دس میل کا
رستہ طے کرکے دریاے بسپا مین جا گرتی ہے **شکیا** بسہر کی ریاست علاقہ کناور مین بائین کنارے دریاے
ستلج کے یہہ ایک گانو اوس مقام سے ایک میل جہان دریاے سپتی اور ایک دوسرا دریا جو اسکے سامنے
بہتا ہے اسمین شامل ہوتے ہین آبادی تہوڑے فاصلہ پر اسکے بڑا بہاری جنگل چلغوزی درختون سے پر نظر آتا ہے
اور اسکے متصل ایک ندی جاری ہے جسکی کناری پر دوسری آبادی موجود ہے اس گانو کے علاقہ مین

تھوڑے سے فاصلہ پر ایک بڑا پہاڑ پارگیول ہے جو دہنے کنارے دریائے ستلج سے اٹھا ہے بلندی اس پہاڑ
کی اپنے نشیب یعنی دریائے ستلج کے دہنے کنارے سے تیرہ ہزار پانسو فیٹ اور کل بلندی سمندر کی سطح سے
بائیس ہزار چار سو اٹھائس فیٹ ہے اور بلندی اس دہ پہنگ کی سمندر کے سطح سے تیرہ ہزار پانسو فیٹ شمار
مین آتی ہے پواری بسہر کی ریاست ضلع کناور مین یہہ ایک گانو بائین کنارے دریائے ستلج کے
واقع ہے اس مقام پر دریائے ستلج ایک سو بیس فیٹ چوڑا اور گہرا اور ملایم دھیرا آہستہ ہوکر بہتا ہے یہہ گانو دو سو فیٹ
دریا سے اونچا بسا ہے یہان اکثر گہرو دنبے اور الگوزی کے سبز ہوتے ہین زمین متعلقہ ہموار اور زرخیز ہے انگور وغیرہ
میوہ جات اوس مین ہوتے ہین سابق یہان دریا کے اوپر لکڑی کا پل بنا ہوا تھا اب وہ گر گیا ہے اور
اور مسافر لوگ بذریعہ جھولے کے پار ہوتے ہین اور جھولے کی ترکیب یہہ ہے کہ دریا کے دونو طرف دو آدمی کھڑے
ہوکر رسی بالون کی بڑی مضبوط ہاتھون مین پکڑے رہتے ہین اور رسی کے درمیان مین ایک ٹیڑھی لکڑی
بندھی ہوئی ہوتی ہے اوس لکڑی پر آدمی کو بٹھلاکر دریا کے دوسری طرف کا آدمی رسی کو کھینچتا جاتا ہے اور اس طرف کا آدمی
آہستگی سے رسی چھوڑتا جاتا ہے اور آدمی رسی پر بیٹھا ہوا رسی کے ساتھ لٹکتا ہوا چلا جاتا ہے چونکہ اونچا یہہ دریا کے دونو کنارہ بہت اونچے
ہین پار اوترنے والا آدمی پانی تک پہونچنا نہین پاتا بلندی اس قصبہ کی سمندر کے سطح سے چھ ہزار آٹھ
سو فیٹ کے ہے پنگی بسہر کی ریاست ضلع کناور مین یہہ ایک قصبہ دہنے کنارے دریائے ستلج اور
جنوب مشرق بنا ہوا ہے وہین ایک پہاڑ کے قطار کے جو کوہ کوسنگ اور کوہ ملگن کے درمیان ہے آیا ہے بلندی اسکی
سمندر کے سطح سے نو ہزار آٹھ سو نوے فیٹ ہے پرخسیل بسہر کی ریاست علاقہ کناور مین یہہ ایک پہاڑ کی
چوٹی دریائے سپتی اور ستلج کے درمیان چھ پایسات میل اوس مقام سے جہان کہ یہہ دونو دریا آپس مین ملتے ہین
واقع ہے بڑی چوٹی اس پہاڑ کی بائیس ہزار چار سو اٹھاسی فیٹ سمندر کے سطح سے اونچی ہے اسکے اوپر
سترہ ہزار فیٹ کی بلندی تک نباتات نظر آتے ہین آگے سبزہ نہین ہے اور چوٹی کے اوپر کے سطح کے اوپر
سوا سنگ جراح کے بڑے بڑے ٹکڑون کے اور کچھہ نظر نہین آتا دوسری چوٹی اس پہاڑ کی جو بفاصلہ
دو میل بڑی چوٹی سے ہے بلندی اسکی اوبیس ہزار چار سو گیارہ فیٹ سمندر کے سطح سے ہے وہان اگرچہ
برف نہین برستی مگر سردی سخت ہے قلعہ رائین گڈھ یہہ ایک قلعہ نہایت مستحکم دریای پابر کے
بائین کنارے پر چالیس گز لمبا اور بیس گز چوڑا اسی فیٹ اونچی دیوار کا بنا ہوا ہے اندر اسکے فوج کے رہنے کے
مکانات اور میگزین کے ذخیرہ کے تہہ خانہ بنے ہوئے ہین بڑے بڑے برج توپون کے چڑہانے کے لئے
تعمیر ہوئے ہوئے ہین مگر پانی کا انتظام قلعہ کے اندر کچھہ نہین ہے سوای اسکے کہ دریا سے باہر قلعہ سے چار
چھہ فیٹ کے نشیب مین بہتا ہے گو رکھیہ فوج جب انگریزی فوج کے حملہ کے وقت اسمین محصور ہوئی تو اوسکو

پانی اسمین پہلے سے ہی جمع کر لیا ہوا تھا آخر سرکاری فوج سے تنگ آکر قلعہ چھوڑ گئے قلعہ کے نیچے دریا بہتا ہے مگر
لمبا لکڑی کا پل بندہا ہوا ہے دریا یہان بہت گہرا بہتا ہے گرد نواح اسکا بہت زرخیز و سیراب ہے شالی کوٹو
وغیرہ پیداوار یہان بکثرت ہوتی ہین قلعہ کے پاس ایک قصبہ ہے وہان برہمن لوگ رہتے ہین اور
دو مندر عالیشان اونکے پرستشگاہ بنے ہوئے ہین ہندوستانی بولی یہان بولی جاتی ہے آدمیون کی
شکل شباہت بھی ہندوستانیون سے ملتی ہے پہلے یہ قلعہ اور قصبہ بسہر کی ریاست سے علاقہ رکھتا تھا مگر
۱۸۱۵ء مین بعد صفائی اس پہاڑ کے سرکار نے اس علاقہ کو اور بتوڑے سے علاقہ پانچ میل طول اور
تین میل عرض کے اپنے پاس رکھ لیا بعد ازان کیونتھل کے راجہ کو شملہ کے ملک کے عوض مین دیدیا فاصلہ
اسکا کلکتہ سے شمال مغرب کی سمت کو ایکہزار پچہتر میل اور بلندی قلعہ کی سمندر کے سطح سے پانچہزار چارسو
اٹھ فیٹ اور دریا سے بارہ سے چار ہزار نوسو تین فیٹ ہے **رکچھم** بسہر کی ریاست کے متعلق ہے ایک
موضع کوہ بسپا کی گہاٹی پر دہنے کنارے دریاے بسپا کے اوس مقام پر کہ جہان دریاے بسپا کے ساتھ گور
ندی آکر ملتی ہے ایک گہاٹی کے شگاف کے اندر آباد ہے علاقہ اسکا خوشنما و زرخیز ہے پاس اسکے ایک
اور پہاڑی خشک ریتہ بھی موجود ہے جسکی چوٹیان سیاہ دکہائی دیتی ہین بلندی اسکی سمندر کے سطح سے
دسہزار چار سو چھپن فیٹ ہے **کوہ رلدنگ** بسہر کی ریاست اور علاقہ کناور کے متعلق ہے ایک بلند
پہاڑ بسپا گہاٹی اور تنگ کے درمیان واقع ہوا اور یہ پہاڑ ایک مجموعہ نوکدار چوٹیون کا ہے جن پر ہمیشہ برف پڑی
رہتی ہے بڑی چوٹی اس پہاڑ کی اکیس ہزار اٹھسو تین فیٹ ہے **رامپور** بسہر کی ریاست مین یہ بڑا
قصبہ دار الریاست بسہر کے راجہ کا بائین کنارے دریاے ستلج اور مغربی کنارے ایک سیدہے پہاڑ کے آباد ہے
چارون طرف قصبہ کے بلند پہاڑ سر بفلک کھڑے ہین ایسے کہ تازہ ہوا بھی قصبہ تک بمشکل پہونچتی ہے گرمی کے
موسم مین بسبب اسکے کہ چارون طرف کے پہاڑ ایسے سخت گرم ہوتے ہین گرمی ہو جاتی ہے مگر سردی کا موسم
یہان کا نہایت خوش و دلپسند ہوتا ہے میدان اسکی آبادی کا ناہموار گلیان بازار تنگ اور گھر دو منزلہ
سہ منزلہ پتھرون کی عمارت کے منقش و مصفا ہین راجہ کی رہنے کی محل قصبہ کے شمال مشرقی کونے کے اوپر
بڑے عالیشان و بلند عمدہ عمارت کی بعض مقام سے سہ منزلہ اور بعض مقام سے چہار منزلہ ہین پہلے انکی چھتین پٹی تھی بڑے بڑے
لمبی پتھرون کے پٹے ہین دیوانخانہ یعنی کچہری گھر راجہ کا بڑا کشادہ اور فراخ و منقش بنا ہوا ہے جسکو گورکہون
نے اپنی دخلیابی کے وقت بہت خراب کر دیا تھا اب راجہ نے دوبارا آراستہ کیا ہے دیوانخانہ کے پاس اور
ایک مکان امیرون و وزیرون و منشیون کے بیٹھنے کے واسطے بنا ہوا ہے جسمین چونہ کی جگہہ مٹی لگی ہوئی ہے
گورکہون کے حملہ سے اول آبادی اس قصبہ کی بہت تھی اور تین سو چار گھر آباد تھے اور ایک بڑا کشادہ بازار

تہا تجارت بکثرت ہوتی تہی اب دوبارہ یہہ آباد ہوا ہے اور تجارت کا رخانہ ہندوستانی و پہاڑی و چینی بسا
دور دور سے تجارت کیواسطے آتاہے راجہ بسہر کا سردی کے موسم مین یہان آکر رہتاہے گرمی کے موسم مین
سراہن کے مقام پر چلا جاتاہے بلندی رامپور کی سمندر کے سطح سے تین ہزار تین سو فیٹ ہی یہہ شہر شملہ سی ۱۴۰ کوس
ادہر کے طرف واقع ہی ہر سال یہان تین میلے ہوتے ہین اول ماہ جنوری دوم ماہ جون سیوم ماہ اکتوبر ان
میلون مین اون پشم ریشم انگور سوہاگہ زیرہ کشمش گونٹ گہوڑے بہت فروخت ہوتے ہین **ستکلی** بسہر کے
ریاست علاقہ کناور مین ستلج کے بائین کنارے اوس سے تہوڑے فاصلہ پر کہ جہان دریاے تہ تاگ ستلج سے
ملتا ہے یہہ ایک قصبہ آباد ہے یہان بدہ لامہ مذہب کے لوگ رہتے ہین اور پرستشگاہین اونکے بنی ہوئے
ہین بلندی اسکی سمندر کی سطح سے آٹہہ ہزار چہیالیس فیٹ ہے **درہ وتہنگ** بسہر کے ریاست
علاقہ کناور مین یہہ ایک درہ اوس پہاڑ مین جو کوہ رس کلنگ و سپچور کے درمیان واقع ہے جاڑے تہی
اس پہاڑ سے پتہرون کے تختے بہت نکلتے ہین سردی کے موسم مین بسبب برف کے یہہ درہ بند ہو جاتا ہے
اسواسطے لوگ یہہ راستہ چہوڑ کر چکر دار دوسرے راستے سے ہوکر اوپر کے پہاڑون کو جاتے ہین بلندی
اسکی سمندر کے سطح سے دو ہزار چار سو پچاس فیٹ ہی **سراہن یا سیران** یہہ بڑا قصبہ بسہر کی
ریاست کے متعلق ستلج کے بائین کنارے بفاصلہ تین میل آباد ہے تین طرف لیک دائرہ کے طرح پہاڑون
نے گہیرا ہوا ہے صرف سامہنے کے طرف سے جدہر کو دریا بہتا ہے کہلا ہوا ہے بڑے اونچے پہاڑ کلو کے
دکہائی دیتے ہین جو جنگل اور برف سے پر ہین اس قصبے کے گردے کے پہاڑون کی چوٹیان شرق سے
غرب کو پہیلتے ہین گرمی کے موسم بسہر کا راجہ یہان آرام کرتا ہے اور سردی کے موسم مین یہان برف
برستی ہے جو جون مہینے کے ابتدا مین پگہل کر پہاڑ صاف ہو جاتا ہے گردے کا علاقہ اس قصبہ کا نہایت
زرخیز و سیراب و سرسبز ہے قدرتی گل او پہول اور درخت بیشمار ہوتے ہین عمارت اس قصبہ کی نہایت
خوشنما و با رونق و بازار کشادہ و پر تجارت ہے چینی والون کے طرز پر اسمین مکانات دو منزلہ بنے ہوئے ہین
مکانات کے اوپر بالاخانہ و بارہ دریان منقش لکڑی سے بنی ہوئی خوشنما نظر آتے ہین کالی دیوی کا ایک
ہندوون کی پرستشگاہ یہان بڑا عالیشان مکان ہی جس جگہہ انگریزی سلطنت سے پہلے آدمیون کی قربانیان ہوتی
تہین راجہ کے رہنے کا محل مقام پر بڑا بلند و فراخ و شاندار عمدہ بنا ہوا ہی یہہ قصبہ اس شمالی پہاڑ کے اوپر گویا
ہندوون کے مذہب کی ایک نشانی ہی کیونکہ اس پہاڑ پر سواے لامہ مذہب کے لوگون کے ہندو مذہب کے لوگ شاذ و نادر
ہونگی بلندی اسکی سمندر کے سطح سی سات ہزار دو سو چہیالیس فیٹ ہی **ہتناتل** درہ بسہر کے ریاست کے متعلق ہے
درہ اس سڑک پر جو کوہ جوار اسی کنارے کو جاتی ہی جنوبی قطار کوہ ہمالہ مین جو فقط جنوب سی غرب شمال کو پہیلتی ہے

واقع ہے یہہ درہ نہایت خوفناک صرف برف کی سبب سے نہین ہے بلکہ اس کے اوپر ایک مہلک سخت و
سرد تیز ہوا ایسی چلتی ہے جو ذی جان وہان جاتا ہے بدن اوسکا سردی سے سن ہو کر فوراً مر جاتا ہے
اوسکی چوٹی کے اوپر سنگ جراح کے پتھر بہت ہین مگر اس پہاڑ کے اوپر بہت ہے اسقدر کہ برف کے
ڈہیرون کے اوپر سیاہ چادر کے طرح پڑا ہوا ہوتا ہے جب گرمی دہوپ کی لگتی ہے تو اوڑنے لگتا ہے
بلندی اس درہ کی سمندر کے سطح سے پندرہ ہزار پانسو چھپن فٹ ہے **شپکی** بسہر کے ریاست علاقہ
کناور مین یہہ ایک قصبہ رس کلنگ پہاڑ کے گہاٹیون مین وارنگ درہ کے بائین کنارے آباد ہے
متصل اسکے ایک تانبے کی کان تھی مگر کئی سال سے کہودی نہین جاتی اسمین لامہ مذہب کے لوگ رہتے ہین بلندی
اسکی سمندر کے سطح سے نو ہزار آٹھ سو فٹ ہے **شپل** بسہر کے ریاست کے متعلق یہہ گانو جنوب مشرقی
بنیاد کوہ وارتو کے اندر آباد ہے علاقہ اوسکا بہت زرخیز و آباد اور یہان کے پہاڑ بہی اسکے سبز و خوشنما
ہین پاس اسکے نہایت عمدہ لوہے کی کان ہے اور لوہا و تانبہ نکالکر اس گانو کے کارخانہ مین ڈہلتے ہین
بلندی اسکی سمندر کے سطح سے آٹھ ہزار فٹ کے ہے **درہ شیا** بسہر کے ریاست کے متعلق یہہ
ایک درہ ہے جنوبی قطار کوہ ہمالہ مین جو اس ریاست کے حصہ جنوبی و شمالی مین حد فاصل ہے واقع ہے اسکے
جنوب مغرب کو کوہ چرو ار و شرق کو بند جنوب مشرق کو کوہ جمنوتری جس سے جمنا دریا نکلتا ہے دکہائی دیتا
ہوا اسکے چوٹیان برف سے ڈہکی ہوئی اور بلور کیطرح چمکتی ہوئی نہایت خوشنما معلوم ہوتے ہین بلندی
اس درہ کی سمندر کے سطح سے پندرہ ہزار سات سو بیس فٹ ہے اور دوسرا درہ گناس کا جو رلانگ کے
پہاڑ مین ہے وہ اکیس ہزار فٹ کی بلندی رکہتا ہے **شلکے** بسہر کے ریاست کے حد شمال مشرقی کے اوپر
جو ملتی تاتار کے ملک کے ساتھ ملتی ہے یہہ قصبہ آباد ہے اہل یورپ جو اس پہاڑ کے سیر کو آتے ہین آگے
نہین جاتے اور جب یہان سے آگے جاوین تو داب لنگ کے مقام سے دو سڑکین ہو جاتی ہین
اونمین سے ایک تو چنگ سا گہاٹ کے درے سے جسکی بلندی سمندر سے تیرہ ہزار پانسو اٹہارہ فٹ ہے
ہو کر جاتی ہے اور دوسرے تہوڑے سے فاصلہ اوس درہ سے جنوب کو گنگما کے درہ سے ہو کر گذرتی
ہے اوسکی بلندی سولہ ہزار فٹ ہے گو کہ درہ گنگما پنگ کے درہ سے زیادہ تر اونچا ہے مگر اسکا راستہ
آسان تر ہے یہہ قصبہ بائین کنارے ستلج کے ایک میل کے فاصلہ پر واقع ہے اور دریائے ستلج اپنی چشمہ
سے یہان تک مسافت لمبی کرکے دو طرفہ ندیون او چشمون کو ساتھ ملاتا ہوا دریا بنجاتا ہے ورنہ اس سے
اوپر اس دریا کا قد و قامت کچہہ بڑا نہین ہے یہہ قطار پہاڑون کی جسکے اندر سے وہ دونو درے گذرتے
ہین شمال سے جنوب کو قریب تین میل کے فاصلے پر اس قصبہ سے ہین یہہ پہاڑ درمیان سلطنت چینی تاتار

اور انگریزی علاقہ کے بیچ حد فاصل نہین ہے بلکہ قدرتی حد و د علاقہ کناور و ریاست بشہر بھی یہی پہاڑ ہے اس پہاڑ کے رہنے
والون کی شکل و شباہت بولی و طرز و وضع اور پہاڑ کے رہنے والون کے ساتھہ بالکل نہین ملتی اور نہ آب و ہوا ملتی ہے بلکہ
پہاڑون کی شکل صورت و رنگت بھی علیحدہ ہے سنگ جراح و سنگ سرخ و سرخ مٹی اسمین بہت ہے ڈہلوان بھی اس پہاڑ مین
زیادہ ہے ٹیلے بہت ہمواری کم ہے ملک خوفناک اور ویران ہے اور پہاڑ ایسا خشک ہے کہ ایک تنکا گہاس کا یا کوئی درخت
چھوٹا بڑا اتنیس میل تک برابر نظر نہین آتا البتہ کانٹے و جھاڑیان بے برگ سیاہ رنگ سوختہ خشک پہاڑ کے
سطح پر مین اگتے اونکے بالکل ہی ہاتہہ مین لیکر ملین تو فوراً خاک ہو جاتے ہین بعض پہاڑیون کا رنگ خاکی
ہے جب ہوا وہان چلتی ہے تو ایک بڑا طوفان نمودار ہو جاتا ہے اور ایسی ہوا اکثر اوقات وہان چلتی رہتی
ہے اور خشکی اوس ہوا مین ایسی ہے کہ جس چیز مین اوسکا اثر ہو جاتا ہے فوراً خشک ہو جاتی ہے یہہ گانو جسکو
شنکی کہتے ہین صرف چند گہر ہین جو ایک خشک و برہنہ پہاڑ کے ڈہلوین مقام پر آباد ہین متصل گانو کے بہت
محنتین کرکر گانو والون نے کچہہ زمین زراعت کیواسطے بنائی ہوئی ہے اوسمین گیہون جو شلغم کی پیداوار
ہوتی ہے گہر یہان کے پتہرون کے اور چھوٹے چھوٹے ہین گانو کے اندر چند درخت گوش بری کے ہین جو ہر ایک
گہر کے دروازہ کے آگے لگائی ہوئی ہین ان لوگون کے پاس گلہ پشمی بکریون کے بہت ہوتی ہین اور پشم
یہان کی تبت اور لداخ کے پشم سے بہی افضل ہوتی ہے جسکو وہ اوتارکر فروخت کرتے ہین کتے اس پہاڑ کے
تند آور وفادار ہوتے ہین بکریون کے گلے اور گہرون کی حفاظت اونہون کتون کے متعلق ہوتی ہے اس پہاڑ
سے پرے ملک چینی تاتار کا ہے جنکے خال و خط وضع و قطع چین کے لوگون سے تمام مشابہت رکہتے ہین آنکہین
اونکی چھوٹی چھوٹی ہوتی ہین اور سردی اور گرمی مین سر سے ننگی رہتی ہین زن و مرد بالون کے گوندے ہوے
رکہتی ہین اونکی پوشاک ایک لمبا کرتہ پاؤن تک اور پاجامے کہلے اونکے اور جوتا ابین پاؤن مین سرخ کمبل کے
ہوتے ہین جنکے نیچے کیطرف چمڑا لگا ہوا ہوتا ہے زن و مرد گلے مین ہار قیمتی ہڈیون اور پتہرون کے بناکر پہنتے ہین
پیتل اور چاندی کے دستون کے چکو چہریان ایک شخص اپنے پاس رکہتا ہے تماکو بہت پیتے ہین بلکہ ہر ایک شخص ہر وقت
چھوٹے چھوٹے حقے لوہے کے اپنے پاس رکہتا ہے دولتمند لوگ چاندی کے حقے پیتے ہین اور کناور اور تاتار
کے لوگ صرف حقہ پینے کے واسطے ہر وقت چقماق اپنے پاس رکہتے ہین جب حقہ پینے کی حاجت ہوتی ہے آگ نکال
لیتے ہین تاتار کے ملک مین عورت اور مرد کی ایک پوشاک ہے مگر عورتین لوہے چاندی پیتل تانبے کے زیور بہت
لدے ہوئے ہوتے ہین اونمین سے اکثر زیور ٹین کی ہی ہوتی ہین انگلیون کے پازیب اور ناک بینی کا ہی یہان بہت
رواج ہے شنکی کی بلندی سمندر کے سطح سے دس ہزار پانسو ستانوین فٹ ہے سنگنگ درہ یہہ ایک درہ کوہ
کناور کے جنوبی پہاڑ کے قطار مین ہے اور تین درون کے جو اسکے پاس ہین ایک میل سے زیادہ لمبان کا ہے

سردی کے موسم مین بسبب کثرت برف راستہ اسکا بند ہوجاتا ہے اور گرمیون مین چار مہینہ تک کہلا رہتا ہے بلندی اسکی
سمندر کے سطح سے سولہ ہزار سے لیکر سترہ ہزار فیٹ تک ہے **سوانگ** بسہر کی ریاست علاقہ کناور مین بائین
کنارہ دریاے بسپا کے یہہ ایک قصبہ آباد ہے گرد نواح کی زمین اسکی بہت آباد و زرخیز و سرسبز ہے درختان سیب
ناشپاتی خوبانی وغیرہ میوہ دار درخت یہان کثرت سے ہوتے ہین چیڑ دیودار کے درخت بڑے بلند و موٹے اسقدر
ہین کہ شمار نہین ہوسکتا جرڈ صاحب ایک انگریز سیاح نے وہان جاکر جو ایک چیڑ کے درخت کی پیمایش کی تو
بیس فیٹ موٹا پایا بلکہ یہہ ادنی درجہ کے موٹے درخت ہین چوبیس فیٹ تک موٹے ہوتے ہین پیدایش ہر قسم غلہ
کی بہی یہان بہت اور آب ہوا موافق ہے سردی کے موسم مین پانچ مہینے تک زمین برف کے نیچے دبی
رہتی ہے گرمی کے موسم مین موسم اس پہاڑ کا بہت اچہا و مطبوع ہوتا ہے برسات بہی متوسط درجہ
کی ہوتی ہے بلندی اسکی سمندر کے سطح سے نو ہزار ایکسو فیٹ ہے **سنگلا** بسہر کے ریاست مین
یہہ ایک درہ کوہ ہمالہ کی بلندی پر ہے جسکے ذریعہ سے ضلع کناور و گڈہ وال کے طرف آمد و رفت ہوتی ہے
اس درہ کے سڑک بہت خراب ہے اور چہہ مہینے سال کے اندر یہہ درہ جاری رہتا ہے بعد برف کے سبب سے بند
ہوجاتا ہے مسافر لوگ بسبب تنگی راستہ کے بوجہہ اپنا بکرون پر لاد کر لیجاتے ہین بلندی اسکی سمندر کے سطح سے
سولہ ہزار فیٹ کے ہے **سمندرو درہ** کناور کے علاقہ مین یہہ ایک درہ کوہ ہمالہ کے قطارون مین
جو شمال سے غرب کو پہیلے ہین جنوبی حصہ مین کناور کے واقع ہے راستہ اس درہ کا بہت مشکل گذار و تنگ پہاڑ
کے دو قطارون کے اندر ہے بسبب کثرت برف کے سال بہر مین صرف دو مہینہ کہلا رہتا ہے بلندی اسکی سمندر
کے سطح سے سولہ ہزار فیٹ ہے **سنگلا** کناور کے علاقہ مین یہہ ایک چہوٹا سا قصبہ دہنی کنارہ دریا
بسپا کے آباد ہے طرز اسکی عمارت کی اچہی ہے اور ڈہلوین گہاٹی کے اوپر بنا ہوا ہے گہر اسکے ایک دوسرے کے
اوپر نظر آتے ہین بڑی چوٹی کوہ رلدنگ کی اسکے اوپر چہتری کیطرح سایہ کرتی ہے اگرچہ اس گانو مین پچاس
گہر سے زیادہ آباد نہین ہین مگر تجارت و کاروبار بکثرت ہے اور لوگ بہی آسودہ حال ہین اور تجار لوگ
گڈہ وال و جوآرا وغیرہ سے آکر یہان سے غلہ خرید کر لیجاتے ہین اور بعض اوقات جو یہان غلہ کی کمی ہو تو
وہان سے غلہ لاکر اوسکے بدلے یہان سے نمک خرید کر لیجاتے ہین بلندی اسکی سمندر کے سطح سے آٹھ ہزار
نوسو فیٹ ہے **سنگم** کناور کے علاقہ مین یہہ ایک چہوٹا سا قصبہ بائین کنارے دریاے دارہنگ اوس
مقام پر کہ جہان دریاے لونگبو شمال مشرق کے سمت سے آکر دارہنگ مین ملتا ہے آباد ہے یہہ دونو ندیان
اس قصبہ کی زمین کو سیراب کرتی ہین اور اس سبب ایک سطح زمین کا جو تین میل تک لمبا ہے سیب اکہروٹ
و ناشپاتی و انگور کے درختون سے پر ہے تین طرف اسکے پہاڑ ہین اور ایک طرف سے ڈہلوان وستلج کے دریا

تک کہلا ہوا ہے خوبانی کے درخت یہان بڑے افراط سے میوہ دیتے ہین جو یہان کے رہنے والے گرمیون مین
خشک کر رکھتے ہین اور سردی کے موسم مین کہاتے ہین اور اوسی کے مغز کا تیل نکالکر جلاتے ہین بلندی
اسکی سمندر کی سطح سے نو ہزار تین سو پچاس فیٹ ہے **قلعہ ٹیہر یا ٹکہل** ٹیہری کے علاقہ مین یہہ چہوٹا سا
قلعہ اوس پہاڑ کے قطار پر جو کوہ دارتو کے چوٹی اور کوہ چر کے چوٹی کے درمیان ہے بنا ہوا ہے اسمقام پر
انگریزی فوج کوٹ گڈہ کے چہاونی سے آکر رہا کرتی ہے بلندی اسکی سمندر کے سطح سے سات ہزار سات سو
بتیس فیٹ ہے **شنگ ٹو** ٹیہری کی ریاست مین یہہ ایک پہاڑ کی چوٹی کوہ دارتو اور چر کے درمیان ہے
اسکے مغرب کیطرف سے دریاے گری نکلتا ہے اور اسکے شمال شرق کیطرف سے دریاے پابر کے مددگار
گذرتے ہین بلندی اسکی سمندر کے سطح سے دس ہزار ایکسو دو فیٹ ہے **درہ شنگ ٹاک** ٹیہری کے
ریاست مین یہہ ایک درہ اوپر بلند قطار اوس پہاڑ کے ہی جو کوہ بسپا وتعلج کے درمیان ہے بلندی اسکی سمندر
کے سطح سے تیرہ ہزار سات سو انتالیس فیٹ ہے **کوہ دارتو** ٹیہری کے ریاست کے متعلق یہہ ایک بلند
چوٹی کوہ ہمالہ کے نچلے قطارون کوہ ہمالہ مین ہے اوسکے اوپر بڑا گہرا جنگل ہر ایک قسم کے جنگلی درختون کا ہے
اور چونکہ گورکہہ لوگ اپنے دخل کے وقت یہان قلعہ وگاؤن بناکر رہنے لگے تہے اونکے مکانات کے کہنڈرات
اب بہی موجود ہین کوہ ہمالہ کے مثلثی پیمایش کے وقت اس پہاڑ پر بڑا بہاری محکمہ مقرر ہوا تہا اور مسٹر ہوگسن صاحب
وہربرٹ صاحب وسمین حاکم تہے **بان رنگ درہ** یہہ ایک پہاڑی درہ دامنک ششو پہاڑ کے
اوپر ملک لداخ اور کناور کے درمیان واقع ہے راستہ اسکا سخت خوفناک اور جنگلون سے بہرا ہوا ہی اور تنگی اور
مشکل گذاری اس حد تک کی ہے کہ بنی آدم کا وہان گذر بہت ہی کم ہوتا ہی کناور کے جنوب شرق کے سمت سے
اسکے چڑہنے کا رستہ ہی اور دریاے دارنگ بہی اسی درہ کے اندر سے گذرتا ہوا آتا ہے بلکہ چشمہ اوسکا بہی اسی
پہاڑ کے اندر ہی اس دریا کے چشمہ کے اوپر ہمیشہ برف پڑی رہتی ہے سال بہر مین چار مہینے تک یہہ درہ برف
سے صاف ملتا ہے بلندی اسکی سمندر کے سطح سی اٹہارہ ہزار چہہ سو بارہ فیٹ ہی اور بلندی دارنگ کے چشمہ کی
پندرہ ہزار فیٹ ہی **لوسر** شمال شرقی کوہ ہمالہ مین یہہ گانو اوس مقام پر کہ جہان دریای لوسر و پینو اکہٹے
شامل ہوتے ہین آباد ہے بلندی اسکی تیرہ ہزار چار سو فیٹ کی ہے اسجگہہ جہانکہ دریا بہتا ہے ایک سیدہا پہاڑ
دیوار کے شکل کا ہے ایسا کہ برف بہی اوسپر ٹہہر نہین سکتی سواے چوٹی کے کہ وہان ہی برف جم کر زمین کے
سطح کے ساتھ مسطح ہو جاتی ہے آب وہوا یہان کی خشک ہے اور پہاڑ کے گہاٹیون کے بنیاد مین زمین
بہت سیراب و زرخیز ہے جسکو ندیون کے ذریعہ سے پانی ملتا ہے گانو کی آبادی عین ہموار میدان کے اندر واقع
ہے گائے بہیڑ بکرے دنبے یہان بہت ہین اور ریشم بہت کثرت سے نکلتی ہے باشندے یہان کے تبتی و تاتاری

ونگوریا نسل کے سیاہ رنگ کے ہوتے ہین **ٹنکنو** بسہر کی ریاست کے متعلق یہہ ایک گہاٹی جنوبی قطار
علاقہ کناور مین ہے سطح اسکا چیڑ کے درختون سے پر ہے اور پانچ گانو اسکے اندر آباد ہین بلندی اسکی سمندر
کے سطح سے آٹہہ ہزار آٹہہ سو فیٹ ہے **درہ پرنگ** یہہ ایک درہ مغربی قطار ہمالہ کے پہاڑ مین جو کہ
سپتی کے مقام سے سلطنت جمون اور علاقہ رپشو تک پہیلتی ہوئی چلی جاتی ہے واقع ہے **کوہ جمنوتری** یہہ تین
چوٹیان پہاڑون کی پہیلی ہوئی جمنا کے چشمہ کے مقام پر ہین جنکی کل مجموعہ کو کوہ بندر پونچہہ کہتے ہین ان چوٹیون
مین سے دو چوٹیان بہت بلند اور برف سے ڈہکی ہوئے ہین اور باقی کے پہاڑون کے قطار ہین انہین چوٹیون
سے نکلتے ہین سطح ان چوٹیون کا جنوب شرق کے طرف بہت کم ڈہلوان ہے اور بڑے موٹے اور مدتہا
برف اون پر پڑی رہتی ہے اسقدر کہ وہ ٹیلے کبہی برف پگہل کر ننگے نہین ہوتے سواے چند ٹیلون کے
کہ نہایت کم ڈہلوین ہین کبہی کبہی برف اونکی اوپر سے ڈہل کر نیچے آپڑتی ہے ان چوٹیون پر سواے برف کے
اور کچہہ نظر نہین آتا اور اوپر کے حصہ کی برف پگہلکر نیچے کے چوٹیون پر آتی ہے اور وہان سے پانی نکلکر نہین
ہو جاتا ہے سیکڑون برسون کی برف وہان جمع ہوکر پہاڑون کے اوپر پہاڑ بن گئے ہوئی ہین البتہ اوپر کے
حصہ کی برف گرمیون مین کچہہ ڈہل کر پانی بنجاتی ہے انگریزی مورخون کے بیان کے موجب کوہ بندر پونچہہ کے
چار چوٹیان ہین اور اونکی اندر ایک بڑی جہیل پانی کی ہے جو برف کے پانی کے اجتماع سے ہمیشہ پر آب رہتی ہے
ہندون کا اعتقاد ہے کہ جب ہنومان نے اپنے دم کو آگ لگاکر لنکا کو جلا یا تہا تو وہ آگ دم سے یہان اس
جہیل مین آکر بجہائی تہی بہت بلند اونہین تین چوٹیان ہین پہلی چوٹی اکیس ہزار دوسری بیس ہزار آٹہہ سو
سولہ تیسری بیس ہزار ایکسو بائیس ہزار فیٹ بلند ہے گرم چشمی پانی کے یہان بہت نکلتی ہین اور وہ گرم پانی کے
چشمون سے نکلکر اور برف کے اندر سے ہوکر دریاے جمنا کا آغاز ہوتا ہے اور گرم پانی کے سبب سے برف
ڈہل ڈہل کر پانی برف کا اوسکے ساتہہ ملتا جاتا ہے چشمہ ابلتے ہوئے پانی کے یہان بیشمار ہین اور اونکو
پانی سے کسیطرح کی بو گندہک وغیرہ کی نہین آتی اور گرم چشمون کے نکلنے کا مقام سمندر کے سطح سے دس ہزار آٹہہ سو
انچاس فیٹ بلند ہے **کوہ لاہول** شمال شرقی ہمالہ مین یہہ ایک انگریزی علاقہ ہے جسکے شمال شرق کو علاقہ متعلقہ
لداخ شرق مین سپتی جنوب غرب کو علاقہ کلو مغرب مین چنبہ و کشتواڑ ہے یہہ ملک اڑسٹہہ میل لمبا اور چوبیس میل چوڑا
اور کل سطح اسکا ایکہزار اٹہہ سو ستر میل مربع ہے یہہ ضلع پہاڑون سے محیط ہے درہ رتن کا جو اسکی جنوب مین
ہے بلندی اسکی تیرہ ہزار تین سو فیٹ اور برالچہ درہ جو شمال کو شمال غرب کو ہے وہ سولہ ہزار پانسو
فیٹ اونچا ہے اور بعض چوٹیان جو اسکے پاس ہین پچیس ہزار فیٹ تک اونچی بلند اور برف سے ہمیشہ ڈہکی رہتی ہین
لاہول مین بیشمار دریا چلتے ہین جنکا شمول چناب دریا کے ساتہہ ہوجاتا ہے اونمین سے دو دریا بہت بڑے چندرا و بہاگا

ہین جنکے شمول سے دریاے چناب بنتا ہے بلندی اس پہاڑ کی اور پہاڑون سے بہت بڑی ہے کیونکہ کشتواڑ
جو سو میل اس پہاڑ سے نیچے ہے اور چناب وہان بہت تیز رو ہوکر چلتا ہے پانچ ہزار فیٹ سے زیادہ سمندر کے سطح
سے اونچا ہے اس پہاڑ مین کوئی بڑی آبادی نہین ہے صرف دو گانو تہوڑے گہرون کی آبادی کے ہین
انمین سے ایک کا نام گوشہ اور دوسرے کا نام پانڈی ہے جو مقام شمول چندرا اور بہاگا کے ہین مگر باوجود
بلند ہونے اس پہاڑ کے فصل غلہ کی بہت اچہی یہان ہوتی ہے **دریاے جوالل** یہہ ایک
پہاڑی ندی جنوب مغربی حد کوہ سر موری سے نکلکر بہت صفائی اور تیزروی کے ساتھ چلتی ہے پہر یہہ پہاڑون
اور گہاٹیون کے اندر جنوب مشرق کے سمت کو بیس میل کا راستہ طے کرکر دریاے گری مین دہنی کنارے
کے طرف سے شامل ہوجاتی ہے **کہند الو جہیل** علاقہ کوہستان مین یہہ ایک جہیل سمندر کے سطح سے
دو ہزار آٹہہ سو فیٹ اونچے اون پہاڑون مین جو جنوب مغرب کے سمت کو بائین کنارے دریاے ستلج کے پہاڑ پر
ہین واقع ہے یہہ جہیل ڈیڑہ میل لمبی کم آبی کے موسم مین اور اڑہائی میل برسات کے موسم مین ہوتی ہے باشندے
پہاڑ کے اس جہیل کو بہت عمیق اور گہری سمجہتے ہین اور فی الحقیقت اس سے زیادہ عمیق کوئی جہیل پہاڑ مین نہین ہے
کیونکہ ایکسو اڑتالیس فیٹ کی رسی سے زیادہ اسکے تہہ کو پہونچتی ہے صاحبان انگریز کہتے ہین کہ یہہ جہیل
السواٹر کی جہیل سے جو انگلستان مین ہے مشابہت رکہتی ہے مگر اسقدر بڑی و شفاف نہین ہے صرف اسکے
چکر اور دور مین اوسکے ساتھ اسکی مشابہت ہے چارون طرف اسکی پہاڑ ہین اور کنارے اسکے بہت سرسبز
درختون اور نباتات سے پر ہین مچہلیان اسمین افراط سے ہین مرغابیان وغیرہ کا کچہہ شمار نہین اور اسی نام
ایک گانو اس سے ایک میل کے فاصلہ پر آباد ہے گانو کے پاس ایک اونچا پہاڑ ہے اوسپر کوٹہی صاحب اسسٹنٹ کی
رہنے کی بنی ہوئی ہے اور قلعہ بالون جو اسی علاقہ مین ہے کوٹہی اوس سے بہت بلند ہے اوس کوٹہی پر کہڑے
ہوکر اگر جنوب کے سمت کو دیکہین تو دور تک ہندوستان کے میدان اور دریاے ستلج اوسمین لہراتا ہوا نظر
آتا ہے **دریاے پابر** یہہ ایک ریاست بسہر کے ریاست کی علاقہ مین بہتا ہے چشمہ اسکا متصل کوہ
برینڈا کی ایک جہیل ہے جسکو چرائی کہتے ہین ایک میل کے قریب اوسکا دور ہے اوسکے اوپر کے پہاڑ و کوہ
اسقدر کثرت سے برف برستی ہے کہ اسی اسی اور سو سو فٹ تک اونچی انبار لگ جاتے ہین اور بہار کے
موسم مین وہ ڈہیر برف کے ہوتا کرلا کہون منون کا ایک ایک ٹکڑا پہاڑون سے گرکر پانی مین جہیل کے آپڑتا ہے
اور پانی ہوجاتا ہے اور بہت سی برف پانی بنکر اوسمین جب آتی ہے تو اوسمین طغیانی ہوتی ہے اوس جہیل سے
یہہ پابر دریا نکلکر جنوب کے سمت کو سیدہا پہاڑون مین بہتا ہوا جب گیارہ میل کا راستہ طے کر لیتا ہے تو وہان
دریاے سپون اسکے ساتہہ آکر شامل ہوجاتا ہے اوس مقام تک یہہ دریا بلندی سے پستی کو بانسبت

فی میل آ چکا ہوتا ہے اس سبب سے بہی تیزروی اسمین زیادہ ہے پھر وہان سے گیارہ میل اوسی طور پر چلکر بمقام جرگا تو
پہونچ جاتا ہے تو دریاے افغریشی شمال مغرب کی سمت سے بہتا ہوا اسمین آ پڑتا ہے باقی پہلا حصہ اسکا اور
نشیب مین فی وسو چون فیٹ فی میل ہے اور جس جس پہاڑ کے اندر یہہ راستہ لیتے ہوئی آتا ہے وہ پہاڑ بہت
خوبصورت وسرسبز و خوشنما ہے آب و ہوا وہان کی بہی سرد و خوش ہے یہان سے پھر دریا جنوب و مغرب کے
طرف چلکر دس میل کی مسافت طے کر کر ورو تک جاتا ہے وہان سے پھر جنوب کے سمت کو بیس میل چلکر
دریاے ٹونس مین کل راستہ اٹھاون میل کا اپنی چشمہ سے طے کر کر شامل ہو جاتا ہے یہہ دریا بڑا تیزرو
اور بہت صاف و شفاف ہے پلور رکوہ سرمور مین یہہ ایک ندی جنوبی گہاٹی چور کے پہاڑ سے نکلتی ہے پھر وہان سے
جنوب و مغرب کے سمت کو چلکر بعد طے کرنے راستے تیس میل کے دریای گری کے شامل ہو جاتی ہے سنار سا
یہہ ایک چھوٹا سا دریا جنوبی گہاٹیون کوہ سباتو سے نکلتا ہے وہان سے شمال مغرب کے سمت کو راستہ لیکر
کوہ بجور دون مین آتا ہے اور بہت سی ندیان اور چشمون کے پانی ساتھ کوہ ہنڈوری ملاتا ہوا متصل کوہ
کنو کے بعد طے کرنے کل راستے تیس میل کے ستلج کے شامل ہو جاتا ہے بیہو یہہ ایک دریا ٹیہری کے علاقے
جنوبی گہاٹیون سوگی درہ سے پندرہ ہزار فیٹ کے بلند مقام کے اندر سے نکلتا ہے پانی اسکا نہایت شفاف
و سرد ہوتا ہے چشمہ سے نکلنے کے مقام کا نام اسکا اوتھو [illegible] ہے اور کچھ حصے کے راستہ مین یہہ ٹیہری کی
ٹیہری سے بہتا ہے اور برفون کے انبار دن اور پہاڑی گہاٹیون کے اندر سے چلکر کہاتا ہوا آتا ہے اس دریا
کے تہ مین سنگ جراح بہت ہے بلکہ اسکے پانی کے زور سے اسقدر سنگ جراح جمع ہو گیا ہے کہ بعض مقامات پر
شگاف دریا کے بند ہو جاتے ہین اسکے چشمہ سے بعد طے ہو جانے ڈیلوین راستہ پانچ میل کے ایک اور دریا
شمال مشرق کے سمت سے آ کر شامل ہو جاتی ہے پھر شمول کے مقام سے گیارہ میل چلکر یہہ دریا یا پر دریا بتن گنگا ملتا ہے
یہہ مقام شمول کا آٹھ ہزار تین سو فیٹ کے بلندی پر ہے سپیتی شمال مشرقی کوہ ہمالہ مین یہہ ایک
پہاڑی علاقہ [illegible] میل لمبا شمال سے جنوب کو اور [illegible] تالیس میل چوڑا ہے اس گہاٹی کے اندر دریای سپیتی
بہتا ہے کم سے کم بلندی اس گہاٹی کی جہان مقام [illegible] آبادی ہے بارہ ہزار نو سو چھیاسی فیٹ ہے سال ۱۸۴۶ع
مین یہہ ضلع سرکار نے تین سال کے واسطے بسہر کے راجہ کو دیدیا تھا بعد اختتام اس میعاد کے پھر سرکاری
ہوگیا اب بہی سرکاری انتظام ہے دریاے تانگ ریاست بسہر کوہ کنا ور جنوب مشرقی حد
گڈہ وال کے طرف سے یہہ دریا نکلتا ہے وہان سے شمال مغرب کو راستہ لیکر اور شمال مغربی بشا [illegible] پہاڑ
رودنگ کے پاس پہونچ کر دریاے ستلج مین شامل ہو جاتا ہے جس گہاٹی کے اندر وہ بہتا ہے وہ برہنہ و بلند
و غاردار پہاڑ ہے راستہ اسکا بہت خوفناک اور ویران ہے جسقدر سڑکین اسکے اوپر سے گذرتی ہین وہان

پہاڑون سے اوترنے کیواسطے زینے بنے ہوئے ہین جو بعض پتھر کے سیڑہی اور بعض لکڑی کی ہے اسکی گذر پر
سے گذرنا نہایت خوفناک گذر ہے اور سیرجہ جگہہ لکڑی چتر کا زینہ بنا ہی دونو طرف دریا کے ۱۱ وسیع ہا
ہے اور کوئی مقام ایسا نہین ہے کہ جہان آدمی ٹھہر سکے چہہ یا سات میل تک چشمہ ہے یہہ ندی اوج سو فیٹ
عباب اوسط تین سو فیٹ فی میل جاتی ہے اور بعض مقامات پر اس سے مضاعف اس باعث سے یہہ
ندی بہت تیز اور کف انگیز ہے اور چلتے وقت اسکی شور بہت ہوتا ہے **اوہنگ** بسہر کی ریاست
علاقہ کنا ورمین یہہ ندی مغربی گہاٹی ایک بلند پہاڑ سے جو شمال سے جنوب کو پہیلتی ہے نکلتی ہے وہ نہی
پانچ میل کا راستہ شمال کیطرف کو طے کرکر دریاے ستلج کے بائین کنارے کیطرف سے اسمین شامل ہو جاتی
ہے یہہ ندی بہت عمیق پہاڑون کے مجموعی اور ناہموار رستون اور جنگلون کے اندر سے بہتی ہوئی آتی ہے بلندی
اسکی سمندر کے سطح سے دس ہزار نوسو نو اسی فیٹ ہے **پولا** بسہر کی ریاست علاقہ کنا ورمین یہہ ایک
بڑی ندی مشرقی ڈہلوان کوہ وانک شو سے جو لداخ کے ملک کے حد سے نکلتی ہے وہان سے یہہ پندرہ میل
جنوب کے سمت کو راستہ طے کرکر دریاے ستلج مین شامل ہو جاتی ہے **پوانگ** ریاست بسہر ضلع کنا
مین یہہ ایک ندی کوہ کنا ور سے نکلکر بعد طے کرنے مسافت آٹھہ میل بسمت جنوب مشرق دریاے
مین اوسکے دہنے کنارے کیطرف سے شامل ہو جاتی ہے **اشن** یہہ چھوٹا سا دریا کوہ شملہ کے شرقی بہت
جنوبی بنیاد کوہ مہاسو سے نکلتا ہے پہلی مخرج کے مقام سے جنوب مغرب کو اور پھر جنوب مشرق کیطرف پچیس
میل کا راستہ طے کرکر دریاے گری مین جا گرتا ہے **وانگر** بسہر کی ریاست علاقہ کنا ور مین یہہ بڑا
نالہ پانی کا دانک جو کی شرقی سے دو راستون کے ذریعہ سے آتا ہے اور پہر آپسمین شامل ہو کر وانگر
نام پاتا ہے وہان سے یہہ ستلج دریا کے پاس پہونچکر اوس سے ملجاتا ہے **پبر** بسہر کی ریاست ضلع کنا ور
یہہ ایک دریا جنوب مشرقی گہاٹی درہ لپی سے نکلتا ہے وہان سے جنوب مشرق کے سمت کو بیس میل موضع چالٹی تک بہتا چلکر دریاے ملنگ
کے ساتھہ شامل ہو جاتا ہے شمول کے مقام سے نام اسکا تبدیل کرکر تیتی رکہا جاتا ہے جو ایک بڑا سخت و تیز رو مددگار دریاے ستلج کا ہے
بعدکل راستہ پچیس میل کا طے کرکر دریاے ستلج کے شامل ہو جاتا ہے **شالوی** جل کی ریاست مین یہہ ایک چھوٹا سا دریا ہوتا ہے
جسکا چشمہ اوس گہاٹی سے جو کوہ چرسنے وار تو تک پہیلتی ہے نکلتا ہے وہان سے یہہ جنوب مشرق کیطرف راستہ پر بلند
گہاٹیون اور ویرانہ جنگلون مین سے گذرتا ہوا اور بیشمار چہوٹی ندیان اور چشمون کے پانی اپنے ساتھہ ملاتا
ہوا اور چلتا اور شور کرتا بعد طے کرنے راستہ پچیس میل کے دریاے ٹونس مین جا گرتا ہے اور سر چشمہ سے اسکے
راستہ کے اندر جہان کہ اسکا نام کوٹی نالہ ہے پانی اسکا بہت صاف اور پر آب ہو جاتا ہے **لیتی** بسہر کی ریاست
کے متعلق کوہ پرمنیدل سے یہہ ایک بڑا بہاو پانی کا گرمی کے موسم مین بسبب پگہلنے برف کے جاری ہوتا ہے

لکڑی کا مندر کالی دیوی کا بنا ہوا ہے جہاں سرکار انگریزی کی عملداری سے پہلے آدمی قربانی کئے جاتے تھے مگر
اب یہہ بدرسم بالکل موقوف ہے بلندی اسکی سمندر کی سطح سے نو ہزار چھ سو تیئس فٹ ہے **ریاست کوٹی**
یہہ ایک چھوٹی سی پہاڑی ریاست ہے اسکے شمال کیطرف علاقہ بھجی شرق اور جنوب کو علاقہ متعلقہ شملہ اور غرب
میں پہاڑ کل ہے طول اسکا چھ میل اور اسی قدر عرض کل سطح چھتیس میل ہے اور علاقہ اسکا ایک پانچ ٹکڑے مجموعہ
کے درمیان واقع ہے اور بعض چوٹیاں علاقہ کے اندر بھی موجود ہیں اسکے شمال کیطرف سے جو پانی آتا ہے
وہ ستلج میں گرتا ہے اور جنوب و غرب کا پانی دریائے گنبر میں داخل ہوتا ہے عام بلندی اس علاقہ کی چار ہزار
فٹ سے زیادہ ہے مگر مقام سوجی بجت پل کے پائین کنارے [illegible] دو ہزار [illegible] علاقہ پست اور دو ہزار دو سو
اسی فٹ سمندر کی سطح سے اونچا ہے یہہ ریاست بارہ ٹھکرائی میں سے ایک ریاست ہے جو درمیان دریا
ستلج اور دریائے ٹونس کے واقع ہیں گورکھوں کے حملے سے پہلے یہہ ریاستیں خود مختار تھیں مگر گورکھوں نے انکی
رئیس کو بیدخل کردیا مگر سرکار انگریزی نے گورکھوں پر غلبہ پاکر یہہ بیان ہے کہ رانا کو اسکی ریاست پر بحال
کیا اس علاقہ میں سات آبادیاں اور تین ہزار مردم شماری اور تین ہزار پانسو روپیہ آمدنی سالانہ ہے
جسمیں سے ایک سو بیس روپیہ سرکار کے خزانہ میں داخل ہوتا ہے **ریاست کٹھاڑ** یہہ ایک چھوٹی سی ریاست
کوہ ہمالہ کی ریاستوں میں سے ہے اسکے شمال کو علاقہ سکیت اور [illegible] علاقہ کے درمیان دریائے ستلج
بہتا ہے شرق میں ریاست کونڈ جنوب کو علاقہ کوتھی دوہاں اور علاقہ پٹیالہ کا غرب کیطرف پہاڑ کل ہے علاقہ اسکا
طول میں شرق سے غرب کو بیس میل اور عرض میں جنوب سے شمال کو سات میل کل سطح ستر میل مربع ہے یہہ
ملک اگلے زمانہ میں ستلج کے بائیں کنارے پر تھا یہہ ریاست بھی بارہ ٹھکرائی کی ریاستوں میں سے ہے جو گورکھوں
کے حملے سے پہلے دریائے ٹونس اور ستلج کے درمیان خود مختار تھیں اسکا علاقہ یہاں کے رانا کو سرکار انگریزی
نے عطا کیا ہوا ہے یہاں دس پرگنہ اور پچیس ہزار آدمی کی آبادی اور تیس ہزار روپیہ سالانہ آمدنی ہے جس میں سے
ایکہزار چار سو چالیس روپیہ سرکار میں نذرانہ ملتا ہے اور یہاں کے رانا کے پاس ایکہزار آدمی مسلح رہتا ہے —
ریاست دھودر کاٹی یہہ نہایت چھوٹی ریاست ٹونس اور ستلج کے درمیان کے ریاستوں میں سے ہے
جسکے شرق کو علاقہ [illegible] اور تین طرفوں پر انگریزی ضلع کوٹکھائی کا ہے کل سطح اسکا ساڑھے پانچ میل ہے
اور بہت بڑے بڑے پہاڑ کے چوٹیاں اسمیں واقع ہیں اسمیں چوٹی کوہ ڈونگر [illegible] دس ہزار ایکسو دو فٹ
بلند ہے جہاں سے بہت ندیاں نکلکر اور غرب کی طرف بہکر دریائے گری میں گرتے ہیں اور شمال کیطرف
کے دریائے پابر کے شامل ہوتی ہیں اس ریاست میں ایک ہی پرگنہ ہے اور آبادی دو سو آدمی کی اور آمدنی
چار سو روپیہ سالانہ ہے **دریائے ٹونس** اس دریا کو سنسکرت میں [illegible] کہتے ہیں کوہ [illegible] کے شمالی

طرف اور دریاے جمنا کے چشمہ سے بفاصلہ چند میل جنوب کی سمت کو یہہ دریا نکلتا ہی چشمہ اس دریا کا پہلے
بسبب سنگلاخ ہونے راستہ اور پہاڑ کے کسی نے نہین دیکھا تھا مگر اکتوبر ۱۸۱۹ء مین ایک انگریز ہربرٹ
صاحب نامی نے وہان پہنچکر اوسکا معاینہ کیا کہ وہ چشمہ اکتیس فیٹ چوڑا اور ڈہائی تک گہرا اور برف کے
انبار کے اندر بارہ ہزار سات سو چوراسی فیٹ سمندر کے سطح سے اونچا ہے وہانسے نکلکر یہہ دریا جنوب
کیطرف کو بہتا ہے جب اوسی طرف کو تیس میل کے قریب آتا ہے تو دریاے روپین اسکے دہنے طرف سے
جو بلندی پانچ ہزار تین سو فیٹ کے آکر شامل ہوتا ہے پہلو ان دریاے ٹونس کا چشمہ سے لیکر روپین کے
شمول تک ساٹھ میل کا حساب اوسط ڈہائی سو فی میل شمار ہوتا ہے چونکہ بمقدار ڈہائی اسکا بلندی سے پستی کو
بہت ہی اوسط اسکی رفتار مین تیزی بہت ہی چشمہ سے لیکر اس مقام تک نام اسکا اسی مین لکہا جاتا ہی شمول
کے مقام سے نام اسکا ٹونس مقرر ہو جاتا ہے اگرچہ دریاے ہین بہی بڑا تیز رو اور پر آب دریا ہے مگر روپین بہی
وہان پچاس فیٹ گہرا اور پچاس فیٹ چوڑا نہایت تیز رو چلتا ہے اور چلنے کیوقت بڑا غل شور کرتا ہے اور پہر یہہ دونو
ملی ہوئی دہارین ایکسو فیٹ چوڑی جنوب بغرب کے طرف کو جب دس میل کا راستہ طے کرتے ہین تو دریای پابر دہنی
طرف سے اسکے آکر ٹونس مین شامل ہو جاتا ہے پابر بہی شمول کے مقام پر بڑا آلی و تیز رو ہی وگہرا ہین ملنی دریای ٹونس
سے کچہہ کم نہین ہے وہان سے یہہ دریا گڈہ وال سے آگے بڑہکر جنوب کی سمت کو رستہ لیتا ہے اور انگریزی گنجے
جونسر وپہاڑی ریاستین جبل و سرمور مین گذرتا ہوا دریای پابر کے شمول سے تیرہ میل کا راستہ طی کرکر دریاے
شالوی کے پاس پہنچتا ہے اس مقام پر دریای شالوی اسمین آکر شامل ہو جاتا ہی شالوی دریا بہی ایک بڑا دریا ہے
جو دہنے کنارے کیطرف سے آکر اسمین گرتا ہے شالوی کے شمول کے مقام سے پہر یہہ دریا چالیس میل کا راستہ پہاڑون
اور چوٹیون اور گہاٹیون کے اندر سے بڑے زور شور سے طی کرتا ہوا بلندی سولہ ہزار چہیاسی فیٹ کے دریای جمنا مین
شامل ہو جاتا ہے ٹونس کا کل راستہ قریب سو میل کے ہی اور ڈہلان سے نشیب کو آنا اسکا بحساب اوسط فی میل ایکسو بیس
فیٹ شمار مین آتا ہے اور دو ہزار آٹہہ سو ستائیس فیٹ مکعب فی ثانیہ اسکی رفتار ہے **دریاے گری** یہہ دریا
پہاڑی علاقے کو تہکاتی ہے بلندی چار ہزار چار سو فیٹ کے نکلتا ہے مخرج اسکا ایک پہاڑ شہر الفف وادی کی شکل
کا ہے جو دالڑو کے چوٹی سے ملکر جہکے چوٹی سے شامل ہوتا ہے وہان سے یہہ شرق کے طرف کو اور پہر جنوب
سفر پچاسیس میل کے راستہ کو طے کرکر بہت سی ندیان اور چشمون کے پانی اپنے ساتھ ملاتا ہوا دریاے اشن مین
شامل ہو جاتا ہے پہر یہہ دونو دہارین ملی ہوئی پچاس میل کا راستہ جنوب مشرق کے سمت کو طی کرکر
دریاے جمنا مین داخل ہو جاتے ہین شمول کے مقام پر یہہ دریا ایکسو مکعب فیٹ فی ثانیہ طے کرتا ہوا پایا جاتا ہے

دوسرا حصہ دریائے ستلج کے مغربی کنارے سے لیکر دریائے سندھ تک قدیمی پنجاب کے ملک کے حال مین اسمین آٹھ تقسیمین ہین

پہلی تقسیم

پنجاب کے حدود دواب ہوا و تعداد رقبہ وغیرہ ضروری احوال مین

یہہ ایک فراخ احاطہ شمال مغرب کے طرف ہندوستان کے ہے اور نام اسکا پنجاب فارسی دو لفظون سے مرکب یعنی پانچ دریا ستلج بیاس راوی چناب وجہلم کے ہے لیکن مورخان انگریز فرماتے ہین کہ اس ملک مین دریائے سندھ ملاکر چھہ دریا جاری ہین اور دریائے بیاس اوسکا رستہ اس ملک مین بہت کم ہے چونکہ دریا جاکر باقی پانچ دریاؤن ستلج راوی چناب جہلم سندھ کے جاری ہونے کے سبب سے نام اس ملک کا پنجاب رکہا گیا ہے مگر یہہ تقریر انکی دلپذیر نہین ہے کیونکہ دریائے بیاس جو ہری کے مقام پر دریائے ستلج سے ملگیا ہے اس شمول کو صرف اسی برس گذرے ہین پہلی یہہ دریا بہی اور دریاؤن کیطرح تمام پنجاب مین بہتا تہا اور برابر رستہ اسکا اب بہی دور تک نظر آتا ہے اور پنجاب اس ملک کا نام شاہنشاہ اکبر کے وقت سے قرار پایا ہے پنجاب کے پانچون دریا ستلج بیاس راوی چناب جہلم ہین اور دریائے سندھ اسمین شمار نہین ہوا قدیمی حدود اسکے یہہ تہے مشرق وجنوب مشرق کو دریائے ستلج و سرہند غرب وشمال غرب کو دریائے سندھ شمال کو کوہ کشمیر و کوہ جمون شمال مشرق کو کوہ کانگڑہ جنوب کو دریائے ستلج یا گہارا جنوب غرب کو ملتان اور اسقدر ملک کے اندر شاہان چغتائی کے وقت نام تہا صوبہ لاہور علیحدہ حاکم مقرر تہا مگر اب یہہ خطہ سکہون کی عملداری سے وسیع ہوگیا اور جس جس مقام یعنی پشاور و ڈیرہ اسمعیل خان و غازیخان و ملتان تک عملداری رنجیت سنگہ کی پہونچی پنجاب کا ملک مقرر ہوگیا اور حدود پنجاب کے انکی تبدیل ہوکر مشرق مین سرہند شمال مین کوہستان کشمیر جنوب مین افغانستان و سرحد ملک ٹہٹہ یا جنوب غرب مین علاقہ بہاولپور غرب مین کوہ سلیمان شمال غرب مین کوہ خیبر وغیرہ سے حدود مقرر ہوگئے بلکہ کوہستانی ملک کشمیر وتبت و لداخ و جمون و کانگڑہ و منڈی و سکہیت و کلو کے علاقہ بہی پنجاب کے تابع اور اوسکے متعلق کہلائے اور میدانی اور کوہستانی علاقہ مین صرف اتنا ہی فرق رہگیا کہ وہ پنجاب کا میدانی اور وہ کوہی علاقہ کہلاتا تہا اب انگریز کی عملداری مین مفسدہ کے بعد اور بہی حدود پنجاب کے بڑہ گئی اور قسمت دہلی و حصار و انبالہ کا علاقہ ہے جسکو پہلے حصہ مین درج کر دیا ہے اسکے متعلق ہوکر محکمہ گورنمنٹی پنجاب کا علیحدہ قرار پایا وضع شکل وصورت حال کی پنجاب کی سرزمین کے نصف دایرہ کیطرح معلوم ہوتی ہے جسکا ایک گوشہ اسمقام پر

جہان دریاے پنج ند دریاے سندھ کے ساتھ شامل ہوتا ہے اور دوسرا گوشہ اسکے مقابل شمالی کوہ ہمالہ
کی بنیاد کے پاس ہے طول اسکا شرق سے غرب کو پانسو پچاس میل اور عرض چارسو بیس میل اور کل سطح تہتر ہزار پانسو
میل اور قدیمی پنجاب کا ملک ستلج سے سندھ تک طولاً ایکسو اسی کوس اور عرضاً بھیرہ سے جو کنڈی تک چھیاسی کوس مقرر
ہین اور کل ملک میدانی پنجاب کا پانچ دوابون مین منقسم ہے جنکا ذکر علیحدہ تحریر ہوگا بلکہ بعض مورخ یہہ بھی کہتے ہین
کہ بسبب واقع ہونے پانچ دوآبون کے اول نام اسکا پنج دواب کہا گیا تھا مگر کثرت استعمال سے دو کا لفظ محذوف کر
پنجاب کہا گیا ڈھلوان سطح اس ملک کا شمال مشرق سے جنوب مغرب کو دریاؤن کے رفتار سے ثابت ہوتا ہے کہ کل
دریا اسکے اوسی طرف کو بہتے ہین پنجاب کا میدان بھی ہندوستان کے غربی حصہ سے پست ہے کیونکہ سطح ستلج کا
جمنا سے اور بیاسا کا ستلج سے اور راوی کا بیاسا سے اور چناب کا راوی سے اور جہلم کا چناب سے اور سندھ کا جہلم
سے درجہ بدرجہ پست ہے جو دریا کہ بالا کے سوا اور بھی بہت ندیان و نالے چشمے پہاڑ سے نکلکر میدان
کو آتے ہین اور ملک کو سیراب کرتے ہوے دریاؤن مین شامل ہو جاتے ہین جنکا ذکر انکے موقعون پر آئیگا کانین
بھی اس ملک کے متعلق پہاڑ مین بہت ہین پہاڑی کے علاقہ مین لوہے کی کان اور نمک کا پہاڑ ہے اسیطرح کوہ سلیمان
کے نیچے کالا باغ کے مقام پر تمام پہاڑ نمک کا ہے بہت مقامات سے وہان نمک نکالا جاتا ہے پتھر کی کان بھی
وہان موجود ہے سونا بھی اکثر اوقات دریاے چناب و نالہ بہرو وسوان خصوصاً دریاے سندھ کے ریگ مین سے نکلتا ہے
سرمے کی کان بھی پیر پنجال کے پہاڑ مین موجود ہے گندھک بھی بافراط نمک کے پہاڑ سے نکلتی ہے شورہ بھی وہان
افراط سے بنتا ہے بلکہ شورہ تو پنجاب کے میدان کی شور زمینون سے بنایا جاتا ہے چند مقامات مین سرکار انگریزی
نے اب کوئلے کی کانین بھی کوہ ہمالہ کے اندر دریافت کرلی ہین جو ریل وغیرہ سرکاری کلون مین چلایا جایا کریگا
چنانچہ کانین کوئلے کے بمقامات جو ہیا دمیانی فی الحال تو دریافت ہو چکی ہین اور آیندہ بھی مصبر و منیبہ لوگ انگریزی وغیرہ
اس کام کیواسطے مامور رہتے ہین کہ وہ پہاڑ مین سے کانین نئی دریافت کیا کرین قدرتی نہرون اور دریاؤن و چشمون
کے سواے سرکار نے لاکھون روپیہ خرچ کرکے دوابہ باری وغیرہ مین نئی نہرین کہود کر ملک کو سیراب کیا ہے
پنجاب کا سطح پہاڑ سے لیکر کوٹ مٹھن تک برابر ڈھلوان ہے چنانچہ سطح کی بلندی اٹک پر ارجہ سو فیٹ اور لاہور و امرتسر
کی دو سو فیٹ سمندر کی سطح سے [illegible] جنوبی [illegible] شمال سے جنوب کو پہلی
ہوئی کوسون ہٹ چلے گئے ہین جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہہ دریا اون کے پہلے راستے ہین اور دریاے پنجاب کا ہمیشہ
اپنا ایک جگہہ سے دوسری جگہہ پر بدلتے رہتے ہین چنانچہ دریاے ستلج جو پہلے لودہیانہ کے پاس بہتا تھا اب قصبہ
سے سات میل پر شمال کی طرف بہتا ہے اور بیاسا دریا نے بالکل پہلا راستہ اپنا چھوڑ دیا ہے اور بہری کے پاس
ونداپور ستلج سے ملگیا ہے اور راوی جو پہلے لاہور کے دیوار کے نیچے بہتی تھی اور عالمگیر بادشاہ نے اوسکی [illegible]

سے لاہور کو بچانے کیواسطے کھدوائی تھی کہین کہین سے نشان ہوا پایا جاتا ہے وہان نہین بہتی بلکہ سے تین میل کے فاصلہ پر چلتی ہے
علی ہذا القیاس اور دریاؤن کے رستے بہی اسیطرح تبدیل ہوگئے ہین آب وہوا پنجاب کے ملک کی اگرچہ ہر ایک دوابہ مین
مختلف ہے مگر اکثر گرم خشک ہے سوا اون اضلاع کے جو پہاڑ کے نیچے آباد ہین وہانکی آب وہوا خشک نہین ہے
کوہستانی ملک کی آب وہوا اکثر مقامات پر سرد تر ہے اور پہاڑ سے دور جسقدر مسافت نشیب کی میدانون کیطرف
راستے جاوین اسیقدر ہوا گرم خشک ہوتی چلی جاتی ہے شمالی ملکون مین پنجاب کے بارش بہت ہوتی ہے اور جنوبی
ملکون مین بہت کم برستا ہے وسط کے ملکون مین بارش بہی اوسط درجہ کی ہوتی ہے پنجاب کی زمین نہایت
عمدہ وزرخیز اور آباد ہے اپنے صورت اوسکی ایسی ہے جیسی کسی زمین پر ایک مرتبہ دریا چل چکا ہو اسکی بابت
صاحب خلاصۃ التواریخ لکہتا ہے کہ قدیم زمانہ مین ایک دفعہ اسقدر دریاؤن کی طغیانی پنجاب مین ہوئی کہ ستلج
سے ستلج تک تمام عالم آب ہوگیا تہا اور کل بستیان اور شہر خراب ہوگئی تہی پنجاب کی زمین مین شور وکلر
بہی اکثر مقامات پر پایا جاتا ہے مگر ریگی زمین دریا کے کنارون اور شور زمین اونچی ٹیلون پر ہے جہان
پانی کم پہونچتا ہے پنجاب کے زراعتون کو پانی اکثر نہرون اور دریاؤن اور بارش سے ملتا ہے کنوئین بہی
بکثرت جاری ہین جنپر چرخ چوبی چڑہاکر پانی نکالتے ہین پنجاب کے میدانون کی سردی معتدل اوسط
درجہ کی ہے پہاڑ مین سردی بہت ہے اور اکثر مقامات مین برف برستی ہے مگر گرمی پنجاب کی سخت ہوتی
ہے خصوصاً ملتان کے ضلع مین تو تمام ملک سے گرمی المضاعف ہوتی ہے گرمیون مین گرم لو چلتی ہے اور اندہی
سرخ وسیاہ رنگ کی اکثر آتی ہے اور صفا موسم گرمی مین جب ابر آسمان پر ہو تو گرد باد بہی بگولہ کہاتی ہوئی
زمین سے آسمان کو جاتی ہوئی بہت نظر آتے ہین گرمی کی بارش بڑی زور شور سے ہوتی ہے اور سردی
کی بارش قطرہ قطرہ اور آہستگی سے ہوا کرتی ہے اس ملک مین جنگل وبار وویرانہ بہت ہین جو کوسون تک چلے
جاتے ہین اگر نا واقف آدمی اونمین بہول جاوے تو زندہ باہر نہ نکلے اونمین درخت جہاڑ پہاڑیان بیری
جہاڑی اس کثرت کے ساتھ ہین کہ انسان کے چلنیکو زمین نہین ملتی خصوصاً ضلع منٹگمری اور جہنگ مین تو ایسے
جنگل وویرانہ بہت ہین اونکی سوا عام میدانون مین پنجاب کے درختان پیپل وبڑ ودہاک وکیکر ونیم وشیشم وتوت
وبیر وغیرہ بہت ہین اور باغات مین میوہ دار درخت ہر ایک قسم کی کثرت کیساتھ ہین مثلاً آم انار لیموں کیلا
ترنج سنترہ انگور سیب نجابی وغیرہ بشمار درخت قسم قسم کے باغات مین لگائے جاتے ہین نباتات بہی یہان قسم
قسم کی ہوتے ہین سکہون کی عملداری مین قدیمی درخت اکثر کٹوائے گئے اور نئے درختون کے لگانے کیطرف
بہت کم توجہ رہی مگر اب جسقدر کہ سرکاری عملداری ہوئی ہے صاحبان اضلاع کی توجہ سے لاکہون درخت سڑکون کے کنارون پر
شیشم وبڑ وشاہتوت وغیرہ اقسام کے لگائے گئے ہین ہزارون نئے شہری دیہات مین بوئے گئے سیکڑون اونمین لگے

غرضکہ تمام پنجاب عالم باغ ہوگیا شمالی کوہستان کے درختان کی پیداوار شمار سے باہر ہے مگر درختان دیودار و
چیڑ و کیل وغیرہ اس کثرت کے ساتھ ہیں کہ کروڑوں روپے کی انکی لکڑی کی تجارت ہوتی ہے اور میوون کی
اسقدر پیدائش ہے کہ سینکڑوں کوسوں تک انکا خشک میوہ تجار لوگ لیجاتے ہیں غرضکہ اگر
فردوس بر روی زمین است * ہمین است و ہمین است و ہمین است * شمالی پہاڑ وہیں سے بعض پہاڑ
خشک بی آب ہیں اور بعض سرسبز و پرآب و زرخیز اور بعض برفانی اس علاقہ کے پہاڑوں اور جنگلون
میں سوائے ہاتھی کے اور ہر ایک قسم کے دد و دام پائے جاتے ہیں دریاؤں میں مچھلی بھی بکثرت ہوتی ہے
پیداوار پنجاب کی ہر ایک قسم کا اناج و روئی و نیشکر و تماکو و پوست و شلغم و پیاز و خربوزہ و تربوز
وغیرہ ہے اور دامن کوہ کے علاقہ میں نیل بھی بکثرت ہوتا ہے کشمیر میں زعفران نہایت [illegible]
پیدا ہوتا ہے جسکے ثانی روی زمین پر کہیں جانتا نہیں ملتا کارخانجات بھی ہر ایک قسم کے پنجاب کے
شہروں میں جاری ہیں جنمیں سے بڑا کارخانہ شالبافی کا ہے پنجاب کے رہنے والے آدمی بھی سب طرح کے قومیں ہندو
اور مسلمانوں کے ہیں ہندوں کے قومیں کھتری اروڑے برہمن جٹ و چمار سکھ وغیرہ ستلج سے لیکر چناب تک
بکثرت اور مسلمان کم ہیں لیکن دوسرے ہندو اور ایک حصہ سید مغل پٹھان قریشی جاٹ آرائین وغیرہ لیکن
چناب سے پرے سرحد تک ہندوؤں کی قومیں کم اور مسلمان بکثرت بلکہ پشاور و ڈیرہ جات ہزارہ میں تو
ہندو کہیں شاذ و نادر ہوتا ہے اگر ہوگا تو برائے نام اور مطیع الاسلام ہوگا مسیدان سکھ شہروں میں ہندو اکثر
مالدار سوداگر ساہوکار سود خور خصوصاً شہر امرتسر کے ہندو بڑے متمول ہیں اور مسلمان سپاہی انکی قرضدار
زیردست کل پنجاب کی مردم شماری کا ذکر پہلے حصہ میں تحریر ہوچکا ہے اب دوبارہ لکھنا تحصیل حاصل ہے
اسواسطے قلم انداز ہوا اسلام بادشاہوں کے وقت عربی و فارسی علم کی بہت ترقی تھی جو ہندوؤں و مسلمانوں
کو پڑھائی جاتی تھی ہندو اپنے پنڈتوں سے شاستری و سنسکرت بھی پڑھتے تھے سکھوں کے وقت ایک تازہ
نو ایجاد علم گورمکھی رائج ہوا جو ہندو کم اور سکھ بکثرت پڑھتے تھے اب سرکار انگریزی کی عملداری میں بڑی ترقی
علم انگریزی کی بدرجہ اول اور فارسی کی بدرجہ ثانی اور عربی کی بدرجہ ثالث اور شاستری و سنسکرت کی
پانچویں و چھٹے درجہ پر ہے گورمکھی شاذ و نادر کوئی سکھ پڑھتا ہوگا مردوں کی تعلیم کے سوای عورتوں کی تعلیم بھی
تمام پنجاب بلکہ کل ہندوستان میں پھیل گئی ہے مگر جسقدر سرکار کی توجہ اسکے بابت ہے رعایا کو توجہ کم ہے
لوگ نہیں چاہتے کہ انکی عورات انگریزوں کی طرح خواندہ ہوں صرف یہ چاہتے ہیں اپنے آپ ہی خط کتابت کرلیں
سرکار کی توجہ سے ریل سڑکیں ہونے کیطرف بہت ہے اور ایک بڑی سڑک شاہی ہندوستان سے پنجاب کو آئی ہے اور
امرتسر و لاہور و وزیرآباد جہلم اٹک ہوتی ہوئی پشاور و کابل کو چلی گئی ہے اور دو سڑکیں خاص لاہور سے

ملتان وفیروزپور کی طرف گئی ہین بڑی سڑکون کے دونو طرف تار برقی لگائی گئی ہے دو طرفہ درخت نصب
ہوئے ہین سوائے بڑی سڑکون کے چھوٹی سڑکین بھی بے انتہا بنوائی گئی اور ہر ایک شہر سے دوسرے شہر تک
پہنچائی گئی ہین بڑے بڑے شہر پنجاب مین جالندہر ہوشیارپور امرتسر لاہور ملتان پشاور وزیرآباد وقصور
پنڈدادنخان ڈیرہ غازیخان ڈیرہ اسمعیلخان لیہ جہلم جلالپور شجاعآباد وغیرہ ہین پہاڑون مین شہر نگر جمون
کانگڑہ جوالادیوی نورپور سکیت منڈی مشہور ہین سب سے پہلے بڑی لڑائی سکندر اعظم کے حملے کے وقت راجہ
پورس کے ساتھہ پنجاب مین ہوئی بعد ازان سلطان سبکتگین محمود غزنوی کے سکھون کے آخر سلطنت تک ہزارون
لڑائیان خونریزیان وغارتگریان ہوتی رہین جنکا کچھہ مجمل حال حکام کی تقسیم مین تحریر ہوگا ۱۸۴۹ ع مین
سرکار انگریزی کا عمل ودخل پنجاب مین ہوکر سکھون کی ریاست ضبطی مین آئی اور ہر قسم کی [illegible] جہگڑے
لڑائیان ختم ہوکر امن وامان ہوگیا آٹھہ سال کے بعد جب فوج ہندوستانی ملازم سرکار انگریزی کی مفسد وشریر
ہوئی تو دوبارہ تزلزل پیدا ہوا مگر عنقریب فہم ودفع ہوگیا اونکا شمہ احوال بھی حکام کی تقسیم مین شائقین کی
خدمت مین عرض کیا جائیگا اب اس سال تک کہ سنہ ایکہزار آٹھہ سو نہتر عیسوی اور ایکہزار دو سو چھیاسی ہجری
ہے ہر ایک طرح ملک آباد ورعایا دلشاد ہے صرف بیکاری وبیروزگاری وافلاس وتنگدستی سفیدپوشون
وعزت والون کے واسطے باقی ہے چھوٹی قومین لوہار بڑہئی معمار قلی اسپ پیشہ سوداگر فقیر اہل قلم وغیرہ حسب چاہ
گہر وہین خون جگر کہا رہے ہین عدالت کے وقت شاہ وگدا ایک ہے کسیکی رعایت وحمایت نہین ہوتی مگر شریر
فریب باز جعلساز شوخ ہوگئے ہین جابجا بدمعاش بلکہ ایک مدعی اور تین گواہ بنا لیتے ہین اور جسکو چاہتے ہین مقدمہ
دائر کرکر لوٹ لیتے ہین اور جسکی نسبت چاہتے ہین جھوٹا الزام لگاکر ماخوذ کرادیتے ہین حکام انگریزی باوجودیکہ
اصل حال سے واقف بھی ہوتے ہون تو بھی شہادت گذرنے کے برخلاف فیصلہ کر نہین سکتے اور قانون کی پابندی
کے سبب سے ناچار ہوجاتے ہین زمیندار خوشنود ملک سیراب نہرین جابجا جاری ہین معاملہ کی تخفیف بھی ہوتی ہے کم زیادہ ہوتی
رہتی ہے بیوپاری خصوصاً غلہ فروش ہر طرح آزاد ہین جا ہین گران بیچین یا ارزان کہ دین سرکاری ملازمونکو
مہینے گذرنے پوری تنخواہ ملجاتی ہے وکیلون مقدمہ بازون اہل نویسون کو ہزارہا روپیہ کی آمد ہے غرضکہ بہت
لوگ بیکہٹکے اچھی طرح سے خوش گذران کرتے ہین سوائے سفیدپوشون اور اشرافون کے کوئی شخص تنگدست نہین
ہے اونکے سوائے ملازمت اور بھی بیکار بحال زار بیٹھے ہین کیونکہ سابق وہ دینی علم پڑھا کرتے اور قرآن سکھلاتے
تھے اب دینی علم کوئی نہین پڑہتا اور نہ کسیکو قرآن کی طرف رغبت ہے سوائے انگریزی کے اور علوم کی قدر
نہین اسواسطے وہ لوگ بھی بحض بیکار ہوگئے ہین اور ہزار در ہزار بیکاری مین گرفتار ہو رہے ہین اگر انگریزی
ایسی عمدہ عملداری مین نہوتا تو سبحان اللہ پہر تو کیا ہی بات تہی مگر سچ ہے ہر لالہ را داغی وہر گلی را خاری

است بونقص ذات اوس خالق بیچون وبیچگون کی ہے تو بھی حق را بنا یا نہفت انگریزی عملداری ایسی عملداری
ہے کہ زمانہ سلف کے بادشاہ و راجے باوجودیکہ بڑے بڑے عادل رحیم وکریم وسخی ہوگذرے ہین مگر ایسے دانا و
ذی ہوش وحلیم الطبع وبردبار نہ تھے علاوہ تر لطف یہ ہے کہ انگریزی حکام لوگون کو کسیکے دین و مذہب کے رسوم مین
دخل نہین دیتے اور نہ چاہتے ہین کہ کسیکے اوپر زبردستی کر کر اپنے مذہب مین ملالین ایسی بے تعصب عملداری کا
ملنا مشکل ہے ہم لوگون ہند کے رہنے والون کو چاہیے کہ اونکی ذات جامع الکمالات کو غنیمت سمجھین اور احکم الحاکمین کا شکر بجا لاوین

دوسری تقسیم از روی قسمت وضلع ورقبہ قسمت وار و محکمہ جات مدارس و پولیس و ریل گاڑی و تار بجلی وغیرہ کے بیان مین

گورنمنٹ انگریزی کے حکم سے کل خطہ پنجاب کا سوائے علاقجات قسمت دہلی وحصار و انبالہ کے سات قسمت اور
تیئیس ضلع مین منقسم ہے اور اگرچہ کل رقبہ زمین کا جو ان قسمون کے ماتحت ہے بسبب اسکے کہ اکثر اوقات کسی علاقے
ادہر اودہر بدلتے رہتے ہین بدلتا رہتا ہے اور تعداد اوسکی بخوبی قایم نہین رہتی مگر فی زمانا جسقدر کہ ان
قسمتون کے زیر حکم رقبہ ہے جغرافیہ پنجاب انگریزی سے ترجمہ کر کر اس مختصر مین قسمت وار درج ہوگا پہلی قسمت
پنجاب کی قسمتون مین سے قسمت دوابست ہے اسکا علاقہ دریاے ستلج کے غربی کنارے سے بیاس کے شرقی کنارے
تک پھیلا ہے اور صاحب کمشنر حاکم اس قسمت کی جالندہر مین رہتے ہین اور تین ضلع جالندہر و ہوشیارپور و کانگڑہ
اس کے علاقہ رہتے ہین اور آٹھہ ہزار نوسو تیئیس میل اسکا کل رقبہ زمین ہے دوسرا قسمت امرتسر اسمین بھی
خاص امرتسر و گورداسپورہ و سیالکوٹ تین ضلع ہین اور پانچہزار انچاس میل رقبہ زمین ہے تیسری قسمت لاہور
اسکے متعلق بھی خاص لاہور و فیروزپور و گوجرانوالہ تین ضلع اور آٹھہ ہزار نوسو نواسی میل رقبہ زمین ہے
چوتھی قسمت ملتان کی سرحد ہے خاص ملتان و منٹگمری و جھنگ و مظفرگڈہ چار ضلع علاقہ رکھتی ہین اور اونیس ہزار
تین سو پچاس میل اسکا علاقہ ہے پانچوین قسمت ڈیرہ جات وسرحدی اسکے ماتحت ڈیرہ اسمعیلخان و غازیخان و بنون
تین ضلع اور علاقہ اسکا گیارہ ہزار میل مربع ہے چھٹی قسمت جہلم اسکے ماتحت ضلع جہلم و راولپنڈی و شاہپور و گجرات
چار ضلع اور علاقہ اسکا اٹھارہ ہزار چہا سو میل مربع ہے ساتوین قسمت پشاور اسمین خاص پشاور و ہزارہ و
کوہاٹ تین ضلع اور علاقہ اسکا سات ہزار پانسو اٹھاون میل مربع ہے اور کل میل ان ساتون قسمتون کے اٹہتر
ہزار نوسو سینتالیس ہے اور اس ایک ایک قسمت مین صاحب کمشنر اور ایک ایک ضلع مین صاحب ڈپٹی کمشنر حاکم
ولایت ناظم فوجداری و دیوانی و کلکٹری ہین با اختیارات قانونی مامور ہین اور ڈپٹی کمشنرون کے ماتحت جابجا
درجہ اول اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر دوم کمشنر اسسٹنٹ کمشنر درجہ اول و دوم وسوم انگریز یا ہندوستانی یا پنجابی وغیرہ مقرر

اور جسقدر جس جس ضلع مین پرگنه مقرر ہین وہان ایک ایک تحصیلدار ہندوستانی یا پنجابی معامله کی تحقیقات کیواسطے مامور ہے اور کل پنجاب کا دارالحکومت و دارالسلطنت شہر لاہور ہے جناب لفٹنٹ گورنر جنرل بہادر ممالک پنجاب اور حکام اعلی چیف کورٹ پنجاب فنانشل کمشنر بہادر سب کا قیام لاہور مین ہے اور آجکل شہر لاہور پشاور سے لیکر دہلی تلک کل شہرون اور قصبون پر حکومت کرتا ہے اور اعلی حکام کے تشریف رکھنے سے اوسکو وہ فخر حاصل ہے که کبھی نہین ہوا تھا **محکمه مدارس پنجاب** تعلیم کا سررشته پنجاب مین شہر شہر قصبے قصبے گانو گانو جاری ہے اور جا بجا معلم رعایا کی تعلیم کیواسطے مامور ہین اور وہ فیض جاری ہے که خاص و عام فقیر و امیر اشراف اجلاف اس سے بہره ور ہوئے اور ہوتے جاتے ہین اور ہونگے لاکھون روپیه کا خرچ سالانه اس کار خیر کے واسطے منظور ہو چکا ہے ہزارون روپیه ماہواری کی کتابین خرید ہو کر طلبا کو انعام مین تقسیم ہوتا ہین اور بھی طرح طرح کے خرچ زنانه مدارس یعنی استری سکشا سبھا و کالج سرکاری واقع لاہور و نارمل سکول یعنی تعلیم اہلیت کے جہان معلم دیہاتی تعلیم پاتی ہین اگر تعلیم و تکمیل پاتے ہین و مدارس مجلس جہان قیدیون کو تعلیم دیجاتی ہے بحساب اوسط بنا برین سنه ۱۸۶۸ع کی رپورٹ مجموعی مین تعداد مدارس کی دو ہزار آٹھ سو چھیالیس لکھی ہے اب اس سے بھی زیاده ترقی ہے اور سنه ۱۸۶۵ع و سنه ۱۸۶۶ع دو سال مین نو لاکھ اونچاس ہزار اٹھاون روپیه کل مدات اور خزانه سرکار سے پانچ لاکھ باسٹھ ہزار چھه سو چھیالیس روپیه صرف مین آیا اور خزانه ضلع سے چھیالیس ہزار چھه سو دو روپیه سالانه مدارس کے مکانات کے بنوانے اور اونکو درست کرانے مین خرچ ہوا اور چوراسی ہزار نو سو چون کتاب قیمتی باسٹھ ہزار چھه سو اٹھاون روپیه بڑی دفتر محکمه ڈایرکٹری پنجاب سے فروخت ہوئین اور تین ہزار نو سو نوے کتاب و نقشجات قیمتی ایکہزار نو سو تہتر مفت تقسیم ہوئی اور نو ہزار تین سو چھیانوے کتابین قیمتی تین ہزار چھه سو چوسٹھه روپیه انعام مین طلبا کو عطا ہوئین اور باوجود اسقدر خرچ کے طلبا سے کل سترہ ہزار چار سو تہتر روپیه فیس کی رقم وصول ہوئی - اور واسطے انتظام و اہتمام اس کار خیر کے ایک افسر اعلی ڈایرکٹر صاحب بہادر لاہور مین تشریف رکھتے ہین جنکی تحریر ہر ایک کام مین بلا واسطه یا ذریعه کسی اور افسر کے گورنمنٹ سے ہوتی ہے اور محکمه ڈایرکٹری اور بڑا دفتر بھی لاہور مین رہتا ہے کل ممالک متعلقه پنجاب مین انکے ماتحت چار حلقے مقرر ہین اور حلقون کے اندر ایک صاحب انسپکٹر انگریز اور ایک ایک ڈپٹی انسپکٹر مقرر ہین غرضیکه چارون حلقون مین چارون انسپکٹر اور چارون ڈپٹی انسپکٹر ہین انسپکٹر بھی اپنے اپنے حلقے کے باختیار حاکم ہین اور منظوری ڈایرکٹر صاحب کے کل کام انجام دیتے ہین اور ڈپٹی انسپکٹر کل مدارس کی خبرگیری و گردآوری کرتا ہے اور طلبا کا امتحان لینا بھی اوسی کے متعلق ہے پہلا حلقه لاہور کا اسکی متعلق ضلع لاہور و فیروزپور و امرتسر و منٹگمری و ملتان و جالندہر و گورداسپور و ہوشیارپور و کانگڑه نو ضلع ہین دوسرا حلقه انباله کا اسمین ضلع انباله و لودہیانه

وانبالہ وحصار وروہتک وکرنال و دہلی وگوڑگانو وسرسہ نو ضلع ہین تیسرا حلقہ راولپنڈی اسکے متعلق ضلع راولپنڈی
وگوجرانوالہ وسیالکوٹ وگجرات وجہلم وشاہپور سات ضلع ہین چوتھا حلقہ سرحدی اسکے متعلق ضلع پشاور
وکوہاٹ وہزارہ وبنون ومظفرگڈہ وڈیرہ اسمعیل خان وڈیرہ غازیخان سات ضلع ہین اور ہر ایک حلقہ
مین طلبا کو جو وظیفہ دینے کے لایق ہین سرکار سے وظیفہ ملتا ہے سوای ان مدارس کے جنکا ذکر تحریر ہوچکا ہے
بڑا اعلی فیض سرکار کا یہہ جاری ہے کہ مدرسہ میڈیکل کالج یعنی مدرسہ ڈاکٹری مین سرکار طلبا کو تنخواہ و وظایف
دیکر تعلیم دیتی ہے اور بعد تعلیم پانے کے وہ بیچارے بیمارون کی خبرگیری کے واسطے مامور ہوتے ہین اور خیراتی
ہسپتالون مین جہان بیمار دن کو سرکار سے بلا قیمت دوا و غذا ملتی ہے اور گہر سے زیادہ انکی تیمارداری و خبرداری
کیجاتی ہے وہ وہ لوگ جاکر خبرگیری کرتے ہین اور جسقدر طالب علم اس مدرسہ مین تعلیم پاتا ہے کوئی سرکار کے
فیض عام سے محروم نہین رہتا سب عالم و فاضل و معزز ہوجاتے ہین **محکمہ پولیس پنجاب**
یہہ محکمہ بھی ایک بڑا محکمہ پنجاب مین ہے جسکے ساتھہ رفاہ انام و حفاظت خاص و عام وابستہ ہے جسکے فوائد احاطہ
تحریر و تقریر سے افزون ہین اسکے چار حلقے ہین اور ایک ایک حلقہ پر ایک ایک انگریز ولایتی عہدہ ڈپٹی انسپکٹر اور اسکے ماتحت
ایک ایک ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ مامور ہے اور افسر اعلی ان کل حلقون کا ایک صاحب انسپکٹر جنرل پولیس مقرر ہے
جو بلا کسی اور افسر کے ذریعہ کے براہ راست گورنمنٹ کی خدمت مین کاربند رہتے واسطے وہ جابجا تحریر کرتا ہے
پہلا حلقہ انبالہ اسمین ضلع انبالہ لودیانہ شملہ کرنال دہلی گوڑگانو حصار سرسہ روہتک نو ضلع ہین دوسرا
حلقہ لاہور اسمین لاہور گوجرانوالہ فیروزپور امرتسر گورداسپورہ سیالکوٹ جالندہر ہوشیارپور کانگڑہ نو
اضلاع ہین تیسرا حلقہ راولپنڈی اسمین راولپنڈی جہلم شاہپور گجرات چار ضلع چوتھا حلقہ ملتان اسمین
ملتان جہنگ منٹگمری مظفرگڈہ چار ضلع متعلق ہین ان اضلاع کے سوای جو ضلع پشاور وکوہاٹ وہزارہ وبنون
وڈیرہ اسمعیل خان وڈیرہ غازیخان دریاے سندہ کے پار ہین وہ ان چار حلقون سے باہر ہین وہانکے
اہل پولیس صاحبان اضلاع کے ماتحت کام کرتے ہین کوئی علحدہ ڈپٹی انسپکٹر جنرل پولیس اونپر مقرر نہین ہے
عملہ پولیس سرکاری کا ایک لاکہہ [illegible] سالانہ خرچ ہی جسمین سے انسپکٹر جنرل ایک ڈپٹی انسپکٹر چار پرسنل اسسٹنٹ
انسپکٹر جنرل ایک ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ [illegible] اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ [illegible] انسپکٹر [illegible] ڈپٹی انسپکٹر
چار سو [illegible] سوار وپیادہ ایکہزار نوسو چہتیس کنسٹبل سوار ایکہزار چار سو ساٹھہ کنسٹبل پیادہ گیارہ ہزار پانسو
اٹھانوے کل نفری [illegible] ہزار پانسو [illegible] تنخواہ پاتے ہین اور پولیس شہری کا خرچ جسکو تنخواہ میونسپل کمیٹی دیتی
ہے [illegible] وغیرہ سے ملتا ہے تین لاکہہ [illegible] ہزار پانسو چہیاسٹہہ ہے اسمین سے انسپکٹر ڈپٹی انسپکٹر
[illegible] تین سو [illegible] سوار تین کنسٹبل پیادہ چار ہزار چار سو اکتالیس تنخواہ پاتے ہین اور اس تعداد مین

اکثر اوقات عند الضرورت کمی بیشی بھی ہوتی رہتی ہے جیلخانجات یعنی محبس پہلے کل پنجاب میں چھتیس تھے اب بتیس
ہو گئے ہیں انہیں سے ایک جیلخانہ قیدیان اہل فرنگستان کے واسطے ضلع جالندھر میں بنایا گیا ہے بڑا جیلخانہ لاہور سنٹرل
جیل ہے جیلخانہ میں قیدی باشندہ ہر ایک طرح کا کام کرتے ہیں اور کوئی ایسا کارخانہ باہر شہر یا بستیہ نہیں ہے
جو جیلخانہ میں نہیں ہوتا بڑی بڑی اعلیٰ قسم کے شالین اور کپڑا اور دریاں شطرنجیاں بنے جاتے ہیں کاغذ بھی
کثرت سے بنتا ہے **محکمہ ریلوی و سڑک آہنی پنجاب** کے ملک میں ریلوی یعنی آہنی سڑک کے
اجراء سے ایک فیض عام جاری ہوا ہے گویا معنی کہ ریل گاڑی کے چلنے سے پہلے ہی چند سال تک کارخانہ سا
تعمیر ہوا اور تیاری سڑک خاص لاہور و ملتان میں نہایت سرگرمی کے ساتھ جاری رہی اور سڑک کے بنانے اور
تیاری کے کام میں لاکھوں معمار و مزدور و کارخانہ دار و دن لکڑی و اینٹ و چونہ بیچنے والے خاطر خواہ فائدہ
اوٹھاتے جب ریل جاری ہو گئی تو مسافروں و مہاجنوں و بیوپاریاں کو وہ آرام حاصل ہوا کہ تحریر میں نہیں سکتا
جو مسافر و بیوپاری رستہ کی سخت تکلیفیں اوٹھا کر دس دن کے عرصہ میں ملتان تک لاہور سے جاتا تھا اب
ایک ہی روز کے سفر میں معہ مال و اسباب وغیرہ نہایت آسانی کے ساتھ پہونچ جاتا ہے اور کرایہ بھی چندان
نہیں دینا پڑتا علاوہ اسکے ریل میں سوار ہونے یا اوترنے کا بھی مسافر کو اختیار ہے اور وہ اسطور فہم و ایم خوش کیا
انسان کی بھی جس ٹیشن پر ریل ٹھہرے مسافر اوتر سکتا ہے یہ کارخانہ ریل کا ۱۸۵۹ء میں پہلی لاہور میں
جاری ہوا اور جان لارنس صاحب لفٹنٹ گورنر بہادر ممالک پنجاب نے بذات خود پہڑا اوسکے موقع پر آکر چاندی کے بیلچے سے اول
کچھ مٹی اکھودی اوس روز سے کل کارخانجات تعمیر ہوا اور تیاری سڑک کی جاری ہو گئی جب لاکھوں روپیہ
خرچ ہو کر سڑک تیار ہوئی اور بڑا اڈے بن چکے تو پہلے پہل دسویں ماہ اپریل ۱۸۶۲ء کو لاہور و امرتسر کے درمیانی
راستہ ستیس میل میں ریل گاڑی چلی پھر پانچویں مئی ۱۸۶۴ء ملتان سے شیرشاہ تک تیرہ میل اور ۲۴ اپریل ۱۸۶۵ء
کو لاہور سے ملتان تک دو سو اٹھہ میل اور پہلی نومبر ۱۸۷۰ء کو امرتسر سے بیاس تک چھبیس میل اور یکم جنوری
۱۸۶۹ء کو سہرند و انبالہ کے درمیانی راستہ میں ریل گاڑی کا اجرا ہو گیا پھر بعد چندی کل ہندوستان کی ریل کے ساتھ یہی سب
ریلوی بھی شامل ہو کر چلی اور دور دور دراز سفر دہلی و آگرہ و لکھنؤ و کلکتہ وغیرہ کا دنوں میں طے ہونے لگا جو مہینوں میں طے ہوتا تھا
بلکہ لاہور سے پشاور تک آہنی سڑک کے بنانے کیواسطے کام جاری ہو گیا یہ کام بھی چند سال میں بہت جلد
انجام پا کر مسافروں کیواسطے وہ سہولت ہوئی کہ اب جہلم تک ریلوی جاری ہو چکی ہے آمد و رفت ہوتی ہے
فی الحقیقت آہنی سڑک کا بنانا اور اوسپر ایسے وزن دار آہنی گاڑی کا بہاپ کے ذریعہ سے چلانا ایک بڑا کمال
صنعت اور نہایت ہنرمندی کا کام ہے — اس عمدہ صنعت کی ابتدا اسطرح درج کتب تواریخ ہے کہ پہلی بہاپ کے ذریعہ
سے کام لینے کا ایجاد مسٹر لو صاحب انگریز سے ہوا اور بازاں مسٹر الس صاحب نے بھی اسکام کو ترقی دی اور

پہونچایا پہر جب جارج اسٹیفن صاحب کو اس کام مین کمال شوق ہوا تو اونہون نے کمال صنعت اور محنت کے ساتھہ آہنی سڑک بنائی اور گاڑی اوسپر چلائی مختصر حال اسکا یہہ ہے کہ ۱۸۳۰ء مین جب شہر مانچسٹر و لیورپول کے درمیان نہر کہود کر کشتیون کے ذریعے سے تجارت شروع ہوئی تو شہر کی کشتیان سوداگرون کے مال لادنے کے واسطے کافی نہین ہوتی تہین اسلئے آہنی سڑک کے بنانے کی تجویز ہوئی اور اس امر کے اہتمام کیواسطے مسٹر جارج اسٹیفن صاحب انجنیر مقرر ہوئے اونہون نے اس کار خیر مین سخت جانفشانی کی اور ایک اشتہار جاری کیا کہ جو کوئی دخانی گاڑی بنائیگا بشرطیکہ پسند ہو پانچسو روپیہ قیمت اور پانچسو روپیہ انعام پائیگا چنانچہ دو شخصون نے اپنی اپنی طرح کی گاڑیان بنائین اور چھٹی تاریخ جون ۱۸۲۹ء کو امتحان گاڑیون کا اجتماع عام مین ہوکر وہ دونون گاڑیان ناقص نکلین اور اسٹیفن صاحب نے جو اپنی تجویز کے تیسری گاڑی بنائی تہی وہ امتحان کے وقت پوری نکلی اور ایک گھنٹہ مین ایکسو بارہ من بوجہہ اونتیس میل تک کہینچ کر لیگئی اور اوسروز سے شہر مانچسٹر اور لیورپول مین جنمین چودہ کوس کا فاصلہ ہے ریل جاری ہوگئی پہر ۱۸۳۸ء مین شہر لنڈن سے برسٹل تک اور شہر لنڈن سے برمنگہم تک ریل کا اجرا پایا الغرض جب انگلستان مین جا بجا ریل گاڑی جاری ہوگئی تو ہندوستان کی تجارت کی ترقی اور مسافرون کی آسایش کی طرف سرکار کا خیال ہوا اور یہہ فیض سب الملک سرکار کے تمام ہندوستان مین جاری ہوا اور ہوتا جاتا ہے۔ فقط —

تار برقی پنجاب تار کی اجرای کا حال سٹر دی واکر صاحب کی کتاب سے جو اونہون نے ۱۸۵۰ء مین تصنیف کیا کی ہے اسطرح منکشف ہوا کہ چند سال گذرے ہین کہ اس عجیب و غریب صنعت کا ذکر صرف حکما کے زبانون پر ہی جاری تہا پہر کچہہ عرصہ کے بعد چند حکما نے اس فن تک اسکام مین درست اندازی کی تو باوجود بہت سی محنت کے کچہہ نتیجہ اسکا ظہور مین نہ آیا اور سب کو یقین ہوگیا کہ یہہ سر انجام نہین پائیگا مگر بعض عالی حوصلون نے تو پہر بہی اسکا پیچہا نہ چہوڑا اور کوشش کرتے کرتے کچہہ اسکام کی اصلیت کو پہونچ گئے اونمین سے ایک تو مسٹر ویسٹ سٹون انگریز تہے جنہون نے بخوبی دریافت کرلیا کہ ان چیزون اور آلون کے ذریعہ سے ایکمقام کی علامت دوسرے مقام تک پہونچائی جاسکتی ہے اس صاحب کے ساتھہ ایک اور صاحب عظیم الہمت و آزمودہ کار و محنتی مسٹر کوک صاحب تہے جنہون نے اپنی ہوشیاری اور کار گذاری سے اس کام کو جاری کیا اونکی محنت کا یہہ حال تہا کہ ہمیشہ وہ ریل گاڑی کے ذریعہ سے ایکمقام سے دوسرے مقام تک سفر مین ہی رہتا اور اس کام کی تکمیل کے واسطے چند سال تک ریل گاڑی کو ہی گویا اوسنے اپنا گہر بنا رکہا اونکی اسقدر محنت و جانفشانیون کا یہہ نتیجہ حاصل ہوا کہ اونسے اسکو جاری کر دیا اور ابنای جنس کو اپنا ممنون منت و احسان بنا دیا اور سرکار سے بڑا بہاری انعام پایا اور سرور ہوئے جب یہہ کام جاری ہوگیا ہندوستان مین پہلے جب کلکتہ سے میرٹہہ تک تار بجلی قایم ہوگئی تو اول ڈاکٹر اوشانسی صاحب نے ایک نظم جاری کیا ہندسوں کی خبر میرٹہہ سے نواب گورنر جنرل بہادر کی خدمت مین کلکتہ کو ادہ گہنٹہ کے اندر پہونچائی اور اسقدر

عرصہ مین وہان سے جواب آگیا گویا آٹھ سو تیس میل پر تار برقی کے ذریعہ سے سوا گھنٹہ مین خبر پہونچ گئی یہہ تار اب تمام
شہرون کے اندر جو ہند کی سرزمین مین بڑے بڑے شہر ہین پہونچایا گیا ہے اور پنجاب مین بھی لاہور و
امرتسر ملتان و پشاور وغیرہ شہرون کے درمیان اجرا اسکا بخوبی ہو چکا ہے — عمل اس کام کا اصل مین صنعت
کہربائی ہے اور اسکے اجزا سے کچھ اسطرح بہت سے آلے بنے ہوئے ہین دو آلے اونمین نہایت ضروری ہین ایک کا نام
بیٹری ہے جس سے کہربائی یعنی بجلی پیدا کی جاتی ہے دوسری سوئی مقناطیسی جسکے گردش کے حروف قرار دیکر
پیام بھیجنے والے کا مطلب دریافت ہوجاتا ہے پہلا آلہ بیٹری یہہ آلہ تانبے اور جست کی کئی تختون سے بنایا گیا ہے
یہہ تختیان ایک دوسرے کے بعد ایک قسم کے ترش پانی مین جسکو گندہک کا تیزاب کہتے ہین اسطرح لٹکتی ہین کہ پہلی جست پھر تانبے کی تختی
پھر دوسری تانبے کی جو پہلی تختی ہے پھر اسی طرح آخر اسکا قطب تانبا کہلاتے ہین تانبے کے سرے کو قطب زجاجی اور جست کے سرے کو قطب
راتنجی کہتے ہین ان دو قطبون مین سے دو قسم کے علیحدہ علیحدہ کہربائیان پیدا ہوتی ہین جنکا نام قطبونکے نام کے مطابق کہربائی
زجاجی و کہربائی راتنجی ہے یہہ دونو کہربائیان آپس مین ملنے کا بڑا شوق رکھتی ہین چنانچہ اگر ہم دونو قطبون کو بوسیلہ
کسی تار کے جو کہ کہربائی کا موصل ہے یعنی جسمین وہ کہربائی گذر سکتی ہے ملادین تو یہہ دونو کہربائیان بلا تامل ملجاوینگی اور
اونکی ملنے کے وقت عجیب عجیب خاصیات پیدا ہوتی ہین دوسرا آلہ سوئی مقناطیسی اسکا یہہ حال ہے کہ ایک چھوٹی سوئی فولاد
کی ہے جسپر چقماق پتھر گڑا ہوا ہے اوسکے بیچون بیچ ایک چھوٹا سا سوراخ ہے اگر اوس سوراخ مین کوئی سلاخ لوہے کی
نوکدار رکہکر کھڑی کردین تو یہہ سوئی چار و نطرف بے روک گھومیگی اور چونکہ اوسمین چقماق پتھر گڑا ہوا ہے اسلئے
اوسمین بھی اوسکی خاصیت پائی جاویگی یعنی ایک سرا اوسکا ہمیشہ زمین کے قطب شمالی کیطرف پہرا رہیگا اور دوسرا
سرا قطب جنوبی کے سمت کو اگرچہ ہم اس سوئی کو کسی طرف پہیر دین مگر وہ گھوم گہام کر اوسی طرح آ ٹھہر جاویگی اسکے بعد
ایک پتلا سا تار تانبے کا کئی گز لمبا لیا جاتا ہے اور اوسپر ریشمی تاگا اسطرح لپیٹتے ہین کہ سوا دونون سرون کے
کوئی اور حصہ اوسکا دکھلائی نہ دے وہ تار لچھی کے موافق لپٹا جاتا ہے جیسے کوئی ڈورے کو اپنی چارون انگلیون پر
لپیٹے اور پھر اونگلیان اوسکے اندر سے نکال لے تو اوس ڈورے کے بیچمین ایک لمبا سا خالی مکان رہجاویگا اوس خالی
مکان کے بیچون بیچ سوئی رکھی گئی ہے یہہ سوئی اوترا اور دکھن کو پہیری ہوئی رہیگی اوس حالت مین اگر لچھی کے تار کے دونو
سرونکو بیٹری کے دونو قطبون سے ملادیوین تو دونو کہربائیان اوس تار مین گھوم گھوم کر آپس مین ملینگی کیونکہ یہہ تار بھی
موصل ہے اور ہر ایک بیٹری کے درمیان ریشم جو غیر موصل ہے لگا ہوا ہے پس اسصورت مین یہہ سوئی اوترا اور دکہن کیطرف
پہیری نہ رہیگی بلکہ دہنی یا بائین کو گھوم جاویگی اور وجہ اسکی دہنے یا بائین گھومنے کی یہہ ہے کہ اگر زجاجی بیٹری کا
اس لچھی کے اوپر کے سرے سے ملایا جاوے اور نیچے کا سرا قطب راتنجی سے تو سوئی کا شمالی حصہ بائین طرف کو
دہنی کو گھوم جاویگا اور اگر قطب زجاجی نیچے کے سرے سے ملایا جاوے اور قطب راتنجی اوپر کے سرے سے تو شمالی حصہ

سوئی کا دہنی سے بائین کو گہوم جائیگا پس اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اگر ایک وہی کلکتہ مین ہو اور اوسکی لچھی کا
سرا لوہے کی سڑک کے تار کے سرے سے باندہ دیا جاوے اور مقام میرٹھہ کے تار کا سرا بٹیری کے ایک قطب تک
سے ملا دیا جاوے تو سریان کہربائی کا ہونے لگیگا بشرطیکہ دوسرا قطب بھی میرٹھہ کے بٹیری کا دوسرے تار کے وسیلہ
کلکتہ کی سوئی کی دوسری سرے سے ملا دیا جاوے پر یہہ دریافت ہوا ہے کہ دوسرے تار کے لگانے کی کچھہ حاجت
نہین ہے صرف اتنا ضرور ہے کہ میرٹھہ کے بٹیری کے دوسرے سرے سے ایک تار جسکے سرے پر ٹہری چادر تانبے کی
لگی ہو میرٹھہ کی زمین مین نیچا گاڑ دیا جاوے اور اوسی طرح کلکتہ کی سوئی کی لچھی کے دوسرے سرے سے ایک تار
کلکتہ کی زمین مین گاڑ دیا جاوے تو اوس صورت مین کے اندر ہوکر کہربائی جاری ہوگی کیونکہ تمام زمین کی بھی
موصل کہربائی ہے اب تو یہہ جاننا ضرور ہے کہ چونکہ کہربائی دو قسم کی ہوتی ہے مثبت اور منفی جبتک کہ دونون اوسکو
نملینگے تب تک وہ آپس مین نہ مل سکینگے اور اگر ایک تار بٹیری کا جو ایک ہی قطب سے ملا ہوا ہو جبتک وہ دوسری قطب
کے ساتھہ دوسری تار کے وسیلے سے نہ ملا یا جاوے اوسمین کہربائی نہ پائی جائیگی پس جسوقت کہ میرٹھہ کے بٹیری کا
ایک قطب لوہے کی تار سے ملا ہوا ہے اور دوسرا زمین مین ہے تو کہربائیان دونو قسم کی ایک تار مین ہوکر اور
دوسری زمین کی راہ سے کلکتہ کو دوڑینگے اور ایک لحظہ سے بھی کم عرصہ مین کلکتہ پہونچ جائینگی کیونکہ یہہ معلوم ہوچکا ہے
کہ کہربائی جو کہ دوسری صورت بجلی کی ہے بڑی تیزی سے چلتی ہے پس اب تار کی کہربائی سوئی کی لچھی کے ایک
سرے مین ہوکر داخل ہوگی اور زمین کی کہربائی دوسرے سرے مین ہوکر اور لچھی مین گردش کر کر سوئی کو بائین طرف
ہٹا دیوی گی بشرطیکہ میرٹھہ کی بٹیری کا قطب زجاجی لوہے کی تار سے ملا ہوا ہو اور اثباتی زمین سے اور کلکتہ کی سوئی
کی لچھی کا اوپر کا سرا اوسی تار کے دوسرے سرے سے لگا ہوا ہو اور اگر میرٹھہ کی بٹیری کا قطب اثباتی لوہے کی تار سے
ملا ہوا ہو اور زجاجی زمین سے تو دہنے طرف کو سوئی ہٹ جائیگی اس طرح ہم میرٹھہ مین بیٹھکر کلکتہ کے سوئی کو دہنی
سے بائین کو اور بائین سے دہنی کو ہٹا سکتے ہین اگر لوہے کی تار کو بٹیری کے ایک قطب یا دوسری سے ملا دین اور
اونہین سوئی کی حرکتون سے حرف کا سمجہنا اور اون سے لفظون کا بنانا تجویز ہو سکتا ہے اسطرح کہ جب سوئی کے
اوپر کا حصہ دہنی طرف مایل ہوتا ہے تو اوس سے انگریزی خط حرف اے یعنی الف سمجہا جائیگا جب سوئی دو دفعہ
دہنی طرف مایل ہوتی ہے تو حرف بی یعنی ب سمجہا جائیگا علی ہذا القیاس تو یہہ حرکتین ہم میرٹھہ مین بیٹھکر اسطرح پیدا
کر سکتی ہین کہ اگر ایک تار جو بجلی کے سڑک کے تار سے ملا ہوا ہے بائین ہاتھہ مین لین اور وہ تار جو زمین کے ساتھہ
ملا ہوا ہے دہنی ہاتھہ مین لین تو ہم آسانی سے کبھی بائین ہاتھہ کے تار سے بٹیری کے قطب زجاجی کو چہو سکتی ہین اور
دہنی ہاتھہ سے قطب اثباتی کو چہوئینگے پس سریان کہربائی کا ہوکر کلکتہ کی سوئی کو فوراً بائین طرف کو ہٹائیگا اور کبھی
ہم بائین ہاتھہ کے تار سے قطب اثباتی سے چہو سکینگے اور دہنے ہاتھہ کے تار سے زجاجی کو بموجب اون حروف کی جنکا

پہیلانا منظور ہے لیکن تار ونکے ہاتھ مین بگڑنے اور اسطرح عمل کرنے سے کئی قباحتین وقوع مین آجاتی ہین اسلئے
اون قباحتون کے رفع کرنے کے واسطے ایک ادہ آلہ بنایا گیا ہے جسکو مبدل السریان کہتے ہین اوسکے ذریعے سے ہم
بہت جلد اور آسانی سے سریان کہربائی کا کبھی تختی کے اوپر اور کبھی تختی کے نیچے سے کر سکتے ہین اور جسطرح کہ
ہم دستہ گہوماینگے اوسی طرف کلکتہ کی سوئی بھی مائل ہوجائیگی پس جب میرٹھہ کا خبر رسان ایک لفظ کئی حرفون سے
بناکر کلکتہ بہیج چکا تو وہ شہر کے تار کو جہٹ جدا کرکے اپنی سوئی مین لگا دیتا ہے اور کلکتہ کا خبر رسان اپنی
سوئی کو جدا کرکے اوس تار کے شہر کے مبدل السریان سے لگا دیتا ہے اور میرٹھہ کے سوئی کو ایک دفعہ بائین
اور ایک دفعہ دہنی حرکت دیتا ہے اس سے یہہ مراد ہوتی ہے کہ مین اس لفظ کو سمجھ گیا اور اگر وہ نسمجھا ہو تو حرکت اوسکی
بخلاف کرواتا ہے جسپر میرٹھہ سے وہی لفظ پھر سمجھایا جاتا ہے - اسیطرح ایک گھڑی ہی ہے جسمین ایک لوہا
کہربائی کے سریان سے مقناطیس بنجاتا ہے اور گھڑی مین ایک گھنٹہ کو بجانے لگتا ہے یہان تک کہ مہتمم خبر
اگر غافل ہو تو آگاہ ہوجاوے یہہ آلہ اکثر رات کے وقت کام آتا ہے - سوائے اسکے جسقدر شہر کہ میرٹھہ اور کلکتہ
کے درمیان واقع ہین اور وہان تار گہر مقرر ہین وہان کے مہتمم بھی اپنے اپنے سوئیان اور آلہ تیار رکھتے ہین
اور شہر کا تار ہر ایک مقام پر سوئی کے پہیون کے ساتھہ ملا ہوا رہتا ہے پس جب ایک مقام کی سوئی متحرک
ہوتی ہے تو سب شہرون کی سوئیان اوسی طرح ہلنے لگ جاتی ہین اور جو خبر ایک شہر کے واسطے ہوتی ہے وہ سب
مخبرون کے مقامات پر پہونچنی شروع ہوجاتی ہے اسکا یہہ انتظام ہے کہ خبر بہیجنے سے پہلے اونہین سوئیون کی حرکت سے
ہر ایک کو آگاہ کردیا جاتا ہے کہ یہہ خبر تمہارے شہر کے واسطے نہین ہے تب وہ تختی کے سرے کو تار کے سلک کے
سلسلے سے ہٹا لیتے ہین اور جہان خبر بہیجنی منظور ہوتی ہے وہان ہی پہونچتی ہے - اکثر اوقات اس تار کو دریا کے
پار لیجانا منظور ہوتا ہے تو جس دریا کا بہنا کم ہو تو تار اوسکی اوپر سے گذر جاتی ہے بڑے دریا کے پانی کے اندر
تار کو دبا کر دوسرے طرف کے زمین کے اندر سے نکال دیا جاتا ہے اسمین شرط یہہ ہے کہ وہ حصہ تار کا جو پانی مین ڈوبا
ہوا ہو کسی ایسے چیز غیر موصل سے مڑہا ہوا ہو کہ وہ نہ تو ترقی اور نہ ٹوٹے اور نہ کہربائی کو نکلنے دے نہین تو پانی
موصل ہے اوسمین کہربائی نکلکر ضایع ہوجائیگی اس کام کے واسطے ایک قسم کا گوند بڑا مفید ہے جسکو گٹا پرچہ کہتے ہین
وہ تار پر لپٹا جاتا ہے اور زیادہ تر حفاظت کے لئے اوس گوند کے اوپر سن کا پیترہ لپٹا جاتا ہے اسطرحپر کہ وہ اندر
کے تار کو چہونا نہ پاوے - فقط یہہ استعمال کہربائی کا اور بہت سی کامون کے لئے مفید ہے اور بڑے شعبدے اس سے
پیدا ہوتے ہین - زجاجی کہربائی جو شیشہ کے رگڑنے سے ظاہر ہوتی ہے اسلئے اوسکا نام زجاجی رکھا گیا دوسرے
راتنجی کہربائی رال و لاکھ وغیرہ کے رگڑنے سے نکلتی تھی اسلئے راتنجی مشہور ہوئی یہہ دونو کہربائیان رگڑنے کے
سوای اور بھی بہت طرح سے پیدا ہوسکتی ہین اور اصول اس علم کے یہی ہین بلکہ سب جسمون کے اندر یہہ دونو کہربائیان

سے ملے ہوئے ہین پر غیر محسوس رہتے ہین آپس مین رگڑنے اور تیزاب وغیرہ ڈالنے سے محسوس ہوتی ہین جن جسمون مین بآسانی ہوکر گذر سکتی ہین وہ موصل کہلاتے ہین مثلاً ہر ایک قسم کی دہات دبانی وٹہی و جسم حیوانی وغیرہ نم دار چیزین اور جن جسمون کے اندر یہہ نہین جاسکتی وہ غیر موصل کہلاتے ہین مانند رال و لاکہہ و شیشہ وغیرہ — اگر کسی جگہہ کسی بلہ پر بجلی گرے تو بجلی کے کہربائی تار کے ذریعہ سے مخزون کے مقام پر پہونچ کر سب اسباب کو برباد کرسکتی ہے پس اسکے روکنے کے واسطے ہر ایک مخزن کے مقام کے باہر لوہے کے اوپنچے سلاخین جنکو موصل البرق کہتے ہین لگے ہوئے ہین پھر اگر کسی جگہہ کسی بلہ کے اوپر بجلی گرے تو کہربائی اوسکے مخزون کے مقام کے اندر نہ پہونچنے پائیگی اور موصل البرق کے راستے زمین کے اندر چلی جائیگی اگرچہ یہہ موصل البرق شرک کے تار کو چہوتی ہوتی نہین ہے لیکن تار سے بہت ہی تہوڑی فاصلے پر ہے اور بیٹری کے کہربائی کو کہ بہت لطیف ہے یہہ طاقت نہین ہے کہ اپنی راہ کو چہوڑکر اور اوس فاصلے کو پہاند کر موصل البرق مین جاسکے اور اسکے ذریعے سے زمین مین داخل ہو مگر بجلی کے کہربائی کو کہ بڑی طاقت ور ہے یہہ قوت حاصل ہے کہ وہ اسقدر فاصلے سے کود کر موصل البرق مین اور اوسکے ذریعے سے زمین مین چلی جاوے اور کہربائی کی یہہ عادت ہے کہ اگر اوسکو دو راہین ملجائین تو وہ وسیع تر راستے اور بڑے موصلون کو پسند کرکے اوسمین چلی جاتی ہے اسطرح بجلی کی کہربائی بہی جب تار پر کہ بہت تنگ راہ ہے موصل البرق کے پاس آتی ہے تو تار کو چہوڑکر موصل البرق کو کہ کئی درجے تار سے موٹا ہے پسند کرکے اوسمین چلی جاتی ہے اور اوسکی ذریعے سے زمین مین گہس کر نیست و نابود ہوجاتی ہے فقط —

بیسری تقسیم

دریاؤن کے ضروری حالات اور اون کے چشمون و رفتار وسافت و طول و عرض کے بیان مین اور مجمل حال اون نالون اور ندیون کا جو اون سے نکلتے یا داخل ہوتی ہین

فی زمانتا جس ملک کا نام پنجاب ہے اوسمین پانچ دریا ستلج بیاس راوی چناب جہلم بہتے ہین اور مشمول ان دریاون کا اپنی اپنی موقع پر دریاے سندہ کے ساتہہ ہوتا ہے جو آخری چہٹا دریا اسملک کا ہے چونکہ ضرور ہے کہ ہر ایک دریا کا علیحدہ علیحدہ مفصل حال تحریر ہوا سواسطے تحریر ہوتا ہے —

دریاے ستلج پہلا شرقی دریا پنجاب کے دریاؤن مین سے ہے جسکا اخراج کوہ برفانی سرحد ملک چینی تاتار اور جہیل مان سرور سے ہے اور اوس جہیل کا سطح پینتالیس کوس ہے اور درمیان پہاڑ اور راون

ہرد بھی اوسکو کہتے ہین اگرچہ اصلی چشمہ اوس دریا کا اوس جھیل سے اوپر ہے مگر چونکہ اپنی چشمہ
سے چلکر یہہ بہت سی ندیون اور چشمون اور جھیلون کے پانی جو شرقی کوہ ہمالیہ مین سے آتا ہے لیتا ہوا مان سرو ور
کی جھیل مین داخل ہوتا ہے اور پھر اوس جھیل کے شمال مغربی کنارے سے نکلتا ہی اسواسطے یہی کہا جاتا ہی
کہ دریاے ستلج کا چشمہ مان سرو ور کی جھیل ہے جھیل سے تیس فیٹ چوڑا نکلکر اور شمال مغرب کے سمت کو ایکسو اسّی
میل کا راستہ بہت خوفناک و بلند و ناہموار و ویران پہاڑون کو طے کرتا ہوا کوہ چناب کے مقام پر پہونچتا ہے
اوس جگہہ دریاے سپتی شمال مغرب کے سمت سے آکر اِسکے شامل ہوتا ہے اِس شمول کے مقام سے تھوڑا سا
اوپر یہہ دریا پچہتر فیٹ چوڑا ہے اور تہہ دریا کی ہموار اور سمندر کے سطح سے آٹھہ ہزار چھ سو فیٹ اونچی
اور دریا بہت گہرا ہے اور اسّی میل اِس مقام سے اوپر دریا بے نہایت چوڑا ہی اور لوہے کی
زنجیرون کے ذریعہ سے اوسکے اوپر سے پار ہوتے ہین شمول کے مقام پر پہناو دریا کا ایکسو بیس گز اور گہرائی
کم سے کم ڈیڑہ سو فیٹ ہی اور تیز روی سات یا آٹھہ میل فی گھنٹہ ہے بلکہ تیزی کی یہہ حالت ہی کہ اگر دریا
کے اندر دو فیٹ تک پانی ہی ہو تو بھی آدمی پیادہ اوس سے پار نہین ہو سکتا موضع لنگ جو اسی
راستہ مین دریا کے واقع ہے بلندی دریا کی تہہ کے اوس مقام پر دس ہزار سات سو بانوے فیٹ ہی پہاڑ کے
اوس پہاڑ کے اِس دریا کو مختلف مقامات پر مختلف نامون لنگ زنہ تنک و کہیا و نک سنگ و سانپو و زینگ تی
و سمید رنگ سے پکارتے ہین پہاڑ کے علاقے مین اسکا نام شتدر مشہور ہے بلکہ ہندون کے قدیم تواریخ مین
بھی اسکا نام شتدر لکھا ہے وہان سے آگے اسکا نام ہد او رس و ہیسودرس بھی پکارا جاتا ہے پھر نیچے آکر
عام نام اسکا ستلج مقرر ہو جاتا ہے اور یہی سے نام اسکا یعنی ستلج چشمہ کے مقام پر مشہور ہے درمیانی مسافت
مین جا بجا نام اِسکے متغیر ہوتے جاتے ہین اوپر کے حصہ مین اگرچہ یہہ دریا بہت تیز چلتا ہے اور چلنے کے وقت
غل کرتا ہوا اور ڈہیرون جہاگ اپنی ساتھہ لیتا ہوا آتا ہے مگر اوچ سے نیچے آکر اسکا بہاو وسط
فی میل ڈیڑہ سو فیٹ سے زیادہ نہین چونکہ آب ہوا اِس دریا کے پہاڑی رستہ کے برفانی ہے اسواسطے
دو مہینے تک یہہ دریا دو سو میل کے راستہ تک جما ہوا رہتا ہے اور پہاڑ مین جن جن مقامات مین یہہ
پایاب نہین ہے وہان تسمے پہولون کے ذریعے یا لکڑی کے پلون سے مسافر اسے اوترتے ہین اور بعض لوگ
گہاس کے پولے باندھکر اور اون پر سوار ہو کر دریا پار جاتے ہین مگر وہ پولے اکثر اوقات بہکر غرق
ہو جاتے ہین تو اپنے سوار کو بھی غرقاب کر دیتے ہین بعض مقامات پر آہنی بڑی بڑی موٹی زنجیرون کے ذریعہ
سے دریا کے اوپر سے آمد رفت ہوتی ہے دریاے ستلج و سپتی کے شمول کا مقام بڑا خوفناک ہی اور پانی کا
وہان بڑا گرداب پڑتا ہے اوس جگہہ دریاے سپتی جو بلند پہاڑون کے اندر سے نہایت تیزی و سنسناہٹ کی ساتہ

نکلتا ہے تو ایسا معلوم ہوتا ہی کہ گویا یہہ زمین کے اندر سی نکلا ہے سپتی کا پانی وہان صاف وعمیق و تیز رہی
اور ستلج کا پانی میلا خاک آمیختہ ہے اور شور کرتا ہوا چلتا ہے پہنا و سپتی کا تین سو فیٹ اور ستلج کا ستر فیٹ
ہے پھر سپتی کے ملنے سے بعد بڑا دریا نہایت تیز وعمیق اسقدر ہوتا ہے کہ اوسجگہ تہہ دریا کی معلوم نہین
ہوتی کہ کہان ہے اور چند رسی تہہ پر باندہ کر لٹکاتے جائین نیچے کو چلی جاتی ہے شمول کے بعد عام راستہ
اس دریا کا جنوب مغرب کے گوشہ کو ہے وانگے چلکر ینتو کے مقام پر بلندی اسکی آٹھہ ہزار دو سو بیس فیٹ
اور چوڑان اکسو چھہ فیٹ ہے اور وانگتو کے مقام پر بلندی اسکی تہہ کی پانچہزار دو سو فیٹ اور چوڑان
بانوین فیٹ ہے اور رام پور کے مقام پر بلندی تین ہزار تین سو ساٹھہ اور چوڑان دو سو گیارہ فیٹ ہے
اور یہہ پیمائشین ایسے اون مقامات پر ہوئی ہین جہان یہہ بہت تنگ چلتا ہے اور لوگون کی آمد رفت کیواسطے
راستے و گذر مقرر ہین اور پل لکڑیون کے بنے ہوئے ہین سوا ان کے اور مقامات پر پہنا دریا کا ڈیڈہ سو گز
تک چوڑا ہے رام پور سے لیکر بلاسپور تک اکثر راستہ اسکا مغرب و جنوب مغرب کے سمت کو ہے بلاسپور کے پاس
چوڑان اسکا سو گز ہے اور سخت تیز رو ہو کر جب تھوڑا فاصلہ شمال مغرب کو طی کرتا ہے تو یکایک رخ اسکا
شمال مغرب کے سمت سی جنوب مغرب کو ہو جاتا ہے اور پھر دو شاخون کے ذریعہ سے دو رتیلی پہاڑون اور
کوہ ہچوان مین سے ہوتا ہوا پنجاب کے میدانون مین روپڑ کے پاس داخل ہو جاتا ہی یہان آگر وہ دونون شاخین ایک
ہو جاتے ہین اسمقام پر طغیانی کے وقت یہہ دریا تین فیٹ گہرا اور پانسو گز چوڑا ہوتا ہے اور بندر [illegible] کشتیون
دریا سے اوترتے ہین وہان سے پھر اوسی سمت کو چلتا ہوا فلور کے قلعہ کے نیچے پہونچتا ہے جہان سردی
کے موسم مین اڈہائی سو گز چوڑا اور سات فیٹ گہرا اوسط درجہ کا تیز رو اور طغیانی کے وقت سات سو
گز چوڑا اٹھارہ فیٹ گہرا ہوتا ہے اسمقام سے آگے چلکر جب ہری کے مقام پر پہونچتا ہے تو دریای بیاس آکر
اسکے شامل ہو جاتا ہے جو بیرآبی مین اس سے بڑہ کے ہی تمام راستہ اس دریا کا مان سرور کے جہل سے لیکر
دریاے بیاس کے شمول تک پانسو پچاس میل شمار مین آتا ہے بیاس کے شمول کے بعد نام اسکا ستلج سی بدلکر گہارا
نام سے موسوم ہو جاتا ہے پھر اس شمول سے تین سو میل چلکر شمول اسکا چناب کے ساتھہ ہو جاتا ہی اور پنجند نام پاکر
دریاے سندہ کے ساتھہ جا ملتا ہے قدیم زمانہ مین یہہ دریا ہیدرا ادرس زدرادرس ہیسودرس و [illegible] کے نام سے
موسوم تہا اور اسمین بہت سی پہاڑی ندیان و نالے پہاڑ مین شامل ہوتی جاتی ہین جنکا ذکر پہلے حصہ کے
پانچوین تقسیم مین تحریر ہو چکا ہے فلور کے پاس اسپر سے شاہ سڑک جو ہندوستان سے پنجاب کو آتی ہی گذرتی ہی
اور شاہ گذر مقرر ہی اور سرکار کے حکم سے اسمقام پر کشتیون کا پل بندہا رہتا ہی اور ایک مستحکم شکستہ آہنی پل
ریل گاڑی کے آمدرفت کے لیئے بنا ہوا ہے اور آمدرفت انجن کی جاری ہے

دریای بیاس

پنجاب کے دریاؤن سے یہہ دوسرا دریا ہے جو درہ روتانگ کے جنوبی سمت کوہ لاہول کے پاس سے جو ہمالا کے
شمال مشرقی حد پر واقع ہے نکلتا ہے بلندی اسکی چشمہ کی تیرہ ہزار دو سو فیٹ سمندر کے سطح سے شمار ہوتی ہے
وہان سے یہہ دریا بہت سی چشمون اور پہاڑی ندیون کے پانی اپنے ساتھہ ملاتا ہوا کلو مین اور کلو سے جنوب کے
سمت کو بہتا ہوا بعد طے کرنے چکر دار راستے اسی میل منڈی کے متصل آپہنچتا ہے وہان پر بھی اور چشمون
اور ندیون کے پانی اسکے ساتھہ ملکر بہتا اسکا ڈیڑہ سو گز سے دو سو گز تک اور عمق بارہ فیٹ سے چودہ فیٹ
تک ہوجاتا ہے پھر منڈی سے مغرب کے سمت کو سکیت کے راستے لوہے کی کان کے پاس سے چلکر بعد طے کرنی
مسافت پچاس میل کے نادون کے نیچے آتا ہے جس جگہہ سردی کے موسم مین بھی چوڑان اسکا ایکسو پچاس گز سے
کم نہین ہوتا وہان نادون کے شہریان دریا کے کنارہ بہت اچھے ہوئے ہین اور اوسی مقام پر ایک ندی کنیار نام
پہاڑ سے نکلکر اسکے شامل ہوجاتی ہے پھر نادون سے پچاسی میل کے قریب شمال مغرب کیطرف بہتا ہوا اکانڈوان
دونیہ وال کے پاس پنجاب کے میدان مین آجاتا ہے پھر وہان سے جنوب کے سمت کو اسی میل چلکر متصل موضع
اندریسہ دہیری کے دریای ستلج کے ساتھہ شامل ہوجاتا ہے جاڑے کے موسم مین رفتار اسکی فی گھنٹہ ساڑہی
تین میل ہے مگر برسات مین اس سے المضاعف چلتا ہے جوالا مکھی کے علاقہ مین اس دریا کے کنارے پر ایک
بڑا عالیشان مندر مہادیو کا اور ایک بارہ دری راجہ سنسار چند کی بنوائی ہوئی ہے اسمقام پر اس دریا کے اندر
بڑا گرداب پڑتا ہے اور اگر کبھی کشتی اوسکے اندر آجاوے تو چرخی کے طرح چکر کہا کر ڈوب جاتی ہے طول اسکا چشمہ سے لیکر ستلج
کے شمول تک دو سو نوے میل اور بعض تین سو میل کہتے ہین اور شمول کے بعد دونو دریا گہارا نام پاکر چلتے ہین پھر
وہ دریا دیپالپور کے پاس پہونچکر دو شاخون مین تقسیم ہوجاتا ہے اونمین سے ایک شاخ غرب کو بہتی ہے اور دوسری
شاخ جنوب کے سمت کوٹ قبولہ و کہائی کے پاس ہوتی ہوئے جاتی ہے اور ایکسو کوس کا رستہ طے کرکے پھر دونو
شاخین آپسمین ملجاتے ہین پھر وہانسے فیروزپور کے علاقہ مین یہہ دریا بہتا ہوا بہاولپور کے حدود مین دریای ترنان
یعنی راوی وچناب جہلم کے ساتھہ ملجاتا ہے اور پنجند نام پاتا ہے پہلے یہہ دریا بہت سی مسافت پنجاب کے میدان مین
طے کرکے ستلج کے ساتھہ ملتا تہا اب اسی برس گذرے ہین کہ شمول اسکا ستلج سے بمقام ہری کے ہوگیا ہے اور پرانا
رستہ اسکا خشک پڑا ہوا دور تک نظر آتا ہے چنانچہ قصبہ چونیان اوسی پرانے راستے کے کنارے پر آباد ہے
اول یونانی لوگون نے اس دریا کا نام ہای فیسس کہا ہوا تہا جو سبب گذرنے زمانہ دراز کے بگڑتے بگڑتے
بیاس رہگیا مگر ہندو لوگ وجہ تسمیہ اسکا اسطرح بیان کرتے ہین کہ کوہ برفانی ہمالہ مین ایک جہیل بیاس کنڈ
نام ہے اوس سے یہہ دریا نکلکر آتا ہے اور اس جہیل سے کچھہ تہوڑی فاصلہ پر ایک مندر بیاس جی کا بنا ہوا ہے جب
یہہ دریا مندر کے پاس آتا ہے وہان اور ندیون کا پانی اپنے ساتھہ ملاکر اور بیاس نام پاکر آگے کو چلتا ہے غرض مندر

اس دریا کو بیاس جی بھی جو انکی بزرگون مین بید کے علم کا بانی ہوا ہے منسوب کرتی ہین بخلاف مورخان انگریزی
کے کہ اونھون نے اس دریا کے حال مین کہین بیاس گنگ کا ذکر بھی نہین کیا اس دریا کا غربی یعنی دہنا کنارا
بہت بلند اور دوسرا کنارا زمین کے ہموار ہے اور طوفان اسمین ہمیشہ شام کے وقت آتا ہے کیونکہ اسمین ہمیشہ
طغیانی برف کی پانی سے ہوا کرتی ہے سو دن بھر برف گل گل کر شام کے وقت پانی آتا ہے بڑا گذر اس
دریا کا وزیر بھلہ وریڑوال کا ہے اور شاہ سڑک بھی وزیر کے گذر سے گذرتی ہے اور وہان ہی کشتیون کا
پل بندھا رہتا ہے کشتیان اس دریا کے بہت ناکارہ ہین جنکے کنارہ بہت پست ہین اور بہت جلد غرق ہو جاتے
ہین پنجاب سے جو ریل گاڑی دہلی کو جاتی ہے اس دریا کے اوپر سے گذرتی ہے اور ایک سخت آہنی بڑا مضبوط
پل اوسپر بنا ہوا ہے جسکے اوپر سے ریل گاڑی کا گذر ہوتا ہے **بلین شہر** اس نام کے دو نہرین
دوابہ بست جالندھر مین بہت بڑے نہرین ہین ایک ان مین سے جو شہر کہ ستلج کے طرف جاری ہے مینان سفید اور
دوسری شہر جو بیاس کی طرف ہے اوسکو کالی بین بولتے ہین اور یہہ دونو نہرین کوہ شمالی کی بنیاد سے
نکلکر تمام علاقہ کو سیراب کرتے ہوئے بیاس مین داخل ہو جاتے ہین برسات کے موسم مین انمین بڑی طغیانی
ہوتی ہے اور بڑی تیزی کے ساتھہ چلتی ہین اسقدر کہ سوای معین گذرون کے اور کہین سے لوگ اوتر نہین
سکتے اور ہر ایک گذر پر کشتیان چلتی ہین ان دو شہرون کے سوا ستلج اور بیاس کے اندر کے میدانی
ملک مین کالی قدیمی شہرین جنمین مصنوعی و قدرتی بہتے ہین جنمین سے اکثر برسات کے موسم مین جاری ہوتی ہین
اور بعضی تھوڑے سے پانی کے ساتھہ ٹانڈہ و اوڑمر و بھی پور وغیرہ کے پاس بہتی ہین اور ایک شہر حاجی پور
کے پاس دریا بیاس سے نکلکر ملک کو سیراب کرتی ہے اور چکیان بھی اوسکے کنارے پر بہت چلتی ہین
حاجی پور کے شرق کے طرف بھی ایک قدیمی نالہ جاری ہے جو بیاس مین جا کر ملجاتا ہے اور ایک ندی ہوشیارپور
کے پاس برسات مین بہتی ہے **دریای راوی** یہہ دریا تیسرا دریا پنجاب کے دریاؤن مین سے ہے اصلی چشمہ اسکا کلو کی پہاڑ کے
پاس ہے جسکو کوہ بنگال بھی کہتے ہین جو کوہ روہتانگ سے تھوڑی سی فاصلہ پر واقع ہے چشمہ اپنے سے سمت شمال غرب بہہ کر دریا
چالیس میل کا فاصلہ طے کر لیتا ہے تو دریای نی اور بدھیل وغیرہ دریا اور پہاڑون کے اندر سے تھوڑی ہو ہو ہمیشہ شامل ہو جاتی ہین انمین سے بدھیل دریا ایک
بڑا دریا ہے جو کوہ بھدرال و من ہیش کی جھیل سے جسکا نام مہادیو کی جھیل ہے نکلتا ہے وہ جھیل اگرچہ عرض مین
ایک سولہ فیٹ [illegible] مگر طول مین بہت ہی اور ہندو لوگ اوس جھیل کو بہت متبرک سمجھتے ہین اور غسل کو سطح
دور دور سے آتے ہین دانتی جالکر [illegible] کے نیچے اور چشمہ سے انگیسوں میل اس دریا پر ایک بڑا پل سیاہ سن قلعہ
چھتر استھہ بندھا ہوا ہے اوس سے گذر کر کئی کوہی راستی علیحدہ علیحدہ ہین [illegible] و چنبا و کشمیر کی طرف
جاتے ہین اور چنبہ کے راجہ کے طرف سے یہان محصول سوداگرون سے لیا جاتا ہے دہانے جلکہ مقام سولی

یہہ دریا ایکسو بیس گز چوڑا چلتا ہے اور اوسی مقام سے یہہ رخ اپنا جنوب بمغرب کی سمت کو کرلیتا ہی اور اوسی
سمت کو شاہپور و نورپور کے نیچے ہوتا ہوا اسجان پور کے قریب پہاڑون سے نکلکر میدان مین آجاتا ہے
وپٹہان کوٹ و کلانور و بٹالہ و ڈیرہ نانک ہر سہ و رہسے گذر کر لاہور کے متصل شاہدرہ جہانگیر کے مقبرہ کے نیچے پہونچ
جاتا ہے اور اوسی مقام کے مغرب کیطرف ایک میل کے فاصلہ پر شاہ گذر ہے اور کشتیون کا پل سرکار کیطرف سے
بندھا رہتا ہے جسکا اہتمام سرکار کیطرف سے رای بہادر کنہیالال اگزیکٹو انجینیر لاہور ڈویژن کے سپرد ہے عمق
اس دریا کا کچھہ بہت نہین اکثر مقامات پر بارہ فٹ سے لیکر چودہ فٹ تک برسات کے موسم مین گہرا ہوتا ہے
سردی کے موسم مین پانچ یا چھہ فٹ سے زیادہ گہراو اسمین نہین ہوتی لاہور سے تین میل نیچے جاکر یہہ دریا
بطرف جنوب کے سمت کو چلتا ہے اور تیس میل تک راستہ طے کرکر تین شاخون مین منقسم ہوجاتا ہے برسات
وہ تینون شاخین جاری ہوتی ہین اور بہت طغیانی کے وقت تینون ملکر ایک ہوجاتے ہین سردی کے موسم
بڑی شاخ پر آب اور دو شاخین خشک ہوتی ہین برسات مین پانی اسکا پہیل بہت جاتا ہے کیونکہ اسکے
کنارے ہموار و زمین کے برابر ہین اور اسی سبب سے یہہ عمیق کم ہے اور پہیلاو بہت رکہتا ہے راستہ اسکا بہت
پیچدار ہے اور خم بہت پڑتے ہین اور جو لوگ کشتی کے ذریعہ سے سیر سفر کرتے ہین راستہ اونکا بہت کم طے
ہوتا ہے اور اسی سبب سے اسمین جہاز رانی نہین ہوتی کہ اگر دن بہر جہاز چلے تو رات تک نہایت درجہ
بارہ کوس راستہ طے ہوتا ہے جسقدر کل راستہ مین جو لاہور سے شمول چناب تک ہے سیدہا راستہ اسکا چہتیس میل
موضع جلینہ ہی لیکر رام چوترہ تک ہی کہ اوسقدر راستہ مین یہہ نہایت سیدہا چلا جاتا ہی کہین سے کنارے نہین توڑتا
اور دونو کنارون پر اسکے بڑی بڑی درخت پرانے سایہ دار کہڑے ہین اور کہی کہی درخت کو بہی اسکو ایذا سے
صدمہ نہین پہونچا سندہ کہتے ہین کہ جب اسکندر رومی پنجاب مین آئی تو وہ موضع جلینہ کے قریب کشتی پر اوتر کر
نہانے لگی اور رام چوترہ تک برابر دریا مین تیرتے ہوئے چلے گئی چونکہ کوئی شخص کشتیون کا محافظ پاس تہا
دریا اونکی حکم سے سیدہا ہوگیا ایسا کہ نگاہ اونکی برابر کشتیون پر پڑتی رہی پہر بمقام رام چوترہ وہ دریا سے
نکلکر بیٹھے جہان ایک نشستگاہ بنی ہے اوس روز سے یہہ دریا اوسقدر راستہ تک سیدہا چلتا ہے اور قیامت تک
اسیطرح رہیگا اسقدر راستہ تک اس دریا کو شکر دارہ کہتے ہین اور مشہور ہی کہ شکر نام ایک راجہ نے یہان ایک نہر
کہود کر اوسکا نام شکر دارہ رکہا تہا اور کنارے اوس نہر کے بہت پختہ ہو کر درخت لگوا دئی تہی بعد
گذرنے کچھہ زمانہ کے اوسی نہر مین یہہ دریا آگیا مگر نام اوس نہر کا آج تک مشہور چلا جاتا ہی بلکہ یہہ سبب سے
کہ بسبب پختہ ہونے کے دریا اون کنارون کو توڑ نہین سکتا اور اوسقدر راستہ سیدہا چلتا ہے رام چوترہ کے
لنگر سرای سے ہوکر قصبہ فاضل شاہ کے پاس جاکر یہہ دریا چناب و جہلم و ملی ہوئے ندیون مین ملجاتا ہے

اور تینوں ملکر ترموں نام پاتے ہین پانی اسکا بہ نسبت چناب سرخ و مکدر ہے اور آٹھ مہینے سال بھر مین بعضے
بہت مقامات سے پایاب ہوجاتا ہی لاہور سے چناب کے شمول تک اگر سیدہا راستہ اسکا شمار کیا جاوے تو دوسو میل
کا ہے اور اگر پیچ و خم اسکے شمار مین آوین تو تین سو اسی میل گنا جاتا ہے غرض انکیسو اسی میل تو صرف خم و پیچ ہین
چناب کے پاس جاکر بعضے مین دہانون کے ذریعہ سے اسمین شامل ہوتا ہے جنمین ایک دہانہ بڑا اور دو چھوٹے ہین مورخان
انگریزی اسکا نام ہای ڈراٹیز کہتے ہین اور سنسکرت کے زبان مین نام اسکا ایراوتی اور غلط العام راوی مشہور ہے
اس دریا پر متصل شاہدرہ لاہور سے جانب شمال دو میل ایک آہنی پل ریل گاڑی کا بنا ہے اور بالفعل جہلم تک
آمد و رفت جاری ہے **شاہ نہر انگریزی** چونکہ پنجاب کے ملا تھے دو آبہ باری مین مانجھہ کا ملک بہت
اونچا تھا اور زراعتین صرف بارش کی امید پر ہوتی جاتی تہین اور خشک سالی کی حالت مین زمیندار اس ملک
مین اپنی بوئی ہوئی تخم کو بھی تلف کر بیٹھتے تھے سو اسلئے سرکار انگریزی نے براہ رعایا نوازی یہہ چاہا کہ ایک نہر
کہود کر اس کل علاقہ کو سیراب کیا جاوے ایسا کہ زمینداروں کو بالکل پانی کے طرف سے بے پروائی ہوجاوے
سو اسلئے اول منظوری اس نہر کے کہودنے کی ۱۸۴۹ء مین گورنمنٹ ہند سے ہوکر ۱۸۵۰ء مین کام شروع ہوا اور
بارہ سال تک تمام و کمال کام بصرف باون لاکہہ ہزار نو سو ستر روپیہ کے ختم ہوکر پانی چھوڑا گیا مادہو پور کے
مقام دریاے راوی کے بائین کنارے سے یہہ نہر شروع ہوتی ہے اور صرف ایک شاخ برابر دینا نگر تک
بڑی چوڑی چلی آتی ہے وہان موضع بہیری کے پاس ایک اور شاخ اس سے علیحدہ ہوکر کالا بالا تک جاتی ہے
پہر آگے اوسکے بھی دو شاخین ہوجاتی ہین ایک شاخ تو موضع بال گڈہ و سبز آوان و دہرم کوٹ و شاہپور و اکر
و میان پنڈ و سوکل وغیرہ ہوتی ہوئے دریاے بیاس کے پرانے راستہ مین جاگرتی ہے اور دوسری موضع بہکری اله
و جہمی و ہنگہ آئین و چنڈ یالہ و ناگریان و بنڈوری و ترن تارن و شہبازپور و دیپالپور و کلسان و محمود پور
ہوتے ہوئے اسی بیاس کے پرانے راستہ مین جا گرتی ہے یہہ بیان تو ایک شاخ کے دو شاخون کا تحریر ہوچکا اب
باقی بڑی اصلی نہر کا یہہ حال ہے کہ وہ موضع بہیری علاقہ دینانگر سے چلکر موضع تہبالی وال و مصطفی آباد کے پاس
ہوتی ہوئی رنڑ ڈال تک پہونچتی ہے وہان آکر اوسکے دو شاخین ہوجاتی ہین جنمین سے ایک تو موضع منڈی
قادیان و راج پور وغیرہ کی زمین کو سیراب کرتی ہوئی دریاے راوی مین ملجاتی ہے اور دوسری شاخ موضع
کلیان پور و ربنا و قلعہ لال سنگہ و خان فتا و چنڈی وغیرہ پاس پاس بہتی ہوئی تلونڈی تک پہونچ جاتی ہے یہان
اگر پھر موضع ریا کے متصل اوسکی دو شاخین بن جاتی ہین اونمین سے ایک شاخ تو موضع کلو وال و قلعہ کہبا سنگہ
و داؤد پورہ و بادہو کے و دوتیری کی و کنجری کا ٹیل و دہوتی و واگی و جلکو و سبہچال و چہاونی سیانمبر و نہچوال
و دینار بیگ و شاہپور ہوتی ہوئی راوی مین جاملتی ہے مگر اب سرکار کا یہہ ارادہ ہے کہ اس شاخ کو قصبہ ناگکہ

پہونچایا جاوی اسلئے چونکہ بہت آگے دام جل لگ گئی ہین دوسری شاخ ریاہ کے پاس ہی آکر سلطان وڈہ دہوگالی
مڈہ کلان و مڈہ خورد دو ضلع دین کے وہنگیارڑی و کوٹ سوبہا و دو دی و جامن والہ ہی کے درامی و ڈہ دیاوکی
دیجار تک جاتی ہوئی ملتان کے علاقہ مین جاکر دریاے راوی مین پڑجاتی ہے اس شاخ کے اندر سے موضع
جامن کے قریب ایک اور شاخ نکلتی ہے جو موضع جرال و ٹنڈی و خورد کے پاس ہوتی ہوئی موضع نہلی کے متصل جاکر
کی پرانے راستہ مین گرتی ہے اس نہر پر بہی بہت پل و عمارات جابجا بنائے گئے ہین اور محصول کی آمدنی کے
حصول کیواسطے بڑے بڑے محکمہ قایم ہوئے ہین اور بنگلے اور حاکم و تحصیلدار مقرر کئے گئے ہین ہزارہا دن
رجباہہ و سوئی و چہوٹی نہرین اس سے نکالکر زمینداروں کے کھیتون پر پانی لیگئی ہین اور جس زمین مین کبہی پیداوار
نہین ہوتی تہی اب صدہا من ناج پیدا ہوتا ہے اسکے اجرا ہونے تمام ملک ماجہہ کا مالا مال ہوگیا اور زمیندار ادنی
ادنی جسکے پاس تہوڑی سی زمین تہی تہی مالدار ہوگیا ہے برسات کے اور کنوئین چلانے اور مویشی رکہنی
کی انکو کچہہ حاجت نہین ہے صرف تخم بونے اور غلہ کاٹنے اور پانی لینے سے کام ہے تمام نہر مع بڑی شاخون کی کل طول اسکا
کل شاخون کے چارسو اسی میل ہے **نہر کرن** یہہ نہر ایک قدیمی نہر ہے جو بہرامپور کے جہل کے
نکلکر کلانور کے نیچے ہوتی ہوئی سدریان کو آتی ہے اور اس سے متصل بہت تہوڑی ہی فاصلہ پر راوی
مین داخل ہوجاتی ہے یہہ نہر چالیس کوس کے اندر ملک کو سیراب کرتی ہے کہتے ہین کہ کرن ایک کا نام سید احمد
سے کہ راجہ کرن نے اسکو کہودوایا تہا اور بعض اسکو سلطان فیروز شاہ تغلق سی منسوب کرتے ہین بہرامپور
سے کلانور تک بہت سی چشمون کا پانی جمع ہوکر اسمین پڑتا ہے **نہر ہسلی** یہہ نہر شاہجہان بادشاہ
کے عہد مین مادہوپور سے کہود کر لاہور تک آئی اور شہر سے باغ شالامار کو اس سے سیراب کیا آغاز اسکا بہی
مادہوپور سے پانچ کوس قصبہ شاہپور کے پاس سے ہوا اور دریاے راوی سے نکالی گئی تہی اسمین سے بہی
سجان پور اور سجان پور سے دینانگر و بٹالہ کو اور بٹالہ سے مجیٹہہ کو آتی ہے مجیٹہہ کے پاس اسکے دو شاخ ہوگئے
ایک شاخ تو امرتسر کو چلی جاتی ہے اور دوسری شاخ لاہور کو آتی ہے شاہجہانی حکم سے نواب علیمردان خان
امیرالامراء اصفہانی اسکو کہود کر لایا اور ایک ہی شاخ سے لاہور تک لے آیا دوسری شاخ اسکی
رنجیت سنگہہ کہود واکر امرتسر لیگیا اور وہان تالاب امرتسر کا نام کو اس سے پر آب کیا طول اس نہر کا منبع سے
لیکر لاہور تک پچاسی کوس ہے علاوہ اسکے ایک دوسرا راوی سے نکالا گیا ہے کہ نیچے ہوتی ہوئی قصور کو
جاتی ہے اور قصور سے راوی کے سمت کو پہر کر راوی مین گرتی ہے مگر یہہ نہر بہت مدت سے خشک ہوگئی ہے کبہی
اسمین پانی جاری نہین ہوا **دریاے پنجاب** پنجاب پنج [illegible] دریاے [illegible]
مواج و پر آب و تیز رو و عمیق مشہور ہین قدیم زمانہ مین یونانیون نے انکا نام ایسا ہی تحریر کیا ہوا تہا بعد ازان

اہل ہند نے اسکو چندر بہاگا مشہور کیا اب مشہور نام اسکا چناب ہے جو چین اور آب دو الفاظ سے مرکب ہے یعنی دریائے
چین یا وجہ نام صرف اسواسطے مقرر ہوا کہ نکاس اسکا کوہ سرحد چینی تاتار سے ہے پنجابی زبان میں اب چناب کا
لفظ بھی بگڑ کر نام اسکا چہناؤ مقرر ہو گیا ہے ستلج و بیاس و راوی و جہلم چاروں دریاؤں سے یہہ دریا پانی
پر آبی و عمق و پہناؤ و طول و تیزروی میں فی الحقیقت زیادہ ہے چشمہ اسکا کوہ لاہول کے مقام پر جو لداخ
سے جنوب اور تبت کے وسط میں ہے بہت بلند واقع ہے وہاں ایک درہ کوہ زنسکار کے دروں سے ہے جسکی
بلندی سترہ ہزار فیٹ نیچے کی سطح سے ہے واقع ہے اوس درہ کے نیچے کیطرف ایک بڑی جہیل ہے جسکو
چندر بہاگ بولتے ہیں اوس سے نکلکر یہہ دریا چندر نام سے موسوم ہوتا ہے اور پہاڑوں کے اندر ہی جب
چالیس میل کا راستہ طے کر لیتا ہے تو مقام ٹانڈے ایک اور دریا سورج بہاگا نام پر آبی و تیزروی میں اسکی برابر
شمال کیطرف کو بہتا ہوا اس سے آکر شامل ہوجاتا ہے آخر الامر سورج بہاگا کا بہی اوسی جہیل چندر بہاگا سے ہے جس سے
چندر نکلتا ہے اور یہہ دونو دریا چالیس چالیس میل کا راستہ اپنے ایک منبع سے مختلف راستوں میں طے کرکے
پہر ٹانڈے کے پاس باہم ملجاتے ہیں ٹانڈے سے یہہ دونوں ملے ہوئے دریا چندر بہاگا نام پاکر سٹہہ گز کے پہناؤ
اور تہت تیزروی کے ساتہ ایک سو بیس میل کا راستہ طے کر کر کشتواڑ کے ملک میں پہونچ جاتے ہیں اس مقام پر
ایک بڑی ندی جسکو مرو اور مرووردوان بہی کہتے ہیں شمال کے طرف سے آکر اسمیں شامل ہوتی ہے
اور اسکے ملنے سے یہہ دریا بڑا ہوجاتا ہے وہاں سے پہر جنوب مغرب کیطرف بہتا ہوا اونسے میل کا راستہ
ملک پنجاب کے میدان کے قریب آجاتا ہے اسمقام پر ایک اور ندی کوہی شمول ایک اور ندی کے کہ دونو
ندیاں نوشہرہ و منگلا دیوی سے گذر کر کانگڑہ کے قلعہ کے متصل باہم ملتے ہیں موضع حمید پور کے نزدیک پہاڑ
سے نکلکر اس سے ملجاتی ہے پہاڑ سے نکلکر یہہ دریا بہت سا پہیل کر اٹہارہ شاخوں میں تقسیم ہوجاتا ہے اور
کل شاخیں پہر قصبہ بہلول پور کے پاس آکر ایک ہوجاتے ہیں وہاں سے یہہ قصبہ سودرہ و وزیرآباد و رسول نگر
و پنڈی بہٹیاں و چنیوٹ کے پاس سے گذرتا ہوا متصل موضع علیانہ کے کہ جہنگ سیال سے دو کوس پر ہے دریا
جہلم کے ساتہ شامل ہوجاتا ہے اکہنور سے بیاس میل نیچے وزیرآباد تک راستہ اسکا جنوب مغرب کے سمت بہت عمیق و
پر آبی و پر گردابی کے ساتہ ہے اور سردی کے موسم میں آدہا میل اور برسات میں اڈہائی میل تک چوڑا چلتا ہے
اس دریا میں جہاز رانی اچہی ہوتی ہے اور اکہنور کے مقام سے سوداگر لوگ بڑے بڑے لکڑیاں دیودار
اور چیڑ وغیرہ کے جو پہاڑ سے خرید کر بنا کر لاتے ہیں اس دریا میں چہوڑ دیتے ہیں اور وہ کشتیوں کیطرح
پانی پر تیرتے ہوئے آتے ہیں جہلم کے شمول تک کل طول و درازی اس دریا کی چشمہ کے مقام سے چہ سو
پانچ میل ہے اور تیزروی اسکی پوری چڑہائی کے وقت فی گہنٹہ پانچ میل اور سردی کے موسم میں فی گہنٹہ اڈہائی میل

شمار ہوتی ہے دریاے جہلم کے شمول کے بعد پچاس میل جنوب مغرب کو چلکر دریاے راوی اسمین آپڑتا ہے اور
گرمیون مین ایک میل کے قریب چوڑا چلتا ہے اور عمق اسکی مختلف ہوتی ہے مگر چار گز سے کم نہین ہوتی راوی
کے شمول کے بعد بعد طے کرنے راستے اکیانوے میل کے جنوب مغرب کے سمت کو دریاے گہارا یعنی ستلج و بیاس ملے ہوے
دریا اسکے شامل ہوتے ہین شمول کے مقام پر گہارا کا پانی زرد اور چناب کا پانی سرخ علیحدہ علیحدہ بہتا ہوا
کوسون تک نظر آتا ہے کل طول اور راستہ اسکا چشمہ سے لیکر گہارا کے شمول کے مقام تک سات سو چھپن میل ہے
اس سے آگے اسکو چناب کوئی نہین کہتا دریاے پنجند پکارتے ہین **دریاے توی** یہہ دریاے چناب کے
چھوٹے دریاؤن اور دریاے چناب کے مددگارون مین سے ہے اول یہہ کوہ پیر پنچال کے جنوبی گہاٹی سے
نکلکر شمال مغرب کے سمت کو گہاٹی کے نیچے نیچے درمیان درہ پیر پنچال و رتن پنچال کے بہتا ہے جب دسمین کو
پچاس میل طے کر کر قصبہ پونچھ کے پاس پہونچتا ہے تو ایک اور ندی پہاڑ سے نکلکر اسمین آپڑتی ہے اس
ندی کے شمول کے بعد رخ اسکا جنوب مغرب کو ہوکر بڑی تیزی اور سختی و زور و شور کے ساتھہ چلتا ہے اسقدر کہ
اگر سوار یا پیادہ بلا کسی ذریعہ کے اسکے پار اوترے تو فی الفور بہہ جاوے یہہ حالت اکثر طغیانی کے وقت
ہوتی ہے اور پونچھ سے گذر کر بعض اسکو ندی اور بعض تہانگ کہتے ہین پھر جنوب مغرب کے سمت کو چالیس میل
چلکر موضع کوٹلی نستے متصل دریاے راجوڑی اسمین آکر شامل ہوتا ہے اوس شمول سے پھر تیس میل اوسی سمت
کو چلکر یہہ دریا دریاے چناب مین جاگرتا ہے **نالہ ڈیک** اس ندی کا مخرج کوہستان علاقہ جمون سے
ہے اور پہاڑ کے حد تک اسکا نام دیوکا ندی پکارتے ہین اور پر منڈل کہ ایک خاص عبادتگاہ ہنود کی
مہاراجہ جمون کے علاقہ مین واقع ہے اسی ندی کے کنارے پر ہے وہان یہہ ندی ایک تیرتھہ سمجھی جاتی ہے
اور دور دور سے ہنود غسل کے واسطے وہان جاتے ہین اور والی جمون نے بڑے بڑے مندر و عمارات
عالیشان اسکے کنارے پر بنائے ہوے ہین پہاڑ سے نکلکر سیالکوٹ کے علاقہ مین اسکا نام ڈیک مشہور ہے
اس سے آگے بڑھ کر لاہور کے ضلع مین اسکو بائیہ بھی پکارتے ہین برسات کے موسم مین جب اسمین طغیانی ہوتی
ہے تو ایسی زور شور سے چلتی ہے کہ گذر آدمی یا چارپایہ کا اسکے اندر سے نہین ہوسکتا کیونکہ اسکے تہہ کے
اندر ریگ روانہ دار ہے اوسپر پانو ٹہر نہین سکتا سبب پانی کے وہ ریگ پانو کے نیچے سے سرک جاتی ہے
اور اوپر سے پانی کا زور دہکا دیتا ہے اس سبب سے آدمی ہو یا جانور فی الفور گرکر غرق ہو جاتا ہے بعض
مقامات پر اسکے تہہ مین سخت دلدل ہوتی ہے وہان بھی گذر نا گہوڑے ویابو و اونٹ کا محال ہے برسات
کے بعد اکثر مقامات سے یہہ ندی خشک ہو جاتی ہے اور بعض جگہہ پانی رہتا ہے اور پھر یہہ ندی علاقہ تحصیل
ظفروال و پسرور سے گذر کر تحصیل رعیہ مین آتی ہے اور وہان سے شرقپور کے علاقہ مین گذر کر ملک کو سیراب

کرتے ہوئے متصل موضع چھانبہرہ علاقہ سیدر الہ دریاے راوی مین جاگرتی ہے لاہور وگوجرانوالہ کے درمیانی
رستہ مین اس ندی کے اوپر ایک پرانا پل شاہ دولہ کا بنوایا ہوا موجود ہے **نالہ آیک** یہہ ندی
دیہات تحصیل سیالکوٹ و ڈسکہ مین سے گذرتی ہوئی تحصیل وزیرآباد ضلع گوجرانوالہ کو چلی گئی ہے مخرج
اسکا بھی کوہستان جموں ہی ہے سال بھر مین دو مہینے برسات سے پہلے بعض مقامات سے یہہ خشک ہوجاتی ہے سبب
کبھی بہت جگہہ پانی اسکا جاری رہتا ہے لیکن قریب ڈیڑہ مہینے تک سال بھر مین برابر یہہ جاری رہتی ہے مگر خاص سیالکوٹ کے
نیچے سوائے زمستان کے موسم مین یہہ کم آب ہوجاتی ہے کہ کاغذی لوگ واسطے دہونے اور بنانے کاغذ کے بند باندہ
کر پانی اسکا ایک جگہہ روک لیتے ہین کیونکہ سواے اس ندی کے پانی کے اور کوئی پانی سیالکوٹ کے اندر کاغذ
بنانے مین صرف نہین ہوتا اور اسکے پانی سے کاغذ بہت عمدہ وصاف اور روشن بنتا ہے مگر جب وہ اس بندہ کو
توڑ دیتے ہین تو پھر برابر جاری ہوجاتی ہے برسات کے دنون مین بڑی زور وشور سے اسمین سیلاب آتا ہے اسقدر کہ ندی
کے اونچے اونچے کنارون سے بھی قریب بیس بیس پچیس پچیس فٹ بلند ہو پانی نکلکر پہیل جاتا ہے مگر وہ سیلاب جلد تر
اتر بھی جاتا ہے فایدہ اسکی طغیانی کا دیہات سیالکوٹ وڈسکہ کو بہت پہونچتا ہے طغیانی کے وقت سیالکوٹ
کے مقام پر اس ندی کے کنارے بڑا بھاری میلا ہوتا ہے اور ہنود نہانے واسطے جمع ہوکر سر نہاتے ہین پر تیرتے ہین
اور اپنی منتین کہلاتے ہین اور ایک پل حضرت شاہ دولہ کا پختہ بنوایا ہوا اس ندی پر بہی موجود ہے
نالہ کوندل المعروف دہن یہہ بھی ایک پہاڑی نالہ ہے جو کوہ جموں سے نکلکر سیالکوٹ کے
علاقہ مین بہتا ہوا متصل موضع بھاوڑ نیور کے دریاے چناب سے مل گیا ہے اسمین اکثر مقامات پر زمین سے بھی
پانی نکلتا ہے جسکو وہان کے لوگ سم کا پانی کہتے ہین اسکے کنارے پر چکیان بھی بہت چلتی ہین **نالہ رنگ نور
المشہور بلواہ** یہہ نالہ چھکلہ بناہ علاقہ سیالکوٹ سے جاری ہوا اور پہر اوسی علاقہ کے اندر متصل موضع
گلووال کے متصل دریاے چناب سے ملجاتا ہے اسمین بھی قدرتی پانی سم کا زمین سے نکلتا ہے اور زمینداروں کو
بہت فایدہ پہونچتا ہے **علاوہ** ان نالون کے کول علی مردان خان و نالہ ڈلیو و نالہ سنبر کوٹ و گدگور و نالہ کالو
نالہ پہاڑان و نالہ موہنا لوالی و نالہ بھینا لوالی و نالہ جسٹری و لنڈا وغیرہ ضلع سیالکوٹ مین جاری ہین اور چنبا
یعنی جہیلین بھی چھوٹے چھوٹے پینتالیس شمار مین آتی ہین **نالہ توہی** یہہ نالہ بھی کوہ متعلقہ ریاست جموں
سے نکلتا ہے بلکہ شہر جموں اسی کے اونچے کنارہ پر آباد ہے اور شہر کے رہنے والے اسی ندی کا پانی
پیتے ہین یہہ ندی بتیس میل جنوب مغرب کے سمت کو بہتی ہوئی دریاے چناب مین اکر شامل ہوجاتی ہے
میدانی رستہ مین اسکے زمینداروں کو اس سے بہت فایدہ پہونچتا ہے برسات کے موسم مین اسمین بڑی طغیانی
ہوتی ہے اور بڑی تیزی سے یہہ آبی کے ساتھہ چلتی ہے **نالہ کہوت ندی آیک** اتم ضلع

سیالکوٹ سے یہہ نالہ نکلتا ہے اور اوسی ضلع مین موضع بوبکان والہ کے پاس اسکا منبع ہے وہان اسکا نام نالہ
بوبکانوالہ مشہور ہے وہان سے ضلع گوجرانوالہ مین ہوکر یہہ ٹوٹ جاتا ہے اور پانی اوسکا پہیل کر کئی مقام پر چہنب
یعنی چہوٹے چہیلین بن جاتا ہے پہر ایمن آباد کے قریب بصورت نالہ بنکر چلتا ہے اور علاقہ شرقپور ضلع لاہور
مین متصل موضع بیداد پور نالہ ڈیک مین ملجاتا ہے پانی اسکا زمینداروں کے لئے بہت فایدہ بخش ہے بعض اوقات
طغیانی نقصان بہی پہونچاتی ہے **نالہ پلکہو** یہہ نالہ ضلع سیالکوٹ سے بطور سومہ زمین سے نکلکر جاری ہوتا ہے
اور اوس علاقہ سے چلکر ضلع گوجرانوالہ کے علاقہ مین آتا ہے اور خاص وزیرآباد کے حد مین متصل مثمن برج
دریاے چناب کے ایک نالہ کے ساتھہ شامل ہوکر چناب مین جا پڑتا ہے پانی اسکا نہایت صاف ہے کہ درست ہے
دہوبی لوگ سواے اسکے اور کسی پانی سے کپڑا نہین دہوتے بلکہ وزیرآباد کے دہوبی جو پارچہ شوئی مین
اوستاد مشہور ہین نالہ پلکہو کے پانی نے اونکو اوستاد بنا رکہا ہے پانی اسکا زراعت کو فایدہ بخش نہین ہے
پن چکیان چلتی ہین **نالہ نندن واہ** یہہ نالہ علاقہ سیالکوٹ موضع گنگ ملکن کے پاس نالہ ایک سے نکلکر علاقہ
ضلع گوجرانوالہ مین آتا ہے اور متصل موضع چک ستنا نالہ پلکہو کے شامل ہوکر کچہہ حصہ تو دریاے چناب مین چلا جاتا ہے
اور کچہہ پانی وہانسے آگے چلکر کہلری نام پاتا ہے جب متصل موضع سوہل پہونچتا ہے تو نندن واہ نام اسکا مشہور ہوجاتا ہے وہانسے آگے
چلکر اور تالاب ہیرن مینار تک جاکر پانی اسکا ارد گرد کی سرزمین مین جذب ہوجاتا ہے اسکے پانی سے زمینداروں کو بہت فایدہ
پہونچتا ہے زراعت موسمی کی اسکے حد سے سنگہ دن گہاٹو ہوتی ہے اور متصل موضع اراپانوالہ وجہہ اور دکوٹ شاہ محمد
بصورت جہیل اسکا پانی پہیلجاتا ہے اور اسمین مچہلی کا شکار بہت حاصل ہوتا ہے **نالہ ڈیک** تحصیل حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ
موضع [illegible] سے اس نالہ کا آغاز برسات مین ہوتا ہے وہانسے چلکر موضع جاک بہٹی کے متصل دریاے چناب کے شامل ہوجاتا ہے
اسکی پانی سے بذریعہ جہٹہ وجہلار زراعتون کو آبپاشی ہوتی ہے **نالہ سکہہ نین** یہہ نالہ موضع [illegible]
متعلقہ تحصیل وزیرآباد کے پاس دریاے چناب سے نکلتا ہے و موضع کوٹ سلیم و باغ و باہری و کوٹ میان جان و
علاو الدین و کوٹ میان محمد وکالکشال کے پاس سے گذرتا ہوا متصل موضع جاگو کے پہر دریاے چناب کے ساتھہ ملجاتا ہے
موضع کوٹ سلیم و باہری کے حد مین اسکے اندر سوما نکلتا ہے یعنی چشمہ کے طرح زمین سے پانی نکلتا ہے ۔۔ ۔
نالہ لنگاین والہ یہہ نالہ مسمات راجکوران المشہور لنگاین زوجہ مہاراجہ رنجیت سنگہ نے موضع
تنگل و وناسنگہ تحصیل گوجرانوالہ کے پاس نالہ ڈیک سے نکلوا کر براہ شیخوپورہ موضع بہکہی تک پہونچایا تہا مدت تک
یہہ جاری رہا اور زمینداروں کو بڑے بڑے فایدے اس سے ہوئی اب تخمین سال کے عرصہ سے بند ہے
اگر صفائی ہو تو پہر پانی اسمین جاری ہوجاوے **دریاے جہلم** کشمیر کے پرانی تاریخون مین نام اسکا
بدستا اور فارسی کتابون مین بہت لکہا ہے اور یونانی لوگون نے اسکا نام ہداسپس رکہا تہا پنجابی مین

اسکو دریاے جہلم پکارتے ہین مگر یہہ نام اسکا قدیمی نہین ہے بلکہ تھوڑی عرصے سے نام اسکا جہلم صرف اسی واسطے
مشہور ہوگیا ہے کہ جہان کہ اسنے نکلکر قصبہ جہلم کے نیچے بہتا ہے مخرج اسکا کوہ کشمیر ہے اور کشمیر کے کل پہاڑی چشمون
اور ندیون اور نالون و دریاؤن کا پانی اسی کے ذریعہ سے پنجاب کے میدانون مین بہتا ہوا آتا ہے پہلے یہہ دریا
چشمہ ویرناگ یا کسا ناگ کے جہیل کوہ پیر پنجال سے نکلکر بارہ مولے کے درہ کے راستے پنجاب کے میدانون مین آتا
ہے اور دیگر اسکا دریاے لدر ہے اور یہہ دریا پہلے شمال مشرق کے گہاٹیون کوہ کشمیر سے نکلکر شیش ناگ
کے جہیل مین آتا ہے پھر اوسکا پانی لیکر جنوب مغرب کے سمت کو پچاس میل کا راستہ طے کرتا ہے تو دریاے
[illegible] جو جنوب مشرق کے سمت کو بہتا ہوا آتا ہے اسمین ملجاتا ہے پھر وہانسے دس میل کے مسافت شمال
مغرب کی سمت طے کرکر ایک اور بڑی ندی جو کہ سندرین و دتشا و ویہری پور وغیرہ چھوٹے چھوٹے ندیون سے ملکر
پرآب ہوکر اور چالیس میل کا راستہ طے کرکر آتی ہے اسمین شامل ہوجاتی ہے پس وہ دریاے لدر اتنی چشمون
اور ندیون کا پانی لیکر دریاے جہلم سے آکر شامل ہوجاتا ہے ان ندیون مین سے وشلو ندی دریاے
لدر کے بعد دیگر بہت بڑی ہے چشمہ اوسکا اور دریاے جہلم کا ایک ہی شمار کیا جاتا ہے دریاے وشو کونسا ناگ
کے مقام سے اندر ہی اندر زمین کے چلتا ہے اور کشا ناگ ایک چھوٹی سی جہیل بہت گہری کوہ پیر پنجال کے
چوٹی کے پاس ہے بلندی اسکی سمندر کے سطح سے بارہ ہزار فیٹ شمار ہوتی ہے وہان سے دریاے جہلم
اپنے بعد دیگر ندیون کا پانی لیتا ہوا اور بہت زور وشور کے ساتھہ چلتا ہوا شہر سری نگر کے اندر داخل ہوجاتا ہے
وہانسے نکلکر ایک بڑی جہیل کے اندر جسکا نام ولر ہے داخل ہوتا ہے اور ولر کے داخل ہونے سے پہلے ایک
اور ندی سند نام شمالی پہاڑون سے نکلکر اسمین آپڑتی ہے پھر ولر جہیل کے دوسرے طرف سے نکلکر بارہ مولہ
کے طرف جاتا ہے اور مقام مظفرآباد جو ایک شہر مشہور کوہ کشمیر کے پاس بستا ہے پہونچکر اسمین دریاے نین سکھہ حدود
تبت سے بڑی تیزی و سردی کے ساتھہ نکلکر آپڑتا ہے پھر بعد و دیگر دریاے کشن گنگا مشمول ایک اور ندی کے جو کوہ گوری
سے نکلکر اوسمین داخل ہوتی ہے اسکے شامل ہوتا ہے یہہ دریاے کشن گنگا بھی اپنی تیزروی و بیر آبی و گہراؤ
وچوڑان مین مقام جہلم سے کچھہ کم نہین ہے بارہ مولہ کے مقام پر جہلم کے اوپر سات محراب کا قدیمی پل بنا ہوا
ہے جسکے اوپر سے آمد ورفت ہوتی ہے بعد مشمول کشن گنگا کے جہلم سمت جنوب گہکرون کے علاقہ کے اندر بہتا ہوا
[illegible] کے متصل بہتے کرکے مسافت اکیوتیس میل کے چتہم کے مقام سے ہو پہنچتا ہے اوسی نزدیکی مین ایک
اور ندی جسکا نام چوہنگ [illegible] کوٹلی کے سمت سے آکر اسمین شامل ہوتی ہے اوس مقام سے بہاو اسکا سست جوڑا
ہوکر قابل جہاز رانی کے ہوجاتا ہے وہانسے چلکر پھر یہہ دریا قصبہ جہلم کے نیچے آتا ہے جہان شاہ گذر ہے اور
سواے تین چھوٹی برسات کے وہان کشتیون کا پل بند بار رہتا ہے وہان اکثر اوقات سواے برسات کے بھی یہہ دریا پایاب

جسمین بیشمار جھیلین پانی کے موجود ہین اوس مقام پر سوائے برسات کے یہہ دریا ساٹھہ گز چوڑا ہے اور عمق کا
حد وحساب نہین ہے سردی کے موسم مین وہان بسبب کثرت برف کے اکثر مقامات مین دریا کا پانی بھی جم
جاتا ہے وہان سے پھر تین میل جنوب مغرب کیطرف جاکر راستہ دریا کا شمال مغرب کی سمت کو بدل جاتا ہے
اور مقام ادکشی جو تین سو تیس میل چشمہ کے مقام سے ہے پہونچکر سہاس گز چوڑا ہو جاتا ہے اور اوسی چوڑان
کی حالتمین تیس میل اور طے کرکر شہرلی کے نیچے جو دار الریاست لداخ کے ملک کا ہے پہونچ جاتا ہے اس موقع پر
بلندی اسکی سمندر کے سطح سے دس ہزار فیٹ کی اور مسافت چشمہ کے مقام سے تین سو ساٹھہ میل ہے اور
بائیس فیٹ کی بلندی سے پستی کو گرتا ہے پھر شہرلی سے شمال کو اٹھارہ میل جاکر مقام نیموں پہونچتا ہے
وہان دریائے زنسکار کوہ زنسکار سے نکلکر جنوب مغرب کے گوشہ سے شمال مشرق کی طرف بہتا ہوا اسدریا
مین آگرتا ہے دریائے زنسکار بہت تیز رو اور گدلا ہے اور اسکا پانی مصفا وشفاف اسلئے دور تک
بعد شمول دونو دریاؤن کا پانی علیحدہ علیحدہ بہتا ہوا دکھائی دیتا ہے پھر وہان سے بیس میل اور چشمہ کے
مقام سے چار سو آٹھہ میل جاکر کلت زی کے مقام پر پہونچ جاتا ہے وہان اس دریا پر لکڑی کا پل بندھا ہوا ہے
پل کے نیچے پچیس گز دریا چوڑا ہے وہان سے جاکر جب پچیس میل کا راستہ طے کرتا ہے تو دریائے دراس
کوہ شمالی ومشرقی کشمیر سے نکلکر اور شمال مشرق کی سمت کو نوے میل جاکر شمالی ومغربی نہرون اور چشمون و
ندیون کے پانی اپنے ساتھہ ملاتا ہوا بڑی زور شور سے اسمین آپڑتا ہے اس شمول کے بعد یہہ دریا شمال کے
سمت کو چلتا ہے اور سینتالیس میل جاکر قلعہ کارس کے نیچے آتا ہے اس مقام پر دریائے شیوک شمال کی سمت سے
بہت سے دریاؤن اور چشمون کے پانی لیتا ہوا اسمین آپڑتا ہے شمول کے مقام سے پرے دریائے شیوک
ایکسو سہاس گز اور یہہ دریا اسی گز چوڑا ہے مگر یہہ نہایت عمیق دریا ہے اور وہ چوڑا و کم آب ہے اس شمول
کے بعد نام اسکا سنگھہ باب سے بدل کر اباسین یا ابا سندہ یا سندہ مقرر ہوتا ہے اس مقام سے پچیس میل اور
جاکر دریائے سگر کوہ اسکردو کے شمال کی طرف سے نکلکر اسمین داخل ہوتا ہے پھر نوے میل شمال مغرب
کو بہہ کر تاکل یون شاکرون کے علاقہ مین آتا ہے وہان سے تین میل طے کرکر ایک بڑی ندی کوہ گلگت سے
نکلکر اسمین پڑتی ہے وہان سے پچیس میل جاکر مقام کوہ اٹکو پہونچتا ہے وہان پر بہت سا حصہ اس دریا کے
پانی کا ایک پہاڑ کے غار مین گھستا چلا جاتا ہے وہان سے پینتالیس میل تک راستہ اسکا جنوب مغرب کو ہے
پھر جنوبی سمت کو رخ بدل کر بعد طے کرنے ایکسو دو میل کے دربند کے مقام پر آتا ہے جو شمالی سرحد
صاحبان انگریز کی حکومت کا مقام ہے اور دریا برسات مین وہان سو گز چوڑا پایا جاتا ہے اس مقام تک
کل راستہ سندہ کا چشمہ سے لیکر آٹھہ سو بارہ میل شمار ہوتا ہے وہان سے آگے ساٹھہ میل اور جاکر و خضم میروالا کے

متصل پنجاب کے میدان مین آجاتا ہے چونکہ وہان پھیلاؤ اسکا بہت ہوا اسلیئے پانچ چار مقام سے وہان پایاب بھی دریا
ہوجاتا ہے وہان سے چلکر اور قلعہ اٹک کے نیچے آکر اٹک نام پاتا ہے یہان بھی بعض بعض وقت سردی کے
موسم مین پایاب ہوجاتا ہے مگر تیزی اسقدر رہتی ہے کہ کوئی چیز اوسمین ٹھہر نہین سکتی رنجیت سنگہ والی لاہور ایکمرتبہ
اسمقام سے پایاب اوترا مگر اسکا لشکر جب دریا مین پھیل کر اوترنے لگا تو وہ پایابی کے مقام سے ٹل کر گہرے
پانی مین جا پڑا اور بارہ سو آدمی غرق ہوگئے اسیطرح شاہ شجاع الملک نے سنہ ۱۸۱۰ء مین اسی جگہ سے پایاب
عبور کیا مگر اسوقت کہ دریا اپنی اوج اور چڑھاؤ پر تھا اور گرمی کا موسم تھا جسمین عبور اسکا گویا کرامت اوس بادشاہ
کی اقبال مندی مین گنا جاتا ہے بسبب تیزی پانی کے وہان اکثر کشتیان غرق ہوجاتی ہین اور چونکہ ایک بڑا پتہر جلالہ
نام دریا کے کنارے پر ہے اوس سے اکثر اوقات کشتی ٹکر کہاکر ٹوٹ جاتی ہے اور اوس پتہر کو جلالہ اسواسطے
کہتے ہین کہ جب اکبر بادشاہ کے وقت جلالہ مفسد نے اس علاقہ مین فساد شروع کیا تو اکبر ادہر آکر اس
دریا سے گذرا اوسوقت کشتی خزانہ کی بہری ہوئی اسی پتہر کے ساتھہ ٹکر کہاکر غرق ہوگئی جب خزانچی نے
یہہ رپورٹ بادشاہ کی خدمت مین کی تو فرمایا کہ ہمارے واسطے یہہ پتہر بھی جلالہ تھا نگل گیا ہے اوس دن
سے اوس پتہر کا نام جلالہ مشہور ہوگیا اٹک کے نیچے تہوڑے سے فاصلہ پر دریاے کابل جسکو اہل کابل جوئی شیر
کہتے ہین شمال کے گہاٹیون کو اسفید اور جنوب کے گہاٹیون کو ہندوکش و خیبر اسکے اندر سے بڑے بڑے
نالیون اور چشمون اور نالون کے پانی اپنے ساتھہ ملاتا ہوا بڑی زور و شور اور اوج کے ساتھہ اس دریا مین
شامل ہوجاتا ہے دریاے کابل بھی اوسمقام پر سندہ کی طرح پرآب و تیز رو و گہرا و چوڑا ہے بلکہ ایک وصف
اوسمین سندہ سے بھی زیادہ ہے کہ سندہ کے شمول سے اول دریاے کابل چالیس میل تک قابل جہازرانی
کے ہے بخلاف دریاے سندہ کے کہ باعث تیزروی اور نیز باعث اسکے کہ اوسکے اندر بڑی بڑی پتہر ہین
قابل جہازرانی کے نہین ہے ان دونو دریاؤن کے پتہر کے ریگ مین اکثر مقامات مین سونا نکلتا ہے بلکہ دریا
سندہ کے اوپر کے راستے مین بھی لداخ اور اسکے شاخون کے ریگ مین سے سونا نکالتے ہین چنانچہ دریاے گلگت و
شیوک و اسکردو کے شمول کے مقامات پر ریگ دہو کر سونا نکالا جاتا ہے اور نیز حدود کاشغر و کشمیر و کافرستان و
پکہلی و دہنتور کے پاس بھی دہقان لوگ اسکی ریت کو دہو کر سونے کی ریگ نکالتے ہین چشمہ سے لیکر دریاے
کابل کے شمول تک آٹھ سو ستر میل سندہ کا راستہ گنا جاتا ہے دریاے کابل کے شمول کے بعد دریاے سندہ
قابل جہازرانی کے ہوجاتا ہے اور بہت سے چھوٹے جہاز ملک سندہ وغیرہ سے تاجر لوگ وہان تک لیجاتے ہین
اور اسی دریا کے ذریعہ سے لاکھون روپیہ کے مال کی سوداگری پشاور و کابل و خراسان و ایران
وغیرہ ملکون مین ہوتی ہے اٹک کے نیچے سواے تین مہینے برسات کے نو مہینے تک کشتیون کا پل بندہا رہتا ہے

اور اوسی شاہ گذر سے بڑی سڑک گذرتی ہے دریا اٹک کے مقام پر نوسو چالیس فیٹ چوڑا ہے اور سات
مین ساٹھ فیٹ گہرا ہو جاتا ہے اور یہہ مشہور مقام اٹک کا ایکہزار فیٹ سمندر کے سطح سے اونچا ہے اور سترہ
ہزار فیٹ اس دریا کے چشمہ سے پست شمار ہوتا ہے اور راستہ دریا کا آٹھسو ستر میل ہے اس مقام کی بستی کو
اگر آٹھسو ستر میل تک اوسا فت پر پہیلاوین تو واضح ہوتا ہے کہ یہہ دریا بیس فیٹ کے قریب فی میل بلندی
سے نشیب کو آیا پھر اٹک کے مقام سے سمندر تک بستی اسکے میلون پر پہیلاوین تو فی میل ایک فٹ گناجاتا
گویا جسقدر اٹک سے سمندر تک اسکے راستے کے میل ہین نشیب ہی اوسیقدر فیٹ ہی پھر اٹک کے مقام سے
یہہ دریا سمت جنوب اور کچھہ مائل بجنوب مغرب بہتا ہوا انکہین پہاڑون کے قطار کے اندر گہس جاتا ہی جو کہ
مشرقی استحکام کوہ سفید و کوہ ہمالہ کے بنیاد مین واقع ہے اٹک سے دس میل طے کر کے یہہ دریا پہاڑ مین
داخل ہوتا ہے وہان سے سو میل چلکر کالا باغ کے پہاڑ مین آتا ہے اور بلند بلند چوٹیان پہاڑون کے
سنگرون کر بلند اسکے کنارون پر دکہائی دیتے ہین چونکہ اسمقام پر آکر پانی دریا کا صاف جست کے
رنگت کا ہے اسواسطے یہان اسکو نیلاب کہتے ہین اور ایک بستی بھی وہان نیلاب کے نام سے موسوم ہے
اس راستہ مین مقام گہوزا ترب جو اٹک سے بیس میل کے فاصلے پر ہے دریا دو سو فیٹ تک چوڑا اور ایکسو اسی فیٹ
تک عمیق ہوتا ہے اور تیزروی ایسی ہوتی ہے کہ دس میل کا راستہ ایک گھنٹہ مین طے کر لیتا ہے پھر تا
کالا باغ تک پہناو اس دریا کا ایکسو فیٹ سے چار سو فیٹ تک مختلف مختلف مقامات مین ہے اور بلندی اسکے
کنارون کی پہاڑون کے اندر ستر فیٹ سے لیکر سات سو فیٹ تک ہے طغیانی کی حالت مین اس حصہ کے اندر
دریا کی چڑہائی قریب پچاس فیٹ کے ہوجاتی ہے جب یہہ دریا کالا باغ کے نیچے کے میدانون مین آتا ہی تو
پانی اسکا میدان کے اندر پہیل جاتا ہے بلکہ کالا باغ سے کچھہ اوپر بھی بعض مقامات مین چار سو اسی گز تک پہیلاو
اسکا نظر آتا ہے کالا باغ سے نیچے کے میدانون مین شرقی کنارہ اسکا پست ہی اور غربی کنارے پر ایک بلند
پہاڑ ہے جو دور سے قلعہ کے شکل اور دریا اوسکے نیچے خندق کیطرح نظر آتا ہے کالا باغ سے کوٹ مٹھن تک
یہہ دریا بطور جنوب بمغرب کے سمت کو قریب تین سو پچاس میل کے بہتا ہے اور اسقدر راستے مین دونو کنارے
اسکے پست ہین اسواسطے برسات مین پانی اسکا تمام ملک ریگستان و ڈیرہ اسمعیل خان و ڈیرہ دین پناہ و
ڈیرہ غازیخان وغیرہ علاقون مین پہیل جاتا ہے اور جہان تک نظر کام کرتی ہے سوای پانی کے اور کچھ
نظر نہین آتا اس دریا کی طغیانی بعد گذرنے برفون کے موسم بہار ہوتی ہے بلکہ چڑہاو گہٹاو اسکا نہایت با ثبات
و باقاعدہ ہی یعنی اوائل مارچ مہینے کے اخیر مین چڑہاو اسکا شروع ہوتا ہے اور جولائی و اگست مہینون
طغیانی اسکی اوج پر ہوتی ہے پہر ستمبر کے اخیر اسکے گہٹاو کا آغاز ہونے لگتا ہے جنوری و فروری مہینون مین

برفین بالکل منجمد ہوتے ہین بہت ہی پست ہوتا ہے طغیانی اسکی کالاباغ سے لیکر کوٹ مٹھن تک بمقدار آٹھہ فیٹ
کے ہوا کرتی ہے اور اسقدر راستہ مین اور بھی بہت سے ندیان کوہ سلیمان کے مختلف مقامات سے نکلکر اسمین
آتی ہین جیسا سنجہ دریاے گرم نبون کے ملک کو سیراب کرتا ہوا اسمین داخل ہوتا ہے اور ایک اور دریا بڑا
عمیق و چوڑا جسکا پانی نہایت صاف ہے مغرب کے طرف سے آکر اسمین شامل ہوتا ہے علی ہذالقیاس دریاے ہرو
و دریاے سوان بھی بائین کنارے یعنی مشرق کے سمت سے آکر اسمین گرتے ہین اور بہت ندیان ایسی بھی
ہین جنکا پانی طغیانی کے وقت اس دریا تک پہنچتا ہے نہین سردی مین وہ ریگستان کے اندر ہی گم ہوجاتی ہین
کالاباغ و کوٹ مٹھن کے درمیانی راستہ مین بسبب بہت چوڑی ہوتی دریا کے بارش کے پانی کے طغیانی بہت
کم ہوتی ہے مگر کالاباغ سے اوپر جہان جہان اسکا راستہ تنگ ہے وہان البتہ بارش کے پانی کے داخل
ہونیکے سبب سے آٹھہ یا نو فیٹ تک پانی دریا کا اپنی اصلی حالت سے اونچا ہوجاتا ہے کوٹ مٹھن اور بھکر کے
درمیان طغیانی کے وقت پانی اسکا مغربی کنارہ سے اوچہل کر ملکون مین پہیل جاتا ہے اور تیس میل تک برابر
پانی ہی پانی نظر آتا ہے اسوقت کوٹ مٹھن کے نیچے تین میل چوڑا اور اسکی چہیاسی فیٹ گہرا دریا ہوتا ہے
دو یا تین میل نیچے کوٹ مٹھن کے قاضی کے مقبرہ کے پاس دریاے پنج ند یعنے دریاے ستلج و بیاس و راوی
و چناب و جہلم پانچون ملے ہوئے دریا شرقی کنارے کے طرف سے بہین آکر شامل ہوتا ہے اوس جگہہ بکنار
دریا کے گڈہی اختیار خان ماتحت ریاست بہاولپور اور دوسرے طرف قصبہ راجن پور آباد ہے یہہ شمول
کا مقام سمندر کے دہانہ تک چارسو نوے میل کا راستہ ہے دریاے پنج ند اس شمول سے اول اگرچہ سندہ سے
زیادہ چوڑا ہے مگر سندہ مین گہراو تیزی رفتار اور پانی زیادہ ہے بعد شمول کے دریا کم سے کم دو ہزار گز
چوڑا یا سوا میل پہناؤ مین ہوجاتا ہے اوسجگہہ کنارے اسکے بہت پست ہین اور پانی میلا و گدلا خاک آمیختہ ہے
کوٹ مٹھن کے پاس بسبب پستی کنارون کے پانی سندہ کا پہیل کر شکارپور تک پہونچ جاتا ہے روڑی شہر کے
نیچے جاکر یہہ دریا کوہ سنگ چقماق کے اندر داخل ہوجاتا ہے اور یہہ وہ پہاڑ ہے جو مقام کچ گندھاوہ
سے شروع ہوکر سرزمین مشرقی علاقہ جیسلمیر تک پہونچتا ہے اور پہلے علامات سے پایا جاتا ہے کہ اس سے پہلے
یہہ دریا مشرق کے طرف رخ کر کر کوہ چقماق کے شمالی بنیاد کے نیچے بہتا تھا اور اوس تمام ہموار ملک کو
سیراب کرتا تھا مگر اب جب سے اوسطرف سے رخ دریا کا ہٹ گیا ہے تمام ملک ویران ہوکر جنگل بن گیا ہے
اس چقماقی پہاڑ کے اندر صرف یہہ دریا سندہ ہی جاری نہین ہے بلکہ چند میل مشرق کیطرف چلکر روڑی
کے اوپر کچہہ کم فاصلے پر ایک اور ندی اس پہاڑ کے اندر جاری ہے جو اپنی سیرابی مواجی مین چہوٹی ندیون سے
زیادہ ہے اور وہ ندی پہاڑ کے اندر جنوب مشرق کیطرف بہتی ہوئی جنگلون اور ریگستانون مین پہیل کر ختم

ہو جاتی ہے اور بارش کے موسم مین چھوٹی بھی طغیانی مین آکر او سمندر کے طرف مایل ہو کر کوڑی کے مقام
تک پہونچ جاتی ہے شہر روڑی کے پاس چار جزیری چھوٹے چھوٹے مین بڑا انمین بھکر ہے اور قلعہ بھکر عین دریا کے
اندر بنا ہوا ہے قلعہ کے پاس پہونچکر دریا دو شاخون مین تقسیم ہو جاتا ہے اور دونو شاخین قلعہ کو احاطہ
کئے ہوئے چلتے ہین قلعہ سے آگے چلکر پھر وہ دونو شاخین ایک ہو جاتے ہین بھکر کے قلعہ سے پچاس میل
آگے چلکر مغربی نالہ جو ایک بڑی شاخ سندہ کی ہے اس سے علیحدہ ہو کر اور انکیو بین میل چلکر اوس موقع
پر کہ چار میل سہوان کے جنوب بشرق کو ہے پھر اسی دریا مین ملجاتی ہے اور سہوان کے متصل جو ایک بڑی
جہیل مانچر نام سے مشہور ہے طغیانی کے وقت اسی نالہ سے اسمین پانی پہونچتا ہے مانچر کی جہیل تین میل سے
لیکر پچاس میل تک دور ہے بلکہ طغیانی کے وقت پچاس میل سے بھی زیادہ دور اوسکا ہو جاتا ہے اور
جسقدر حصہ زمین کا دریاے سندہ اور مانچر جہیل کے درمیان ہے اوسکو اڑدل کہتے ہین سہوان کے مقام
سے آگے چلکر اسمقام تک کہ شاخ دریا فولیلی کی سندہ سے جدا ہوتی ہے اسی میل کا فاصلہ ہے وہان دریا سندہ
اپنے کنارون سے بہت پست چلتا ہے سولہ سے لیکر بیس فیٹ تک پانی کے سطح سے کنارے بلند ہین اور ملک
کے حصہ مین طغیانی کا پانی بہت کم پہونچتا ہے اور زمیندارون کی زمینین دریا کے پانی سے سیراب نہین ہوتین
زراعتون کو پانی کنوون کے ذریعہ سے دیا جاتا ہے - شاخ فولیلی کی ایک بڑی شاخ سندہ کے مشرقی کنارہ سے بارہ
میل شہر حیدرآباد سے سمت شمال نکلکر کوہ گونجا کے متصل جنوب مشرق کے سمت کو بہتی ہے اور اسی پہاڑ کے
اوپر شہر حیدرآباد آباد ہے وہان پر وہ شاخ مغرب کے سمت کو رخ کر کر بعد طے کرنے مسافت پندرہ میل کے
پھر دریا سے مقام ترنکل جاملتی ہے اس شاخ کا نام فولیلی اوس مقام پر ہے جہان کہ دریا سے علیحدہ
ہوتی ہے آگے کچھ تھوڑا اسا راستہ جنوب مشرق کو چلکر اسکو گونی کے نام سے پکارتے ہین طغیانی کے وقت بہت
سا پانی دریاے فران کا بھی فولیلی کے شاخ مین آپڑتا ہے اور وہ پانی دہانہ کوری تک پہونچکر سمندر مین
جاگرتا ہے دہانہ کوری کے مقام کو خلیج سمندر بھی کہتے ہین کیونکہ اوسکا پانی سمندر کیطرح بالکل کہارا ہے جب
کبھی بہت سی طغیانی سندہ مین ہوتی ہے تو شاخ فولیلی اور سندہ آپسمین ملکر ایک ہو جاتے ہین تین میل سمندر
سے ورے دریاے سندہ سات میل چوڑا اور بیس فیٹ عمیق بہتے دہانہ کے اندر بہتا ہے سندہ کے
شاخون سے بڑی شاخ ایک شاخ ہے جسکو پتیری کہتے ہین اور وہ مقام بنا سی دریا سے نکلکر اور چالیس
میل کا راستہ طے کر کر حیدرآباد کے نیچے جاتی ہے طغیانی کے وقت اسمین جہاز بھی چلائے جاتے ہین پھر یہ
شاخ سیر کے دہانہ کے راستے سمندر مین جاگرتی ہے دہانہ کے متصل بحدہ شاخ ڈیڑھ میل چوڑی اور بہت
لیکر بارہ فیٹ تک گہری ہے سیر کا دہانہ کوڑی کے دہانہ کے متصل مغرب کے طرف واقع ہے - شہر ٹھٹھہ

سے بفاصلہ چھ میل کے ایک اور شاخ گلیری نام کی مغربی یا دہنے کنارے سندھ سے نکلتی ہے اگر پانی اسکا [illegible]
اور ریگستان مین جذب ہوتا تو شہر ٹھٹھہ کو یہہ ہمیشہ جزیرہ بنائی رکہتی مگر اب بھی طغیانی کے وقت یہہ شہر کو احاطہ
کرلیتی ہے شہر ٹھٹھہ سے پانچ میل اور سمندر سے ساٹھہ میل اوپر دو شاخین سندھ سے نکلتی ہین انمین سے ایک
کا نام بگھاڑ ہے جو مغرب کے طرف بہتی ہے اور دوسرے کا نام سیتا ہے جو دریاے سندھ کا پرانا رستہ لیکر جنوب
کے سمت کو بڑی تیزی کے ساتہہ روان ہوتی ہے۔ میول اور موتنی اور دو شاخین سندھ سے نکلکر سیتا
کے مشرق کے طرف کو چلتی ہین اگرچہ اب وہ خشک ہین مگر دہانہ انکی قایم ہین ان دونون مین سے
میول کا دہانہ بہت چوڑا ہے کہا سیتا کے دہانہ کے مغرب کے طرف جاری ہے اوسکو موتنی کا دہانہ بھی
کہتے ہین اوسکے بعد چند میل مغرب کے طرف دہانہ کوکی واڑی ہے مگر اب باعث کثرت ریت کے بند ہوگیا
اور اسکے وقت ایکہزار ایکسو گز چوڑا تھا دہانہ سیتا کا پانی طغیانی کے وقت دہانہ گیدی واڑی مین بھی جاکر
گرتا ہے جو ایک اور دہانہ مغربی سمت کو ہے یہہ دہانہ سنہ ۱۸۴۸ع کے طغیانی کے وقت تبدیل ہوگیا تھا اس
شاخ مین بوقت طغیانی پانی بقدر آٹھہ فٹ کے ہوجاتا ہے شمال مغرب کے کنارے کے پاس دہانہ حجامڑی
ہے اوسکے پاس ایک اور دہانہ جو پاکا ہے جو بگھاڑ مین جاکر گرتا ہے اور چوڑا اسقدر ہے کہ طغیانی کے وقت
اسمین جہاز رانی ہوتی ہے حجامڑی وجوپاد واو دہانے کیوہم سے پایاب ہوتے ہین سواے اونکی شاخ دبابہ
گورائی دو شاخین سندھ سے نکلکر ایک اور دہانہ علیحدہ بناتے ہین اوسکے پرے دہانہ کدی اور اوسکے بعد
دہانہ پیتی کرکے مشہور ہے یہہ پیتی دہانہ بہت چوڑا اور گہرا ہے جو کہ بڑے دہانون مین شمار ہوتا ہے اور اوسکے ذریعہ سے کراچی
سے طرف آمدرفت ہوتی ہے اور دخانی جہاز چلتی ہین کوڑی دہانہ کے جنوب مشرقی گوشہ سے لیکر کھڑی کے شمال مشرقی
گوشہ تک ایکسو تیس میل کا فاصلہ درمیان ہے اس فاصلے مین بہتیری اور بھی آبی ندیان و شاخین دہانے
جاری ہین جنکا شمار کرنا فضول ہے سردی کے موسم مین تو سندھ کا پانی سمندر مین ایک یا دو شاخ کے ذریعہ سے
گرتا ہے طغیانی مین سب دہانے اور شاخین جاری ہوجاتے ہین دہانہ سیتا جسکو سیکہا ودینا بھی بولتے ہین
اسکے سردی کے موسم مین بھی جاری رہتا ہے سمندر کے شمول کے وقت یہہ دریا بڑا زور وشور کرتا ہے تا کہ دہانے کے اسمین ریگ بہت
محل ہے سبب اکثر اوقات جہاز ریگ مین پھنس جاتے ہین مشہور دہانے سندھ کے جنکے ذریعہ سے پانی اسکا سمندر مین جاتا ہے سواے چھوٹے
چھوٹے دہانون کے کل تیرہ شمار ہوتے ہین پہلا کوڑی دوسرا سیر تیسرا میول چوتھا کہاجا پانچوان کوکی واڑی
چھٹا گڈی واڑی ساتوان حجامڑی آٹھوان جوا نوان دیا دسوان پیتیانی گیارہوان کندی بارہوان
پیتی تیرہوان گذری ہین دریا کے اندر جب سمندر کے جوش اور اوچہلنے سے پانی آتا ہے تو شہر ٹھٹھہ تک
جو سمندر سے ستر میل ہے پہونچ جاتا ہے اور سندھ کے کل دہانون اور شاخون سے کوسون تک زمینین

سیراب ہوتی ہین اور جہان جہان تک طغیانی کا پانی نہین پہونچتا وہان کے زمیندار بڑے شاخون سے اور غلہ
کہود کر اپنے اپنے قصبون اور آبادیون کی طرف لیجاتے ہین سمندر سے بیس میل دور طغیانی کے وقت
سندہ کا پانی اسقدر پہیلتا ہے کہ چارون طرف زمین پانی سے ڈہکی ہوئی نظر آتی ہے مگر پانی میلا اور خاک آمیختہ
ہوتا ہے بلکہ دانایان فرنگ نے جو پانی سے مٹی کو الگ کرکر اندازہ کیا تو دو حصے پانی اور ایک حصہ مٹی نکلی
اور طغیانی کے سات مہینے مین اسقدر مٹی اسکے پانی مین ملکر آتی ہے کہ اگر وہ تمام جمع ہو تو ایک نیا جزیرہ بیالیس
میل لمبا اور ستائیس میل چوڑا اور چالیس فیٹ گہرا بن جاوے بلکہ یہہ کل خاک سمندر کے کنارے پر جمع ہوکر
نئی زمین بنتی چلی جاتی ہے اوس مین کے اندر بہت سی گلی سڑی لکڑیان و درخت وغیرہ چیزین جو دور
دور سے اس دریا کے اندر بہہ کر آتی ہین پائی جاتی ہین اس دریا کے طغیانی کے پانی مین اگر خاک ملی ہوئی
نہ ہو تو پانی اسکا نہایت ہی شیرین و ذائقہ دار و ہاضم ہوتا ہے - اس دریا مین بڑی بڑی مچھلیان و مگرمچہہ
نہنگ بے شمار قطار در قطار ہین جب مچھلیان کنارون پر آتی ہین تو دور سے ایک آباد ملک نظر آتا ہے اون
مچھلیون مین ہزارون قسم ہین جنکے سینکڑون نام ہین اونمین سے پلہ مچھلی عمدہ و بذائقہ ہوتی ہے ماہی گیر
لاکہون مین پکڑکر اور خشک کرکر بیچتے ہین بڑی اعلی سوداگری سندہ کے ملک مین اوسی مچھلی کے گوشت کی ہے
جسکا سوداگر دور تک لیجاتے ہین کشتیان و ملاح اس دریا پر بیشمار ہین بلکہ ملاح اونہین کشتیون کو اپنا گہر تصور
کرکر ہمیشہ اونہی مین رہتے ہین ہر ایک آدمی اسملک کا تیرنا جانتا ہے اور سرنا مین چڑہنے کی بہت تیزی کے
ساتہہ چلاتے ہین کشتیون مین صرف مال لادا جاتا ہے ورنہ عبور کرنے والے لوگ کشتیون کے محتاج نہین بلکہ
خود تیر کر یا سرناؤ کے ذریعے سے اوتر جاتے ہین پولے گہاس اور لکڑی کے بہی بہت لوگ بناکر دریا پر آمد رفت
کرتے ہین کشتیون کے اقسام مین سے ایک قسم کی کشتی دوندا ہوتی ہے جو پندرہ سو من تک بوجہہ اوٹہا سکتی ہے
امیرون کی سیر کے کشتیان بہت بہت عمدہ و خوشنما بنی ہوئی ہوتی ہین - ڈگا نام ایک قسم کی کشتی اس دریا
پر مقام کالا باغ چلتی ہے جو دریا کی تیزرومی مین بہت کام دیتی ہے کبہی غرق نہین ہوتی بڑے پانی مین
بہت چلتی ہے اور کم پانی مین کام نہین دیتی سرکار انگریزی کے عملداری سے اس دریا پر جہاز رانی
ہوتی ہے بلکہ اب جہلم تک جہاز چلتا ہے اور جہازون کے ذریعے سے لاکہون روپیون کا مال تجارت کا براہ
قندہار و ترکستان کو جاتا ہے اور اودہر کا مال ہند و سندہ کو آتا ہے اور بغرض تجارت کی ترقی کے واسطے
سرکار نے بمقام کراچی و سکہر وغیرہ بڑے بڑے میلے مقرر کئے ہین لمبان قابل جہاز رانی اس دریا کا سمندر
سے لیکر اٹک تک نوسو بیالیس میل ہے اور اوپر کا حصہ چشمہ سے لیکر اٹک تک آٹہہ سو ساٹہہ میل کا ہے اسی
حساب سے ایکہزار آٹہہ سو دو میل کل طول اس دریا کا چشمہ سے سمندر تک گنا جاتا ہے بعض مورخ کل مسافت

راستہ سندہ کا اٹکہ ہزار آٹھہ سو چودہ میل شمار کرتے ہین اور ان دونو شمارون مین کل بارہ میل کا فرق ہے نشیب
اس دریا کے چشمہ سے لیکر اٹک کے قلعہ تک فی میل چوبیس فیٹ اور اٹک سے لیکر کالا باغ تک بفاصلہ ایکسو دس میل
فی میل بیس انچہ پہر کالا باغ سے کوٹ مٹھن تک بفاصلہ تین سو پچاس میل فی میل آٹھہ انچہ پہر وہان سے
سمندر کے دہانہ تک فی میل چہہ انچہ ہے اور یہہ دریا بڑا بہاری دریا سندہ کے دریاؤن سے ہے بلکہ
سندہ کی سرزمین مین سوائے تین دریاؤن کے اور کوئی بڑا دریا نہین اول دریائے برہم پوتر دوسرے گنگا
تیسرے سندہ اور سوائے انکے اور جسقدر دریا ہین وہ سمندر تک نہین پہونچتے انہین کے اندر داخل ہو جاتے
ہین۔ ہندوؤن کے مذہب مین پہلے اس دریا سے اوترنے کی سخت ممانعت تھی مگر اب وہ ممانعت جاتی رہی
ہے وہ کہتے ہین کہ یہہ دریا بہی ایک دریا منجملہ پانچ گنگا کے ہے اسطرح پر کہ جب سری گنگا جی سمیر پربت سے
نیچے اوترین تو پانچ دہارا یعنی پانچ شاخین ہوگئین اور وہ پانچون ٹکڑے پانچ جگہہ پانچ گنگا ہوکر جاری
ہوئی پہلی گنگا دریائے بہاگیرتی دوسری وہ ندی جو الکنندا اور ہی کے نیچے چلتی ہوئی سری بدری ناتھہ
تک پہونچتی ہے اور الک نندا اوسکا نام ہے تیسری دہارا گودا اوری چوتہی دہارا کیدار کے مقام پر
مندا کنی پانچوین سندہ ندی یعنی یہہ پانچ دریا گنگا کی شاخین ہندوؤن کے مذہب مین گنی جاتی ہین اور یہی
خاص گنگا ندی ہے سو یہہ بات قرین قیاس نہین ہے کیونکہ یہہ پانچون دریا گنگا سے نہین نکلتے بلکہ مخرج انکے
الگ الگ ہین اور گنگا سے دور دور فاصلے پر بہتے ہین۔ چونکہ اس دریا کی طغیانی کے وقت بسبب تیزی و
تندی پر آبی اس دریا کے اکثر اوقات کشتیان غرق ہو جاتی ہین اور مسافرون و تجارون کے جان و مال کا
اندیشہ ہوتا تہا اسلئے سرکار انگریزی نے بنظر فایدہ عام یہہ تجویز کی کہ اٹک کے پاس اس دریا کے نیچے پہاڑ کو
کہود کر راستہ آمد و رفت کا بطور سرنگ لگا لا جاوے اسقدر کہ عام و خاص سوار و پیادہ گاڑی چہکڑا اونٹ
باسانی پار ہوسکے یہہ کام کہودائی کا ایک مدت تک جاری رہا تہوڑا سا کام باقی تہا کہ بسبب ٹپکنے
پانی وغیرہ چند امور موانع کے ماہ نومبر ۱۸۶۲ء مین یہہ کام ملتوی ہوگیا اوسوقت منجملہ ایکہزار پانسو پانچ
فیٹ کے دو سو پچاسی فیٹ کہودائی باقی رہ گئی تہی چوتہی برس ۱۸۶۶ء مین پہر کہودنا اوسکا شروع ہوا
تاکہ جو سبب امتحاناً بنانا منظور ہے وہ پورا ہو جاوے پہلی سفر کے طرف جو کنوئین تہے اونمین سے پانی نکالا گیا
بعد ازان کہودائی شروع ہوئی مگر وہ کام بہم نہ پہونچا اور بند ہوگیا اب پل کے اوتارنے کے لئے تجویزین
ہو رہی ہین۔ اس دریا کی ذخاری و مواجی و پر آبی کے سبب مختلف اوقات مین بڑی بڑی صدمات غرق
ہوجانے کشتیون وغیرہ کے لوگون پر عاید ہوتے رہے ہین بلکہ سمت ۱۸۹۹ بکرماجیتی عہد سلطنت مہاراجہ شیر سنگہ مین
ایک ایسی آفت اس دریا کے سبب لوگون پر نازل ہوئی کہ اب تک وہ صدمہ لوگون کے دلون سے فراموش

نہین ہوا مجمل حال اوسکا یہہ ہے کہ شمال سمت مذکور مین پہلا یہ ستہ اِس دریا کا نہ معلوم کس سبب سے بند ہوکر
پانی کا آنا بالکل بند ہوگیا اور کئی مہینے تک دریا کا اجرا بند رہا ایک مدت کے بعد یکایک ایک روز دوپہر دن
رہے کے وقت ایک سیاہ بادل مثل آسمان کے برابر آتا ہوا دریا کے کنارے کے لوگون کو نظر آیا لوگون
نے جانا کہ شاید مینہ آتی ہے جب وہ نزدیک ہوا تو اوسکے زور شور سے زمین مین زلزلہ سا ہو آ
ہوا معلوم ہوا کہ بند شدہ کا پانی آتا ہے ہرچند لوگ بھاگے اور اونچے اونچے مکانون و درختون پر چڑہ گئے
مگر وہ کب بھاگنے دیتا تھا پانچ پانچ کوس تک دونو کنارون کے آدمیون کو اوسنے آناً فاناً اور بانس کی طرح
لپیٹ کر اپنے مین لے لیا ہزارون نقصان لاکہون انسان مویشی غریق لجہ فنا ہوگئین اور سینکڑون بڑے
بڑے باغون و مکانون و قلعون کا غرقاب ہوکر نشان تک باقی نرہا اوسوقت پانی دریا کا قلعہ اٹک کے اونچی
دیوار تک چڑہ گیا تھا فوج سرکار لاہور کی جو قلعہ کے اندر تھی اوسمے ایک شخص یہ سمجھاتا ہے پر وہ پانی
کے اوترنے کے بعد وہ لوگ جو اونچے درختون اور مکانون پر چڑہ گئے ہوئے تھے نیم جانی کے حال مین اوترے

چوتھی تقسیم

پنجاب کے پانچون دوابون یا دوآبون اونکی عرض و طول وغیرہ ضروری حالات کے ذکر مین

پنجاب کا ملک چھہ دریاؤن کے جاری ہونے کے سبب پانچ حصون مین منقسم ہوگیا ہے جنکو دوابہ کہتے ہین اور
ہر ایک دوابہ کا الگ الگ نام ہے جنکا ذکر ذیل مین درج ہوگا یہہ پانچون دوابہ نہایت سیراب سرسبز ہین
اور بڑے بڑے شہر اور قصبے و بستیان آباد ہین آب و ہوا اس ملک کی معتدل ہے رہنے والے ہر ایک دوابہ
کے غریب وضع خوش لباس خوشگو ہین سواے سکہان پانچ کے جنکا ذکر آگے بیان ہوگا فقط ۔

پچھلا دوابہ بست جالندھر یہہ دوابہ چارون دوابون سے چھوٹا ہے مگر آبادی
و کثرت زراعت مین سب پر فوق رکہتا ہے تمام زمین اسکی آباد اور کثرت پانی کی اسقدر ہے کہ زمیندارونکو
خشک سالی مین بھی بارش کی حاجت کم ہوتی ہے غلہ ہر ایک جنس کا عام اور نیشکر نہایت بکثرت پیدا ہوتا ہے نیشکر
کی پیدایش کا حد و حساب نہین ہے گوڑ اس دوابہ کا عمدہ و سفید ہوتا ہے جو بطور تحفہ و تجارت دور دور تک
جاتا ہے نہرین قدیمی جتنی اسمین جاری ہین جو سب بارش کے موسم مین چلتی ہین اور دو نہرین اسمین سیاہ و
سفید ہمیشہ جاری رہتی ہین یہہ دوابہ طول مین اٹہتر کوس عرض مین پچاس کوس ہے صورت اسکی مثلث
مختلف الاوضاع شمار کی گئی ہے اور یہہ بہ نسبت ستلج کے دریاے بیاس نہ یادہ تر اسکو مایل ہے پہاڑ کے اندر
اس دوابہ مین راجہ منڈی و سکیت و چنبہ وغیرہ حاکمان با اختیار حکومت کرتے ہین کل سطح اسکا تین سو چوہتر میل

ربع ہے اور چونکہ سرزمین اسکی دریائے ستلج وبیاس کے درمیان ہے اسلئے اسکو دوابہ بست بولتے ہین یعنے ب بیاس کے اور س وت ستلج کا ملا کر بست نام رکہدیا اور یہہ نام بعہد شاہنشاہ اکبر قرار پایا تھا اور پیشتر پٹھانون کے عہد مین نام اس دوابہ کا راکھشن ویش تھا زمین بارانی وبنجر ہی وچاہی اسمین ملی ہوئی ہے

دوابہ باری یہہ دوابہ پنجاب کے دوابون سے دوسرا دوآبہ ہے جسکا سطح دریاے بیاس اور راوی کے درمیان ہے حرف ب اول بیاسا کا اور ری راوی کی لیکر اسکا نام باری رکہا گیا چارون دوابون سے بہت بڑا ہے شکل کشتی کی سی ہے یعنی دونو طرف سے تنگ اور بیچ مین فراخ زمین اسکی دوابہ بست سے بہت بلند طول اسکا تین سو ستر میل اور عرض وسط مین نپیالیس میل ہے زراعتین بنجر ہی بارانی وچاہی اسمین بہت ہوتے ہین پہلے سرزمین مانجہہ کی جو اسکے شرقی وجنوبی حصہ مین واقع ہے محض کم آب تھی خشک سالی مین گویا ایک تنکا بھی پیدا نہین ہوتا تھا اب شاہ نہر انگریزی کی جاری ہونے سے تمام علاقہ سیراب ہوگیا ہے لاکھون من غلہ پیدا ہوتا ہے آبادی بڑے بڑے شہرون لاہور وامرتسر وقصور وملتان وغیرہ کی اسمین بہتات ہے آب وہوا اسکی معتدل ہے جنگل ویرانہ وریگستان بھی جنوبی حصہ کے اندر واقع ہے

دوابہ رچناب یہہ تیسرا دوابہ پنجاب کے پانچون دوآبون سے دریاے راوی اور چناب کے درمیان واقع ہے ر راوی کی چناب کے نام کے ساتھہ ملا کر نام اسکا رچناب رکہا گیا طول اسکا دوسو اسی کوس اور عرض اگرچہ مختلف ہی مگر وسط مین شاہدرے سے لیکر وزیرآباد تک چالیس کوس ہے اسمین بڑا بہاری جنگل ہے جسکو ساندل بار کہتے ہین نالہ ڈیک بھی اسمین گذرتا ہوا جاتا ہے زراعتین اسمین بارانی وسیلابی وچاہی ہوتے ہین اکثر مقامات پر ریگستان بھی واقع ہے بڑے بڑے قصبے بھی مثل وزیرآباد وشاہدرہ وشرقپور وشیخوپورہ وغیرہ اسمین بہت ہین

دوابہ جچ یہہ چوتھا دوابہ پنجاب کے دوابون مین دریاے چناب وجہلم کے درمیان ہے ج چناب کی اور چ جہلم کا ملا کر نام اسکا جچ رکہہ دیا گیا طول اسکا ایکسو پچپن میل اور عرض وسط مین تینتیس میل ہے زمینین اسمین اکثر بارانی ہین اور رہنے والے مسلمان سنی مذہب ہین دریاے نالے ندیان اکثر چلتے ہین ریگستان بھی دریاؤن کے کنارے پر بہت نظر آتا ہے -

دوابہ سندھ ساگر یہہ پانچوان دوابہ پنجاب کے دوابون مین سے دریاے جہلم اور سندھ کے درمیان واقع ہے اصلی نام اسکا دوابہ بس ہے یعنی ب بہت سے جو اصلی نام دریاے جہلم کا ہے اور س سندہ سے لیکر بس نام رکہا گیا مگر اب بسبب اسکے کہ اکثر حصہ اسکے دریاے سندہ سے ملا ہی اسکو سندھ ساگر کہتے ہین طول اسکا شہر جہلم سے اوس حد تک جہان یہہ دونو دریا آپسمین ملتے ہین دوسو بہتر کوس اور یہہ عرض مختلف ہے بڑا عرض شہر جہلم سے قلعہ اٹک تک نوے کوس ہے اور پنڈدادن خان کے پاس چھیاسی کا ہے

تک ساٹھہ کوس اور خان گڈہ سے ڈیرہ غازیخان تک تیس کوس شمار مین آتا ہے اسکی زمین کچھہ کوہستانی
و کچھہ جنگل و ویرانہ اور کچھہ ریگستان ہے جسکو تھل بولتے ہین تھلون کی زمین مین آبادی کم اور پانی بھی کمیاب ہے
بڑی بستیان کم اور چھوٹے چھوٹے گانو بہت آباد ہین مسلمان سنی مذہب بیشمار بڑے بڑے قلعہ جنگی مثل قلعہ
روہتاس وغیرہ اسی مین واقع ہین —

پانچوین تقسیم

پنجاب کے میدان کے قصبون اور شہرون اور بڑی بڑی بستیون کے حالات مین معہ احوال بعضی تعمیرات قدیم وجدید و باغات و قلعجات جو اون شہرون سے متعلق ہین

ستلج دریا سے جب اوتر کر پنجاب کے حد مین داخل ہون تو پہلا بڑا شہر **شہر جالندھر** ہے یہ شہر بہت
پرانا ہے اسکا ابتدائے حال بخوبی دریافت نہین ہوتا کہ آیا اسکو پہلی پہل کسنے آباد کیا مگر اسقدر دریافت
ہوتا ہے کہ اگلے زمانے مین نام اسکا جگبندھر تھا پھر ویران ہوگیا سنہ ۱۳۰ بکرماجیتی مین جالندھر نام جوگی نے
اسکو پھر آباد کیا مگر سکندری حملے کے وقت پھر ویران ہوا اور صدہا سال اوجڑ ا رہا سال سات سو اکیاون
ہجری مین بعہد ابوبکر شاہ بن ظفرخان بن فیروزشاہ باربک بن ناصرالدین ایک امیر امرائے شاہی سے باغی
ہوکر اول چندے کانگڑہ کے قلعہ مین رہا پھر پہاڑون سے نکلکر اسجگہ اوسنے سکونت اختیار کی اور پرانے
قلعہ کو مرمت کرایا لوگون کو بلا بلا کر اسمین بسایا اسوقت کی آبادی کے بعد شاہی فوجدار یہان رہنے لگا۔
سنہ ۸۲۱ ہجری مین تجدید ہوا یہ ملک طوغان کو جاگیر مین ملا اوسنے بھی اوسکی آبادی مین کوشش کی جب بہلول
لودی سلطنت کے حصول سے اول ناظم پنجاب کا بنا تو اوسکی توجہ بھی اسکی آبادی کی طرف بہت رہی اور اپنی
قوم کی بستیان اُسنے آباد کرا کر اونکو اسکا مالک بنا دیا بڑی بڑی سخت عمارتین بنوائین ہمایون شاہ بادشاہ
کے عہد مین قصبہ بجواڑہ حاکم نشین بنا اور اس شہر کی طرف توجہ ہوئی مگر شیرشاہ و اسلام شاہ کے وقت
پھر آبادی اسکی بڑہ گئی اور جالندھر کے پٹھان امیرالامرا اور صاحب جاگیر و علم و نقارہ ہوئے یہانتک کوٹ و
قلعہ تعمیر ہوئے اور تمام پنجاب مین پشم کا شکارگاہ بھی شہر قرار پایا تھا اب تک بدستور آباد چلا آتا ہے
چغتائی سلطنت کے ضعف کے وقت جب سکھون کی غارت شروع ہوئی تو اونہون نے دو مرتبہ اسکو لوٹا
تیسری مرتبہ جب رنجیت سنگھ نے اسکا محاصرہ کیا اور بدہ سنگھ اگلے قابض سے اسکا قبضہ چھوڑایا تو سکھی فوج نے

خودسر ہو کر بلا حکم رنجیت سنگہ کے شہر کو لوٹ لیا مگر جلد تر امن ہو گیا چار طرف شہر کے پختہ شہر پناہ ہے مگر
اب بہت مقامات سے گر کر کچی دیوار بنی ہے اور اصلی شہر کے گرد گرد پٹہانون کی بستیان اور کوٹ وقصبے
آباد ہین گرد و نواح شہر کا سرسبز و خوشنما باغات بکثرت جنمین طرح طرح کے میوے پیدا ہوتے ہین اور آم
کی پیدائش اسقدر بکثرت سنا گیا ہے کہ ہزارون درخت آمون کے بہار کے موسم مین پربار ہوئی ہوئی
نظر آتے ہین انگور یہان کا تمام پنجاب کے ملک سے اچہا ہوتا ہے پرانی عمارتین مسجدون اور مقبرون کی
شہر کے باہر بے شمار ہین شہر کے اندر ایک مقبرہ امام ناصر الدین کا بڑا نامور مقام ہے اور سید جلال الدین
چشتی کا مزار بہی مشہور و معروف ہے شہر پناہ سے باہر ڈین شٹاف صاحب حاکم ضلع نے ایک نیا بازار
پختہ باقطع بنوایا تہا کہ اب تک آباد ہے کوئی ندی اس شہر کے قریب نہین چلتی چار کوس شہر سے ایک
چہوٹی سی ندی جاری ہے جسکو سرستی بولتے ہین ملکیت اسمین کہتریون اور قانونگوؤن کی ہے اونمین سے
بعض ہندو اور بعض مسلمان ہین باشندے یہان کے کہتری ہندو اور بڑے مسلمان پٹہان وغیرہ ہین اور
کل شہر کی قریب چالیس ہزار کی مردم شماری ہے دوابہ بست کے مین وسط مین یہہ شہر آباد ہے دریاے
بیاس یہان سے بیس کوس اور ستلج پچیس کوس پر بہتا ہے یہان کمشنر و ڈپٹی کمشنر دونو اجلاس کرتے ہین کمشنری
کے ماتحت تین ضلع جالندہر ہوشیار پور کانگڑہ اور ضلع کے متعلق چار تحصیلین جالندہر پہلور نکودر نوان شہر
ہین کل ضلع کی مردم شماری جو سابق ہوئی تہی تو معلوم ہوا تہا کہ اسکے کل ضلع مین سات لاکہہ ایک ہزار
تین سو چہیاسی آدمی رہتے ہین اور جنوری ۱۸۶۸ء مین جو مردم شماری ہوئی تو آبادی اسکی کل پنجاب کے ضلعون کے
بحساب اوسط فی میل زیادہ نکلی اور پانسو اٹہانوین آدمی فی میل شمار مین آئی **پہلور** یہہ ایک قصبہ
جالندہر دوآب کی سرزمین مین لدہیانہ سے شمال و شمال مغرب کی سمت کو سات میل کے فاصلہ پر دریاے ستلج
کے دہنے کنارے کے اوپر آباد ہے اسکے پاس ستلج کا شاہ گذر ہے جہان پل کشتیون کا بندہا رہتا ہے اور
شاہ سڑک جو ہندوستان سے پنجاب کو آتی ہے اوسکے اوپر سے گذرتی ہے یہہ شہر بہت پرانا اور پختہ بنا ہوا ہے
بادشاہون کے وقت اسکی آبادی بہت بارونق تہی مگر سکہون کے وقت پے درپے غارت ہونے کے سبب سے
اوجڑ گیا جب جبکہ انگریز اور رنجیت سنگہ کے ملک کی آپسمین حد و حدبندی ہوکر انگریزی فوج لدہیانہ
کی چہاونی مین رہنے لگی تو رنجیت سنگہ نے بہی اپنی فوج ۱۸۰۹ء مین یہان مامور کی اور قدیمی سرای بادشاہی جو
بہت مستحکم و مضبوط یہان بنی ہوئی تہی اوسکو قلعہ بطور کر کے چارون طرف اوسکے خندق کہود دی اور
ذخیرہ بہم کیا توپین و سامان جنگ کا اوسمین مہیا کیا اوس وقت سے دوسرا نام پہلور کا قلعہ بنا اور بسبب رہنے
فوج کے شہر دوبارہ آباد ہو گیا اب بہی اس قلعہ مین انگریزی فوج رہتی ہے قلعہ کے ایک طرف کی دیوار

دریا کے اندر رہے جب طغیانی ہوتی ہے تو چاروں طرف قلعہ کے پانی پھر جاتا ہے اس شہر میں بڑا بازار ہے
تجارت ہر ایک طرح کی ہوتی ہے تحصیلدار ماتحت صاحب ڈپٹی کمشنر جالندھر کے یہاں کچہری کرتا ہے فقط۔
نواں شہر جالندھر دوآبہ کے اندر یہ ایک قصبہ دریائے ستلج سے مغرب کے سمت تخمیناً فاصلہ پندرہ میل اور
لاہور سے سمت جنوب مشرق اکیانوے میل آباد ہے آبادی اس قصبہ کی چندان پرانی نہیں ہے شہنشاہ اکبر
کے وقت بسبب اسکے کہ یہ سرزمین نہایت سرسبز و خوشنما و سیراب تھی بادشاہی فوج کی چھاونی یہاں مقرر
ہوئی یا دیگر جو لوگ کہ فوج سے علاقہ رکھتے تھے انہوں نے یہاں آکر بود و باش مقرر کی چند سال میں یہ
ایک قصبہ آباد ہو گیا لیکن کوئی نام اسکا مقرر نہ ہوا صرف بسبب نئی آبادی کے لوگ اسکو نواں شہر کہتے تھے
آخر رفتہ رفتہ یہی نام قرار پا گیا سلطنت چغتائی کے قیام تک اسکی آبادی دن بدن ترقی پر تھی اور بڑے
بڑے پختہ عالیشان مکانات تعمیر ہوئے تھے جب سکھ شاہی کا زمانہ آیا تو انہوں نے بہت مرتبہ دل کھول
کھول کر اسکو لوٹا آخر جب رنجیت سنگھ کے وقت امن ہو گیا دیوان موکم چند ناظم دوآبہ کا بنا تو اسنے یہاں
رہنا شروع کیا اسکے توجہ سے دوبارہ اسمین رونق ہوئی اسکے بنوائے ہوئے باغ و حویلیاں و تالاب
اب بھی یہاں موجود اور پرانی عمارات کے کھنڈرات بھی بہت نظر آتے ہیں اس شہر میں ایک سیدھا بازار
ایک سرے سے دوسرے سرے تک پختہ بنا ہوا ہے اور عمارتیں بھی پختہ و بارونق اچھے اچھے مالدار
ساہوکار یہاں دوکانیں کرتے ہیں تجارت بکثرت ہوتی ہے مسلمان کھتری برہمن ہر طرح کی قوم سکو
ہے گرد نواح شہر کا آباد و زرخیز باغات بکثرت روئی و غلہ و نیشکر بہت پیدا ہوتا ہے آم کے درخت
بکثرت ہیں تحصیل کی کچہری ماتحت صاحب ضلع جالندھر کے یہاں ہوتی ہے قصبہ راہوں یہاں سے تین کوس
اور جالندھر سے بیس کوس ہے ضلع جالندھر میں تحصیل نکودر و راہوں نوشہرہ نہایت زرخیز ہیں زراعت وہان
بکثرت ہوتی ہے زمین چاہی و بارانی دو قسم کی ہے اور خاص ضلع میں جالندھر خاص و پھلور و کرتارپور و
راہوں و کپورتھلہ و نور محل نامی شہر ہیں جنکے حالات علیحدہ علیحدہ تحریر ہونگے ضلع میں ہندو و مسلمان سب طرح
کے قومیں رہتی ہیں بڑی پیدایش عمدہ اس ضلع میں نیشکر کی ہے جسکے ہزاروں من گڑ و شکر کھانڈ بنتی ہے
ابریشمی اور روئی کا کپڑا اچھا قیمتی بنایا جاتا ہے خصوصاً پارچہ گلبدن قدر دارائی عمدہ قسم کی ریشمی بنتی ہیں اگرچہ
لاہور و امرتسر کے سا مقابلہ نہیں ہوتا ضلع کے رہنے والے بدرجہ اوسط آسودہ حال ہیں اور ساکنان یہاں
کے مزاج مہمان نواز ملایم طبیعت سادہ مزاج ہیں تجارت شکر تری کی بہت ہوتی ہے مرد و عورتیں
بازار کی بدن ہوتے ہیں قابل کے ساتھ ہوتا ہے اسلام کے لوگوں کی تعریف ہے نکودر جالندھر دوآبہ کے بڑے قصبوں سے
قصبہ ضلع کے کنارہ سے گیارہ میل شمال کو اور لاہور سے ستر میل جنوب مشرق کو آباد ہے اسمین

اور پختہ و خام عمارات کے بلے ہوے مکان ہین تجارت بہت ہوتی ہے زمین متعلقہ اسکی بڑی زرخیز و سیراب و
سرسبز ہے دو فصلین اعلی ہوتی ہین مسلمان راجپوتون کی یہہ ملکیت ہی پرگنہ اسکا علحدہ ہے تحصیلدار یہاں تحتی صاحب ضلع
جالندھر کے یہان تحصیل مال کا کام دیتا ہے اسکے پاس ایک اور قصبہ بہت پور کرکے مشہور ہی اوسکی آبادی بھی
خوشنما و سرسبز ہے پٹھان زمیندار و نانگے مالک ہین **کپور تھلہ** جالندھر دواب کی سرزمین مین یہہ ایک قصبہ
اٹھہ میل بائین کنارے دریای بیاس اور چھتر میل جنوب مشرق شہر لاہور کے آباد ہے سابق یہہ شہر چھوٹا سا گانو
پرگنہ شیخوپور کے ماتحت تھا بعد آنے نادرشاہ ایرانی کے جب پے در پے حملے احمد شاہ درانی کے پنجاب پر ہوئے
اور چغتائی سلطنت بالکل کمزور ہوگئی تو رائے ابراہیم راجپوت آدینہ بیگ خان کی حمایت و حکم سے اس نواح پر
قابض ہوگیا اور اسمین اوسنے سکونت کی اور رفتہ رفتہ اوسکی ریاست بہت بڑہ گئی اور فوج رکھہ کر وہ حاکم باختیار
بنا رہا جب آدینہ بیگ خان مرگیا تو آدینہ بیگ کے محکمہ کے اچھے اچھے اہلکار و امرا اسکے پاس آکر نوکر ہوئی اس سبب سے
آبادی اسکی بڑہ گئی بعد ازان جب سکھون نے زور پکڑا اور جسا سنگہ اہلو والیہ نے اس دوابہ مین ملک گیری کا
ارادہ کیا تو رائی ابراہیم سے اوسنے بڑے معرکے کر کے یہہ قصبہ لے لیا اور یہان ہی بود و باش اختیار کی اور اسی
کو اوسنے دار الحکومت و دار الریاست مقرر کیا اور بدل و جان اسکی آبادی کی طرف متوجہ رہا پھر فتح سنگہ اہلوالیہ
نی بڑی عمارتین جلو خانے حویلیان باغات کوٹھیان یہان تعمیر کین علی ہذا القیاس سردار نہال سنگہ بھی اوسکی آبادی
مین مصروف رہا اور اسی مقام کو دار الحکومت قائم رکھا اس سبب روز بروز رونق اسکی بڑہتی گئی اور ایک شہر
بن گیا پھر راجہ رنبیر سنگہ نے یہان عمارتین عمدہ بنوائین اور شہر کے بازار سیدھے کرائی راجہ کے اہلکارون کی بھی
عالیشان حویلیان تعمیر ہوئین اب کھڑک سنگہ اوسکا بیٹا اس پر قابض ہی اور بسبب موجودگی فوج رئیس کے رونق زیادہ
ہی رہنی والی بڑی بڑے ساہوکار مالدار تجار ہند و مسلمان وغیرہ ہین دور دور سے سوداگر تجارت کا مال لیکر یہان آتی ہین — دریای
بیاس یہان سے سات کوس ستلج سولہ کوس امرتسر اٹھائیس کوس ہوشیارپور پچیس کوس ہی **ذکر ریاست کپور تھلہ**
یہہ ریاست پنجاب کی ریاستون مین سے بڑی ریاست ہے اصلی حال اسکا اسطرح ثابت ہوتا ہی کہ بزرگ اس رئیس کا
اول ایک شخص بہاگو نام موضع آلو ضلع لاہور مین رہتا تھا اور گذارہ معاش شراب فروشی سے کسب کرتا تھا اتفاقاً کاروبار مین
اوسکو فایدہ نہوا تو خاص لاہور مین بجلہ گنج آکر اوسنے دوکان جاری کی مگر یہان بھی اوسکو کچہ صورت فایدہ کی نظر نہ آئی
اسواسطے اوسنے وہ پیشہ چھوڑ دیا اور پاہل لیکر سکھہ بنا بہاگ سنگہ نام رکھا اور فیض اللہ پوریون کی سکھون کی مثل کے
ساتہہ ملکر غارت و تاراج مین مصروف رہا چونکہ کپور سنگہ فیض اللہ پوریہ اوسکی خدمات سے بہت راضی و مہربان تھا اوسکے
بہاگ سنگہ کی بہانجے جسا سنگہ کو اپنے پاس رہنے کا حکم دیا اور اپنی ریاست کی کارخانہ مین اوسکو کل اختیار عنایت کیا اور سارے
مثل کے سکھون پر اوسکو سردار و افسر بنایا جب آدینہ بیگ خان صوبہ دار بست کا ناظم مرگیا تو جسا سنگہ نے اپنی علحدہ مثل قایم کی اور سرہند کا ملک

جاکر شہر فتح آباد پر قبضہ کیا پھر راے ابراہیم رئیس کپورتھلہ کے ساتھ جنگ کر کر کل ملک اوسکا املاک اوس ریاست کا
دبالیا اور علیحدہ اپنی ریاست قایم کرلی جب جسا سنگھ مرگیا تو بھاگ سنگھ گدی نشین ہوا بھاگ سنگھ کے بعد فتح سنگھ نے
ریاست حاصل کی اس رئیس نے رنجیت سنگھ کے حکم سے پنجاب کا ملک دور دور تک فتح کیا اور رنجیت سنگھ اسکی
خدمات سے بہت راضی و خوشنود تھا فتح سنگھ کے پیچھے سردار نہال سنگھ گدی پر بیٹھا اسکے وقت ۱۸۴۵ء میں سرکار انگریزی
اور سکھوں میں دریای ستلج پر لڑائیاں ہوئیں چونکہ سردار نہال سنگھ جانبدار سکھوں کا تھا اسلئے سرکار نے
حسب اشتہار ۱۳۔ دسمبر ۱۸۴۵ء کل علاقہ اس ریاست کا جو ستلج پار کے علاقہ میں تھا جمعی پانچ لاکھ
روپیہ کا ضبط فرمایا اور باقی ملک جو دوابہ بست میں پانچ لاکھ روپیہ کا تھا وہ بشرط نذرانہ ایک لاکھ تیس ہزار
روپیہ بعوض نوکری انضرامیہ مع خطاب راجگی سردار نہال سنگھ کے نام واگذار ہوا راجہ نہال سنگھ کے تین بیٹے
تھے زوجہ اول سے رندہیر سنگھ اور زوجہ ثانی سے کنور بکرما سنگھ و سوچیت سنگھ اونکی نسبت راجہ نہال سنگھ نے
کچھ وصیتنامہ اپنے حین حیات لکھ کر گورنمنٹ میں منظور کرایا کہ میرے بعد بڑا بیٹا رندہیر سنگھ گدی نشین
ہو اور تینوں بھائیوں کا بصورت صفائی یکجائی معاملہ رہے ورنہ ایک ایک لاکھ روپیہ کی جاگیر چھوٹے دونو
بھائیوں کو کل ریاست میں سے علیحدہ کردی جاوے جب راجہ نہال سنگھ مرگیا تو مہینے کے بعد سوچیت سنگھ
نے اپنی جاگیر الگ کرالی مگر پھر صلح ہو کر یکجائی معاملہ ہوگیا دہلی کے غدر کے وقت اس رئیس نے بڑی بڑی
خدمتیں سرکار کی کیں اسلئے بعوض راجہ صاحب کو ایک سال کا پورا نذرانہ معاف ہوا اور دس ہزار روپیہ کا
خلعت ملا بکرما سنگھ نے بھی پانچہزار روپیہ کا خلعت و بہادری کا خطاب پایا دوسری مرتبہ جب ۱۸۵۸ء میں راجہ صاحب
لکھنو گیا تو راجہ صاحب کو پھر خلعت دس ہزار روپیہ کا اور زمینداری بھی ایک لاکھ روپیہ کی نصف جمع پر بصیغہ
استمرار مرحمت ہوئی بکرما سنگھ نے بھی پانچہزار روپیہ کا خلعت پایا اور ایک تعلقہ کی زمینداری متعلقہ پرگنہ
اکونہ مبلغ بیس ہزار روپیہ کی مالگذاری کا عطا ہوا اپریل ۱۸۶۹ء میں بکرما سنگھ کی بھی راجہ صاحب سے بگڑ گئی اور دونو
بھائیوں سوچیت سنگھ و بکرما سنگھ نے اپنی اپنی جاگیر کی علیحدگی کی گورنمنٹ میں درخواست دی اور گورنر جنرل
کے حضور سے حسب وصیتنامہ راجہ نہال سنگھ کے اونکی جاگیر کی علیحدگی کا حکم صادر فرمایا اوسکا اپیل راجہ صاحب
نے ولایت میں حضور ملکہ معظمہ دائر کیا وہاں سے حکم گورنر جنرل کا منسوخ ہوا اور گذارہ دونو کا مقرر ہو کر علیحدگی
جاگیر کی موقوف رہی **پھگواڑہ** جالندہر دوابہ میں یہ ایک قصبہ دریاے ستلج کے دہنی کنارے پر فاصلہ
پندرہ میل اور چودہ میل جالندہر سے بسمت شرق آباد ہے یہ قصبہ بہت بارونق تجارت کا منڈوا اور جاٹوں
کی وراثت میں ہے جو چغتائی سلطنت کے تنزل کے وقت صاحب جاہ و حشمت ہوگئے تھے جب فتح سنگھ اہلووالیہ نے
اس شہر کو فتح کیا تو اوس وقت یہ قصبہ نہایت آباد تھا کیونکہ اس قصبہ کے ساہوکاروں نے احمد شاہ ابدالی کے

امرا کو سے راہ و رسم پیدا کرکے قصبہ کو غارت سے بچا لیا تھا اور بادشاہ نے قطعی حکم دیدیا تھا کہ یہہ بستی درانی فوج کے غارت سے محفوظ رہے اسواسطے دور دور کے لوگ اس کی امید پر یہان آرہے اور آبادی بڑہ گئی تھی یہہ بڑا بھی زیر حکومت راجہ اہلووالیہ کے ہے اور تحصیلدار راجہ کا یہان رہتا ہے بازار اسکا آباد و پر تجارت ہی بڑے بڑے ساہوکار و مالدار دوکانین کرتے ہین سرزمین اسکی آباد و زرخیز و سیراب ہی باہر شہر کے پختہ باغات موجود ہین رونق و زینت اس قصبہ کے ہین **ہادی آباد** پہگواڑہ کے پاس یہہ قصبہ بھی ایک رونقدار مکان ہے اسکی عمارت پختہ و عمدہ بازار ہے پٹھان زمینداروں کی وراثت یہان بہت ہے **سرائے نورمحل** جالندہر دوآب کے علاقہ مین یہہ قصبہ آباد کیا ہوا نورجہان بیگم شاہ جہانگیر کی بیگم کا ہے اور ایک پختہ سراے پتہر کی عمارت کی اوسنے یہان بنوائی اگرچہ اب سرای کی عمارت گر گئی ہے مگر بقیہ اوسکا جو دیکہا جاتا ہے تو یقین ہوتا ہے کہ نقش و نگار مین ایسی کوئی اور عمارت ہند کی سرزمین مین کم بنی ہوگی سنگ تراشان چابکدست نے ایسی صنعت کے ساتھ پتہرون کے اندر نقش اور بیل بوٹے کہودے ہین کہ دیکہنے والا بصورت تصویر حیران رہجاتا ہے سرای کے دروازے پر اسکی تعمیر کی تاریخ کا یہہ مصرع تحریر ہے آباد شد ز نورجہان بیگم این سراے سکہون کے قبضہ سے پہلے محمود خان اجیوت پٹھان قابض تھا جب سکہہ دخیل ہوے تو اونہون نے سراے کا قلعہ بنا لیا پہر جب رنجیت سنگہ نے قبضہ پایا تو اوسنے ہزارون پتہرون کی سلین سراے سے اوکہڑوا کر امرتسر منگوالین اور رام باغ و امرتسر کے تالاب کی عمارت مین لگالین بلکہ رام باغ کے بڑے دروازے کے اوپر جو پتہر کی گنبدیان ہین وہ اسی سراے کی عمارت سے اوتروائے گئے تہے عمارت اس قصبہ کی کچہہ پختہ اور کچہہ خام ہے لیکن مطبوع مقام ہے بازار کشادہ بارونق پر تجارت ہے اچہے اچہے مالدار دوکاندار دوکانین کرتے ہین سردار پرتاب سنگہ نورمحل جاگیردار یہان رہتا ہے مقبرہ حضرت شاہ ملوک حقانی سید گیلانی کا اس قصبہ کے اندر زیارتگاہ ہے جسکی معتقد سب خلق اللہ ہے **آدم پور** دوآبہ جالندہر ضلع جالندہر کے متعلق یہہ ایک مشہور قصبہ اور آباد مقام ہے آدم پور اسلئے اسکا نام ہے کہ پہلے یہہ قصبہ آدم خان نے آباد کیا نواح اسکا بہت سرسبز و شاداب ہے آب کے درخت بکثرت ہین غلہ کی پیدائش بہت ہوتی ہے شہر مین اچہا بازار ہے تجارت کی بیوپار ہے ہر ایک زمیندار با فراغت و مالدار ہے **شاہ کوٹ** یہہ قصبہ دوآبہ جالندہر مین ایک نامی مکان اور پر فضا آبادی ہے علاقہ اسکا بہت سیراب ہے مگر گہرون کی عمارت بہت خراب ہے بازار مین اکثر دوکانین ہین اور تجارت غلہ کی ہوتی ہے **بلسیان** یہہ آبادی ضلع جالندہر تحصیل نکودر کے متعلق ہے آبادی اسکی پرانی ہے علاقہ اسکا بہت سرسبزی و شادابی مین ثانی ہے عمارت اسکی پختہ اور خام ہے تجارت

نام ہے ساہوکار بہت مالدار دوکاندار ہیں **اوڑی** ضلع جالندھر دوابہ جالندھر کے علاقہ میں یہہ ایک
قصبہ کا نام ہے عمارت اسکی خام ہے چھوٹا سا بازار ہے کوئی کوئی دوکاندار ہے غلہ کا بیوپار ہی **لوہنڈالہ**
علاقہ ضلع جالندھر تحصیل پھلور میں یہہ ایک مشہور بستی ہے وجہ تسمیہ اسکا معلوم نہین کہ لوہنڈالہ اسکا نام کیونکر
رکھا گیا **قصبہ لوہیان** یہہ بھی ایک بڑی بستی جالندھر کی ضلع کے متعلق ہے عمارت اسکی [illegible]
اور عمدہ بازار ہے **قصبہ سلطانپور** دولتخان لودی ناظم پنجاب نے یہہ قصبہ بحکم شاہ ابراہیم
لودی بادشاہ دہلی کے اس علاقہ سرسبز وشاداب پسند کرکے آباد کیا اور اپنے شکار کھیلنے کیواسطے شکارگاہ بنایا اور
جب آباد ہوا اس میں کئی اوسکے مطبوع طبع ہوئی تو یہان رہنے لگا اور دور سے لوگون کو بلا بلا کر یہان آباد کیا
ازان بعد بھی کثرت شکار کے سبب یہہ قصبہ حاکم نشین رہا اور آبادی اسکی بڑہتی چلی گئی اورنگ زیب عالمگیر
بادشاہ بھی شاہزادگی کے عالم میں مدت تک یہان رہا آخر جب چغتائی سلطنت میں ضعف آگیا تو فتحسنگہ اہلووالیہ
نے اسپر قبضہ پاکر کپورتھلہ کے ریاست کے شامل کرلیا یہہ قصبہ سکھون کے غارتگری کے وقت بہت دفعہ لوٹا
گیا اور بہت سا اجڑ گیا قدیمی مکانات اور پرانی کہنڈرات اسمین بہت ہین اور ایک کاروانسرای شاہی
عمارت پختہ یہان موجود ہی اور شمال کیطرف شہر کے رود بئین بہتی ہے دریای بیاس اس قصبہ سے شمال کو بفاصلہ
پنج کروہ اور ستلج سے جنوب بفاصلہ سات کوس کے فاصلہ پر بہتی ہے **بجواڑہ** یہہ شہر اگلے زمانہ مین بڑا شہر تھا
بلکہ دوابہ بست مین پرگنہ اسکا علیحدہ تھا اس شہر کے حاکم کی تمام دوابہ پر حکومت ہوتی تھی سکھون نے تاراج کرکے
کھنڈر کیا اور یہہ لوگ یہان سے اوٹھکر کپورتھلہ مین آباد ہوگئے اب تھوڑی ہی آبادی باقی ہے باقی مکانات
سب مسمار ہوئی ہوئی موجود ہین **تلونڈی رائے سلطان** یہہ قصبہ پہلے چھوٹا گانو تھا جب اندر
گانو کے رہنے والون سے چودہری قادربخش فتحسنگہ اہلووالیہ کا دیوان بنا اوسنے اسکی آبادی کو بڑہایا حویلیان
مسجدین پختہ تعمیر کین شہر پناہ پختہ قصبہ کے چارون طرف بنواکر اور قصبون کے لوگون بلوا بلوا کر آباد کیا اوس وقت
سے آبادی اسکی بڑہ گئی اور ایک اچھا قصبہ بن گیا **ہوشیارپور** دوابہ بست جالندھر مین یہہ ایک شہر
اوس سڑک پر جو لاہور سے نادون کو جاتی ہے لاہور سے سیانوین میل شرق کے طرف آباد ہے چغتائی سلطنت کے
وقت اول ہوشیار خان خود نے اسکو آباد کیا اوسوقت یہہ چھوٹا سا گانو تھا پھر سکھی حکومت کے وقت جب بار
لاہور سے اس دوابہ کی حکومت شیخ غلام محی الدین و امام الدین کے سپرد ہوئی تو اونہون نے اس خطہ کو سرسبز
وشاداب دیکھکر یہان سکونت اختیار کی اور اسی مقام کو دارالحکومت بنایا اور آبادی مین بہت کوشش کی
حاکم کے توجہ دیکھکر بہادرنگر بجواڑہ کے کاریگر وہان سے اوٹھکر یہان آرہے بڑی بڑی عمارتین اور حویلیان
اور باغات یہان تعمیر ہوئے دن بدن رونق بڑہتی گئی سرکار انگریزی کے وقت مین ضلع کا مکان مقرر ہوا اور

پانچ تحصیلیں ایک ہوشیارپور دوسرے گڑھ شنکر تیسری اونہ چوتھی دسوہہ پانچوین ہریانہ اسکے متعلق ہوئین علاقہ
اس ضلع کا کچھ کوہی اور باقی میدانی ہے میدانی علاقہ مین پہاڑی ندی نالے بہت جاری ہین اور زمین بارانی
اور زرخیز و نہری بہت ہے باغات بکثرت ہین چنانچہ ماہلپور سے گڑھ دیوالہ تک کہ چھبیس کوس کا فاصلہ ہے پہاڑ
کے نیچے نیچے برابر باغات لگے ہوئے ہین اور آم اس کثرت سے پیدا ہوتے ہین کہ تمام پنجاب مین اسی ضلع کا
آم خرچ ہوتا ہے اس شہر کے نیچے ایک پہاڑی نالہ ہے جو برسات مین طغیانی مین آکر شہر کے مکانات تک
پہنچ جاتا ہے یہ شہر ایک منڈی کا مکان اور سوداگری کی جگہ ہے پہاڑ سے ہزارون روپیہ کا مال پہاڑ
آکر فروخت ہوتا ہے اور شہر نوہری سوداگرون کی معرفت اور ملکون مین مال چلتا ہے سنہ گذشتہ صاحب
ڈپٹی کمشنر نے پرانے قلعہ کی جگہ نیا گنج بنوایا اور شہر کے بازارون کو آراستہ کیا اس شہر مین ایک حصہ
کھتری اور مختلف قومین اور ایک حصہ مسلمان اور زمیندار و خوجہ قوم ہین پہلی مردم شماری مین کل آبادی
اس ضلع کی آٹھ لاکھ تینتیس ہزار آٹھ سو سترہ شمار ہوئے اور اب کی مردم شماری ہین کل آبادی حساب
اوسط فی میل مربع چار سو پچاس گنی گئی اس شہر سے جالندھر بیس کوس لودھیانہ چھبیس کوس جوالا جی تیس کوس ہے
اور کپڑا سفید اسکے کارخانون مین اچھا بنا جاتا ہے **اونا** جالندھر دوآبہ کے علاقہ مین یہ ایک قصبہ ستلج کے
دہنے کنارہ سے آٹھ میل اور جالندھر سے بسمت شرق و شمال شرق چالیس میل آباد ہے گرد نواح اسکا
نہایت آباد و زرخیز ہے اور پیدایش ہر ایک قسم کی غلے وروئی و نیشکر وغیرہ کی ہوتی ہے یہانی اولاد
بابا نانک کی یہان رہتی ہے اسواسطے سکھ لوگ اس شہر کو متبرک جانتے ہین اب بھی بابا سپورن سنگھ بھیم
پوتے صاحب سنگھ کے وسودھان سنگھ بکرمان سنگھ بیدی کا طبیا اس شہر مین آگیر دار و ذیشان ہوا رہین پختہ مکانات
اس شہر مین بہت بازار کشادہ ہے تحصیلدار مال ماتحت صاحب ضلع ہوشیارپور کے یہان کام دیتا ہے
مشہور شہر بجز اسکے تو اس ضلع مین خانپور بہبا ذرپور شام چوراسی ہریانہ گڑھ دیوالہ بستی کلان ماہلپور شکر گڑھ
نورپور کریت پور رشید پور حاجی پور مکیریان ہین حاجی پور کے پاس مزار حضرت نور جمال دہلی کی زیارتگاہ خلق
ہے اس ضلع کے علاقہ مین دو پہاڑون کے اندر ایک ندی سوان نام جاری ہے اوس ندی کے وار پار
جسقدر یہان دو پہاڑون مین ہے اوسمین شالی بہت پیدا ہوتی ہے اوس سرزمین کو جسوان دون کہتے ہین
علاقہ نہایت سرسبز و زرخیز ہے **ٹانڈہ** جالندھر دوآبہ کے علاقہ مین یہ ایک مشہور قصبہ ہے پختہ خام دونو
قسم کی عمارت کے گھر و بازار بنے ہوئی ہین پہلے زمانہ مین حکومت دورہ اشت یہان افغانون کی تھی جنکو
سلطنت چغتائی کے ضعف کے وقت بڑا اقتدار حاصل ہوگیا تھا آخر یونس خان پٹھان سے جودہ سنگھ رامگڑھیہ
نے جبراً یہ قصبہ چھین لیا اور یونس خان کو اوسکی زیست تک جاگیر مین رکھا زمین متعلقہ اس قصبہ کی بہت

وسیراب و زرخیز ہے اور ایک رود بھی شرق کے سمت کو جاری ہے جس سے زمین قصبہ کی سیراب ہوتی ہے
دریاے بیاس یہان سے سات کوس اور ستلج چونتیس کوس کے فاصلہ پر ہے **یحیی پور** یہہ قصبہ محمد شاہ بادشاہ
کے وقت خان بہادر صوبہ لاہور نے اپنے بیٹے یحیی خان کے نام پر آباد کیا تھا سرزمین اسکی اور ٹانڈہ کی
آپسمین ملتی ہے **اوڑمڑ** جالندہر دوآبے کے قصبون مین یہہ بھی ایک مشہور و آباد قصبہ ہے عمارات اسکے
اکثر پختہ ہین اور گرد نواح کی زمین مین نہرین جاری ہین غلہ کی پیداوار بکثرت ہے باہر اس قصبہ کے ایک پختہ گنبد
کے اندر ایک پتھر رکھا ہے جسپر نقش قدم جناب علی المرتضی علیہ السلام موجود ہے اور لوگ زیارت کیواسطے
باعتقاد دلی حاضر ہوتے ہین **دسوہہ** یہہ قصبہ جالندہر دوابہ کے علاقہ مین بڑا قصبہ و آباد مکان ہے
پرگنہ اسکا علیحدہ ہے اور تحصیلدار حاکم پرگنہ یہان رہتا ہے عمارت قصبہ کی پختہ وخام مختلط ہے اور آبادی بہت
کی افراط ہے پانڈون کی سلطنت کے وقت یہہ قصبہ بڑا شہر و حاکم نشین تھا پھر کئی مرتبہ ویران اور کئی دفعہ
آباد ہوا قصبہ کے اندر کنوون کا پانی نمکین اور باہر کا پانی میٹھا و خوشگوار ہے اسمین قدیمی دو ذات جولاہے
ہے جو پہلے ہندو تھے اور اب مسلمان ہین دو طرف قصبہ کے کھاڑیان جاری ہین اور ایک طرف ایک
بڑی جھیل بھرا آب ہے اور ایک طرف ریگستان پرانے عمارتین و باغات بہت سے بنے ہوے ہین زراعتین بڑی
اعلی ہوتی ہین غلہ ہر ایک قسم کا پیدا ہوتا ہے خصوصاً دہان اور چانول یہان کے باریک و خوشبو تمام
دوابہ کی سرزمین سے عمدہ ہین جھیل کے پانی مین نیلوفر و سنگھاڑہ وغیرہ نباتات آبی پیدا ہوتے ہین ثعلب
بھی اسکے کنارون پر کہا اور ملتا ہے اس قصبہ کے لوگ اونٹ پالتے ہین اور ہر ایک قوم کے آدمی کے پاس
چاہے زمیندار ہو یا بقال ایک دو اونٹ ضرور رہتے ہین اور بعضونکا تو صرف اونٹون کی کمائی پر
گذارہ ہے **مکیریان** جالندہر دوابہ کے علاقہ مین یہہ ایک قصبہ دریاے بیاس کے بائین کنارے سے
بفاصلہ آٹھ میل اور لاہور سے شرق و شمال شرق کے طرف بیانوین میل آباد ہے عمارات اسکی تمام
کمال پختہ و بازار کشادہ و بارونق ہے پہلے زمانہ مین اصلی مالک اسکے علوی قریشی تھے جنکے نسب امام محمد
بن حنیفہ کے ذریعہ سے مرتضی علی علیہ السلام کو جاملتی تھی اُن قریشیون کے بزرگ اول سلطان محمود غزنوی
کے ساتھ ہندوستان مین آئے اور کسی اتفاق سے اس گانو مین ٹہرے اوسوقت یہہ گانو بہت چھوٹا تھا پھر
جب عملداری آدینہ بیگ خان کی جالندہر دوآبہ مین ہوئی تو یہان کے قریشیون نے اوسکی نوکری اختیار
کی اور یہہ رتبہ پایا کہ صاحب فوج و علم و اقتدار ہوگئے اسوقت اس قصبہ کی آبادی نے بھی ترقی پکڑی بڑی عالیشان
عمارتین تعمیر ہوئین مدت تک یہہ قریشی آدینہ بیگ خان کے مرنے کے بعد بھی اس قصبہ اور اس کے
گرد نواح کے علاقہ پر حاکم با اختیار رہے جب سکھون نے زور پکڑا تو بسبب عداوت مذہبی اور ہونیکا وشتی

کے سب سکھہ اونکے دشمن ہو گئے اور اونھون نے سکھون سے بڑے بڑے محاربے کیے اور علاقہ اپنا مدت تک
اپنے قبضہ مین رکھا آخر جے سنگھ کہنیہ جو گہنیون کے مثل کا سردار تھا بڑی فوج لیکر اون پر آپڑا اور کل علاقہ
قریشیون سے چہین کر اوسنے اپنی ریاست مین ملا لیا جب وہ مرگیا تو اوسکے بیٹے گوربخش سنگھ کی عورت مسمات
سدا کنور رنجیت سنگھ والی لاہور کی ساس اوس ریاست کی مالک ہوئی اوسنے بھی اپنے خسر کے بعد اسی قصبہ مین
بود و باش شروع کی اور مدت تک حکمرانی کرتی رہی آخر سنہ ۱۲۳۶ ہجری مین رنجیت سنگھ اوسکے داماد نے
کل علاقہ اوسکا چہین کر اوسکو قید کر لیا جے سنگھ کہنیہ کے حکومت سے پہلے آدہ کوس شہر سے باہر چہوٹا سا
قلعہ زمینداران قوم اوان کا بنوایا ہوا تھا اوسکو گرا کر جے سنگھ نے بڑا قلعہ بنوایا اور نام اوسکا اٹل گڈہ
رکھا اور اپنے رہنے کی بڑی عالیشان حویلی اسمین بنوائی اب بھی سردار بوڑ سنگھ و سردار رسندہ سنگھ و
ندہان سنگھ اسمین جاگیردار و پنشن خوار ہین **ٹوڈہ** جالندہر دوآب مین یہہ ایک پختہ عمارت کا ناگہنی
قصبہ ہے اسکا بازار بارونق و پر تجارت ہے و زمیندار آسودہ حال ہین ہندو مسلمان ہر ایک طرح کی قوم
آباد ہے اسکے نزدیک ایک نہر جاری ہے جو دریاے بیاس سے کاٹ کر لائی گئی ہے اوس نہر سے
اور گانوکے زمیندار بھی پانی لیجاتے ہین چکیان بھی اوسپر بہت چلتی ہین گرمی کے موسم مین اسکی سرزمین
سیرابی اور سبزہ و درختون و دامن کوہ کی سبب بہشت کی طرح سرسبز نظر آتی ہے اور پیدایش غلہ کی
اس کثرت کے ساتھہ ہوتی ہے کہ تاجر لوگ غلہ بہا انکا خرید کر اور ملکون مین لیجاتے ہین **حاجی پور** یہہ قصبہ
بھی ٹوڈہ کے پاس تہوڑی فاصلہ پر آباد ہے اسکے شرق طرف ایک تو بہی نالہ جاری ہے جو دریاے
بیاس سے جاکر ملجاتا ہے عمارت اس قصبہ کی اکثر خام اور کچہہ پختہ ہے سرزمین آباد و زرخیز و سیراب ہے آٹھہ سو
گہر اور ڈیڑہ سو دوکان اسمین ہونگے **ڈہیلوان** جالندہر دوآب مین یہہ ایک قصبہ دریای ستلج
کے دہنے کنارے لودہیانہ سے اکیس میل مغرب کے سمت کو آباد ہے اسکے پاس ایک بڑا گذر ہے جس سے
اوترکر پنجاب کے حد مین داخل ہوتے ہین **کرتارپور** جالندہر دوآب مین یہہ ایک مشہور قصبہ ہے اول اسکو
بابا نانک سکہون کے پہلے گورو نے اسکی آبادی کی بنا رکہی اور کرتارپور کے نام سے موسوم کیا مگر اوسکے وقت
مین کچہہ آباد نہوا بعدہ گوبند سنگھ چھٹے گورو نے اسکی آبادی کے طرف بہت توجہ کی بڑے بڑے عمارتین
پختہ و متکلف بنوائین و ہر دم سارے تعمیر کیے سکھہ اس شہر کو بڑا متبرک جانتے اور زیارت کرنا اسکے مکانات
کا ثواب سمجہتی ہین اب بھی گورو جواہر سنگھ کرتارپوریہ یہان ایک معزز آدمی رہتا ہے جسکا سکھہ بہت ادب
کرتے ہین دریاے بیاس یہان سے بارہ کوس اور ستلج پچیس کوس ہے **علاول پورہ** جالندہر دوآب
مین یہہ مشہور بستی پٹھانون کی ہے پہلے پہل ایک شخص دلاور خان پٹھان نے اس قصبہ کو اپنے بیٹے علاول خان

کے نام پر آباد کیا اور ایک قلعہ بھی بہت پختہ عمدہ عمارت کا یہاں تعمیر کیا مدت تک حکومت یہاں کی انہیں
پٹھانوں کے متعلق رہی آخر جب علی خان پٹھان سے رنجیت سنگھ نے یہہ علاقہ چھین لیا اور کچھہ اوسکی گذارہ
کے واسطے بھی دیا **بجواڑہ** جالندہر دوآب میں یہہ قصبہ ہوشیارپور سے دو کوس پر جانب شرق آباد
ہے بسبب قدامت کے اصلی نام اسکے بانی کا معلوم نہیں ہوتا مگر اسقدر ثابت ہوتا ہے کہ اسلام کی سلطنت
سے اول کسی راجہ نے اسکو آباد کیا تھا پہاڑی علاقہ اسکے بہت نزدیک ایک کوس کے فاصلہ پر ہے چاروں
طرف اسکے پہاڑی ندیاں و نالے بہت جاری ہیں اور باغات اور آنب کے درخت بکثرت پیداواری
غلہ کا کچھہ حد وحساب نہیں ہے پہلے یہہ قصبہ بہت آباد تھا مگر جب شیخ امام الدین ناظم کی رغبت ہوشیارپور
کے آبادی کی طرف ہوئی تو یہاں سے لوگ اوٹھہ کر وہاں جا رہے اور آبادی کم ہو گئی اب بھی پختہ
مکانات اور قدیمی عمارتیں یہاں بہت ہیں راجہ سنسار چند کٹوچ والی کانگڑہ نے یہاں ایک قلعہ بنوا کر فوج
اپنی مامور کی تھی وہ اب انگریزوں کے حکم سے گرایا گیا اکبر بادشاہ کے وقت یہہ مقرر حاکم نشین اور
متعلق اسکے بڑا محال تھا **راہوں** جالندہر دوآب کے قصبوں میں یہہ بہت پرانا قصبہ ہے عمارتیں
اسکی بہت پختہ اور پرانے کہنڈرات بھی موجود ہیں راجپوت زمینداروں کا اصلی زمیندارا ہے اونکے
سواے ہندو مسلمان سید مغل قریشی بھی بہت ہیں بازار اس قصبہ کا بہت لمبا بازار ہے جس میں ہر ایک
چیز کی سوداگری ہوتی ہے پیدایش غلہ اور گنا اور کپاس وغیرہ کی بہت ہوتی ہے گڑ یہاں کا لذت و شیرینی
میں مشہور ہے باہر شہر کے آنب کے باغوں اور درختوں کا حد وحساب نہیں ہے دریاے ستلج یہاں سے تین
کوس پر جنوب کے سمت کو واقع ہے **بلون** جالندہر دوآب میں یہہ ایک قصبہ پرانی عمارت کا ہے ورثہ
اسکی اول مسلمان راجپوتوں کے متعلق تھی جب چغتائی سلطنت ضعیف ہوئی اور زمینداروں نے جابجا خودمختار
وخودحاکمیاں اختیار کرلیں تو یہاں کا راجپوت بھی جسکا نام عنایت خان تھا چاروں طرف کے دیہات کو
زیر حکم کرکر صاحب فوج و حکومت ہو بیٹھا اور تمام عمر بغیر مزاحم بالی حکومت کرتا رہا اوسکے مرنے کے بعد
بیٹا اوسکا حاکم ہوا اور ادینہ بیگ خان کے وقت میں اوسنے اپنی حکومت بڑہائی اور ستلج کے چند گذرات
اوسنے اپنے تصرف میں کر لیئے وہ مر گیا تو پوتا اوسکا محمود خان جانشین ہوا وہ سکہوں کے ساتھ بہت لڑتا
رہا اور سکہوں نے بہت سے دیہات اوس سے لے لیئے اوسکے مرنے کے بعد اوسکا بیٹا شہباز خان رنجیت سنگھ
کے وقت بالکل اس علاقہ سے بیدخل ہوا اس قصبہ میں بڑا بازار ہے اور غلہ کی تجارت ہوتی ہے علاقہ اسکا
زرخیز و سیراب ہے **گڑہ شنکر** ضلع ہوشیارپور کے متعلق یہہ ایک قصبہ بلند گہاٹی کے اوپر آباد ہے عمارتیں
اسکی خام و پختہ مخلوط بازار کشادہ زمیندار آسودہ حال پیداواری غلہ کی بہت ہے سفید بیگن جو ایک بڑی قسم

دوابہ بست مین جاری ہی اوسکا چشمہ اس قصبہ سے دو کوس پر ہی جو کوہ ہمالہ کے جنوبی بنیاد سے نکلتا ہے
شمال کی طرف ناپیکے دو دورہ دہتی ہے اور پختہ پل بادشاہی عہد کا اوس پر بنا ہوا ہے مگر اب دورہ اوس پل کے
بند ہوگئے اور بنئین نے وہ راستہ چھوڑ کر پل کے دوسری طرف سے راستہ کر لیا ہوا ہے یہہ قصبہ پرگنہ کا مقام
ہے اور تحصیلدار ماتحت صاحب ضلع ہوشیارپور یہان تحصیل کا کام دیتا ہے **ڈیرہ دوآل** یہہ قصبہ
دوابہ باری کی حد مین دریای بیاس کے کنارہ پر آباد ہے بادشاہان سلف کے وقت اکثر گذر دریا کا
اسی مقام پر تھا اور راہی راستہ سے شاہی آمد و رفت ہوتی تھی نادرشاہ ایرانی نے بھی بوقت حملہ ہندوستان
کے اسی راستے سے گذر کیا تھا مگر دریا اب وہان سے بہت چوڑا ہو گیا ہے اور پل کشتیون کا بندہ ہونا ممکن ہوا
اسلیے گذر روز بروز بیاس کے کنارہ پر بیشتر ہو گیا ہے اور یہان سے لوگ بذریعہ کشتیون کے اترتے ہین برسات کے
موسم مین یہان دریا بڑی شور کے ساتھ چوڑا ہو کر چلتا ہے اور چوڑان دریا کی سات سو چالیس گز سے کم
نہین ہوتی **بہڑی کی** یہہ ایک قصبہ دونون کنارہ دریا سے گہار کے تین میل کے فاصلہ پر اوس مقام
جہان دریاے بیاس و ستلج آپسمین ملکر چلتے ہین آباد ہے آبادی اسکی ایک اونچے ٹیلے پر واقع ہے جب دریا
مین طغیانی ہوتی ہے تو پانی اوسکا گانو سے ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر آجاتا ہے گو کہ یہہ گانو تھوڑی آبادی کا ہے
مگر تجارت بہت ہوتی ہے اور جسقدر مال تجارت کا پنجاب سے ہندوستان کو جاتا ہے اسی گذر سے گذرتا ہے
اس تمام علاقہ مین یہہ گانو غلہ کی منڈی ہے اور غلہ با فراط سوداگر ہند وجمع کرتے ہین اسکے پاس دریا کے
اوپر سے بڑی سڑک گذرتی ہے اور گذر بہڑی کا گذر کہلاتا ہے اس سے آگے ستلج و بیاس ملے ہوئے دریا
کا گہارا نام ہے وہان کے لوگ گہارا کے دو معنی بیان کرتے ہین ایک تو گہارا معنی چوڑا اور گہرا دوسرے
میلا سو یہہ دو معنی وہان اوس دریا پر راست آتے ہین کہ چوڑا اور گہرا اور میلا تینون وصف اسمین پائے
جاتے ہین اسی قریب جوار مین ایک درگاہ نواندرسہ نام ہے جسکے پاس دونو دریاؤن کا آپسمین شمول
ہوا ہے اس مقام پر سکندر اعظم نے اپنے یادگار کے واسطے ایک مینار بنوایا تھا مگر اب مسمار ہو چکا ہے
شہر امرتسر باری دوآب کے سرزمین مین یہہ شہر بڑا آباد و تجارتگاہ مشہور ہے آبادی اسکی راوی
اور بیاس کے درمیانی میدان کے اوسط مین واقع ہے صاحب کمشنر و ڈپٹی کمشنر دونو حاکم یہان
کچہری کرتے ہین کمشنری کے متعلق تین ضلع خاص امرتسر و گورداسپورہ و سیالکوٹ اور ضلع کے متعلق چار
تحصیلین امرتسر و ترن تارن و اجنالہ درجہ بہین پہلی مردمشماری مین کل آبادی ضلع کی نو لاکھ سترہ
ہزار چار سو چوراسی شمار ہوئی اب کی مردمشماری مین اسکی مردمشماری پہلے درجہ سے بڑی ترقی پر
ہے اور بحساب فی میل مربع کل ضلع کے پانسو ستہتر آدمی گنے گئے اگرچہ پہلے اس ضلع مین آبادانی

زمین تھی مگر اب جب سے شاہ نہر انگریزی جاری ہوئی ہے گانوں کے گانو ایسکے نہری زمین ہو گئے ہین اور غلہ کی
پیدائش کا حد و حساب نہین رہا ۔ خاص شہر امرتسر بڑی آبادی کا شہر ہے اسکی آبادی کا حال اسطرح پر
درج تواریخ ہے کہ جب امرداس تیسرے گورو کا داماد رامداس جو چوتھا جانشین بابا نانک کے گدی پر گدی نشین
ہوا تو اوسنے موضع گوبندوال اپنے سسرال سے اوٹھکر اس مقام پر اپنا نشیمن بنایا چونکہ وہ شخص بے تعصب دلی
و خدا پرست تھا اکبر بادشاہ نے اوسکی تعریف سنکر پانسو بیگہہ زمین بطور انعام اس مقام پر رامداس کو عطا کی
انھین لوگون نے تالاب بنایا اور آبادی کی جسکا نام گورو کا چک مشہور ہوا اور خاص تالاب کا نام امرتسر رکھا
اوسوقت اعتقاد مند لوگونکے صرف چند گھر اسمین آباد تھے رامداس کے مرنے کے بعد ارجن اوسکے جانشین
نے بھان اور دو تالاب سنتوکسر و رامسر بنوائے اور امرتسر کی پختہ سیڑہیان تعمیر کین اوسکی بعد گورو ہرگوبند
نے کول سر و بنک سر اور دو تالاب کہودوانے اور امرتسر کے بیچ کی مرمت کی گورو ارجن و گورو ہرگوبند
کے وقت شہر کی آبادی بھی بڑہتی گئی پھر جب پنجاب کی سلطنت ضعیف ہوئی و سکھون کی طاقت بڑہ گئی تو اس شہر مین زیادہ
رونق ہوئی او بہت سی حویلیان پختہ تعمیر ہو گئین ۔ احمد شاہ ابدالی کے حملون کے وقت سکھ اجتماع اپنا اسمقام
پر کرا ور گورو رامداس کا گرانتھ شاہ دستان کر جنگ و غارتگری پر جایا کرتے تھے اکبر تبہ لاہور مین احمد شاہ
کو خبر پہونچی کہ بیساکھی کے میلے کی تقریب سے سکہونکا اجتماع امرتسر مین ہوگا یہ خبر سنکر بادشاہ نے معہ فوج ایکسا
روز پہلے بیساکھی سے امرتسر کو کوچ بلغار کر کیا ایک گھنٹہ بادشاہ کے پہونچنے سے پہلے سکہون کو خبر ہو گئی
اور سب بھاگ گئے بادشاہ نے امرتسر پہونچ کر جب سکہون کا نام و نشان نہ دیکھا تو شہر کے ویرانی اور مکانات
کے مسمار کرنے کا حکم نافذ کیا دو روز کے عرصہ مین کل مکانات گر کر خاک کے برابر ہو گئے تالاب کے سیڑہیان
اور مندر کے مکانات جو پختہ بنے ہوئے تھے باروت رکھکر اوڑائے گئے اور تالاب کو مٹی ڈالکر زمین کے برابر
کرا دیا احمد شاہ کے مرنے کے بعد جب کوئی مسلمان بادشاہ نرہا اور سکھ پنجاب کے سرزمین مین جابجا قابض و
حاکم ہو گئے تو دوبارہ تالاب کہدوائی گئے مندر بنوایا گیا اور از سر نو شہر کی آبادی ہوئی رامداس نگر نام
رکھا گیا بہنگی مثل کے سکہون کی بھیان حکومت قرار پائی مدت تک وہ اس شہر کے حاکم رہے آخر رنجیت سنگہ نے
قوت پاکر اسپر یورش کر کے شہر لے لیا اور بہت اسکی آبادی و ترقی مین مصروف ہوا چارون طرف پختہ شہر پناہ
بنوایا پکی خندق کہدوائی قلعہ گوبند گڑہ لوہ گڑہ کے دروازہ کے باہر بڑا عالیشان تعمیر کیا اور اپنے دربار
کے سردارون و امیرون کو حکم دیا کہ وہ سب شہر مین اپنی اپنی علیحدہ علیحدہ کٹرے آباد کرکے حویلیان
بنوائین بازار و گلیان پختہ فرش بنے اور ایک عمدہ باغ رام باغ کے دروازہ کے باہر بنوا کر نام اوسکا رام باغ
رکھا پہچھے کے مقام سے ایک شاخ شاہ نہر ہنسالی نہر کے اندر سے کہود کر امرتسر کے طرف لائی گئی جس سے رام باغ

سیراب اور تمام تالاب پر آب ہوئی خاص تالاب اور مندر کی عمارت ایسی عمدہ مطلا و سنگین ہی کہ اس زمانہ مین
ایسی کوئی عمارت سنگین و مضبوط ہندؤن کے مندرون کے پنجاب مین نہین ہے تالاب کے وسط مین بڑا عالیشان
مطلا مندر ہے اور چارون طرف تالاب کے سیڑیون کے اوپر وسیع میدان سنگ مرمر وابری کا فرش بنا ہوا ہے
مندر مین جانے کے واسطے ایک سنگین پل تالاب کے اندر ہے اوسپر بھی سنگ مرمر کے سلین برابر نصب ہین اور
پل کے دونو طرف چہوٹے چہوٹے سنگ مرمر کے مینار خوبصورت گنبدی دار ہین اور مینارون کے درمیان کٹہری
سنگ مرمر کے جالیون کے لگائے گئے ہین خاص مندر کے عمارت مربع نیچے سے سنگ مرمر کی ہے جسمین عقیق و
سبزہ وغیرہ قیمتی پتھرون کے بیل بوٹی بنے ہین اور اوپر کی عمارت گنبد دار و مطلا ہے مندر کے اندر کا
مکان بھی مطلا و منقش بنا ہوا ہے اور نیچے سنگ مرمر کا فرش ہے وہان گرنتھ رکھا ہے جو ہر وقت پڑا جاتا ہے
اور قوال جارفاسیکا فنون گاتے رہتے ہین زائرین کا صبح و شام اسقدر ہجوم رہتا ہے کہ پل کے اوپر چلنے
پھرنے کی جگہہ نہین ملتی جب رنجیت سنگہ اس مکان کو بنوانے لگا تو بسبب دستیاب نہونے پتھر کے نیت تجویز کی کہ جسقدر
مزارات و مقبرے سنگین مسلمان مشایخ و امراء کے لاہور مین ہین اون سب کے پتھر اوکھڑوا کر اس عمارت پر
خرچ کئی جاوین اور سب سے اول شاہ جہانگیر کے مقبرہ کے پتھر اوکھڑنے شروع ہوئے اور اوپر کی چھت کے چارون
طرف کے کٹہرے جالی دار جسقدر ستونون سمیت تھے اوکھڑوا کر امرتسر بہیجے گئے اور اونکی جگہہ خشتی عمارت کا کٹہرہ
بنوایا گیا نیچے کے میدان اور باغ کے سڑکون کے سلین سنگ ابری و سنگ سیاہ و سرخ اور مقبرے کے چبوترے کے
دیوار کے پتھر سب اوکھڑوا کر بہیجے گئے بعد ازان مقبرہ آصف جاہ وزیر شاہجہانی کے جو مقبرہ جہانگیری کے
شمال کی طرف بادشاہی سرائے کے دیوار بدیوار بنا ہوا ہے نوبت آئی اور اوس بلند و عالیشان مقبرہ
کا سنگ مرمر سارے گنبد تک اوکھڑوا لیا گیا اور مقبرہ کے اندر کا فرش جو مرمر و ابری و سنگ موسی کا تھا نکلوا
اوکھڑ گیا صرف قبر کی تعویذ کا پتھر باقی رہگیا کہ اوسپر نود و نہ نام کندہ ہوئے ہوئے تھے اور اس لائق نہ
کہ وہ امرتسر کے عمارت کے صرف مین آوین علی ہذا القیاس مقبرہ علی مردان خان و نصرت خان وزیرخان و
زیب النسا بیگم وغیرہ مین سے جہان جہان رنجیت سنگہ کو پتھر کے ملنے نظر آئے فی الفور اوکھڑوا لیے سوائے
مقبرہ حضرت میانمیر بالا پیر لاہور کے اور کوئی مقبرہ رنجیت سنگہ کے ہاتھ سے نہ بچا اوسکے بچ جانے کا یہہ اتفاق
حسنہ ہوا کہ ایک وزیر خود رنجیت سنگہ پتھرون کے اوکھڑوانے کے واسطے لاہور کے مقبرون کو دیکھتا پھرتا تھا
جب میانمیر صاحب کے مقبرہ کے پاس پہونچا تو اول حضرت ملا شاہ کے مقبرہ کے چار دیواری کے اندر جہان
اب موضع میانمیر آباد ہے گیا اور اوس رنگین و سنگین مکان کو جسکی تیاری مین لاکھہا روپیہ دارا شکوہ شاہجہان
بادشاہ کے بیٹے نے صرف کر کے عمارت اوسکی سنگ مرمر و سنگ سرخ و ابری و عقیق ولاجورد و سنگ موسی

شام کے حاضر ہونے والے عمل نہین کرتے صرف گرنتھ سنکر اور نذر دیکر واپس ہوجاتے ہین - اس عالیشان
شہر مین پشمینہ و ریشم اور کپڑا و غلہ و ادویات و روئی و جھنڈہ و تیل و شکر و قند وغیرہ ہر ایک قسم کے جنس کثرت
کے ساتھ تجارت ہوتی ہے پنجاب کی کل سرزمین مین گویا یہی شہر دار التجارت ہے ساہوکار ہندو و مسلمان بہت
بڑے بڑے مالدار ہین جنکی کوٹھیان کلکتہ و بمبئی و بنارس و دہلی و آگرہ و لکھنؤ و پشاور و کابل و کشمیر و خراسان
و ترکستان مین ہین اور مال تجارت کا دور دور تک جاتا ہے اور باہر کا مال لیکر بڑے بڑے تجار و بیوپاری
یہان آتے ہین قدیمی مکان مقبرہ یا قلعہ وغیرہ یہان کوئی نہین ہے رنجیت سنگھ کے وقت کا رام باغ و قلعہ
گوبند گڈہ بنا ہوا ہے یہ قلعہ رنجیت سنگھ نے ۱۸۰۹ع مین بنوایا اور خزانہ اسمین رکھا اور اس قلعہ کے
اندر بڑے بڑے مکان مضبوط و عالیشان بنے ہوئے ہین اب جب سے انگریزی تحت مین آیا ہے اور بھی عمارت
فوج کے رہنے کے اسمین زیادہ کی گئی ہین اور ذخیرہ و میگزین یعنی دمدمہ اسمین موجود رہتا ہے رام باغ کی عمارت
بھی رنجیت سنگھ نے بڑی عالیشان بنوائی تھی اور سرای نور جہان بیگم سے پتھر اوکھڑ کر اسمین لگوایا تھا
مگر اب کچھ رونق نہین رہی اور ضلع کی کچہریان اسمین ہوتی ہین انگریزی عملداری مین اس شہر نے
بڑی رونق پائی بازار کا پختہ فرش بنا بطرفہ نالیین بنوائی گئین آبادی کی ترقی ہوئی مسافرون کے لیے
سرائین تعمیر ہوئین باہر شہر کے بارکین و کوٹھیان انگریزون کے رہنے کی اور ریل کے کارخانے کے مکانات
تیار ہوئے سڑکین پختہ نکالی گئین اس شہر کے اندر کی عمارتون مین ایک عمارت کوتوالی کی نہایت عمدہ
و مستحکم عمارت ہے اور ایک عالیشان مسجد میان محمد جان صاحب رئیس امرتسر کی جسکے ثانی کوئی اور مسجد تمام شہر مین
نہین ہے یہ مسجد بلند گنبد دار پختہ رنگین کار ہے اور کلس طلائی گنبدون کی اوپر لگے ہوئے ہین علاوہ شہر کے اندر
و باہر پختہ تالاب و شوالے و دہرم سالے و ٹھاکر دوارے بہت ہین پہلے مسجدین بہت کم تھین مگر اب انگریزی
عملداری مین مسلمانون نے بھی مسجدین بہت بنالی ہین کھتری برہمن سکھ اور بڑے کشمیری مسلمان اس شہر مین
رہتے ہین مسلمان کشمیری یہان شالبافی کا کام کرتے ہین پنجابی مسلمان کشمیریون سے نصف بھی نہین ہین اس شہر
کے دور کی پیمایش کی گئی تو پانچ ہزار ایک سو کرم ہوتی اور پنجاب کے ناپ مین تین سو ساٹھ کرم کا ایک کوس
اور تین ہاتھ کا ایک کرم اور دو بالشت کا ایک ہاتھ ہوتا ہے شہر لاہور اس شہر سے مغرب کی طرف
چوبیس کوس ہے اور دریاے بیاس مشرق کی طرف بیس کوس اور دریاے راوی شمال کی سمت گیارہ کوس
ہے بڑے بڑے گاؤن ضلع امرتسر مین قصبہ دوہیان کلان و بوندہ الہ و سلطان ونڈ دیوتالہ و منی وال و
مجیٹھا کوٹ جنڈیالہ گوبند وال فتح آباد و بیروال و جلال آباد و رن گڈہ اٹاری و سنسٹہ ناروال چکیوالی
کالا و قاضی جنڈیالہ کلاسان و بلیانہ الہ رانہ ماس جمہاری جستروال ہین فقط اور مسجدون مین بڑی مسجد میان

محمد جان کی بنوائی ہوئی مشہور ہے یہ شخص ایک امیر کبیر تاجر اس شہر کا ہے عہدہ آنریری مجسٹریٹی کا بھی اسکو ملا ہوا ہے سوا اسکے غلام محمد شاہ ایک اعلی درجہ کا رئیس مسلمان اس شہر مین جامع فیض ہے عہدہ آنریری مجسٹریٹی کا اسکو بھی حاصل ہے **ترن تارن** باری دوآبے کے علاقہ مین یہ ایک قصبہ بیاس کے دہنے کنارے سے پچیس میل اور شہر لاہور سے بسمت جنوب مشرق پینتیس ۳۵ میل آباد ہے سکھ کی قوم اس قصبہ کو بہت متبرک سمجھتی ہین اور دور دور سے غسل کے واسطے یہان آتے ہین ایک بڑا تالاب پانچوین گورو ارجن کے وقت کا یہان بنا ہوا ہے اور ترن تارن خاص وہی تالاب کا نام ہے جسکے نام سے اب قصبہ بھی موسوم ہو گیا ہے سکھونکا اعتقاد ہے کہ امرتسر اور ترن تارن کے تالاب مین غسل کرنے سے نجات ہو جاتی ہے ہر مسوین روز یہان بڑا میلہ ہوتا ہے یہ قصبہ بڑا قصبہ ہے تحصیلدار ماتحت صاحب ضلع امرتسر یہان مال کا کام دیتا ہے بہت بڑا بازار اور عمارات خوشنما دوکاندار مالدار و عزت دار بہت رہتے ہین یہان کے والے قصبہ کے بکثرت سکھ و ہندو و کھتری اور تھوڑے مسلمان کم ہین ترن تارن کے تالاب کو رنجیت سنگھ نے دوبارہ تعمیر کیا اور ایک مندر بنوایا ایک بلند مینار یہان نونہال سنگھ رنجیت سنگھ کے پوتے نے بنوایا تھا۔ **گوئندوال** باری دوآبے کے علاقہ مین یہ ایک قصبہ بیاس کے کنارے اکیسو چوبیس میل بسمت شرق و شمال شرق لاہور سے آباد ہے **کہنڈور** دوآبہ باری کے علاقہ مین یہ گانو بیاس سے ورے سات کوس کے فاصلے پر آباد ہے اسمین لہنا المشہور انگد دوسرا گورو سکھون کا جو نانک کے بعد جانشین ہوا تھا رہتا تھا اسکا ڈیرہ گانو کے باہر بنا ہوا ہے جسکی عمارت پہلی خام تھی پھر رنجیت سنگھ نے پختہ و تکلف بنوائی سکھ دور دور سے یہان آکر زیارت کرتے ہین **سرائے نورنگ آباد** دوآبہ باری مانجھہ کی سرزمین مین یہ قصبہ آباد ہے اس مقام پر پہلے شاہجہان بادشاہ کے حکم سے ایک پختہ سرائے بنائی شروع ہو کر عمارت اسکی اورنگزیب عالمگیر کے وقت ختم ہوئی اسی واسطے اورنگ زیب کی سرائے کہلاتی رہی اب اسکے اندر ایک قصبہ آباد ہے سرائے کے باہر ایک قدیمی پختہ تالاب ہے ترن تارن کا تالاب بھی اس مقام سے ڈھائی کوس کے فاصلے پر واقع ہے **اجنالہ** امرتسر کے ضلع مین یہ بڑا قصبہ اور مشہور مقام ہے تحصیلدار ماتحتی صاحب ضلع امرتسر یہان کام دیتا ہے اسکے گرد نواح مین نہر کھدی جاری ہے اور دریاے راوی بھی بہت نزدیک ہے آبادی اسکی پختہ و خام مختلط ہندو مسلمان سکھ اسمین آباد ہین **سنوڑیان** دوآبہ باری ضلع امرتسر مین یہ ایک مشہور قصبہ تحصیل اجنالہ کے پاس ہے مسلمان پٹھان قریشی راجپوت اسمین بہت رہتے ہین اسکی نواح مین نہر کرن دریاے راوی سے نکلتی ہے علاقہ سرسبز و شاداب ہے سیرابی کنارے دریاے راوی کے ہی اسکے ورے پانچ میل ایک اور موضع ... نام آباد ہے

جسکے اندر زمیندار راجپوت مسلمان گوت منج رہتے ہین اگرچہ عمارت اوسکی خام ہے مگر مطبوع مقام ہے
پیدایش غلہ کی بہت ہوتی ہے مسجدین وغیرہ مکانات پختہ بھی اوسمین ہین ٭ **گلگہ** دوابہ باری ضلع امرتسر مین یہہ بڑا
قصبہ ہے عمارت اسکی پختہ وخام ملی ہوئی ہے راوی کے کنارے کے اوپر اوسکی متعلق زمین مین پیدایش
غلہ کی بہت ہوتی ہے ٭ **اٹاری** دوابہ باری ضلع امرتسر کے متعلق یہہ ایک مشہور قصبہ آباد ہے آبادی
اسکی لاہور و امرتسر کے عین وسط مین واقع ہے اسکے پاس آہنی سڑک جاری ہے اور ریل گاڑی لاہور و
امرتسر سے آکر یہان ٹھہرا کرتی ہے ریل کا اڈا یہان بنا ہوا ہے سردار شام سنگہ اٹاری والہ جو ایک
معزز سردار امرائے لاہور مین سے تھا یہان رہتا تھا وہ سکہون کی لڑائی مین جو انگریزون کے ساتھ ستلج
کے کنارے پر ہوئی تھی مارا گیا اب اوسکے لواحق اس گانو مین رہتے ہین سرداران اٹاری والون کی بڑی
بڑی پختہ حویلیان یہان بنی ہوئی ہین بازار بھی کشادہ و پر تجارت ہے مکانات پختہ وخام ملے ہوئے ہین ٭
راجا سانسی امرتسر سے شمال کی طرف فاصلہ چہہ میل یہہ قصبہ آباد ہے سرداران سندہانوالیہ
جو ہم جدی رنجیت سنگہ کے تھے اسی گانو مین رہتے تھے جب سردار اجیت سنگہ ولہنا سنگہ نے مہاراجہ شیر سنگہ کو قتل کیا
اور خود بھی اوسکی پاداش مین قتل ہوئے تو راجہ ہیرا سنگہ وزیر سلطنت نے غصہ مین آکر اس قصبہ کو اوجاڑ دیا
کل حویلیان سرداران سندہانوالیہ کی مسمار کر دین جسکے سبب یہہ قصبہ ویران رہا پھر راجہ ہیرا سنگہ کے قتل کے
بعد سردار شمشیر سنگہ و کہر سنگہ وغیرہ نے پھر حویلیان اپنی بنوائین اور قصبہ کو آباد کیا اب بخوبی آباد ہو گیا ہے
اور سردار شمشیر سنگہ جاگیردار و مجسٹریٹ اسکے اندر سکونت رکہتا تھا اب دو برس گذرے ہین کہ وہ مر گیا ٭
مجیٹھہ ضلع امرتسر کے متعلق یہہ بھی ایک مشہور و پختہ عمارت کا قصبہ ہے سردار لہنا سنگہ مجیٹھیہ جو ایک
بڑا سردار لاہور کے دربار کا تھا وہ اسی گانو کا رہنے والا تھا اب اوسکا فرزند سردار دیال سنگہ جاگیردار
امرتسر و تہامہ ندی ہے پرانی نہر شاہجہانی جو مادہو پور سے لاہور کو آئی ہے اس کے پاس جاری تھی جس سے
رنجیت سنگہ ایک شاخ کہود کر امرتسر کو لے گیا تھا ٭ **جنڈیالہ گورو کا** یہہ قصبہ امرتسر سے دس میل
کے فاصلے پر سر راہ واقع ہے اصل مین نام اسکا جنڈوآلہ تھا اور جنڈو نام ایک جاٹ کا تھا جسنے اسکو
آباد کیا تھا اس قصبہ مین ایک مندر گورو ہندال کا پختہ بنا ہوا ہے جسنے بابا نانک سے فیض پایا اور گورو کہلایا
یہہ اوسکی اولاد سے گورو جاقلد اس بڑا نامی گرامی اور جاگیردار بادشاہون کے وقت سے ہو گذرا ہے
اسواسطے اس قصبہ کا نام بھی گورو کا جنڈیالہ مشہور ہو گیا ٭ **گورداسپور ضلع گورداسپور**
یہہ ضلع بہت آبادی آبادی اسکی بکثرت اور دیہات نزدیک نزدیک بستے ہین کوئی ویرانہ جنگل ایسا
نہین اگر کوئی زمین بنجر و بے کاشت ہو گی تو وہ شور زمین ہو گی یا کسی گانو کے متعلقات بضرورت تا

چارہ مویشی کے عمدہ کاشت سے بہی رکھی ہوئی ہوگی آب و ہوا نہایت عمدہ و معتدل اس ضلع کے رہنے والے
ہندو جاٹ اور کہتری اور مسلمان ہین یہہ دونو قومین ہندو مسلمان آدہو آدہ اسمین ہین زمیندار پہلے
مفلس تھے اب انگریزی عملداری مین آسودہ حال ہین سب لوگ نرم مزاج ملایم طبع خندہ پیشانی مہمان نواز ہین
پہلے سکہان مثل رامگڈیہ و کنہیا کا تصرف اس علاقہ پر تھا چنانچہ سری ہرگوبندپورہ مین جسا سنگہ رامگڈیہ اور وٹالہ
وغیرہ پر سردار جی سنگہ کنہیا اور بہیر رانی سدا کنور زوجہ گوربخش سنگہ بن سردار جی سنگہ کنہیا حاکم تہی فتحگڈہ کے
علاقہ مین جیمل سنگہ خسر مہاراجہ کہڑک سنگہ اور ننگل مین سردار ارجن سنگہ وغیرہ قابض تہے مہاراجہ رنجیت سنگہ
نے سب کو مغلوب کیا اب بہی اون خاندانون کے آدمی سرکار سے گذارہ پاتے ہین خاص گورداسپورہ
پہلے چہوٹا سا گانوٴن تہا سبب اسکی کہ وہ علاقہ کے وسط مین واقع تہا سرکار نے اوسکو مقام ضلع قرار دیا اور
سرائے اور کوٹہیان اور کچہری کے مقامات ڈاک بنگلہ و چہاونی کے عمارات بننے سے آبادی اسکی بڑہ گئی
قدیم آبادی کے اندر ایک پختہ پرانی بنی ہوئی دیوار ہے اوسمین ایک کرشمہ قدرت الہی کا ایسا ہی کہ
وہ دیوار بہت لمبی چوڑی جو پنج پختہ کا تعمیر ہوئی موجود ہے پانچ دروازے محرابی اسمین ہین
ہر ایک دروازہ مین ایک ایک ستون بہت خوبصورت واقع ہے اوس دیوار کے اوپر اگر چڑہکر
کوئی ہلائے تو دیوار بنیاد تک ہلتی ہے بلکہ جہولنے کیطرح جہولتی ہے مگر گرتی نہین سیکڑون آدمی اوس دیوار
کے دیکہنے کو جاتے ہین اور اوپر چڑہکر ہلاتے ہین مشہور یہہ ہے کہ ایک مہنت فقیر نے یہہ دیوار بنوائی تہی
اور معمارون کو تاکید کی تہی کہ نہایت پختہ دیوار بنانا جب دیوار بن چکی معمارون نے مہنت کے روبرو جاکر
اوسکی مضبوطی کی تعریف کی اوس مہنت نے دیوار پر چڑہکر کہا کہ یہہ دیوار تو ہلتی ہے لوگ ہنسے اور کہا کہ دیوار
کبہی ہلا کرتی ہے چنانچہ مہنت نے ہلائی تو جڑ تک ہلنے لگی اوس روز سے آجتک برابر ہلتی ہے اوس مہنت
کی اولاد سے بہاری ناتہہ مہنت اب تک زندہ ہے وہ بڑا رئیس ہے نصف علاقہ گورداسپورہ خاص کا اسکی
جاگیر مین ہے لاکہون آدمی اوس خاندان کے سیوک یعنی مرید ہین چار تحصیلین ضلع گورداسپورہ کے متعلق ہین
ایک خاص گورداسپور جسکے متعلق سات سو چہہ موضع اور تین لاکہہ ستانوین ہزار آٹہہ سو تیس روپیہ معہ جاگیر
جمع سالیانہ ہے دینا نگر اور کانووان ٹپہ دو قصبہ اسکے متعلق ہین دوسری تحصیل بٹالہ کی ہے اسکے متعلق
چار سو ستانوین موضع اور تین لاکہہ اکٹہہ ہزار تین سو اٹہانوین معہ جاگیرات جمع ہے سری ہرگوبندپورہ
اور ڈیرہ بابا نانک بڑے قصبہ اسکے ساتہہ علاقہ رکہتے ہین تیسری تحصیل شکرگڈہ کی اسکی گانو سات سو
انچاس اور تین لاکہہ تین ہزار نو سو باسٹہہ جمع سالانہ معہ جاگیرات ہے چوتہی تحصیل پٹہان کوٹ ہے اسکے
تین سو چہپن موضع اور ایک لاکہہ نوے ہزار تین سو پچانوین جمع معہ جاگیر ہے غرض کل ضلع کے متعلق دو ہزار

تین سو پانچ موضع اور بارہ لاکھ چھپن ہزار پانسو ستاسی جمع ہے بڑا کارخانہ لکڑی کا اس ضلع کے متعلق مقام
ماڑہو پور میں ہے اور اوسی مقام سے کل نہرین جو کام کاٹ کر لائے ہین جنسے تمام علاقہ دوابہ باری کا اور ملک
پنجاب سیراب ہوتا ہے جانب شرق اس ضلع کے دریاے بیاس و سرحد کمشنری جالندہر ہے نہر کرن اور
سنگہ نالا اور نہر تیلی جسکو بسنتلی بھی کہتے ہین اور نہر بنگان سے بھی پانی دیا جاتا ہے اور جابات سے بھی پانی
لیا جاتا ہے جابات کا پانی بدرجہ اوسط تیس ہاتھ پر نکلتا ہے پہلی مردم شماری اس ضلع کی سات لاکھ
چالیس ہزار ایکسو ستاسی تھی اب ترقی ہے اور ضلع کے کل میلون پر آبادی پہیلا کر حساب فی میل چارسو چھہتر
آدمی شمار ہوئے ہے **بٹالہ** باری دوابے کے قصبون مین یہہ قصبہ ایک مشہور قصبہ ہے عمارات اسکے پختہ
وبارونق ہین پختہ ومضبوط مکانات پہلے زمانہ کے اسمین بہت ہین بازار اسکے کشادہ وآباد ہین تجارت اسمین
بڑے بڑے ساہوکار رہا کرتے ہین دوکانین کرتے ہین دور دور سے تاجر لوگ یہان مال فروخت کیواسطے
لاتے ہین پہلے یہان ضلع مقرر تھا اب تحصیلدار یہان رہتا ہے اور تحصیل کی کچہری ہوتی ہے لودی بادشاہون
کے وقت پہلی رام دیو بہٹی راجپوت نے یہہ شہر آباد کیا اور جن دنون مین کہ مسمی تاتارخان سلطان بہلول
لودی کیطرف سے پنجاب کا ناظم تھا ان دنون یہہ رام دیو شیخ عبد الجلیل قریشی سہروردی لاہوری کی
خدمت مین حاضر ہوکر مسلمان ہوا اور مرید بنا چونکہ تاتارخان ناظم پنجاب بھی شیخصاحب کا مرید تھا شیخصاحب
نے رام دیو کو مرد لئیق وہوشیار تصور کرکر تاتارخان کی خدمت مین بہیجا اور سفارش کی کہ کسی معقول خدمت
اسکو مامور کیا جاوے چنانچہ وہ تاتارخان کے پاس نوکر ہوا اور ان مدارج تک پہونچا کہ تاتارخان نے کل پنجاب
کے ملک کا اجارہ نو لاکھہ ٹکہ پر اوسکو دیدیا اور بڑا بھاری فایدہ اوسنے اوٹھایا اوسنے آٹھہ سو چہتر سنہ ہجری مین
اس شہر کی بنا رکھی اور آباد کیا اور یہان ہی فوت ہوا قبر اوسکی باہر شہر کے شرق کیطرف موجود ہی اس
شہر کی آبادی سے اول بھی کبھی کسی زمانہ مین یہان آبادی ہو چکی تھی کہ اسکی آبادی کے وقت جب اسمعیل
دیوان خانے حکومت کے کنوان کہودا گیا تو زمین مین سے ایک دوکان رنگریزی کی دبی ہوئی نکلی جسمین سے
چند خم گلی نیل کے تھے پہلی یہہ شہر کچہہ بڑی رونق نہین رکہتا تھا لیکن شہنشاہ اکبر کے وقت جب شمشیر خان
راجپوت حاکم اسکا ہوا تو اوسنے اسکی آبادی مین بہت کوشش کی شہر کے شرق شمال کے گوشہ کیطرف
ایک باغ بنوایا اور اسکے اندر تالاب کہودوایا تالاب کے اندر پختہ مسجد تعمیر کی نہر کے پانی سے تالاب پر آکر کچہ
کشتیان چہوڑین جن پر نماز پڑہنے والے سوار ہوکر مسجد مین جاتے اور عبادت کرتے مقبرہ شمشیرخان کا
بھی تالاب کے جنوبی کنارے پر موجود ہے جب شیر سنگہ بن رنجیت سنگہ کا بٹالہ جاگیردار بنا تو اوسنے بھی اس شہر
مین اچھی آبادی کی اوسنے تالاب کے اندر جہان مسجد بنی تھی بارہ دری بنوا کر سیر گاہ مقرر کی اور ایک باغ وبارہ دری

ہوا اکبر اسکا نام رکہا شمشیر خان کے وقت بسبب قدردانی اوس حاکم کے بڑے بڑے عالم و فاضل و مشایخ و سادات
و اہل حرفہ و پیشہ کثرت سے جمع ہوئے اور شہر کی آبادی اس قدر بڑہ گئی کہ کل دورہ شہر کا اندر اور باہر ... سے ہو گیا اچہی
اچہی عمارتیں عالیشان پختہ و مضبوط تعمیر ہوئیں شہر کے باہر بڑے بڑے باغ تیار ہو گئے اور رنگ زیب عالمگیر کے
عہد میں شیخ محمد فاضل شاہ قادری اس قصبہ میں تشریف لائے مسجد و مدرسہ و حویلیاں بنوا کر تعلیم ظاہری
و تلقین باطنی جاری کی اب مقبرہ حضرت کا زیارتگاہ خاص و عام ہے اور شہر تمام اونکی تاریخ وفات ہے اونکی
اولاد سے میر حسین شاہ ایک فاضل اجل لاہور میں فوت ہوا اور پیر جیون شاہ سجادہ نشین اس خاندان کے تہے
وہ بہی اب فوت ہو گئے چغتائی سلطنت کے ضعف کے وقت بہت مرتبہ سکہوں نے حملے کئے اور غارت کیا آخر
جے سنگہ کنہیہ کے قبضہ میں آیا اوسکے بعد رنجیت سنگہ اور رنجیت سنگہ کے بعد صاحبان انگریز حاکم ہوئے انگریزی سلطنت
کے وقت چند سے یہ شہر راجہ تیجسنگہ کی جاگیر میں شامل ہوا اور راجہ اوسکی حکومت رہی مگر اوسکے مرنے کے بعد ضبط ہوکر
گورداسپور کے ضلع کے شامل ہوا اور قوم کہتری ایک بڑا ہی دوسری پوہدی شہر بٹالہ میں ناصر ہیں
پارچہ سوسی کہیس بہانکا مشہور اور قیمتی کپڑا اور دریاں تکیے جاتے ہے ریشمی کپڑا اچہی قسم کا بنتا ہے شہر کے تیرہ
کوس پر موضع مسانیاں میں حضرت شاہ بدر گیلانی کا مزار ہے اور مسالہ پیلا انبہ اچہا تیار ہوتا ہے شہر کے اندر
بڑی بڑی مسجدیں اور معابد ہنود کے پختہ بنے ہوئے ہیں قلعہ بہی وسط میں پختہ تعمیر ہوا ہے بابا نانک
کی شادی اس شہر میں ہوئی تہی جہان اب مندر بنا ہوا ہے اور جہنڈا گڑا رہتا ہے کلانور ضلع گورداسپور
میں یہ شہر دریا سے راوی سے دور پانچ کوس آباد ہے اور شہر سے شمال کو ایک نہر جاری ہے جسکو کرن
کہتے ہیں بہرام پور سے کلانور تک جسقدر فاصلہ درمیان بہت مقامات سے چشمے نکلتی ہیں اور پانی چشموں کا جمع کر
یہ نہر روان ہوتی ہے اکبر بادشاہ نے تیرہ برس کی عمر میں کلانور کے مقام پر تخت شاہی کا اجلاس کیا تہا
اور اس مقام کو مبارک جانکر ایک شاہی باغ یہان بنوایا اور بڑی بڑی پختہ و سنگین عمارتیں حمام وغیرہ باغ کے
اندر تعمیر فرمائیں جو سکہوں نے شہروں کی طرح سے گرا دیں مگر نشان اونکے اب تک موجود ہیں چغتائی سلطنت کے
اخیر تک یہ شہر بڑا وسیع پر آباد رہا اور آبادی اسکی دن بدن ترقی پر تہی آخر جب یہان تارا سنگہ کا دور شروع
میں ہوا تو اسکو بہی اونہوں نے لوٹ لیا اور اونکی خوف سے لوگ جا بجا بہاگ گئے تہوڑی سی آبادی باقی
رہگئی اور اس باقیماندہ آبادی پر پہر ایک سردار قابض ہو بیٹہا اور جب گربخش سنگہ کنہیہ نے یورش کی تو
باقیماندہ شہر بہی غارت ہوا مکانات جلائے گئے پہر تو آبادی کا نام و نشان بہی اسمین نہ رہا چند سال کے
ویرانی کے بعد جیمل سنگہ حقیقت سنگہ کے بیٹے نے اسکی آبادی کی طرف توجہ کی اور تین برس تک دوبارہ
آبادی کی بعد وہ امرتسر میں رہا اوسکے وقت ... ہزار گہر اسمین آباد ہو گئے تہے

جب

جہان سنگھ کے مرنے کے بعد رنجیت سنگھ پسر قابض ہوا اب انگریزی قبضہ میں ہے رنجیت سنگھ کے وقت سے اب
دو چند ان سے آباد ہوگیا ہے تجارت کثرت سے ہوتی ہے شہر کی عمارت کل پختہ ہے بازار میں دوکاندار اور
ساہوکار دوکانیں کرتے ہیں گرد نواح اس شہر کا ایسا سرسبز و سیراب ہے کہ خشک سالی میں بھی پانی کی حاجت
نہیں ہے غلہ کی پیداوار کا کچھ حد و حساب نہیں ہے دونی تماکو بھی بکثرت ہوتی جاتی ہے اور ہر ایک قسم کا نباتات
طرح طرح کے پیدا ہوتے ہیں باہر شہر کے جنوب کی طرف مزار شیخ محمد افضل کا نوری کا بنا ہوا ہے جو پنجاب میں
بڑے کامل ولی ہو گذرے ہیں شجرہ انکا قادریہ خاندان میں بذریعہ شیخ ابو محمد قادری کے شیخ محمد طاہر لاہوری
کو ملتا ہے اور شیخ محمد فاضل جنکا روضہ بٹالہ میں ہے انہیں کے جانشین و خلیفہ تھے اور انہیں کے حکم سے
بٹالہ میں مدرسہ بنایا گیا تھا جس میں اب تک درویش پڑھتے ہیں اور لنگر جاری ہے **دینانگر** پہاڑ کے
نیچے کے علاقے میں جو باری دو آبہ ہے علاقہ پرگنہ ہے یہ ایک عجیب خوش وضع سرسبز پر فضا سیراب
پختہ مکان ہے چنانچہ سلطنت کے اخیر وقت میں یہ شہر آدینہ بیگ خان ناظم دو آبہ بست جالندھر نے آباد کیا
اور اپنے نام پر نام اسکا آدینہ نگر رکھا بانی کے عہد میں چونکہ آبادی اسکی بڑی اوج پر تھی دور دور سے
علما فضلا مشائخ ہند اہل پیشہ و حرفہ صاحب کمال یہیں آکر آباد ہوئے اور بانی نے انکو بکمال التجا یہاں لاکر
رکھا اوس وقت گویا یہ شہر مجمع علما و فضلا و مرجع اہل ہنر و پیشہ تھا علاوہ اسکے ایک وجہ جلد تر آباد
ہوجانے اس شہر کی یہ ہوئی کہ پنجاب کے اور تمام ملک میں سکھ غارت کرتے تھے سوائے علاقے آدینہ بیگ خان
کے اوس سے انکو کمال خوف تھا اسلئے پنجاب کے دور دور ملکوں سے لوگ اوٹھ اوٹھ کر یہاں آرہے آدینہ بیگ
خان نے یہاں ایک باغ بنوایا اور شاہجہانی نہر جو مادھوپور سے لاہور کو گئی ہے باغ کے درمیان سے کھینچی اور
بڑی بڑی عمارات عالیشان اوس میں بنوائیں اور کئی شہر کے گرد اسقدر باغ اور چشمے جاری ہیں کہ گویا وہ
تمام خطہ ہی قدرتی باغ ہے آموں اور سنگترون وغیرہ درختوں کا کچھ حد و حساب نہیں ہے پانی نہروں کا ہمیشہ
بہتا ہے شہر کے شمال کی طرف ایک پہاڑی نالہ ہے جو ہمیشہ سرآب رہتا ہے اور اوس نالہ کے اوپر ملاکر
مادھوپور کے نہر کا پانی اوسکے اوپر نکالا گیا ہے جب آدینہ بیگ خان مرگیا تو سکھوں نے دل کھول کھول کر اسکو لوٹا
اور ایسی تاراجیں دو آبہ شہر کو دو تین لوٹ میں ویران کر دیا چند سال یہ ویران پڑا رہا پھر جے سنگھ کنہیا نے
اسکو آباد کرانا شروع کیا اور چند سال کے عرصہ میں اچھی آبادی ہوگئی بیس برس تک وہ اسپر قابض و متصرف رہا
جب وہ مرگیا تو گلاب سنگھ اوسکے بیٹے نے حکومت پائی مگر چند سال کے بعد رنجیت سنگھ نے اوسکو بیدخل کر دیا
اور کل علاقہ دینانگر کا رنجیت سنگھ کے قبضہ میں آگیا رنجیت سنگھ نے یہ مکان بلحاظ دلکشی و سیرابی و سرسبزی
دیکھ کر اسکی آبادی کے طرف بدل توجہ کی اور اچھی اچھی عمارتیں بنوائیں ایک باغ سرکاری بنوایا کل امراکو

بھی حکم دیا کہ وہ اپنے اپنے مکانات یہان بنوائین اس حکم کی تعمیل ہوکر آبادی بہت بڑہ گئی اور خود رنجیت سنگھ
سال بھر مین دو دو تین تین مہینے یہان رہکر گرمی کا موسم بسر کرتا اور شکار کہیلتا اب بھی اس شہر مین بڑی رونق
ہے بڑے بڑے سوداگر پہاڑ سے مال لیکر آتے ہین بازار اسکا چورستہ قطع پر بنا ہوا نہایت خوشنما واقع
ہے میوے ہر ایک طرح کے بکثرت پیدا ہوتے ہین خصوصاً آمون کی قدر سے زیادہ افراط ہے جابجا نہرون
اور چشمون کے پانی لہراتے ہین آبادی اسکی بیاس اور دریاے راوی کی عین وسط مین ہے اس سے کوس بھر
پر دریاے بیاس اور پانچ کوس پر راوی چلتی ہے **بہرامپور** ضلع گورداسپور مین آدینہ نگر سے اڑہائی
کوس کے فاصلہ پر یہہ شہر آباد ہے عمارات اسکی پختہ و بارونق واقع ہین قدیم سے مالک یہان کہتری چلے
آتے ہین اب مسلمان بھی بکثرت رہتے ہین اسکے پاس ایک پانی کی جھیل ہے جسکا عرض و طول تین کوس شمار مین
آتا ہے وہ جھیل ہمیشہ پر آب رہتی ہے کنول کے پھول اسمین اس کثرت سے پیدا ہوتے ہین کہ دور سے جھیل کا سطح
ایک گلزار پھولی ہوئی نظر آتی ہے مچھلی و مرغابی کا شکار عام ہے رنجیت سنگھ و شیر سنگھ مہینون یہان پر شکار
کہیلا کرتے تھے نہر کرن جو کلانور کے نیچے بہتی ہوئی اجنالہ کو جاتی ہے وہ اسی جھیل سے نکلتی ہے گرد نواح اسکے
آم کے درخت بیشمار ہین بہار کے موسم مین یہان کے لوگ گویا جنت العدن کے مقیم ہوتے ہین آب ہوا یہانکی
خوش اور خطہ دلکش ہے **پٹھان کوٹ** گورداسپورہ کے ضلع مین یہہ شہر تحصیل کا مقام ہے
تحصیلدار ماتحت صاحب بہادر ضلع گورداسپورہ کے کام کرتا ہے پہلے پہل آبادی اس شہر کی لودیون کے
سلطنت کے وقت تاتار خان لودی پنجاب کے حاکم نے کی اور پٹہان کوٹ نام رکہا شاہجہان بادشاہ کے وقت
ایک قلعہ نہایت مضبوط پختہ شہر کی شرق کی طرف بنوایا گیا اور شاہی فوج قلعہ مین مامور ہوئی اور حکم ہوا کہ کل
پہاڑی راجے جنکا علاقہ پنجاب کے جنوبی حصے سے ملتا ہے وہ سب پٹہان کوٹ کے قلعدار کے ماتحت رہین اور قلعدار
سال بسال نذرانہ راجون سے وصول کرکے داخل خزانہ شاہی کیا کرے غرض کہ یہہ سرحدی قلعہ کوہ شمالی
کے تمام راجون پر حکومت کرتا تھا چغتائی سلطنت کے اخیر تک یہہ انتظام قائم رہا آخر جب غارتگری سکہون کی شروع
ہوئی تو یہہ قلعہ و شہر کہنیہ مثل کے سکہون کے قبضہ مین آگیا اور اسی مثل سے تاراسنگہ نام ایک سکہ یہان کا
حاکم بن بیٹہا قلعہ کے اندر اپنی رہنے کے گہر اونچے بڑے بلند بنوائے سنہ ۱۱۸۸ ہجری مین جہنڈا سنگہ و گنڈا سنگہ بہنگی
مثل کے سردارون نے اس قلعہ کے لینے کا ارادہ کیا اور رامگڑہیہ سکہون کے اتفاق سے ادہر کو روانہ ہوئے جب دینانگر
تک پہنچے تو ایک سردار ان دونون سے مرگیا دوسرے نے اس مہم کو نامبارک سمجھکر فوج واپس کرلی اور
تاراسنگہ بدستور پٹہان کوٹ کی حکومت پر روشن رہا جب رنجیت سنگہ کا وقت آیا تو تاراسنگہ کے دو بیٹے باپ کے
مخالف ہوکر رنجیت سنگہ کے پاس چلے گئے اور درخواست کی کہ رنجیت سنگہ انکا حامی ہوکر پٹہان کوٹ پر انکا قبضہ

کرادیوے رنجیت سنگہ کہ ایسے ایسے موقع کا منتظر رہتا تھا فوراً لاہور سے چڑھ آیا اور سنہ آکہور اپنی ساس کی
فوج نے دلیکہ پٹھان کوٹ آپہونچا اور خفیف سی لڑائی کرکر قلعہ لے لیا اور کل علاقے پر اپنا قبضہ جماکر واپس
چلا گیا اور نارائن سنگہ کے دونو لڑکون کو بھی جو اپنے باپ کے بدخواہ ہوے تھے ایک خرچ ہر دو نذ یاب یعد
شہر انگریزی حکومت مین ہے اور سرکار نے وہ قلعہ مسمار کرکر اینٹین اوسکی باری دواب کی بڑی نہر کے
پلون وغیرہ عمارات مین صرف کی اور زمین قلعہ کی نیلام کرکر روپیہ داخل سرکار ہوگیا **شاہپور**
یہہ قصبہ پہاڑ کے نیچے کرپو ون کے اندر راوی کے کنارے کے اوپر آباد ہے اور اسی کے نزدیک راوی
پہاڑ سے نکلکر میدان مین بہتی ہے عمارت اس قصبہ کی پختہ نہین کچہہ لوگ تو پتہر و خشت مین رہتے ہین اور کچہہ کچے
مکانون مین آباد ہین صحال اس قصبہ کا بارانی ہے شمال کے طرف قصبہ کے ایک مضبوط قدیمی قلعہ پہاڑی
راجون کا بنایا ہوا موجود تھا بسبب ہونے صحال بارانی کے زمیندار یہان کے چندان آسودہ حال نہین ہین
یہہ قصبہ شاہجہان بادشاہ کے وقت آباد ہوا باعث اسکی آبادی کا یہہ تھا کہ یہہ ملک قدیمی عہد سے
نورپور کے راج کے تابع چلا آتا تھا شاہجہان بادشاہ کے وقت بہاگ سنگہ برادرزادہ راجہ راجروپ والی
نورپور کا اوس سے رنجیدہ ہوکر بمقام دہلی بادشاہ کے خدمت مین پہونچا اور بادشاہ کے کہنے سے مسلمان
ہوکر مرید خان خطاب پایا بادشاہ نے ازروی انصاف نورپور کے کل راج مین سے نصف ملک اوسکو دلایا
اوسنے یہان پہونچکر یہہ قصبہ آباد کیا اور بادشاہ کے نام سے نام اسکا شاہپور رکہا اور اپنا دارالریاست
بنایا مرید خان کے مرنے کے بعد اوسکا بیٹا بخت خان مسندنشین ہوا اوسکے پیچھے وحید خان پہر سعید خان
اپنے اپنے وقت تک ریاست کرتے رہے سعید خان کے وقت چغتائی سلطنت ضعیف ہوگئی پرتھی سنگہ نورپور
کے راجہ نے قدیمی عداوت کو پہر تازہ کیا اور پہاڑی راجون کی مدد لیکر سعید خان پر یورش کی اور ملک چہین لیا
اوسپر رنجیت سنگہ نے غالب آکے یہہ کل علاقہ اپنے قبضہ مین کر لیا **پٹھان کوٹ** گورداسپور کے ضلع اور
باری دواب کے علاقہ مین یہہ ایک مشہور آباد قصبہ ہے پہلے یہہ ایسا گاؤن تہا کہ دو ان کی وراثت کا
تہا جب امر سنگہ کلی نے چغتائی سلطنت کے ضعف کے وقت اپنا تصرف یہان بٹہایا تو اوسنے اسی جگہہ سکونت اختیار
کی اور ایک قلعہ چار برج اور پختہ ڈیوڑہی کا بنوا کر قلعہ کے اندر اپنے رہنے کے پختہ حویلیان بنوائین تعمیر
قلعہ کے تعمیر کرنے سے یہہ گاؤن جائے امن ہوگیا اور گرد و نواح کے گاؤن کے لوگ جو سکہان غارتگر سے
بہان تنگ آئے ہوے تھے یہان آکر رہنے لگے جب آبادی بڑہ گئی تو گویا شہرپناہ بنوایا گیا اور تین دروازے
رکہے گئے مدت تک امر سنگہ کی حکومت اوسپر رہی اور ایک باغ بھی اوسنے یہان بنوایا اوسکے بعد رنجیت سنگہ
نے یہان قبضہ پایا تو ایک باغ اوسکے وقت مین بھی بنا اور شاہجہانی نہر جو اس قصبہ سے آدہ کوس

پر سے پختہ پل باندھا گیا علاقہ اس قصبہ کا بہت سیراب سرسبز و شاداب پہاڑ کے نیچے سے غلہ افراط سے
پیدا ہوتا ہے خصوصاً چانول نہایت باریک خوشبو ہوتے ہین ہلدی کی پیدائش کا یہان حد و حساب نہین ہے گنا
یہان کا بہت میٹھا و لذیذ مشہور ہے محال یہان کا نصری و باراتی ہے کشمیری لوگ یہان بہت رہتے ہین اونکی
پٹیان بہت عمدہ بنتی ہین دریائے راوی یہان سے اڈہائی کوس اور بیاس گیارہ کوس پر ہے اور بسبب سبزی
و شادابی کے گرمی کے موسم مین یہہ علاقہ بہشت کا نمونہ ہوتا ہے **کانووان** ضلع گورداسپور و بار
دوابہ کے علاقہ مین یہہ قصبہ دریائے کنارے نالہ چکی کے آباد ہے شاہان دہلی کے وقت مین بسبب جنگل کے امیر وزیر
بادشاہ اکثر اوقات یہان آکر شکار کہیلا کرتے تھے یہہ قصبہ زیادہ تر آباد ہو گیا اور اپنے اپنے ٹھہرنے کے
مکانات امیرون نے یہان پختہ و عالیشان بنوائے اس شہر سے بیاس تک چہہ میل چوڑی اور چودہ کوس
لمبی زمین بھرا آب خیز اور پست ہے بہت گانو اوسمین آباد ہین اور بعض مقامات پر بسبب اشجار و جنگلہ بسیار
گذر پیادہ و سوار کا بھی وہان مشکل ہوتا ہے آہو و گوزن وغیرہ جنگلی درندون کا شمار نہین ہے شیران
مردم خوار و پلنگان آہو شکار جو کہ خلق آزار ہین اتنے رہتے ہین کہ کہین نہین رہتے اور ایک جہیل
بڑی عرض و طول کی یہان موجود تھی جسکو کانووان کا چہنب بولتے تھے اوسمین مچہلی مرغابی کا شکار انتہا سیر و
شکار کے شوق مند وہان کشتی مین بیٹہکر شکار کہیلتے تھے کنول کے پہول سنگہاڑہ وغیرہ آبی نباتات اور پہول بکثرت
پیدا ہوتے تھے سنگہاڑہ خشک و تر کی یہان تجارت ہوتی تھی جہیل کے اندر شہنشاہ اکبر نے حویلیان و نشیمن دلپسند بنوائی تہین
جنکے نشان موجود ہین شیر سنگہ رنجیت سنگہ کے بیٹے نے بھی اپنی عملداری کے وقت اس جہیل کے اندر ایک
بارہ دری و کشمیری اور ریاست تک یہان شکار کہیلا کیا غرضکہ پنجاب کے ملک مین ایسی شکارگاہ اور کوئی
جگہہ نہین تھی کہ جہان وحشی و آبی دونو قسم کا شکار ملتا ہو مگر اب سرکار انگریزی نے اتنی بڑی جہیل کا
پانی نکلوا کر زمین خالی کر دی اور تمام آبادی کو زراعت کرا دی اب دس جگہہ لاکہون من غلہ پیدا ہوتا ہے
اور سکہ گانو آباد ہو گئے ہین **سری گوبند پور** باری دوآبہ ضلع گورداسپور تحصیل
بٹالہ کے علاقہ مین یہہ ایک قصبہ دہنے کنارے دریائے بیاس اور لاہور سے شمال مشرق کو بفاصلہ سنتالیس
میل کے آباد ہے آبادی اسکی دریائے بیاس کے اونچے کنارے کے اوپر واقع ہے بانی اسکا گرو ارجن سکہون کا
ملا جالندہر ہے یہہ بستی ہرگوبند چھوٹے بیٹے اپنے کے نام آباد کی اول یہہ گانو بہت چھوٹا تھا
بعد ازان جسقدر ترقی سکھون کی ہوتی گئی اوسیقدر یہہ گانو آباد ہوتا چلا گیا پہلے تمام شہر مین مغلون کے محلہ
مین ایک ہی مسجد بنی ہوئی تھی سکہہ مسلمانون کو دوسری مسجد بنانے نہین دیتے تھے اب جب سے سرکار
انگریزی کی عملداری ہوئی ہے مسجدین بہت بن گئی ہین اور بسبب وسیع ہونے زمین قصبہ کے گنودن کا

پانی بہت دور اور عمیق ہے معال اس قصبہ کا اکثر بارانی ہے قصبہ مین مکانات پختہ بہت بنی ہوئی ہین
بازار بھی کشادہ و بیہ تجارت ہی بڑے ساہوکار مالدار دوکانین کرتے ہین **فتح آباد** یہ بھی دوآب
کے علاقہ مین یہہ قصبہ شاہنشاہ جہانگیر کے عہد مین ونچے بلند کنارے دریاے بیاس پر آباد ہوا اور
نام اسکا شاہ آباد رکہا گیا پھر آدینہ بیگ خان کے حکومت کے وقت بسبب ہسکے کہ وہ اور اوسکا لشکر
آدینہ نگر کے آباد ہونے سے پہلے یہان رہتا تھا آبادی اسکی بہت بڑہ گئی اور نوبت آبادی کی چار ہزار
گھر اور ایکہزار دوکان تک پہونچ گئی مگر آدینہ بیگ کے مرنے کے بعد سکہان سنگدل اسکے طرف بہت
متوجہ ہوئے کئی مرتبہ غارت کیا مکانات اسکے علاوہ بڑے بڑے عمارات کو منہدم کرکے شہتیر اکہاڑ لے لیے
غرض سکھون نے اسکی ویرانی و بے چراغی مین ایک دقیقہ باقی چھوڑا چند سال تک یہہ اجڑا ہوا پڑا رہا کچھہ
مدت کے بعد اسکی آبادی پھر شروع ہوئی اور بھاگے ہوئے لوگون نے پھر آکر اپنے مکانات بنوائے
اور کچی پکی عمارتین مختلط تعمیر کین بعد ازان جب فتح سنگھ اہلو والیہ نے اسکو فتح کیا تو شاہ آباد نام بدل کر
فتح آباد نام رکہہ دیا اور فتح سنگھ کے اہلکار جو اکثر مسلمان تھے اونہون نے چند مسجدین و حویلیان پختہ
تعمیر کین **ڈیرہ نانک** یہہ قصبہ دریاے راوی کے کنارے پر لاہور سے چالیس کوس بگوشہ
شمال مشرق آباد ہے سکھون کی عملداری مین اس قصبہ مین بڑی آبادی ہوئی پختہ مکانات بنے
بازار کشادہ بنایا گیا تجارت کی ترقی ہوئی اور ایک موجب زیادہ تر آباد ہونے اس قصبہ کا یہہ ہوا کہ بید
نانک کی اولاد یہان بکثرت رہتی تھی اور تمام پنجاب کے سکہہ ہزارہا روپیہ نذر کے اونکو دیتے اور
نانک کے مندر پر چڑہاتے تھے رنجیت سنگھ کے وقت پانسو گانو اوس مندر کے مصارف کے واسطے واگذار
ہوئے اور بیشمار روپیہ نقد خزانہ سے بھی نذرانہ بھیجا جاتا کئی مرتبہ خود بھی رنجیت سنگھ وہان گیا اور ہزارہا
روپیہ و جواہرات و اشرفی نذر کئے رنجیت سنگھ کی عملداری مین کئی مرتبہ بیدیون کی آپسمین جنگ و جدل
و کشت و خون وقوع مین آیا مگر رنجیت سنگھ نے بپاس ادب و نکے معاملات مین دخل نہ دیا بلکہ وہ اسقدر
مطلق العنان تھے کہ جو چاہتے سو کر دیتے کوئی او نکا پرسان حال نہوتا مندر نانک کا جسکو نانک کا ڈیرہ
کہتے ہین رنجیت سنگھ نے بڑا عالیشان بنوایا گنبد طلائی کرایا ہندو کہتری مسلمان اس قصبہ مین بہت رہتے ہین
مگر بیدی بکثرت یہان ہین اب بھی بعض جاگیردار و پنشن دار ہین **شکر گڈہ** ضلع گورداسپور
مین یہہ ایک قصبہ اور شکر گڈہ کا صدر مقام ہے تحصیلدار اسسٹنٹ صاحب ضلع گورداسپور کے یہان کام
کرتا ہے عمارت اسکی خام ہے مگر تحصیل کا جو مقام ہے وہ اور تھانہ کا مکان پختہ بنا ہوا ہے پہلے یہہ غیر
مشہور قصبہ تھا مگر اب بسبب مقرر ہونے تحصیل کے مشہور ہو گیا ہے شکر گڈہ اصل مین نام ایک تعلقہ کا

ہے جسمین اب کچہری تحصیل کی ہوتی ہے یہہ قلعہ پہلے سردار حقیقت سنگہ نے بنوایا تھا جو آغاز سلطنت سکہی
مین اس علاقہ مین قابض ہوا تھا پہر سرداران سندہانوالیہ نے جنکی جاگیر مین یہہ علاقہ تھا اس قلعہ کی مرمت کی
گانو کا نام اصل مین کوٹلی ہے نیشکر اس علاقہ مین بکثرت پیدا ہوتا ہے قوم گوجر اس پرگنہ مین بکثرت رہتی ہے
اور موضع دین پور مین قبر نوگزہ پیر کی ہے وہان سال بہر مین بڑا میلہ ہوتا ہے

شہر لاہور

یہہ شہر دارالحکومت و دارالسلطنت ملک پنجاب کا دریاے راوی کے بائین کنارے پر فاصلہ دو میل آباد
ہے عمارت اسکی بہت پرانی ہے پہلے تو اینٹون مین اسکا نام کہین لہاور اور کہین لہانور اور کہین لوپور
اور کہین لاہور تحریر ہے امیر خسرو دہلوی اس شہر کو کتاب قران السعدین مین لاہور کے نام سے یاد کرتے ہین اور
شہر سمانہ جدا اوس کتاب کا یہہ ہے شعر ؎ از حد سامانہ تا لاہور ہیچ عمارت نہ مگر در کسور اور اس سے معلوم
ہوا کہ آٹھوین صدی سنہ ہجری کے ابتدا مین جب امیر خسرو دہلوی زندہ تھے تو اس شہر کا نام لاہور
ہی تھا اصلی نام اس شہر کے بانی کا بسبب گذر جانے مدت دراز کے ٹہیک ٹہیک معلوم نہین ہوتا کہ آیا پہلے پہل
کس راجہ نے اسکی بنیاد رکہی عموماً یہہ مشہور ہے کہ راجہ رامچندر کے بیٹے لوہ نے اسکو آباد کیا اور لوپور نام رکہا
پہر لوپور سے لاہور بغلط العام مشہور ہوگیا بلکہ صاحب خلاصۃ التواریخ بہی اسی قول کی تصدیق کرتا ہے
مگر سواے خلاصۃ التواریخ کے اور کسی تاریخ پرانی مین لاہور کا کہین ذکر بہی نہین ہے بلکہ صاحب رسالہ
تحفۃ الواصلین جسکو مسمی احمد بخاری نے سال ۱۲۸۳ھ مین شاہان غزنین کے وقت لاہور کے علما و
مشائخ کے حال مین تصنیف کیا ہے خلاصۃ التواریخ کے مضمون کے برخلاف تحریر کرتا ہے اور لکہتا ہے کہ اس شہر کو
اول راجہ بکرماجیت نے جو پانڈون کی اولاد سے بڑا راجہ تہا بنایا اور نام اسکا پرتہپورہ رکہا اور وقت
آبادی اسکی قائم رہی پہر کچہہ مدت کے بعد یہہ شہر ویران ہوگیا بعد مدت کے پہر راجہ بکرماجیت کے
حکم سے اسکی آبادی کی بنا رکہی گئی ہنوز آباد نہین ہونے پایا تہا کہ بکرماجیت مرگیا اور سمندپال جو کہ تخت نشین
ہوا اوسکے وقت مین آبادی اسکی باتمام پہونچی اور سمند نگری نام مشہور ہوا بعد ازان جب راجہ دہیسنگہ دہلی
کے تخت پر بیٹہا تو اوسنے یہہ شہر لوہار چند اپنے پسر اور وارث کی جاگیر مین معہ کل ملک متعلقہ پنجاب کے عطا کیا
اوسنے اس شہر کو دارالحکومت بنایا اور آبادی مین بہت کوشش کی اور سمند نگری سے نام بدل کر لوہارپور
رکہا بعد مدت کے بسبب کثرت استعمال کے لوہارپور کے لفظ سے ا اور و اور پ حذف ہوکر لاہور رکہا گیا
یہہ دارالسلطنت تقریب سے سلطان سبکتگین و سلطان محمود غزنوی کے عہد مین راجہ اس شہر کا جیپال تہا جسکے
بعد انندپال اوسکا بیٹا راجہ بنا اور پیچہے رنجیت سنگہ کے عہد تک برابر تسلط اہل اسلام کا رہا اس
عہد مین یہہ شہر بہت مرتبہ لوٹا گیا اور غارت ہوا کہ حال مفصل اون صدمون کا جنکا نام کی تواریخ مین علیحدہ تحریر ہوگا اکبری او

جب انگریزی زمانہ آیا تو انہوں نے آتے ہی شہر کی صفائی کا حکم دیا بازار انارکلی کا مقطع و خوشنما تعمیر کرایا
ہزاروں کوٹھیاں بارگین نئی تعمیر ہوئیں پرانے کھنڈرات لاہور کے برابر کرائے بڑی بڑی منڈیاں ناہموار
زمینوں کو ہموار کیا پرانے بادشاہی مکانات کی مرمت کرائی میاں میر کے میدان میں جہاں آبادی کا نام
نہ تھا چھاونی فوج کی مقرر کی اور اسقدر آبادی ہوئی کہ دوسرا لاہور وہاں آباد ہو گیا شہر کے خندق
بھروا کر خندق کی جگہ چاروں طرف باغ لگوا دئے ایک چھوٹی سی نہر لاہور کے نیچے دلوا کر کہدوا کر
فیض عام جاری کیا زنانے مردانے گھاٹ نہانے دھونے کے نہر کے اندر پختہ بنوائے شہر پناہ لاہور کا
جو بڑا بلند و ہموار تھا گروا کر پست بنوایا شہر کے بازاروں کے سڑکوں کے از سر نو فرش کروا کر دو طرفہ نالیاں
رکھوائیں دوکانوں کے آگے چوبی چھپر خوشنما بنے ریل کا بڑا اڈا ایسا پختہ و خوشنما و خوبصورت بنا کہ ایسی اور کوئی عمارت
انگریزی عہد میں نہیں بنی تھی غرضکہ حکام انگریز نے اسکی صفائی اور زیب و زینت کے بڑھانے میں کوئی دقیقہ
باقی نہیں چھوڑا اور فیض علم کا اسقدر جاری فرمایا ہے کہ گلی گلی کوچہ کوچہ مدرسے سرکاری اور غیر سرکاری
کے جاری ہیں بڑے مدرسے سرکاری کالج و تعلیم المعلمین ہیں اوسکے شاخین شہر کے اندر بعض جگہ بھی ہیں
ہیں دوسرا بڑا مدرسہ مشن کہلاتا ہے جو پادری کا ہے اوسکے شاخین بھی بہت ہیں یونیورسٹی و انجمن کی بڑی
کمیٹیاں ہو کر رسالے کی معرفت ترقی علم اور رفاہ عام کی تدبیرین سوچی جاتی ہیں ڈائرکٹر صاحب جو بڑے
افسر مدارس پنجاب کے ہیں وہ بھی لاہور میں رہتے ہیں اس سبب سے اور بھی علم کی ترقی میں ترقی ہوتی چلی جاتی ہے
اشراف اجلاف ہندو مسلمان انکی چار دو چار ہے سو علم پڑھتے کسیکو ممانعت نہیں ہے علاوہ اسکے ایک اور
موجب ترقی علم کا ہے کہ خاص لاہور میں اکثر چھاپے خانے جاری ہیں جنمیں ہر ایک علم کی کتاب چھپتی ہے
اور ہر کتاب چھپی ہوئی تھوڑی قیمت کو بکتی ہے اور بہیون کو ملجاتی ہے۔ عمارت اس شہر کی پختہ و گنجان ہے مکانات
دو منزلہ سہ منزلہ چار منزلہ پنج منزلہ بکثرت ہیں اور یک منزلہ بہت کم ہیں کوچے بازار تنگ ہیں کارخانے پشمینہ
وردی و ریشم کی بہت جاری ہیں گلبدن ریشمی چادر بڑا اعلیٰ بنا جاتا ہے اور صدہا کارخانے جاری ہیں
جنکے تفصیل کے لکھنے سے طوالت ہوتی ہے ہر ایک قوم ہندو کہتری اروڑے مسلمان سید قریشی مغل پٹھان
شیخ خوجے کشمیری بکثرت یہان رہتے ہیں آب و ہوا لاہور کی اچھی ہے گرمی و سردی بدرجہ اوسط ہے شہر کے
لوگ سادہ دل خوش مزاج خوش رو خوش گفتار ہیں مگر آب و ہوا اور قریب اور بعد اوسکے بہت گرمی
اور دوزنگی بہت پھیل گئی ہے۔ یہ شہر دار السلطنت کل پنجاب کا ہے نواب لفٹنٹ گورنر بہادر و صاحبان
چیف کورٹ و فائنانشل کمشنر بہادر و ڈائرکٹر صاحب و لفٹنٹ گورنر بہادر و دیگر حکام اعلیٰ جنکی حکومت کل پنجاب پر ہے یہاں قیام
رکھتے ہیں ضلع و کمشنری کی کچہری بھی یہان ہوتی ہے کمشنری کے متعلق لاہور گوجرانوالہ فیروزپور تین ضلع اور

ضلع کے متعلق چار پرگنے لاہور چونیان قصور شرقپور ہے اسسٹنٹ و اکسٹرا اسسٹنٹ کے کچہریان ماتحت صاحب
ڈپٹی کمشنر بہادر کے الگ ہوتے ہین ایک کچہری آنریری مجسٹریٹون کی جنمین نواب نوازش علی خان و نواب
عبد المجید خان و فقیر قمر الدین و شیخ شہاب خان و رائے مول سنگہ و دیوان بھگوانداس و پنڈت جوالا ناتھ و [illegible] عالم
ہین لاہور کے اندر ہوتی ہے اور ایک آنریری مجسٹریٹ دیوان بیجناتھ ضلع مین کچہری کرتے ہین یہ سب امرا ان
رئیسون سے ہین اور روسا لاہور کے مثل راجہ ہربنس سنگہ و نواب غلام محبوب سبحانی وغیرہ اگرچہ عدالت کے کام
ان سے متعلق نہین مگر ہر ایک کام کے صلاح و مشورت و کمیٹی مین وہ بلائے جاتے ہین شہر کی صفائی کا انتظام بھی میونسپل
کمیٹی کے معرفت ہوتا ہے اور کل اخراجات خاص لاہور کے چونگی کی مد سے ہوتے ہین اوسی کمیٹی کے تجویز سے
ہوتے ہین کل ضلع کی مردم شماری پچھلے شمار کے موجب چھ لاکھ چھیالیس ہزار تین سو تین ہے مگر اب زیادہ تر
ترقی ہے ضلع کی کچہری کا مکان بڑا عالیشان بن رہا ہے — فقیر غلام سرور جامع اوراق بھی خاص
لاہور کا رہنے والا ہے بزرگ بندہ کے ملتان سے لاہور مین آئے تھے اور اپنے رہنے کا محلہ علیحدہ آباد کر لیا
تھا جو اب تک مفتیون کی کوٹھی کہلاتا ہے چالیسی قحط کے تفرقے مین بندہ کے بزرگ بھی لاہور سے جا بجا
نکل گئے اور تو اس کے وقت واپس آگئے صرف ایک محمد بخش قریشی برادر ہم جدی بندہ کا موضع منج ضلع امرتسر
رہتا ہے اور احمد بخش [illegible] کا ہی اون ہی [illegible] احمد بخش کا باپ چا [illegible] ہے اور بندہ کا دادا مفتی رحیم اللہ [illegible]
حقیقی بھائی تھے باپ کے مرنے کے بعد بتوسل سسرال کے احمد بخش نے لاہور سے نکل کر وہان بود و باش اختیار
کی اور محمد بخش کا دادا مفتی مولا بخش موضع منج مین جا کر رہے اونکے بعد مفتی نبی بخش و امیر بخش و عمر بخش و حسن علی چار
بھائی وہان رہتے رہے اب وہین سے محمد بخش امیر بخش کا بیٹا رہتا ہے لاہور مین بندہ اور محمد چراغ دین جلال الدین
برادرزادگان و پسران [illegible] و منظور دین و فصیح الدین پسران و غلام محی الدین پسر مفتی غلام رسول مرحوم [illegible]
اپنا بندہ و شیخ بہاء الدین لڑکا [illegible] کا حال مین تحریر کریگا — شہر لاہور کے مسلمان رئیسون مین سے نواب
نوازش علی خان فرزند نواب علی رضا خان قزلباش بڑے رئیس و جاگیردار فیاض صاحب خیر و برکت ہین
اگرچہ شیعہ مذہب رکھتے ہین مگر تعصب کا نام بھی نہین ایام محرم مین اونکے دولتخانہ مین سے برابر فیض سنی و شیعہ
کو ہوتا ہے بہت سا روپیہ اس رئیس کا کار خیر دینی و دنیاوی مین صرف ہوتا ہے خلق بھی نہایت نیک اونکے
اونکے بھائی نواب ناصر علی خان و نثار علی خان بھی کمال خلیق و حلیم اور خیرخواہ خلائق ہین — دوسرے رئیس
نواب غلام محبوب سبحانی ہین جنکے باپ نواب شیخ امام الدین اور دادا شیخ غلام محی الدین مہاراجہ کے عہد مین کشمیر کے
ناظم تھے یہ رئیس سخن سنج و سخن فہم بھی ہے فارسی شعر بہت اچھا شستہ لکھتا ہے خلق [illegible] کے ساتھ ہین
البتہ آمدنی کم اور خرچ ریاست کا زیادہ ہے اور طبیعت فیاض ہے اس خاندان کے معزز رئیسون مین سے

وباذل آدمی ہے اور مزاج کا نہایت خلیق ہے — لاہور کے نیکنام اہلکارون مین سے فی زمانا سردار جیند سنگھ
کوتوال اس لائق ہین کہ اونکا ذکر خیر کتاب مین درج ہو یہ شخص محبت و خلق کے وقت نہایت نرم اور کار
سیاست مین نہایت گرم ہے طرفہ یہ ہے کہ اوسکے نیک عادتون سے حاکم و رعایا دونو خوش ہین ملازم پولیس
ہوکر نیکنام رہنا اوسی کا کام ہے باوجودیکہ کار سرکار کے انجام کے وقت وہ کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین
کرتا چورون و بدمعاشون کو برابر سزائین ہوتی ہین تسپر بھی شہر والون مین سے کیا امیر کیا غریب کیا نیک
کیا بد اس شخص کے مداح و ثناخوان ہین — رائے بہادر کنہیا لال اگزیکٹو انجنیر لاہور ڈویژن بھی سرکاری
عہدہ دارون اور روساے نامی گرامی مین سے ایک چشمہ فیض و دریاے مروت مشہور ہین اونکے اوصاف
حمیدہ و خصائل پسندیدہ کی تشریح احاطہ تحریر و تقریر سے افزون ہے ہزارون آدمی اونکے خوان
مروت و احسان سے بہرہ پاتے ہین مولف کتاب غلام سرور بھی چھ سال کے عرصے سے اونہین کے
ملازمون و تنخواہ دارون کے سلک مین منسلک ہے طبیعت رائے صاحب کی نہایت موزون ہے اور فارسی
نظم لکھنے کا کمال شوق ہے چنانچہ کتاب گلزار ہندی و یادگار ہندی و جنگ نامہ و ظفرنامہ رنجیت سنگھ
المعروف رنجیت نامہ اونکے مصنفہ و منظومہ کتابین بار بار چھپ کر مشہور ہو چکی ہین اردو مین بھی اخلاق
ہندی و مناجات ہندی دو کتابین مقبول و منظور خاص و عام ہین ہندی اونکا تخلص ہے اب ایک جلد بد
تصنیف اونکی تاریخ پنجاب مشہور ہونے والی ہے جو زیر طبع ہے — لاہور کے علما و فضلا مین سے حافظ ولی اللہ
کو ایک بہادر دین تصور کیا جائے تو بجا ہے کہ علم مناظرہ مین بڑے بڑے پادری عیسائی اونکے روبرو
لاجواب ہو چکے ہین شیعہ کے مسائل کا بھی وہ ایسا جواب دیتے ہین کہ کوئی بول نہین سکتا آجکل لاہور مین
اسی بزرگ کا فتویٰ احکام دین مین مانا جاتا ہے باوجود نابینائی کے خدا نے اس شخص کو باطنی روشنی
اسقدر عنایت کی ہے کہ ہر ایک علم کے مسائل اسکو زبان یاد ہین اگرچہ مولوی خلیفہ حمید الدین و غلام محمد وغیرہ
اور فضلا لاہور کے خاندانی مولوی و فاضل موجود ہین مگر حافظ ولی اللہ کے حافظہ کو کوئی نہین پہنچتا
اور جو اس زمانے کے نو تعلیم یافتہ مولوی و فاضل یونیورسٹی کے سند یافتہ پیدا ہوئے ہین وہ مروجہ علم
ریاضی و منطق و تحریر اقلیدس و نظم و نثر کے فاضل ہین دینی علوم مین اونکو بہرہ کم ہے بجز دو ایک
کے ہونا دیگر نسبت [illegible] رہا ہو اونمین ہے خلق و ادب غیرت [illegible] سانی نام کو نہین اونکو اظہار نام مین صرف تضییع
اوقات ہے اسواسطے متروک ہین لاہور کے شعراے شیرین کلام مین سے مرزا اناشاعر و ناظم آذر فرید الزمان
المتخلص بہ [illegible] یادگار ہے سکھون کے وقت وہ اوستاد مشہور تھا فی الحقیقت اوسوقت سخن گوئی مین وہ ثانی
[illegible] نہ رکھتا تھا مگر جب سے دورہ انگریزی عملداری ہوئی اوسنے شعر لکھنا ترک کر دیا ہے عمر بھی ضعیفی کی آگئی ہے

علاوہ اسکے مکتب داری کے کام نے اوسکا مغز خالی کر دیا۔ دوسرے الٰہی بخش رفیق اگرچہ خاص لاہور کے
رہنے والا نہیں مگر آجکل وہ لاہور کے شعرا میں سے تصور کیا جاتا ہے شعر اردو لایق تعریف کہتا ہے مفتی امام بخش
بٹالوی ایک مشہور شاعر ہے اسکا دیوان فارسی بھی چھپ چکا ہے مولوی محمد حسین آزاد بھی نہایت اچھا اردو
فارسی شعر لکھتا ہے مضامین اکثر آزادانہ ہوتے ہیں سید شاہ سرور گیلانی شایق تخلص بھی نہایت شستہ شعر
لکہتے تھے افسوس کہ اب وہ فوت ہو گئے ہیں اونکے شاگردوں میں سے میاں ذبیح اچھے شاعر ہیں اردو
غزل انکی نہایت اچھی ہوتی ہے مصرا بداس قابل تخلص فرزند مصر بیلی رام خزانچی مہاراجہ رنجیت سنگھ
کے بھی اعلی درجہ کے شاعر ہیں مثنوی فارسی لایق تعریف لکہتے ہیں چند کتابیں منظوم فارسی ان کی لکھی ہوئی
مشہور ہیں شاید چھپ کے تصانیف لاہور میں اپنے بہادر کنہیا لال ہندی تخلص ہیں جنکا ذکر پہلے مذکور ہو چکا ہے۔ خاص لاہور کے خوشنویس
مولوی فضل الدین فرزند میاں محمد بخش صحاف کے نہایت مشہور و معروف آدمی ہیں فی الحقیقت یہ فارسی خوشخط انکی عمدہ ہے
علاوہ اسکے کار نقاشی وغیرہ میں بھی اوستاد ہیں آدمی جامع الفنون با مروت خوش مزاج و خوش خلق و نرم دل و حلیم ہیں دوسرے مشہور
خوشنویس میرزا امام ویردی کابلی ہیں تیسرے میاں سید محمد نامی شخص بھی نہایت اچھا لکھتا ہے غرض
ان تینوں خوشنویسوں کو لاہور میں خوشنویسی کا مادہ کہنا چاہیئے اور تمام خوشنویس انہی کے شاگردوں میں سے
شمار ہوتے ہیں میاں فضل الدین کے اوستاد میر بخش مرحوم خوشنویس سکھی عہد میں ایک لاثانی خوشنویس
تھے جنکے شاگردوں میں سے فضل الدین بیشک صاحب نام ہوئے مولف کتاب بھی میاں میر بخش کا شاگرد
تھا اس شہر میں قدیم خاندان قاضیان لاہور کا نہایت نام آور رہا ہے اول محمد شاہ بادشاہ کے عہد
میں بزرگ اس خاندان کا شیخ عبد الباقی اپنے کمال علم و اتقا کے سبب قاضی قرار پایا بمدت العمر اوسنے اس
عہدہ کا حق بکمال دیانت و امانت ادا کیا اونکے بعد اونکا بیٹا قاضی نظام الدین باپ کا جانشین ہوا مہاراجہ
رنجیت سنگھ نے جب لاہور کی حکومت حاصل کی تو یہہ عہدہ بدستور قاضی نظام الدین کے سپرد کیا اونکے تین بیٹے
تھے ایک مسیح الدین دوسرے معین الدین تیسرے امام الدین مسیح الدین عہدہ قضا پر ممتاز ہوا اور امام الدین
کو عہدہ افتا ملا اور معین الدین اونکی مددگاروں میں شمار کیا گیا مسیح الدین کے وفات کے بعد اونکا بیٹا عظیم الله
قاضی قرار پایا اب اوسکا فرزند قاضی شمس الدین لاہور کا قاضی ہے سکھی عہد میں شہر کا کام مثل [illegible]
وطلاق و نکاح و فتوی مسائل شرعیہ انکے متعلق تھا اب یہہ کام بالکل انکے ہاتھ سے نکل گئے ہیں اور سرکار
انگریزی سے کسیطرح کی پرورش اس خاندان کی نہیں ہوتی کسیقدر نکاح و طلاق کا تعلق باقی رہ گیا ہے شمس الدین
کا فرزند حفیظ الدین اور اوسکے بھتیجے غلام محی الدین و ظہور الدین اب موجود ہیں امام الدین کے دو فرزند تھے
کمال الدین و فقیہ الدین لاولد فوت ہو گئے — پنجابی و دیسی شعرا اگرچہ پہلے زمانہ میں وارث شاہ وغیرہ

بہت سے گذر چکے ہین جنکے اشعار زبان زد خاص و عام ہین مگر آجکل کے زمانہ مین سید فضل شاہ المتخلص بہ فضل
سب سے گوی سبقت لے گیا ہے اسکے کلام مین تجنیس تکرار بہت ہے چند کتابین پنجابی زبان کے مثل سوہنی مہینوال
دہیر رانجھا و سسی پنون و یوسف زلیخا و لیلی مجنون و دوہرہ آسے پنجابی چہپ کر مشتہر ہو چکے ہین اس شاعر پنجابی
کی طبیعت مشکل پسند بہت ہی سلیس اور عام فہم اشعار کم لکہتا ہے بسبب تجنیس اور کثرت تکرار کے شایق
اوسکے پڑہنے مین ناچار ہو جاتے ہے نہایت لیاقت و محنت اپنی او پر گوارا کر کے وہ تجنیسی اشعار لکہتا ہے جس سے
فائدہ لوگ کم اوٹہاتے ہین — شہر لاہور کے تیرہ[۱۳] دروازے ہین ایک[۱] دہلی دروازہ دوسرا[۲] اکبری
تیسرے[۳] موچی چوتہے[۴] شاہ عالمی پانچوین[۵] لاہوری چہٹے[۶] موری ساتوین[۷] بہاٹی آٹہوین[۸] ٹکسالی نوین[۹] روشنائی
دسوین[۱۰] مستی گیارہوین[۱۱] کشمیری بارہوین[۱۲] خضری تیرہوین[۱۳] دہلی کی اور دیوار اکبری فصیل کی جو بڑی بلند اور برج دار
تہے انگریزون نے گرا کر اینٹین فروخت کر لین اور چہوٹی سی دیوار جدید بنائی ہے فی الحقیقت شہر
کی شان و شوکت جو فصیل کے پرانی دیوار سے تہی اب نہین رہی اس شہر کے اندر و باہر بادشاہی وقت
کے عمارتین مسجدین و مقبرے اور علما و صلحا و مشایخ کے مزارین و سرائین بہت ہین اگرچہ سکہون کے وقت
صدہا مقبرے اور مسجدین خشت فروشون نے گرا کر اینٹین فروخت لی ہین تو بہی بہت باقی ہین اور نئے
عمارتین سکہی اور انگریزی عہد کے بہی بیشمار ہین جنمین سے تہوڑے سے نامی مکانون کا احوال لکہا جاتا ہے

سرائے محمد سلطان یہہ نئی سرائے انگریزی عہد مین محمد سلطان ٹہیکہ دار نے بنوائی
شاہجہان کے وقت یہان داراشکوہ کا حویلی بنا ہوا تہا عمارت اسکی عالیشان و پختہ بنی ہوئی ہے سرائے
کے شمال کیطرف ایک نیا بازار آباد ہوا ہے جسکو لنڈہ بازار کہتے ہین مشرق کے طرف سرائے کے ایک عمدہ
باغیچہ بنا ہے دور دور سے مسافر آکر اسمین ٹہرتے ہین اور زیادہ تر باعث رونق کا یہہ ہوا کہ تعمیر کے
بعد کئی سال تک بانی نے اسکا کرایہ نہ لیا اور سرائے مین لوگ مفت رہتے ہین **دیوان رتن چند کی سرائے** یہہ سرائے دیوان رتنچند نے شاہ عالمی دروازے کے باہر انگریزی عملداری مین
تعمیر کی یہہ سرائے بہی بڑی سرائے پختہ عمارت کی ہے شمالی دروازے کے آگے ایک چہوٹا سا تالاب ہے
جو نہر کے پانی سے پر آب ہوتا ہے تالاب کے پاس ایک ٹہاکر دوارہ بلند و عالیشان بنا ہے دیوان رتنچند
رنجیت سنگہ کے وقت حضور نویس تہا اور اب چند سال سے مر گیا ہے **قلعہ لاہور** اس قلعہ کی بنا
شاہنشاہ اکبر کے وقت رکہی گئی جہانگیری عہد مین بہی اسمین اچہی اچہی عمارتین بنین شاہجہان بادشاہ
نے اسکو خوب آراستہ کیا دیوان عام و تخت گاہ و خوابگاہ ہین لاکہا روپیہ کی تیاری کی عمارت سنگ مرمر
و سرخ تعمیر ہوئے مثمن برج بڑا عالیشان مکان تعمیر ہوا اس قلعہ کے چارون طرف بڑی اونچی نقش تہی یا

دیوار ہے اندر قلعہ کے بھی بڑے بڑے پختہ مکانات بنے ہوئے تھے جو اب انگریزی عملداری مین گرائی
گئی اور گورون کے رہنے کے لئے بارکین تعمیر ہوئین سنگ مرمر کی ایک چھوٹی سی مسجد شاہجہانی عمارت
کی اسمین نہایت مطبوع مکان ہے جسکو موتی مسجد کہتے ہین رنجیت سنگھ نے اسکا نام بدل کر موتی مندر رکھدیا
اور حکم دیا کہ لاہور کا خزانہ اسمین رکھا کرے اب بھی انگریزی خزانہ اسمین رہتا ہے قلعہ مین سکھہ زین بہت گاڑا
ہوا ہے گورہ فوج یا مورچہ بہت ہے بڑے دروازہ اس قلعہ کے تین ہین جو بالفعل دو بند ایک کھلا ہے
غربی کے دروازے کے آگے جسقدر میدان کہ قلعہ کے دیوار اور مسجد بادشاہی کے درمیان ہے وہان
رنجیت سنگھ نے باغ بنوایا اور حضوری باغ نام رکھا اور ایک سنگ مرمر کی نہایت خوبصورت بارہ دری
تعمیر کرائی اور سمین زیب النسا بیگم کے روضہ سے پتھر اوتار کر لگایا گیا اور قبر کے تعویذ تک پتھر نہ چھوڑا اور روضہ ٹوٹا پھوٹا
موضع نوان کوٹ مین موجود ہے اور جسقدر پتھرون کی کمی ہوئی وہ اور مقبرون سے اوتار آگیا۔

شالامار باغ یہہ باغ شاہجہان بادشاہ غازی نے ۱۰۴۸ ہجری مین بنوایا اور عمارت و قطع وضع
اسکی ایسی رکھی کہ تمام ہندوستان مین ایسا باغ کوئی دوسرا نہین ہے پہلے یہہ باغ پانچ قطعون مین منقسم تھا
مگر اب نہین ہے دو باغ تو سکھون کی بدعملی مین اوجڑ گئی عمارات اونکے منہدم ہوگئین اور تین باغ
حیات بخش و فیض بخش و فرح بخش موجود ہین اس باغ مین بڑے عمارات سنگین و مضبوط خوشنما عجیب
پختہ و بارہ دریان و آبشار و حوض و فوارے ایسی خوبصورت پتھر کے بنے ہین کہ دیکھنے سے طبیعت خوش
ہوتی پہلا باغ سب سے اونچا ہے دوسرا پہلے سے ایک قدر پست ہے سیڑھیان اوتر کر اسمین جاتے ہین اسمین
بڑا وسیع حوض مع بیشمار فوارے ہین بلکہ اس باغ کی تقسیم بھی تین قطعہ مین ہوئی ہے شرقی و غربی قطعہ پست اور وسط
کا قطعہ جہان حوض مع فوارے و آبشار ہے بلند ہے تیسرا باغ دوسرے سے بھی پست ہے چارون طرف
باغ کے بڑی پختہ اونچی دیوار ہے باغون کے خاتمہ کے مقام پر پختہ برج بنے ہین جنکے اوپر سنگ سرخ
ہشت پہلو گنبد دار بارہ دریان ہین ایک حمام سرخ پتھر کا اور نقارخانہ کا مکان بھی ایسا ہے عالیشان سنگین
بنا ہوا ہے کل فوارے اس باغ کے چارسو پچاس ہین اور شاہ نہر کے پانی سے یہہ باغ سیراب ہوتا ہے
ہزارون قسم کے درخت میوہ دار آم جامن انار وغیرہ اور طرح طرح کے پھول رنگ رنگ کے گلزار ہے کہ بہار
کے موسم مین باغ شالامار جنتی گلزار بن جاتا ہے اس باغ کے بارہ دریون مین سے دو بڑی بارہ دریان
اور ایک چھوٹی بارہ دری سنگ مرمر کی سرتاپا بنی ہوئی تھین ایک بڑی اونچی بارہ دری جو آبشار اور تختہ
کے سر پر ہے اور دو فوارہ دار حوض کے شرقی و غربی بہت اگر رنجیت سنگھ اونکے پتھر اوکھڑا کر امرتسر لے گیا
اور پتھر اوکھڑوا کر سفیدی کرا دی ایک حوض سنگ رشیت کا تھا وہ رنجیت سنگھ سے پہلے گوجر سنگھ نے جو لاہور کے

ہیں حاکموں میں سے ایک حاکم تھا اوکھڑوا کر پتھر اوسکا کوڑیوں کے مول مہاجنوں کے پاس فروخت کرڈالا
اثنا رکے حادثہ کے سامنے ایک شاہجہانی تخت سنگ مرمر کا حوض کے کنارے پر پڑا ہوا ہے وہ بھی رنجیت سنگھ
نے چاہا کہ اوکھڑوا کر امرتسر لیجاوے اور مندر کے اندر نصب کرکر اوسپر گرنتھ رکھا کرے مگر وہ اوکھڑ سکا بلکہ
اوکھاڑنے کے وقت بڑے تختہ میں شکن آ گیا اسواسطے وہ پھر یہان ہی قائم کر دیا گیا باغ کی تیاری کے وقت
کسی شاعر نے مادہ تاریخ اس باغ کا نمونہ خلد برین لکھا اور بادشاہ سے انعام پایا اب یہہ باغ انگریزی
سرکار کے تصرف میں ہے اور انگریزوں نے جنوبی بارہ دری کی دیوار توڑ کر نیا دروازہ نکالا ہے قدیمی دروازے
اسکے شرقی وغربی دو تھے اور ایک غرب کیطرف چھوٹی کھڑکی تھی اب ایک وہ دروازہ جنوبی بڑھ گیا ہے
نئے دروازہ کے پاس رنجیت سنگھ نے بھی دیوار توڑ کر ایک دروازہ نکلوایا تھا وہ اب بند ہو گیا ہے
ہر سوین روز چراغوں کا میلہ بہار کے موسم میں یہان بڑی دہوم دہام سے ہوتا ہے امرتسر و لاہور و
قصور وغیرہ شہروں سے لوگ بکثرت یہان آتے اور سیر کرتے ہین **مقبرہ شاہ جہانگیر بادشاہ**
غازی اس مقبرہ کی عمارت ایسی مضبوط وخوبصورت وسنگین بنی ہوئی ہے کہ اسکے ساتھ کا اور
کوئی مکان تمام ہندوستان میں سوائے روضہ تاج محل کے ہو گا پتھر مرمر سفید و سنگ سرخ و ابری وسیاہ وغیرہ
سینکڑوں قسم کا پتھر صرف میں آیا ہے چار مینار بڑے بلند عالیشان سنگ مرمر کے اسکے چاروں گوشوں پر
بنے ہوئے ہین مقبرہ کی چھت پر کسی طرح کے بیت نہین بلکہ فرش ہوا ہے چھت کے چاروں طرف سنگ مرمر
کے جالیان طرح طرح اور قسم قسم کے کٹی ہوئی لگی تھیں اور اندر برابر سنگ مرمر کے ستون مقطع وخوشنما
بنے ہوئے تھے وہ سب مہاراجہ رنجیت سنگھ اوکھڑوا کر امرتسر لے گیا اور تالاب کے پل اور مندر کے باہر چارون
طرف نصب کرادی اونکے سوائے اور سینکڑوں قسم کا پتھر اس مقبرہ سے اوتروا کر امرتسر بھیجوایا گیا اور پتھر
کے اندر مرقد معلی کے پاس جب انسان جاتا ہے تو بلاریب خلد برین یاد آتا ہے عجب رونق و نقش
ونگار ہیں جسکو دیکھکر آدمی کی جسم مین تازہ جان آجاتی ہے اور بے اختیار بول اوٹھتا ہے ؎ اگر
فردوس بر روی زمین است ۔ ہمین است و ہمین است و ہمین است ۔ مقبرہ کے چارون طرف بڑے بڑے
فراخ حجرے اور اونکے آگے قالبوتی صحن پتھر کے بنے ہوئے ہین جنکے وسط میں مزار پرانوار کا مکان ہے وہان چارون
طرف نیچے اوپر سوائے مجلا و مصفا سفید مرمر کے اور کچھ نظر نہین آتا شرق مغرب جنوب شمال کیطرف چار
بڑے جالیان مرمر کے لگی ہوئے ہین اور وسط مین اوسکے مرمر کا چبوترہ ہے اوسپر تعویذ قبر کا نہایت
خوبصورت وخوشنما بنا ہے قبر کے اوپر سنگ الماس مین کندہ کی ہوئی نو ننانوے نام باری تعالی جل شانہ کے
معہ بسم اللہ شریف و آیات قرآنی لکھے ہین اور پائنتی کیطرف اسم شریف حضرت کا معہ سنہ ۱۰۳۷ ہجری

چبوترے اور قبر پر طرح طرح کے گلکاریاں عقیق ولاجورد وسنگ سلیمانی ونیل کنٹھ کے بنی ہوئی ہیں اور چبوترے کے نیچے فرش سنگ مرمر وسنگ مریم وسنگ موسی کا گلکاری کے طور پر بنا ہے مزار کے برابر چھت کے اونچی پہلے تعویذ بنا ہوا تھا اب لنگر بیٹھیں ڈالکر آئینہ لگے ہوتے ہیں باہر مقبرہ کے ایک خوشنما مقطع باغ بہت وسیع اور چار دیواری سنجتہ بنی ہوئی ہے مگر اب وہ ایک سمت کی دیوار جسطرف راوی بہتی ہے دریا کے صدمہ سے مسمار ہوگئی ہے بلکہ عنقریب یہہ بھی خوف تھا کہ دریا خاص مقبرہ تک بھی پہونچ جاوے اور نقصان پہونچاوے اس خیال سے سرکار انگریزی نے بہت سا روپیہ خرچ کر کر بند بنوایا اور دریا کے صدمہ سے مقبرہ کو بچایا سرکار کے طرف سے ہمیشہ اس مکان کی درست ہوتی رہتی ہے مگر جسقدر نقصان پتھروں کا سرکار کی عملداری سے پہلے ہو چکا ہے اوس سے مفقود ہے

سرای شاہجہانی

یہہ سرای لاثانی دیوار بدیوار مقبرہ شاہ جہانگیر کے شاہجہان بادشاہ کے حکم سے تعمیر ہوئی بلکہ اسکے اور مقبرہ کے درمیان سنگ سرخ کا دروازہ بنا ہوا ہے سوا اس دروازے کے دو عالیشان پتھر کے جنوبی وشمالی دروازے اور ہیں چاروں طرف مضبوط چار دیواری اور حجرے مسافروں کے رہنے کے بنے ہوئے ہیں اور ایک مسجد غربی دیوار کے ساتھ ملی ہوئی سرخ پتھر کی چھوٹی سی بنی ہوئی ہے جسکو دیکھکر نظر کو طراوت اور روح کو فرحت حاصل ہوتی ہے

مقبرہ آصف جاہ وزیر شاہجہانی

یہہ مقبرہ شاہجہان بادشاہ کے حکم سے دیوار بدیوار سرای کے بنوایا گیا چاروں طرف اسکے بڑے بلند وسنجتہ دیوار ہے جسکے اندر وسیع میدان باغ کا باغ کے وسط میں ایک سنگین چبوترہ ہے چبوترے کے اوپر بڑا بلند وفراخ گنبد عالیشان مرمر سے بنا ونک سنگ مرمر کا بنا ہوا تھا مگر تمام وکمال پتھر اسکا رنجیت سنگھ کے حکم سے اوکھاڑ کر امرتسر بھجوا یا گیا صرف قبر کے تعویذ کا پتھر باقی ہے جسپر آیات قرآنی وشعر وتودہ نام کندہ ہیں باقے اندر کے فرش ور دروازے کے دہلیزوں اور باہر کے چبوترے کے فرش میں سے بھی کچھ باقی نہیں چھوڑا

مقبرہ نورجہان بیگم

یہہ مقبرہ آصف جاہ کے روضہ کے باہر تھوڑے ہی فاصلے پر ایک خوبصورت قطع کا بنا ہوا ہے تعویذ قبر کا تخطہ خالی کے اندر تھا اور اوپر کے عمارت تمام پتھر کی تھی مگر اسکا پتھر بھی تمام وکمال رنجیت سنگھ کے حکم سے اوتروا یا گیا تعویذ قبر کا بھی منہدم ہوگیا اب اسم تمام سرچشمہ نورجہان بیگم شاہنشاہ جہانگیر کی منکوحہ کی قبر سنگ مرمر کی بنی ہوئی تھی وہاں سے زمیندار اپنے بیل باندھتے ہیں اور گوبر کے ڈھیر لگے رہتے ہیں سبحان اللہ گردش گردون گردان گردکا نر اگر دکرد ————

لفٹنٹ گورنر جنرل بہادر کی کوٹھی

اگرچہ انگریزوں کی عملداری کے ابتدا سے اعلیٰ اعلیٰ عمارت کے کوٹھیاں لاہور کے باہر بنے ہیں مگر یہہ کوٹھی سب کوٹھیوں سے اعلیٰ اور عجائبات روزگار کی ہے اسکے احاطہ کے اندر بڑا بھاری باغ ہے طرح طرح کے درخت قسم قسم کے میوے رنگا رنگ کے پھول شجر

موجود ہین پہلے یہان ایک سید گیلانی نور الدین نور العالم کا خوش قطع عالیشان روضہ بنا ہوا تھا اور پہلوان
لاہور کے اسکے میدان مین آکر کشتی کیا کرتے تھے اسلیئے کشتی والا گنبد مشہور ہوگیا سکھون کے وقت مین جمعدار
خوشحال سنگھ نے اسجگہہ کو پسند کرکے کوٹھی بنوائی اور مدت تک رام سنگھ اسکے بھائی کا یہان ڈیرہ رہا انگریزی
عملداری کے وقت پہلے میجر میکگرگر صاحب پرنسپل اسسٹنٹ رزیڈنٹ نے یہان قیام کیا پھر لاہور کی کمشنری کے
صاحب یہان متوطن رہے اسیطرح کئی سال تک صاحبان انگریز کا یہان قیام رہا مگر اصلی مالک اسکے راجہ تیجسنگہ
تھے آخر انگریزون نے راجہ تیجسنگہ سے یہہ کوٹھی لے لی اور اسکے بدلے حویلی دیوان حاکم رای کی جو سیالکوٹ مین
ہے راجہ تیجسنگہ کو دیدی اوس روز سے آجتک برابر اسکی رونق و آبادی بڑہتی چلی جاتی ہے اور نواب لفٹنٹ
گورنر جنرل بہادر مالک پنجاب وغیرہ اسمین رہتے ہین اس کوٹھی کے جنوب کیطرف اور دو مکان عالیشان
سرکاری لارنس ہال و منٹگمری ہال بنے ہین جنکی عمارت لایق دید ہے وہ دونو مکان اون دونو افسرون
کی گویا یادگار ہین جو پنجاب کے خطہ مین بڑے اعلی افسر اور حاکم با اختیار تھے جان لارنس صاحب بہادر پہلے
چیف کمشنر پنجاب تھے پھر لفٹنٹ گورنر ہوئے پھر گورنر جنرل بہادر کشور ہند قرار پائے اونکی یادگار مین لارنس ہال
بنایا گیا روپیہ اسکے صرف روسا پنجاب و راجگان و مہاراجگان پنجاب نے اپنے اخلاص باطن سے دیا
اسیطرح منٹگمری ہال کے نام سے یادگار قایم ہوئی ہے وہ صاحب پہلے لاہور کے کمشنری کے کمشنر قرار پائے
پھر حاکم بورڈ ہوئے پھر لفٹنٹ گورنر پنجاب بنے جب وہ ولایت تشریف لے گئے تو یہہ مکان چندہ کے
روپیہ سے تعمیر ہوا اور اون تمام روسا وعظما کے نام جنہون نے چندہ دیا تھا فارسی و انگریزی و گورمکھی
خط مین سنگ مرمر پر کندہ ہوکر مکان کے اندر پتھر نصب کرائی گئی یہہ دونو مکان بڑے عالیشان لایق
تعریف تعمیر ہوئے ہین

مکان صدر کچہری صاحب ضلع لاہور

یہہ عجیب غریب
عالیشان نہایت وسیع خشتی عمارت چونہ کاری اثنا عہد سرکار انگریزی نے تعمیر کرایا ہے کہ جسکی خوبی
قطع و وضع کو دیکھنے سے انسان خوش ہوجاتا ہے شمالی طرف کا مکان دو منزلہ ہی محراب دار ہے نیچے کے
منزل کے کمرون مین صاحب ضلع وغیرہ حکام کچہریان کرتے ہین اور اوپر کے منزل پر دفتر دیوانی و فوجداری
کا کچہری کا رہتا ہے شرقی کے طرف کلکٹری خانہ خزانہ و حاکم خزانہ وغیرہ ہے غربی طرف کے کمرونمین
صاحبان اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر و اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر وغیرہ کچہریان کرتے ہین جو آمدورفت مستغیثان حاضر رہتی ہین
صحن مین [illegible] درختان [illegible] ہین جنکے سایہ مین مستغیثان آرام پاتے ہین جنوبی طرف کھلا ہوا ہے چار دیواری
[illegible] حوالات و پولس وغیرہ بھی صحن کے اندر ہین یہہ مکان
[illegible] بنایا اور رامی بہادر کنہیالال [illegible] انجنیر لاہور [illegible] افسری و نگرانی

تجویز و تدبیر کا ایسا نیک نتیجہ نکلا کہ مکان لاثانی بنکر تیار ہو گیا اور ایک لاکھ روپیہ سرکار کا اسکی تعمیر پر صرف
ہوا **مکان میو ہسپتال** لاہور کے نو تعمیر سرکاری مکانات میں سے یہہ مکان بھی اس لائق
ہے کہ ذکر اسکا درج کتاب تاریخ ہو یہہ مکان سرکاری ہسپتال ہے عمارت دو منزلہ بڑی عالیشان پختہ چونا گچ
بنی ہے ایک لاکھ پچاس ہزار روپیہ لاگت کے خرچ کی منظوری تھی رائے بہادر کنہیا لال صاحب نے اسکو بھی کمال
صنعت و عرق ریزی سے بنوایا اور اسکے چھتین پر سنگ سیاہ کے ہین اور ایک بلند منار خوش قطع ہے جو دور سے
نظر آتا ہے سرکاری ڈاکٹر یہان رعایا کا علاج کرتے ہین اور بیمارون کا علاج سرکار سے ہوتا ہے مکان کے صحن مین
باغیچہ خوش قطع بنا ہوا ہے اور دو منزلہ محراب دار عمارت دور سے خوشنما معلوم ہوتی ہے یہہ عمارت شرقاً غرباً
مستطیل ہے اور دونو طرف دو منزلہ محراب ہین ہسپتال کے اور متعلقہ مکانات بھی خوش قطع تعمیر ہوئے ہین
میو ہسپتال اسکا اسواسطے نام ہے کہ لارڈ گورنر جنرل ہند میو صاحب بہادر کے نام پر اسکا نام رکھا گیا ہے۔
مکان نیو کلیج یہہ عالیشان مکان تین لاکھ روپیہ کے لاگت کا سرکار کے حکم سے تعمیر ہوا ہے اسکے
بھی مہتمم و کار فرما رائے بہادر کنہیا لال اگزیکٹو انجینئر لاہور ڈویژن ہے یہہ مکان ابھی بن رہا ہے عمارت اسکی
نہایت عمدہ و پختہ دو منزلہ بنی ہوا اور اسکے محراب سنگ سیاہ کے بنے ہوئے ہین اور پتھر جنوٹ کے کہان سے
منگوایا گیا ہے یہہ شاہانہ مکان طلبا مدرسہ کے پڑھنے کے لئے بنا ہے مکان بہت بڑا اور فراخ ہے سرکاری
عمارات جسقدر پنجاب مین تعمیر ہوئے ہین سب سے اعلٰی و مضبوط اس مکان کی عمارت ہے غرض یہہ مکان دیکھنے کے
لائق ہے قلم کے زبان سے اسکی تعریف کا بیان ہونا ایک امر محال ہے چنانچہ سنہ ۱۸۷۶ء کے آغاز مین جب جناب
پرنس آف ویلز ولیعہد ہندوانگلنڈ لاہور تشریف لائے تو اور کوئی مکان انکے دربار کے لائق مشہور نہوا اور
ابھی نا تمام مکان کو کہ وسعت اور خوبی مین ثانی نہین رکھتا تھا دربار کے لئے درست کیا گیا اور رائے صاحب بہادر
انجینئر نے چند روز مین اسکو درست کر کے ایک تختہ بنا دیا اور ولیعہد عالیمقام نے رائے صاحب کی کارگذاری
سے نہایت خوش ہو کر مورد تحسین و آفرین فرمایا **سینیٹ ہال** یہہ مکان سرکار نے مدرسہ یونیورسٹی
کے لئے تعمیر کرایا ہے تیس ہزار روپیہ اسکی تیاری پر صرف ہوا ہے مکان نہایت عمدہ و خوش قطع بنا ہے
رائے بہادر کنہیا لال صاحب اگزیکٹو انجینئر نے اس مکان کے تعمیر مین اپنے کمال کا اظہار ایسا کیا ہے کہ
دیکھتے ہی انسان انکی حسن تدبیر پر آفرین کہتا ہے **ریل کا اڈا** یہہ مکان سرکاری نہین بلکہ ریل
کمپنی کا بنوایا ہوا ہے نہایت بڑا عالیشان مکان تعمیر ہوا اس عمارت کے خوبیان دیکھنے کے لائق ہین
یہہ ایک مکان نہین ہے بلکہ بہت سی مکان الگ الگ ہر ایک کارخانہ کے لئے بنائے گئے ہین اور ہر ایک
ہر ایک مکان جدا بنائی گئی ہے اور اسمین کئی قسم قسم کے موجود رہتی ہین بڑا مکان جسکو قاعدہ بولتی مین ایک

ایک عجیب و غریب مکان ہے جسکی تعمیر پر کمپنی کے لاکھون روپیہ خرچ ہوئے ہین اور انجن ہندوستان و ملتان کا
اسی قلعہ کے اندر سے روان ہوتا ہے - مہاراجہ رنجیت سنگہ نے باوجود اوس شکوہ و عالیجاہی کے کوئی
عمدہ مکان لاہور مین نہوا کرا نیا یادگار نہین چھوڑا البتہ پرانی عمارتون کو گرا کر نیا کسی مین ملا دیا ہے مرقد ایک بارہ دری
سنگ مرمر کی مہاراجہ کے حکم سے بمقام حضوری باغ و میدان غربی دروازہ قلعہ لاہور اور مسجد شاہی کے
تعمیر کرائی تھی جو اتبک موجود ہے یہہ عمارت جب تعمیر ہونے لگی پتھر کے لینے کے لئے بہت سے مقبرے عہد شاہان
چغتائی گرائے گئے اور اونکا پتھر اس بارہ دری پر خرچ ہوا پادشاہی مسجد کی عمارت کا بھی نہایت نقصان
مہاراجہ کے وقت مین ہوا چارون میارون کی چارون برجیان جو سنگ مرمر کی تھین
اوتاری گئین ہزارون سائین پتھر کی سکھون نے اوتار لین کوئی پرسان حال نہوا دیوارین گر گئین فرش اوڑ گیا
مگر اب سرکار نے وہ عالیشان مسجد مسلمانون کو دیدی اور ہزارون روپیہ چندہ ہو کر اب وہ مکان نمونہ خلد برین
بن گیا ہے اور باقیماندہ مرمت ہو رہی ہے **سمادہ مہاراجہ رنجیت سنگہ** یہ مکان بھی لاہور
کے مکانات مین سے لائق ذکر ہے مہاراجہ رنجیت سنگہ کے وفات کے بعد اس مکان کی عمارت
شروع ہوئی اور مہاراجہ شیر سنگہ و دلیپ سنگہ کے وقت بنتا رہا سرکار انگریزی کے وقت اسکی عمارت باختتام
پہونچی بڑے گنبد کے نیچے پہلے معمارون نے آٹھ ستون قائم کئے تھے مگر وہ ستون وہ بھاری بار
گنبد کا اوٹھا نہ سکے اور آٹھون ستون شق ہو گئے قریب تھا کہ مکان منہدم ہوتا یہہ حال جب صاحبان انگریز نے
دیکھا رائے بہادر کنہیا لال ایگزیکٹو انجنیر کو ارشاد کیا کہ اوس مکان کے استحکام کی تجویز کرین چنانچہ رائے صاحب نے
آٹھ ستون اور اوس گنبد کے نیچے ایزاد کر دیئے اور شق شدہ ستونون پر آہنی حلقے چڑہا دیئے اس تجویز سے
وہ عالیشان مکان مستحکم و مضبوط ہو گیا اور اوسکے مسمار ہونے کا اندیشہ رفع ہو گیا **لنگر خان** لاہور کے جنوب
کی طرف بفاصلہ ڈیڑہ میل کے یہہ ایک سا ختہ عمارت کا قصبہ ہے پہلے یہ لاہور کے باہر کی آبادی مین سے لنگر خان
بلوچ کی گذر مین ایک محلہ تھا اصلی حال اسکے آبادی کا یہہ ہے کہ جب ہمایون بادشاہ کی وقت لاہور کا صوبہ
شہزادہ کامران اوسکے بھائی کے جاگیر مین ملا تو اوسکے وقت شہر لاہور کے حصار کے باہر آبادی شروع ہوئی اوس وقت
لنگر خان حسب الطلب ہمایون شاہ کے لنگاہی سلطنت کی خراب ہونے کے بعد ملتان سے لاہور آیا اور ایک
گذر آباد کر کے گذر لنگر خان نام رکھا اوسوقت اوسکے ساتھ ایک بزرگ قوم کے مغل جنکا نام پیر عزیز الدین
کوت مرنگ تھا اونہون نے بھی اوس گذر کے اندر یہہ محلہ آباد کر کے سکونت اختیار کی رفتہ رفتہ
یہ محلہ خوب آباد ہو گیا چغتائی سلطنت کی ضعف کی وقت جب سکھون نے لاہور کی باہر کی آبادی
ویران کر دی تو لنگر خان کی اولاد بھی یہان ہی آ رہی اور مغلون اور بلوچون نے ملکر اپنے محلہ کی حفاظت کی

اسلئے اسکی آبادی قایم رہ گئی بعد ازان ارائین قوم ادہر ادہر سے اوٹھکر اس مین آئی اور آبادی بڑہتی
گئی اب چند آبادیان علیحدہ علیحدہ کوٹون کے طور پر آباد ہین ایک کوٹ عبد اللہ شاہ بلوچ نے جو قادریہ خاندان
ایک مقبول بندہ تھا پہلے پہل آباد کیا جسکی آبادی رنجیت سنگہ سے پہلے گوجر سنگہ کے وقت مین ہوئی پھر قلعہ بابا دو
وقلعہ محمد او تارہ ہیرہ وغیرہ بستیان مختلف وقتون مین آباد ہوتے رہین خاص منڈی مین لنگر خان کی اولاد رہتی ہے
اور عبد اللہ شاہ کے کوٹ پر بھی اونہین کا قبضہ ہے فی زمانا ملکیت بلوچون اور ارائیون اور مغلون کے
یہان ہے مگر اب بوجہ مفلسی تنگدست ہوگئے ہین بلوچون مین سردار خان بڑا عالی ہمت آدمی تھا اوسکے
مرنے کے بعد کارخانہ ابتر ہوگیا ارائین کی قوم آجکل مالک بنے ہوئے ہین اور بڑی ملکیت بھی انھین کی ہے

اچھرہ لاہور سے جنوب کے طرف بفاصلہ تین میل کے آباد ہے مکانات و بازار اسکے پختہ ہین اچھے اچھے
دولتمند ساہوکار اسمین رہتے ہین زمیندار بھی آسودہ حال اور علاقہ زرخیز ہے زراعتون کو پانی کنوئون کے ذریعہ
سے دیا جاتا ہے غلہ کا بیوپار ہوتا ہے پہلے یہہ قصبہ ایک شخص اچھر المکبو نے آباد کیا اب راجپوت و کمبوہ دو قومین
یہان کے زمیندار ہین نو سو ستائیس گھر کی آبادی اور تین ہزار اکسو چھپن مردم شماری ہے **کانہ** یہہ قصبہ لاہور
سے بسمت جنوب بارہ کوس کے فاصلے پر آباد ہے آبادی اسکی دو مقام پر واقع ہے شرق کے سمت کی آبادی
نیا کانہ اور غرب کے طرف پرانا کانہ کہلاتا ہے پہلے یہہ قصبہ کانہ نہتہ دار گوت سندہو نے
آباد کیا اور اپنے نام پر اسکا نام رکہا اوسوقت آبادی اسکی بہت تھوڑی تھی آخر جب چغتائی
سلطنت کی ضعف کے وقت جی سنگہ و سوبھا سنگہ وغیرہ جب کہنیہ مثل کے سردار
پنجاب کو لوٹکر سردار بنے اور بہت سا ملک اونکے تصرف مین آگیا تو
اونکے رہنے کے سبب سے آبادی اور رونق اسکی بڑہ گئی کیونکہ اور غارتگر
سکہ اونکا لحاظ کر کے اس قصبہ کے لوٹنے کو نہین آتے تھے اور لوگ اسکو مامن سمجھکر اور آبادیون سے
اوٹھکر یہان آرہے اور آبادی ایسی ترقی پر پہونچی کہ ایک قصبہ سے دو قصبہ بن گیا اب بھی زمیندار سکہ
قوم سندہو یہان کے مالک ہین تعمیر اسکی خام ہے بیوپار غلہ کا ہوتا ہے دونون قصبون مین دو ہزار چہسو آدمی
اور چہ سو بیس گھر ہین **نیاز بیگ** یہہ قصبہ لاہور سے چہہ کوس راوی کے کنارے پر آباد ہے
ایکسو ساٹھہ برس کا عرصہ گذرا ہے کہ اول ایک شخص مسمی نیاز بیگ مغل اس علاقہ کے جاگیردار نے اس قصبہ
کی بنیاد رکہی اور اپنے نام سے موسوم کیا ہنوز اچھی طرح سے آباد ہونے نہین پایا تھا کہ وہ مر گیا بعد ازان
سوہندے خان وغیرہ راجپوتان قوم کہوکہر و بہٹی نے اسکی آبادی کی جنکی اولاد اتبک مالک چلے آتے ہین عمارت
اس قصبہ کی کچی پکی ملی ہوئی ہے کہتری ہندو و مسلمان ہر ایک قسم کے لوگ یہان رہتے ہین بیوپار غلہ کا ہوتا ہے

بازار آباد ہے رنجیت سنگہ سے پہلے سوبہا سنگہ بہانگا حاکم تہا پہر رنجیت سنگہ ہوا اب انگریزی علاقہ مین شامل
تحصیل و ضلع لاہور کے ہے ایکہزار چہتر گہر اور دو ہزار آٹہہ سو چہہ آدمی اسمین آباد ہین **چونیان** یہہ قصبہ
بہت پرانا ہے جنتائی بادشاہون کے تواریخ مین اکثر اسکا ذکر درج ہے پہلے یہان ایک زمیندار چونیا نام نے
اسکی آبادی کی بنیاد رکہی پہر درعرصہ ایکسو چالیس سال کے آسا سنگہ و راے سنگہ سندہو نے اسکی آبادی کو بہت
زیادہ کیا اور رونق بڑہائی اب کہتری اروڑے ہنود و سکہہ جو ہے مسلمان یہان رہتے ہین غلہ کا بیوپار ہوتا
زمینداری سندہو قوم کی سکہون کی ہے لاہور سے چودہ کوس جنوب کے طرف یہہ قصبہ آباد ہے جسمین ایکہزار دو سو
تیرہ گہر کی خانہ شماری اور نو ہزار دو سو نواسی آدمی کی مردم شماری ہے **بہسین** یہہ قصبہ شاہجہانی نہر کے
کنارے پر جسکو نہر ہنسلی کہتے ہین لاہور سے نو کوس شرق کیطرف آباد ہے پانسو برس کا عرصہ گذرا ہے کہ ایک زمیندار
بہسین نام قوم دہول نے اسکو آباد کیا اور اپنے نام پر نام رکہا اب زمیندار دہول یہان بہت رہتے ہین عمارت
اسکی پختہ اور اچہی اچہی حویلیان بنی ہوئے ہین شاہزمان بادشاہ جب کابل سے لاہور آیا تو یہان کے رہنے والے
سب گانو چہوڑکر بہاگ گئے اور قصبہ ویران ہوگیا مگر اوسکے چلے جانے کے بعد پہر آباد ہوگیا رنجیت سنگہ
نے جب لاہور پر قبضہ کیا تو اور راوی پار کے سکہون کو رشک و حسد پیدا ہوا اور چاہا کہ رنجیت سنگہ کو
لاہور سے بیدخل کیا جاوے اور سب نے بہسین کے مقام پر اجتماع کیا اور لڑائی کی یاوری اقبال سے رنجیت سنگہ
فتحیاب ہوا رنجیت سنگہ کے فوج مین یہان کے سکہہ بڑے بڑے عہدون پر نوکر تہے اونہون نے اپنی حویلیان
پختہ و عالیشان بنوائین اور قصبہ کی رونق بڑہ گئی اس قصبہ مین آٹہہ سو پختہ گہر اور دو ہزار دو سو آٹہہ
آدمی آباد ہین **منہالہ** لاہور سے بارہ کوس شرق کے طرف دہلی کے پرانے شاہراہ پر جہانگیر بادشاہ
کے حکم سے بنایا گیا تہا یہہ قصبہ آباد ہے چار سو برس گذرے ہین کہ اس قصبہ کو سیمی نام ہنود زمیندار نے
آباد کیا تہا چونکہ قصبہ کے بانی نے پہلے پہل یہان آکر اپنے رہنے کیواسطے منہا یعنی لکڑیون پر جہونپڑا بنایا تہا
اسواسطے نام اسکا پہلے منہالہ مقرر ہوگیا اب صرف منہالہ ہی مشہور ہے آبادی اسکی دو جگہہ علیحدہ علیحدہ
ہے کچے پکے عمارتین بنے ہوئے ہین ہنود زمیندار سکہہ بہت رہتے ہین شاہجہانگیر کے وقت کی ایک پختہ سرا
یہان بنی ہوئی تہی جسکی اینٹین سکہہ گراکر لے گئے اب بہی نشان اوسکے موجود ہین امیر سنگہ نام ایک شخص کا
بنوایا ہوا یہان پختہ تالاب ہے جسمین برسات کا پانی جمع رہتا ہے **کنور** **مشہور قصور** باری دوآبہ
ضلع لاہور کے علاقہ مین یہہ ایک شہر دریاے بیاس کے دہنے کنارے سے نو میل اور لاہور سے چونتیس میل جنوب
شرق و جنوب کو آباد ہے یہہ شہر بہت پرانا ہے بسبب گذرنے زمانہ دراز کے دریافت نہین ہوتا کہ آیا پہلی
اسکی آبادی کی بنیاد کسنے رکہی اور قصور اسکا نام کیواسطے رکہا گیا اور ہنود کہتے ہین کہ یہہ شہر راجہ کش نے

رام چندر کے بیٹے نے آباد کیا اور نام اسکا کس پور رکھا اب غلط العام کسور مشہور ہے کس اور لوہ دو حقیقی
بھائی رام چندر کے بیٹے تھے لوہ نے تولاہور آباد کیا اور لوہ پور نام رکھا اور کس نے کسور کی آبادی کی بنیاد رکھی
مگر یہ بات سوائے خلاصۃ التواریخ کی جسکا مصنف بھی ہندو ہی اور کسی تاریخ سے ثابت نہیں ہوتی شاید ایسا ہی
وقوع مین آیا ہو یہہ بات البتہ ثابت ہوچکی ہی کہ پہلے آبادی اسکی بہت بڑی تھی مگر مغلون کی فوج کی حملون
اور اونکی تاخت و تاراج سے یہ شہر بالکل اجڑ گیا آخر جب امیر تیمور پنجاب مین آیا تو اوسنے یہہ سرزمین معہ
غیرآباد شہر کی اپنے خیرخواہ افغانون کو بخش دی اور آباد کیا پھر خضرخانیہ سلطنت مین جب ملک بہلول لودی
افغان دیپالپور و لاہور کا حاکم بنا اور شیخا کھوکھر کے اغوا سے اوسنے دہلی کی سلطنت لینے کا ارادہ کیا
تو اوس نے اور بہت سے پٹھان اپنے ہم قوم یہان آباد کیے اور بڑے بڑے روزینہ و جاگیرین اونکو
دین کہ وہ مہم کی وقت پر کام آوین بلکہ زمینداری اور مالکیت قصور کی بھی اونہین کو عطا کر دی چونکہ یہہ
لوگ شاہی ملازم اور دولتمند تھے تھوڑے سے عرصہ مین یہہ شہر بڑی رونق کی ساتھ آباد ہوگیا پھر اکبر شاہ
کے وقت مین ترقی ان افغانون کی بہت ہوئی شاہجہانی عہد مین قطب الدین خان و لال نذر محمد خان نوابی کے
خطاب سے سرافراز ہوا اور عالمگیر کے وقت مین شہداد خان کو ریاست ملی محمد شاہ کے عہد مین حسین خان یہانکا
رئیس و حاکم قرار پایا آخر حسین خان کی عداوت عبدالصمد خان ناظم لاہور سے ہوگئی اور آپسمین بمقام چونیان
لڑائی ہوکر حسین خان مارا گیا اور قصور کی فوج مغلوب ہوئی مگر ریاست قائم رہی بعدازان بھنگی مثل کے سکھون
نے اور مثلون کی مدد لیکر بسبب عداوت مسلمان کرنے ایک برہمن بچہ کے قصور پر حملہ کیا افغانی فوج بسبب اپنی
قلت کے مغلوب ہوئی اور شہر غارت ہوگیا اوسوقت اس شہر سے اسقدر دولت چاندی سونا و جواہرات سکھون
نے لوٹا کہ سب امیر ہوگئے گوربخش سنگھ جیا سنگھ رامگڑھیہ کو اونکے حصہ کا زیور طلائی و نقرئی اسقدر ملا کہ اونہون نے
وہ زیور جمع کرکر ایک مضبوط چارپائی کے اوپر رکھا فی الفور اونکی بار سے چارون چولین چارپائی کی ٹوٹ گئین
مگر اتفاق ایسا ہوا کہ جب وہ یہہ مال لیکر امرتسر گئے تو اون دونو نے ملکر یہ چاہا کہ مثل کے کل سکھون کو اسکا
حصہ نہ دین خود ہی ہضم کرلین اس ارادہ پر اونہون نے وہ مال رات کے وقت سے پوشیدہ جنگل مین گاڑ دیا
اس نیت سے کہ چند روز کے بعد نکال لینگے چونکہ دو روز کی بڑی بارش ہوگئی اور جنگل مین پانی بھر گیا
اسواسطے وہ نکال نسکے اور پانی کے خشک ہونے کے بعد وہ موقع جہان اونہون نے مال گاڑا تھا بھول
گیا اور وہ مال اوسی طرح زمین کے اندر ہی دفن رہا قصور کے فتح کے بعد سکھون نے بہت سا نذرانہ
لیکر غلام محی الدین خان پٹھان کو اپنی طرف سے قصور کا حاکم مقرر کیا اور قرار ہوا کہ غلام محی الدین خان قصور مین
گاؤکشی نکرے مسجدون مین ملا بلند آواز سے اذان نہ دین کوئی ہندو یا سکھ مسلمان نکیا جاوے جب سکھ بگڑ گئے تو اسلامی ریاست

پھر سب قصور مین جاری ہوگئین اس سبب سے قصور کی ہندؤون نے ناراض ہوکر اطلاع اسکی امرتسر مین
سنگھون کو کی اور اونھون نے جمع ہوکر دوبارا یورش قصور پر کی اوسوقت افغانی فوج ایک قلعہ مین محصور ہوکر
سکھون سے لڑتی رہی چند روز کی بعد سکھون نے وہ قلعہ لیکر قتل عام کیا اسلیئے اوس قلعہ کا نام اب تک
قتل گڑھی مشہور ہے اوسوقت قصور پٹھانون کے قبضہ سے نکل گیا اور شہر مین چند سے سکھون کی حکومت رہی
پھر چند دنون مین کہ شاہ زمان بادشاہ کابل سے لاہور مین آیا اور جابجا فوج اوس نے سکھون کے قتل و
گرفتاری کے واسطے مامور کی تو سکھہ قصور کا قبضہ چھوڑکر بھاگ گئے جب شہر خالی رہگیا تو نظام الدین خان
افغان نے فی الفور قصور پر اپنا قبضہ کر لیا اور علاقہ مین اپنی عمال و فوج مامور کردی شاہ زمان کی واپس جانے
کے بعد پھر بھی کئی حملے سکھون کے بڑے بڑے اجتماع کر کر قصور پر کرتے رہے مگر نظام الدین بڑے انتظام کے ساتھہ اون سے
لڑتا رہا جب خوب سا حکومت نظام الدین کی اس علاقہ پر جم گئی تو بھائی بندون کو حسد و بغض پیدا ہوا اور ایسے ظالم
آدمی کو اونھون نے موقع پاکر شہید کر دیا اوسکے بعد اوسکا بھائی قطب الدین خان ریاست پر بیٹھا چھہ برس تک
اوس نے کمال دلاوری اور بہادری کے ساتھہ ریاست کی پھر حملے پر حملے رنجیت سنگھ نے اوسکے وقت
مین قصور پر کئے مگر قطب الدین اوسکو جواب ترکی بہ ترکی دیتا رہا آخر رنجیت سنگھ نے اوسکے نوکرون
اور اہل دربار کے ساتھہ سازش کرلی اور اونکی نمک حرامی سے رنجیت سنگھ نے قصور پر قبضہ پایا اور علاقہ ممدوٹ کا
معہ قلعہ قطب الدین خان کی گذارے کے واسطے واگذار رہا جو اب تک اوسکے لواحقون کے قبضہ مین ہے
اب یہ شہر انگریزی حکومت مین ماتحت صاحب ضلع لاہور کے ہے ایک تحصیلدار حاکم تحصیل مال اور ایک اکسٹرا اسسٹنٹ
کمشنر حاکم بااختیار یہان رہتا ہے شہر کی سب عمارت پختہ ہے مکانات پختہ دو منزلہ سہ منزلہ خوشنما یہان بنے ہوے
ہین بازار دلچسپ و کشادہ ہین بڑی مالدار ساہوکار ہندو و خوجے مسلمان یہان تجارت کا کام کرتے ہین ہر ایک
چیز کی سوداگری یہان بکثرت ہوتی ہے رہنے والے یہان مسلمان افغان خوجے بہت ہین ہندو کم ہین آدمی یہان
کے سفید پوش عزت طلب عقیل ذی ہوش با عزت ہین عورات کو پردہ مین رکھنے کا یہان بہت رواج ہے کل شہر کی
آبادی بارہ قلعون مین تقسیم ہوئی ہے اول پرانا قلعہ جسے قدیمی قلعہ ہے اسکے بانی کا حال معلوم
نہین کہ آیا کس نے کس عہد مین بنوایا دوسرا غلام محی الدین خان کا کوٹ اسکو غلام محی الدین خان افغان نے
بنوایا تیسرا قلعہ مراد خان کا اسکو مراد خان کا کوٹ کہتے ہین اسکی بنیاد مراد خان نے رکھی تھی مگر حد و بست اسکے
قصور کی حد بست سے علیحدہ ہے چوتھی قتل گڑھی اس قلعہ مین سکھون نے قتل عام کی تھی جسکا ذکر پیچھے ہو چکا
ہے پھر عبد الغنی خان نے یہان ایک کوٹ بنوایا پانچوین کوٹ عظیم خان چھٹے کوٹ بدر الدین خان ساتوین کوٹ
عثمان خان آٹھوین کوٹ رکن الدین خان نوین کوٹ فتح الدین خان دہمہ قلعہ نظام الدین خان نے

اپنے بیٹے فتح الدین خان کے نام پر آباد کیا تھا دسوین بنا قلعہ یعنی قلعہ حلیم خان و عظیم خان پٹھانون نے بنا کر بیٹا کو
نام رکھہ دیا گیارہوین پیرانوالہ کوٹ یعنی کوٹ پیر عبدالرحمن خان نے بنوایا تھا بارہوین حسین خان کا کوٹ
یعنی حسین خان پٹھان کی تعمیر ہے الغرض ہر ایک قلعہ اس شہر کا اوسکے بانی کے نام منسوب ہے اب منجملہ بارہ کوٹون کے
حسین خان و غلام محی الدین خان و عثمان خان تین کوٹون کی آبادی اسمین شامل ہوگئی ہے اسی طرح عظیم خان
و فتح دین خان کے دو قلعون کے آبادیان مل گئی ہین باقی سب کوٹون کی آبادیان الگ الگ ہین قصور مین
پرانے و نئے مقبرے بہت ہین اونمین سے بلہے شاہ قادری کے مقبرہ کا نام بہت مشہور ہے تحفہ یہان کا جوتا اور
میتھی خوشبودار ہے جو ملکون مین جاتا ہے گلی برتن بھی پختہ و قطع دار و مضبوط بنتے ہین اس شہر مین پانچہزار
سات سو اونتیس گھر اور سترہ ہزار دو سو نو آدمی آباد ہین پرگنہ قصور کا متعلق ضلع لاہور کے ہے دریا ستلج
و بیاس دو دریا ملے ہوے اسکے علاقہ کے جنوبی سرحد پر بہتے ہین اور منجملہ دیہات تحصیل ہذا کے دو حصہ تو ملک
مانجھہ یعنے سرزمین بلند اور ایک حصہ ہٹھار یعنے پست زمین آباد ہین اور پرگنہ کے لوگ اکثر مسلمان ارائین و ڈوگر
محنت کش زمیندار ہین ہٹھار کے چاہات کا پانی عموماً شیرین ہے پیدائش ہر ایک قسم کے غلہ کی ہوتی ہے مانجھہ
کے سرزمین مین اکثر سندھو جاٹ قوم گل و سندہو و سدہو و سکہہ و اروڑہ و کہتری مانجھہ کے زمین کا پانی کہاری
ہے اور زمین اکثر بارانی ہے جو اب نہری ہوگئی ہے پہلے مانجھہ کے لوگ تنگ حال تھے جس سال بارش نہین
ہوتی تھی لوگ فاقہ کشی کرتے تھے مگر اب جابجا نہرین جاری ہوگئی ہین اس سبب آسودہ حال ہین پہلے
شہر قصور کی آبادی حال کی آبادی سے جانب جنوب واقع تھی آبادی اوسکی بہت مختصر تھی اور قوم کہتری
گوت پوری اسمین آباد تھی اور منجملہ روسا خطہ پنجاب کے راجہ راے سنگہ نام اس شہر و علاقہ پر اپنا تسلط رکھتا تھا
جب شاہ بہلول لودی کا وقت آیا تو بسبب ہم قومی کے کابل وغیرہ مقامات سے افغان بکثرت پنجاب مین آکر سکونت
پذیر ہوے چونکہ اوسوقت پیرا نام ایک نامی قزاق اس علاقہ مین اکثر زمیندارون کو لوٹ لیجاتا تھا راجہ اوسکے
ہاتھہ سے بہت تنگ تھا اوسنے چند افغان اوس قزاق کے سرکوبی کے لیئے نوکر رکھے افغانون نے قزاق کی گوشمالی
بخوبی کی جسسے راجہ بہت خوش ہوا اور افغانون کو اپنے یہان جگہہ دی پھر تو یہہ قصبہ گویا افغانون کا گھر
بن گیا رفتہ رفتہ اس قوم کی ترقی ہوتی گئی جب راجہ مر گیا تو قصور کے زمیندار اور رئیس بھی افغان بن گئے
اور بدر محمد خان ایک صاحب عزت افغان کو شاہ دہلی کے دربار سے نوابی کا خطاب حاصل ہوا اس نواب
کو دیندار خان کا لقب بھی ملا اور یہہ علاقہ اوسکی جاگیر قرار پایا اسکے بعد افغانان قصور مین سے جو شخص
صاحب ہمت و دولت ہوا اور بادشاہی دربار مین اوسنے خدمات نمایان کین تو اوسکو نوابی کا خطاب
ملتا رہا اور بارہ کس [illegible] اپنے وقت پر ہوئے مثل نواب نعمت خان و نواب مولی داد خان و پیر محمد خان

وحسین خان ومنصور خان وبہادر خان وغیرہ اور پرگنہ قصور وچونیان وپرگنہ ممدوٹ وکھائی وغیرہ انکی
جاگیر مین تھا ان کے وقت شہر قصور کی آبادی بہت بڑہ گئی تھی کہ کل آبادی طولاً چہہ میل اور عرضاً دو میل تھی
اور ہر ایک نواب نے علیحدہ علیحدہ آبادیان اپنی قایم کرلین آخر وہ آبادی سکہون کے بار بار حملون اور
رنجیت سنگہ کے یورشون سے برباد ہوگئی فی زمانا شہر مین دو حصے مسلمان اور ایک حصہ ہندو ہین منجملہ مسلمانونکے
قوم خوجہ کی بڑی کثرت تھی اور وہ ہر طرح کا بیوپار کرتے ہین زین اور جوتا اس شہر کا بنا ہوا تحفہ مشہور ہے
قوم خوجہ پہلے ہندو اروڑے تھی اونکو حضرت شمس الدین تبریزی ملتانی نے مسلمان کیا منجملہ سبزی ترکاری
کے میتھی قصور کی مشہور ہے جو نہایت خوشبودار ہوتی ہے دور دور تک بطور تحفہ بھیجی جاتی ہے بزرگان
دین کے مقبرے بھی یہان بہت ہین چنانچہ مقبرہ شیخ صدر دیوان انصاری وشیخ عبد الخالق ومیان بادشاہ
وبھلے شاہ وشیخ لال چشتی وغیرہ مشہور مقبرے ہین بڑا بزرگ خاندان شیخ غلام محی الدین صاحب مجددی نقشبندی
کا ہے جنکی خاندان کے چراغ حضرت صاحبزادہ عبد الرسول چند ماہ گذرے ہین کہ فوت ہوئے ہین
یہہ بزرگ ظاہری وباطنی علم مین کمال رکہتے تھے ہندو فقیرون مین بابا اتہن مشہور فقیر ہوچکا ہے
جسکی سمادہ پر بروز بیساکہی بڑا میلہ ہوتا ہے اور اوس میلہ پر مرد وعورتین آپسمین مغلظات بکتی ہین عورت
کے وارث باوجودیکہ ساتھہ ہوتے ہین کچہہ غیرت نہین کرتے اور اگر عورت بھی نامحرم مرد کے کلام کا سخت
جواب دیوے تو وارث عورت کے بہت خوش ہوتے ہین **پٹی** دوآبہ باری ضلع لاہور پرگنہ قصور کے
علاقہ مین یہہ قصبہ گیارہ میل دہنے کنارے دریاے گہارا کے اور پنتالیس میل لاہور سے جنوب مشرق کے
سمت کو آباد ہے مکانات اسکے پرانے اور پختہ عمارت ہین اسکی آبادی کا حال اسطرح ثابت ہوتا ہے کہ سنہ ۹۲۹ھ
مین مسمی ہیبت خان جاگیردار نے بموجب فرمانے سلطان ابراہیم لودی کے موضع عبد الملک سے آکر اسمقام پر یہہ
قصبہ آباد کیا اسکی آبادی سے اول یہان ایک موضع اسلام پور نام آباد تھا بعد آبادی کے نام اسکا ہیبت پور
پٹی رکہا گیا اور یہہ نام دو نامون سے مشترک ہے یعنی ہیبت کا لفظ تو ہیبت خان کے نام سے مراد ہے اور پٹی
ایک عورت کا نام تھا جو موضع آصل مین رہتی تھی اور ہیبت خان کی معشوقہ ومطلوبہ تھی ہیبت خان نے اوسکا نام
بھی اس نام مین شامل کرکر نام اسکا ہیبت پور پٹی رکہا آبادی اسکی بعمارت پختہ ایک میل کے دورہ مین ہے
مغل سید راجپوت قاضی کہتری اڑوڑے بھاٹڑے وغیرہ اسمین رہتے ہین بیوپار غلہ کا بہت ہوتا ہے لوہار بھی
لوہے کا کام اچھا بناتے ہین پختہ قلعہ خوشحال سنگہہ پوریہ کا بنوایا ہوا یہان موجود ہے ایکہزار نوسو تنتیس گہر
اور چہہ ہزار تین سو اڑتیس آدمی اسمین آباد ہین بادشاہون کے وقت مین یہہ قصبہ حاکم نشین اور پرگنہ کا صدر
مقام تھا قصبہ کے اندر کے کنوون کا پانی شور اور باہر کا پانی میٹھا ہے **نوشہرہ** یہہ قصبہ پٹی سے

چھہ کوس کے فاصلہ پر آباد ہے اور زمینداران قوم تھوہیان رہتے اور زمینداری کرتے ہین علاقہ اسکا زرخیز ہے اور
زمین بارانی و چاہی **سورسنگھ** یہ قصبہ قصور سے اونیس کوس کے فاصلہ پر آباد ہے راجہ سورسنگھ نے بہرو عرصہ چارسو
برس کے اسکو آباد کر کے اپنے نام سے موسوم کیا زمینداران قوم دہون وہان آباد ہین بیوپار غلہ کا بہت ہوتا ہے
چونکہ سکہون کی سلطنت مین اس گاؤن کے لوگ رنجیت سنگھ کی سرکار مین اچھی اچھی عہدہ دار تھے اس سبب سے
اچھی اچھی حویلیان اور پختہ عمارتین یہان تعمیر ہو گئین ایکہزار بیس گہر اور چار ہزار چہہ سو چونسٹھہ آدمی یہان آباد
ہین **[illegible]** قصور سے بفاصلہ سات کوس مشرق کی طرف یہہ ایک قصبہ آباد ہے چار سو برس کا
عرصہ گذرا ہے کہ اس قصبہ کو سندہو زمینداروں نے آباد کیا پہلے وہ موضع بگہیانہ پرگنہ چونیان
رہتے تھے آبادی کی رو سے اسپر کبھی کوئی تنزل نہین آیا عمارت اسکی خام ہے اور زمیندار سندہو و کہتری وارڑی
اسمین رہتی ہین کہتری یہان کے ساہوکارہ اور غلہ کا بیوپار کرتے ہین اور قحط کی امید پر ہزارون روپیون کا
غلہ خرید کر رکھتے ہین آٹھہ سو اڑتیس گہر اور تین ہزار تین سو اکیاسی اسمین آدمی آباد ہین **الگون** یہ قصبہ
بہت پرانا ہے اگلے زمانہ مین کسی شخص راجہ الگن نام نے اسکو آباد کیا ایک مرتبہ کسی حادثہ کی سبب
سے یہہ اجڑ گیا اور مدت تک اجڑا پڑا رہا دوبارہ پہر ہندو شاہ نے اسکی آبادی کی اور پہلی ہی نام سے
موسوم رکہا ایکسو بیس برس ہوئے ہین کہ دوستہ سنگہ نام ایک سکہہ سردار نے یہان آکر کچا قلعہ بنوایا اور
اپنا مسکن مقرر کیا چونکہ اسوقت غارتگر سکہہ تمام پنجاب کو لوٹ رہے تھے اسواسطے لوگ قلعہ کو امان
سمجھ کر دور دور سے یہان آ رہے اور قلعہ آباد ہو گیا پہر جب نظام الدین قصوریہ نے اس علاقہ پر اپنا تسلط
جمایا تو اوسکے خوف سے اور بہی گرد نواح کے لوگ یہان آ رہے اور موضع الگون کی جگہہ دوستہ سنگہ کا
قلعہ آباد ہوا بعد ازان جب رنجیت سنگہ کی عملداری قائم ہو کر ملک مین امن ہو گیا تو زمینداروں نے
پہر قلعہ سے نکلکر الگون کو آباد کر لیا جو اب تک آباد ہے راجپوت یہان بہت رہتے ہین اور غلہ کا بیوپار ہوتا ہے
اسوقت تک تین سو اکتیس ۳۳۱ گہر اور ایکہزار چہہ سو پچاس آدمی اسمین آباد ہین **ولٹوہہ** یہ قصبہ مانجہہ
کی زمین مین اچہا آباد مکان ہے چغتائی سلطنت کے وقت مسمی لوگا جاٹ سندہو نے دوابہ بست سے آکر اسکو آباد کیا
وجہ تسمیہ معلوم نہین ہے کہ آیا ولٹوہہ نام اسکا کیون رکہا گیا سندہو زمیندار یہان اب بہی بہت رہتے ہین
تین سو چھبیس گہر اور ایکہزار نو سو آدمی اسمین آباد ہین **کہیم کرن** باری دوآب ضلع لاہور کے علاقہ
مین قصور سے بفاصلہ بارہ کوس کے آباد ہے آبادی اسکی تین کوٹون مین علیحدہ علیحدہ منقسم ہے تینون کوٹون کی
چہار دیواریان پختہ بنی ہوئی ہین اکبر بادشاہ کے زمانہ مین دلپت راے و کہیم کرن لکہنو پتی چند کے بیٹون نے
قصور سے آکر یہہ قصبہ آباد کیا چونکہ دلپت راے بادشاہی دفتر مین بمقام اکبرآباد اور کہیم کرن گاؤن مین رہتا تھا

اسواسطے قصبہ اوسکے نام سے موسوم ہوگیا اونکے وقت مین دو کوٹ آباد تھے تیسرا کوٹ اونکی وفات کے
بعد بھنگت راے اونکی بھانجے نے آباد کیا اس جگہہ کی ملکیت کمبوہ مالک چلے آتے ہین اونکا یہان بڑا بیوپار ہے
بہورہ باقی کے کارخانے بہت جاری ہین یہان کے بنے ہوے بہورے سوداگر جا بجا لیجاتے ہین اونکی تجارت
سے فائدہ اوٹھاتے ہین خانہ شماری اسکی ایکہزار چارسو تر ہین اور پانچہزار آٹھسو سینتالیس نفر مردم شماری ہے
مانجھا باری دوآب کے علاقہ مین یہہ ایک فراخ خطہ کا نام ہے زمین دوآبہ کی نسبت سے اونچی ہے اور مانجھہ
پنجاب کی زبان مین بھی اونچی زمین کو کہتے ہین شرقی حد اسکی موضع ویروال و دریاے بیاس کا کنارہ ہے اور
حد غربی شہر لاہور جنوبی حد شہر قصور و چونیان وغیرہ شمالی حد شہر امرتسر ہے سینکڑون گانو اور قصبے اسمین آباد
ہین مانجھے کی شرقی و جنوبی طرف کے لوگ سخت دل و بے رحم و چور و غارتگر مشہور ہین اور قوم منترک سکھون
کی بھی اسی خطہ سے پیدا ہوئی ہے اونکے حالات لکہنے کی کچھ حاجت نہین ہے عیان راچہ بیان کہ کس کس طرح کی
چوریان و غارتگریان و خونریزیان اونکی ذات سے قوم مین آتی رہی ہین اور اب بھی ہمیشہ موقع کے منتظر
رہتے ہین سیلابی زمین مانجھہ کی بارانی و چاہی تھی اب شاہ نہر انگریزی جاری ہوکر تمام مانجھہ نہری ہوگیا ہے لاکھون
من غلہ و روئی و گنا و شالی وغیرہ یہان پیدا ہوتا ہے **چونیان** یہہ قصبہ لاہور سے جنوب کیطرف
چالیس کوس دریاے بیاس کے پرانے اونچے کنارے کے اوپر آباد ہے اس قصبہ کے آبادی کا حال اسطرح پر ثابت
ہوا کہ ۸۰۵ ہجری مین سید شاہ کمال ہم جہانیان بخاری اوچ کے مقام سے اس ویرانہ مین آئے اور دریا
بیاس کے کنارے پر کہ اوسوقت دریا یہان بہتا تھا خس پوش جہونپڑہ بناکر سکونت اختیار کی چونکہ ولی باکمال
تھے چارون طرف سے اعتقاد مند لوگ حاضر ہونے لگے اور ایک بوڑھیا چونی نام نے راسخ الاعتقاد ہوکر ہمیشہ
حضرت کی خدمت مین رہنا اختیار کیا کتنے مدت کے بعد سب مریدون نے ملکر یہان آبادی کی تجویز کی اور ایک
چھوٹا سا گانو بناکر حضرت کی اجازت سے نام اوسکا چونی اوسی عورت کے نام پر رکہا جب تیموری پٹھانون کی حکومت
اس خطہ کی اوپر پھیلی تو اس کثرت کی ساتھہ یہان آبادی ہوئی کہ تھوڑی مدت مین سات بستیان یہان آباد ہوگئین
اول پرانی چونی دوسری چھوٹی چونی تیسری محرم خان کا کوٹ چوتھے پہلوان کی کوٹلی جسمین زمیندار بہل کی قوم
کرمتی تھے پانچوین قلعہ ٹوڈرمل چھٹے راجہ کا کوٹ ساتوین چونیان موجودہ حال اور ٹوڈرمل جو بانی قلعہ
کا تھا وہ قصور مین قصوری پٹھانون کے دفتر مین دیوان تھا جب یہہ ساتون قصبے بخوبی آباد ہوے تو کبھی زوال
ان پر آیا اسواسطے اونمین سے چہہ بستیان عالیشان اجڑ گئین اول یہہ کہ جب محمد شاہ بادشاہ کے وقت مین
عبد الصمد خان لاہور کا ناظم مقرر ہوا تو اوسکے وقت مین حسین خان رئیس قصور اور اوسکی عداوت ہوگئی
اور دونون طرف سے فوج کشی ہوکر چونیان کے پاس جہان عیدگاہ بنی ہے سخت لڑائی ہوئی اور حسین خان

مارا گیا اوسوقت بہت سی رعایا بخوف غارت و تاراج فوج لاہور کے یہان سے اوٹھکر چلی گئی دوسرے جب سلطنت چغتائی کمزور ہو گئی اور سکھون نے جا بجا قبضہ کرلیا تو اس قصبہ کو بھی سرداران شمل بہنگی وغیرہ نے بہت مرتبہ لوٹا اور باقیماندہ مہر اسنگہ نکئی نے تاراج کئے تیسرے جو لوگ ان سے بچ رہے وہ چالیسی قحط نے برباد کئے غرضکہ ایسے صدمات سے یہہ بستیان اُجڑ گئین کہ بڑے بڑے کھنڈرات اب تک موجود ہین اون کھنڈرون سے بشمار اینٹین ریل کے ٹہراو پر خرچ ہوئین عمارت شہر کی مسطح شہر پناہ پختہ بازار بارونق خوشنما بنا ہوا ہے بڑے بڑے ساہوکار اور بیوپاری یہان رہتے ہین مگر مسلمان کم اور ہندو زیادہ ہین شہر کے باہر جنوب مغرب کے گوشہ مین مزار شاہ کمال پیر بانیان بنجاری زیارتگاہ خلق ہے اونکی اولاد بھی بطور بنجاری اس قصبہ مین موجود ہے پہلے آبادیون مین قوم کمبوہ یہان کاشتکار اور افغان مالک تھے دوسری آبادی مین جو ویرانی کے بعد ہوئی اوسمین اب کمبوہ مالک ہین اونکی ملکیت اب بہت ہی چونکہ یہہ قصبہ اونچے ٹیلے اور پرانے راستہ پر دریا کے آباد ہے اسلئے کنوئین یہان کے بڑے عمیق ہین مگر پانی ہاضم او صحت بخش ہے پختہ حویلیان اور چھوٹے کل مکانات اسمین دو ہزار اور سات ہزار نوسو پچپن آدمی کی مردم شماری ہے تحصیلدار ماتحت صاحب ضلع لاہور یہان کچہری کرتا ہے اور پولیس کا تھانہ بھی ہے

کھڈیان

دوابہ باری ضلع لاہور پرگنہ چونیان کے متعلق چونیان سے چودہ کوس کے فاصلہ پر یہہ قصبہ آباد ہے پہلے مالک اسکے ڈوگر زمیندار تھے اور دیوان کے کہڈیان نام تھا مگر وہ پہلے آبادی فوج مغلیہ کے حملون سے اُجڑ گئی جب لاہور کے آنے کے بعد قصوری پٹھانون کا یہان تسلط ہوا تو مسمی لطیف خان قبائلہ قصور کے رہنے والے نے پھر اسکو آباد کیا اور اوسی پہلے نام سے موسوم رکہا اوسکی اجازت سے جاٹ و کمبوہ و کہتری وغیرہ بہت یہان آکر آباد ہوئے اور مزارعان کے طور پر کاشتکاری کرتے رہے جب قصوری پٹھانون کا تسلط اوٹھ گیا تو رنجیت سنگہ کے وقت مین وہی کاشتکار مالک بن بیٹھے یہہ قصبہ اب خوب آباد ہے کچی پکی ملا کر قصبہ کی عمارت بازار بارونق ہے کہتری کمبو غلہ کا بیوپار بہت کرتے ہین کل ایکہزار اڑتیس گہر اور تین ہزار ایکسو ستائیس آدمی اسمین بستے ہین

موکل

چونیان سے چودہ کوس پر یہہ قصبہ آباد ہے عرصہ تخمیناً سو سال کا گذرا ہے کہ پہلے خزان سنگہ گیان سنگہ قوم جاٹ سندہو نے موضع سلطان کی پرگنہ لاہور سے آکر اسکو آباد کیا چونکہ وہ دونو بانی موکلون کے خاندان سے تھے اسواسطے اونہون نے اس گانوکا نام بھی موکل رکہا اور خود بھی یہان ہی رہنے لگے تھوڑی مدت کے بعد جوند سنگہ موکل نے جو رنجیت سنگہ کے دربار مین معزز آدمی تھا اور اپنے بھتیجون خزان سنگہ و گیان سنگہ قصبہ کے بانیون سے عداوت رکھتا تھا اپنی جاگیر علاقہ کنگن پور سے آکر اس قصبہ پر یورش کی اور تھوڑی سی لڑائی کے بعد یہہ قصبہ اوسکے تصرف مین آگیا اور قصبہ کے بانی نکالے گئے اونہی اپنی قبضہ کے بعد اور گانو بھی چھوٹے چھوٹے یہان آباد کئے جب جوند سنگہ مرگیا تو اوسکا پوتا سرجن سنگہ

اوسکا وارث بنا مگر انگریزون کے وقت جب چترسنگھ و شیرسنگھ اٹاری والون نے گجرات کیطرف فساد برپا کیا تو سرجن سنگھ
بھی مفسدون کے ساتھ ملگیا اسلیئے اوسکی جاگیر ضبط ہوگئی مگر وہ اوسی جگہہ رہتا رہا اب سرجن سنگھ مرگیا اوسکے بیٹے
یہان رہتے ہین عمارت اسکی کچی پکی ملی ہوئی ہے قوم سندہو جاٹ یہان رہتی ہین غلہ کا بیوپار ہوتا ہے چار سو
تئیس گھر اور ایکہزار چھ سو چوہتر آدمی رہتے ہین **کنگن پور** د وابہ باری ضلع لاہور پرگنہ چونیان
کے متعلق یہہ قصبہ چونیان سے جنوب کو بفاصلہ ۱۲ میل آباد ہے اول آبادی اسکی ایک عورت مسمات کنگن نامی
نے بمرور عرصہ ایکہزار دو سو برس کے کی تھی وہ آبادی محمد قاسم کے قبضہ کے وقت اُجڑ گئی اور کئی سو برس تک
یہہ قصبہ ویران پڑا رہا پھر دو سو برس کا عرصہ گذرا ہے کہ علی اکبر مغل نے قصبہ بٹی سے آکر حال کے قصبہ کو
پرانے قصبہ کے بلند ٹیلے کے اوپر آباد کیا اور پرانے ہی نام سے موسوم رکھا اوس روز سے مغل کی قوم یہانکی
مالک بنی و کہتری و ارڑی و راجپوت بھی با ہم مختلف یہان آکر آباد ہوئے اور ملکیت پیدا کی آبادی اسکی
بلند ٹیلے کے اوپر ہے اور کچے پکے دونو طرح کے مکانات بنے ہوئے ہین بازار با رونق ہے تجارت غلہ کی
ہوتی ہے قصوری پٹھانون کی عملداری جب یہان ہوئی تو اونھون نے ایک قلعہ یہان بنایا جسمین اب
پولیس کی چوکی رہتی ہے تین سو چوبیس گھر اور ایکہزار تین سو نوے آدمی اسمین رہتے ہین جوند سنگھ موکل نے
بھی اپنی جاگیرداری کے وقت یہان قلعہ بنوایا تھا جو سرکار کے حکم سے مسمار ہوگیا ہے ڈیوڑھی اوسکی موجود
ہے **بہڑوال** یہہ قصبہ چونیان سے دس کوس بطرف شمال آباد ہے قدیمی آبادی اسکی مدت سے
اُجڑ چکی ہے کھنڈرات اوسکے موجود ہین آبادی موجودہ حال سرداران سکھ نکئی نے آباد کی اصلی مالک یہانکے
سندہو جاٹ اور قصبہ کے مالک اور ڈھیسے و برہمن دیلوچ ہین یہہ قصبہ سرا آباد قصبہ ہے عمارت اسکی پختہ و خام
ملی ہوئی ہے نکئی مثل کے سرداروں کے وقت یہہ قصبہ دارالریاست تھا اسواسطے اور سکھون کی عمارت سے
یہہ محفوظ رہا اور دن بدن آباد ہوتا چلا گیا اب بھی سردار کاہن سنگھ نکئی یہان کا جاگیردار ہے اور اخلاف
مسمی ملی ... فوجداری و دیوانی کا کام کرتا ہے بیٹا اوسکا الہیر سنگھ ذیلداری کا کام دیتا ہے بازار اسکا بارونق
ہے یہان کارہ و بیوپار ہر قسم کا ہوتا ہے رن سنگھ نکئی نے یہان ایک قلعہ بنایا تھا اوسمین سردار کاہن سنگھ رہتا ہے جو صاحب ضلع ہو
قلعہ کے سامنے بنگلی بنی ہین ہیہ سو ترانوے گھر اور ایکہزار آٹھ سو اکتیس آدمی اسمین بستے ہین **میان کی و بھائی پھیرو**
اس قصبہ کی دو آبادیان ہین ایک میان کی جسکو مسمی میان قوم موڑ نے بمرور عرصہ دو سو برس کے آباد کیا اور اب تک
اولاد اوسکی قابض ہے دوسری اوسکے متصل بڑی آبادی بھائی پھیرو کی ہے جو خاص گورو نانک کا چیلہ تھا اوسنے یہان
آکر اپنا نشیمن بنایا اور قصبہ کی بنیاد ڈالی عمارت اسکی کچی پکی ملی ہوئی ہے یہان قوم ارورہ بہت رہتی ہے یہہ قصبہ لاہور
سے بیس کوس جنوب کیطرف ملتان کی سڑک کے اوپر قائم ہے چار سو پینتالیس گھر اور ایکہزار آٹھ سو اٹھتیس آدمی اسمین آباد ہین منیجر یہانکی ...

قصبہ کے اندر بنا ہوا ہی تھانہ پولیس کا اسکے مغرب کیطرف سڑک کے اوپر بنا ہوا ہی **منٹگمری** ملتان کی قسمت مین یہہ ایک ضلع کا مقام ملتان
کی سڑک کے اوپر واقع ہی پہلے نام اسکا ساہی وال تھا اب یہی آل سی نام بدل کر بسبب یادگار منٹگمری صاحب سابق لفٹنٹ گورنر پنجاب کے
منٹگمری رکھا گیا پہلی آبادی اسکی بہت تھوڑی تھی اب سینکڑون پختہ مکانات تعمیر ہوگئے اور کوٹھیان بن گئی ہین
ریل کا اڈا بڑا عالیشان یہان بنایا گیا ہے اور آہنی سڑک اسکے پاس جاری ہے ریل گاڑی جو لاہور سے ملتان
کو اور ملتان سے لاہور کو آتی ہے یہان آکر ٹھہرتی ہے نیا بازار اور نئی عمارتین بارکین بنجاب اور آبادی کی رونق
ہوگئی ہے ہر ایک قوم کے لوگ یہان آکر آباد ہوئے ہین اور ہوتے چلے جاتے ہین یہہ مقام لاہور سے اکیانوے میل
ملتان کی سڑک راوی کے کنارے پر واقع ہے اسمین جنگل بار کوسون تک ہے اور لاکھون درخت جنڈ کریر پیلون
کیکر جھاڑی جھچ موجود ہین صاحب ضلع یہان معہ اپنی اسسٹنٹون کے کچہری کرتے ہین پانچ تحصیلین ایک تحصیل حضور
یعنی خاص منٹگمری دوسری تحصیل حجرہ تیسری تحصیل پاک پتن چوتھی تحصیل ڈیپالپور پانچوین تحصیل سید والہ جسکا ذکر
ریاست واسطے مواضعات کے ذکر مین آویگا کل مردم شماری اس ضلع کی تین لاکھ آٹھ ہزار دو سو اور پہلے
یہہ ضلع مقام گوگیرہ تھا جو لاہور سے اسی میل سمت جنوب مغرب دریای راوی کے بائین کنارے پر آباد ہے -
ضلع منٹگمری کی شرق کیطرف دریای ستلج بہتا ہے غرب کیطرف حدود ضلع جھنگ کی شمال کیطرف ضلع لاہور او
ضلع گوجرانوالہ کی حد ہے جنوب کو ضلع ملتان ملحق ہے سطح زمین ہموار میدانی ہے کوئی پہاڑ یا ریگستان نہین ہے آب و
ہوا معتدل ہے مگر درمیان جنگل اسمین بہت گہرے واقع ہین ایک ساندل بار کا کچھ حصہ ہے جسکا ستر کوس
طول اور چالیس کوس عرض ہے اوس جنگل مین ایک نہر بھی دریای راوی سے نکالکر سرکار نے دی گئی ہے دوسرا
لکھی بار کے حصے جنکا دس دس کوس طول اور پانچ پانچ کوس عرض ہوگا اور دریای راوی کہین ضلع کی سرحد پر
اور کہین ضلع کے اندر جاری ہے نالہ ڈیک بھی چند میل تک اس ضلع کی زمین کو سیراب کرتا ہے حد شرقی پر دریای
ستلج و بیاس شامل ہوکر بہتے ہین دریای راوی پر مقام چیچہ وطنی کشتیون کا پل بندھا رہتا ہے اور بار لکھی و ساندل
مین جنڈ و کریر وغیرہ جنگلی درخت ایسی کثرت و گنجایش کے ساتھ ہین کہ اگر انسان اوسمین راستہ بھول جاوی تو زندہ
نہ نکلی پرگنہ سید والہ کی زمین اس ضلع مین بہت زرخیز و خوشنما و ہموار ہے ہر ایک جنگل مین زمیندارون کا مال چرتا
اور زر ترنی سرکار مین ادا ہوتی ہے قوم کہرل مسلمان دو لوکثرت آباد ہین اور ڈڑی و کوٹھری بہت کم قوم
کہرل و ڈوگر پہلے عموماً چوری کرتے تھے مگر اب عموماً زمیندار ہین جنگجوئی و فساد مین اپنا ثانی نہین رکھتے اسیطرح
تجارت روغن زرد و غلہ گندم کی بہت ہوتی ہے باغات و میوہ دار درختون کا کہین نام و نشان نہین آم کا
درخت اس علاقہ مین ہوتا ہی نہین البتہ میوون سے میوہ پیلون جو جنگلی میوہ ہوتا ہے زمیندار بڑے شوق سے
کہاتے ہین بلکہ ماہ مئی مین تو تمام زمیندارون کی خوراک یہی پہل ہوتا ہے گویا کہ سوای اس ایام مین

رائج ہے عورت مرد ہندو مسلمان اونٹ پر سوار ہوتے ہین اور علاقہ گہنی مین جو اس ضلع کے متعلق ہے یہہ بھی ایک
عام رسم ہے کہ جب تک عورت کی شادی ہو جاوے بحالت دوشیزگی وہ بعد پاخانہ پھرنے کے استنجا نہین کرتی اور جب تک
عورت پچیس یا تیس برس کی ہو جاوے اوسکی شادی نہین کرتے اور شادی شدہ عورتوں مین بھی ایک عجب دستور ہے کہ جب وہ پاخانہ پھرنے
جاتی ہے مسواک ساتھہ لیجاتی ہے جب تک پاخانہ پھرتی رہتی ہے دانت صاف کرتی رہتی ہے جب فارغ ہوتی ہے مسواک کو پھینک دیتی ہے اور
عورت و مرد تہبند باندھتے ہین پاجامہ برای نام نہین ہوتا **پاک پتن** دوآبہ باری ضلع
منٹگمری کے متعلق دریاے گہارا کے دہنے کنارے سے بفاصلہ چودہ میل یہہ مشہور قصبہ آباد ہے آبادی اسکی
بہت پرانی ہے اور اصلی بانی اسکا راجہ اجودہن تھا جسنے یہہ قصبہ آباد کرکے اپنے نام سے موسوم کیا سکندر
اعظم کے حملے کے وقت اسکی آبادی بڑی اوج پر تھی بلکہ اوسنے پنجاب فتح کرکے اپنی یادگار کیواسطے یہان چند
مینار سنگین بنوائے تھے مگر اب تک نشان بھی باقی نہین رہا چھٹی صدی ہجری کے ابتدا مین جب خواجہ
فریدالدین گنج شکر چشتی شہر ہانسی سے اوٹھہ کر یہان آئے تو اونکی ہدایت سے یہان کے رہنے والے مسلمان ہو گئے
اور نام اسکا اجودہن سے بدل کر پاک پتن مشہور ہو گیا مقبرہ حضرت کا یہان موجود ہے اور شاہان اسلام کے
وقت سے یہہ قصبہ اور اسکے گرد و نواح کے دیہات روضہ کے سجادہ نشین کی جاگیر مین چلی آتی تھی اور سجادہ
باختیار خود یہان حکومت کرتا تھا جب سلطنت اسلامیہ ضعیف ہو گئی اور سکہون نے جا بجا غارتگری شروع کی
تو ہیرا سنگہ نکئی نے پہر ڈالا تھا آکر اس قصبہ پر حملہ کیا اوسوقت شیخ سبحان سجادہ نشین تھے اونہون نے چار ہزار سوار
کے ساتھہ اوسکا مقابلہ کیا فریقین مین ایک سخت لڑائی ہوکر ہیرا سنگہ مارا گیا شیخ سبحان مظفر و منصور رہے پھر بھی کئی
مرتبہ سکہ حملہ کرکر یہان آتے رہے مگر جواب ترکی بترکی پاتے رہے آخر جب رنجیت سنگہ تمام پنجاب پر مسلط ہو گیا
تو اوسنے براہ تملق و چاپلوسی و فریب اپنا عقیدت جتلا کر سجادہ نشین کو اپنے پاس بلا کر نظر بند رکہا اور تمام
متعلقہ علاقہ پر اپنا انتظام کرایا اور سب قصبے کل علاقہ متعلقہ مزار کا سکہی حکومت مین آگیا اب زیر حکومت انگریزی
ہے یہہ سوین و نیز پانچوین محرم کو یہان بڑا میلہ ہوتا ہے اور بہشتی دروازہ جو حضرت کے روضہ کے دروازہ مین
سے ایک دروازہ ہے اوسی روز کہلتا ہے یہہ قصبہ گوگا صدر کا مقام ہے تحصیلدار یا تحصیل ضلع منٹگمری کے یہان
مال کا کام دیتا ہے آبادی قصبہ کی ایک بلند ٹیلے کے اوپر اور احاطہ مزار کا بیچ مین ہے عمارت قصبہ کی بہت
خوشنما پختہ و خام ملی ہوئی اور بازار پر تجارت و آبادی ہے اچھے ساہوکار مالدار یہان ساہوکارہ و تجارت
کرتے ہین جمع پرگنہ کی تخمینا پچاس ہزار روپیہ ہے اور گانو متعلقہ تحصیل کے تین سو دس مین پرانا راستہ دریاے
بیاس کا جو خشک پڑا ہوا ہے اس پرگنہ مین واقع ہے اوسمین دہقان جنڈ و کریر و کپاس بہت ہوتی ہے خاص
پاک پتن مین پارچہ قسم لونگی وغیرہ بھی اچھا بنایا جاتا ہے اور خراط کا کام چوبی خراطی لوگ نہایت تحفہ (عمدہ)

کرتے ہین کہلونے لکڑی کے اور چتے چمڑے کے جنپر پلستر کا کام کیا ہوا ہوتا ہے پاک پتن کا تحفہ دور دور تک جاتا ہے
چلمین سرپوش دار نہایت عمدہ بنتے ہین **دیپال پور** دوابہ باری ضلع منٹگمری کے متعلق یہہ قصبہ دریائے
گہارا کے دہنے کنارے سے بفاصلہ اکیس میل آباد ہے آبادی اسکی بہت پرانی ہے پہلے پہل راجہ دیپال یا دیپالا
راجا جو دہنپج کے بھائی نے اسکو آباد کیا عملداری شاہان اسلام مین یہہ بڑا شہر اور حاکم نشین تھا صوبہ بادشاہی
یہان رہتا تھا اور محاصل اس صوبہ کا بتیس لاکہہ تینتیس ہزار تین سو تریپن روپیہ سالانہ شاہی خزانہ مین داخل تہا
سکہون کی برچہ گردی کے وقت اس شہر کو سکہون نے کئی بار دل کہول کہول کر لوٹا اور ویران کر دیا اسکی
آبادی کا نشان باقی نہ چہوڑا آخر جب رنجیت سنگہ کے وقت کچہہ صورت امن کی نمودار ہوئی تو بہاگے اور لٹے ہوئے
لوگ پہر اسمین آکر آباد ہوئے اور مختصر سی نئی آبادی قایم ہوئی پرانے عمارات کے کہنڈرات اسوقت تک موجود
ہین بادشاہون کے وقت ایک نہایت مضبوط قلعہ اینٹی برجون کا یہان بنوایا گیا تہا اب کی آبادی مین کہتری
بہت رہتے ہین اور ایک مندر لال جسرا کا یہان بنا ہوا ہے جہان کہتری قوم کنبہ دور دور سے آکر چوٹیان
اوترواتے ہین **شیر گڈہ** دوابہ باری ضلع منٹگمری کے متعلق یہہ قصبہ بڑا آباد مکان ہے شیخ داؤد
کرمانی قادری کا روضہ یہان بنا ہوا ہے جسکا علیحدہ ذکر تحریر ہوگا اس قصبہ کی بنیاد پہلے سید شیر شاہ قادری
جو شیخ داود کے پیر بھائی تھے اور روضہ اونکا ملتان کی نواح مین ایک مشہور روضہ ہے رکہی اور آباد
کرا کے اپنے نام سے نام اسکا شیر گڈہ رکہا ہندو مسلمان ہر ذات کے یہان بہت رہتے ہین آبادی بارونق ہے
بازار تجارت ہی ہے سید پیر شیخ داؤد کے مزار پر بڑا بہاری میلہ ہوتا ہے **حجرہ شاہ مقیم
محکم الدین** دوابہ باری ضلع منٹگمری کے متعلق یہہ بہی ایک مشہور اور نامی قصبہ ہے سال نو سو تریپن
ہجری مین اول بنیاد اس قصبہ کی سید بہاول شیر گیلانی قادری نے قایم کی اور صرف اپنی رہنے کا حجرہ بنوایا
اوسکے وقت بہت مختصر آبادی ہوئی بعد سید محمد مقیم محکم الدین اونکے پوتے نے اسکی آبادی پر
بہت کوشش کی اور اونہین کے نام سے اس قصبہ نے شہرت پائی شاہان اسلام کے وقت بڑی بہاری جاگیر
اس خاندان کی سجادہ نشینون کے واسطے مقرر تہی اور وہ اپنے علاقہ مین با اختیار حکومت کرتے تہے جب سنگہون
کی حکومت کا وقت آیا تو صاحب سنگہ بہنگی کی سید سردار علی سجادہ نشین کے ساتہہ سخت عداوت ہو گئی اور وہ
کئی مرتبہ چاہا کہ حجرے کو غارت کرے اور ریاست سیدون کی چہین لے مگر چند مدت تک سید سردار علی نے اوسکو
بہت سا روپیہ رشوت کا دیکر ٹالے رکہا آخر وہ اپنے ارادہ سے باز نہ آیا اور براہ تعصب نزاع جو اوسکو
اسلامیہ فرقہ کے ساتہہ دل مین متمکن تہا مستعد بربادی اس خاندان کے ہوا سید سردار علی نے جو یہہ خبر پائی
تو اپنی فوج ونشانات سب یہان چہوڑ کر جریدہ اوسکے پاس چلے گئے کہ کسیطرح اوسکو اس ارادہ بد سے ہٹائین اور

بیبابی و صفائی اوس سے پیش آئین مگر صاحب سنگھ سنگدل نے جاتے ہی حضرت کو قید کر لیا اور تمام مریدون کے
بھی قید کر کر اوس قلعہ پر جہان حضرت قید تھے پوشیدہ حملہ کیا اور چاہا کہ کسیطرح حضرت کو وہان سے رہا کرالائین اور
ایک لوہار کو پوشیدہ قلعہ مین بھیجکر بیڑیان کٹوا دین مگر رات کے وقت جب قیدیون کو دیوار سے نکالنے لگے تو اون
سپاہ دانت دیوار سے کود آئے جب حضرت کے آنے کی نوبت پہونچی تو قلعہ والون کو خبر ہوگئی اور حضرت معہ
اور دو رفیقون کے گرفتار ہوگئے اور صاحب سنگھ کے حکم سے اونھون نے جام شہادت نوش کیا اونکی شہید ہونے
کے بعد صاحب سنگھ نے کل علاقہ ضبط کر لیا اور شہر پر غارت کے ہاتھ پھیلائے اب سید سردار علی کے صاحبزادے
سید مدد علی یہان رہتے ہین اس قصبہ مین مسلمان بہت اور ہندو کم رہتے ہین پیرزادہ محمد شاہ مقیم اور بہادر آ
کی اولاد بھی کثرت سے آباد ہے شہر کی عمارت پختہ بازار بارونق تجارت کا بازار گرم رہتا ہے تحصیل حجرہ کے
علاقہ کے اندر تین نالہ دریاے ستلج کے جاری ہین ایک نالہ خانواہ جسکو نواب خانخانان نے بعہد اکبر بادشاہ
کہدوایا تھا دوسرے نالہ سوہاگ تیسرے سوہاگ کہنہ سوا اسکے ایک اور نالہ بودہ نام زمین کو سیراب
کرتا ہے علاقہ اونچا ہے پانی چڑہ جاتا ہے کاشت چالیس ہاتھ پر نکلتا ہے **چوچک** یہ قصبہ دوابہ باری
ضلع منٹگمری کے متعلق دریاے راوی کے بائین کنارے لاہور سے جنوب مغرب کی سمت کو بفاصلہ ساٹھ
میل آباد ہے تھانہ پولیس کا ملتان کی سڑک کی حفاظت کے لئے رہتا ہے اور آبادی قصبہ کی بارونق و خوشنما
مگر دنگل ہے پرانا اثر اسکے گرد سے بہت نمایان ہے **چیچہ وطنی** باری دوابہ کے قصبون مین یہ
ایک مشہور قصبہ دریاے راوی کے بائین کنارے ملتان سے بہتر میل شمال مشرق کی طرف آباد ہے سڑک اور
ریل گاڑی کی اسکے پاس سے گذرتی ہوئی ملتان کو جاتی ہے اور بڑا اور ریل کا اسکے پاس بنا ہوا ہے اسمقام مین
کشتیون کا پل دریاے راوی پر بندھا رہتا ہے **فتحپور** یہ قصبہ باری دوآب پنجاب مین دہنی کنارے
دریاے گرارا کے ملتان سے بفاصلہ پچاس میل ماتحت ضلع منٹگمری کے آباد ہے اسکے متصل قصبہ گوگیرہ بھی ایک
رونق کا مقام ہے جہان پہلے ضلع تھا اور اب وہان سے ضلع برخاست ہوکر ساہی وال المشہور منٹگمری کے
مقام پر آگیا عمارت فتحپور کی خام اور رہنے والے مسلمان **ہڑپہ** یہ باری دوآب کے علاقہ مین
یہ ایک قصبہ بائین کنارے راوی کے عین ویرانہ اور جنگل کے اندر آباد ہے اسکے پاس اکثر پرانے عمارت کے
نشان بھی نظر آتے ہین جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی زمانہ مین یہ بڑا آباد مکان ہوگا انگریزی مورخون کا
قول ہے کہ پہلے یہان سنگالہ کی قوم رہتی تھی اور اوسی مقام پر مقابلہ سکندر اعظم کا ہند کے راجون سے ہوا تھا
اب آبادی اسکی خام و شکستہ ہے اور سڑک ریل گاڑی کی اسکے پاس ہو کر ملتان کو جاتی ہے پختہ مکانات بھی اکثر یہان
بنے ہوئے ہین تحصیلدار ماتحت ضلع منٹگمری کے یہان تحصیل کا کام دیتا ہے تحصیل ہڑپہ کے علاقہ مین اکثر

آبادی دریاے راوی کے کنارے کنارے بہت ہی باقی علاقہ جنگل بہت ہی اور آبادی کم اور باشندے
ہندو قوم ارورے وکامنہ و دہنی وال و بگھیلا و کہرل بکثرت ہین پیشہ انکا اول علی العموم چوری تھا اب بعد تقرر
پولیس کچہ کمی ہوگئی ہے سبجی اس علاقہ مین بہت نکلتی ہے پیدایش گندم نخود بدرو کی ہوتی ہے نیلگر کا نام ونشان
نہین جمع تحصیل کی اوتنالیس ہزار تخمیناً ہے سوائے زر مالیہ آمدنی زر ترنی گھاس اور زر قیمت لکڑی جنگل
کی سرکار کو وصول ہوتی ہے مقام تحصیل کا ٹھریہ کی آبادی سے نزدیک ہے **حویلی** باری دوآب کے متعلق یہہ
ایک قصبہ دریاے گہارا کے دہنے کنارے سے دس میل اور لاہور سے نوے میل جنوب مغرب کی سمت کو آباد ہے

ملتان یہہ شہر بہت مشہور اور پرانی عمارت کا پنجاب کے شہرون مین سے ہے آبادی اسکی دریای
چناب کے کنارے ایک بلند ٹیلے کے اوپر جو پرانے عمارتون کے مسماری سے بنا ہوا ہے واقع ہے چونکہ اسکی آبادی کو
ہزارون برس گذر چکے ہین کچہ دریافت نہین ہوتا کہ آیا کس نے پہلے پہل اسکی آبادی کی اتنی بات بیشک
ثابت ہوتی ہے کہ ہندو راجون کے وقت وقت بوقت یہہ شہر اُجڑتا اور آباد ہوتا رہا اور نام بھی اسکے بنام
مختلف بدلتی رہی اب سیا توان نام اسکا ملتان ہے ہندؤن کا قول ہے کہ پہلا نام اس شہر کا ہرناکش نگری تھا
اور وہی ہرناکش اسملک کا راجہ تھا جب ہرناکش نے خداپرستی چھوڑکر خودپرستی اختیار کی اور تمام رعایا کو اپنی
پرستش کے واسطے ہدایت کی اور پہلاد ہرناکش کے بیٹے نے برخلاف اپنی باپ کے جو لوگون کو خداپرستی کی تعلیم
دی تو ہرناکش اوسکے مارنے پر آمادہ ہوا تو بھگوان کو ایسے خودپرست کو مارنا منظور ہوا اور نرسنگہ اوتار کی
شکل بنکر بھگوان اوسکے گھر کے ستون سے ظاہر ہوئی اور پنجون سے اوسکے سینہ کو پھاڑ ڈالا اس واقعہ کے بعد اس شہر
کا نام نرسنگہ پوری مقرر ہوا بعد ازان جب پرہلاد ہرناکش کے بیٹے کی سلطنت قرونق پکڑی اوسنی اس شہر کا
نام پرہلاد پوری رکہدیا اوس سے پیچھے مختلف وقتون مین ہنسہ پور و باگ پور و اہر پور بھی مقرر ہوتی آخرش
نام اسکا ملتان ہوا اگرچہ نام اسکا بھی کوئی آجکا نام نہین ہے بلکہ جن دنون مین سکندر اعظم نے اسکو فتح کیا تھا
تب بھی اسکا نام ملتان ہی تھا بعضی تاریخون مین یہہ بھی درج ہے کہ اصلی نام اس شہر کا مالی تھان یعنی مالی کا مقام
ہے اور مالی نام ایک راجہ تھا جسنے اسکا نام مالی تھان رکہا تھا اور اوسی راجہ کی حکومت کے وقت سکندر اسپر
حملہ آور ہوا اور فتح پائی پھر دین اسلام کے شیوع کے بعد بعہد خلافت خلیفہ ولید محمد قاسم عرب حسب الحکم حجاج بن یوسف
حاکم خراسان کی کابل و قندھار و بلوچستان و سندھ کو فتح کرتا ہوا ملتان آیا اور تھوڑی ہی توجہ مین اوسنی شہر اور
علاقہ ملتان کا لے لیا اور اسکو دار الریاست بنا کر رہنے لگا اوسکے بعد غزنوی سلطنت کی ابتدا تک مختلف عملداریان
ملتان مین ہوتی رہین جنمین اکثر صاحب اسلام تھے پھر سلطان محمود غزنوی نے اسپر قبضہ پایا اور بمدت تک اوسی
خاندان کے زیر حکم رہا اوسکے بعد مختلف وقتون مین فوج چنگیزی و مغلیہ نے اسکو کئی دفعہ لوٹا امیر تیمور کے پوتے

پھر محمد خان جہانگیر نے بھی جب اسپر فتح پائی تو بہت لاش ہوئی پھر جب لنگاہی بادشاہت کی نوبت آئی تو اول یہہ شہر
خوب آباد ہوا پھر مرزا شاہ حسین حاکم ٹھٹھہ نے بابر کے حکم سے اس شہر کا محاصرہ کیا اور شہر کو ایسا لوٹا کہ کسیکو پھر
اسکی آبادی کی امید نرہی مگر لنگر خان بلوچ نے پھر بڑی کوشش سے اس شہر کو آباد کیا اور شاہجہان کے
جب یہہ شہر شہزادہ عالمگیر کے جاگیر میں دیا تو اوسنے بھی اسکی آبادی کے طرف بہت توجہ کی آخر جب
اسلامیہ سلطنت نے ضعف پکڑا تو ملتان کا ناظم کابل کی سلطنت کے طرف سے مقرر تھا اور سکھوں نے بہت مرتبہ حملے
کیے بلکہ ایک مرتبہ قابض ہوگئے مگر قبضہ قائم نرہا پھر رنجیت سنگہ نے اپنی اوج کے وقت چار مرتبہ حملے ملتان پر
کیے اور آخری مرتبہ کے وقت پچیس ہزار فوج سکھی ملتان پر گئے اور نواب ملتان کا تین ہزار پٹھان کے ساتھہ
بیس تک لڑتا رہا آخر نواب نے شہادت پائی اور سکھوں نے شہر کو لوٹنا شروع کیا اور ایسا لوٹا کہ شہر والوں کے
بدن کے کپڑے یا ان بھی نہ چھوڑیں اور تمام شہر لوٹ کر ویران کردیا رنجیت سنگہ نے مال لشکر غارت کو جمع کرنے
کے واسطے فوج کو حکم دیا تو چالیس لاکھہ روپیہ کا نقد و جنس جمع ہوا مگر سکھوں نے غارت شدہ مال سے نصف بھی والپس
نہیں دیا تھا اگرچہ اس مہم میں رنجیت سنگہ فتحیاب ہوا لیکن تین ہزار پٹھانوں ہی ایسی بہادری اور شجاعت
کیساتھہ لڑے کہ سکھی فوج پچیس ہزار میں سے اونیس ہزار زیادہ کہیت رہی اور چھہ ہزار واپس آئی بعد ازاں جب
دیوان ساونمل لاہور کے دربار سے ملتان کا ناظم قرار دیا تو اسنے ملتان پھر بسایا اور ایسی نرمی رعیت کے
ساتھہ برتی کہ آجتک لوگ اوسکو خیر کے ساتھہ یاد کرتے ہیں وہ مرگیا تو اسکا بیٹا مولراج اوسکی قائم مقام ہوا اور
دلیپ سنگہ کی آخری سلطنت کے وقت بغاوت اختیار کی اگنیو صاحب انگریز و سردار کاہن سنگہ مان کو مار ڈالا
اسواسطے فوج سرکار لاہور و فوج انگریزی اوسکی سزا دہی کے واسطے مامور ہوئی کئی مہینے تک ملتان کا محاصرہ
رہا اور لڑائیاں بیچ در بیچ ہوتی رہیں اسواسطے دوبارہ شہر اجڑ گیا اور لوگ شہر سے نکلکر بھاگ گئے اب جب
صفر ولی سلطنت لاہور کے جب سے صاحبان انگریز حاکم ہوئے ہیں روز بروز اسکی آبادی ترقی پر ہے صاحب کمشنر
و ڈپٹی کمشنر یہاں کچہری کرتے ہیں ملتان کی کمشنری کے متعلق چار ضلع ملتان و منٹگمری و جہنگ و مظفرگڈہ
اور ضلع ملتان کے ماتحت پانچ تحصیلیں خاص ملتان سرائے سدہو شجاع آباد لودہران و میلسی ہیں بڑے بڑے
مکانات سرکاری کوٹھیاں و بارکیں چھاونی اور ریل کا اڈا یہاں تعمیر ہوئے ہیں اور سرکاری فوج کے
رہنے کے سبب روز بروز آبادی میں ترقی ہوتی جاتی ہے ملتان میں بڑے بڑے کارخانے ہر ایک قسم کے
جاری ہیں ابریشمی کھیس الانگی کھیس شال سوتی و اونی قالین بہت تحفہ ذرا ایسی خوب اور ریشم کے دری و تکیے
اور پارچات ململ و کشیدہ و منقش بنی جاتی ہے چھینٹ بھی ہر ایک رنگ کی یہاں رنگتے ہیں بلکہ ولایتی چھینٹ کے
آنے سے پہلی تمام پنجاب میں ملتان کی ہی چھینٹ امرا لوگ پہنتے تھے کلابتوں و کارچوبی کا کام یہاں بہت

تحفہ ہوتا ہے ساہوکار بہت بڑے مالدار و تجار باوقار یہان تجارت کا کام بڑی کثرت کے ساتھ کرتے ہین جنکا مال بذریعہ دخانی جہازون کے بمبئی و کراچی بندر وغیرہ دور دور کے ملکون سے آتا ہے اور پھر بذریعہ ریل کے لاہور اور شہر و ہندوستان کو بھیجا جاتا ہے اور کچھ دریا کے راستہ پشاور و کابل وغیرہ کو روانہ ہوتا ہے بسبب جاری ہونے ریل اور دخانی جہازون کے اس شہر کو اب گویا تمام عرب و بمبئی و ہندوستان کی تجارت کی بندر گاہ کہنا چاہیے اسی طرح کا مسافر اہل ہنر و پیشہ و سوداگر اس شہر مین آکر اترتا ہے جتنے ہزار ون طرح کے فائدہ شہر والے اوٹھاتے ہین - ملتان کا قلعہ بہت پختہ و خوش قطع و قدیمی ایک ٹیلے کے اوپر بنا ہوا جہہ کونہ شکل کا تھا جنکی پیمائش شمال مغرب کے طرف کو چھہ سو گز ہوئی دیوار اوسکے باہر سے بعمارت پختہ چالیس فٹ بلند اور اندر کے طرف سے چھہ فیٹ تھی تیس اوسکے برج تھے اور چارون طرف پختہ خندق عمیق کھدی ہوئی تھے مولراج کی لڑائی کے وقت توپون کے گولون سے پہلی دیوارین قلعہ کی بہت سی گر گئین تسپر چند مہینے بعد فتح ملتان کے قلعہ پر یہہ صدمہ آیا کہ دریاے چناب اسقدر طغیانی ہوئی کہ پانی قلعہ کے خندق مین بھر گیا اور خندق کے اندر اندر وہ پانی قلعہ کی دیوارون کی بنیاد اور تہہ خانون مین داخل ہو گیا اور یہہ تاثیر کیا کہ چند گھنٹون کے عرصہ مین ایک طرف کے بڑی دیوار معہ برجون اور پشتیبانون کے گر پڑے اور توپین جو برجون کے اوپر چڑہی ہوئی تھین نیچے آ پڑین دوسرے روز دوسری طرف کی دیوار بھی اوسیطرح مسمار ہو گئی اور کل مکانات قلعہ کے اندر کے پانی کے دخل سے خراب مسمار ہو گئے ہرچند حکام نے اوسکی بچانے مین کوشش کین مگر پانی کی ایسی تاثیر ہوئی کہ انسانی طاقت کی وہان پیشرفت نچلی اوس مسماری کے بعد اگرچہ دہلی کے مفسدہ کے وقت کچھہ مضبوطی و درستی قلعہ کی کی گئی مگر وجاہت کہان اب سرکار کے اسکے بنانے مین بہت توجہ ہے - یاس کا ملک ملتان کا چناب کے پانی کے طغیانی سے سیراب ہوتا ہے سوجات و نباتات و غلہ کثرت سے پیدا ہوتا ہے عمدہ عمدہ قسم کے کھجورین اور آم و انار و سنترہ پیدا ہوتے ہین یہان کے کھجور کی دور دور تک تجارت ہوتی ہے آم بھی بطور تحفہ و تجارت ملکون مین بھیجا جاتا ہے سجی یہان کثرت سے بنائی جاتی ہے آندہی و غبار گرمیون مین یہان بہت ہوتی ہے اور گرمی ایسی سخت پڑتی ہے کہ انسان گھبرا جاتا ہے پیرون اور بزرگون کے قبرین یہان گلی گلی کوچہ کوچہ بازار بازار مین ہین بڑے مقبرون مین سے ایک مقبرہ تو شیخ بہاؤ الدین ملتانی سہروردی قریشی اسدی کا قلعہ کے اندر ہے دوسرا روضہ شاہ رکن الدین ابو الفتح اونکی پوتے کا قلعہ کے باہر ہے انکا خاندان بڑا معزز ہے اور دور دور تک ملکون مین انکی مرید ہین انکی اولاد قریشی ہاشمی کہلاتی ہے بلکہ احقر غلام سرور جامع اوراق بھی اسی خاندان کے سلسلہ مین ہے تیسرا روضہ شاہ شمس الدین تبریزی کا بھی مشہور و معروف ہے علاوہ انکی اور روضے بھی بہت ہین شہر کے باہر کھجورون اور آمون کے باغ بھی اکثر ہین سب باغون سے نواب مظفر خان کے باغ مین رونق زیادہ

ہے اس ضلع کے علاقہ مین آبادی بہت کم اور جنگل بار بکثرت ہے زمیندار مویشی بہت پالتے ہین کل ضلع کے
مردم شماری چار لاکھ گیارہ ہزار تین سو چھیاسی ہے اور خاص شہر و چھاونی کی آبادی اسی ہزار نو سو چھیاسٹھ
ہے ضلع ملتان کے چار حدود یہ ہین کہ شمال مین علاقہ ضلع منٹگمری و جھنگ گوشہ شرق و جنوب سے دریاے
ستلج جسکے پار علاقہ ریاست بہاولپور غرب سے علاقہ مظفرگڈھ واقع ہے ضلع مین قوم ہنود یعنی کہتری داتہ وڈیرہ
دسارست و بکرن اور مسلمان سید قریشی افغان شیخ جاٹ وغیرہ آباد ہین پہلے جب حکومت افغانون کی تھی
افغان بکثرت آباد تھے مگر اب تھوڑے ہین اب ہوا ملتان کی نہایت ناقص ہے دریاے چناب ملتان سے چار کوس پر
بہتا ہے اور نالہ شاہپور والہ اور نالہ ولی محمد خان والہ و نالہ سکندرآباد والہ اور نالی شجاع آباد یہ سب دریاے چناب سے نکلکر علاقہ ملتان و سکندرآباد
و شجاع آباد کے علاقون کو سیراب کرتی ہین اور ایسا ہی ملتان سے بجانب جنوب دریاے ستلج سے اوہین نالہ جاری ہوکر علاقجات میلسی و کہرور
دکیاہی وغیرہ سرسبز کرتے ہین ضلع ملتان کی سرزمین بطرف غرب و جنوب جہان جہان نالون سے آبپاشی
ہوتی ہے نہایت آباد ہے اور شرق اور شمال کیطرف جنگل بار ہے جسکی طوالت سو کوس تک ہوگی خاص شہر
ملتان مین بارہ ہزار تخمیناً گہر اور تین ہزار پانسو دوکانین ہین عمارات و شہرپناہ پختہ ہے پوشاک زن و مرد
کے گہیردار پاجامہ اور کہلا پیراہن ہے اور کہترکی دار پگڑی سر پر باندہتے ہین میلہ پوش بکثرت اور تیل بالونکو
اسقدر لگاتے ہین کہ پیراہن پشت اور سینہ سے فی الفور چرکین ہوجاتا ہے مردون کے سر کے بال نہایت دراز
و بدزیب ہوتے ہین جسسے تمام زمانہ نفرت کرتا ہے تلون کی تجارت اس ضلع مین بہت ہے کہجور کے تجارت کا مال
دور دور تک جاتا ہے زمانہ سابق مین بڑے بڑے ولی و بزرگ اس شہر مین گذرچکے ہین مثل شاہ بہاو الحق
و شیخ عارف و شاہ رکن عالم و شاہ گردیز و شیر شاہ وغیرہ اور مقبرون کی بہت کثرت ہے کہ سے چار چیز است
تحفۂ ملتان * گرد و گرما گدا و گورستان * پیر صاحب کا مقبرہ سب سے زیادہ مشہور ہے پیرون کے معتقد ہندو
مسلمان دونو فریق ہین شہر ملتان کے ہندو بھی چندان پابند رسوم ہندون کے نہین ہین کسی کے مرنے کے بعد
مردہ کا کریا کرم کوئی نہین کرتا سب ہندو جہان کہین جاتے ہین روٹی کہا لیتے ہین چوکہ کی حاجت نہین سمجہتے
اور دال و برنج پختہ بازار مین بکتا ہے ہندو خرید کر کہا لیتے ہین بشرطیکہ ہندو دکان کا پکایا ہوا ہو اور یہی طریق
اسکے برہمنون کا ہے **شجاع آباد** ضلع ملتان مین یہہ ایک قصبہ دریاے چناب کے شرقی کنارہ
سے بفاصلہ چار میل اور ملتان سے ۲۴ میل جنوب کے سمت کو آباد ہے یہہ ایک قصبہ پختہ عمارت کا نامی گرامی مکان
ہے شہرپناہ اسکا پختہ و مضبوط و بازار کشادہ و بارونق ہے تجارت ہر ایک قسم کے اجناس کی بہت ہوتی ہے
علاقہ اسکا تمام سرسبز و شاداب پیدا وار غلہ و روئی وغیرہ بہت ہے کارخانے پارچہ بافی کے یہان بہت جاری
ہین تحصیلدار ماتحت صاحب ضلع ملتان یہان کچہری کرتا ہے بانی اس شہر کا نواب شجاع خان بن زاہد خان بن

اور سکندر کے زخمی ہو جانے کے سبب سے تعاقب اجہیرین کا اثر و ز ملتوی رہا تھا اسکے لوگ گائے بھینس بہت پالتے ہیں اور انکے
کرایہ و آمدنی سے اوقات بسری کرتے ہیں اونٹنیوں کا دودھ یہاں بہت ہوتا ہے اور کوٹ کمالیہ سے تین کوس پر
جنوب ہاڑپہ میں ملتان کے راستہ پر رنجیت سنگھ نے ایک باولی یعنی چاہ زینہ دار تیار کرایا اور کچا قلعہ بنوا کر فوج تھانہ
کی باولی کے سر پر پتھر کے اندر یہ عبارت کندہ ہے۔ اکال سہاے تخت ملتان فتح و نصرت پیوند رنجیت سنگھ باولی
درماہ اسوج سمت ۱۸۸۸ تیار شد اس قصبہ میں پارچہ سوتی بہت اچھا بنا جاتا ہے جسکی سوداگری دور دور تک ہوتی
ہے **سید والہ** دوابہ رچنا ضلع منٹگمری کے متعلق یہ قصبہ میں ساندل بار اور جنگل کے اندر
آباد ہے پہلے پہل سید میر قادری گیلانی نے اسکی آبادی کی بنا رکھی اور سید والہ کے نام سے موسوم کیا شہر کا
شہر پناہ خام اور عمارتیں گھروں کے کچے بنے ہوئے ہیں شہر کے شرق کی طرف ایک کچا قلعہ بھی قدیمی زمانہ
بنا ہوا تھا جنوب کی طرف شہر کے دریاے راوی کے سیلاب سے پیدائش گیہوں اور چنے و نخود کی گذارے موافق
ہو رہتی ہے باقی رقبہ اسکا شور زمین و جنگل و ویرانہ ہے یہاں کے رہنے والے مویشی بہت پالتے ہیں بلکہ گذارہ بھی
اونکا دودھ دہی وغیرہ سے اور ہے یہ قصبہ پرگنہ کا صدر مقام ہے اور تحصیلدار اسسٹنٹ صاحب ضلع
منٹگمری یہاں تحصیل کا کام دیتا ہے **ساندل بار** یہ ایک قصبہ بڑا بھاری جنگل پنجاب کے ملک میں پنجابی
زبان میں اسکو ساندل بار کہتے ہیں یہاں درختوں کی اسقدر کثرت ہے کہ شاید اگر کوئی انجان اوس میں راستہ بھول جاوے
تو جیتے جی پھر باہر نہ آوے اور بعض مقامات پر گھاس اسقدر بلند ہوتی ہے کہ سوار معہ گھوڑے اوس میں چھپ جاتا ہے
چاہئے کہ راستہ نہیں ملتا ابتدا اس جنگل کا شیخوپورہ کے سرزمین سے ہے اور انتہا اگرچہ دور تک چلا جاتا ہے مگر بڑا
بھاری جنگل ہانگ تک شمار ہوتا ہے جہاں راوی و چناب دونو دریا ملتے ہیں درازی اسکی اکیونستر کوس اور عرض
دونو دریاؤں کے اندر کہیں چالیس کوس اور کہیں تیس کوس اور کہیں کم و زیادہ بھی ہے اس جنگل میں پانی
بہت کم ہے زمین اسکی بلندی مائل ہے سواے بعض بعض مقامات کے جہاں نشیب ہے پانی برسات کا ٹھہر سکتا
اگر کنواں کھودا جاوے تو اسی گز عمیق پر جاکر پانی نکلتا ہے کنواں کھودنے پر روپیہ بھی بہت صرف ہوتا ہے
اور پانی بھی اوس سے بمشکل کھینچا جاتا ہے اسکے اندر درخت جنڈ و کریر و ببول و پیلون و بیری و جھاڑی و کیکر
شیشم وغیرہ بے تعداد و بیشمار ہیں ایسے انبوہ کے ساتھ کہ آدمی کا گذر سواے راستہ کے بمشکل ہوتا ہے جلانے کو لکڑی
جا بجا نہیں ملتی زمین اسکی تمام شور و پڑتا لہذا کوسوں تک چلی گئی ہے لاکھوں خوک بھیڑیئے ہرن چیتل و گیدڑ
وغیرہ جانور جنگلی و صحرائی اسمیں ملتے ہیں سانپ بھی ہزار قسم کے ہوتے ہیں اس جنگل کے اندر سینکڑوں گاؤں
بھی آباد ہیں اور لوگ جنگلی عقل سے خالی و وحشی سیرت چور قزاق رہزن سمرد خانہ بدوش طویل القدر زورآور
وہاں رہتے ہیں مویشی بہت پالتے ہیں بلکہ مویشی کے چرانے کی اونکی ایسی دسترس اور ہوا دیدہ ہے کہ اگر ادنیٰ بھی

ایک گانو سے گائے چورا وین تو اپنی پیٹھہ پر اوٹھا کر صبح ہوتے پچاس کوس نکل جاتے ہین اور گائے کا قدم
زمین پر لگنے نہین دیتے اور بعض مویشی کا سراغ باڑ مین ہی گم کر دیتے ہین اور اگر کسی کھوجی کی سعی سے پکڑے بھی
جاوین تو اور گانو والے روپیہ لیکے گواہی شہادت کی مدد دیکر حتی الامکان چور کو قید ہونے نہین دیتے باڑ کے
لوگ اناج کم کہاتے اور دودہ بہت پیتے ہین عورتین انکی بھی طویل القامت جسیم محنت کش زور آور ہین ہر ایک کام مین
مردونکے مدد کرتے ہین زنا و بدکاری کم اور عورات مین وفاداری زیادہ تر ہے کہرل وٹو کاٹہیا مٹہیانہ وغیرہ
بہت قومین بار مین بستی ہین اسلامیہ سلطنت کے ضعف کے وقت یہہ قومین خود مختار ہوگئی تہین رنجیت سنگہ کیوقت
کچہہ متمرد اور کچہہ مطیع رہے اور زر مالیہ سوای فوج کی ماموری کے وصول نہین ہوتا تہا اب انگریزی اقبال کا یہہ حال
ہے کہ تمام مطیع و منقاد ہوگئے کوئی متمرد و مفسد و شریر باقی نرہا دہلی کے مفسدہ کے وقت انہون نے بھی موقع
پاکر سخت فساد برپا کیا مگر سرکار نے فی الفور انکا انتظام کیا اور ایسے ایسے سخت سزائین دین کہ آیندہ شرارت فراموش
ہوگئے مفصل ذکر اس شورش کا حکام کے حصہ مین آویگا انشاء اللہ تعالی **فرید آباد** یہہ ایک قصبہ دریای راوی
کے دہنے کنارے پرسید والے سے ڈیڑہ کوس کے فاصلے پر آباد ہے بہٹی راجپوت اسمین زمینداری کرتے ہین جلیل
محمد خان بہٹی نے اسکو فرید خان اپنے بیٹے کے نام آباد کیا اوسوقت ایکہزار گہر اور ڈیڑہ سو دکان
آباد ہوگئی تہی قدیمی عمارت اسکی سب پختہ اور نئی عمارتو نمین سے کچہہ پختہ اور کچہہ خام اور گہر خس پوش ہین فصیل [illegible]
مین یہان کچہہ سیلاب نہین ہوتا شلغم و گاجر وغیرہ بہت بوئے جاتے ہین اور وہی سردی کے موسم مین وہ خود
کہاتے اور مویشی کو چراتے ہین اسکے پاس ایک گذر دریا کا ہے جو فرید آباد کا گذر کہلاتا ہے ۔ ۔ ۔
جہنگ سیال رچنا دوآبہ کے سرزمین مین یہہ ایک مشہور و آباد و قدیمی شہر ہے صاحب ضلع ماتحت
صاحب کمشنر ملتان کے اپنی اسسٹنٹون کے ساتہہ یہان ضلع کا کام دیتے ہین تین تحصیلین جہنگ چنیوٹ شورکوٹ
اس سے علاقہ رکہتے ہین اس ضلع مین جنگل بار و ریگستان بہت ہی خاص شہر جہنگ اسکا صدر مقام ہے اسکی آبادی
کے باب مین مفتی خیر الدین کے کتاب مین لکہا ہے کہ آبادی اس شہر کی بہت پرانی ہے پہلی پہل بنیاد اسکی ایک
شخص لعل ناتہہ جوگی نے رکہی اور بسبب کثرت درختون کے نام اسکا جہنگی قرار پایا کیونکہ پنجابی زبان مین جہنگی اسکو
کہتے ہین جہان بہت سے درخت ہون چونکہ جوگی ایک آدمی ریاضت کش و صاحب برکت تہا اوسکی خدمت مین
اعتقادمند لوگ جوق جوق حاضر ہونے لگے اور یہہ آبادی تہوڑے ہی عرصہ مین آباد ہوگئی اوسکے پیچہے جب زمانہ بدلا
قوم سیال یہان آکر آباد ہوئے اور یہہ مقام خاص ملکیت انکی قرار پایا تو جہنگ کے ساتہہ سیال ملکر نام اسکا جہنگ سیال
مشہور ہوگیا اصلی حال اسقوم کے آنیکا اسطرح درج تواریخ جہنگ ہے کہ اول بزرگ اسقوم کا رائے سیال نامی
شنکر کا بیٹا قوم راجپوت پنوار شہر جونپور مین رہتا تہا مگر بعہد سلطان علاء الدین غوری اسکے خاندان جاہ جہنگی

ہوئی اور قتل و خون کی نوبت پہنچی سوائے اسکے چند کس مثل رائے سیال و کھرل و چدھڑ و ٹوانہ و گھیبہ و کھیرا وغیرہ
راجپوت جنکی اولاد اب بھی انہیں کے نام سے موسوم ہے پنجاب میں آئے اور قہر سلطانی و خونون کے مواخذے سے
ڈر کر اس ویرانے میں آ چھپے اور رفتہ رفتہ مسلمان ہوتے گئے۔ رائے سیال نے اونہیں سے حضور خواجہ فریدالدین
گنج شکر چشتی حاضر ہو کر اسلام قبول کیا اور مرید بنا حضرت نے اسکو بھی اسی ویرانہ میں بسنے کا حکم دیا اور بشارت
دی کہ تیری اولاد اس ملک میں بحصت عزت اور دولت کے ساتھ ہوگی اور نام تیرا قیامت تک قائم رہیگا۔ بعد ازاں
رائے سیال کوٹ سے اس ملک میں آیا اور مسمی بہادر خان ایک معزز زمیندار کی لڑکی مسمات سوہاگ سے شادی کی جو اس ملک
میں بیاہا تھا اوس عورت کی بطن سے تین بیٹے پیدا ہوئے ایک بھری دوسرا کوہلی تیسرا مہنی چنانچہ بھری
کی اولاد قوم بھری اور کوہلی کی اولاد قوم کوہلی اور مہنی کی اولاد قوم مہنی اس ملک میں کثرت کے ساتھ ہے چنانچہ
بھری کی اولاد زمیندار اور کوہلی کی اولاد حاکم و امیر و جاگیردار اور مہنی کی اولاد چور و غارت گر ہوئے
پھر بھری کے چھہ لڑکے ہوئے اچھیرا پینترا بھار نہ جبیرنہ ڈھڈا کو ملا انہیں جبیرنہ لاولد مرا اور باقی کی اولاد
ہوئی جو اونہیں کے ناموں سے اب پکاری جاتی ہیں کوہلی دوسرے لڑکے کے تین لڑکے ہوئے بھوبتی اسر دہنہ
انہیں اسر لاولد اور مہنی کے چار لڑکے ہوئے موکا سیجو لکھنو یاد ہوا انہیں سے صرف موکا صاحب اولاد ہوا اسی طرح
یہہ قوم بڑہتی بڑہتی بیشمار و بے تعداد ہوگئی اور ہر ایک قوم مثل جیلا و بھری و جھیرا و سینال و موکلو و بھروونہ و صحانہ
و ناگہنانہ وغیرہ بیشمار و بے تعداد قومیں اپنے اپنے بزرگون کے نام سے موسوم ہیں اور اس قوم میں پہلا سردار
بعد تغیری ریاست قوم نول کے مل خان مقرر ہوا پھر دولت خان پھر غازی خان و جلال خان و رشید خان و فیروز خان
و کبیر خان و جہان خان و خان خان و غازی خان ثانی و سلطان محمود خان و مغل خان و محرم خان و ولی داد خان
و کہیوہی خان بانی قصبہ کہیوا و شاہ میر خان و عنایت اللہ خان و سلطان محمود خان ثانی و صاحب خان و احمد خان
نوبت بنوبت قوم سیال وغیرہ حاکم مقرر ہوتے رہے اس عرصہ میں کبھی یہہ حاکم با اختیار اور کبھی مطیع صوبہ لاہور
یا ملتان کے رہے آخرین بہین احمد خان سیال کے وقت یہہ ریاست بڑی اوج پر با اختیار تھی اسی کے وقت میں حملہ رنجیت سنگھ کا جہنگ پر ہوا اور
فریقین میں جنگ ہو کر احمد خان ملتان کو بھاگ گیا اور رنجیت سنگھ کل علاقہ پر قابض ہوگیا اگر رنجیت سنگھ کی لاہور پہونچتے ہی احمد خان نے
پھر یورش کی اور رنجیت سنگھ کے کاردار اٹھا دیے اسواسطے دوبارہ فوج کی مامور ہوئی اور رنجیت سنگھ کا
دخل قرار واقعی ہو کر احمد خان مقید ہوگیا اور دو سال تک قید میں رہ کر اور قبضہ میں دوال مالیت بارہ ہزار
روپیہ کا جاگیر کردینے سے رہا ہوا اور تین روپیہ یومیہ نقد بھی قرار پائی احمد خان کے مرنے کے بعد عنایت خان
احمد خان کے بیٹے اٹھارہ ہزار اور پھر بارہ ہزار روپیہ کی جاگیر پائی مگر جن دنوں میں کہ ساونمل ناظم ملتان
اور راجہ گلاب سنگھ کی فوج کا آپس میں تکرار ہوگیا تو عنایت خان اوس معرکہ میں بندوق کی گولی سے مارا گیا اور

اسماعیل خان احمد خان کے دو سو پچیس کاردار نے بقدر صرف پانچ روپیہ قرار پایا بعد مولراج ناظم ملتان کے بغاوت
کرنے اونسے سرکار انگریزی کے فتح جھنگ و چنیوٹ مین خدمات لائقہ کین اور رسالداری کا عہدہ پایا اب وہ پنشن دار
ایکہزار نوسو روپیہ نقد سالانہ کا ہے - شہر جھنگ کئی مرتبہ اجڑا اور آباد ہوا ہے ایک مرتبہ آبادی اسکی مل خان
سیال کے عہد مین ہوئی تھی اوسکی تفصیل یہ ہے کہ جب جوچک سیال ٹھاریمن ہمایون کا مرگیا تو اوسکے قائم مقام طرخان
اوسکا بھتیجا رہنما بنا اوسنے دریاے چناب سے اوتر کر چناب کے شرقی کنارہ کے اوپر متصل مقبرہ شاہ مداری کے
جہان پہلے آبادی کے کھنڈرات تھے شہر کو آباد کیا مگر وہ آبادی بھی دریابرد ہوگئی اور علامتین اوسکی
ویرانی کے اب تک موجود ہین اور یہ شہر موجودہ حال شاہ مداری کے مقبرہ کے شرق کے طرف اوس آبادی
کے دریابرد ہونے کے بعد آباد ہوا چارون طرف اسکے کچا شہر پناہ ہے دکانین متفرق بنی ہوئی ہین گہرون کی عمارت
کچھ خام اور کچھ پختہ ہے سکھون نے دو مرتبہ اسکو خوب لوٹا اور ویران کر دیا مگر پھر آباد ہوگیا دریاے چناب طرف
شمال مغرب یہان ڈیڑھ کوس اور راوی جنوب کے سمت کو یہان سے بفاصلہ بتیس کوس پر بہتی ہے زراعتین بھاری
بارانی وسیلابہ و چاہی ہوتی ہین خربوزہ و تربوز عمدہ پیدا ہوتا ہے اور جھنگ سے دو کوس کے فاصلے پر دریاے
جہلم اور چناب باہم ملکر بہتے ہین دریا کے کنارے کے زمین مین سب طرح کا اناج پیدا ہوتا ہے شرق کے طرف ضلع
اوسکے وہ جنگل ہے جسکو ساندر بار بولتے ہین جو دریاے راوی کے کنارے تک برابر چلا جاتا ہے شمالی حد اس ضلع کی
شاہپور کے ضلع اور جنوبی ملتان کے ضلع کے ساتھ ملتی ہے اور ضلع لیہ اور اس ضلع کے درمیان ایک ریگستان ہے
جسکو تھل بولتے ہین اگرچہ وہ میدان سات کوس عرض کا ہے لیکن ریگستان اور بے آبی کے سبب دشوار گذار
ہے کل مردم شماری ضلع جھنگ کی دو لاکھ ننانوین ہزار چھتیس جیسے خانہ شماری مین ہوچکی ہے اور جو زمین
سنہ ۱۸۶۸ء کی مردم شماری مین فی میل کس قدر آدمی بحساب فی میل مربع شمار مین آئی چونکہ یہ شہر مولد و مسکن صاحبات
ہیر رانجھے کی معشوقہ کا ہے اور مقبرہ ہیر کا بھی جھنگ و رنگپور کے درمیانی فاصلے مین بنا ہوا ہے اسواسطے
مختصر احوال اونکا بھی درج ہوتا ہے کہ چوچک بن اعظم قوم سیال کے وقت ایک شخص رسید نام قوم رانجھا
جو تخت ہزارہ کے رہنے والا تھا اپنی بھائیون سے ناراض ہوکر جھنگ مین آیا اور چوچک کے پاس آکر مویشی چرانے
پر نوکر ہوا اور ایسی خدمتین نمایان کین کہ چوچک کو اور نوکرون سے زیادہ تر عزیز تھا اتفاقاً میان ہیر چوچک
کی لڑکی کہ خوبصورت نوجوان و شکیلہ تھی اور رسید کا آپسمین تعشق ہوگیا اور اس کمال کو پہونچا کہ دونون ایک دوسرے
کے دیدار کے بغیر ایک لحظہ صبر و قرار نہ تھا جب یہ چرچا ملکون مین پھیل گیا تو ہیر کے والدین نے اوسکو ایک شخص
سیدا نام احمد چوچر کے بیٹے کے ساتھ جو رنگپور ضلع مظفرگڈہ مین رہتا تھا بیاہ دیا اگرچہ ہیر کا دل رانجھے
کے طرف مائل و مشتاق تھا اور یہی چاہتی تھی کہ وہ کسی اور کو شوہر بناوے لیکن ماں باپ کے شرم اور لحاظ سے خاموش

رہی

ہو رہی اوسکے جانے کے بعد دہید و رانجھا سخت بیقرار ہوا اور نوکری چھوڑ کر جنگل میں پھیرتا رہا پھر لباس جوگیوں کا
پہن اور بدن پر راکھ ملکر رنگپور جہاں ہیر تھی پہونچا وہاں جاتے ہی راز فاش ہوگیا اور سید اہیر کے شوہر نے ہیر کو
طلاق دیکر گھر سے نکالدیا اور ہیر اور رانجھا دونوں کو یکجا کرکے حکم دیا کہ انکو رنگستان بے آب میں جو رنگپور کے شرق
کی طرف ہی چھوڑ آؤ سید اسکے نوکروں نے فی الفور اس حکم کی تعمیل کی بعد ازاں کسی معتبر کتاب سے اونکا صحیح
حال دریافت نہیں ہوا کہ وہ دونو کہاں گئے اور ہیر کی قبر جھنگ اور گھیانہ کے درمیان کیونکر ہوئی البتہ بعض
کتابوں میں مثل ہیر وارث شاہ وغیرہ یہ درج ہے کہ رانجھا ہیر کو رنگپور سے لیکر پھر جھنگ کے گھر آیا اور ہیر کے والدین نے
اوسکو اپنے پاس رکھکر رانجھے کو حکم دیا کہ تو اپنے تخت ہزارے میں جاکر اپنے بھائیوں بند دن کی برات لے آ
کہ پھر ہم اپنی لڑکی کی شادی تیرے ساتھ کرکے رخصت کریں یہ حکم پاکر رانجھا تو تخت ہزارے کو روانہ ہوا اور پیچھے
سے چوچک نے ہیر کو زہر دیکر ہلاک کر دیا جب ہیر کے مرنے کی خبر رانجھے کو پہونچی تو وہ بھی ہیر کی قبر پر آکر مرگیا
دوسرا قصہ اسی سرزمین میں صاحبان و مرزا کا ظہور میں آیا تھا جو تمام پنجاب میں مشہور ہے شمہ اوسکے حال کا یہ ہے
کہ جن دنوں میں کہ ملتان میں لنگاہی قوم کی سلطنت اور دہلی میں لودیہ حکومت تھی اوسوقت ایک شخص کہیوی خان
قوم بہٹی بلوچ نام ساندل بار کے علاقہ پر قابض ہوگیا اور قصبہ کہیوا اپنے نام پر آباد کرکے ریاست گاہ بنایا
کہیوی خان کی لڑکی مسمات صاحبان و خواہر زادہ مسمی مرزا رئیس دانا آباد تو قوم کہرل تھا بسبب قرابت
قریبی کے آمد و رفت مرزا کی اکثر اوقات دانا آباد سے قصبہ کہیوا میں رہتی تھی اور کہیوی خان بھی بسبب رشتہ
خواہر زادگی کے زنانے محل کی آمد و رفت سے مرزا کو مانع نہیں ہوتا تھا اتفاقاً مرزا اور صاحبان میں کہ دونو کمسن ہوا
اوائل عمر میں عشق پیدا ہوا چونکہ صاحبان مسمی خان طاہر چدہڑ قوم کے رئیس کے ساتھ منسوب تھی شادی
کی تیاری ہوئی اوسوقت دونو عاشق و معشوق گھبرائے اور تجویز کی کہ دونو باتفاق ایک دوسرے
کے یہاں سے نکل جاوین مگر موقع نہ ملا آخر وہ رات آپہونچی کہ جس رات نکاح مقرر ہوا تھا اور خان طاہر قوم چدہڑ
کی برات بڑے ہجوم کے ساتھ لیکر قصبہ کہیوا میں آموجود ہوا اوسی رات مرزا صاحبان کو لیکر ایک گھوڑے پر سوار
ہوا قوم بہٹی اور چدہڑ دن کو جو یہ خبر پہونچی کہ وہ مرزا کے تعاقب میں دوڑے اور دانا باد کے قریب جو مرزا
کا مسکن تھا عاشق و معشوق کو جاکر گرفتار کیا مرزا گھوڑے سے اوترکر مقابلہ میں آیا مگر تن تنہا کیا کرسکتا تھا آخر
مارا گیا اور صاحبان کو گرفتار کرکے کہیوا میں لے آئے اور پہانسی پر چڑھا دیا اور کہیوے خان نے دوسری لڑکی کو
خان طاہر کی شادی کرکے برات کو رخصت کیا اوس وقت سے قوم کہرل اور چدہڑ و بہٹی میں نزاع و تورم
میں آئی اور مدت تک باہم لڑتے رہے اور اسی سبب سے قوم بہٹی وغیرہ میں دختر کشی کی رسم جاری ہوا اور [illegible] سال
ہوتی ہی گھیانہ الشہرہ [illegible] سے جنوب کی طرف آبادی [illegible]

قوم سے تہا چونکہ قوم اونکی اپنے بزرگ کے نام سے گہیانہ کہلاتی تہی سو اسی شہر کا نام گہیانہ مشہور ہوا سکہون کے وقت دو ہزار گہر اور دو سو دکان
اسمین آباد تہی اوس سے پہلی احمد خان سیال کی حکومت کے وقت بہت سا آباد تہا مگر رنجیت سنگہ کی فوج نے
دو مرتبہ اسکو خوب لوٹا ہوا اسلیے آبادی کم ہوگئی اب انگریزی عملداری مین سبب ضلع جہنگ کی کچہریان بنائے
ہونے لگی ہین اور سرکاری مکانات کو تعمیر و بارکین و بازار بن گیا ہے بعد شہر ایسا آباد ہوگیا ہے کہ شہر خاص جہنگ
کی آبادی اسکے آگے ہیچ نظر آتی ہے تجارت شہر ایک جنس کی یہان بکثرت ہوتی ہے خصوصا دیسی کپڑے کی
دونا آمد برآمد بہت ہوتی دریاے چناب مین سے شمال غرب کو ایک کوس اور دریا بہر اوپر جنوب کو فاصلہ تین کوس
بہتا ہے مگر اس جگہ سے دریا پر اوپر تک جنگل بار بہت ضعیف گذارا ہے چنیوٹ دو دابہ چناب ضلع
جہنگ کے علاقہ مین بعد ایک قدیمی و پختہ عمارت کا شہر ہے پہلی پہل بنیاد اس شہر کی ایک عورت کسی راجہ کی بیٹی
نے آباد کیا جسکا نام چندن تہا اور آبادی کے اوسنے نام اسکا اپنے نام پر چندن اوٹ یعنی چندن کا گہر رکہا
ہوا سے چنیوٹ مشہور ہے اوس وقت آبادی اسکی اونچے ٹیلے پر تہی اور اب شہر کے پاس ہے واقع تہا اور زمیندار
قوم کہوکہر کی زمینداری تہی وہ آبادی اب بالکل اجڑ گئی ہے اور کہنڈر و نشان اوسکی اب تک نمایان ہین حالی
آبادی سیال قوم وغیرہ متفرق قومون کی آبادی ہوئی ہے عمارت کل شہر کی پختہ و باموقع و خوشنما بازار کشادہ
بارونق ہین اسوقت گیارہ ہزار گہر اور ایکہزار دوکان آباد ہے بادشاہون کے وقت بہی اس شہر مین اچہی اچہی
عمارتین تعمیر ہوئی تہین نواب سعد اللہ خان وزیر شاہجہانی نے اپنی حویلی بہت عالیشان یہان بنوائی اور ایک
بڑی مسجد پختہ و سنگین وسیع جسمین طرح طرح کے پتہر اور قسم قسم کی سلین لگی ہوئی ہین بنوائی اور مقبرہ شیخ بران
قریشی سہروردی کا نہایت پر تکلف [illegible] سنگ مرمر وغیرہ تعمیر کیا ان دونو عمارات کے دیکہنے سے نظر کو تازگی
اور دل کو فرحت حاصل ہوتی ہے جنوب کی سمت شہر کے شیخ اسماعیل کا مقبرہ ہے یہ شیخ بہی اپنے وقت کے بزرگ ولی
تہے اس مقبرہ کے گرد [illegible] کے گہر قریب ایک سو کے آباد ہین بحال اس شہر کا سبب چڑہی دریا کے ہے اکثر
سیلابی زراعت بہی ہوتی ہے پیدا اور ہر ایک قسم کے غلہ کی بافراط ہین شہر کے کاریگر بہت عمدہ بنائی مین معمار
ورنگساز و مصور یہان کے مشہور ہین قلمدان و صندوقچی چوبی قیمتی تیار ہوتے ہین گیہون جوار باجرہ اگنا [?]
بہت پیدا ہوتا ہے دریاے چناب اس مقام سے ایک کوس دو کر پہاڑون کے اندر نہایت تیزی وتندی سے چلتا ہے اگرچہ
سرزمین اس ضلع کی پہاڑی نہین ہے مگر اس جگہ دو چہوٹے چہوٹے قدرتی پہاڑ ہین اور ایک چہوٹی سی پہاڑی بہی
آبادی کے اندر واقع ہے اس ٹیلے کے اوپر کسی حاکم نے پہلے زمانہ مین قلعہ بنانا شروع کیا تہا مگر وہ ناتمام رہ گیا نشان
اوسکے اب تک باقی ہین سلطنت مغلیہ کے ضعف کے وقت جب سکہان غارتگر پنجاب کو غارت کرنے
لگے تو سردار جہنڈا سنگہ بہنگی نے چنیوٹ کو آکر لوٹا بلکہ اپنا قبضہ و دخل کر لیا الا کئی برس [illegible] سال اسکے قبضہ کی بعد [illegible]

والی لاہور سمت ۱۸۶۲ بکرمی مین اپنی فوج لیکر چنیوٹ آپہونچا اور قلعہ چنیوٹ کا محاصرہ کرکے جسا سنگہ کو نہایت تنگ کیا
جب توپ کے گولون سے قلعہ کی دیوار مسمار ہوگئی تو جسا سنگہ نے اپنا وکیل سخت سنگہ کے پاس بہیجکر کہلا بہیجا کہ اگر
خود سخت سنگہ بغیر ان کا ہتیہار کا عذر مگر کا دے اور گورو گوبند سنگہ کا نام لکہہ کر عہد نامہ میرے حفظ عزت و آبرو
و بحالی کے گذارہ کا لکہہ بہیجے تو مین حاضر ہوتا ہون سخت سنگہ نے اوسکی درخواست قبول کی اور عہد نامہ ہوکر
جسا سنگہ سخت سنگہ کے پاس حاضر ہوگیا اس فتح کے بعد سکہہ فوج شہر مین گہس گئی اور تمام رعایا کو لوٹ لیا
چنیوٹ بہی برابر شہر سکہون کی زیر حکومت رہا اب متعلق ضلع جہنگ کے ہے اور تحصیل اسکا تحت صاحب ضلع جہنگ
کے یہان سے تحصیل کا کام ہوتا ہے ۱ (اوچ) یہ ایک قصبہ تحصیل کا مقام دواب رچنا ضلع جہنگ مین ہے
مگر اب تحصیل یہان کی ٹوٹ گئی ہے آبادی اس شہر کی کچہہ بہت پرانی نہین ہے عنایت اللہ خان سیال رئیس جہنگ کے
عہد مین یہ قصبہ آباد ہوا حال اسکی آبادی کا اسطرح درج تواریخ جہنگ ہے کہ سید لطف علی شاہ المعروف شاہ گل محمد
سید احمد علی شاہ کا صاحبزادہ جو سید پیر شاہ خلیفہ عبد الوہاب ملوقی کی اولاد اور مرید سید نور سلطان کے ہوتے تہے
[illegible] مقام پر جہان قصبہ اوچ اب آباد ہے آکر بلند ٹیلہ کے اوپر رہنے لگے اوسوقت اسجگہ تمام جنگل
تہا صرف ٹیلہ کے شرق کی طرف ایک کنوان تہا جس سے گواہ بلوچ پانی لیتے تہے چونکہ حضرت سید با کمال صاحب
حال و قال تہے تہوڑے ہی دنون مین حضرت کی عبادت و ریاضت کی شہرت ہوگئی اور جوق جوق ارادتمند
خدمت مین حاضر ہونے لگے جب یہہ خبر عنایت اللہ خان رئیس جہنگ کو پہونچی تو وہ بہی خدمت مین حاضر ہوکر
مرید ہوا اوسکے مرید ہوتے ہی مریدون کی اسقدر کثرت ہوئی کہ حضرت کو بیعت لینی اور مرید کرنے کی فرصت
نہین ملتی تہی اونہین دنون مین پہلے اوچ کے قلعہ کی بنیاد عنایت اللہ خان کے حکم سے رکہی گئی اور شہر کی
آبادی بہی شروع ہوئی جب قلعہ بن چکا تو قلعہ کے وسط مین حضرت کی بیٹہک کا ایک مکان عالیشان بناکر محل
نامہ کہا گیا شرق کی طرف قلعہ کے جو ایک بڑا تالاب مٹی کے کہودنے کے سبب بن گیا تہا اوسمین برسات سے
بہر کر پانی بہر آگیا باغات و درخت لگائے گئے عمارت قصبہ کی بہت عمدہ بانی و نواح سنجیدہ و خوشنما ہوا بازار آباد
ہوا ہر کار دکاندارون نے تجارت شروع کی بیوپاری آنے لگے بہت سی جاگیر حضرت کے لنگر کے واسطے عنایت اللہ خان
نے واگذار کی یہ پرگنہ اوچ کا علیحدہ قرار پایا اوسمین جا بجا بہت سے قلعہ بنائے گئے جب قصبہ خوب آباد ہو گیا تو
سید صاحب ۱۱۹۳ ہجری مین وفات پاگئے اور فقیر نور شاہ سید بخاری اونکی جگہہ یہان حاکم و جاگیردار و سجادہ
نشین قرار پائے سنہ ۱۲۱۲ مین وہ فوت ہوئے اور فقیر نانک سلطان اونکے جانشین ہوئے اونکے وقت قبضہ رنجیت سنگہ
کا جہنگ کے علاقے مین ہوگیا اور احمد خان سیال قید مین آیا سکہون نے اوچ پر بہی یورش کی اور ایسی گرم جوشی
سے ساتہہ لوٹا کہ اوچ کے رہنے والون کے کپڑے بہی بدن کے نچوڑ لئے بہت سے لوگ اوسوقت بہاگ کر

قصبہ ویران ہوگیا پھر جب کچھ صورت امن کی نمودار ہوئی تو لوگ پھر آ کر آباد ہوئے ناگ سلطان کے بعد
فقیر نور سلطان نے سجادہ پایا اب انگریزی عملداری میں آبادی اس قصبہ کی دن بدن ترقی پر ہے۔ ۴۔
شور کوٹ رچناب دو آب ضلع جھنگ کے متعلق یہ ایک پرانا قصبہ اوس سڑک پر جو جھنگ سے تلنبہ
کو جاتی ہے چند میل تلنبہ سے شمال مغرب کی سمت کو آباد ہے چونکہ یہ قصبہ بہت پرانا اور قدیمی آبادی ہے
اس سبب سے اسکی اصل بانی کا حال دریافت نہیں ہوسکتا اور پرانے کھنڈرات سے بھی پایا جاتا ہے کہ کسی زمانہ
میں یہ بڑا آباد شہر ہوگا آئین اکبری میں بھی سیالکوٹ و شور کوٹ دونوں کا ذکر لکھا ہے ایک قلعہ بہت بلند یہاں بنا ہوا ہے
جسکا سطح اوپر میدان اندرونی بہت فراخ ہے ایک میل کے فاصلے سے وہ نظر آتا ہے زمیندار قوم سیال آبیز
آباد ہے نواب مظفر خان والی ملتان اسکی آبادی پر بہت متوجہ ہوا اچھے اچھے پختہ مکانات بنوائے لوگوں کو اور
گانوں سے بلا کر یہاں آباد کیا آبادی بڑھائی آخر رنجیت سنگھ کے وقت جب سکھوں کے پے درپے حملے ملتان پر ہوئے
تو اس شہر کو بھی انھوں نے لوٹا سب بڑی بڑی عمارتوں کو جلا دیا منجملہ چار ہزار گھر اور ایکہزار دوکان کے کچھ باقی
نہ رہا مدت تک یہ بالکل ویران رہا جب امن ہوا تو پھر آباد ہونا شروع ہوا مگر وہ پہلی سی آبادی کہاں مختصر سی آبادی
ہوئی اور مکانات کچھ پختہ اور کچھ خام بنے غرب کی طرف اسکی ایک بلند ٹیلا موجود ہے وہاں بھی بیشک کسی زمانہ میں
آبادی ہوگی آبادی کے نشان اوسپر اب تک موجود ہیں اس مقام سے جنگل بار کا شروع ہوتا ہے بلکہ یہ قصبہ
بھی بیچ بار میں ہے دریائے جہلم و چناب ملی ہوئی ندی اس سے بفاصلہ ڈیڑہ کوس اور راوی جنوب کی پندرہ
کوس پر بہتی ہے کھجوروں کے درخت یہاں بہت ہیں اور کھجور بھی بہت لذیذ و اعلیٰ ہوتی ہے ضلع جھنگ کے
ماتحت یہاں تحصیلدار رہکر تحصیل کا کام دیتا ہے اس تحصیل کے علاقہ میں مقام موضع اوان ایک مقبرہ حضرت
سلطان باہو کا بہت متبرک و مشہور مکان ہے لوگ اوسکی زیارت کو دور دور سے آتے ہیں پہلے یہ تحصیل
جو اب شور کوٹ میں ہے قادر پور میں تھی ۱۸۶۱ء میں وہ تحصیل ٹوٹ کر اس مقام پر قرار پائی **گھاٹی**
میر شہزادے کی یہ گانوں دریائے راوی کے کنارے میں جنگل بار میں آباد ہے اگرچہ آبادی
مختصر ہے مگر مشہور گانوں ہے اور مقبرہ میر شہزادہ بلوچ بانی دیہہ کا گانوں کے باہر عمارت گنبددار بنا ہوا ہے یہ
میر شہزادہ لنگاہی سلطنت کے وقت بڑا امیر الامرا و صاحب اقتدار تھا **پنڈی شیخ موسیٰ** یہ گانوں
میں جنگل بار میں راوی کے کنارے پر آباد ہے اڈہائی سو گھر اور چالیس دوکانیں ہیں کوٹ کمالیہ یہاں سے
پچاس کوس کے فاصلے پر ہے زمین متعلقہ اسکی راوی کے دونوں کناروں پر ہے پہلے بلوچوں کی ملکیت یہاں
تھی اب متفرق قومیں یہاں کی مالک ہیں پہلے ایک پختہ قلعہ بھی گانوں کے پاس بنا ہوا تھا جو اب مسمار ہوچکا ہے
گانوں کے چاروں طرف جنگل بار درخت بیشمار کھڑے ہیں ایسی ہجوم کے ساتھ کہ سوائے چند مقرری راستوں کے اونمیں گذر

سوار و پیادہ کا ممکن نہین ہے **قادر پور** ضلع جہنگ مین یہہ چھوٹا سا قصبہ بعمارت خام ہے پہلے یہان تحصیل ازضلع جہنگ کے ماتحت تحصیل کا کام دیتا تھا مگر اب یہان سے اٹھکر شورکوٹ کو چلی گئی ہے تو علاقہ تھہال شاہ چوبہ واڑہ مین کوٹ عیسی شاہ تا دریائے بہری ماڑی جہلم کے دونو طرف اسکے متعلق تھے یہین شاہ چوبہ وقادر بخش کوٹ عیسی شاہ بڑے بڑے قصبے کچی عمارت کو ہین **پنڈی بھٹیان** یہہ قصبہ چنیوٹ سے پندرہ کوس جنوب کیطرف مورو ثی بہٹی راجپوتون کا ہے آبادی اسکی قدیمی تین ہزار گہر اور اڑہائی سو دوکان ہے عمارت کچی پکی مختلط مقبرہ شیخ خیر محمد قادری کا قصبہ کے اندر پختہ بنا ہوا ہے قصبہ کے چار طرف شہر پناہ خام ہے غلہ کی پیدائش عام ہے دریاے چناب یہان سے سات کوس پر بہتا ہے — + —

جلال پور بھٹیان یہہ قصبہ پنڈی بھٹیان سے بیس کوس کے فاصلے پر آباد ہے پہلے پہل احمد خان راجپوت بہٹی نے اپنے بیٹے جلال خان کے نام پر اس قصبہ کو آباد کیا اب بھی پانچہزار گہر اور آٹھہ سو دوکان اسمین آباد ہین عمارت شہر کی تمام وکمال پختہ اور شہر پناہ مضبوط ہے شرقی وغربی دو دروازے آمد و رفت کے بنے ہوے ہین پہلے مالک اس شہر کے بڑے عزت دار صاحب فوج وخزانہ تھے رنجیت سنگہہ نے اونکو برباد کیا اور ملک چہین لیا زمین یہان کی ایک طرف بارانی اور دوسرے طرف سیلابہ ہے دریاے چناب یہان سے شمال کو دو کوس پر بہتا ہے

چک کی کھامی دوابہ رچناب مین یہہ مشہور و معروف قصبہ تین آبادیون منقسم ہے سنا ہو رشید ارون کے یہان وراثت ہے اول اسکی آبادی کے ایک شخص مسمی جگا سل شاہ نے بنیاد رکہی تہی اب بھی ساڑھے تین ہزار گہر اور چار سو کے قریب دوکانین اسمین آباد ہین گہرون کی عمارت پختہ وخام مختلط ہے

سیالکوٹ دوابہ رچناب مین یہہ ایک شہر بائین کنارے دریاے چناب پر بستہ میل لاہور سے شمال مغرب شمال کیطرف کو آباد ہے اسکی ابتدا مین اہل تواریخ کے تین قول ہین بعضی کہتے ہین کہ اسکو راجہ شل نے جو رشتہ دار پانڈون کا تہا اور کیرون پانڈون کی لڑائی مین مارا گیا تہا آباد کیا جسکو پانچہزار برس کا عرصہ گذرا ہے اوسنے اپنے نام سے نام اسکا شل کوٹ رکہا تہا اور بعضون کا قول ہے کہ راجہ بکرماجیت کے عملداری مین راجہ سلوان یا سالباہن نے یہہ قلعہ بنایا اور سیالکوٹ کا صوبہ قایم کر کے سیالکوٹ نام رکہا راجہ سالباہن کے دو بیٹے تھے ایک پورن جو فقیر ہو گیا تہا دوسرا سالو جسنے اپنی دختر سارن کو راجہ ہوڈی کی ساتھہ شادی کی تہی اور اوسی رانی سارن نے شہر سارنگڑا پنجہ کے ملک مین آباد کیا تہا جو لاہور سے پارہ میل پرگنہ اجنالہ مین اوسکی آبادی کے نشان موجود ہین اوسکے بعد مدت تک سیالکوٹ کا علاقہ جمون کی ریاست کا شامل رہا تیسری روایت یہہ ہے کہ پہلے پہل آبادی اس شہر کی سیال کی قوم نے کی جو کثرت سے دوابہ رچناب مین آباد ہے یہہ شہر بھی اونکی نام سے سیالکوٹ کہلایا چنانچہ اور آبادیان بھی سیالون کی مثل جہنگ سیال وغیرہ موجود ہین

شاید ایسا ہی ہو مگر اسکی قدامت اور پرانی ہونے مین کوئی شک نہین ہے اور یہہ بھی کچھ بعید نہین ہے کہ پہلی آبادی
کا نام کچھ اور ہو اور پھر سیالون کی آباد ہونے کے سبب سے یہہ سیالکوٹ کہلایا ہو شہ ہجری مین جب سلطان خسرو ملک
غزنوی بادشاہان کے خاندان کا آخری بادشاہ لاہور کی سلطنت کا مالک ہوا تو سلطان شہاب الدین علاء الدین
غوری نے پنجاب پر یورش کی اور مدت تک محاصرہ لاہور کا رکھا جب فتح نہ ہوا تو واپس گیا جب سیالکوٹ کے
ضلع مین پہنچا تو سیالکوٹ کا قلعہ مستحکم دیکھکر چاہا کہ اسکو اپنی قبضہ مین لاکر فوج اپنی یہان مامور کرے اسوقت
راجہ سیالکوٹ کا جسکے قبضہ مین یہہ قلعہ تھا مزاحمت پیش آیا اور آپسمین اوسکی اور سلطان علاء الدین غوری کی تین
لڑائیان ہوئین پہلی لڑائی پسرور کے مقام پر ہوئی جسمین پیران پرشور روار امام علی الحق کے بھائی شہید ہوئے
دوسری لڑائی بمقام آدم دوارہ قوم مین ہوئی وہان حمیل غازی نام افسر بادشاہی فوج کا شہید ہوا اوسوقت
جسقدر مسلمانون نے شہادت پائی اونکا گنج شہیدان بنا اور ہنوز دیکھا جاتا ہے اور کسیقدر باہر وہ گنج شہیدان
ابتک موجود ہے تیسری لڑائی خاص سیالکوٹ کے محاصرہ کے وقت ہوئی جسمین امام علی الحق نے جام
شہادت پیا اور قلعہ کے مفتوح ہونیکے دن پیران مجاہد فتح المعروف سیاہ سرخ شہید غازی جو قلعہ کے دروازہ
کے آگے شہید ہوئی کہ اونکی قبر قلعہ کے دروازے کے اندر موجود ہے بعد ازان قلعہ مفتوح ہوا اور شہر مین قتل عام
ہوئی اس لڑائی مین ہندو مسلمان دونو قومون نے بڑی بہادری سے ایک دوسری کا مقابلہ کیا اور امام علی
الحق جو خواجہ فرید گنج شکر کے خلیفہ تھے وہ بھی ساتھ اپنی مریدون اور بھائیون کے صرف شہادت کے حصول کی
امید پر اسلامیہ لشکر کے ساتھ شامل ہوئے تھے آخر مراد اونکی برآئی اور شہادت پائی سلطان علاء الدین نے قلعہ پر
قبضہ پاکر قلعہ کو جو بسبب محاصرہ و توپ رانی کے گر گیا تھا دوبارہ بنوایا اور اپنی فوج و فوجدار یہان مامور
کیا۔ یہہ قلعہ سیالکوٹ کی آبادی کے شمال کیطرف بلا بہت نہایت پختہ پختہ کی عمارت کا ہے اب بھی قلعہ کی دیوار
کہین سے پندرہ اور کہین سے بیس گز اونچی اور کہین دو گز اور کہین ڈیڑھ گز ہے دیوار مین بیس بیس قدم پر برجیان
توپین چڑھائی جاتی تھین شکل و صورت قلعہ کی مربع چار گوشہ ہے زمین اندر کی ناہموار کہین پست اور کہین سے
بلند علاء الدین غوری کے وقت کی عمارت اب بھی قلعہ مین باقی ہے مگر راجہ کے وقت کی عمارت کا کوئی پختہ نشان باقی
نہین ہاں مگر تھوڑی سی فصیل کی دیوار بقدر پانچ چھ گز کے جسکی اینٹین بہت بڑی ہین راجہ کے وقت کی بنی ہوئی
معلوم ہوتی ہے غوری سلطنت کے بعد جب مغلیہ و تاتاری فوجون کے پے در پے حملے پنجاب پر ہوئے تو یہہ شہر بھی
بسبب اسکے کہ سر راہ تھا کئی مرتبہ لوٹا گیا اور کئی دفعہ جمون کے راجہ نے موقع پاکر اس شہر پر یورش کی اکبر بادشاہ نے
یہہ شہر راجہ مانسنگھ کی جاگیر مین عطا کیا اوسنے اسکو پھر آباد کیا اور قلعہ کی مرمت کی اورنگ زیب عالمگیر کے وقت
محال ہراکی وال و بھاگو وال و سمبریال و گنگرا اس پرگنہ کے شامل تھے اور نو لاکھ روپیہ کل محال کی آمدنی تھی محمد شاہ

چغتائی کی سلطنت کے بعد جب احمد شاہ ابدالی نے دہلی پر فتح پائی تو پنجاب کے شامل یہ علاقہ بھی کابل کی
سلطنت کے ساتھ شامل ہوا اور احمد شاہ کے حکم سے بہت سا ملک ظفروال و سنکترہ و اورنگ آباد و چونڈہ
و پچھاڑہ و منڈی راجہ رنجیت دیو راجہ جموں کے تصرف میں آگیا پھر جب اسلامیہ سلطنت ضعیف ہو گئی اور سکھوں
کی غارتگری کا زور شور ہوا تو سکھوں نے افغانوں کو سیالکوٹ سے نکال دیا اور خود قابض ہو بیٹھے اور سب نے جمع ہو کر
سب علاقہ راجہ جموں سے چھین لیا اور ایک بڑی لڑائی سکھوں کی راجہ برج راج رنجیت دیو کے بیٹے کے ساتھ ہوا
کہ متصل ہوئی جس میں راجہ برج راج مارا گیا اور بھنگی وغیرہ مثلوں کے سکھوں کا عمل قابض ہو گیا جب رنجیت سنگھ
کے اقبال کا ستارہ چمکا تو اوس نے سیالکوٹ پر قبضہ پا کر جیون سنگھ والئ سیالکوٹ کو بے دخل کر دیا اوس وقت سکھوں نے
اسکو خوب لوٹا اور لوگ شہر سے جابجا بھاگ گئے جب اچھی طرح سے امن ہو گیا تو پھر آبادی شروع ہوئی رنجیت سنگھ
کے وقت مختلف حاکم و کاردار یہاں مامور ہوتے رہے ایک مرتبہ یہ شہر کشمیرا سنگھ کی جاگیر میں ملا اوس نے قلعہ کی
مرمت کی دلیپ سنگھ کی سلطنت کے وقت یہ علاقہ راجہ تیجا سنگھ کی جاگیر میں عطا ہوا اوسنے قلعہ کے اندر ایک کوٹھی
بنوائی جہاں اب صاحب کمشنر کی کچہری ہوتی ہے پھر راجہ تیجا سنگھ سے یہ علاقہ لے لیا گیا اور قصبہ سیالکوٹ [illegible]
یہاں ضلع مقرر ہے صاحب ڈپٹی کمشنر و اسسٹنٹوں کے یہاں کچہریاں کرتے ہیں چار تحصیلیں تحصیل سیالکوٹ ظفروال
و پسرور و ڈسکہ اس ضلع کے ماتحت ہیں بڑی بھاری چھاؤنی فوج کی یہاں مقرر ہے شہر کے مکانات عالیشان
و بازار کھلے کوٹھیاں سرکاری یہاں بنی ہیں بازار بھی نہایت اچھا آباد ہوا ہے اس شہر کی رونق شہر کی پہلے سے
دو چندان سہ چندان ہو گئی ہے اور روز بروز ترقی ہے کل مردم شماری ضلع سیالکوٹ سات لاکھ چالیس ہزار
آٹھ سو چھیاسی و خاص اس شہر کے اونتالیس ہزار آٹھ سو انتالیس ہے شہر کی آبادی میں سے سات ہزار سات سو چالیس
آدمی ہندو اور باقی مسلمان ہیں اور خاص شہر کی خانہ شماری چار ہزار پانسو اٹھانوے اور ایک ہزار سات سو
اٹھتر دوکانیں شمار میں آئیں شہر کے باہر بھی چند بستیاں علیحدہ علیحدہ آباد ہیں جنکو پورہ کہتے ہیں پہلا پورہ جسکا نام
اسکو شیخ عبد الحکیم سیالکوٹی نے بعہد شاہجہان بادشاہ آباد کیا تھا یہ شخص ایک عالم فاضل ہر دلعزیز کامل علم میں طاق
یگانہ آفاق تھا اوسکی اولاد اب تک اس پورہ میں رہتی ہے دوسرا پورہ رنگپورہ تیسرا پیران پورہ چوتھا [illegible]
پانچواں انارکی چھٹا حاجی پورہ ساتواں اصلی یعقوب آٹھواں محال گکران میں علیحدہ علیحدہ قومیں آباد ہیں اور
ایک بڑا گروہ کاغذ بنانے والوں کا ان پوروں میں رہتا ہے جنکا کاغذ بنایا ہوا سیالکوٹی کاغذ مشہور ہے اور
دور دور کے ملکوں میں اوسکی تجارت ہوتی ہے اور ایک قسم کا کاغذ جہانگیری یہاں بنایا جاتا ہے جو بڑا چکنا اور
صاف ہوتا ہے اور ایک نام ایک ندی شہر سے جانب شرق جنوب کو بہتی ہوئی غرب کو نکل گئی ہے اوسی ندی کے
کنارہ پر موضع رنگپور و راسے پورہ و میرانپور کاغذسازوں کے آباد ہیں اور کاغذ کے بنانے میں مشغول

پانی بہت مفید ہے عمارت اس شہر کی پختہ ہے بڑی بڑی مکان عالیشان بنے ہوئے ہین بازار مین شمار تجارت
ہوتی ہے گرد و نواح اسکے گنا عمدہ و شیرین پیدا ہوتا ہے دریاے چناب یہان سے سات کوس مغرب کو اور دریاے
راوی تخمیناً کوس پر مشرق کو بہتا ہے - نامی مکانات مفصلہ ذیل اس شہر مین بہت ہین بڑا مشہور مقبرہ یہان امام علی
لاحق شہید کا شہر سے شمال کیطرف بنا ہی اس مقبرہ کو حضرت شاہ دولہ گجراتی نے بنوایا ہر ایک ہفتہ جمعرات کے روز
اور عید و محرم کو یہان بڑا میلا ہوتا ہے امام علی لاحق کے دوسرے بھائی امام ناصر الدین جالندھر مین مدفون ہین
دوسرا مکان مقبرہ عبد الحکیم سیالکوٹی کا سیالکوٹ سے شمال کو بفاصلہ ایک میل کے میانہ پورہ کے آبادی کے اندر
پختہ بنا ہوا ہے انکی بہت سی تصنیفات عربی و فارسی مین مشہور ہین انکے عہد مین کئی عمارتین پختہ شہر کے گرد
بنائے گئی ہین کہ جنمین سے ایک مسجد بڑی تحصیل کے مکان کے پاس قلعہ مین بازار مین اور ایک تالاب موجود ہے
تیسرا مکان شوالہ راجہ تیج سنگہ کا دیوان حاکم راے کی حویلی کے پاس بنا ہوا ہے یہہ شوالہ بلند و وسیع عمدہ بنا ہوا
ہے تین تین چار چار کوس سے نظر آتا ہے چوتھا مکان گرجا گھر چھاونی مین عبادتگاہ عیسائیونکا بہت پختہ و بلند و
عالیشان بنایا گیا ہے پانچوین تالاب مولوی عبد الحکیم سیالکوٹی نے بعہد اورنگ زیب عالمگیر بنوایا تھا اب دوبارہ
پرنسپ صاحب کے حکم سے اسکی مرمت ہوئی چھٹا شاہ دولا کا پل چھہ میل شہر سے جنوب کی طرف ایک ندی کے اوپر
بنا ہوا ہے اسکے اوپر سے سڑک پسرور و ظفروال کو جاتی ہے یہہ پل شاہ دولا گجراتی نے جو ایک نامی فقیر گجرات مین
تھا بنایا تھا اب سرکار انگریزی نے اس پل کو آگے سے زیادہ وسیع کیا ہے شاہ دولہ اصل مین باشندہ سیالکوٹ
کا تھا شاہ سیدا مجذوب کھروردی سے اونسے نعمت فقر کی پائی اونسے اپنی زندگی مین بہت سی عمارات سراے
و مسجدین و مقبرے و پل و خانقاہین بنوائین جو اب تک اونکی یادگار موجود ہین اس پل کے سوا ایک اور پل نہر
ہیلی پر جو پسرور کے متصل بہتی ہے شاہ دولا کا بنوایا ہوا موجود ہے دوسرا پل نالہ ڈیک پر لاہور و گوجرانوالہ
کے راستے مین ہے ساتوین ہندوون کی عبادتگاہون مین بابا نانک کا بیر اور باؤلی ہے یعنی ایک تو بیر کا درخت
بابا نانک سے منسوب ہے جہان بابا نانک نے اپنی زندگی مین اکر مقام کیا تھا وہان اب بہت اچھا مکان بنا ہوا
اور ایک باؤلی یعنی چاہ زینہ دار جسمی سولا سنا گون سیالکوٹ نے جو بابا نانک کا چیلہ تھا بنوائی تھی اور اپنے گورو
کے نام سے موسوم کی وہان بھی مکانات پختہ بنے ہوئے ہین اور جاگیر دونو مکانون کے نام سے بعہد مہاراجہ
رنجیت سنگہ کے عہد سے معاف ہی آٹھوین شہر سیالکوٹ کے باہر جانب جنوب و شرق ندی کے پار بفاصلہ ایک میل کے
خانقاہ شیخ حمزہ غوث کی ہے مقبرہ پختہ بنا ہوا ہے ماہ بیساکھ کے پہلے اتوار کو یہان بھاری میلا ہوتا ہے ہندو مسلمان بھی
بحکم سرکار فروخت ہوتی ہے نوین سمادہ حقیقت رای کی جسکی اصلی سمادہ لاہور مین ہے یہان بھی ایک
نمونہ سمادہ بنائی گئی ہے یہہ حقیقت رای بھاگ مل کھتری گوت پوری ساکن سیالکوٹ کا بیٹا تھا اور لاہور مین

بعمر اٹھارہ سال کے بادشاہی مدرسہ مین فارسی علم پڑہا کرتا تھا ایک دن مذہبی تذکرہ اسکا ایک مسلمان طالبعلم
کے ساتھ ہو گیا اور نوبت یہانتک پہونچی کہ مسلمان نے دیوی کو اور اسنے پیغمبر صاحب کے حق مین برا کہنا شروع
کیا مدرسہ کا مولوی اس ہندو کی گستاخی پر بہت غضبناک ہوا اور اوسکو قاضی کے پاس بھیجا قاضی نے حکم دیا
کہ اگر حقیقت رای مسلمان ہو جاوے تو امان پاوے ورنہ بجرم بے ادبی رسول صلی اللہ علیہ وسلم گردن مارا جاوے
چنانچہ حقیقت رای نے اسلام قبول نکیا اور قتل ہوا لاہور مین اصلی سمادہ اسکی بنی ہے اور ہندو بسنت کے روز
ہر سال وہان جمع ہوتے ہین دسوین ضلع سیالکوٹ مین چاہ پورن بھگت شہر سیالکوٹ سے جانب شمال بفاصلہ چار میل
کے موضع کرول کے پاس واقع ہے یہہ شخص پورن چند نام راجہ سالباہن بانی سیالکوٹ کا بیٹا تھا راجہ سالباہن
کے دو زوجہ تھین ایک کا نام اچھرا رانی تھا جسکے پیٹ سے یہہ لڑکا تھا دوسری لونا راجہ چنبہ کی بیٹی جسکو لونا چمیاری
کہتے تھے چونکہ پورن لڑکا نوجوان نہایت خوبصورت تھا لونا اوسپر عاشق ہو گئی اور درخواست کی کہ پورن اوسکے
ساتھہ ہم بستر ہو پورن نے جواب دیا کہ تو ماں میری والدہ ہے تجھسے ایسا بد کام کب ہو سکتا ہے اس سبب سے لونا پورن
کی جانی دشمن ہو گئی اور موقع پاکر راجہ کی خدمت مین ظاہر کیا کہ پورن میرے خوابگاہ مین پوشیدہ آیا اور چاہا کہ
زبردستی میرے ساتھہ ہم بستر ہو ایسے گستاخ لڑکے کو سزا دینا چاہیے چند کنیزین اپنی اسباب مین اوسنے گواہ گذرانین
یہہ بات سنکر راجہ بہت غضبناک ہوا اور حکم دیا کہ پورن کنوین کے اندر قید کیا جاوے چنانچہ اس چاہ کے اندر وہ
قید ہوا اور چند سال قید رہا آخر گورو گورکھناتھہ کا گذر اسطرف ہوا تو اوسکو وہ نکال لے گیا اور پورن فقیر ہو گیا
پانچ سال کے بعد بحالت فقیری پورن سیالکوٹ کے باہر آکر مقیم ہوا اور اسقدر مشہوری ہوئی کہ تمام شہر کے لوگ
معتقد ہو گئے لونا بھی راجہ کو ساتھہ لیکر اس فقیر کے پاس اس مراد کے حصول کے لئے آئی کہ اوسکے گھر اولاد ہو
جب راجہ اور لونا دونو فقیر کے روبرو آئے تو پورن پہچانا نہ گیا راجہ اور رانی دونو نے اولاد کے حاصل ہونے کی
خواہش ظاہر کی پورن نے جواب دیا کہ اگر یہہ رانی اسوقت ایک بات سچ کہہ دیوے تو امید ہے کہ اسکے پیٹ سے
اولاد ہو رانی نے منظور کیا پورن نے کہا کہ پورن راجہ کا بیٹا تجھپر عاشق ہوا تھا یا تو اوسکی خواہش کرتی تھی لونا
کو اوسوقت سوای سچ کہنے کے کچھہ بن نہ آئی اور صاف کہہ دیا کہ اوسمین اوسکا کچھہ جرم نہ تھا وہ میری تہمت
سے قید کئی سال تک تھا اب نہین معلوم کہان گیا ہے یہہ بات سنکر راجہ حیران ہو گیا اور غور سے جو دیکھا تو پورن
پہچان لیا اور بہت خواہش کی کہ پورن بدستور اپنے گھر چلے اور ولیعہد ریاست کا ہو مگر اوسنے نمانا اور ایک
رات محل مین جاکر اپنے والدہ اچھرا کو ملا اور فقیرون کے ساتھہ کہین چلا گیا پھر اوسکا نشان معلوم نہ ہوا قصہ
پورن کا تمام پنجاب مین زبان زد خلق اللہ ہے اور لوگون نے اسکے گیت بنائے ہوئے ہین گیارھوین خانقاہ
پیر شیر شاہ خانقاہ نالہ تلواڑہ کے کنارے پر بنی ہوئی ہے اور مشہور ہے کہ یہہ بزرگ بھی ہندو مسلمان کی لڑائی

شہید ہوا تھا ہر سال کاتک کے مہینے مین یہان میلہ ہوتا ہے قریب دس ہزار کے آدمی جمع ہو جاتے ہین بارہوین
خانقاہ شاہ بلاق موضع کلووال کے پاس یہہ مزار پختہ بنی ہوئی ہے خانقاہ کی چار دیواری بھی پختہ معہ باغ کے
تعمیر ہوئی ہے ماہ چیت مین یہان تین روز تک میلہ رہتا ہے بارہ تیرہ ہزار آدمی جمع ہوتا ہے اس مزار کے
ستون چھت مین لوگ کہتے ہین کہ یہہ ستون شمار مین نہین آسکتے گنتا گنتا آدمی بھول جاتا ہے تیرہوین خانقاہ
عمر شہید موضع سیانوالی کے حدود مین واقع ہے یہہ بزرگ بھی ہندوؤن کے لڑائی کے وقت شہید ہو کر یہان
دفنایا گیا تھا کاتک کے مہینے مین یہان میلہ ہوتا ہے چودہوین خانقاہ گلو شاہ یہہ خانقاہ موضع کوری کے تحصیل
پسرور مین واقع ہے ساتوین ماہ اسوج کو ہر سال یہان میلہ ہوتا ہے چالیس ہزار آدمی سے زیادہ جمع ہو جاتے ہین
مویشی بھی یہان بحکم سرکار فروخت ہوتی ہے عمدہ روز میلہ رہتا ہے پندرہوین جنگی شاہ خاکی یہہ خانقاہ اور
اسی نام کا گاؤن تحصیل پسرور مین واقع ہے مکان مزار نہایت عمدہ دارا شکوہ شاہجہان بادشاہ کے بیٹے کا
بنوایا ہوا ہے یہہ بزرگ حضرت میانمیر بالا پیر لاہوری کا خلیفہ تھا ہر سال ماہ بیساکھ مین ایک قسم کے سفید رنگ تند
بگلے کی شکل سے مشکل اس مزار پر آکر بیٹھا کرتے ہین چونکہ اس طرح کے جانور سوائے ماہ بیساکھ کے کبھی نظر نہین
آتے اور نہ کسی نے کبھی کسی ملک یا علاقہ مین ایسے پرند دیکھے ہین لوگ انکو اس بزرگ کی کرامت و تصرف پر حمل
کرتے ہین سولہوین مقبرہ کوٹلی یہہ مقبرہ تحصیل پسرور مین واقع ہے مکان نہایت عالیشان ہے مقبرہ سنگین
عمارت کا بنا ہوا ہے بطور بارہ دری محرابون پر پتھر لگے ہین اور رنگکاری کا کام بنا ہوا ہے مقبرہ کے چار مینار بہت بلند
ہین جو دور سے نظر آتے ہین عمارت کے نیچے تہہ خانہ ہے اسمین قبر بنی ہوئی ہے مالک قبر کا نام عبدالنبی ہے

قصبہ چٹھیر اٹہ یہہ قصبہ سیالکوٹ سے شمال کے طرف سات کوس کے فاصلہ پر آبادی ہے جسمین ایکہزار چہہ سو تیرہ نفوس
باشندے اور تین سو تیس گھر اور ستر دوکانین اوسکے بازار مین آباد ہین بانی اسکا مسمی چٹھیرا قوم جاٹ گوت
اہیر تھا مدت تک اوسکی اولاد اسمین رہتی رہی جب وہ نیست و نابود ہو گئی تو راجپوت منہاس موضع [illegible]
کلان سے اوٹھ کر اسمین آ رہے اونھون نے اگرچہ نئے سرے سے اسکی آبادی کی مگر نام پرانا ہی مقرر رکہا —

گوندل یہہ قصبہ چٹھیر اٹہ سے غرب کو اور سیالکوٹ سے شمال کیطرف بفاصلہ چہہ کوس کے آباد ہے چار سو اٹھہ گھر اور
ستر دوکانین آباد ہین اسمین اول جاٹ قوم گوندل رہتی تھی اب راجپوت چیمہ قوم گوال پہاڑی مالک ہین **کوٹلی لوہاران** یہہ دو بستیان
غربی و شرقی ایک دوسرے سے بفاصلہ ایک میل کے آباد ہین دونون کی آبادی مین چہہ سو چھتیس گھر اور نو سے
دوکانین اور دو ہزار سو باشندے ہین ان دونو قصبون مین لوہار دن رات دوکانون مین بیٹھ کر کاریگری
مین مصروف رہتے ہین اونکی ہاتھ کے بنائے ہوئے آہنی چیزین عجائب خانون مین بہیجی جاتی ہین اونمین
اکثر کاریگری طلائی ہے باغیرت تو قیر مین اور لوہے کے اوپر سونے کا کام یہہ خاص یہہ کرتے ہین

ظفروال یہہ قصبہ خاص تحصیل کا مقام ہے تحصیلدار ماتحت ضلع سیالکوٹ کے یہان کا الیہ
تحصیل کا کام دیتا ہے سیالکوٹ سے اٹھارہ کوس جنوب شرق کے گوشہ مین آبادی اسکی واقع ہے عمارت اسکی
کچھ پختہ اور کچھ خام بلکہ خام بہت اور پختہ کم ہے پانچہزار تین سو دونیں باشندے اسمین رہتی ہین جنمین دو ہزار
تین سو تنتیس مسلمان باقی ہندو ہین ایکہزار تین سو دہتر گھر اور تین سو اٹہالیس دکانین قصبہ مین موجود ہین
اور ایک قوم کھاجن بیوپاری جنکو اوس ضلع کے لوگ کراڑ کہتے ہین اور قومون کی نسبت کثرت سے آباد ہے
اور اس قصبہ کو مدت مدید گذری ہے کہ جعفر خان قوم باجوہ نے اس مقام پر کہ جنگل ویرانہ تھا آباد کیا اور جعفروال
نام رکہا آبادی کے وقت تک وہ اور بعد ازان سو برس تک ویسکی اولاد قابض رہی پھر وہ لوگ سقیم الحال
ہوکر چلے گئے اور قصبہ ویران ہوگیا پھر اکبر بادشاہ کے عہد مین مسمی عبد الخیر راجپوت گلگڈہ چھبیانہ سے کہ متصل
اس قصبہ کے ہے موضع جائی آباد تھا پھر کسی تقریب سے وہ بادشاہی نوکر ہوگیا اور کسی خدمت کے عوض مین اوسنے
اس ضلع کی چودہرات حاصل کی اوسوقت اوسنے اس قصبہ کو کہ مدت سے ویران پڑا تھا دوبارہ آباد کیا کہ اب تک
اوسکی اولاد قابض ہے اور یہ راجپوت پہلے پہل اوسی نے اسلام قبول کیا اور عبد الخیر نام رکہا گیا تھا
قصبہ کے باہر ایک باولی یعنی چاہ زینہ دار پختہ بنا ہوا ہے اس پرگنہ مین جابجا نہین ہوتا اگر ہو جاوی تو
کڑوا ہوتا ہے **ستکوہ** یہہ قصبہ سیالکوٹ سے بارہ کوس شرق کی طرف آباد ہے پانسو دس گھر
اور ایکہزار نوسو چالیس آدمی اسمین رہتی ہین کہتری اور بہت جاٹ ہین اور قومون کی نسبت زیادہ تر کہتری
ہین ہمیراج ولد داری مل کہتری نے بعہد اکبر بادشاہ جنگل ویرانی مین اسکو آباد کیا اور اپنی نام پر
اسکا ہمیر نگر رکہا سو برس تک بعد ازان اسکا ہمیر نگر مشہور رہا بعد ازان ایک شخص جاٹ ستکوہ نام فقیر یہان آیا جسکی تمام
لوگ معتقد ہوگئے اور شہرت اوسکی اس کمال تک پہونچی کہ یہہ گانو بہی اوسی کے نام سے مشہور ہوگیا اب تک
سمادہ اوس فقیر کی قصبہ کے باہر شمال کی طرف موجود ہے **چوبارہ** یہہ قصبہ ظفروال سے غرب کو آٹھ
میل پر آباد ہے اسمین دو سو بارہ گھر اور پچاس دوکانین اور ایکہزار ایکسو دونیں آدمی آباد ہین اول بہمی
بھولو قوم کاہلون نے علاقہ شکرگڈہ سے آکر چار گانوؤن کے رقبہ سے کچھ کچھ زمین لیکر یہہ قصبہ آباد کیا اور ایک گڑھی
بناکر رہنے لگے اور ایک چوبارہ یعنی بالاخانہ تعمیر کیا اس سبب سے اس گانو کا نام بہی چوبارہ مشہور ہوگیا
اب بھولو دون اور اسمین برہمن کہتری مہاجن سلہریہ قومین اسمین رہتی ہین **چوڈہ** یہہ قصبہ ظفروال
سے دس میل اور سیالکوٹ سے دس کوس گوشہ جنوب مشرق آباد ہے اسمین آٹھ سو دونیں گھر ستر دوکانین
چار ہزار دو سو چوسٹھہ آدمی رہتی ہین ونمین سے ایکہزار سات سو اٹھارہ ہندو اور باقی مسلمان ہین سب سے
زیادہ قوم جاٹ گوت باجوہ اسمین رہتی ہے اور اونہین کی ملکیت ہے چارسو برس کا عرصہ گذرا ہے کہ مسمی نانک

قوم جاٹ باجوہ نے پسرور کے علاقہ میں آکر اس قصبہ کو جنگل ویرانہ کے اندر آباد کیا اور اپنی چار لڑکیوں کو
ملکیت اسکی چار حصے کر دی اور چونڈہ نام رکھا کیونکہ چونڈہ پنجابی زبان میں عورت کے سر کو کہتے ہیں ۔۔۔
پسرور یہ قصبہ سیالکوٹ سے جانب شمال مائل بشرق سترہ میل کے فاصلہ پر آباد ہے اسمیں تخمیناً ایک ہزار
آٹھ سو چھیالیس گھر تین سو پچیس دکانیں سات ہزار نو سو چھتیس آدمی آباد ہیں قصبہ کی عمارت سب کی سب
پختہ اکثر ہے ریختہ کی حویلیاں عالیشان بھی بہت سی ہیں کیونکہ یہاں کے باشندے اکثر نوکری پیشہ اور معزز
و متمول تھے پہلے پہل یہ قصبہ مسمی مالگا دلدا بند و قوم جاٹ باجوہ نے آباد کیا اور ملکیت اسکی بہمی
پرسرام کو کہ اوسکا برہمن پروہت تھا سنکلپ کر دیا اور پرسرام کے نام ہی سے نام اسکا پسرور رکھا مگر کو
یہ بھی کہتے ہیں کہ اسلام کے وقت کوئی بادشاہ یہاں آیا اور علاقہ پرفضا دیکھ کر فرمایا کہ یہ مکان عجب پسر ورہ ہے
اوس وقت سے نام اسکا پسرور مشہور ہوا قوم باجوہ کے ملکیت خاص قصبہ میں کچھ نہیں ہے اور خاص پرسرام
اولاد میں سے بھی صرف ایک ہی گھر آباد ہے مگر مالکیت کچھ نہیں کھتری ہندو وہیں سے کھتری جلگہ و دھو سید وکٹا
قانونگوی قدیمی باشندے اس قصبہ کے ہیں اور مسلمانوں میں سے انکی زمی زیادہ ہیں باقی ہندو مسلمان مختلف
قومیں اور مختلف گوت کے اور آٹھ آبادیان علیحدہ علیحدہ ہیں اور سنیاریان بستی ار ونیہ سرائی بھائی سنگھ
تلہ دکی مالوستال میوہ جو شہر کے گرد اگرد وبطور محلات کے واقع ہیں اونکی مالک بھی شخص ہیں بستی ہیں
خربوزہ بہت اچھا ہوتا ہے خصوصاً تورمی خربوزہ جو شکل کدو دراز ہوتا ہے نہایت لذیذ شیرین ہوا کرتا ہے
سید میران برخوردار شہید کا مزار جو امام علی الحق سیالکوٹی کے بھائی تھے یہاں ایک مشہور مکان ہے جو شہر کے
وسط میں بنا ہوا ہے اور محرم کے دسویں تاریخ وہاں میلہ ہوتا ہے اور ایک چھوٹی سی جھیل دیو کا نام ہندو اسکے
غسل گاہ شہر کے باہر پختہ آب بنی ہے پہلے یہاں نالہ ڈیک جاری تھا اوس سے یہ پر آب ہوتی تھی اب برسات
کے پانی سے بھر جاتی ہے سنا ہے مندر اسکے چاروں طرف بنے ہوئے ہیں بڑ و پیپل کے درخت بھی بہت ہیں سوا
اوسکے شہر کے باہر غرب کی طرف ایک شمن تالاب پختہ بہت بڑا او قدیمی موجود ہے جسکو بعہد اکبر شاہ کالو نام
کھتری نے بنوایا تھا عالمگیر کے وقت پھر اسکی مرمت ایک شخص سنگت رائے کھتری نے کرائی اب بحکم [illegible] صاحب
[illegible] اوسکی [illegible] **قلعہ سوبہا سنگھ** پسرور سے پانچ میل جنوب شرق آباد
عمارت اسکی کچی پکی ملی ہوئی ہے [illegible] دکانیں [illegible] گھر چار ہزار ایک سو اکتالیس آدمی اسمیں بستے ہیں [illegible] سکھ
[illegible] سوبہا سنگھ [illegible] یہاں آکر [illegible] زمین لیکر ایک قلعہ بنایا اور قصبہ کی آبادی
کی بنیاد رکھی اور سوبہا سنگھ اپنے بیٹے کے نام سے قلعہ سوبہا سنگھ اسکا نام رکھا پہلے اسمیں کھتری مہاجن و
بیوپاری اسبابی [illegible] کشمیری کثرت کے ساتھ آباد ہوگئے جو شال بافی کرتے ہیں [illegible]

اور کانسی کے برتن بناتے ہین باہر آبادی کے ایک تالاب راجون کا بنوایا ہوا اور دوسرا تالاب بھی [illegible] کا
تیسرا موہن سنگھ کا تالاب یہہ تینون موجود ہین **کلال والہ** یہہ قصبہ ضلع سیالکوٹ کے متعلق خوب آبادی کا
قصبہ ہے جسمین چھ سو اکیاون گھر اور ستر دوکانین اٹھ ہزار ایکسو باشندے ہین پہلے یہی کلاس قوم جاٹ باجوہ
نے اسکو آباد کیا اور کلاس اسکا نام رکھا اب بلفظ العام کلال والہ مشہور ہوگیا ہے اب جاٹ زمیندار اسمین بہت
ہین بعض دہین نوکری پیشہ و سوداگر بھی ہین باہر قصبہ کے رانی چند کنور زوجہ سردار [illegible] سنگھ کا بنوایا ہوا ایک باغ
پختہ تالاب ہے جو بارش کے پانی سے پر آب رہتا ہے اور ایک باغ و شوالہ بھی اوسکے پاس ہے **ڈسکہ کلان** یہہ قصبہ سیالکوٹ سے جنوب کو دو
میل کے فاصلے پر آباد ہے اور اس سے شمال کی طرف ایک میل سے کچھ کم فاصلے پر دوسرا قصبہ ہے جسکو کوٹ ڈسکہ کہتے ہین اس
کی آبادی کے میانہ مین تحصیل و تھانہ بنا ہوا ہے جہان تحصیلدار رہتا ہے اس ڈسکہ مین تین سو سینتالیس گھر
اکتہر دوکانین دو ہزار چھ سو باشندے ہین جنمین سے ایکہزار دو سو ستر ہندو اور ایکہزار تین سو تیس مسلمان
ہین یہان کے قانونگوون کے پاس بادشاہی وقت کے کاغذات موجود ہین اونمین نام اسکا شاہجہان آباد
تحریر ہے اور کاغذات اراضی وغیرہ جو پرانی قبالجات زمینداروں کے پاس ہین اونمین بھی تحریر قصبہ کا نام شاہجہان آباد
لکھا ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ پہلی آبادی اسکی شاہجہان بادشاہ کے وقت ہوئی اور شاہجہان آباد
نام رکھا گیا مگر وہان کے لوگ یہہ کہتے ہین کہ عرصہ پانسو برس کے یہی موجودہ قوم جاٹ ساہی جند و نرنجن
[illegible] سے آکر اسجگہ پر کر کے اگلی آبادی کے پرانے کھنڈرات [illegible] کا تھیہ تھا آباد کیا مگر چونکہ پہلے یہان آبادی
قوم ڈسکہ کی تھی اور اونہین کے نام سے وہ اُجڑے ہوئے کھنڈرات موسوم تھے اور نیا نام مشہور کیا گیا اور وہی
پہلا نام مشہور رہا پھر افغانون کے تاراج اور سکھون کی غارتگری سے یہہ قصبہ اُجڑ گیا اور [illegible] کوٹ ڈسکہ
مین جو اون دنون مین وہان کچا قلعہ بنا ہوا تھا جا رہے پھر جب سرداران [illegible] کی حکومت ہوئی
تو سہی دیسراج نے کہ اسی موضع کا پہلے باشندہ [illegible] اولاد مین سے تھا دوبارہ اسکو آباد کیا جو اب تک آباد ہے
کانسی وغیرہ کے ظروف اسمین بہت عمدہ تیار ہوتے ہین اور ہر سال تیار کر کے گوجرانوالہ و سیالکوٹ وغیرہ مین بھیجا جاتا ہے
کوٹ ڈسکہ یہہ آبادی ڈسکہ کلان سے شمال کو پون میل کے فاصلے پر آباد ہے تین سو چوراسی گھر
نوسو دوکانین دو ہزار [illegible] باشندے اسمین آباد ہین جنمین سے ایکہزار دو سو اکتالیس ہندو اور سات سو
اٹھانوین مسلمان شمار مین آئے ہین یہی کرم چند ساہی [illegible] ایکسو گیارہ سال کے ڈسکہ کلان سے نکل کے
قصبہ آباد کیا تھا [illegible] سنگھ کی عملداری مین پہلے سردار [illegible] سنگھ [illegible] پر قابض تھا اور [illegible] ایک قلعہ خام
یہان بنوایا اور لوگ [illegible] کشمیری [illegible] آباد [illegible]
[illegible] سنگھ نے خود [illegible] اس قصبہ کو فتح کیا کشمیری یہان کے کمبل [illegible] اور [illegible]

اور ایک مشہور بات اس ملک میں یہہ ہے کہ چونکہ یہاں سے سیالکوٹ اور گوجرانوالہ وزیرآباد دس دس
کوس کے فاصلے پر آباد ہیں اسواسطے اس آبادی کو ڈسکہ یعنی دس کوہ کہتے ہیں **سمبڑیال** ضلع سیالکوٹ
میں یہہ بھی ایک مشہور قصبہ ہے اسمیں آٹھ سو اونہتر گھر اکیسو ساٹھ دوکانیں تین ہزار [illegible] باشندے
ہیں جنمیں ایکہزار پانسو چار ہندو اور دو ہزار تین سو ساٹھ مسلمان شمار ہوئے ہیں پانسو برس گذرے ہیں
یہاں جنگل ویرانہ تھا پہلے یہاں سمبڑیان گوجر رہتے ملک سے مویشی چرانے کے واسطے آکر یہاں اوترے
چونکہ گھاس وچارہ کثرت سے تھا اونہوں نے یہاں چند کوٹھی ہوائی اور رہنے کی بنا ڈالی اوسکا نام ہوا اوس وقت
بھینگا نوسنبل وال کہلانے لگا مستقل ہوتے ہوتے اب سمبڑیال مشہور ہوگیا چند سال وہ گوجر یہاں رہے پھر
مویشی لیکر اپنے وطن اصلی کو چلے گئے اور یہ آبادی ویران ہوگئی چغتائی سلطنت کے وقت میں یہی بندلی قوم
جاٹ گھمن نے جو خاندان راجہ گدہ کا یا اہین تھا اور شیر کو مار کر اوسنے بادشاہ کے یہاں عزت پائی تھی اور یہہ
علاقہ اوسکو بطور ملکیت ملا ہوا تھا اس گانو کو سنہ سر سے آباد کیا اور خود بھی یہاں ہی رہنے لگا سب کو
ترقی اسکی ہوتی گئی خوشنویس فارسی خط کے یہاں بہت رہتے ہیں **جامکی** یہہ قصبہ ڈسکہ سے چار میل شمال مغرب
کے طرف آباد ہے سات سو اکہتر گھر دو سو بیس دوکانیں تین ہزار سات سو اکیاون باشندے اسمیں
رہتے ہیں جنمیں دو ہزار دو سو اڑتالیس ہندو اور ایکہزار پانسو تین مسلمان ہیں پانسو برس کا عرصہ ہوا ہے
کہ یہی جام جاٹ گوت چیمہ نے سیالکوٹ والہ سے آکر اسکو آباد کیا اوس وقت یہی بنڈی قوم کہتری دوگل بھی جام
کے ساتھ اس آبادی کے آباد کرنے میں ممد ومعاون تھا اسواسطے نام اسکا پہلے جامکی بنڈی ہوا دونو کے نام
کے شمول کے ساتھ رکھا گیا تھا پھر جامکی مشہور ہوگیا اب بنڈی کا نام کوئی نہیں لیتا **ڈڈالہ** یہہ قصبہ
ڈسکہ سے دس میل کے فاصلے پر گوشہ جنوب شرق آباد ہے پانسو چھیاسی گھر اکیسو بیس دوکانیں دو ہزار آٹھسو
چھ باشندے ہیں انمیں سے ایکہزار تین سو اٹھاسی ہندو اور ایکہزار چار سو اٹھارہ مسلمان ہیں پہلے کسی زمانہ میں
دو برہمنوں نے جو آپس میں دو بھائی تھے یہاں دو گانو آباد کئے بڑے بھائی نے اپنی بستی کا نام وڈالہ اور
چھوٹے نے ننڈالہ رکھا کہ پنجابی زبان میں وڈا بڑے کو اور ننڈا چھوٹے کو کہتے ہیں مدت تک یہہ دونو بستیاں
آباد رہیں پھر بسبب انقلاب زمانہ کے اجڑ گئیں پھر چھ سو برس کا عرصہ ہوا کہ یہی بدنی و بالا قوم جاٹ سندھو
سوہنم موکہل سے آکر وڈالہ کے رقبہ کا قبضہ کر لیا یہی بدنی نے تو پرانی آبادی کے نام سے پکا کر وڈالہ آباد
کیا اور بالا نے علیحدہ گانو آباد کر کے کوٹلی نام رکھا جو بالا کی کوٹلی مشہور ہے اور اوسکی اولاد اسمیں رہتی ہے
مگر سکھوں کے ظلم و تعدی سے تنگ آکر کوٹلی کی آبادی کو انہوں نے چھوڑ دیا اور وڈالہ میں آرہے اسی طرح
دوسرا گانو ننڈالہ بھی اب قوم جاٹ سندھو نے آباد کر لیا ہوا ہے تیس دوکانیں شالبافوں کی ہیں

جہدولہ رچناب دوآبہ کے متعلق یہہ ایک قصبہ دریاے راوی سے بارہ میل بسمت شمال اور ایکسو انتالیس میل لاہور سے آباد ہے **چنیوٹ** یہہ ایک قصبہ رچناب دوآبہ کے علاقہ مین بائین کنارہ دریاے چناب کے اور بہتر میل شہر لاہور سے آباد ہے آبادی اسکی بارونق علاقہ اسکا سرسبز و شاداب ہے پیداوار ہی غلہ کی ہوتی ہے بارانی و سیلابہ بحال اسمین بہت ہی **بٹیالہ** دوآبہ رچناب ضلع لاہور تحصیل شرقپور کے متعلق یہہ ایک قصبہ نالہ ڈیک کے کنارے پر آباد ہے تین سو برس سے اسکی آبادی ہوئی ہے راجپوت کہتری کمبوہ ہندو مسلمان یہان کے مالک ہین عمارت قصبہ کی پختہ نو سو ستائیس گھر چالیس دکان ایکہزار تین سو اسی آدمیون کی آبادی ہے —

کوٹ سنڈہ داس دوآبہ رچناب ضلع لاہور تحصیل شرقپور کے متعلق یہہ قصبہ شیخوپورے کے شرق نالہ ڈیک کے کنارے پر آباد ہے مالک یہان کے زمیندار قوم لبانہ ہین ڈیڑہ سو برس کا عرصہ گذرا ہے کہ ایک سنڈہ داس نے اسکو آباد کرکے اپنے نام پر کوٹ سنڈہ داس نام رکہا عمارت اسکی خام ہے غلہ کا بیوپار ہوتا ہے چانول بہت عمدہ یہان پیدا ہوتے ہین **چونیان** دوآبہ رچناب ضلع لاہور مین یہہ بڑا گانو ہے قوم جاٹ ورک ہندو مسلمان یہان رہتے ہین ہلی زمیندار نے پہلی اسکو آباد کیا چار سو پچاس برس تخمیناً یہہ آبادی عمارت کچی پکی ملی ہوئی ہے تجارت غلہ کی ہوتی ہے دو سو اسی گہر اور آٹھ سو اٹہتر آدمی اسمین آباد ہین — باسنو یہہ قصبہ بہی نالہ ڈیک کے کنارے کے اوپر آباد ہے اول اسکو سہنی باسو کمبوہ نے بعرصہ ڈیڑہ سو برس کے آباد کیا اسمین کمبوہ و سکہ و جاٹ وغیرہ رہتی ہین عمارت خام ہے بیوپار غلہ کا ہوتا ہے چانول بہت اچہا ہوتا عمدہ مشہور ہین **شرقپور** دوآبہ رچناب ضلع لاہور کے متعلق یہہ ایک مشہور قصبہ و آبادی کا مقام ہے ایکسو بیس برس کا عرصہ گذرا ہے کہ آبادی اسکی ہوئی وراثت و ملکیت یہان ارائیون کی ہے خام عمارت بہت اور پختہ کم ہے ایکہزار چار سو اکیس گہر ایکسو دو دکان چار ہزار ایکسو باسٹہ آدمی یہان رہتے ہین مسجدین اسمین پختہ بنی ہوئی ہین تحصیل و تہانہ و مدرسہ بہی سرکار کے حکم سے یہان پختہ بنایا گیا ہے شہر مین تجارت بیوپار و دوکانداری مسلمان خوجون کی ہے بازار کشادہ ہے تجارت ہی غلہ کی تجارت بہت ہوتی ہے علاقہ اسکا چاہی و بارانی ہے مقبرہ خواجہ محمد سعید کا یہان زیارتگاہ خلق ہے ہر سال پندرہوین ماہ اساڑہ کو وہان میلہ ہوتا ہے لاہور وغیرہ دیہات قرب و جوار سے مخلوق وہان جاتی ہے یہہ حضرت اسی قصبہ مین رہتے تھے اور سنہ ۱۱۲۲ھ مین انہون نے وفات پائی دریغ کے لفظ سے انکی تاریخ وفات نکلتی ہے **شاہدرہ** دوآبہ رچناب ضلع لاہور کے متعلق یہہ ایک قصبہ دریاے راوی کے دہنے کنارے کے اوپر لاہور سے بفاصلہ تین میل آباد ہے آبادی ابتدائی اسکی بعہد شاہجہان بادشاہ کے ظہور مین آئی اور شاہدرہ نام رکہا گیا باعث آبادی اسکی کا یہہ ہوا کہ جب شہنشاہ جہانگیر غازی کا مقبرہ عالیہ ملکہ معظمہ نورجہان بیگم کے باغیچہ مین بحکم شاہجہانی بعمارت

لاثانی دریائے راوی کے دہنے کنارے پر تعمیر ہوا تو مجاور و حافظ قران خوان و خادم و فراش و مشعل سوز و غبار
روب و حافظ مقبرہ کے بقدر دو ہزار آدمی کے نوکر رکھے گئے اور ایک عام لنگر جاری ہو کر باورچی وغیرہ مہتمم لنگر کے
بقدر پانسو آدمی کے قرار پائے اور حکم ہوا کہ یہہ سب لوگ شب و روز مقبرہ کی خدمت مین مامور رہین کبھی
غیر حاضر ہونا نہ پاوین پس انکی درخواست کی بموجب مقبرہ کے پاس ایک قصبہ آباد ہوا اور ارشاد ہوا کہ وہ
سب اپنے عیال و اطفال کو یہان لے آوین اور مقبرہ کی خدمت سے غیر حاضر ہونا نہ پاوین پس یہہ قصبہ محمد شاہی
عہد تک بخوبی آباد رہا جب سکھون کی غارتگری شروع ہوئی تو انھون نے کئی مرتبہ اسکو لوٹا اور لاکھون روپیہ
کا اسباب مقبرہ کا از قسم فروش پشمینہ و اطلس و کمخاب و فتیل سوز و شمعدان نقرئی و طلائی و غلاف مزار جو کئی لاکھ روپیہ
کی تیار کی تھا اسکے ہان کفن چور و گرسنہ چشم اوٹھا کر لے گئے بلکہ مقبرہ کے اندر سے بہت سی قیمتی پتھر جواہرات
بھی نکال لے گئے علاوہ اسکے احمد شاہ ابدالی کے ساتھ جسقدر افغانی فوج بار بار کابل آتی رہی اور مقبرہ کی مقام
پر قیام ہوتی رہی اونسے بھی ایسی ہی اعمال صادر ہوتی رہے اور پتھرون کے اوکہاڑنے مین انھون نے بھی
حتی الامکان دریغ نکیا اور بہت سی نگینہ عقیق و زمرد و فیروزہ و سلیمانی و لاجورد وغیرہ کے پتھرون کو ان لوگون
اوکہاڑا لیکن رنجیت سنگھ کی عملداری مین اگرچہ قصبہ کی آبادی مین ترقی ہوئی مگر مقبرہ کی عمارت مین زیادہ تر خلل
آگیا یعنی رنجیت سنگھ نے بہت سا سنگ مرمر وغیرہ یہان سے اوتروا کر امرتسر لے گیا عمارت شاہدرہ کی پختہ اور بازار بارونق
و کشادہ جسمین بہت سے بیوپاری ساہوکار مالدار دوکانین کرتے ہین دریائے راوی اسکے زیر دیوار بہتا ہے جب طغیانی
ہوتی ہے تو اوسکے غرق ہونیکا بہت خوف ہوتا ہے شہر گوجرانوالہ پہلے آبادی اسکی بہت عرصہ تک
بسکے ہی خان جاٹ گوت سانسی نے قائم کی اور نام اسکا خان پور سانسی رکھا ابتدا ہر گستہ بہ عرصہ کے قوم جاٹ
ہرہٹ گوجر اس گانو مین قابض و دخیل ہوگئی اور بانی کی اولاد بالکل بیدخل ہوگئی گوجرون نے اسکا نام
بدلکر گوجرانوالہ رکھا جب سلطنت چغتائی کمزور ہوگئی اور پنجاب کا ملک لاوارث متصور ہو کر رہزنی و غارتگری کا
میدان بن گیا اوسوقت زمینداران گوت باژی خان چند بار اس آبادی کے غارت کرنے پر مستعد ہوئی اسواسطے
زمینداران موضع کیالی جو اس قصبہ سے بفاصلہ دو کوس آباد ہے چڑت سنگھ سانسی مہاراجہ رنجیت سنگھ کے دادا
کو جو بوام موضع راجہ سانسی ضلع امرتسر ایک زبردست قزاق مشہور تھا اپنی حمایت پر لے آئے اوسنے اس قصبہ کو
مقام مستقر تصور کر کے یہان سکونت اختیار کی اور حویلی پختہ و وسیع بنوائی قصبہ کے گرد کچی شہر پناہ بنوایا جسکو اب تک
شہر کہتے ہین جب یہہ مرگیا اور اسکا بیٹا مہان سنگھ جانشین ہوا تو اوسنے اس گانو کو ایسا آباد کیا کہ ایک قصبہ خوشنما بن گیا
اپنی باشندہ حویلی کے پاس اوسنے پختہ پتھر کی مکان بنوایا اور قصبہ سیدنگر کو ویران کرکے وہان کے رہنے والون کو
اجازت دی کہ وہ یہان آکر اس قصبہ مین آباد ہون چنانچہ وہ سب کے سب یہان آکر آباد ہوگئی کہ اب تک ایک

قصبہ کا انکے نام سے مشہور ہے جسکو باہر کا شہر کہتے ہیں مہان سنگھ کے وقت زمینداران قوم گوجر بھی یہان سے
بیدخل ہو کر نکل گئی مگر نام میں کچھ تغیر و تبدل ہوا پھر مہاراجہ رنجیت سنگھ کے وقت یہہ قصبہ زیادہ تر آباد
ہو گیا اور سندھ پوکھشری نے موضع بٹھائکہ ضلع سیالکوٹ سے آکر ایک کٹڑہ یہان بسایا پھر سردار دیسا سنگھ
نے ایک کٹڑہ بنایا اور ایک کٹڑہ سردار ہری سنگھ نلوہ نے آباد کیا اور ایک عالیشان حویلی تعمیر کی مہاراجہ رنجیت سنگھ
نے باوجود دیکہ اوسکا مسکن و معمول بھی قصبہ تھا اسکی ترقی پر بہت کچھ توجہ نکی لاہور میں قیام پذیر ہو کر اس شہر کو
بالکل بھول گیا البتہ بجانب شرق اپنے باغ کے دیوار پختہ بنوائی اور اوسمین بارہ دری عمدہ تعمیر کی سمادہ سردار
مہان سنگھ کی بھی اسی باغ میں ہے اور قصبہ سے بجانب غرب چرت سنگھ کے سمادہ ہے غرض سردار چرت سنگھ کے
عہد سے آجتک اس قصبہ کے آبادی زیادہ ہوتی چلی جاتی ہے جب پنجاب میں عملداری انگریزی ہو گئی تو یہہ
ڈپٹی کمشنری کرنیل کلارک صاحب بہادر حویلی مہان سنگھ کے ایک بازار مربع تیار ہو کر رنجیت گنج نام رکھا گیا
اور ستمرا شہر پنڈت صاحب نے دروازہ کہیالی والہ و لاہوری دروازہ و دروازہ سیالکوٹ والا از سرنو
تعمیر کرائی اور بجانب شمال قصبہ کے بہت سی آبادی بڑہ گئی مگر شہر پناہ آجتک بعض بنا اور سوائے دروازوں
کے اور راستہ بھی بہت آمد و رفت کی ہیں ایک قلعہ خام بھی یہان سردار ہری سنگھ نلوہ کا بنایا ہوا موجود تھا جبکہ اوسکے
مرنے کے بعد بیمات دیسان وجہ اوسکی ارجن سنگھ اپنے بیٹے کو لیکر محصور ہو گئی تھی اور مہاراجہ کھڑک سنگھ نے تھوڑی
سی لڑائی کے بعد اوسکو قلعہ سے بیدخل کر کے قصبہ ستراہ ضلع سیالکوٹ میں بہیجدیا اور قلعہ ویران کرا دیا برتن
پیتل اور تانبے کے یہان بہت اچھے بنتے ہیں اور سوداگری اونکی دور دور تک ہوتی ہے اور بہت اچھے اچھے کام ہوتی ہیں
مہاجن و مالدار اور ساہوکار بہت ہیں پرانی آبادی میں زمینداران قوم سانسی رہتے ہیں اور باہر کی آبادی میں
متفرق قوم آباد ہے علم کا چرچا بھی بہت ہے مولوی سراج الدین فاضل مشہور ہے تین مسجدیں مسلمانوں کی
اس شہر میں ہیں اور ہندوؤنکے مندر بھی بہت ہیں راجہ تیجا سنگھ کا شوالہ سب سے اچھا ہے سوداگری ہر ایک جنس کی
ہوتی ہے عمارت اس قصبہ کی پختہ ہے چار ہزار چار سو گھر اور ایکہزار سات سو دکان اور ستترہ ہزار تین سو
اکیاسی مردم شماری ہے یہہ قصبہ سڑک کلان لاہور و پشاور کے سر پر لاہور سے بفاصلہ پچیس کوس جانب شمال
آباد ہے سرای پختہ مسافروں کے آرام کے لئے بنی ہوئی ہے یہہ قصبہ ضلع کا مقام ہے صاحب ڈپٹی کمشنر
بہادر صاحب اسسٹنٹ کمشنر و اکسٹرا اسسٹنٹان و تحصیلداران یہان قیام پذیر رہتا ہے اور ماتحت صاحب کمشنر بہادر
قسمت لاہور کے کام کرتا ہے سرحد ضلع کے لاہور سے بیس میل کے فاصلہ پر بجانب شمال ہے شروع عملداری انگریزی
میں یہہ ضلع ضلع شیخوپورہ کہلاتا تھا اور تین تحصیلیں شیخوپورہ خاص و حافظ آباد و رامنگر اسکے ساتھ متعلق تہیں
سنہ ۱۸۵۲ع میں مقام ضلع تبدیل ہو کر گوجرانوالہ ضلع کا مقام بن گیا اور چار تحصیلیں قرار پائیں خاص گوجرانوالہ

ورام نگر و حافظ آباد و شیخوپورہ ۱۸۵۶ء مین تحصیل شیخوپورہ ٹوٹ کر دیہات متعلقہ اوسکے حافظ آباد وغیرہ
تحصیلون کے متعلق ہوگئے اور تحصیل شرقپور متعلق ضلع لاہور مقرر ہوئی اور اس ضلع مین تحصیل وزیرآباد قائم
ہوئی حد شرقی اس ضلع کے سیالکوٹ کے ضلع سے و حد غربی جھنگ کے ضلع کے ساتھ اور شمالی دریای چناب سے
ملتی ہے جو اس ضلع و ضلع گجرات و شاہپور مین بہتا ہے اور حد جنوبی لاہور کی ضلع کے ساتھ ملحق ہی اور گوشہ شرق
و جنوب کا امرتسر کے ضلع کے ساتھ ملحق و ملصق ہے طول اس ضلع کا بہ ہیئت شرق و مغرب ستہتر میل اور عرض جنوباً
و شمالاً چالیس میل ہے فی زماننا اس ضلع کے متعلق ایکہزار دو سو دیہات اور اکیانوین رکہہ یعنی چراگاہ ہین
جنکا محصول علیحدہ مالگذاری سے زمیندار دیتے ہین اسکا نام زر ترنی ہے آب و ہوا اکثر اس ضلع کے قرین
اعتدال ہے علی الخصوص حافظ آباد کے پرگنہ کے زمین بار کے نام سے موسوم ہے وہان کی آب و ہوا نہایت
عمدہ ہے اور مال مویشی اور آدمی اوس علاقہ کے نہایت زبردست و قوی زور و تندرست ہوتے ہین باقی علاقونکی
آب و ہوا ایسی عمدہ نہین ہے اس ضلع کی زمین کو ایک تو دریای چناب اور سات ندیان اور نالے سیراب کرتے ہین
مردم شماری اس ضلع کی مرد و زن پانچ لاکھ پچاس ہزار پانسو چہتر ہے اور ایک بہاری جنگل متعلقہ ساندل بار کے
اس ضلع کے حدود مین بھی ہے اور باقی متعلق علاقہ ضلع جھنگ کے ہے اوس جنگل کے رہنے والے لوگ اکثر چور رہتے
ہین اور مویشی دور دور جاکر چورا لاتے ہین ضلع کے علاقوں مین ہر ایک قسم کے لوگ سکونت رکھتے ہین مثلاً گوجرانوالہ
مین اکثر خاندان رئیسون کے ہین منجملہ ان کے خاندان سردار ہری سنگھ نلوہ کا قابل ذکر ہے کہ سردار ہری سنگھ ایک
مشہور سردار دربار مہاراجہ رنجیت سنگھ کا تھا اصل حال اوسکا یہہ تھی کہ ایک شخص گوردا س نام کہتری گوجرانوالہ
مین رہتا تھا سردار مہان سنگھ سکرچکیہ کے گھر مین وہ اور اوسکی عورت کام خدمتگاری کا کرتے تھے سردار مہان سنگھ
نے گوردا س کو پاہل دیکر گوردا س سنگھ بنایا گوردا س سنگھ کے گھر ایک بیٹا پیدا ہوا اوسکا نام ہری سنگھ رکھا اوسنے
پرورش سردار مہان سنگھ کے گھر پائی اور لائق کار ہوکر مہاراجہ رنجیت سنگھ کے ترقیون کے وقت وہ ہمرکاب رہا
۱۸۰۷ء مین جب رنجیت سنگھ نے قصور پر حملہ کیا تو ہری سنگھ خدمات شائستہ بجا لایا اور سردار و جاگیردار بنا ۱۸۱۰ء مین رنجیت سنگھ نے جب ملتان پر یورش
کی تو ہری سنگھ ہمراہ تھا وہان ایکا بدن بارود سے جل گیا اور چند ماہ بیمار رہا ۱۸۱۹ء مین سالار لشکر ہوکر کشمیر پر حملہ آور ہوا بعد فتح
کشمیر کے نظامت و صوبہ داری کشمیر کی ہری سنگھ کو ملی اوس جگہہ اسنے با اختیار حکومت کی اور اپنے نام کا سکہ جاری کیا چنانچہ اب تک یہہ ہری سنگھی مشہور و
معروف ہی اور آٹھ آنہ کا ہوتا ہے کشمیر کے رہنے والون پر اسنے بڑے بڑے ظلم کئے اور لوگ سخت تنگ آگئے
مہاراجہ نے جب یہہ حال سنا اوسکو کشمیر سے بلایا اور افسری فوج کی اوسکو دی جب پکہلی و دہنتور کے زمینداران
نے فساد کیا تو سات ہزار فوج لیکر اودہر گیا اور اس ملک کو لوٹ کر مطیع کیا بخبر کیہ ایک بچہ دو ہزار روپیہ کو مامور
ہوا اور صوبہ داری اوس ملک کی اسکو ملی وہان بھی اسنے رعایا کو لوٹ کر برباد کر دیا آخر مہاراجہ کو یقین ہوگیا

کہ یہ شخص ایک جنگ کے کام کا ہے نظامت کا کام اسنے نہیں ہوتا سنہ ۱۸۲۳ء بمقام تہیری یہ مامور ہوا اور محمد اعظم خان کا مقابلہ اسنے بڑی چستی کے ساتھ کیا باوجودیکہ سکھون نے اوس پہاڑ سے شکست کہائی مگر اسنے بڑی جوانمردی کے ساتھ محمد عظیم خان کو پشاور سے آتے ہوئے روکا اور کشتیان دشمنون کے گولی مار کر غرق کرادیں پہر یہ ہمراہی کنور نونہال سنگھ کے پشاور کے انتظام پر مامور ہوا اور افغانان یوسفزئی و بارک زئی کے ساتھ اسنے بڑے بڑے معرکے کئے اور قلعہ جمرود بنوایا جب امیر دوست محمد خان قلعہ جمرود کے ویرانی کے لیئے محمد اکبر خان اپنے فرزند کو معہ سات ہزار سوار و بیس ہزار پیادہ و اٹھارہ توپون کے مامور کیا اور افغانون نے قلعہ کا محاصرہ کرکے ایک طرف سے آگ لگا دی اور فصیل توڑ دی اور دیوارون کے نیچے نقب لگا دی تو ہری سنگھ قلعہ والون کے امداد کو پہونچا اور ایک ہولناک لڑائی کر کر تین سو آدمی افغانون کا قتل کر ڈالا اور چہہ توپین چہین لین جب سکہی فوج بیکریتہ درہ خیبر کے اندر داخل ہو کے تعاقب پر گیا تو سکہی فوج لوٹ پر پڑ گئی اور یہہ چند سوارون کے ساتھ رہ گیا اوسوقت شمس الدین خان افغان معہ چند پٹہانون کے ہری سنگھ پر حملہ آور ہوا ایک گولی بندوق کی بمقام سینہ اور دوسری پہلو مین لگی اور گہوڑے سے گرا اور سکہہ اوسکو اوٹھا کر قلعہ مین لیگئے اتو بعد دو گہڑی کے مرگیا اوسوقت مہان سنگھ میرپوریہ نے اوسکی وفات کو پوشیدہ رکہا جب تک کہ لاہور سے راجہ دہیان سنگھ شہزادہ کہڑک سنگھ و نونہال سنگھ و جنرل ونتورا صاحب وغیرہ سردار پہونچ گئے سردار ہری سنگھ نے سکہی کے مہم مین بہی بڑی جانفشانیان کین ہری سنگھ کے مرنیکے بعد ہری سنگھ کے خاندان مین تفرقہ برپا ہوا یعنی سمات دیسان زوجہ ہری سنگھ کی معہ پنجاب سنگھ و ارجن سنگھ پسران بطنی اپنی کے قلعہ مین محصور ہوگئی اور جواہر سنگھ و گوردت سنگھ کو جو شکست سمات راج کوران دوسری زوجہ کی تہی کسی حقیر پر دخل نہ پانا پایا جواہر سنگھ نے اطلاع اسکی مہاراجہ رنجیت سنگھ کو کی مہاراجہ نے کنور کہڑک سنگھ اپنے فرزند کو واسطے تصفیہ کے فیصلہ کرنیکو بہیجا اور شہزادہ نے ہرچند چاہا کہ وہ حاضر ہو کر فیصلہ کرے مگر اوس نادان عورت نے نہ مانا آخر لڑائی ہوئی اور قلعہ توپون کے گولون سے گرادیا محصورہ ناچار حاضر ہوئی شہزادہ نے قصبہ ستر امتعلقہ ضلع سیالکوٹ اوسکو گذارا کے لیئے عنایت کیا اور جواہر سنگھ و گوردت سنگھ کو گوجرانوالہ مین رہنے کی اجازت دی اس فیصلہ پر بہی تصفیہ نہو اور باہمی نزاع قایم رہی آخر مہاراجہ رنجیت سنگھ نے ہری سنگھ کی کل جاگیر ضبط کرلی لاکہار و پیہ کی جاگیر اور منقولہ مین سے صرف اوتیس ہزار روپیہ سہ وارثون کو دیا اور شہر گوجرانوالہ مصری سنگھ نام کو بخش دیا غرضکہ اوس عورت کی نااتفاقی سے سردار ہری سنگھ کا مال جو تمام عمر مین زمانہ کو لوٹ کر جمع کیا تہا برباد ہوگیا بعد فتح پنجاب جب سکھون نے سرکردگی چتر سنگھ و شیر سنگھ اٹاری والہ کے فساد برپا کیا تو جواہر سنگھ پسر ہری سنگھ کا بہی مشورہ دون کے طرف تہا اس جرم مین سب جاگیر اوسکی ضبط ہوگئی اور یہ ...

مین جب ۱۸۵۷ء مین مفسدہ فوج انگریزی کا قایم ہوا تو فوج کے ملازم رکھنے مین جواہر سنگہ نے امداد کی تو سرکار
نے اوسکو عہدہ رسالہ داری کا دیا اور اون خدمات کے عوض مین جو اوسنے مفسدون کے مقابل مین کین سرکار
نے جاگیر جمعی ایکہزار تین سو پچاس روپیہ سالانہ کی اوسکو مرحمت کی۔ آنریری مجسٹریٹ شہر گوجرانوالہ بھی رہا
گوردت سنگہ جواہر سنگہ کے ہمراہی مین تا پنجاب سکہون کے مفسدہ کے وقت وفادار سرکار رہا اوسکی
جاگیر بھی ضبط ہوئی اور مسمات دیان کو آٹھ سو روپیہ سالانہ اب تک سرکار سے ملتا ہے **قصبہ امین آباد**
سرزمین دوآبہ رچناب مین یہہ قصبہ اوس سڑک پر جو لاہور سے وزیرآباد کو جاتی ہے تین میل شمال کی طرف
لاہور سے آباد ہے اور گوجرانوالہ سے فاصلہ اسکا پانچ کوس شمار مین آتا ہے پرانی تاریخون سے ایسا پایا جاتا ہے
کہ بانیہ اس قصبہ کی مسمات امینہ سلطان فیروز شاہ خلجی کی دایہ تھی اوسنے یہہ قصبہ پختہ بنوایا دیوار فصیل کی بھی
پختہ تعمیر کی اور نام اسکا اپنے نام پر امین آباد رکھا سلطنت اسلامیہ کے وقت تک رونق اس قصبہ کی
بہت اچھی رہی جب سکہون کی نوبت آئی تو کئی مرتبہ غارت ہوا رہنے والے متفرق ہوگئے مسلمانون کے عہد
مین یہہ قصبہ حاکم نشین تھا اور نو لاکھ روپیہ کا محال اسکے متعلق تھا اور ایک اور کتاب مین حال اس قصبہ کا اسطرح
لکھا ہوا نظر آتا کہ پہلے اس مقام پر جنگل ویرانہ تھا راجہ شالباہن والی سیالکوٹ کے بھائی نے شکار کا [illegible]
ایک گانو آباد ہوگیا جسکا نام سید پور تھا مدت تک وہ بے چراغ رہا جب شیر شاہ سور افغان نے ہمایون بادشاہ
کو شکست دیکر ہند پر قبضہ کیا تو عامل ہمایون کا جو اس علاقہ کا حاکم تھا شیر شاہ سے لڑا شیر شاہ جب وہ غالب آیا
تو اوسنے اس قصبہ کو بے چراغ کر دیا اور اوسکے پاس ایک قصبہ اور آباد کرکے اوسکا نام شیرگڈہ رکھا جب سلطنت
افغانی جاتی رہی اور اکبر بادشاہ ہمایون کا بیٹا ہند کا شاہنشاہ ہوا تو اوسنے شیرگڈہ کو اجاڑ دیا اور محمد امین
کروڑی کو حکم دیا کہ وہ صدر آبادی پہلے مقام پر آباد کرکے اپنے نام پر اوسکا نام رکھے چنانچہ اوسنے قصبہ موجودہ
حال آباد کرکے امین آباد کے نام سے اسکو موسوم کیا اور وہ آبادی اب تک آباد چلی آتی ہے اور بسبب
کثرت استعمال امین آباد مشہور ہے عہد حکومت شاہان چغتائیہ تک یہہ قصبہ نامی وگرامی پرگنہ تھا متقدمین کا غالبًا یہین
اسکا نام تھا بحال امین آباد لکھا ہے بعہد سلطنت احمد شاہ درانی کے جب اوسنے بعد غارت و تاراج شہر دہلی
سے اوسنے معاودت کی تو پنجاب کا ملک اوسنے اپنے تحت مین رکھا اور تیمور شاہ اپنے بیٹے کو اوسنے نظامت علاقہ پنجاب
کی دیکر لاہور مین قایم کیا اور سردار جہان خان سپہسالار فوج پنجاب کو اوسکے پاس چھوڑ کر قندہار کو چلا گیا اوسکے
جانے کے بعد آدینہ بیگ خان حاکم سابق دوآبہ بست جالندہر نے بے شمار فوج سکہہ و ہندوستانی کے ساتھ
فوجدار احمد شاہی کو جو اوسکی طرف جالندہر مین حاکم تھا شکست دیکر جالندہر سے نکالدیا پھر سرہند کا بندوبست کیا
پھر لاہور کو رجوع کیا شاہزادہ تیمور کے پاس اوس وقت فوج بہت کم تھی اوسنے اوسکے ساتھ لڑنا مناسب نہ جانا

اور ہمقام پر آکر عریضہ حال خدمت مین احمد شاہ کے لکہا اور بانتظار فوج امدادی کے اسمقام پر ٹھہرا تا آدینہ بیگ
نے لاہور پر بھی قبضہ کرلیا اور ایک شخص مسمی میرزا جان کو اپنی طرف سے لاہور کا صوبہ دار بنایا اور ایک بھاری
فوج شاہزادہ تیمور کے اخراج کے لئے امین آباد کو روانہ کی سردار جہان خان اگرچہ اسوقت بڑی مضبوطی کے
ساتھہ لڑا مگر آخر کار شکست کھائی اور شاہزادہ کو ہمراہ لیکر ایک طرف بھاگ گیا اور یہہ قصبہ آدینہ بیگ خان کے
فوج کے قبضہ مین آگیا — یہہ قصبہ نہایت دلچسپ اور خوشنما ہے باغات بھی اسکے نواح مین بہت ہین ایک مکان
ہندوون کا روڑی صاحب نام معہ تالاب باغ و باولی یہان موجود ہے جہان ہنود دسہرہ و بیساکہی نہاتے ہین اور
ہرسال وہان میلہ ہوتا ہے مسجدین بھی اس شہر مین بہت ہین ایک جامع مسجد پرانی عمارت کی بہت اچھی بنی
ہوئی ہے مگر مرمت طلب ہے اور ایک مقبرہ بیگم کا یہان مشہور ہے اسکا حال اسطرح پر تحریر ہے کہ بعہد فرخ سیر
بادشاہ میر احمد خان امیر صوبہ کشمیر بنکر دہلی سے اس راستہ سے کشمیر کو جاتا تہا جب اس قصبہ کے پاس پہونچا تو زوجہ
اوسکی مرگئی اور یہان مدفون ہوئی اور مقبرہ عمدہ بنا کر ایک آبادی کی تجویز بھی اسمقام پر کی اور اسکا نام
بیگم پورہ رکہا وہ آبادی اب ویران ہوچکی ہے مگر نشان اوسکی نمایان ہین بیگم کے مقبرہ کے سر کے طرف درخت
مولسری کا نہایت خوشنما ہے — اس قصبہ مین اچھے اچھے شریف لوگ قیام پذیر ہین اور دیوان جوالا سہای
مدار المہام ریاست جمون و کشمیر بھی اسی قصبہ کے رہنے والا ہے اور اوسکے حویلیان عالیشان بنی ہوئی ہین
تمام قصبہ کی عمارت پختہ ہے کل مردم شماری اس قصبہ کی چہہ ہزار سات سو گیارہ نو سو چار گہر اور سات سو
ستہتر دوکانین ہین ہر ایک قسم کے لوگ ہندو مسلمان یہان قیام پذیر ہین مگر ہنود بسبب جاگیر و رعایت دیوان
جوالا سہای کے یہان اپنے آپ کو صاحب اقتدار سمجہتے ہین اور مسلمان مغلوب و محکوم ہین پہلے یہہ قصبہ ضلع سیالکوٹ
کے متعلق و مقام تحصیل تہا سنہ ۱۸۵۵ع مین شامل ضلع گوجرانوالہ کے ہوگیا اور تحصیل بہی یہان سے اوٹھہ گئی اسوجہ
سے رونق کم ہے اور خرید و فروخت ہر ایک طرح کے جنس کی ہوتی ہے **قلعہ دیدار سنگہ**
تخمینا اسی برس کا گذرتا ہے کہ بعہد حکومت سردار مہان سنگہ مسمی دیدار سنگہ جاٹ گوت سندہو نے پہلے اسمقام پر
ایک کچا قلعہ بنایا پہر گانو کے آبادی کی بنیاد رکہی اور اپنے نام پر اسکا نام قلعہ دیدار سنگہ رکہا جاٹ سندہو
اور وڑائچ یہان کے زمیندار و مالک ہین کپاس اون کا یہان اچہا بنا جاتا ہے اور بیوپاری لوگ اونکو خرید کر
دور دور لیجاتے ہین اور ایک چہوٹی سی منڈی تجارت کی یہان موجود ہے عمارت اس آبادی کی اکثر خام ہے
مگر اب جوالا سنگہ کہتری نے سرای پختہ بنوائی ہے اور مسافرون پر وقف کردی ہے چار سو اس قصبہ کی خانہ
شماری اور دو ہزار چار سو آدمی رہتے ہین اور قصبہ کے لوگ آسودہ حال ہین اور تحصیل گوجرانوالہ کے متعلق
یہہ گانو ہے **موضع ننگل دوناسنگہ** یہہ آبادی عہد حکومت سردار مہان سنگہ مین ایک شخص مسمی دوناسنگہ

قوم لبانہ نے موضع کہوٹری ضلع گجرات سے آکر آباد کیا اور کسیقدر مدت موضع ڈہولن متصل اس گانوں کے رہکر
خرید و فروخت نمک مین مشغول رہا چونکہ آدمی لایق و خدمتگذار تھا سردار مہان سنگھ نے یہہ علاقہ معہ اور سات دیہات کے
اوسکے جاگیر مین دیدیا اور اوسنے امارت کی درجہ تک پہنچکر اس آبادی کی ترقی مین کوشش کی اور کنارہ نالہ
ڈیک اس بستی کو بسایا ۔ اس سرزمین مین چانول یعنی شالی قسم اول پیدا ہوتی ہے جسکو سوین پت کہتے ہین پہلے
یہانکے رہنے والے نمک کا بیوپار کرتے تھے اب بیوپاری کرتے ہین عمارت گانوں کی سب خام ہے صرف ایک سرا اور چوکی پولیس
و دوکان پختہ ہے اور ایک بہادہ و بالکا نام سادہ او داسی کی یہان موجود ہے اقوام جاٹ و ساوہ
لبانہ لوگ یہان رہتے ہین اور دو سو پچاس گہر اور تین دوکانین اور ایکہزار تین سو چھیاسی نفر مردم شماری ہے
اور بسبب قرب نالہ ڈیک کے شکار مچھلی کا یہان بکثرت ہوتا ہے اور گانوں کے لوگ اکثر مچھلی پکڑکر گوجرانوالہ وغیرہ قصبون مین
فروخت کرتے ہین **موضع گوناٹھور** یہہ گانوں ضلع گوجرانوالہ کے متعلق ہے وجہ تسمیہ اسکا معلوم نہین ہوتا
مشہور یہہ ہے کہ ایک شخص گونا نام ٹھور لقب نے امیر تیمور کے حملہ کے وقت اسکو آباد کیا اب اسکے مالک قوم لبانہ
اور جاٹ گوت گہوکہر ہین شالی قسم عمدہ یہان پیدا ہوتی ہے دو خانقاہین قدیم زمانے کے یہان بنی ہوئی ہین
ایک بزرگ کا نام پیر گیلان اور دوسرے کا نام میر گیلان ہے اور شہر یار و اسوجہ مشہور ہوا ہے کہتے ہین کہ جب امیر تیمور
یہان تک پہنچا تو یہہ دونو وہان سے اوسکے مقابل ہوئے اور لڑائی ہوئی تہی یہہ دو بزرگ یہان شہید ہوئے تین سو اٹہتر
گہر اور سترہ دوکانین اور ایکہزار دو سو بانوین نفر مردم باشندے ہین اور ڈلیدا و کہوکہر اس گانوں کے
رہنے والے کو سرکار سے عہدہ ذیلداری ملا ہوا ہے **موضع پل شاہ دولہ** یہہ گانوں کنارہ نالہ ڈیک
متعلق ضلع گوجرانوالہ کے آباد ہے چونکہ اسمقام پر ایک پختہ پل خواجہ شاہ دولہ صاحب کے زمانہ کا
قدیم بنوایا ہوا موجود ہے اس سبب سے اس گانوں کا نام بھی پل شاہ دولہ مشہور ہوگیا شاہ دولہ ایک کامل
ولی گجرات کی رہنے والے تھے جنکا ذکر خیر اس کتاب مین اولیا کے تذکرہ مین تحریر ہوگا انشاء اللہ تعالی اونہون
نے اس علاقہ مین بڑی بڑی عمارتین خانقاہ عام بنوائین اور یہہ پل بھی نالہ ڈیک پر اونہین کا تعمیر کیا ہوا تہا
پہلے اس گانوں مین چند گہر قوم افغان کے آباد ہوئے پہر رفتہ رفتہ صورت گانوں کی بن گئی شالی قسم اعلی سوین پت
و باسمتی یہان پیدا ہوتی ہے عمارت اسکی خام ہے مگر دو طرف یہان نالہ ڈیک جاری ہے پختہ دیوار گانوں کی
بطور فصیل بنی ہوئی ہے اکسٹھ گہر اور پانچ دوکانین اسمین ہین اور آٹھ سو ستر آدمی کی آبادی ہے خرید و فروخت
شالی کے کثرت ہوتی ہے زیادہ تر قوم پٹہان اور گوجر اسکے مالک ہین **موضع کامونکی** اکبر بادشاہ کے
عہد مین بستی کامون جاٹ قوم ورک نے موضع گہوکہلی متعلقہ تحصیل گوجرانوالہ سے آکر اس جنگل مین
آباد کیا اور نام اسکا کامونکے اپنے نام پر رکہا رفتہ رفتہ آبادی اسکی بڑہتی گئی اور قصبہ کی صورت بن گیا

زور آبادی سے کبھی بعد ویران نہین ہوا اب بھی مالکان اسکے زمینداران قوم ورک ہین اور پختہ سمادہ کاموں
بانی قصبہ کی گانو کے پاس موجود ہے بعد آبادی لب سڑک جو لاہور سے پشاور کو جاتی ہے آباد ہے سرکاری
سرای اور ڈیرا اور بہ دو شت خانہ اور تھانہ یہان موجود ہے عمارت اسکی عموماً خام ہے چار سو چونتیس گھر
اور بیتاون دوکانین ہین اور دو ہزار چار سو تینتیس مردم شماری ہے اونکے خرید و فروخت یہان بکثرت ہوتی ہے
اور قصبہ کے لوگ آسودہ حال ہین **موضع نوشہرہ** پہلے پہل اس گانو کو زمینداران جاٹ قوم
چنڈہر نے آباد کیا تھا پھر وہ کسی سبب سے ویران ہوگیا پھر عہد شاہجہان بادشاہ مین ستھی گھمر جاٹ قوم
ورک نے موضع کرٹیال متعلقہ ضلع گوجرانوالہ سے آکر اسکو آباد کیا نوشہرہ اسکا نام اسوقت مقرر ہوگیا کہ پرانی
آبادی کا مقام جسکو پنجابی زبان مین تھیہ کہتے ہین اس آبادی کے قریب موجود تھا وہ پرانی آبادی
بھی اسکی آبادی کے وقت آباد ہوگئی اوسکا نام توتھہ چنڈہران والا قرار پایا اور اسکا نام نوشہرہ
یعنی شہر جدید مقرر ہوا مالک اس بستی کے زمینداران قوم ورک ہین عمارت اسکی خام ہے مگر ایک تالاب
باہر قصبہ کے موجود ہے جو دو طرف سے پختہ اور دو طرف خام ہے اسکے کنارہ پر ایک ٹھاکردوارہ اور
اندر قصبہ کے ایک دیوی دوارہ بنا ہوا ہے دو سو گھر اور بیس دوکانین اسمین موجود ہین اور
مردم شماری ایکہزار ایکسو چھپن ہے **موضع کوٹ بھوانیداس** بعہد سلطنت شاہ
بادشاہ دہلی کے بھوانیداس کہتری گوت تلی نے یہہ گانو آباد کیا اور اپنے نایب مسمی دونلی قوم مہر کو
اسجگہہ چھوڑکر جو دہلی کو جہان وہ نوکر تھا چلا گیا اور اوسی طرف رہا پھر نہ آیا اس سبب سے مالک اس گانو
کے قوم مہر ہوگئی اور کچھہ ملکیت بقبضہ کہتریان قوم سہگل کے ہے اور جزو ملکیت پر کہتریان گوت تلی
بھی قابض ہین تین سو پچیس گھر اور اکتیس دوکانین موجود ہین اونمین سے پانچ گھر اور پانچ دوکان
پختہ بنی ہوئی ہین باقی خام ہین اور ایک تالاب پختہ تعمیر کیا ہوا دیبہ مہر سہائی کا اور ایک باؤلی پختہ بنی
ہوئی بچھمی سہائی کہتری کی ہے اور ایک سمادہ باوا اکال نشنگ گر کے بر لب تالاب ہے بیساکھی کے روز وہان
میلہ ہوتا ہے اور ایکہزار چار سو تیس آدمی زن و مرد اسمین سکونت رکھتے ہین **موضع چھلن**
پہلے پہل یہہ قصبہ مسمی چھلن قوم دہوتر نے موضع دہونی متعلقہ تحصیل حافظ آباد سے آکر آباد کیا اور اس نے
اوسکا اپنے نام پر چھلن رکھا سو برس تک آباد رہا پھر بسبب خسارہ و نقصان کے ویران ہوگیا اور چار
سال تک ویران پڑا رہا پھر ایک شخص جو میان نام چھلن کے پوتے نے ضلع سیالکوٹ سے آکر اپنی موروثی
ملک کو آباد کیا اوس دن سے پھر ویران نہین ہوا بلکہ آبادی اسکی روز افزون ہے مالکان قصبہ ا
کے بانی قصبہ تک تیرہ پشت گذر چکے ہین دو سو چھیانوین گھر اور پندرہ دوکانین

پانسو اونتالیس مردم شماری ہے گانو کے زمیندار آسودہ حال ہین **موضع چھینہ سندھواں** پہلی آبادی موجودہ حال سے یہاں ایک گانو افغانون کا آباد تھا وہ کسی سبب سے اجڑ گیا اوس ٹیلہ غیر آباد کا نام چھینہ مشہور تھا پھر عرصہ اٹھارہ سو برس کے اوس چھینہ کو سمی جھنڈا جٹ گوت سندھو نے آباد کیا پہلے وہ موضع ہیرا متعلقہ تحصیل چونیان ضلع لاہور مین رہتا تھا نہ سبب نااتفاقی شرکا کے نکل آیا اور یہان آکر زمینداری حاصل کی چونکہ وہ قوم کا سندھو تھا گانو بھی چھینہ سندھوان مشہور ہوا اسکے مالک سکھ ہین اقوام متفرق قوم قریشی و ارائین و سندھو و گھمن و کھتری ہین عمارت اسکی خام دو سو تیرہ گھر اور دس دوکانین ایک ہزار تین سو اڑتیس مردم شماری ہے زمیندار دولتمندی مین اوسط درجہ کے ہین **قصبہ قلعہ میہان سنگھ** پہلے اس قبہ زمین مین جو متعلق اس قصبہ کے ہے دو گانو جنکا نام کوٹلی اور ... تھا آباد تھے عرصہ سو برس کا ہوا کہ بسبب غارت سکھان غارتگر اجڑ گئے جب زمانہ سلطنت مہاراجہ رنجیت سنگھ کا آیا تو میہان سنگھ کھتری سوتی ساکن مغل چک نے مہاراجہ کے دربار مین اقتدار پایا اور مہاراجہ نے اوسکو فوج کا افسر بنا کر جرنیلی کا خطاب دیا اور سرداری کے مراتب پر پہنچا کر نظامت کشمیر کی اوسکو بخشی اور وہ مدت مدید تک صوبہ کشمیر کا رہا آخر کار جب مہاراجہ شیر سنگھ نے رانی چند کنور پر غالب آکر لاہور لیا اور بسبب بے انتظامی جو بیچ کے چندے فوج خودسر رہی تو کشمیر کی پلٹن وہ فوج نے جو اوسکی دشمن تھی موقع وقت دیکھ کر اوسکو قتل کر ڈالا اوسنے یہ قصبہ اپنے نام پر آباد کر کے قلعہ میہان نام رکھا اور رہنے کے مکانات پختہ تعمیر کرائے میہان سنگھ کے مرنے کے بعد بسنت سنگھ بیٹا اوسکا بھی مہاراجہ کی ملازمت مین ... آخر وہ بھی مر گیا اور سکھدیو بی بی بسنت سنگھ کی زوجہ معہ ایک دختر کے باقی رہی جو اب تک حیات ہین اس گانو مین مالک اقوام متفرق سید و کھتری وغیرہ ہین اور ایک باغ جرنیل میہان سنگھ کا تیار کرایا ہوا موجود ہے اور ایک بارہ دری شہر کے اندر ہے اس قصبہ مین چرچا علم کا بہت تھی اور مولوی غلام رسول جو ایک عالم متبحر و فاضل اجل فقیر صورت درویش سیرت خاندان نقشبندیہ کے مرید تھے اس قصبہ کی زیب و زینت بلکہ تمام پنجاب کے اوستاد تھے لاہور کے لوگ جب تمام اونکے معتقد ہو گئے اور عزت اونکی بڑھ گئی تو ایک حاسد تیرہ دل سیاہ باطن نور احمد نام نے ایسے موقع پر کہ سرکار انگریز دہلی کے مفسدہ کے جھگڑے مین پھنسے ہوئے تھے اونکی نسبت معرفت پادری فورمین صاحب کے یہ ظاہر کیا کہ یہ مولوی لوگون کو جہاد کی ترغیب دیتا ہے یہ بات حاسد کی اوسوقت اثر کر گئی اور مولوی صاحب نگرانی سرکار مین ہو گئے اور یہ حکم ہو گیا کہ مولوی اپنے گانو سے کہین جانے نہ پاوے غرض کئی سال تک اونکی آمد و رفت بند ہو گئی اور نظربند کے طور پر اپنے ہی گانو مین بسر کرتے رہے اوس نور احمد تیرہ باطن نے ایک زمانہ کو اونکے فیض عام سے محروم کر دیا اور وعظ اونکا بالکل بند رہا اگرچہ نور احمد کو اس باب مین سخت بدنامی ہوئی اور لوگ اوسکو دشمن دین سمجھنے لگے مگر تیر چل چکا تھا چند سال کے بعد بہت سی کوشش کی بعد اونکی آمد و رفت جاری ہوئی اور وعظ بھی ہونے لگا ہے

حضرت فوت ہو گئے ہین خدا رحمت کرے بسبب عدم مزاجی حضرت کے آخر دو چار سال سے لوگ از مذہب وہابیہ کا
ظن کرنے لگے تھے سو اسواسطے کہ وعظ کے وقت کبھی کوئی مسئلہ معتبر دیدہ ہوا اوس فرقہ کے بیان تفصیل کر دیتے تھے
کہ اوسمین اونکو خوف ظاہر ہوتی عداوت اور برپا ہونے فساد کا تھا اسواسطے اونکا وعظ صرف خدا اور رسول کے
احکام اور حدیث کے مضامین کے بیان سے معلوم ہوتا تھا جھگڑے اور فساد کے تقریر وہ کبھی نہین کرتے تھے اور
کبھی ایسے لڑنا نہین چاہتے تھے اس بزرگ کی زیارت چند بار غلام سرور مولف کتاب نے بھی کی اور فیض و برکت سے
بہرہ یاب ہوا سبحان اللہ شعر اگر مرد خدا اندر جہان بود دو جہان بود دو جہان بود و بہار است
اس قصبہ کی پختہ و خام ملی ہوئی ہے تین سو چودہ گھر اور ایکسو سولہ دوکانین ہین اونمین آٹھ گھر اور دو دکانین
دوکانین پختہ ہین اور ایکہزار چار سو پچیس مردم شمار ہی ہے **موضع مرالی والہ** یہان ایک قصبہ
کی آبادی سے ایک شکارگاہ حاکم سکہان نے بنایا ہوا تھا پھر دو عرصہ تین سو برس کے میرزا محمد شفیع
قوم مغل نے اسجگہ گانو آباد کر کے شفیع آباد نام رکھا وہ گانو ایکسو برس تک آباد رہا پھر بسبب بادی نزاع کے
بے چراغ ہو گیا پھر سنہ ۱۰۶۵ ہجری مین مسمی مرالی قوم راجپوت گوت بھٹی نے اوسی جگہ گانو آباد کر کے اوسکا نام اپنے
نام پر مرالی والہ رکھا تب سے برابر آباد ہے کبھی ویران نہین ہوا ملکیت اسکی بقبضہ اقوام مختلف مثل مغل و
کھتری تھابل وغیرہ کے ہے عمارت اسکی خام ہے صرف مسماۃ دو بانی دیہہ کی پختہ بنی ہوئی ہے اور ایک مقام سال
آبادی کے اندر جیتھن سادہ مسمی تارا رام سادہ کے بنی ہوئی ہے ہر سال ماہ جیٹھ وہان میلہ ہوتا ہے اور
دور دور تک میلہ پر بیٹھتا ہے اور باہر گانو کے ایک تالاب ہے جسکی ایک دیوار پختہ اور تین طرف خام ہے اور سمت شرقی
ایک ٹھاکردوارہ بنا ہوا ہے وہان لوگ بروز بیساکھی جمع ہوتے اور غسل کرتے ہین اس گانو کے پانسو بانسٹھ گھر
اور بیس دوکانین اور دو ہزار ایکسو اٹھتر مردم شمار ہی ہے **موضع گوندلانوالہ** یہ اصلی اس
گانو کو زمینداران قوم گوندل نے آباد کیا اور گوندلانوالہ نام رکھا عہد آبادی انہی سے ہے کبھی ویران نہین ہوا
زمانہ غارتگری سکہان مین مسماۃ راجکوران زوجہ گوجر سنگہ بھنگی کسقدر فوج لیکر اس قصبہ پر حملہ آور ہوئی مگر
زمینداران قوم وڑائچ نے مقابلہ پر کمر باندہ لی اور اوسکو قصبہ مین دخل نہ دیا دو ماہ تک اسمین کشمکش رہی آخر
وہ بے حصول مرام واپس چلی گئی اب ملکیت اسکی بقبضہ زمینداران قوم وڑائچ ہے ظروف مٹی کا بنی درستی اس
قصبہ مین اچھے بنتے ہین اور چند دکان ظروف سازون کے جاری ہین عمارت قصبہ کی خام ہے پانسو پچاس گھر
اور پچاس دوکانین موجود ہین اونمین سے دس گھر پختہ باقی سب کچے ہین اور ایک تالاب اور ایک شوالہ پختہ
تعمیر کرایا ہوا بسر دیوان چند کا یہان ہے اور بسر دیوان چند مہاراجہ رنجیت سنگہ کے وقت امیر کبیر و افسر فوج تھا
وہ اس قصبہ کا رہنے والا تھا اوسکے وقت یہہ قصبہ بڑی رونق پر تھا آخر وہ لاولد مرگیا اور خاندان اوسکا

جاتا ہے اور دو ہزار دو سو چھبیس آدمی مرد و زن یہان رہتے ہین اور پانسو پچاس گھر اور پچاس دوکانین اور ایک سجا پختہ ہے
قصبہ متعلق ضلع گوجرانوالہ کے ہے زمینداران بدرجہ اوسط آسودہ حال ہین **موضع کٹیال** عہد ہمایون
بادشاہ مین مسمی کرن جاٹ قوم ورک نے اسکو آباد کرکے کٹیال نام رکہا وزیرآبادی سے سمت ... انگریزی ... پر
ہے آباد رہا ہو ہر ازان پہلے اری انگریزی مہاراج سنگہ مفسد مفرور حیلہ بہائی بیر سنگہ کا سرکار کے خوف سے بہاگ کر
اس قصبہ مین پناہ لایا گانو والون نے اوسکی خاطر کی جب فوج سرکاری اوسکی گرفتاری کے لیے آئی تو گانو والون
نے اوسکو بہگا دیا گرفتار ہونے نہ دیا اس جرم پر سرکار نے اس گانو کو ویران کرا دیا اور زمیندار اپنی ملکیت سے بالکل
بیدخل کئے گئے بعد اسکے ... سرکار سے صاحب ... ہوئی اور دوبارہ زمینداروں کو اسمین بسنے کی اجازت دی اور
سے پھر آباد ہو گیا پانسو اکتیس گھر اور چوبیس دوکانین اسمین ہین جنمین سے ... گھر اور دو دوکانین پختہ
باقی سب خام ہین دو ہزار ایکسو اٹھہ آدمی مرد و زن کی آبادی ہے صاحب سنگہ ورک نمبردار اس گانو کا بعہدہ
ذیلداری ممتاز ہے **موضع فیروز والہ** پہلے اس گانو کو مسمی فیروز دین نام زمیندار قوم بہٹی
نے آباد کیا اور اپنے نام پر فیروز والہ نام رکہا چونکہ اوسکے یہان نرینہ اولاد نہ تہی دو بیٹیان اوسکی ایک
خاندان قوم پوٹرا اور دوسری خاندان قوم [illegible] مین بیاہی گئین اور بانی نے دونو بیٹیون کے خاوندون کو
ہبہ کرکے ملکیت اس گانو کی دیدی زمانہ [illegible] سلطنت مغلیہ مین مسمی رحامت خان زمیندار اس قصبہ کا خودسر ہو گیا آخر
چہان سنگہ مہاراجہ رنجیت سنگہ کے باپ نے یورش کی اور فریقین مین چند بار مقابلہ ہوئے بہت سے آدمی قتل ہوئے آخر
اوس وقت کرم سنگہ بہنگی دونو کے درمیان آگیا اوسنے براہ فریب رحامت خان کو اپنے پاس بلا کر نظربند کر لیا اور
قبضہ قصبہ چہان سنگہ کا ہو گیا اور رحامت خان کے خاندان سے سرداری جاتی رہی مگر ملکیت اب تک
اونہین دو قومون پوٹرا اور [illegible] کی ہے غلہ گندم اس قصبہ کی زمین مین قسم اول پیدا ہوتا ہے جسکو داؤد خانی
اور وڈانک کنک کہتے ہین اوسکی تجارت دور دور تک ہوتی ہے ایک خانقاہ پختہ رضا علیشاہ فقیر کی
ہے وہان ہر سال بماہ بہادون میلہ ہوتا ہے اور چہان خان زمیندار پوٹرا اس قصبہ کا نمبردار سرکار کی حکم سے
ذیلداری پر ممتاز ہے عمارت قصبہ کی خام ہے پانسو دو گھر اور بیالیس دوکانین ہین اونمین سے ایک گھر اور
ایک دوکان پختہ ہے دو ہزار آٹھسو اٹھائیس زن و مرد مردم شماری ہے **موضع ابدال**
گانو مسمی ابدال قوم چٹھہ نے آباد کرکے اپنے نام پر اسکا نام بہی ابدال رکہا اوسکی اولاد اب تک قابض ہے
اور وہ اپنا شجرہ گیارہ پشت کے ذریعہ سے ابدال تک پہونچاتے ہین روز آبادی سے کبہی ویران نہین ہوا
دو سو [illegible] گھر اور [illegible] دوکان اور ایکہزار ایکسو اٹھاون مردم شماری ہے **موضع سنتپورہ**
زمانہ [illegible] سلطنت مغلیہ مین مسمی [illegible] نانک پوترا نے یہہ گانو آباد کرکے اپنے بیٹے سنت سنگہ کے نام

پر اسکا نام بشت پور رکھا رفتہ رفتہ آبادی بڑہ گئی اور آبادی ہے اب تک رونق پر ہے کبھی ویران نہیں ہوا
ملکیت اس قصبہ کی سیدوں کے قبضہ میں ہے نندروپ بانی دیہہ کی سمادہ گاؤں میں بنی ہوئی ہے ایکسو چھیاسی
گھر اور تینتیس دوکانیں اینٹوں سے اور بتیس گھر پختہ ایکہزار دو سو نتانویں مردم شماری ہے **موضع ازوت**
قدیم زمانہ میں اس مقام پر ایک پختہ آبادی راجہ ڈوبڑچند کی آباد کی ہوئی موجود تھی وہ کسی سبب سے ویران
ہوگئی اور مدت مدید تک دو شلہ غیر آباد پڑا رہا پھر عرصہ تین سو برس کے مسمی اوڈو جاٹ قوم سندہو
نے دکن کے ملک سے آکر اس دیہہ کو آباد کیا مگر نام وہی قدیم بانی کے نام سے اروپ قائم رکھا اب زمینداران
قوم جاٹ سندہو وغیرہ زمیندار ہیں زمانہ ضعف سلطنت مغلیہ میں بسبب شدت قحط کے بہت سے گھر اس قصبہ
کے اجڑ کر چلے گئے تھے غرب کی طرف باہر قصبہ کے مزار شاہ بہمن ولی کی مع ایک مسجد کے بنی ہوئی ہے
اور دوسری خانقاہ شاہ گودڑ ولی کے مشہور ہے اور ایک سمادہ اوڈو بانی دیہہ کی موجود ہے عمارت اسکی
پختہ و تمام کی ہوئی تین سو باون گھر اور آٹھہ دوکانیں اینٹوں سے ایکسو چھہتر گھر اور چار دوکانیں پختہ ہیں [illegible] مردم شماری
ہے اور دلو جاٹ سندہو یہاں کا نمبردار ذیلداری عہدہ پر ممتاز ہے زمیندار قصبہ کے آسودہ حال ہیں

موضع بٹالہ پہلے اس مقام پر مسمی اوڈرا جاٹ قوم ڈہرا ایچ نے موضع تترکہ متعلقہ گوجرانوالہ سے
اوٹھکر اس مقام پر ایک گاؤں آباد کیا اور ایک ٹھاکردوارہ بناکر مورت ٹھاکروں کی رکھی اوس سبب سے
مسلمان اس گاؤں کو بت والہ کہنے لگے یہاں تک وہی نام مقرر ہوگیا رفتہ رفتہ بت والہ سے بٹالہ نام
ٹھہر گیا چند پشت تک اوسکی اولاد یہاں قابض رہی پھر بوقت ضعف سلطنت چغتائی کے جب پنجاب کے ملک میں
گھر گھر راج ہوگیا تو زمینداران قوم چٹھہ نے اس گاؤں کو لوٹ کر برباد کردیا اور مالک اسکے یہاں سے اوٹھکر
موضع اوگوں میں جا رہے اور بیس برس تک اُجڑا رہا بعد ازاں بعہد سکھاں اوسی اوڈرا ڈہرا بانی دیہہ کے
اولاد میں مسمی شاہ محمد جو پانچویں پشت سے اوسکا پوتا تھا اور مسلمان ہوچکا تھا موضع اوگوں سے آکر
دوبارہ اسکو آباد کیا مگر پہلے آبادی پرانی آبادی سے بجانب جنوب کسقدر فاصلہ پر آباد ہوئی پھر مہاراجہ
رنجیت سنگہ کے باپ کے اشارے سے قوم چٹھہ اسپر چڑہ آئی اور ہوئی تمام ڈہرا ایچ قوم نے شاہ محمد کی حمایت کی
اور قوم چٹھہ کو اپنے قابض ہونے نہ دیا اب ملکیت اس گاؤں کی زمینداران قوم ڈہرا ایچ و قوم کہتری [illegible] کی ہے
سردار جہنڈا سنگہ اس قصبہ کا رہنے والا مہاراجہ رنجیت سنگہ کے دربار میں سردار صاحب توقیر تھا اب بھی وہ
جاگیردار ہے اور اختیارات آنریری مجسٹریٹی کے اوسکو حاصل ہیں ذیلداری عہدہ بھی اوسکو ملا ہوا ہے
اوسکی حویلیاں و مدرسہ اور سرای و باغ مع بارہ دری و شوالہ باعث زیب و زینت اس قصبہ کے ہیں سردار
گنڈا سنگہ کی حویلی بھی مع باغ و بارہ دری پختہ بنی ہوئی ہے عمارت اسکی تمام ہے اور خانہ شماری تعداد [illegible]

بستا ہے اوسمین سے گیارہ مکان اور آٹھہ دوکانین پختہ ہین اور ایکہزار نوسو بیالیس آدمی ہے اور زمیندار آسودہ حال
ہین یہ قصبہ متعلق ضلع گوجرانوالہ کے ہے **موضع منڈیالہ** پہلے یہہ آبادی مسمی مال جٹ قوم ڈرایچ
نے خطہ غزنی سے آکر آباد کیا اور اپنے نام پر نام اسکا ملیالہ رکہا تہا ازان بکثرت استعمال منڈیالہ مشہور ہوگیا
روز آبادی سے آجتک کبہی ویران نہین ہوا اولاد اوسکے آجتک کہ چودہ پشت گذری ہین برابر مالک ہین
مہاراجہ رنجیت سنگہ نے اس قصبہ پر یورش کی اور سردار رل سنگہ جاٹ جو اوس زمانہ مین قابض و متصرف تہا
مستاصل ہوگیا اب بہی زمینداری اس قصبہ کی بقبضہ زمینداران ڈرایچ ہے دوسو باسی گہر اور پچاس دکانین
ایکہزار آٹھسو مردم شماری ہے **موضع پیپلا کہہ** زمانہ قدیم مین اس سرزمین مین مسمی پلیا
جمیال ایک راجہ تہا جسکی بیٹی مسمات لونا راجہ سالباہن والی سیالکوٹ کی رانی تہی اوسنے اس جگہہ ایک شہر
آباد کیا ہوا تہا جب مسمات لونا جوان ہوئی اور شہرہ حسن و جمال اوسکا عالمگیر ہوا تو راجہ سالباہن نے درخواست
کی کہ ناطہ لونا کا اوسکے ساتھہ ہو جاوے مگر پلیا نے منظور نکیا اسبات سے راجہ سالباہن بکمال غضبناک ہوا اور فوج
لیکر اوسپر یورش کی اور بہت سی لڑائیان آپسمین ہوکر راجہ پلیا مارا گیا اور لونا کو راجہ سالباہن بزور دست لے گیا
اور اپنی رانی بنایا اوس جنگ مین یہہ شہر بہی ویران ہوگیا مدت مدید تک ویران رہا اوس ٹیلہ کو لوگ
پپلا کہہ کہتے تہے اوسی مقام پر مسمی نتہر جاٹ ڈرایچ نے جدید آبادی کی اور نام گانوکا اوسی قدیمی نام پر مشہور
رہا اوسدن سے برابر اب تک آبادی اور اوسی بانی کی اولاد قابض ہے جنکی پشت پندرہ پشت کے بعد بانی
کے ساتھہ ملتی ہے سکہون کے وقت جب اس قصبہ پر سردار مہان سنگہ قابض ہوا تو بازی خان زمیندار گوت
بازی خان کا اسپر حملہ آور ہوا اور ایک لڑائی کے بعد مغلوب ہوکر واپس چلا گیا زمانہ ضعف سلطنت مغلیہ مین بوجہ
تاخت و تاراج اکثر رہنے والے اس گانوکے اپنا اپنا گہر چہوڑ کر دہلی و لاہور و کلانور و بٹالہ و سیالکوٹ و جمون و
رہتاس و امرتسر و راولپنڈی مین جا کر آباد ہوگئے بلکہ یہانتک مشہور ہے کہ خاندان بہاٹرہ گوت برٹش مین جہان
کوئی شخص ہے اونکے بزرگ اسی قصبہ سے اوٹھہ کر گئے ہونگے اور اوس قوم کا بزرگ مسمی بابا گجا تہا جسکی سمادہ
یہان موجود ہے اور اب یہہ قوم جب اپنی اولاد کا بیاہ کرتے ہین دولہ کو یہان لاکر طواف سمادہ کا کراتے ہین
چنانچہ تہوڑی دور دور سے بہاٹرے یہان آکر رسم اپنے بزرگون کی ادا کرتے ہین اس قصبہ کے چار سو سات گہر
اور بیس دکانین اور ایکہزار آٹھسو بیس مردم شماری ہے **موضع ڈوگرانوالہ** پہلے یہہ گانو آباد
کیا ہوا قوم ڈوگر کا تہا چند مدت تک آباد رہا پہر ویران ہوگیا پہر قریب تین سو سال کے مسمی تہتو جاٹ ڈرایچ
نے موضع کلاچور ضلع گجرات سے آکر یہہ گانو از سر نو آباد کیا مگر نام وہی قدیمی قائم رہا اوس روز سے کبہی ویران
نہین ہوا اب بہی مالک اسکے زمینداران قوم ڈرایچ ہین عمارت اسکی خام ہے ایکسو گہر اور سات دوکانین

اور ایکہزار تین سو مردم شماری ہے اور ایک خانقاہ پختہ شاہ جلال فقیر کی بنی ہوئی ہے **موضع لدہالپور**
زمانہ قدیم مین بھی یہان آبادی تھی جسکا نام لدہوالہ تھا بحصر مسمی امرو جاٹ گوت وڑائچ نے دوبارہ اسکو آباد
کیا اور نام وہی قدیمی قائم رکھا اب وہی بانی کی اولاد قابض و مالک ہے جنکی پشت اوتیس پشت مسمی امرو سے
ساتھہ ملتی ہے ساکنان دیہہ ہذا سے ایک ہرسنگہ سردار تھا جسکی لڑکی مسماۃ پریم کنور مہاراجہ شیر سنگہ کی
اور کنور پرتاپ سنگہ ٹکا کی والدہ تھی اب تک وہ لاہور مین قیام پذیر ہے اس قصبہ مین دو پختہ خانقاہین
ایک شاہ ملک شاہ کی اور دوسری محب شاہ کی اور ایک مقبرہ پختہ زمانہ قدیم کا ہے اوسکا حال معلوم نہین
اور دو مسجدین پختہ بنی ہوئی ہین اور عمارت دو سو چورانوے گہر اور سولہ دوکانین ہین اور ایکہزار چار سو
مردم شماری ہی اور مسمی عطر سنگہ جاٹ قوم تارڑ اسیجگہ ذیلدار مقرر ہے اور گانو متعلق ضلع گوجرانوالہ ہے۔
موضع مان عرصہ تین سو برس کا گذرا ہے کہ مسمی لدھا جاٹ قوم مان نے اسکو آباد کیا اور اپنی
ذات کے نام پر مان نام رکھا اور سررشتہ برابر آباد ہے اب بھی ملکیت اسکی بقبضہ زمینداران گوت مان
کہتریان قوم سوڈہی بھی مالک ہین ایک تالاب پختہ مع شوالہ یہان بنا ہوا ہے جہان ہر دو برس کی میلہ ہوتا ہے
دو سو ہتر گہر اور بیس دوکانین اور ایکہزار پانسو چہتر آدمی ہین اور یہان کے زمیندار سکہون کے وقت لشکر
سردار جی سنگہ وپہار سنگہ و نانا سنگہ و نار سنگہ وغیرہ بڑے نامی گرامی آدمی تھے سردار فتح سنگہ مان بھی اسی گانو
کا رہنے والا تھا جو بمقام جموں سردار جواہر سنگہ کی وزارت مین مارا گیا اب بھی سردار فتح سنگہ مان ثانی
عہدہ ذیلداری پر ممتاز ہے اور سردار بہرا سنگہ وغیرہ پسران بدہ سنگہ بھی جاگیردار ہین **موضع نوگہر**
عرصہ تین سو سال کا گذرا ہے کہ مسمی خوجو جاٹ گوت سکہو نے ملک دکہن سے آکر یہہ گانو آباد کیا چونکہ اوسکے
خاندان کی مشہوری بخطاب نوگہرہ تھی اسکا نام بھی نوگہر رکھا مگر زمانہ سلطنت مغلیہ مین یہہ گانو اجڑکر
بے چراغ ہوگیا اور چالیس سال تک ویران پڑا رہا جب عہد حکومت سردار چہان سنگہ سکر چکیہ کا آیا تو اوسنے پھر
اسکی آبادی کی اور مسمی دہرم سنگہ کو اسکی حکومت عطا کی دہرم سنگہ نے اسکو آباد کرکے ایک قلعہ بھی تعمیر کیا
اور ایک آبادی علیحدہ کی سرحد مقرر کرکے دوسرا گانو بسایا اور اوسکا نام تلونڈی دہرم سنگہ رکہا مگر سردار
ہرسنگہ نلوہ نے اپنی جاگیرداری کیوقت اوس گانو کو ویران کردیا اور یہہ بستی رونق پر آگئی اب ملکیت اسکی
بقبضہ زمینداران قوم سید اور سکہو کی ہے تین سو پانچ گہر اور گیارہ دوکانین اور ایکہزار چہ سو آدمی
زمیندار آسودہ حال ہین **موضع جاہل** زمانہ قدیم مین یہہ گانو آباد کیا ہوا زمینداران قوم سالار
کا تھا کسقدر مدت تک وہ آباد رہکر ویران ہوگیا اور وہ ویران [illegible] دلی والا مشہور تھا
عرصہ تین سال کا گذرا ہے کہ دوبارہ اس آبادی کو مسمیان [illegible] زمینداران جاٹ گوت جاہل مسلمان

اور پیچھے ہنود جاجل نے دوبارہ آباد کیا اور برعایت گوت اپنی کے اسکا نام بھی جاجل رکہا اور اسی وقت سے
آباد ہے کبہی ویران نہیں ہوا مالک اسکی فی زمانہ زمینداران قوم جاجل و کہتریان گوت تلی وغیرہ ہیں اور
آبادی قصبہ کی نشیب میں واقع ہے برسات کے موسم میں بہت سا پانی گاؤں کے گرد جمع ہوجاتا ہے اور آمد و رفت
مشکل ہوجاتی ہے اور بجانب غرب قصبہ کے ایک پل کہتریوں کا بنایا ہوا ہے جہنی آمد و رفت ہوتی ہے عمارت
قصبہ کی خام ہے دوسو اسی گہر اور اٹھارہ دوکانین اور ایکہزار تین سو اٹھاسی مردم شماری ہے *

موضع کہٹری شاہ رحمان زمانہ قدیم میں اسمقام پر ایک گاؤں نگین پور ڈلا نام آباد تہا
وہ کسی سبب سے ویران ہوگیا اور اسکے تہیہ یعنی ٹیلے کو نگین پور ڈلا کا تہیہ کہتے تہے اور اس ویرانی کو جب بہت برس
گذر گئے تو منہی ملک جاٹ قوم ہیر اپنے ہمشیرہ کے لڑکے کر اسکو از سرنو آباد کیا چونکہ پرانی غیر آباد تہیہ کو بزبان
پنجابی کہٹر کہتے ہیں اوسکے آگے بات سے تصغیر زیادہ ہوکر اسکا نام کہٹری مشہور ہوگیا اورنگ زیب عالمگیر کے وقت
ایک فقیر کامل خدا رسیدہ شاہ رحمان نام جو خلیفہ اعظم حاجی محمد نوشاہی قادری کا تہا یہان آکر متصل قصبہ ہذا کے
بجانب شمال مکان بناکر مقیم ہوا ہزاروں آدمی اوسکے مرید ہوگئے اور بخوارق شہرت ہوئی بڑے بڑے امیر و دولتمند
اسکی آستانبوسی کرنے لگے تو اس گاؤں کی شہرت بہی اوسی کے نام پر ہوگئی اور نام گاؤں کا کہٹری شاہ رحمان قرار پایا
یہہ بزرگ قوم کا دہوبی ساکن گجرات تہا اور تمام عمر اپنے نوشہ گنج بخش کے خدمت میں حاضر رہکر ہدایت طریقت کی
پائی اور کمال کے درجہ کو پہونچ گیا سلسلہ نوشاہی نے اس سے فروغ پایا شاہ رحمان کے گہر کوئی بیٹا نہ تہا چار
لڑکیاں تہین انکی انتقال کئے بعد مریدوں نے باجازت لڑکیون کے مقبرہ پر چار دیواری تیار کرایا جو اب تک
موجود ہے وہ مکان بہت بارونق ہے مسافرین کو جو وہان شب باش ہوں بہت آرام ملتا ہے مجاور و فقرا
خانقاہ کے متواضع ہیں اب ملکیت اس موضع کا بقبضہ قوم ہیر اور دہوبی کی ہے اس خانقاہ پر ہر سال ماہ جیٹھ
میلہ ہوتا ہے قریب بیس ہزار آدمی کے لوگ جمع ہوجاتے ہیں سمت ۱۹۲۶ بکرمی کے قحط میں یہہ قصبہ ویران ہوگیا تہا
چند ماہ کے بعد پہر آباد ہوگیا عمارت اسکی پختہ ہے اکنوبارہ گہر اور چار دوکانین اسمین ہین اور چہ سو
چودہ مردم شماری ہے **قصبہ وزیر آباد** گوجرانوالہ کے ضلع کے متعلق یہہ ایک مشہور و نامور قصبہ
دریای چناب کے بائین کنارہ پر بفاصلہ تین میل کے آباد ہے اور دنالہ پالکہوا اسکے دیوار کے نیچے بہتا ہے یہہ قصبہ آباد کیا ہوا
نواب وزیرخان صوبہ لاہور کا ہے جو عہد شاہجہان بادشاہ مین لاہور کا صوبہ اور پنجاب کا فرمان فرما تہا
اوسنی اسکو آباد کرکے اپنے نام پر اسکا نام وزیرآباد رکہا اور ایک جامع مسجد عالیشان لاہور مین تعمیر کرائی
جو اب تک اوسکی یادگار موجود ہے یہہ شخص قوم کا مغل لاہور کا رہنے والا تہا علم الدین اسکا اصلی نام تہا
طبیب حاذق طبابت کا علم اسکو بہتر تہا اکثر اہل [illegible] میں کسی طبیب کو دعوی ہمتائی کا اسکے ساتہ نہ تہا انکر یعنی نورجہان بیگم

مقرر ہوا اور یہ قصبہ ایک تحصیل اوسی ضلع کے قرار پایا بعد ۱۸۵۲ء مین یہ تحصیل ضلع گوجرانوالہ کے متعلق
ہوگئی اور عملہ تحصیل تحصیل ڈسکہ مین مامور ہوگیا ۱۸۵۶ء مین قصبہ رام نگر سے تحصیل اوٹھکر اس قصبہ مین مامور
ہوئے چنانچہ اب تک وہی سرکار تحصیلی دو منزلی کا یہان بحیثیت مل سکتا ہی مالکان دیہہ زمینداران اقوام متفرق
ہین مگر ارائین بکثرت ہین اور جاٹ بھی کسیقدر رہین خاندان قاضیونکا قدیمی ہے اور قاضی غلام قادر ایک
طبیعت فاضل آدمی اوس خاندان مین مشہور ہے اور قوم جاٹ مین سے چودہری غلام قادر جاگیردار ہے اس
قصبہ مین بادکش پنکھے بہت عمدہ بنتا ہے اور پیشاور سے منگایا جاتا ہے کوہستانی لکڑی لائق عمارت کے یہان
کثرت سے بکتی ہے اور ایک نامی منڈی لکڑی کے یہان موجود ہے عمارت اسکی عموماً پختہ ہو چار ہزار
تین سو پچاس گھر اور ایک ہزار اٹھ سو پچاس دوکانین ہین اون مین سے پانسو ساٹھ گھر اور ایکسو ساٹھ دوکانین خام
ہین باقی سب پختہ ہین اور پندرہ ہزار سات سو بتیس آدمی کی مردم شماری ہے باغ بھی اکثر ہین منجملہ انکے
باغ دیوان ٹھاکر داس جو پیرہ ڈوگر یا رام جو یرہ کا تھا اور مسٹر [illegible] صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر کی بنوائی ہوئی منڈی جسمین
غلہ بکتا ہے نہایت اچھی ہے جسکا نام پیچ گنج رکھا ہے اس قصبہ مین میلا بساکھی کا بڑی ہجوم سے بکنارہ دریا اور
شہر کے بازار مین ہوتا ہے

رسول نگر عرف رامنگر

ضلع گوجرانوالہ تحصیل وزیرآباد سے متعلق
یہ قصبہ پانین کنارہ سے دریاے چناب کے آباد ہے عرصہ ایکسو پچیس برس کا گذرتا ہے کہ نور محمد زمیندار قوم چٹھہ نے
اسکو آباد کرکے نام اسکا کوٹ نور رکھا اور اوسکو بحالت خودسری و حکومت اپنی کے دار الریاست ٹھہرایا اسکی
اولاد پیر محمد اوسکے بیٹے نے اس قصبہ کو خوب رونق دی اور اپنی مرشد عبد الرسول کے نام پر نام اسکا رسول نگر
بدل دیا بعہد خاندان بادشاہی مغلیہ سلطنت کے وقت اس علاقہ کا جاگیردار تھا جب سلطنت اسلامیہ ضعیف ہوگئی
اور سکہوں کی غارتگری کا ہنگامہ گرم ہوا تو اونہون نے اپنی زمینداری و حفاظت کے لیے فوج نوکر رکھی
اور توپین بنوائین اور بارہا سکہون سے لڑائیان کین اور اپنی جوانمردی و بہادری سے اپنی علاقہ مین اونکو
قدم نہ رکھنے دیا آخر جب مہان سنگہ سکرچکیہ کا زور و شور ہوا اور با وجود اور سکہون کی مدد لیکر رسول نگر پر یورش
کی اور کئی لڑائیان لڑا مگر کامیاب نہوا جب دیکھا کہ اب لڑائی سے کام نہین نکلتا تو اوسنے دوستی کا
نقشہ جا بگر بہت اوٹھایا اور قسم کہائی اور فریب دیا کہ تم مجھسے دوستی کرو تاکہ باتفاق ایک دوسرے کے
اور ملک فتح کرین وہ سادہ دل صاف سینہ مسلمان اوس تیرہ باطن کے فریب مین آگیا اور اسکے جھوٹی قسم
اعتبار کرکے پیر محمد اوسکے ملنے کو آگیا اوسنے آتے ہی اوسکو مع جان محمد اوسکے بھائی کے قید کرلیا اور کل علاقہ پر
دخیل ہوگیا اسوقت مہان سنگہ نے رسول نگر کو اسقدر لوٹا تھا کہ رعایا کے گلی برتن بھی سکہہ اوٹھا کر لے گئے
تمام مسجدین گرا دین جو بڑی بڑی حویلیان جلا کر خاک کو ڈالدین اور حکم دیا کہ آئندہ اس شہر کو کوئی رسول نگر

نے کہے رام نگر کہے اب دونو نام مشہور ہین مسلمان رسول نگر کہتے ہین اور ہندو رام نگر سرکاری دفترون مین بھی رام نگر
نام ہی لکھا جاتا ہے قصبہ بڑا دلچسپ معمور و آباد تھا نمک کی خرید و فروخت اس جگہ بہت ہوا کرتی تھی سکھون کے وقت
بھی یہہ تعلقہ مشہور تھا عملداری صاحبان انگریز مین جب یہہ ضلع نہ تھا تو یہہ قصبہ تحصیل کا مقام تھا سنہ ۱۸۵۲ع
مین بجاے اِسکے قصبہ وزیرآباد مین تحصیل کا محکمہ مقرر ہوگیا اور اس قصبہ کی رونق جاتی رہی سنہ ۱۸۴۸ع بکرمی مین
جب سردار چتر سنگہ و شیر سنگہ اٹاری والے نے مجمع سکہون کا کرکے سرکار انگریزی کے ساتھہ جنگ کیا تو اس
قصبہ کے پاس سخت لڑائی ہوئی فریقین مین سے ہزارون آدمی مارے گئے صاحبان انگریز جو اوس معرکہ مین
کام آئے اونکی قبرین عالیشان سرکاری باغ کے اندر جو مہاراجہ رنجیت سنگہ کا بنوایا ہوا تھا بنی ہوئی ہین اس قصبہ مین
تجارت لکڑی کی بہت ہوتی ہے روغن زرد و شکر تری و قند وغیرہ ہر ایک چیز بکثرت فروخت ہوتی ہے ایک گذر
دریاے چناب کا اس قصبہ کے ساتھہ منسوب ہے جس شخص کو گوجرانوالہ سے شاہپور جانا ہو وہ اس گذر سے اوترتا
کمبل اس قصبہ مین بہت اچھا بنایا جاتا ہے دب کر بھی اپنا کام عمدہ کرتے ہین کشتی بنانے والے ترکھان اس
قصبہ کے اوستاد مشہور ہین تربوز اس سرزمین کا نہایت شیرین و خوشگوار ہوتا ہے قوم کھوجہ اس قصبہ مین لائق و
زمیندارون سے رکہتی ہین عمارت اسکی دو حصہ خام اور ایک حصہ پختہ ہے تین ہزار دس گھر اور پانسو
ترانوے دوکانین اوسمین سے دو ہزار نوسو اکیس گھر اور چارسو چھین دوکانین پختہ ہین اور سب خام ہین آبادی
سات ہزار پانسو اٹھارہ آدمی ہے ملکیت اسکی بقبضہ زمینداران قوم ارائین اور دڑہ وغیرہ اقوام متفرق
ہے تمام عمارتون مین سے حویلی جواہر سنگہ پنتنی کی لائق تعریف ہی اور باکہ سنگہ کھتری اس قصبہ کا رئیس
و مالدار ہے شہر پناہ بھی اس قصبہ کا تھا مگر اب مسمار ہوچکا ہے دریاے چناب اس قصبہ سے تھوڑے فاصلہ پر بہتا ہے
اور ایک نالہ دریا کا اسکے پرلے طرف کو بہتا ہے جو تین سو گز چوڑا اور نو فٹ گہرا ہے اور فی گھنٹہ ڈیڑہ میل
اوسکی رفتار ہے و وصل شہر سے پرے ایک اور نالہ دریا کا ملتا ہے جسکی گہرائی سردی کے موسم مین تین
فٹ تک ہوتی ہے **فائدہ** چونکہ بانی قصبہ رسول نگر نور محمد کا قصبہ کے ذکر مین تذکرہ مذکور ہوا ہے اسلئے
مناسب متصور ہوا کہ شمہ احوال اس خاندان کا جو کسی وقت حاکم با اختیار اس علاقہ کا تھا لکھا جاوے جو لطف سے
خالی نہوگا وہ یہہ ہے کہ موضع منچر متعلقہ ضلع گوجرانوالہ کے زمیندارون قوم چٹہ مین سے ایک شخص نور محمد نامی نے
زمانہ ضعف سلطنت مغلیہ مین ملک بے مالک دیکہہ کر کچہہ ملک متعلقہ ضلع گوجرانوالہ اپنے قبضہ مین کرلیا اور خود
حکومت کرنے لگا اور یہہ قصبہ یعنی رسول نگر آباد کرکے دارالریاست بنوایا کل علاقہ جو اوسکی زیر حکومت تھا
جمعی چہہ ہزار روپیہ تھا وہ مرگیا تو چودہری پیر محمد اوسکا جانشین ہوا اور چند سال فرمانروا رہا جب وہ
فوت ہوا تو غلام محمد اوسکا بیٹا قابض و حاکم ریاست کا ہوا اوسکو سکھون کے ساتھہ بمقام منڈی لڑنا پڑا

اور اسنے ہر ایک میدان میں مستانہ جنگ کی آخر بمقام منجھ مہانسنگھ سکر چکیہ کے ہاتھ سے شہید ہوا اور مہانسنگھ نے
بعد قول و قسم اسکے بیٹے کو اپنے پاس بلا کر قید کر لیا اور وہ قید کی حالت میں مارا گیا سنہ ۱۲۰۰ میں اسکا سال شہادت ہے اسکے
شہادت کے بعد جو دہری جان محمد بحالت تنزل مالک ریاست کا بنا اوسکو رنجیت سنگھ نے بمقام رام نگر شہید
کیا اور ملک مقبوضہ اوسکا اپنی تصرف میں کر لیا اوس روز سے ریاست اس خاندان کی ختم ہوئی ہے۔

قصبہ علی پور عرف اکال گڈھ

یہ قصبہ اپنی زمانہ اختیار و حکومت کے وقت میں چیمہ سردار
قوم چیمہ نے آباد کیا اور اپنے پوتے علی محمد کے نام پر اسکا نام بھی علی پور رکھا چند سال زمینداران قوم چھٹہ
اسپر قابض رہے جب سردار مہانسنگھ زمینداران چھٹہ کی ریاست پر قابض ہو گیا تو یہ قصبہ اونے ایک شخص
سردار دل سنگھ اپنے مصاحب کو دیدیا اور دل سنگھ اس قصبہ کے متعلقہ علاقہ پر قابض و دخیل ہو گیا جب مہاراجہ
رنجیت سنگھ لاہور پر قابض ہوا اور صاحب سنگھ والی گجرات کے ساتھ پے در پے اونکی لڑائیاں ہوئیں تو
الکی تہ صاحب سنگھ نے سردار دل سنگھ کے ساتھ سازش کرنی چاہی کہ دونو ملکر رنجیت سنگھ کو مغلوب کریں یہ خبر
جب رنجیت سنگھ کو پہونچی بہ تملق و فریب دل سنگھ کو اپنے پاس بلا کر قید کر لیا اور فوج لیکر اکال گڈھ پر چڑھ
گیا دل سنگھ کی عورت مقابلہ پیش آئی اور اسنے حمایت پر صاحب سنگھ بہنگی حاکم گجرات و سردار جودھ سنگھ حاکم
وزیر آباد کو بلایا جب رنجیت سنگھ نے اونکے آنے کی خبر سنی محاصرہ علی پور کا چھوڑ کر اونکے مقابلہ کو روانہ
ہوا اور آپس میں لڑائی ہو کر صاحب سنگھ بیدی کے وسیلہ سے صلح ہو گئی اور سردار دل سنگھ قید سے رہا ہوا مگر
وہ اوسی غم و غصہ کی حالت میں چند روز کے بعد مر گیا اور رنجیت سنگھ نے بہانہ ماتم پرسی علی پور میں جا کر
شہر اور تمام علاقہ پر قبضہ کر لیا اس مکر و فریب سے رنجیت سنگھ اس قصبہ پر قابض ہوا چونکہ علی پور کے نام پر
حضرت علی کا نام سکھوں کے زبان پر آتا تھا اسلئے نفرت کہہ کر اوسکا اکال گڈھ نام رکھہ دیا اوس روز سے
مسلمانوں میں علی پور اور ہندوؤں میں اکال گڈھ مشہور ہے کھتریان قوم چوپڑہ اس قصبہ میں صاحب ثروت
اور انہیں میں سے دیوان ساون مل تھا جسکو مہاراجہ رنجیت سنگھ نے ملتان کا صوبہ بنایا اور مدت تک کمال
نیکنامی انصاف ملتان میں فرمان فرما رہا وہ مر گیا تو اوسکا بیٹا دیوان مولراج صوبہ بنا مگر وہ آخر الامر باغی ہو گیا
اور کئی ماہ تک سرکار لاہور اور صاحبان انگریز کے فوج کے ساتھ لڑتا رہا آخر تنگ آکر حاضر ہو گیا اور بجرم اقبال
جلاوطن کیا گیا اوسکے بغاوت کے وقت متعدد عمارت عالیشان دیوان ساون مل کی اس قصبہ میں تھیں
سنہ ۱۸۴۹ میں سرکار انگریزی نے مسمار کرا دیں اوس وقت سے آبادی اس قصبہ کی بے رونق ہو گئی رشتہ داران دیوان
ساون مل کے اب بھی اس قصبہ میں دولتمند و زمیندار ہیں اونمیں سے دیوان دیویدیال آنریری اکسٹرا اسسٹنٹ
صاحب عزت و اقتدار ہے وہ تجارت کا کام کرتا ہے ملکیت اسکی بقبضہ زمینداران قوم چٹھہ و چوپڑہ وغیرہ

اقوام متفرق کے ہے عمارت اسکی زیادہ تر خام ہے ایکہزار پندرہ گھر اور تین سو پچاس دوکانیں انمیں سے
چارسو گھر اور اکیسو دوکان پختہ ہے اور پانچہزار اٹھتیس مردم شماری ہے اور قصبہ کے رہنیوالے آسودہ
حال ہیں اور قصبہ متعلقہ ضلع گوجرانوالہ کے ہے قصبہ سوہدرہ اس قصبہ کی آبادی بہت پرانی
ہے اصلی بانی اسکا کا ایک نامعلوم ہے سلطان محمود غزنوی کا تھا جسنے پنجاب پر حکومت کے وقت دریا
چناب کے کنارے پر ایک شہر آباد کرنا چاہتا تھا چنانچہ اوسکی تجویز یہ تھی کہ اس شہر کے ایکسو دروازے ہوں
اور یہ شہر بڑا شہر ہو اس سبب سے اسکا نام سودرہ مشہور ہوگیا اوسنے یہاں کچھ پختہ قلعہ کی بنا ڈالی اور
فصیل و عالیشان حویلیاں تعمیر کیں مگر ابھی تمام شہر آباد نہیں ہوا تھا کہ وہ لاہور کی آبادی میں مصروف
ہوگیا جو بعد انندپال کے محاصرہ کے وقت اُجڑ گیا تھا اور اس شہر کی آبادی کی طرف اوسکی توجہ نہیں
سلطنت مغلیہ میں اسکی آبادی بڑی اوج پر تھی شاہجہان بادشاہ نے جب یہ علاقہ امیر الامرا نواب
علی مردان خان کی جاگیر میں دیا تو اوسنے اس قصبہ کی آبادی میں بہت کوشش کی بڑی بڑی عالیشان
حویلیاں اور ایک باغ سنگین عمارت کا بنوایا طرح طرح کے درخت اوسمیں لگوائے فوارے و آبشار و نشیمن تیار
و آراکی اور چمن پختہ ہوائی اور ایک پختہ نہر دریا سے لاکر باغ کو سیراب کیا اور اوسی نہر سے تمام علاقہ
جاگیر کو پانی زیادہ نہر اب بھی علی مردان خان کی کول کہلاتی ہے تمام عمارات و باغ میں پچاس لاکھ روپیہ
صرف کیا اور اس گانوکا نام اپنے بیٹے ابراہیم کے نام پر ابراہیم آباد نام رکھا مگر وہ نام مشہور نہوا
جب مغلیہ سلطنت ضعیف ہوگئی تو سکھوں نے اس قصبہ کو بہت مرتبہ لوٹا آخر سردار صاحب سنگہ بہنگی کا قبضہ
ہوا اگرچہ مہان سنگہ سکرچکیہ نے بہت مرتبہ یورش کی مگر کامیاب نہوا جب ستارہ رنجیت سنگہ کا چمکا تو اوسکی
ریاست صاحب سنگہ بہنگی کی نیست و نابود کر ڈالی تو یہ قصبہ بھی لے لیا مالک اس قصبہ کے ارائیں وغیرہ اقوام
متفرق ہیں اور گذر دریای چناب کا جو اس قصبہ کے پاس ہے وہ گذر سودہرہ کہلاتا ہے عمارت اسکی [illegible] نیم پختہ
ایکہزار دوسو پانچ گھر اور اکیسو پانچ دوکانیں ہیں اور انمیں سے صرف ستائیس گھر خام ہیں باقی سب پختہ ہیں اور
چار ہزار سات سو چھتالیس مردم شماری ہے پرانے شہر کی آبادی کے نشان اب تک موجود ہیں جسکو سکھوں نے
اوجاڑ دیا تھا خرید و فروخت اس قصبہ میں ہر ایک چیز کی ہوتی ہے اور یہی جلال قوم چیمہ نمبردار ذیلدار
کا عہدہ بھی رکھتا ہے بادشاہوں کے وقت یہاں بڑے بڑے عالم و فاضل و خوشنویس ہوتے تھے اب بھی ایک دو
خوشنویس عربی و فارسی لکھنے والے موجود رہتے ہیں موضع ککہڑ پہلے ابراہیم بادشاہ کے عہد میں جوگی
گوت چیمہ نے پچہلا نو آباد کیا نام اسکا اپنے بیٹے ککہڑ کے نام پر ککہڑ رکھا کئی پشت کے بعد بسبب [illegible]
زمینداران کے ویران ہوگیا اور پہلی آبادی کے متصل دوسری آبادی قائم ہوئی عہد سلاطین چغتائیہ

مین یہہ پرگنہ مشہور تھا پھر نور محمد و سر محمد قوم جٹہ اسپر قابض ہے جب سردار مہان سنگہ سکرچکیہ اور نے پنجاب
آیا تو اوسپر بھی قبضہ مہان سنگہ کا ہوگیا تا آنکہ اسکے اٹھ بند ارغلات جیسے ہین اور قصبہ سڑک پشاور کے کنارے پر
آباد ہے لشکر کے مقام کے لیے ایک پڑاؤ بھی یہان بنا ہوا ہے عمارت اسکی اکثر خام ہے چار سو دو گھر
اور پچپن دوکانین موجود ہین اونمین سے پچیس گھر اور دو دوکانین پختہ ہین اور دو ہزار نو سو تین مردم شماری
ہے محمد خان نمبردار اس گانو کا ذیلدار مقرر ہے اور زمیندار آسودہ حال ہین **موضع سنکہر** اکبر بادشاہ
کے عہد مین مسمی کشنو جاٹ قوم جٹہ نے یہہ گانو آباد کرکے اپنے بیٹے کے نام پر جو سنکہر تھا اسکا نام سنکہر رکھا اخیر
سلطنت مغلیہ تک یہہ آبادی برابر آباد رہی جب قیام مین سردار مہان سنگہ شکرچکیہ و غلام محمد جٹہ کے
لڑائیان ہوئین اور سردار مہان سنگہ فتحیاب ہوا تو سردار مہان سنگہ کی فوج نے یہہ گانو لوٹ کر ویران کر دیا
چھہ ماہ تک ویران رہا سردار مہان سنگہ نے دوبارہ زمینداروں کو تسلی دیکر لا بسایا اور پھر آباد کیا دوسری آبادی
پہلی آبادی سے کسیقدر فاصلہ پر ہی جو اب تک آباد ہے اس قصبہ مین آہنگران بندوق ساز یہہ بہت یہان کے
مشہور تھے جنکا کارخانہ اب بالکل بند ہے ملکیت اسکی اقوام جٹہ اور اقوام متفرق مین منقسم ہے عمارت اسکی
خام ہے دو سو اکہتر گھر اور پندرہ دوکانین اور ایکہزار اکیاون مردم شماری ہے قصبہ کے لوگ آسودہ حال
ہین اور گانو متعلق ضلع گوجرانوالہ ہے **موضع احمد نگر** ایکسو برس سے زیادہ مدت گذری ہے
کہ احمد خان زمیندار قوم جٹہ نے موضع سنکہر سے اٹھکر اس گانو کو آباد کیا اور نام اسکا برعایت نام اپنے کے
احمد نگر رکھا اور اس سرزمین پر بطور حاکم خود سر کے قابض ہوا پہلے چڑت سنگہ مہاراجہ رنجیت سنگہ کے دادا
نے اسپر یورش کی مگر ناکامیاب رہا پھر سنہ ١٨٦٢ بکرمی مین مہاراجہ رنجیت نے اسپر حملہ کیا اور احمد خان سے جنگ
یہہ قصبہ چھوڑایا اور ایک ضرب توپ جو احمد خان کے پاس تھی چھین لی سنہ ١٨٥٣ بکرمی مین بسبب قحط کے یہہ گانو
ویران ہوگیا اور زمیندار جابجا چلے گئے دو سال کے بعد پھر وہان ہی آکر آباد ہوئے اب بھی مالک اسکی زمینداران
قوم جٹہ ہین عمارت اسکی سب خام ہے چار سو اڑتیس گھر اور ایکسو ستائیس دوکانین اور ایکہزار پانسو نوے
مردم شماری ہے مسمی خدا بخش نمبردار اس قصبہ کا ذیلدار مقرر ہے **موضع نظام آباد**
پہلے پہل عہد شاہجہان بادشاہ مین مسمی نظام الدین خان قوم مغل نے یہہ گانو آباد کرکے اپنے نام پر نظام آباد
نام رکھا اور ایک باغ عالیشان بنوایا اور ایک نہر دریاے چناب سے لاکر باغ کو سیراب کیا اس باغ کا اب
نام ونشان نہین ہے جب سلطنت مغلیہ ضعیف ہوگئی اور آمد و رفت افغانی فوج کی کابل سے پنجاب مین ہونے لگی
تو ایک مرتبہ فوج افغانی اور قصبہ والون کے درمیان تکرار ہوگیا اور افغانون نے اس قصبہ کو لوٹ کر جلا دیا
دو سال تک غیر آباد رہا پھر اولاد بانی نے اسکو آباد کر لیا ملکیت اسکی اب بھی بقبضہ قوم مغل ہی اس قصبہ کے

اس قصبہ کے لوہار اپنے کام مین اوستاد مشہور ہین چاقو چھری وغیرہ ایسا بناتے ہین کہ ولایتی کام کے برابر کر دیتے ہین سکھی عملداری مین ان لوہارون کے بنائی ہوئی بندوقین دور دور بطور تحفہ جاتی تھین اور کوفتگری کا کام بھی اسجگہ نہایت اچھا ہوتا ہی چار سو پندرہ گھر اور پچاس دوکانین اس قصبہ مین ہین ان مین سے باٹھ گھر اور چھتیس دوکانین پختہ ہین باقی سب خام ہین اور ایکہزار چار سو چورانوے مردم شماری ہے

موضع دہونکل اصل مین اس قصبہ کا نام دہرکیل اور بانی اس قصبہ کا دہرکیل نام ایک جاگیردار راجہ جیپال والی لاہور کے سپاہ کا سپہ سالار تھا جب سلطان محمود غزنوی نے لاہور کی حکومت کو نیست و نابود کردیا تو دہرکیل کی دولت مین بھی زوال آگیا اور ایک قلعہ جو دہرکیل کا بنوایا ہوا یہان موجود تھا منہدم ہوگیا مگر اب تک نشان اوسکے موجود ہین موضع دہرکیل کی آبادی بدستور رہی پھر ۵۵۵ ہجری مین سید احمد المعروف سخی سرور سلطان بن سید زین العابدین جنکا مزار بمقام نگاہہ علاقہ ڈیرہ غازی خان مشہور ہے اسجگہہ تشریف لاکر مصروف عبادت ہوا اونکی برکت سے وہان ایک چشمہ پانی کا زمین سے نمودار ہوا اور لوگون کی آمد و رفت اونکی خدمت مین شروع ہوئی انہی دنون مین جو لشکر قوم مغول کا ہمراہی قولی خان نبیرہ چنگیز خان کے اسطرف آیا تو اوسکی ہمراہی ایک شخص لوٹرا زمیندار قوم جوہنڈہ کو ہنگامہ مین پکڑ کر کابل کو لے گئے اوسکے ماں باپ اپنے بیٹے کے فراق مین روتے روتے اندھے ہوگئے جب اونہون نے حضرت کی کرامت کا شہرہ سنا تو حضرت کی خدمت مین حاضر آئے اور بعجز و نیاز اپنے بیٹے کے ملنے کی دعا چاہی حضرت نے اونکی التجا قبول کی اور بزور کرامت اونکا بیٹا کابل سے منگوا دیا یہہ خوارق دیکھکر وہ تینون شخص مسلمان ہوگئے اور مریدون مین داخل ہوکر خدمت کرنے لگے چند سال کے بعد حضرت اپنے وطن کو چلے گئے اور یہہ مکان لوٹرا کے تحویل مین رہا پھر زمینداران گوت کلیر یہان مالک بن گئے اور جوندہ نام ایک زمیندار نے اسکی آبادی کو رونق دیکر نام اسکا اپنے بیٹی دہونکل کے نام پر دہونکل رکھدیا بعض کا قول ہے کہ نام اسکا جو اصلی دہرکیل تھا وہی نام کثرت استعمال سے بگڑ کر دہونکل مشہور ہوگیا ہے شاہجہان بادشاہ کے عہد مین مولوی عبد الحکیم سیالکوٹی نے یہان آکر ایک حجرہ عبادتخانہ مسجد بنوادی اور چشمہ کے مقام پر چاہ پختہ تعمیر کرایا مہاراجہ رنجیت سنگہ کے وقت اوس چاہ پر بنظر حفاظت پانی کے گنبد تعمیر ہوا حضرت سلطان کے عبادتخانہ مین ہر سال ماہ اساڑہ کی پہلی جمعرات سے ماہ ساون کی پہلی جمعرات تک ایک ماہ بڑا میلہ ہوتا ہے ملک ملک سے ہزارون فاتحہ لینے زائرین آتے ہین پنجاب کے میلون مین سے یہہ میلہ بہت مشہور ہے زائرین یہانسے پنکھی اور جھنڈی خرید کر بطور تبرک لیجاتے ہین اب تک زمینداران جوہنڈہ اور کلیر مالک ہین تین سو پچاس گھر اور ایکسو بیس دوکانین اور دوہزار تین سو اونتیس مردم شماری ہے

موضع بدوکی چیمہ بہلول شاہ بادشاہ کے وقت مین قوم جاٹ گوت

چیمہ نے موضع تلونڈی کھجور والی سے آکر اس قصبہ کو آباد کیا اور نام اسکا اپنے نام پر بدوکے رکھا اور آبادی
سے اب تک آبادی زمینداران قوم چیمہ و گوشائین فقیر یہان آباد ہیں پانسو چھبیس گھر اور اکتیس دوکانیں
ہیں جن میں سے باون گھر پختہ ہیں دو ہزار چھ سو اٹھائیس آدمی کی مردم شماری یہان ایک سمادہ اور
مشہور مندر گوشائیون کا ہے اوسجگہہ [illegible] اس پر ایک [illegible] کی سمادہ بنی ہوئی ہے جو بدو بانی قصبہ کا
گرو تھا بعد آبادی موضع ہذا اسکے وہ بھی موضع [illegible] علاقہ تحصیل گوجرانوالہ سے آکر یہان مقیم ہوا جب
مر گیا تو رانا شاہ اوسکا چیلہ صاحب کرامت مشہور ہوا اوسکی سمادہ بھی اسجگہہ بنائی گئی اور دیوان جوالا سہائے
سابق [illegible] مدار المہام ریاست جموں و کشمیر نے اون دونو سمادہوں پر عمارت پختہ بنوائی اب اسکیان میں
تین برس یہان میلا ہوتا ہے [illegible] چیت [illegible] کو دوسرا [illegible] تیسرا [illegible] پورنماشی کو زمیندار
اس قصبہ کے آسودہ حال ہیں اور [illegible] نمبردار عہدہ ذیلداری پر ممتاز ہے موضع سیدنگر
پہلے بعہد سلطنت اکبر بادشاہ کے سمی [illegible] جاٹ گوت [illegible] نے جسکا نو [illegible] سمی [illegible] زمیندار بہولر
[illegible] والا پنے کے آباد کیا اور نام اسکا بہولر انوالہ رکہا اور [illegible] بہولر نے ملکیت اس موضع کی سمی پٹھان
زمیندار [illegible] کو [illegible] کردی اور نام وہی مشہور رہا بعد اسکے سید لطف شاہ [illegible] نے [illegible]
اوسپر قبضہ پایا اور آبادی [illegible] اور سیدنگر نام رکھا [illegible] ضعف سلطنت مغلیہ میں تو [illegible] حاکم
ہوا اوسنے سردار [illegible] سنگھ [illegible] نے چہین لیا اور اس گانو کو لوٹ کر ویران کر دیا بہت سے لوگ [illegible]
سے اوٹھ کر گوجرانوالہ میں سکونت پذیر ہوئے چنانچہ اب تک ایک محلہ سیدنگریوں کا گوجرانوالہ میں مشہور ہے
کسیقدر مدت کے بعد پھر یہ گانو آباد ہوا اب ملکیت اس گانو کی قبضہ زمینداران بہنڈر اور سید کے ہی [illegible]
خانقاہ شیخ خورم نوشاہی اور ایک مزار رحیم اللہ شاہ قریشی کی اس قصبہ میں موجود ہے عمارت خام ہے
اکیسو چوالیس گھر اور آٹھ دوکانین اور چھ سو ستر مردم شماری ہے **کوٹلہ پیران** عالمگیر بادشاہ
کے وقت سید احمد علیشاہ قادری شیخ الہند بغداد سے اس ملک میں تشریف لائے اور ہدایت و ارشاد طالبان
حق میں مصروف ہوئے اور اس آبادی کے مقام پر عبادت خانہ بناکر سکونت اختیار کی یہ حضرت سید گیلانی عبد الرزاقی
تھے محبوب سبحانی قطب ربانی شیخ سید سلطان عبد القادر جیلانی کے ساتھ انکا شجرہ ملتا ہے تمام عمر یہ اسی
مقام پر قیام پذیر رہی آخر جب بندا بیراگی جانشین گورو گوبند سنگہ نے دکن سے آکر پنجاب میں شور و فساد برپا
کیا اور سرہند وغیرہ بڑے بڑے شہروں کو لوٹا تو یہ بھی مسلمانوں کے ہمراہ بامید شہادت باجتماع مریدوں
کے مقام قصبہ بٹالہ گئے اور بندا کے ساتھ لڑکر شہید ہوئے مریدوں نے نعش حضرت کی یہان لاکر دفن کی
اور ارادت مند لوگوں نے جمع ہوکر یہان ایک گانو آباد کیا نام اوسکا کوٹلہ پیران رکہا اس مقام پر حضرت کا مزار

یادگار ہرن کا قائم کیا ایک نہر بھی جو موضع گھر مولہ تک کہدوائی جسکو رنجیت سنگھ کے عہد مین راجہ چند
رشتہ دار دیوان ساون مل ناظم ملتان نے درست کیا کتاب خلاصۃ التواریخ وغیرہ مین اس بستی کا حال اسطرح
تحریر ہے کہ جہانگیر بادشاہ اکبر شاہ کا بیٹا جو بتاثیر دعاے شیخ سلیم چشتی فتحپوری کے پیدا ہوا تھا بادشاہ اکبر
نے اوسکا نام بھی اوس بزرگ کے نام پر سلیم رکہا تھا اور ابتداے امر مین شیخو سلیم اس شہزادہ کو شہزادہ
شیخو کہتے تھے اور اسی نام سے وہ مشہور تھا اوسنے اس مقام کو شکارگاہ بنایا اور قصبہ و قلعہ و دولتخانہ بنوا کر
اس ویرانہ جنگل کو آباد کیا اور یہ نام اسکا شیخوپور رکہا پہر جب اکبر بادشاہ مرگیا تو وہ شہزادہ بادشاہ بنا تو
چودہوین سال جلوس کے اسکی آبادی کی طرف توجہ کی اور پرگنہ اسکا علیحدہ کرکے جہانگیر آباد نام رکہا اور
متصل اسکے تالاب و منار و چاہ تعمیر کیا اس سبب سے کہ جب بادشاہ اس مقام پر واسطے شکار کے آوے تو فوج کو
اس جنگل مین پانی کی تکلیف نہو اور جو فوج بار مین راستہ بہول جاوے تو وہ منار کو دور سے دیکہہ کر ادہر کو
چلی آوے ایک لاکہہ پچاس ہزار روپیہ بادشاہ کا اس عمارت مین خرچ ہوا اور اوسی سال مین اکبرآباد سے
لاہور تک ہر ایک کوس پر ایک ایک منار اور چاہ مسافرون کے آرام کے لیے تعمیر کیا یہہ قصبہ بعہد حکومت
مغلیہ پرگنہ و تپہ حویلی مشہور تھا اور یہہ قصبہ بڑا شہر دلچسپ تھا جو اب بھی قلعہ سے جنوب کیطرف پرانی آبادی کے
نشان نظر آتے ہین جب سلطنت مغلیہ کی ضعیف ہوگئی اور قلعہ لاوارث رہگیا تو اوسوقت سکہون کی غارت سے
یہہ شہر ویران ہوگیا اور بعض شہر والون نے قلعہ کے اندر سکونت کرلی اس قلعہ پر کسی شخص کو اوسوقت
بذریعہ حکومت قبضہ نصیب تھا لیکن سکہان رہزن کے واسطے مدت تک جاے پناہ بنا رہا جب سلاطین درانیہ
کابل سے شاہ زمان لاہور مین آیا اوسوقت تین ہزار سکہہ مفسد اس قلعہ مین جمع تھا بادشاہ نے حافظ شیر محمد خان
اشرف الوزراء مختار الدولہ بہادر کو مع چند ضرب توپ کے مامور کیا اور حکم دیا کہ مفسدان شیخوپورہ کو سزا دیوے
جب اوسنے قلعہ کا محاصرہ کیا تو سب سکہہ باطاعت پیش آئے اور بشفاعت ملا عبد الغفار خان کے کہ وہ پہلے
وہ بھی سکہہ تھا اور بعہد احمد شاہ بادشاہ درانی مسلمان ہوکر اوسنے علم دینی حاصل کیا اور مولویت کے رتبہ
کو پہونچا تھا تقصیر اون سکہون کی معاف ہوئی اور حکم ملا کہ آیندہ یہہ لوگ رہزنی نکرین زمینداری سے صورت
گذارہ کی پیدا کرین جب بادشاہ لاہور سے چلا گیا تو وہی پہلی رہزنی و غارت شروع ہوگئی بعد ازان مسمی
اندر سنگھ ہیرن ساکن موضع مانوکے اسپر قابض ہوگیا اور لہنا سنگھ بہنگی حاکم لاہور نے اوسپر یورش کی اور
پکڑ کر پہانسی دیدیا کر قلعہ کے اندر منار سے پہچوا دیا اندر سنگھ بدستور محصور رہی پہر مسمیان سہائی سنگھ و صاحب سنگھ
زمینداران قوم ورک ساکنان بہکی اسپر قابض ہوئے اونکے زمانہ مین مسمی دل سنگھ جاٹ گوت گل ساکن بہہ
متعلقہ امرتسر شیخوپورہ پر حملہ آور ہوا اگر ناکام رہا پہر مسمیان امیر سنگھ و لہنا سنگھ و ارجن سنگھ ولد صاحب سنگھ

چند سال بعد اسیر قابض رہے مہاراجہ رنجیت سنگھ نے بہ جمعیت فوج اور توپخانہ معہ شہزادہ کھڑک سنگھ کے اونکی
سرکوبی کو لاہور سے کیا چند روز محاصرہ رہا مگر قلعہ فتح نہوا آخر مہاراجہ معہ توپ احمد شاہی المشہور بھنگیان والی
کے یہاں آیا اور چند گولوں سے دروازہ توڑ ڈالا اسیر سنگھ و ارجن سنگھ ناچار ہو کر حاضر ہو گئے اور قلعہ معہ
قلعہ و قصبہ مہاراجہ کے تصرف میں آگیا اور یہہ تمام علاقہ رنجیت سنگھ نے اپنے فرزند کھڑک سنگھ اور اسکی
والدہ راج کور رانی المشہور نکائن کے جاگیر میں دیدیا اور نکائن تمام عمر اس قلعہ میں سکونت پذیر رہی اوسنے اسکی
آبادی میں بہت کوشش کی اور ساکنین کو قلعہ سے نکال کر باہر آباد کرایا اور قلعہ کے اندر ایک عالیشان
حویلی بنوائی اور ایک باغ معہ بارہ دری تعمیر کیا اب عمارت قلعہ کی بہت بوسیدہ ہے مگر حویلی رانی نکائن کی
بہت عمدہ ہے مہارانی چند کور والدہ مہاراجہ دلیپ سنگھ بھی بعلت مفسدہ پردازی لاہور سے بیدخل ہو کر چندے
اسجگہ قیام پذیر رہی مگر جب اوسکے ذمہ بہ چند در چند افترا پردازی ثابت ہوئی تو جلا وطن کر کے ہندوستان کو
بھیجی گئی بعد ازاں جب علاقہ پنجاب کا سرکار انگریزی نے ضبط کر لیا تو چندے یہہ شہر مقام ضلع قرار پایا آخر
یہہ قصبہ و علاقہ راجہ ہرنس سنگھ نسبتی راجہ تیجا سنگھ کے جاگیر میں ہے اور تھانہ سرکاری مقرر ہے شیخوپورہ کا
قلعہ بطور قلعہ بنا ہوا نہیں ہے کیونکہ قلعہ کے واسطے خندق و دمدمہ و مورچہ لابدی چیزیں ہیں سو ان کا اس قلعہ
کی عمارت میں نشان بھی نہیں پایا جاتا البتہ عمارت پختہ سرای کی صورت پر بنی ہوئی ہے اور ہرن مینار جسقدر
اب موجود ہے ارتفاع میں اکتیس گز اور ایک فٹ اشکل مخروطی ہے اور زینوں کی تعداد ایکسو ایک ہے
یہہ عمارت بہت بوسیدہ ہو چکی تھی مگر سرکار انگریزی نے بنظر قیام یادگار شہزادہ شیخوپورہ کے بہت سا روپیہ خرچ
کر کے تالاب و مینار کو دوبارہ درست کرایا اور رای کنہیا لال صاحب بہادر ایگزیکٹو انجینیر عمارات لاہور ڈویژن
نے نہایت سرگرمی و محنت و نگرانی کے ساتھ اس عمارت کے مرمت کی گویا نیا بنوا دیا اور دورہ اس مینار کا
نیچے سے چونتیس گز اور دو فٹ ہے اور مشہور ہے کہ یہہ مینار بلندی میں اسی قدر زیادہ تھا مگر دو منزلیں
اوپر کے مسمی ہیرا زمیندار ورک ساکن موضع منگو کی بضرورت تیاری چاہ اور مطلوب ہونے اینٹوں کے گرا لیا
چونکہ اوسوقت سکھا شاہی اور بیر جہہ گردی زمانہ تھا کوئی پرسان حال اوسکا ابتدا میں نہوا اور اوسنے دونو
منزلیں اس نامراد مینار کے اوتروالیں مگر اس عمل قبیح سے تمام گانو والے اسکے دشمن ہو گئے آخر
زمینداران جاٹ گوت ورن کے ہاتھ سے وہ مارا گیا تالاب جو اس مینار کے پاس ہے وہ بہت وسیع ہے طول
اوسکا دو سو چھیانوے گز اور عرض دو سو اکیاون گز اور عمق سات گز ہے تالاب کے وسط میں ایک بارہ دری
نہایت عمدہ بنی ہوئی ہے اور ایک چاہ بھی تالاب کے باہر بنا ہوا ہے افسوس ہے کہ اس تالاب میں پانی نہیں
ٹھہرتا بارش کے وقت جو جمع ہوتا ہے جذب ہو جاتا ہے اگر پانی ٹھہرا رہتا تو ایسے جنگل میں اس تالاب کا ہونا

غنیمت و فایدہ بخش تھا البتہ اگر سرکار اسکی زمین پر جو ندی کی تہہ ڈالدیوے تو پانی اوس خشک زمین میں جذب
ہو اور خلقت کو بڑا فایدہ پہونچے — آبادی اس قصبہ کے بارگی تباہ ہو اتم ہے شکار ہرن وغیرہ کا یہان بہت
دستیاب ہوتا ہے ملکیت اسکی بقبضہ زمینداران ورک و ہنبرائی و قانونگو وارائین عمارت اسکی پختہ و خام چار سو
اٹھاسی گھر اور بیالیس دوکانین اور ایکہزار سات سو اکہتر مردم شماری ہے چونکہ قصبہ شیخوپورہ کے ذکر مین
اتفاقاً راجہ ہرہنس سنگھ جاگیردار کا ذکر آگیا ہے مناسب ہے کہ اس عزت دار رئیس لاہور کا حال بھی جو اتفاقیہ
ہو وہ بیان ہے کہ موضع انگٹھی ضلع میرٹھہ مین سے ایک شخص خوشحال نام گوڑ برہمن تلاش روزگار کیلئے
لاہور آکر مہاراجہ رنجیت سنگھ کے لشکر پلٹن بہونکل سنگھ مین سپاہی مقرر ہوا ایک رات پہرہ اسکا خاص سمن برج
تھا اور مہاراجہ رنجیت سنگھ نے دل لگی سے باہر آکر بنظر امتحان سپاہیان پہرہ بتغیر لباس پھر اندر جانے کو
مستعد ہوا خوشحال سپاہی نے روکا مہاراجہ نے نمانا اور اندر گھسنے لگا خوشحال نے دوڑ کر پکڑ لیا اور تمام
رات نہ چھوڑا اسواسطے پہرہ مین دیدیا بعد ازان معلوم ہوا کہ خود مہاراجہ تھا مہاراجہ نے اس ہوشیاری کے
عوض مین اوسپر کمال مہربانی کی اور جمعدار ڈیوڑھی کا بنا دیا پھر تو دن بدن عزت اسکی بڑہنے لگی اور سلطنت
کے ارکین مین سے شمار ہونے لگا اسنے اپنا مذہب چھوڑ کر سکھی مذہب قبول کیا اور اپنے بھائی رام سنگھ اور
تیجا سنگھ برادر زادہ کو بھی سکھ بنا کر جرنیلی فوج کی دلوادی اس شخص نے لاہور و امرتسر مین بڑی بڑی عمارتین
بنوائی ہین جو اب تک موجود ہین ۱۸۴۴ء مین جمعدار خوشحال سنگھ مر گیا اور سردار بھگوان سنگھ اوسکا بیٹا
جاگیردار فتحگڈھ کا موجود ہے اوسکی فیاضی کا تمام زمانہ معترف ہے قیام اوسکا امرتسر مین ہے اور سردار تیجا سنگھ
جمعدار خوشحال سنگھ کا برادر زادہ انگریزون کا بہت خیرخواہ تھا انگریزون نے اوسکو راجگی کا خطاب بخشا
اور جاگیر کثیر عنایت کی وہ ۱۸۶۳ عیسوی مین مر گیا اوسکے بعد راجہ ہرہنس سنگھ راجہ تیجا سنگھ کا برادر حقیقی سوتیلی
کے شکم سے ہے اور اوسکو راجہ تیجا سنگھ نے متبنی کیا ہوا تھا جانشین ہوا اوسکے جاگیر مین قصبہ شیخوپورہ معہ دیہات
جسکی جمع چون ہزار چار سو پینسٹھ ہے اور ایک بیٹا صلبی راجہ تیجا سنگھ کا نرندر سنگھ نام بھی موجود ہے وہ بھی جاگیر مین
شریک سہیم ہے **قصبہ پنڈی بھٹیان** گوجرانوالہ کے ضلع کے متعلق یہہ ایک قصبہ آباد ہے
اسکی بنیاد کا حال بطور چہرہ واضح ہو کہ اکبر بادشاہ کے وقت مین اجلالہ زمیندار قوم بھٹی نے اسکو آباد
کر کے نام اسکا پنڈی بھٹیان رکھا یعنی ہندو لوگ گانو اور پنجابی زبان مین گانو کو کہتے ہین اور پنڈی چھوٹی کو
آبادی کا نام ہے روز افزون آبادی اوس وقت تک کہ سلطنت چغتائیہ ضعیف ہو گئی یہہ گانو اجلالہ کے اولاد کے قبضہ مین
رہا جب سکھون کی نماتنگی کا وقت آیا تو بھی جلال بالا نگانو نے اپنی حکومت علیحدہ قایم رکھی اور کسیکا مطیع
نہوا ۱۸۵۹ بکرمی مین مہاراجہ رنجیت سنگھ نے بہت سی فوج لیکر زمینداران قوم بھٹی کے تادیب کو سوار ہوا اجلالہ

چند لڑائیوں کے بعد قصبہ جلال پور بھٹیان فتح کیا پھر اس قصبہ پر یورش کی جلال خان اپنی جمعیت کے
ساتھہ مقابلہ پیش آیا اور متصل عیدگاہ کے آپس مین لڑائی ہوئی پہلے بھٹی خوب لڑے آخر کار تاب کے توڑنے
بھاگ نکلے جلال خان بھی جھنگ سیالان کی طرف بھاگ گیا سکھی فوج نے قصبہ کو خوب لوٹا سب زمیندار
ملکیت سے بیدخل ہو گئے اگرچہ پھر جلال خان اور اوسکا کنبہ مہاراجہ کے فوج مین نوکر ہو گیا مگر ملکیت اوسکو نہ ملی
اوسکے مرنیکے بعد اوسکے بھائی مشتی خان اور اوسکے بیٹے رحمت خان نے بھی مہاراجہ کی نوکری کر لی اور گذارہ
کرتے رہے آخر مہاراجہ دلیپ سنگہ کے اخیر سلطنت کے وقت جب سردار چتر سنگہ و شیر سنگہ اٹاری والے نے اسطرف
شورش و فساد برپا کیا اور سرکار انگریزی کے ساتھہ کئی لڑائیان لڑا تو اس گاؤن کے رہنے والے سرکار انگریزی
کے خدمتگذار رہے اور رسد کی کمال امداد لشکر کو پہونچاتے رہے اس خدمت سے سرکار اونپر مہربان ہوئی
اور تمام ملکیت گاؤن کے اصلی مالکان جدی کو عنایت کر دی اور مکانات اونکی جو بمدت مدید سے ضبط ہو چکی
تھے واپس دلائی چنانچہ آجتک قلعہ مین ایک مقبرہ قدیمی پختہ مسمی خیر محمد کا یہان بنا ہوا ہے اور سابق
جو قلعہ بنا ہوا تھا وہ اب مسمار کرا دیا گیا ہے سرائے اور تھانہ سرکاری یہان موجود ہے گھوڑون کے زین
پنجابی طور کے یہان تیار ہوتے ہین اور روغن زرد کی تجارت بہت ہوتی ہے بلکہ اس علاقہ کا گھی دور دور تک
جا کر فروخت ہوتا ہے عمارت اسکی پختہ و خام ایکہزار پانسو گھر اور تین سو دوکانین اور پانچہزار چھیالیس مردم شمار
ہے اور رحمت خان نمبردار و ذیلدار مقرر ہے اس قصبہ مین سوت کا بیوپار بھی بہت ہوتا ہے اور بیوپاری
دور دور سے خریدنے کو آتے ہین خصوصاً پشاور و کابل کی طرف یہانکا سوت بہت جاتا ہے -- +

کوٹ بارہمہ المعروف جلال پور بھٹیان یہہ قصبہ متعلق ضلع گوجرانوالہ کے
آباد کیا ہوا زمینداران قوم بھٹی کا ہے عرصہ ایکسو بارہ برس کا گذرا ہے کہ مسمی بارہمہ زمیندار قوم بھٹی نے
بوقت ضعف سلطنت مغلیہ و حالت خودسری اپنی کے یہہ گاؤن آباد کیا اور نام اسکا کوٹ بارہمہ رکھا چونکہ
اس سے پہلے قصبہ جلال پور اسکے قرب مین آباد تھا اسکا نام بھی جلال پور مشہور ہو گیا ہنگام شورش سکہان
مین اس قصبہ کے حاکم نے سکھونکی اطاعت نہ کی آخر مہاراجہ رنجیت سنگہ سمت ۱۸۵۹ بکرمی مین حملہ آور ہوا اور زمیندار
یہان کے لڑائی مین مغلوب ہوے رنجیت سنگہ نے قصبہ کو خوب لوٹا اور مالکون سے ملکیت چھین لی جبتک
رنجیت سنگہ کی سلطنت رہی ملکیت ضبط رہی واپس نہ ہوئی آخر جب سرکار انگریزی کا لشکر سردار چتر سنگہ
و شیر سنگہ اٹاری والہ مفسدان کے سرکوبی کو اسطرف آیا اور اس قصبہ کے زمینداروں نے خدمات رسد رسانی
کی نمایان کین تو سرکار نے اصلی مالکون کو اونکی ملکیت پر قابض کر دیا ایک خانقاہ نعمت علیشاہ کی اس
قصبہ مین ہے جہان ہر سال میلہ ہوتا ہے یہہ بزرگ فقیر خدا رسیدہ قوم کے بھٹی تھے اب اونکی اولاد یہان

پندرہ روپیہ سالانہ وجہ پنشن سرکار انگریزی سے پاتی ہے اِس قصبہ کی زمین مین خربوزہ بہت اچھا شیرین
ذائقہ دار خوشبو ہوتا ہے پختہ اسکا شہر پناہ ہے مکانات شہر کے بھی پختہ بنے ہوے ہین ایکہزار ایکسو پچاسی گھر
اور ایکسو تیس دوکانین اور دوہزار پانسو تراسی مردم شماری ہے قادر بخش نمبردار قصبہ کا ذیلدار مقرر ہے۔

جنڈیالہ شیرخان پختہ آبادی کا قصبہ متعلقہ ضلع گوجرانوالہ شیرخان افغان کا آباد
کیا ہوا ہے وہ شیرخان اکبر بادشاہ چغتائی کے عہد مین شاہی امیرون اور نوکرون مین سے تھا اور متصل
اسکے ایک اور بستی آباد کرکے اوسکا نام شیرکوٹ رکھا دونو قصبون اور بستیون کا ایک ہی نام قرار پایا
چونکہ اس آبادی سے اول مقام پر ایک پرانا تھیہ یعنی ٹیلہ کسی پرانی آبادی کا موجود تھا اور لوگ اسکو
جنڈیالہ کہتے تھے جنڈیالہ کا لفظ اسکے نام سے علیحدہ نہوا اور رفتہ رفتہ جنڈیالہ شیرخان مشہور ہوگیا شیرخان
بانی کے عمارات سے ایک باولی اور ایک تالاب پختہ موجود ہے اوس باولی کے تاریخ کسی اوستاد نے
منظوم کرکے اوسپر لکھ رکھی ہے اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ باولی ۹۶۵ ہجری مین تعمیر ہوی تھی
وہ قطعہ تاریخ یہ ہے **قطعہ تاریخ** بعہد شہنشاہ اکبر لقب ٭ ہمایون نسب خسرو کامیاب ٭ امیر وو
سپہ غزنوی ٭ رفیع المکان خان عالی جناب ٭ بنا کرد چاہے بہمین کرم ٭ کہ شد رشک سرچشمہ آفتاب
٭ ز بس بود دلکش درون خجل ٭ ز حوض بود حرم دریچ و تاب ٭ ز تاریخ او گفت ہاتف سخن ٭
بہ ارجاہ بخشش بود چو آب ٭ مادہ تاریخ اس قطعہ کا بہ ارجاہ بخشش سنہ ۹۶۵ ہجری حاصل ہوتا ہے
پہلی آبادی اسکی چھہ بستیون پر منقسم تھی زمانہ شورش سکھان مین مسمی جی سنگہ المعروف بوڈہا دل سنگہ
اسپر متصرف ہوگیا اوسکے بعد سمت ۱۸۱۲ بکرمی مین سردار مہان سنگہ سکرچکیہ اسپر متصرف ہوگیا اوسنے
یہہ قصبہ مسمی اتر سنگہ گرہالیہ کو بطور جاگیر دیدیا اوسوقت چھہ بستیون کی ایک بستی قرار پائی اب ملکیت اسکی
بقبضہ قوم افغان وغیرہ ہے گھوڑون کی زین اور پاپوش اس قصبہ مین تحفہ بنتی ہین اور تعجب کی یہہ ایک رسم ہے کہ جب اسکی
بارش باران ہوجاتا ہے اور مینہہ نہین برستا تو مسلمانون اور ہندون کے عورتین باجتماع تمام گھرون سے نکلکر
باولی پر جمع ہوجاتے ہین اور خداتعالی کی جناب مین بارش ہونے کے لیے دعا مانگتے ہین اکثر اوقات
اونکی دعا قبول ہوجاتی ہے اور بہیگ کر گھر نہین آتے ہین اگر شاید اوس روز بارش نہو تو دوسرے
تیسرے روز تو ضرور ہی بارش ہوگی عمارت اس قصبہ کی اکثر پختہ ہے سات سو گہر اور پچاس دوکانین اور دوہزار
پانسو تراسی مردم شماری ہے قصبہ کے لوگ اکثر نوکری پیشہ بھی ہین **موضع ونیکی** عرصہ چارسو
پچاس برس کا گذرا ہوگا کہ مسمی [illegible] نیازبیدار قوم تارڑ نے یہہ قصبہ آباد کرکے اسکا نام ونیکی رکہا یہ آبادی
ہے کبھی ویران نہین ہوا اگرچہ تھیہ یعنی ٹیلے پرانی آبادیون کے اسکے حد کے اندر موجود ہین زمانہ [illegible]

مغلیہ مین جب گکھڑ کی حکومت ہوگئی تو بھی حسن محمد زمیندار قصبہ ہذا بھی خود سر ہوگیا اور اوسپر چند بار بخشی سنگھ
زمیندار موضع گورو نے حملے کئے اور آپس مین لڑائیان ہوتی رہین ابھی کچھ دنو لڑتی رہی تھے کہ سردار جھنڈا سنگھ
سکرچکیان دونو پر حملہ آور ہوا اور فتحیاب ہوکر دونو گانو اپنے تصرف مین کرلئے اب بھی ملکیت
اسکی بقبضہ زمینداران تارڑ ہے عمارت اسکی اکثر خام ہے چار سو ستائیس گھر اور باون دوکانین اور
دو ہزار تین سو نو سے مردم شماری ہے اور گانو متعلق ضلع گوجرانوالہ ہے زمیندار آسودہ حال ہین ✣

خانقاہ ڈوگران صاحب عرصہ تین سو تیس سال کا گذرا ہے کہ حاجی دیوان صاحب
ساکن موضع لادوانہ متعلقہ ضلع لاہور فقیر خدا پرست اسجگہ پر بیٹھکر خدا کی عبادت مین مشغول ہوئے اور اوسوقت
سعی سسور قوم ڈوگر اسمقام پر بطور رہزنانہ بدوشون کے رہتا تھا وہ حضرت کا مرید ہوا اور چار دن کے عرصے
لوگ اونکی کرامات کا شہرہ سنکر اونکے مرید ہونے لگے اور بڑا اجتماع مریدون کا اونکی خدمت مین رہتا تھا
کہ صورت آبادی کی قایم ہوگئی اور بہت سی لوگون کو صحبت حضرت کی پابند ہوگئی کہ اونھون نے سکونت
یہان کی مقرر کرلی سنہ ایکہزار گیارہ مین حضرت فوت ہوکر یہان دفنائے گئے کسی شاعر نے اونکی تاریخ
وفات اسطرح لکھی ہے **تاریخ وفات** ہرکہ خواہد مراد از دل وجان ✣ سید پادشاہ نعمت اللہ دان ✣
والی تھا جو فصیح زمان ✣ سال تاریخ او زروضہ بخوان ✣ اسی روز سے نام اسکا خانقاہ ڈوگران
مشہور ہوا اور واضح رہے کہ نام حضرت کا شیخ اسمٰعیل اور بیعت حضرت کو سلسلہ سہروردیہ مین بخدمت
شیخ وصی نوح سندھی کی حاصل ہوئی اور ولایت و کرامات مین کمال پایا پھر حضرت کی سب اولاد نے تمام
ملکیت اس گانو کی بھی سولن شاہ کو جو چوتھی پشت سے حضرت کے مزار پر سجادہ نشین تھا ہبہ کردی شاہ زمان
بادشاہ کی آمد و رفت کے وقت ایکمرتبہ گانو لوٹا گیا اور تھوڑی عرصہ تک گانو ویران رہا پھر آباد ہوگیا
حافظ مزار کا بارونق ہے چار روضہ پختہ اور ایک مسجد عالیشان بنی ہوئی ہے اس خاندان کے اب بھی ہزارہا
مرید ہین اور تمام علاقہ اس خاندان کا بدل و جان ادب کرتا ہے اور ان کی اولاد کے واسطے ایکہزار تینسو روپیہ
سالانہ جاگیر سرکار سے مقرر ہے سرکاری تھانہ پولیس کا اس قصبہ مین مقرر ہے قصبہ بارونق ہے عمارت اسکی
خام بہت ہے اور پختہ تھوڑی اور مالک زمینداران قوم ڈوگر ترانوے گھر اور دو دکانین ہین اور
چار سو گیارہ مردم شماری ہے **موضع جوہٹر کا** قریب چار سو سال کا عرصہ گذرا ہوگا کہ پہلے پہل
جوہٹر زمیندار قوم ورک نے اس گانو کو آباد کیا اور موضع راجہ سنے اوٹھکر یہان سکونت کی چونکہ وہ ایک
آنکھ سے کور تھا اور کانا پنجابی زبان مین ایک آنکھ والے کو کہتے ہین اسی گانو کا نام بھی جوہٹر کانا مشہور ہوگیا
زمانہ ضعف سلطنت مین جب آمد آمد فوج افغانی کی اسطرف سے ہونے لگی تو اس گانو کو بھی پٹھانون نے لوٹ لیا

اور گھروں کو جلا دیا اور کسیقدر مدت تک اس گاؤں کے زمیندار موضع چھپر میں سکونت پذیر رہے جب اوس
فوج کی آمد و رفت ہو چکی تو دوبارہ یہہ گاؤں آباد کیا پھر جب یہہ قصبہ مہاراجہ رنجیت سنگھ کے قبضہ میں آیا تو باہم زمینداران
اس بستی کے ایسی نزاع و عداوت قایم ہوئی کہ چند آدمی مارے گئے اور مہاراجہ نے دس ہزار روپیہ جرمانہ نزاع
ڈالنے کا گاؤں والوں سے وصول کیا اس جرمانہ کے بعد باہم صلح تو ہو گئی مگر آبادی اب تک آبادی جدید پہلی آبادی
کے پاس قایم ہو گئی سکھی عملداری کے اخیر میں جب مہاراج سنگھ چیلہ بھائی بیر سنگھ کا سرکار انگریزی کے برخلاف
مفسدہ ہو کر بھاگا تو اس گاؤں میں آیا گاؤں والوں نے اوسکی خاطر کی سامان خورد و نوش اوسکو دیا جب فوج اوسکی
گرفتاری کو آئی تو اوسکو بھگا دیا اس جرم میں سرکار نے یہہ گاؤں جلا کر خاک کر دیا اور گاؤں والوں کی ملکیت ضبط ہوئی
کسیقدر مدت کے بعد سرکار پھر مہربان ہوئی اور بستی آباد ہوئی ایک مکان متبرک اور مندر سکھوں کا یہان تھا
مہرلیہت جسکا نام سنگانہ اور سوداکھرا رکھا ہوا ہے چار سو روپیہ سالانہ کی جاگیر اوس مندر کے متعلق ہے وجہ تسمیہ
اوس مکان کا یہہ ہے کہ بابا نانک سیر کرتا ہوا یہان آیا اور بہت سا اسباب یہان ٹھہر کر اوسنے خیرات کیا اور
فرمایا کہ یہہ کھرا سودا ہے یعنی اسمین نقصان نہیں ہوا اوس روز سے یہان مندر بن گیا اور سودا کھرا نام
قرار پایا عمارت اسکی خام ہے پانسو پندرہ گھر اور چہتر دوکانین اور دو ہزار ایکسو چھیاسی مردم شماری کی
اور الولکھ سنگھ نمبردار اس گاؤں کا ذیلدار مقرر ہے اس گاؤں میں مادہ گاو و گاومیش عمدہ پیدا ہوتی ہے ۔ +

موضع چھپر ایکسو پچیس برس کا عرصہ گذرا ہے کہ یہہ آبادی جھنڈو زمیندار ورک نے موضع سیکو والی
متعلقہ ریاست جموں سے آکر آباد کی اور برجاتنام داد امنی کے جسکا نام چھپر تھا اسکا نام بھی چھپر رکھا تھا
صوبۂ سلطنت مغلیہ میں یہہ گاؤں گنڈا سنگھ بھنگی کے قبضہ میں آگیا اوسنے یہان ایک قلعہ بنوایا پھر مہاراجہ
رنجیت سنگھ کے عہد میں یہہ گاؤں مسمات راجکوران والدہ مہاراجہ کھڑک سنگھ کے جاگیر میں ملا اور مہاراجہ
کھڑک سنگھ اسی مقام پر متولد ہوا سرکار انگریزی کی عملداری میں وہ قلعہ گرایا گیا پھر جب شورش مولراج و شیر
چتر سنگھ و شیر سنگھ کے برپا ہوئی تو عطر سنگھ دہاریوال مفسد نے یہان آکر فوج نوکر رکھنی شروع کی اوس فوج
مین اس گاؤں کے لوگ بھی بھرت نوکر ہوئے سرکار انگریزی نے اس جرم میں بعد فتحیابی اس گاؤں کو لوٹ کر
ویران کر دیا مگر چند ماہ کے بعد پھر آبادی کا حکم نافذ کیا اس بستی میں زمینداری قوم ورک کی ہے عمارت
قصبہ کی خام ہے چار سو چھیاسی گھر اور ستر دوکانین اور دو ہزار بائیس مردم شماری کی ہے ۔ + —

موضع کولو تارڑ عرصہ تین سو برس کا گذرتا ہی کہ ہمی کولو تارڑ نے موضع سیہ و علاقہ گجرات سے
آکر کنارہ نالہ دگہہ صرف اپنی سکونت بطور خانہ بدوشان کے مقرر کی اور موضع احمد پور اور دہنکا سے کچھ
زمین ہتھ دار لیکر کاشتکاری شروع کی اوسکے قیام کے سبب سے اور بھی چند زمیندار مفلس و محتاج اسکے پاس نشست

نذر ہوئی اتفاقاً ایکدفعہ کوئی لڑائی زمینداران احمد پور کے ساتھہ ہوگئی اور دو تین خون ہوگئے جسکے عوض
کوئی کے چہ بیٹے اور خود کو پھانسی ملا اور بستی ویران ہوگئی صرف سمات رالدی کو لڑکی زوجہ جو حاملہ تھی
باقی رہ گئی وہ بھی خوف کے مارے جنگل مین نکل گئی وہان اسکو ایک فقیر خدا پرست ملا اور اوسکی حال زار
پر رحم کہا کر فرمایا کہ تیرے شکم مین جو لڑکا ہے وہ صاحب اقبال ہوگا مگر جب پیدا ہو تو اوسکو مسلمان بناکر
مسلمانی نام سے موسوم کرنا عورت نے ارشاد فقیر کا قبول کیا جب لڑکا پیدا ہوا تو اوسکا نام مسریا رکہا
اور ختنہ کراکر مسلمان بنایا جب بڑا ہوا تو صاحب حوصلہ و داعیہ نکلا بادشاہ کے دربار مین اوسکی پہنچ
ہوگئی بادشاہ نے چالیس بہات ملوکہ قوم تارڑ کا اوسکو مقدم و چودہری بنایا اوسنے پہر یہہ قصبہ آباد
کرکے اسکا نام کوٹ تارڑ رکہا اوسدن سے برابر آباد ہے سکہون کے شورش کے وقت سردار مہان سنگہ
سکرچکیہ نے چاہا کہ اسپر قابض ہوجاے تو سب قوم نے اتفاق کرکے اوسکا مقابلہ کیا اور اوسکی اطاعت منظور
نکی مہاراجہ رنجیت سنگہ نے اونکو مطیع کیا اور ایک بہت بڑا نالہ اس قصبہ سے بفاصلہ آدہ کوس کے واقع ہے
اوسکو اسکند کہتے ہین حال اوسکا اسطرح پر مشہور ہے کہ راجہ اسکنب نے جو راجہ سالباہن والی سیالکوٹ کا رشتہ دار
تہا یہان شہر آباد کیا تہا وہ بسبب انقلاب زمانہ کے اجڑ گیا نالہ وکہہ بہی اوسی زمانہ سے جاری ہے اس نالہ
کے کنارے پر ایک قطعہ زمین نہایت سفید رنگ کے ہے اوسکو لوگ لیسے متبرک جانتے ہین اور کہتے ہین کہ
پیر عبد القادر نامی فقیر خدا رسیدہ اس جگہہ پر آکر بیٹہا تہا اوسروز سے اس زمین کا رنگ بدل گیا تہا اکثر اہل
قصبہ کے زمینداران قوم تارڑ ہین عمارت اسکی خام پانسو سٹہ گہر اور اڑتیس دوکانین اور آٹہ ہزار آٹہسو
اکتہر مردم شماری ہے اور پیر محمد شمس و ارذیلدار مقرر ہے اور عہد اکبر بادشاہ مین یہان دو فقیر صاحب گوبند
داس و پہر بند اس بیراگی اچہے صاحب عبادت ہوئے ہین اونکی سمادہین موجود ہین وہان میلہ ہوتا ہے ٭

موضع اجنیان والی یہہ گانو پرانی آبادی کا ہے اور مشہور ہے کہ راجہ بکرماجیت کے عہد مین
اوسکے رشتہ دارون مین سے ایکشخص اجنا نام ملک پنجہ مین حاکم و جاگیر دار تہا اوسکے حکم سے پہلی پہل
یہہ آبادی قایم ہوئی کسقدر مدت کے بعد وہ آبادی برباد ہوگئی اور مدت مدید تک ویرانہ جنگل پڑا رہا
پہر مسمی امر قوم جاٹ نے یہہ گانو آباد کیا اور امر کوٹ نام رکہا مگر وہ نام قایم نہوا وہی پہلا نام برقرار
رہا وہ دوسرے بانی کی اولاد اب تک موجود ہے جسکا شجرہ اٹہارہ پشت کے بعد اوس سے ملتا ہے عمارت اسکی
پختہ و خام ہے چارسو بیس گہر اور گیارہ دوکانین اور دو ہزار دوسو بارہ مردم شماری ہے سکہ بہی
سرجن اس کہتری فقیر جسنے نسبت تازہ سرجن داسیہ ایجاد کیا ہے اس قصبہ مین رہتا ہے اسکے
مذہب کے اصول گلاب داسیہ مذہب کے ساتھہ ملتے ہین جسکا ذکر مذاہب کے ذکر مین مذکور ہوگا اور ایک سمادہ شیر شاہ

فقیر کی یہان موجود ہی ہر سال ماہ چیت کے تیسری تاریخ میلہ ہوتا ہے **موضع بھکی** عرصہ چھ سو ساٹھ
برس کا گذرتا ہے کہ بھیلے مسمی بھکی زمیندار ورک نے یہہ قصبہ آباد کیا اور نام اسکا اپنے نام پر بھکی رکھا زمانہ
ضعف سلطنت مغلیہ مین زمینداران قوم کھرل نے اس قصبہ مین بہی دربے خلل پہنچایا اسواسطے آبادی ویران
ہوگئی اور زمیندار یہان سے اوٹھکر قلعہ شیخوپورہ مین سکونت پذیر ہوئے سبب مہاراجہ رنجیت سنگہ کا
قبضہ قلعہ شیخوپورہ پر ہوا تو یہانکے زمیندار وہانسے نکلکر جنگل نکہی مین جا رہے اور مہاراجہ شیر سنگہ کے
وقت تک جا بجا سکونت کرتے رہے کہین اصلی مقام اونکو نملا آخر مہاراجہ شیر سنگہ نے انکو اجازت دی
کہ اپنی اصلی مقام پر آکر قابض ہون چنانچہ اونہون نے دوبارہ یہہ گانو آباد کیا ایک خانقاہ میران شاہ
بہلول قادری کی جو مشہور بزرگان پنجاب سے ہی یہان بنی ہوئی ہے ہر سال ماہ چیت کے بیسوین تاریخ
وہان میلہ ہوتا ہے مالک اسکی زمینداران قوم ورک ہین عمارت اسکی خام ہے دو سو اکیاسی گہر اور
اٹھارہ دوکانین اور نو سو چوراسی مردم شماری ہی فوجدار سنگہ بہائنکا نمبردار ذیلدار یہان رہتا ہے اور
شورہ قلمی بہت یہان بنتا ہے تجارت اوسکی ہوتی ہی **موضع چک ہٹی** یہہ گانو آباد کیا ہوا
عالم خان زمیندار قوم ہٹی کا ہے اوسنی یہہ گانو آباد کر کے چک ہٹی نام رکہا قریب ڈیڑہ سو برس کے عرصہ
سے یہہ برابر آباد ہے زمینداران قوم ہٹی لیگے مالک ہین عمارت اسکی خام و پختہ ملی ہوئی ہی چار سو نوے
گہر اور چہہ دوکانین اور دو ہزار چار سو ستر مردم شماری ہے **موضع سہروا المعروف**
میان علی زمانہ قدیم مین اس جگہہ ایک شہر او دہونگری آباد تہا جسکو راجہ جول نے آباد کیا تہا
راجہ کا مرو جانے پر اوس پر غالب آکر یہہ شہر لے لیا اور آبادی کو رونق دی بعد ازان کسی سبب سے یہہ ویران
ہوگیا بعد کسقدر مدت کے میان علی نام فقیر قوم سہرا صاحب کمال موضع لالی ضلع شاہپور سے اس مقام پر
آکر سکونت پذیر ہوا اور اسکے مرید بیشمار قومین ہوگئین اونسے یہان آبادی کی صورت بنائی اور نام موضع
کا اوسی کے نام سے موضع میان علی قرار پایا پہر چند سال کے بعد اسکی آبادی جاتی رہی تو مسمی سہروہ قوم
ڈوگر نے اسکو آباد کیا اور اسم سہروہ میان علی نام مقرر ہوگیا پہر شیر شاہ بادشاہ افغان قوم سور نے اسجگہہ ایک
پختہ مسجد بنوائی جو اب تک موجود ہی اور میان علی فقیر کا مزار بہی پختہ بنا ہوا موجود ہی زمانہ ضعف سلطنت
مغلیہ مین پہر یہہ گانو بے چراغ ہوگیا سوای مجاوران خانقاہ میان علی کوئی شخص یہان مقیم نرہا آخر
عملداری سردار مہانسنگہ سکرچکیہ مین تہوڑا سا آباد ہوکر ویران ہوگیا مجاوران خانقاہ پہر بہی یہان موجود
رہی مہاراجہ رنجیت سنگہ کے عہد مین پہر یہہ آباد ہوا مالک اسکی زمینداران قوم سہرا اور اسم ورین شورہ
اس قصبہ مین بہت بنتا ہے عمارت اسکی اکثر پختہ ہی ایکسو سولہ گہر اور چار دوکانین اور چار سو گیارہ مردم شماری

سے آبادی ہے جب راوی مین طغیانی ہوتی ہے تو اس مقام پر دریا پانسو بیس گز چوڑا ہو جاتا ہے اور عمق بھی
بارہ فیٹ سے کم نہین ہوتی آبادی اس قصبہ کی اوس سڑک پر ہے جو لدھیانہ سے براہ امرتسر اٹک کو
جاتی ہے میانی کا گھاٹ بھی ایک مشہور گھاٹ ہے سردی مین دریا اس مقام پر بہت جگہ سے پایاب
ہو جاتا ہے **چک قاضیان** یہ ایک قصبہ مشہور و معروف سیدون کا رچناب دوآبہ
کے علاقہ مین ہے اکبر بادشاہ کے وقت سے قضا اس علاقہ کی سیدون کے سپرد تھی اور یہ سید شاہ بدیع الدین
شہید حسینی بغدادی کی اولاد مین ہین جنکا مقبرہ موضع سہاری مین زیارتگاہ خلق ہے غلام محی الدین عرف
بوٹے شاہ کتاب تواریخ پنجاب مین لکھتے ہین کہ شاہ بدیع الدین ہمایون بادشاہ کے سلطنت کے وقت اس ملک مین
آئے ایک روز حضرت متوجہ بیٹھے تھے کہ گوجر مسلمان مرید آپ کے زمیندار ون ملہیون سے مار کھا کر آئے اور
کہا کہ ملہیون نے ہمارے آدمیون کو قتل کر دیا ہے اگر آپ بددعا فرماوینگے تو باقیماندہ کو بھی قتل کر دینگے یہ
عرض سنکر حضرت اونکی مدد کے واسطے سوار ہوئے اور ایسے لڑے کہ شہید ہو گئے اور باوجودیکہ سر تن سے جدا
ہو چکا تھا تو بھی جسم بے سر بدستور لڑتا اور کفار کو قتل کرتا جاتا تھا دو کوس تک برابر یہی حال رہا بعد ازان جسم بھی
گھوڑے سے متصل موضع سہاری کے گر پڑا اور اوسی جگہ حضرت کا مقبرہ بنا اون حضرت کی دو مقبرہ
ہین ایک تو سر مبارک کا مقبرہ دوسرا جسم کا دونو مقبرون مین دو کوس کا فاصلہ ہے اونکی شہادت کے
بعد سید فیروز اونکی فرزند جانشین ہوئے اونکے صاحبزادے سید موسی نے استعداد ظاہری و باطنی علم حاصل
کیا کہ اپنی وقت کے قطب ہوئے اونکی خدمت مین اکبر بادشاہ بہت اعتقاد رکھتا تھا ہر چند لاکھون روپیہ
نذر گذرانتا وہ قبول نکرتے آخر کچھ زمین خانقاہ کے متعلق کر کے ایک موضع اکبر پور نام آباد کرا دیا اب
اوسی اکبرپور کا نام قاضیون کا چک مشہور ہے اونکے بعد شاہ عصمت اللہ بڑے بزرگ ہوئے اور بادشاہ کیطرف
سے تمام اس علاقہ کی قضا اونکی سپرد ہوئی شاہ جہانگیر اونکا بڑا معتقد تھا اوس روز سے یہ سید قاضی مشہور
ہوئے سید ابو الفتح محمد فاضل قادری بھی شاہ عصمت اللہ کے اولاد مین سے تھے آخر جب سکھون کا عمل و دخل
اس علاقہ پر ہوا تو اونھون نے چاہا کہ موضع سہاری مین حضرت شاہ بدیع الدین کے مقبرہ کے پاس قلعہ
بنوائین مگر ممکن نہوا جب اوسطرف کی دیوار بنواتے تو صبح کو گر جاتی آخرہ وہ عمارت ناتمام رہ گئی ہے —
جسروٹہ یہ ایک قدیم اور مشہور قصبہ ہے آبادی اسکی شمال شرقی میدان متصل پنجاب کوہ
ہمالہ کی بنیاد کے جنوبی سمت کو واقع ہے پہلے راج اور ریاست اس شہر کی جمون سے علیحدہ تھی
اب جمون کے ریاست کے شامل ہے قصبہ کی عمارت بہت خوشنما و پختہ و باموقع ہے رئیس
کے مکانات عالیشان بنے ہوئے ہین قلعہ بھی انکا مضبوط و مستحکم ہے جسکے چار برج پختہ بنے ہوئے ہین

بازار کشادہ اور اچھا ہے تجارت کثرت سے ہے زمینداری یہان راجپوتون کی ہے گرد نواح
کی زمین مین سے شمالی زمین اسکی کریوہ اور ناہموار ہے تمام شہر مین لوگون کے پانی پینے کے
واسطے ایک ہی کنوان ہے پیچھے قصبہ کے نہر اوجہ جاری ہے سب شہر والے اوسی نہر کا پانی پیتے ہین
نہر کے کنارہ کے اوپر باغ بہت ہین آم طرح طرح کے میوے اونمین پیدا ہوتے ہین اسکے علاقہ مین
گنا اور ہلدی اور ادرک کی بہت پیدائش ہوتی ہے **کٹھوعہ** یہہ شہر قدیمی موروثی راجپوتون کا ہے
اسمین اڑہائی ہزار گھر اور ڈیڑھ سو دکان آباد ہے عمارت شہر کی نامی ہے بلکہ بہت سے لوگ چھپرون
مین رہتے ہین آبادی اسکی راوی کے کنارے کے اوپر واقع ہے راوی اسکے پاس بہت پھیلی ہوئی
اور پایاب چلتی ہے اور ایک یہہ بھی سبب ہے کہ زمیندار نہرین دریا سے کاٹ کر اپنے زراعتون کی طرف
لیجاتے ہین اور دریا مین پانی کم ہوجاتا ہے زمین اس سرزمین کی نہایت سیراب و سرسبز و دلپسند ہے
نہرون کی کوئی تعداد و شمار نہین ہے ایک نہر خاص شہر مین جاری ہے برسات کے موسم مین جب
اوسمین طغیانی ہوتی ہے تو اوسکے اوپر سے اوترنا موقوف ہوجاتا ہے ایک طرف کے لوگ دوسری
طرف جا نہین سکتے اس علاقہ مین فصل ربیع و خریف دونو اچھی ہوتے ہین راوی کا گذر جو اسکے پاس ہے
وہ کٹھوعہ کا گذر کہلاتا ہے اس شہر سے بسنت پور تک جہان راوی پہاڑ سے نکلکر میدان مین بہتی ہے تمام
دریا نہر ہی نہر ہوا ہوا ہے کٹھوعہ کے پاس پاس نروٹ و لکھن پور دو اور قصبے موجود ہین جنکے حدود
آپسمین ملے ہوئے ہین **جسرو** یہہ قصبہ سوا اوس جسرو کے ہے جسکا ذکر پہلے تحریر ہوچکا ہے اسمین راجپوتون کی
زمینداری ہے اگرچہ بعض اونمین سے جسروٹہ مین رہتے ہین مگر زمینداری اونکی اس قصبہ کے متعلق ہے یہہ
قصبہ ایک بلند ٹیلے کے اوپر آباد ہے جسکے نیچے نہر اوجہ چلتی ہے فاصلہ اسکا جسروٹہ سے دس کوس
اور دریاے راوی سے بارہ کوس شمار ہوتا ہے اور جسقدر اراضی کہ دریاے راوی اور نہر اوجہ کے
درمیان ہے وہ نہایت اچھی زمین و سیراب و زرخیز ہے طرح طرح کا غلہ و نباتات اوسمین پیدا ہوتی ہین
مگر جو زمین کہ اس قصبہ کے نواح مین ہے وہ سخت و بلند و بے آب ہے کنوان دو ڈھائی سو گز عمیق
ہوتا ہے بلکہ یہان سے پٹھان کوٹ کے حدود تک ایسی ہی زمین ہے اور یہہ نہر اوجہ ادہر سے بہتی ہوئی
کوٹ پٹھان کے پاس راوی سے جا ملتی ہے اس شہر مین مقبرہ شیخ عبدالسلام چشتی کا جو خواجہ فریدالدین
گنج شکر کی اولاد سے ایک ولی اللہ ہوگذرے ہین زیارتگاہ خلق اللہ ہے **گجرات** دوابہ چج کے
متعلق یہہ بہت سرسبز علاقہ ہے اس جنگل مین قوم گجر راجپوت کثرت سے رہتی ہین اور اونہین کی
مالکی زیادہ ہے اس باعث سے یہہ جنگل گجرات کہلاتا ہے چونکہ یہہ علاقہ اس دوابہ مین چناب کے کنارہ پر واقع ہے

صورت اور عجیب وضع کا ہی ہو اسواسطے اسکے حال کا اندراج کتاب مین ضرور تر متصور ہو کر لکہا جاتا ہے
کہ اس علاقہ مین بہت بڑے بڑے نالے دریای چناب کے جو دریا سے کچھ ہی کم ہین جاری ہین اور ہر ایک نالے
سے بہت سی کولین یعنے نہرین بالکل دیہات نے اپنے اپنی طرف کی زمین کی سیرابی کے واسطے کہود رکہی ہین
اور نیز بہت سی کولین تو بہت بڑی ہین کہ وہ بھی گویا ایک ایک نالہ دریا کا معلوم ہوتی ہین پھر ہر ایک کولے
سے کئی نالیان اور آگین آبپاشی کے واسطے زمینداران نے کہود رکہی ہین اس علاقہ مین اگر آدمی ایک گانو
سے دوسرے گانو جاوے تو ایک یا آدہ میل کے فاصلہ مین کئی نہرین اور کولین آتی ہین اور جسطرف نگاہ
نظر جاوے سوا ئے نالے اور نہر کے اور کچھ نظر نہین آتا اسواسطے بسبب کثرت اجرای پانی کے یہ کل علاقہ
ہمیشہ سرسبز وشاداب رہتا ہے اور فصل اس علاقے کی بسبب کثرت سیرابی کے بہت اچھی ہوتی ہے اور
اعلی اجناس آلو و کچالو ہلدی چاول گنا کا گڑہ و پونڈہ و شکر قندی اس علاقے مین کثرت سے پیدا ہوتی ہین
باغات بہت ہین درختون کی یہ کثرت ہے کہ گویا وہ تمام علاقہ ہی سایہ دار ہے آم کے درخت جسقدر
اس علاقے مین ہین سیالکوٹ کے ضلع مین اور جگہہ نہین ہین دیہات کی اکثر خام عمارت ہے بلکہ چہپر ان کے
رواج بہت ہی مکانون کے اوپر چہت کے بدلے چہپر ڈالتے ہین کیونکہ بسبب کثرت سیلاب کے دیوارین ہمیشہ
گر جاتی ہین اور چہت کے بوجہہ کے برداشت اون دیوارون کو نہین ہوتی سردی اس علاقہ مین بہ نسبت اور
علاقون کے کم بہت ہوتی ہے یہ علاقہ اگرچہ سرسبزی و شادابی کے سبب غیرت کشمیر ہے مگر کشمیریون کی طرح
یہانکے ساکن ویسے ہی چرکین پوش و غلیظ ہین لباس شستہ و صاف نہین رکہتے پانی کی تاثیر اور ہوا کی تری کے
یہان کے لوگون کا اکثر گلا بہی پہول جاتا ہے جس مرض کو پنجابی زبان مین گلہڑ کہتے ہین گہوڑون کے واسطے
آب و ہوا اس زمین کی ناموافق ہے اسلیے گہوڑا یہان کا اچہا نہین ہوتا اور واضح رہے کہ جانب شرقی اور
جنوب علاقہ بجوات کے دریای چناب جاری ہے اور سرحد غربی پر دریاے توی اور شمال کی طرف علاقہ چہراہ
جمون کا ہے اور چند نالے دریاے چناب سے نکلکر اس علاقہ کو سیراب کرتے ہین انہی سے پانچ نالے بڑے بڑے
اور مشہور ہین ایک نالہ کہنگ نامہ موضع خیری کے پاس دریاے سے نکلکر اس علاقہ مین آتا ہے اور موضع [illegible] کے
سرحد مین ایک اور شاخ دریاے سے نکلکر اسکے شامل ہو جاتا ہے موضع سکہال کی حد مین ایک شاخ اسمین سے نکلکر
دریا مین جا پڑتی ہے اوس شاخ کا نام [illegible] مشہور ہے متصل موضع [illegible] ایک اور شاخ اسکی دریا کے
طرف جاتی ہے اوسکا نام چہوٹا کہنگ ہے اور اصل نالہ کہنگ متصل موضع [illegible] حد دریاے چناب سے مل جاتا ہے
دوسرا نالہ بہاگ ہے جو سرحد ملک مہاراجہ جمون مین دریاے چناب سے علیحدہ ہوکر جاری ہوتا ہے اور متصل موضع
[illegible] کی دریا مین ملجاتا ہے تیسرا نالہ [illegible] نامہ نالہ بہاگ کے نالہ سے الگ ہوکر موضع خیری کے مقام سے موضع [illegible]

کو جاتا ہے وہان جاکر اسکے دو شاخین ہو جاتی ہین شرقی شاخ کا نام تو سیرا خور ہے اور وہ شاخ موضع ڈوگران
متصل دریا مین ملجاتی ہے اور دوسری شاخ جہنگ سے غرب کیطرف جاکر بوچھو نام پاتی ہے اور قریب موضع
گہ پال کے سیرا خور مین آملتی ہے چوتھا نالہ غانو ہما ہے مخرج اسکا موضع بل علاقہ اکہنور ہے اور متصل موضع
سکاہہ دریاے توی مین ملجاتا ہے پانچوان نالہ توی ہے جسکا ذکر علیحدہ تحریر ہوا ہے **اکہنور** یہہ ایک
مشہور قصبہ چناب کے کنارے کوہ ہمالہ اور میدانی ملک کے درمیان آباد ہے سات سو گھر اور پچاس دکانین
اسمین ہین اور یہہ ایک قوم راجپوت وغیرہ اسمین بستی ہے زمینداری و ملکیت راجپوتان جموال کی ہے
دریاے چناب اسکے نیچے نہایت تیزی و تندی سے چلتا ہے اور ایک گذر یہان دائم ہے شرق کیطرف
شہر کے ایک پختہ قلعہ چونہ و پتھر کا بنا ہوا ہے بارہ اوسکے برج ہین قلعہ کے اندر اچھے اچھے مکان اور عمارتین
اور کنوان اور باولی پختہ بنی ہوئی ہے جنوب بغرب کیطرف قلعہ کے ایک باغ میوہ دار موجود ہے **دہول**
یہہ ایک قصبہ چناب دریا کے کنارے ایک ٹیلے کے اوپر آباد ہے اور ندی توی جسکا نام فارسی کتابون مین دراجو لکہا ہے
پہاڑون مین سے نکلکر اسی مقام پر چناب مین شامل ہوتی ہے اور دوسری ایک ندی چھوٹی ندی سی بہتی ہوئی آتی ہے اوسکا شمول بھی دریاے چناب
سے اسی مقام پر ہوتا ہے اور دہول کے مقام پر ان دونون ندیون کا پانی دریا کے پانی سے الگ الگ چلتا ہوا دور دور تک نظر آتا ہے
شہر گلور یہہ قصبہ پہاڑ کے نیچے ایک مشہور قصبہ ہے گکہڑون کے وقت اسمین بڑی رونق تھی کئی مسجدین اور محل
پختہ موجود تھے اب بہت سی اونمین سے خراب ہوگئی ہین قصبہ کا بازار بہت بسیط ہے اور خوشنما و پختہ بنا
ہوا ہے جسمین ڈیڑہ سو دکان ہے باہر دونطرف دیوار قصبہ کی بھی پختہ ہے جنوب و شمال کیطرف قصبہ کے
دو شہر ہین جنوبی شہر مین تھوڑا سا پانی جاری رہتا ہے شمالی شہر مین آبادی سے دور تو ایسی تندی سے
پانی چلتا ہے کہ چکیان اسپر چلتی ہین مگر جب وہ پانی قصبہ کے نیچے پہونچتا ہے تو زمین کے اندر ہی اندر گم ہوکر
چلا جاتا ہے پھر ڈیڑہ کوس پر آبادی سے آگے وہی پانی زمین سے باہر نکلکر اوسی اپنی راستہ مین جانا
شروع ہو جاتا ہے اور مشہور اسطرح ہے کہ اگلے زمانہ مین یہہ شہر ایسی پر آب ہوکر بہتی تھی کہ عبور کرنا کوئی
سواے کشتی کے اس سے گذر نہین سکتی تھے ایک وقت ایک درویش سیف اللسان اس گذر پر آپہونچا اور
ملاح سے کہا کہ مجھکو لوگون سے پہلے دریا سے اوتار دو ملاح نے جواب دیا کہ جب وہ لوگ جنہون نے مزدوری
دی ہے اوتر چکین گے تو تمکو بھی اوتار آجائیگا درویش نے کہا کہ مجھکو ان لوگون سے پہلے اوترنا ضرور ہے ملاح
ہنسکر بولا کہ اگر تمکو بہت ضرورت ہے تو پانی سے راستہ مانگ لو درویش بولا بہت اچھا مجھکو قصبہ کے پانی
کیطرف دیکھا دیکھتے ہی پانی زمین مین دہنس گیا اور خشک زمین نمود ہوی جب راستہ مل گیا تو درویش
اپنا راستہ لیا اور ندی اوسی طرح اوس روز سے اوسمقام سے ڈیڑہ کوس تک برابر خشک ہے اس شہر زمین

مین سولی بہت لمبی اور موٹی ہوتی ہے چنانچہ طول مین ایک گز سے اور موٹاپن مین آدمی کے ساق سے
زیادہ ہوتی ہے اس قصبہ کے نواح مین پہاڑ کے نیچے پانی نایاب ہے اگر کنوان کھودا جاوے تو پانی بڑا دور
نکلتا ہے اور بعض مقامات سے جسقدر کھودتے چلے جائین پانی نکلتا ہی نہین اور اوس خطہ مین جسقدر
آبادیان ہین وہان کے رہنے والون نے گانو گانو تالاب بنا رکھے ہین برسات کا پانی اونمین جمع
ہوتا ہے اور وہی اونکے خرچ مین آتا ہے اگر برسات کے وقت پانی نہ برسے تو لوگون کو بہت دقت ہوتی ہے
اور دور دور سے گدہون پر پانی لادکر لاتے ہین زراعت اس قصبہ کی جسقدر کہ ٹیلون کے اندر ہے سب بارانی
ہے اور لوگ بہانگی سفاک بیباک رہزن غارتگر بادشاہون کے وقت بسبب آنی ملک اور کثرت جنگل
و بار و درختون کے فوج اسطرف کم مامور ہوتی تھی اور یہ لوگ اپنے ملک مین خود سر رہتے تھے رنجیت سنگھ
کے وقت بھی بڑی مشکل سے اونہون نے اطاعت قبول کی تھی **دولت نگر** چج دوآبہ کے متعلق
ہے ایک قصبہ اوس سڑک پر جو وزیرآباد سے بہمبر کو جاتی ہے تباہین میل شمال کی طرف وزیرآباد سے آباد ہے
گجرات ضلع کے چج دوآب مین یہ ایک مشہور شہر دریاے چناب کے دہنے کنارے سے آٹھ میل کے
فاصلے پر اوس سڑک کے قریب جو لاہور سے اٹک کو جاتی ہے آباد ہے پہلے پہل آبادی اس شہر کی
اکبر بادشاہ نے کی شہر پناہ پختہ اور پختہ قلعہ بنوایا اور گوجر لوگون کو جو اس نواح مین غارتگری کیا کرتے
اور خانہ بدوش پھرا کرتے تھے یہان آباد کیا اور لاکھون روپیہ کا محال اسکے شامل کرکے پرگنہ اسکا علیحدہ
تجویز فرمایا اور فوجدار بادشاہی یہان قایم کرکے اوسکو کل علاقہ کا حاکم بنایا محمد شاہی عہد تک آبادی
اسکی بڑی اوج پر تھی جب سکھون نے غارتگری شروع کی تو اسکو بھی اونہون نے خوب لوٹا مکانات جلادیے
حویلیان گرادین شہر والون کو ٹکڑے کا محتاج کر دیا تمام لوگ سکھون کے خوف سے بھاگ گئے آخر جب گجر سنگھ
نے اسپر قبضہ پایا تو وہ اسکی آبادی کی طرف متوجہ ہوا اور چند سال مین کچھ صورت آبادی کی ظہور مین
آئی رنجیت سنگھ نے دو مرتبہ اس شہر پر یورش کی پہلے مرتبہ جب یہان آیا تو بہت سا نذرانہ اور بڑی توپ
احمد شاہی جسکو اب لوگ بھنگیانوالی توپ کہتے ہین لیکر واپس لاہور کو چلا گیا دوسرے حملے مین بالکل قابض
ہوکر صاحب سنگھ کو محض بیدخل کر دیا رنجیت سنگھ سے پہلے رنجیت سنگھ کے باپ مہان سنگھ نے بھی اس شہر
کا محاصرہ کیا تھا بلکہ اسی کے محاصرہ کے وقت مدت اوسکی بھی اسی مقام پر وقوع مین آئی رنجیت سنگھ
کے عملداری مین اس شہر کی آبادی ترقی پر تھی اور چونکہ یہان کے لوگ اکثر لاہور کے دربار مین معزز
عہدون پر نوکر تھے اسلئے حویلیان بھی یہان عالیشان بن گئین دلیپ سنگھ کے آخر سلطنت کے وقت
شیر سنگھ و چتر سنگھ اٹاری والون نے انگریزون کے ساتھ یہان معرکہ آرائی کی اور شکست کھائی تیرہ ضرب

توپ سکھون کے انگریزون کے قبضہ مین آئی اب اس شہر مین ضلع مقرر ہے جو قسمت جہلم سے علاقہ کمشنر
اور صاحب ضلع کے متعلق تین تحصیلین شامل گجرات و کہاریان و پھالیہ مین ضلع کے مقرر ہونے کے بعد
آبادی اس شہر کی بڑھ گئی نیا بازار تعمیر ہوا سرکاری مکانات اور کوٹھیان تیار ہوئین خاص شہر کی آبادی
ایسی بارونق ہی کہ اس علاقہ مین اور کوئی ایسا آباد شہر نہین ہے آٹھ سو چالیس دوکانین پانچہزار آٹھ سو
چھیاسی گھر عمارت شہر کی پختہ بارہ ہزار آٹھ سو بیانوین کی مردم شماری احاطہ آبادی کا چار میل مربع
دو لاکھ چالیس ہزار اکیس روپیہ کا سالانہ ہوتا ہے پرانی عمارات مین سے قلعہ و باولی و حمام وغیرہ
تعمیر اکبر شاہی اب تک موجود ہے شہر مین عزت طلب سفید پوش اہل حرفہ ساہوکار بیوپاری سکونت پذیر
ہین سلائی کا کام یہان بہت اچھا ہوتا ہے تلوار و کارد وغیرہ آہنی کام پھیلکا بنا ہوا مشہور ہی شہر کے
شرق کیطرف مقبرہ متبرکہ حضرت شاہ دولا دریائی کا ایک نامی گرامی مقبرہ ہی شاہ جہان بادشاہ کیوقت
یہہ حضرت زندہ تھی عالمگیر اورنگ زیب کیوقت ۱۰۷۶ھ مین وفات پائی — شاہ دولا جنت رسید (۱۰۷۶) تاریخ
وفات ہی شاہ سیدن سیالکوٹی اون کے پیر اور سلسلہ سہروردیہ تھا ظاہری باطنی دولت اونکو حاصل تھی
عمارت کا بڑا شوق تھا پل و چاہ و تالاب اکثر ان کی تعمیر کئی ہوئی اب تک موجود ہین لاہور کے راستے مین
بھی انکے اکثر پل ہین اس شہر مین بھی ایک پل پختہ بنا ہوا موجود ہے ایک مسجد اور تالاب بھی یہان موجود تھا
مگر مسمار ہوگیا نشان باقی ہین سیالکوٹ مین مزار امام علی الحق وغیرہ شہید [illegible] اونہون نے بنوائی تہین نالہ
ایک و ڈیک وغیرہ پر بھی پل بنوائے تھے کرامتین حضرت کی بیشمار مشہور ہین بڑی کرامت یہہ ہی کہ جو کوئی
بے اولاد ان کے مزار پر آکر خدا سے اولاد مانگے دعا اوسکی قبول ہوتی ہے مگر ایک لڑکی یا لڑکا اوسکا
مست و مجذوب دسر چھوٹا کان بڑے پیدا ہوگا اور اوسکو وہ اس مزار پر چھوڑ جائیگا چنانچہ یہہ کرامت اب تک
جاری ہی اور نو چوہے اب بھی موجود ہین اس ضلع کی آب ہوا معتدل ہی پیداوار ربیع کی خریف سے اچھی
ہوتی ہے کل ضلع کی مردم شماری پانچ لاکھ باون ہزار آٹھ سو سرسٹھ ہے طول تمام علاقہ ضلع کا ستر میل
اور عرض چھتیس میل ہے حد مشرقی کا گوشہ شمالی سرحد ملک مہاراجہ جمون کے ساتھ ملحق ہی اور گوشہ
جنوبی ضلع سیالکوٹ سے حد غربی ضلع شاہپور سے حد شمالی ضلع جہلم سے اور حد جنوبی کا گوشہ شرقی ضلع سیالکوٹ
سے اور گوشہ غربی ضلع گوجرانوالہ سے شامل ہے ہیئت اسکی مستطیل تحصیل گجرات اسکے متعلق مین پانسو تین
گانو پانسو ستاون میل کسر رقبہ دو لاکھ بہتر ہزار دو سو چھہ روپیہ جمع تجویزہ اور دو لاکھ چوالیس ہزار ساٹھ
اکیاون مردم شماری ہے اور تحصیل کہاریان مین پانسو بتالیس گانو پانسو اٹھانوین میل کسر ایک لاکھ
ستاون ہزار تین سو ستائیس روپیہ جمع اور ایک لاکھ اٹھسٹھ ہزار آٹھ سو چہتر مردم شماری ہی اور تحصیل

بھالیہ کے متعلق تین سو چوبیس گانو سات سو تینتیس میل کا رقبہ ایک لاکھ اونسٹھ ہزار پانسو پچپن روپیہ جمع ایک
لاکھ اونتالیس ہزار دو سو چالیس مردم شماری ہی **جلالپور** یہ قصبہ شہر گجرات سے مشرق کے طرف
بفاصلہ پانچ کوس کے آبادی اکبر بادشاہ کے وقت جلال خان گوجر نے اسکو آباد کیا اور اپنے نام پر اسکا نام جلالپور
رکھا مگر آبادی کے بعد چوہدری ہندال قوم جاٹ وڑائچ نے بزور دستی جلال خان کو بعد قتل کر کر اپنا
قبضہ کر لیا اب اوسکی اولاد قوم وڑائچ اسپر قابض ہے اونکے بغیر کہتری و برہمن وغیرہ بھی اسمین آباد ہین
عمارت پختہ اور خام ملی ہوئی ہے علم عربی و فارسی پڑھایا جاتا ہے چار ہزار چھ سو چالیس گھر اور چودہ ہزار
چار سو بتیس کے مردم شماری چھ سو اونسٹھ دوکان ہے بازار مین ہر ایک قسم کا سودا ہوتا ہے کام پشمینہ کا
بھی یہان کے کشمیری شالباف بکثرت کرتے ہین چنانچہ سات سو بتیس دوکان شالبافی کے بالفعل جاری ہے
ایک قلعہ خام سلام گڈہ نام شہر کی جنوب کے طرف ہے اسمین بھی دو سو تینتیس گھر آباد ہین نمک و شکر تری و
قند سیاہ کی یہان تجارت بہت بڑی ہے دولتمند ساہوکار یہان رہتے ہین دو لاکھ چھیاسی ہزار روپیہ سالانہ کا بیوپار
ہوتا ہے اور دو لاکھ روپیہ کے قریب پشمینہ کا بیوپار ہے زیور بنانے کے سانچے اور ٹہپے یہان بہت عمدہ
بنتے ہین ہاتھی دانت کا کام بھی اعلی ہوتا ہے مسجد تالاب سرائے وغیرہ پختہ مکانات یہان بنے ہوئی ہین
کنجاہ یہہ قصبہ شہر گجرات سے چار کوس غرب و جنوب کے طرف آباد ہے ۵۵۰ سنہ ہجری مین راجہ کنج پال
المشہور کنج پال برادر زادہ راجہ رسپال قوم راجپوت سورج بنسی نے اپنی حکومت کے وقت آباد کیا اور اپنے
نام پر اسکا نام کنجاہ رکھا مدت تک آباد رہا پھر بسبب انقلاب سلطنت اُس خاندان کے ویران ہو گیا پھر بزمانہ تیموریہ
مغل کے فتوحات کے وقت مسمی جٹیو قوم جاٹ وڑائچ نے دکن سے آکر اسکو دوبارہ آباد کیا کہ اب تک اوسکی اولاد
مالک ہے سوا اونکے قوم کہتری برہمن مسلمان یہان رہتی ہے آبادی پختہ و خام دونو قسم کی ہے دو ہزار
تیرہ گھر ایک سو چھیاسی دوکانین ہین کپڑا دیسی و پوست گندم وغیرہ کا بیوپار سالانہ قریب اسی ہزار روپیہ کے
ہوتا ہے بڑی بڑی پختہ مکانات مثل حویلی دیوان کرپارام و باغیچہ بہشت آباد و باغ دیوان مذکور و باغ مہان سنگھ
چہاچھی وغیرہ موجود ہین چغتائی سلطنت کے وقت یہان اچھے اچھے علما و فضلا و شعرا رہتے تھے اور ایک شاعر
اورنگ زیب کے وقت یہان غنیمت نام ہو گذرا ہے جسکی کتاب نیرنگ عشق المشہور مثنوی غنیمت اب تک زمانہ
مین مشہور ہے **منگووال** یہہ قصبہ سات کوس خاص گجرات سے غرب کے طرف آباد ہے اکبر بادشاہ کی عہد میں
اس قصبہ کو مسمی چندو قوم وڑائچ نے آباد کیا اور اپنے باپ منگو کے نام پر اسکا نام رکھا پھر احمد شاہ ابدالی
کے حملون کے وقت افغانون نے اس آبادی کو ویران کر دیا مگر شیر محمد نے جو چندو کے اولاد مین سے تھا اسکو
پھر آباد کیا آبادی پختہ و خام دونو قسم کی ہے دو ہزار آٹھ سو چھیاسی کی مردم شماری سات سو نو گھر آباد ہین

دوکان ہے بیوپار معمولی ہوتا ہے ایک نالہ پوڈہی نام قصبہ کے شرق کے طرف جاری ہے **قلعہ دارکہ**
یہ قصبہ گجرات سے جنوب کیطرف چار کوس کے فاصلہ پر آباد ہے شاہجہان بادشاہ کے وقت میرزا نیر بیگ
المعروف نواب قلعدار خان قوم مغل نے یہان آبادی کی تجویز کی مگر اوسکے مرنے کے بعد عمارتکا سامان
نہ ہوا اوسکی اولاد نے زمیندار ہوکر یہان ہی سکونت کرلی اتبک وہی مالک چلے آتے ہین قصبہ بارونق
ہے عمارت پختہ وخام دونو قسم کی ہے دو ہزار تین سو اکتیس مردمشماری ایکہزار پندرہ گھر ایکسو چھیاسی
دوکان ہے بیوپار معمولی ہوتا ہے **شادی وال** خاص گجرات سے چار کوس جنوب کیطرف یہ قصبہ
آباد ہے ہمایون بادشاہ کے وقت مسمی شہد بودلہ شادی نے اپنے باپ کے نام سے موسوم کرکر اسکو آباد
کیا پہلے اسکے ایک آبادی تھی اب چار بستیان الگ الگ آباد ہین عمارت اسکی پختہ وخام مخلوط سات ہزار
دوسو بادن مردمشماری ایکہزار آٹھ سو تین گھر ڈیڑہ سو دوکان ہے ایک نالہ بھمبر اسکے پاس جاری
ہے **لکھن وال** خاص گجرات سے سات کوس شرق کو یہ قصبہ آباد ہے پہلے مسمی آدم قوم وڑایچ
اسکو آباد کیا نام اسکا اسکے دادا لکھن کے نام پر رکھا پختہ وخام اسکی عمارت ہے مردمشماری دو ہزار
سات سو آٹھ گھر اٹھانوین دوکانین ہین بیوپار ہر قسم پچاس ہزار روپیہ سال کا ہوتا ہے شیخ برہان
فقیر کا مزار یہان مشہور ہے جہان عیدین کا میلہ ہوتا ہے اور نالہ جونی قصبہ کے پاس جاری ہے **ڈنگہ**
خاص گجرات سے بارہ کوس غرب کیطرف یہ قصبہ آباد ہے مقیم خان گوجر کشانہ نے اسکو آباد کیا چونکہ ابتدا مین
آبادی اسکی ٹھیری تھی اسلئے اسکا نام ڈنگہ یعنی ٹھر امشہور ہوگیا عمارت پختہ وخام دونو قسم کی چار ہزار
نوسو چون مردمشماری ایکہزار تین سو بتیس گھر چار سو چونتیس دوکان ہے گندم روغن زرد وغیرہ کا بیوپار ہوتا ہے
کوٹالہ دریاے جہلم کے کنارے ضلع گجرات کے متعلق خاص گجرات سے بفاصلہ بیس کوس جانب شمال
یہ قصبہ آباد ہے اکبر بادشاہ چغتائی کے عہد مین ملک حسن قوم اوان نے اسکو آباد کیا آبادی اسکی تمام
خام مگر چند گھر پختہ ہین تین ہزار تیئیس آدمی کی مردمشماری سات سو اونچاس گھر چوالیس دوکانین ہین
گلیانہ شہر گجرات سے شمال کیطرف بارہ کوس کے فاصلہ پر یہ قصبہ آباد ہے پہلی گل محمد قوم
گوجر نے اسکو آباد کیا اور اپنے نام سے ملتا ہوا اسکا نام گلیانہ رکھا اوسکی اولاد اتبک قابض و دخیل چلی
آتی ہے علاوہ اونکی قوم قریشی بھی یہان ملکیت رکھتی ہے آبادی اسکی خام چند گھر پختہ مین ایکہزار
پانسو کی مردمشماری چار سو اکتیس گھر بیس دوکانین ہین نالہ بھمبر اس قصبہ کے جانب شرق برسات کے
موسم مین جاری ہوا کرتا ہے **بانگٹ** شہر گجرات سے پندرہ کوس غرب کو یہ قصبہ آباد ہے پہلی مسمی
بہلم قوم جاٹ گوٹ ڈھڈرانجھ نے آباد کیا اوسکی اولاد اتبک قابض ہے کہتری دلبانہ وغیرہ بھی بستے ہین

عمارت اسکی پختہ وخام دونو قسم کی آپسمین ملی ہوئی ہے قوم بھاٹیہ و اروڑہ وغیرہ کی بھی کچھ ملکیت ہے
قصبہ بارونق ہے سات سو اکسٹھ گھر اڑتالیس دکانین دو ہزار دوسو آدمی کی مردم شماری ہے۔
قادر آباد خاص گجرات سے چھبیس کوس جانب غرب دریای چناب کے کنارے پر یہہ قصبہ آباد ہے پہلے
سعادتمند خان قوم مغل نے اپنے بیٹے قادر خان کے نام پر اسکو آباد کیا اور قادر آباد نام رکھا بانی کی اولاد
سوای اہل حرفہ لوگ اسمین بہت رہتے ہین اسلئے قصبہ نامی ہوگیا ہے عمارت پختہ زیادہ خام کم ہے دو ہزار
اٹھارہ سو چھہتر کی مردم شماری ہے دو ہزار چارسو اٹھتر گھر ایکسو چوبیس دوکانین ہین کستری سوداگر
گیہون گھیؤ وغیرہ لاد کر ملتان کو لیجاتے ہین ایک گذر دریای چناب کا اس قصبہ کے نام سے مشہور ہے۔
پھالیان یہہ قصبہ شہر گجرات سے غرب کے طرف بفاصلہ بیس کوس آباد ہے زمانہ قدیم مین پھالیا نامی
نام کی آبادی ویران ہو چکی تھی عہد اکبر بادشاہ کے وقت سے جسونت سنگھ قوم برہمن نے بادشاہی حکم سے
اس ویرانہ کو آباد کیا اور قدیم نام سے ہی موسوم رکھا اب جاٹ قوم گھیلو مالک ہین آبادی پختہ وخام دو
قسم کی ہے بلکہ پختہ زیادہ ہے چارسو ستاسی گھر ایکہزار سات سو تین کی مردم شماری چہالیس دوکانین بازار
بارونق ہے ایک قدیمی پختہ مقبرہ شیخ علی نام کسی پیر کا باہر قصبہ کے بنا ہوا ہے نالہ بوڈہی اسکی سرحد مین
جاری ہے **چوکالیان** خاص گجرات سے جنوب کو بفاصلہ چودہ کوس یہہ قصبہ آباد ہے پہلے یہہ ایک
قدیمی ویرانہ پڑا ہوا تھا عہد سمی سہٹی قوم جاٹ تارڑ نے اسکو آباد کیا اور قدیمی نام سے موسوم رکھا چغتائی
سلطنت کے ضعف کے وقت غلام محمد قوم جہٹ نے اس مقام پر اپنی سکونت اختیار کی اور قلعہ بنایا آبادی
اسکی خام مگر دوکانین پختہ ہین دو ہزار دوسو اڑسٹھ آدمی چھہ سو چہتر گھر چھیالیس دوکانین ہین **کہاریان**
ضلع گجرات کے متعلق یہہ ایک مشہور قصبہ اور تحصیل کا مقام ہے آبادی اسکی دریای جہلم کے بائین کنارے
پندرہ میل اور اٹھاسی میل لاہور سے شمال مغرب کو واقع ہے عمارت اسکی پختہ وخام دونو قسم کی ہے اور
دو باولیان یعنی چاہ زینہ دار پختہ بادشاہی وقت کے یہان بنی ہوئی ہین ایک کا پانی میٹھا دوسری کا کھارا
یعنی شور ہے اسلئے کھاریان اسکا نام مشہور ہوا **دھریاچ** دوآب کے علاقہ مین یہہ ایک قصبہ اوس سڑک پر
جو رسول نگر سے پنڈ دادنخان کو جاتی ہے چودہ میل پنڈ دادن خان سے شرق کے طرف بائین کنارے دریای
جہلم کے عین جنگل بار مین آباد ہے عمارت قصبہ کی خام مگر غلہ کی تجارت عام ہے بازار بارونق اور آباد ہے
دریا بادشاہی سے ملک سیراب ہے چارون طرف گویا عالم آب ہے **چلیان** دوآبہ چج کے متعلق
دریای جہلم کے بائین کنارے سے پانچ میل یہہ ایک گاؤن آباد ہے آبادی اسکی بہت مختصر ہے اور شہرت اسکی
میدان لڑائی سکھ کی جنگ کی تیرہ جنوری سنہ ۱۸۴۹ع کو ایک سخت لڑائی بیچ فوج انگریزی و فوج سکھی باتحت سردار چتر سنگھ و شیر سنگھ اٹاری والہ

کی ہوئی تو اس گانو نے زیادہ شہرت پائی اور صاحبان انگریز وغیرہ جتنے افسر کہ انگریزون کے طرف سے مقتول ہوئے تھے اونکی یادگار کے واسطے یہان ایک پختہ مکان بنوایا گیا ہے **کاہل** یہہ قصبہ اوس سڑک پر جو رسول نگر سے پنڈدادن خان کو جاتی ہے دریای چناب کے دہنی کنارے رسول نگر سے بفاصلہ ... میل آباد ہے برسات کی موسم مین اسی مقام پر ایک میل چوڑا دریا ہوتا ہے قصبہ کے اندر اچھا بازار ہے اور تجارت بکثرت ہوتی ہے **شاہپور** دوابہ چج کے متعلق یہہ ایک مشہور قصبہ دریای جہلم کے بائین کنارے لاہور سے بفاصلہ ایکسو چھبیس میل آباد ہے صاحب ضلع ماتحت کمشنری جہلم کے یہان ضلع کا کام رہتا ہے قصبہ سے مشرق کیطرف چھاونی کا مقام ہے جہان فوج انگریزی رہتی ہے زمین اس ضلع مین بارانی و چاہی ہے کوئی ندی نالہ جاری نہین ہے جنگل بکثرت آبادی متفرق و کم مسلمان قوم عام ہے اور ہندو ... نام ہے اور جتنے ہندو ہین اونکی عادتین بھی ہندو کی سی نہین ہین زمیندار اپنے گھر اکثر اپنی چاہ کے بناکر رہتے ہین اور وہی ایک یا دو گھر گانو شمار کیے جاتے ہین لباس عورتون اور مردون کا ایسا ... سے کچھہ تمیز نہین ہوتی کہ آیا یہہ مرد ہے یا عورت عورت مرد دونون لمبی بال رکھتی ہین اور میلی کپڑا پہنتی ہین اس علاقہ کے لوگ بسبب کم پیداواری کے مفلس بہت اور متمول کم ہین کل ضلع کی مردم شماری تین لاکھہ دو ہزار سات سو اور کل رقبہ زمین کا تین ہزار پانسو میل مربع ہے آب و ہوا اس مقام کی اچھی نہین ہے پہلی عمارت اس قصبہ کی بالکل خام اور خراب تھی اب جب رونق ہے کہ یہان ضلع مقرر ہوا ہے پختہ مکانات بہت بن گئے ہین اور آبادی بارونق ہو گئی ہے زمیندار یہان کے سید قوم ہے دو مقبرے عالیشان ایک شاہ شمس الدین شیرازی اور دوسرا شاہ محمد کا یہان متبرک مکان زیارتگاہ بنے ہوئے ہین جن پر ہر سال ماہ محرم سے میلے ہوتے ہین **کانووال** چج دوابہ کے متعلق یہہ ایک قصبہ ضلع جھنگ و تحصیل چنیوٹ کے متعلق ہے پہلی یہان ضلع شاہپور کے ماتحت کچھ تحصیل کی رونق تھی اب وہ تحصیل ٹوٹ گئی اور علاقہ متعلق ضلع جھنگ کے ہو گیا پہلے یہان زمیندار قوم ران آباد تھی مگر رنجیت سنگھ نے جب احمد خان سیال کو جھنگ سے بیدخل کیا تو یہان کے زمیندارون کو بھی جو اوسکے حامی و مددگار تھے یہان سے نکال دیا اب اس پرگنہ مین متفرق قوم لبوانہ کہلوتر کہوکہر افغان جٹ ہیر سیال ... وغیرہ رہتی ہین جنمین سے لبوانہ و کہلوتر کی بہت کثرت ہے اس علاقہ کے ساتھہ علاقہ احمد نگر بھی ملحق ہے مگر اوسمین کوئی شہری آبادی نہین چھوٹا سا پہاڑ کہکوڑانہ نام دو ڈیڑہ کوس طول مین ہے وہان سنگ تراش بہت رہتی ہین اور پہاڑ سے پتھر لاکر کھرل اور چکیان بناکر فروخت کرتے ہین پہاڑ کی چوٹی پر گورو گورکھناتھہ کا استھان بنا ہوا ہے اور گرد پہاڑ مین ... گرد اگرد پہاڑ کے جنگل بار ہے **خوشاب** ضلع شاہپور کے متعلق یہہ ایک مشہور شہر اور تحصیل ...

سکان ہے عمارت اسکی پختہ وخوشنما ہے کہتری معزز وخواندہ یہان بہت رہتے ہین وجہ تسمیہ اسکا یہہ ہے کہ ابتدا مین
باشندے یہان کے موضع بھواری جہلم پار کے علاقہ مین آباد تھے بادشاہ کے عہد مین ۹۴۶ ہجری مین شیرخان
الموسوم بفرید خان نے اوس قصبہ کو ویران کردیا ہوسکے وہان کے باشندے جہلم وار آکر آباد ہوئے
اور یہہ قصبہ اونسے بھواریون نے ملکر آباد کیا اور بھیرا نام رکھا آہنی ہتھیار بیش قبض بندوق تلوار اور
پتھر کی چیزین وبرتن مثل کھرل وگلاس وپیالہ وطشتری اور بیش قبض کے دستے سنگ یشم وغیرہ کی یہان خوب
بنتے ہین شطرنج کے مہرے وبساط بھی طرح طرح اور رنگ برنگ کے پتھرون کے نہایت عمدہ وخوبصورت
بنائے جاتے ہین نمدے کا فرش بہت تحفہ بنکر دوردور بطور تحفہ بھیجا جاتا ہے لوہار یہانکے چھری کانٹا ایسا
اچھا بناتے ہین کہ اوسمین اور ولایتی چھری کانٹے مین سرمو فرق نہین ہوتا قصبہ کے باہر ایک قدیم
پختہ مسجد شیرشاہ بادشاہ کی بنوائی ہوئی موجود ہے **ساہیوال** پنج دو آب کے متعلق یہہ ایک قصبہ
باہین کنارے دریائے جہلم کے لاہور سے اسکو اونسٹھ میل شمال کی طرف کو آباد ہے عمارت اسکی پختہ وخام
ملی ہوئی ہے کہتری اروڑے ہندو بکثرت اور مسلمان کم رہتے ہین زمیندار یہان ہندوون کی ہیرو وہین
ناشپاتی بھی یہان اچھے پیدا ہوتے ہین گرما فالسہ سنگترہ سیب وغیرہ میوے بھی یہان پیدا ہوتے ہین ظروف
بہنجی کنول کٹورا کابی آفتابہ ساگر چولی ڈبہ یہان بہت خوبصورت وخوشنما بنتے ہین کام ہاتھی دانت کا بھی
اچھا ہوتا ہے بازار مین تجارت کا گرم بازار ہے نمک گیہون کپڑا اور غلے کی تجارت بہت ہوتی ہے تحصیلدار تحصیل
ضلع شاہپور کے یہان تحصیل کا کام دیتا ہے **جھوک** یہہ علاقہ ڈیرہ آباد ہے اسمین موضع کھائی خورد و
کھائی کلان وجھوک قریب ستر ہزار کے کھجور کے درخت لگے ہوئے ہین ہر سال سرکار سے اوسکا ٹھیکہ ہوتا ہے
اسمین اقوام جوئیہ وکھوکھر وبلوچ وسید وقریشی آباد ہین **ڈڈی گھاٹ** یہہ قصبہ دہنی کنارے
دریائے چناب کے ملتان سے پانچ میل شمال مغرب کو آباد ہے متصل اسکے ایک بڑا گھاٹ ہے جو اسی کے
نام سے موسوم ہے اس گھاٹ سے مسافر لوگ اکثر ملتان سے ڈیرہ جات کو جاتے ہین **ٹلہ** یہہ ایک اچھا
رونق دار مقام ہے عمارت اسکی اگرچہ خام ہے مگر بازار آباد ہے رفتا رفتا ہے تجارت غلہ وشکر گڑ
وتمباکو کی بہت ہوتی ہے اس علاقہ مین دو جگہہ خوب میلا ہوتا ہے ایک مقام تخت ہزارہ شاہ شہاب الدین
سہروردی کے مزار پر ہر سال ماہ بیساکھ کے پہلے ہفتہ کے دن دوسرا بیساکھ مہینے کے پہلی اتوار کو مزار صاحب شاہ
فقیر محمد وفقیر مل میلا ہوتا ہے ان دونون میلون مین ہزارہا خلقت جمع ہوجاتی ہے اور یہہ تخت ہزارہ
وہی ہے جسمین یہہ قوم رانجھا ہیر کے عاشق کا مولد و وطن تھا اور رانجھا وہان سے آکر جھنگ سیال مین جاکر
ہیر کی بابت بابا سیال چرانے کو نوکر رہا تخت ہزارہ مین زمیندار قوم رانجھا بہت رہتے ہین اور زمیندار کی

بھی یہان اوسی قوم کی ہے بلکہ ڈھ کی علاقہ مین بھی اکثر رانجھا قوم کے زمیندار ہین زراعت چاہی یہان
بہت ہوتی ہے کہیتون کو پانی چرخ چوب کے ذریعہ سے دیا جاتا ہے گنا یہان بہت پیدا ہوتا ہے گوڑ اور انبا
مگر آب و ہوا ناقص ہے اکثر لوگون کو گلے پھول جاتے ہین تخت ہزارہ ایک گانو کا نام ہے جسکا نام پہلے
بھوانگیر نگر تھا کسی وقت اوسکی اچھی آبادی تھی کہ ہزار خان یعنی امیر وہان قیام پذیر تھی اسواسطے اوسکو تخت ہزارہ
کہنے لگی پہلی زمینداری قوم رانجھا کی یہان تھی چنانچہ اوسوقت کی ایک مسجد قدامت عمدہ بنی ہوئی موجود ہے
اگرچہ بہت سی گر گئی ہے مگر تو بھی باقیماندہ عمارت عمدہ ہے اب قوم بڑہ ڈہڈو اوسپر قابض ہے

جہلم

قصبہ صدر دریای جہلم کے دہنی کنارے پر شہر لاہور سے ایکسو میل شمال مغرب کے گوشہ مین آباد ہے اگرچہ آبادی
اسکی کچھ بہت بڑی نہین ہے لیکن بارونق مقام ہے سکھون کے وقت صرف سات سو گھر اور ایکسو دوکان
اسمین آباد تھی اب جس روز سے کہ کمشنری و ڈپٹی کمشنری یہان مقرر ہوئی ہے آبادی اسکی پہلے سے دوچند
بڑہ گئی ہے اچھے اچھے پختہ مکانات عالیشان و بارکین و کوٹھیان تعمیر ہوگئین ہین نیا بازار بامو قع بن گیا ہے
تجارت یہان بکثرت ہوتی ہے بڑی بڑے ساہوکار مالدار بیوپاری دوکانین رکہتے ہین نمک کی کان سے
جو اس ضلع مین ہے بیوپاری نمک خرید کر کشتیون کے ذریعہ سے بہت یہان لاتے ہین اور یہان سے اور
ملکون مین بیلون اور گدہون پر لاد کر لیجاتے ہین جہلم کے پرگنہ کے آدھے گانو جو مشرق کے سمت کو آباد
ہین اونکی زمین ہموار ہے کنوون کا پانی بھی تیس چالیس ہاتھ پر نکل آتا ہے اور نصف علاقہ جو غربی سمت کو
ہے وہ ناہموار و کوہستانی ہے اوسمین کنوان کہد نہین سکتا رہنے والے وہان کے تالابون اور نالون
چشمون کا پانی پیتے ہین اور اگر شاذ و نادر کہین کنوان ہے تو بھی وہ ستر اسی ہاتھ عمیق ہوتا ہے پانی مشکل
اوس سے کہینچا جاتا ہے باشندے اس ضلع کے سب کے سب مسلمان زمیندار جاٹ گوجر گکہڑ ہین کل ضلع کی
مردم شماری تین لاکھ چورانوین ہزار تین سو چھپن ہے جہلم کے کنارے جسقدر زمین ہے وہان گیہون
چاول مکئی گنا و باجرہ پیدا ہوتا ہے جب دریا مین طوفان آتا ہے تو اکثر اوقات شہر کی آبادی کو نقصان
پہونچتا ہے سردی کے موسم مین شہر سے ایک میل کے فاصلہ پر دریا پایاب بھی ہو جاتا ہے اور اوسی پانی
کے راستے سے ۱۸۳۹ء مین انگریزی فوج جو افغانستان کی مہم پر مامور ہوئی تھی پایاب اوتری تھی اگرچہ اوسوقت
دریا کا پانی بہت کم تھا تو بھی اکثر آدمی دریا مین بہہ کر غرق ہو گئے تھے آبادی شہر جہلم کی سمندر کی
سطح سے ایکہزار چہ سو فٹ بلند ہے اور سرکار نے اب گرانڈ ٹرنک روڈ اسمقام تک جہازون کا چلانا جاری
کردیا ہے اس ضلع کے متعلق چار تحصیلین ہین ایک صدر تحصیل جہلم دوسری تحصیل پنڈدادنخان
تیسری چکوال چوتھی قلعہ گنگ اور ہر ایک تحصیل مین تحصیلدار اور تحت صاحب ڈپٹی کمشنر جہلم کام دیتا ہے

اور صاحب ضلع کی کچہری خاص جہلم مین ہوتی ہے **رہتاس** سندہ ساگر دوآب مین یہہ بڑا نا
سنگین قلعہ دریاے جہلم کے دہنے کنارے سے مغرب کے سمت کو بفاصلہ چہہ میل واقع ہے بانی اس قلعہ کا شیرشاہ
بادشاہ افغان ہے جسنے اس قلعہ کو بعد بیدخل کرنے ہمایون شاہ بادشاہ کی سنہ [illegible]ع مین بصرف پندرہ
لاکہہ روپیہ کے بنوایا اور خواص خان ایک اپنے معتمد امیر کو بارہ ہزار سوار جرار دیکر یہان ماٰمور
کیا اس خیال سے کہ مغربی بادشاہون کا حملہ ہند پر ہو اور وہ آئندہ پنجاب مین آنہ پاوین یہہ قلعہ
پہاڑیون کہکڑون کے ملک کے سرحد پر بنا ہوا ہے اور استحکام اور مضبوطی مین اپنے ثانی نہین رکہتا
بیرونی دور اسکا اڑہائی کوس اور اندرونی حصہ اڑہائی میل شکل اسکی مستطیل ہے دیوارین اسکی
تیس فیٹ یا چالیس ہاتہہ چوڑی موٹی ہین اور چونہ اور پتہر کی نہایت سخت و سنگین عمارت ہے بارہ دروازے
نہایت مضبوط و بلند و فراخ بنے ہوئے ہین اونمین سے خاص دروازہ و دروازہ لنگرخانہ و دروازہ
کابلی و دروازہ سوہلی ایسی بلندی و استحکام کے ساتھہ بنائے گئے ہین کہ انسان دیکہکر حیران ہوجاتا ہے
دو طرفین قلعہ کی اور نیز جو دیوار کہ اسکے شرق کے طرف ہے ایک ندی کے کنارے پر واقع ہے جو کہ اس
پہاڑ اور قلعہ کے درمیان بہتی ہے مغربی دیوار اسکی دریا کے گام پر ہے جو اسکی بنیاد مین بہتا ہے
دیوارون مین دوہری سوراخ گولے چلانیکے واسطے رکہے ہوئے ہین قلعہ کے اندر اگرچہ چند کنوئین
اور ایک باولی پتہر کی بنی ہوئی ہے مگر وہ اب پانی نہین دیتی باولی کی سیڑہیان ایکسو اکیاسی ہین اور
سیاہ پتہر کی عمارت ہے سیڑہیان چوڑی اسقدر ہین کہ اگر ایک ہی دم ایکسو آدمی اوسمین اوتر جاوین تو ممکن
ہے قلعہ کے محلات شاہی و دیوان خاص عام اور بڑی مسجد جو لنگرخانہ کی دروازہ کے پاس تہی سب
منہدم ہوچکی ہین باعث اسکا یہہ ہوا کہ جب افغانی سلطنت آپس کے نااتفاقیون کے سبب ضعیف ہوگئی
اور ہمایون بادشاہ نے کابل سے آکر دوبارہ پنجاب کو لیا تو اٹک سے ادہر گروہ یہان پہونچا اور یہہ قلعہ
قلعہ داران سے اوسنے بلاجنگ جدل لے لیا اور قلعہ کے [illegible] سمجہکر جسقدر بڑے بڑے عالیشان مکان شیرشاہ
کے بنوائے ہوئے تہے سب اونکو مسمار کرادئے اور چاہا کہ کل قلعہ کو منہدم کردے مگر جلدی کے مارے دہلی
کو چلا گیا اوسوقت بہت سے مکانات گرائے گئے پہر بادشاہان چغتائی نے اس قلعہ کی مرمت کی طرف
کوئی توجہ نہوا اسواسطے یہہ بہی منہدم ہوگئی بلکہ اکثر طرف کی دیوار بہی ایسی برباد ہوئی ہے کہ اندر باہر
آنے جانیوالون کو کوئی روک کی جگہہ نہین رہی قلعہ کے اندر اکثر طرف تو جنگل و ویرانہ ہے اور دوم
و درمیانی مین شمالی گوشہ کے اندر ایک قصبہ آباد ہے جسکو رہتاس کہتے ہین سکہون کے وقت چند سو گہر
اور ڈیڑہ سو دوکان اوسمین آباد تہی اب اوس سے بہی زیادہ آبادی ہے دروازہ کے طرف [illegible]

اب بھی مضبوط و بلند کھڑی ہے سوا اسکے او دو طرف پہاڑ ہے اور اسی طرف نزدیک دیوار نالہ جاری ہے
اور وسیع میدان ہے یہہ نالہ اگرچہ بہت تھوڑا مدت ہی مگر خشک رہتا ہے برسات کے موسم مین آسمان سے اسقدر
طغیانی ہوتی ہے کہ لوگ اوتر نہین سکتے اور اوسکی تیزی کے سبب سے اکثر لوگ بہہ جاتے ہین قلعہ کے
دروازے کے باہر ایک چشمہ ہے جو ہمیشہ جاری رہتا ہے اور قصبہ کے لوگ اوسکا پانی پیتے ہین یہہ
قلعہ خاص جہلم سے آٹھہ میل پر اولنڈی کے راستے پر واقع ہے **بال ناتھہ جوگی کا ٹیلہ**
سندہ ساگر دوآب مین یہہ ایک مشہور آبادی اور عبادتگاہ جوگی فقیرون کی ہے قلعہ رہتاس سے
جنوب بمغرب کیطرف فاصلہ اسکا دس میل یا سات کوس کا شمار ہوتا ہے یہان جوگی بہت رہتے ہین
اور برسوین روز توجوگیون کا اسقدر اجتماع ہوتا ہے کہ ہزارون تک نوبت پہونچ جاتی ہے اسکی آخر
مین ایک چشمہ ہے جس سے شور پانی نکلتا ہے پینا اوسکا بہت مریضون کے واسطے جنکی مرض بلغمی ہو
فائدہ بخش ہے خصوصاً خنازیر کے مرض کے بیمار کو تو بہت ہی مفید ہوتا ہے **کٹاس** سندہ ساگر دوآب
اور ضلع جہلم کے متعلق یہہ ایک مشہور و آباد بستی ہے اور جہلم مین کٹاس ایک تالاب کا نام ہے جو اس کے
پاس پہاڑ کے اندر ہے تالاب کے اندر سے ایک چشمہ پانی کا اوبلتا ہوا نکلتا ہے اس چشمہ کے گہرائی کا کچھہ
حد وحساب نہین ہے برہمن کہتے ہین کہ یہان سے طبقات زمین کا شق ہو رہا ہے اسواسطے تہہ نہین ملتا یہہ کہی
اسکے باب مین ہندو کہتے ہین کہ یہہ چشمہ زمین کی دہنی آنکھہ ہے دوسری آنکھہ جسکو بائین آنکھہ کہنا چاہئے
سکتا ہے ضلع اجمیر مین امرکنڈ تالاب ہے جسکا نام پشکرجی بھی مشہور ہے اس چشمہ کے گرد بہت سے مندر اور
سنیاسی اور اسی سادھون کے کل اکثر ہندو رہتے ہین نہاتے ہین کھلی تاریخ بیساکھہ کے ہر سال یہان ایک میلا
ہوتا ہے دور دور سے ہندو برہمن کھتری سادھ فقیر غسل کے واسطے یہان حاضر ہوتے ہین
پنڈ دادن خان سندہ ساگر دوآب ضلع جہلم کے متعلق یہہ ایک بڑا قصبہ دریای جہلم
کے دہنی کنارے سے بہت نزدیک بقدر چار میل کے آبادی ہے اگرچہ عمارت اسکی ملی ہوئی گنجان و خام ہے
مگر مطبوع مقام ہے مضبوطی کے واسطے دیوار کی لکڑی مکانون مین بہت صرف ہوئی ہوئی ہے سکھون
کے وقت اسمین چھہ ہزار گھر اور پانسو دوکان کی آبادی تھی اب بھی سبب مقرر ہونے تحصیل ضلع جہلم
کے آمد رفت لوگون کی یہان بہت اور بازار مین تجارت بکثرت ہے تیرہ ہزار پانسو آدمی کی آبادی
ہے راجپوت کہوکہر جالب جنجوعہ راجہ مل کی اولاد مسلمان اس پرگنہ کے زمیندار ہین شہر کی آبادی
کہین پہاڑون کی قطارون سے بہت قریب ہے باشندے یہان کے نمک کے کہودنی کا کام بہت کرتے
ہین رنجیت سنگھ کے وقت اسی شہر مین نمک کی منڈی و خرید فروخت ہوتی تھی شہر کی آبادی چار

حصوں میں منقسم ہے دو آبادیوں کو تو کوٹ کہتے ہیں اور ایک کا نام ٹلی وال ہے جہاں ارذل لوگ
رہتے ہیں چوتھی آبادی کا نام منڈی ہے یہہ آبادی نسبت اوروں کے بہت بڑی ہے شہر کے باہر ایک پرانا
قلعہ ہے اوسمین تحصیل کی کچہری ہوتی ہے اور ایک بارہ دری راجہ گلاب سنگہ کے وقت کی بنوائی
ہوئی تھی ریشم کی لنگی یہان بہت اچھی بنتی ہیں اور وہی ایک تحفہ اس شہر کا مشہور ہے پنڈدادنخان
سے جانب شرق چار کوس پر ایک چشمہ پانی کا جاری ہے اوسکے پینے سے انسان کو دست آتے ہیں پس
جس شخص کو مسہل لینا منظور ہوتا ہے اوسکے پانی کا ایک جام پی لیتا ہے پندرہ سولہ دست آجاتے ہیں
اور خوراک غلہ گندم بریان کہاتا ہے اور نام چشمہ کا گھرارٹ ہے **کوہ نمک** یہہ پہاڑ ایک سلسلہ
پہاڑوں کا ہے جو کوہ سلیمان کے شرقی بنیاد سے لگکر دریاے جہلم تک پہیلتا ہے مختلف مقاموں میں
نام بھی اسکے مختلف ہیں اہل یورپ اسکو سالٹ رینج کے نام سے پکارتے ہیں یہہ اسلیے کہ یہہ بہت فراخ تھا
ہی اور دور دور تک اسمیں نمک نکلتا ہی اگرچہ جنوبی حصہ اسکا جہلم تک ختم ہو جاتا ہی مگر شمالی حصہ اسکا کوہ ہمالہ
کے جنوبی حصے کے ساتھ ملحق ہو جاتا ہے آخری حد اسکی قصبہ بنبر و جہون و نور پور و ملا سور بلکہ بعض آباد
جس مقام پر کہ جمنا بہتی ہے اور ہردوار کے مقام تک جہان کہ گنگا بہتی ہے پہونچتا ہے آغاز و انجام اسکا
شمال غرب سے جنوب شرق کو ہے اس پہاڑ سے مقام پنڈدادنخان و کالاباغ نمک نکالا جاتا ہی اور جس جس
مقام سے نکالتے ہیں وہاں کہاد اولتے ہیں کہاوی علیحدہ علیحدہ اور نام بھی اونکے علیحدہ علیحدہ ہیں
انمیں بڑا کہاد اسوجوال کا ہے مشعل لیکر کہادی کے اندر جاتے ہیں اور نمک کہادی کے اندر شیشہ
کیطرح چمکتا ہوا نظر آتا ہی سوجوال کا کہاد اکثر سے شکل پر ہے اور قریب تین سو قدم کے اوسمین اوترنا
پڑتا ہے اور بڑے بڑے نمک کے ٹکڑے کہود کر وہان سے باہر لاتے ہیں پہلے یہہ نرم ہوتا ہی پھر ہوا لگ کر
سخت ہو جاتا ہے بعض اوقات نمک کہودنے والے پہاڑ کے نیچے دب کر مر جاتے ہیں کہادون
کے اوپر انتظام سرکاری ہر وقت رہتا ہے کوہ منڈی کے متصل بھی اسی پہاڑ کے اندر سے نمک نکالا جاتا ہے
مگر وہ نمک اعلیٰ قسم کا نہیں ہے اور یہہ نمک پنڈدادنخان اور کالاباغ کا عمدہ و گلابی و سفید و اعلیٰ ہے
اور یقین ہے کہ اگر اور مقامات میں بھی اس پہاڑ کے اندر نمک کی تلاش کیجاوے تو بہت جگہ نمک کی کانیں
نکلیں بادشاہوں کے وقت ان کانوں کا ظہور ہوا اکبر کے وقت بھی یہان سے نمک نکالا جاتا تھا کہ آئین اکبری
میں اسکا ذکر تحریر ہے رنجیت سنگہ کی حکومت کے وقت فی سال قریب دس لاکہہ من کے یہان سے نمک کہودا
جاتا تھا اور تمام پنجاب میں بہت ارزان فروخت ہوتا تھا اب سرکار انگریزی کے حکم سے کہودا جاتا ہے
اور بہت گران بکتا ہے اس پہاڑ کی کانوں کے سوای بھی کوہاٹ کی کان و لیہ دہلی و لیہ ستلج و

کارخانجات نمک متعلقہ گورنمنٹ پنجاب مین کل نمک سرکاری فروخت ہوتا ہے اور اس کام کے انتظام
کے واسطے بڑے بڑے محکمے اور عملے حاکم و محافظ و محصل مقرر ہین چنانچہ ابتدای ماہ مئی ۱۸۶۵ء لغایت
مارچ ۱۸۶۶ء چوہتر لاکھ چھیاسی ہزار ایکسو اڑتالیس روپیہ کی آمدنی سرکار کو ہوئی اور آیندہ روز بروز ترقی
ہوتی چلی جاتی ہے اور خرچ عملہ کا جو اس کام پر مامور ہے پانچ لاکھ چوبیس ہزار چھہ سو بیانوین روپیہ سال
تخمینا ہوتا ہے اور کنٹنجنٹ کے رقم کا خرچ اڑسٹھ ہزار ننانوین روپیہ الگ ہے اس پہاڑ مین نمک کے
سوا اور بھی بہت کانین ہین پھٹکری و گندھک بھی اسی سے نکالا جاتا ہے کوئلے کی کانین بھی اب
انگریزون نے اسی پہاڑ کے اندر دریافت کری ہین بلندی اس پہاڑ کی چوٹیون کے کوئی بہت بڑی نہین ہے
تمام چوٹیون مین بہت بڑی چوٹی دو ہزار پانسو فیٹ بلند ہے اس پہاڑ کے اوپر نباتات و درخت پیدا
نہین ہوتی دریاے سندھ اسکے اندر جاری ہے جسکا راستہ بہت گہرا اور تنگ ہے اور کنارہ پر اوسکے
قصبہ کالاباغ آباد ہے اور جو سڑک کہ اسکے اندر بنائی گئی ہے وہ ایکسو فیٹ دریا سے اونچی ہے نمک ان
کانون کا بعض گلابی اور بعض بہت سرخ اور بعض خاکی رنگ اور بعض سفید ہوتا ہے اور ایک قسم کا
شفاف نمک نکالا جاتا ہے جو صاف کیے ہوئے بلور کے طرح چمکتا ہے اوسمین اور بلور کے نگینہ مین ناواقف آدمی تمیز نہین
کر سکتا اس پہاڑ کا پانی تمام شور ہے اور بعض مقامات سے جو چشمہ پانی کے نکلتے ہین اونکا پانی بھی سفید و شور
ہوتا ہے اس پہاڑ کی تمام زمین خصوصا کالاباغ کے متصل سرخ رنگ ہے اسمین دریاے سندھ بہتا ہوا اچھا
لگتا ہے نہایت خوشنما معلوم ہوتا ہے کالاباغ کے پاس کے حصہ مین مقناطیس اور کلی کے پتھر بھی بکثرت
ہین اور ایک قسم کا سرخ رتیلا پتھر بھی ملتا ہے خصوصا کوئلے کی کان کے پاس رتیلی پتھر بہت ہین کچا لوہا بھی اس
پہاڑ مین بہت دستیاب ہوتا ہے جو سرخ و خاکی و سیاہ رنگت کا ہے اوس لوہے کی کانون کی کثرت ہے
کہ اگر اس پہاڑ پر چڑھ کے کمپاس لگائین تو کمپاس کی سوئی مقناطیسی اپنا کام نہین دیتی یعنی شمال نہین
بتلاتی صرف پہاڑ کے سمت ہی مائل رہتی ہے اور جو ندیان کہ اس پہاڑ کی بنیاد مین بہتی ہین اونکے
ریگ مین سونے کا ریتا نکلتا ہے بہت لوگ ندیون سے ریتا نکالکر اور اوسکو دھو کر سونا نکالتے ہین بعض
بعض وقت ایسے ٹکڑے جن مین سونے کے بقدر ماش کے بھی نکل آتے ہین کالاباغ کے اندر پھٹکری بنانے کے
کارخانے بہت بنے ہوئے ہین اوسکے بنانے کی ترکیب یہ ہے کہ پھٹکری کے پتھر کے ٹکڑے پہاڑ سے نکالکر اور
نیچے اوپر رکھکر بیس فیٹ تک اونچا ایک انبار لگا دیتے ہین اور ان ٹکڑون کے اندر بھی برابر لکڑیان
رکھتے ہوئے چلے جاتے ہین پھر انبار کے گرد اور لکڑیان رکھکر آگ لگا دیتے ہین بارہ ساعت تک وہ آگ روشن
رہتی ہے اوس آگ کی گرمی سے اصل پھٹکری پگھل کر باہر آ جاتی ہے جو گلابی رنگ کی ہوتی ہے پھر اوسکو پانی

کے حوض مین ڈالکر تین دن تک رکھتی ہین اوسے رنگ اوسکا سرخ ہوجاتا ہے پہر وہان سے نکالکر دوبارہ
کچھہ مصالح مجوزہ اپنا ڈالکر بڑے بڑے برتنون مین جوش دیتے ہین بعد جوش کے وہ سرد ہوکر برتنون کی
تہہ مین بیٹھہ جاتی ہے گویا وہ اصل پھٹکری بن چکی الغرض اس پہاڑ مین بڑی بڑے فایدہ کی چیزین حاصل
ہوتی ہین ایسی کہ اور کہین پیدا نہین ہوتی اور سواے اسکے ردی زمین پر کوئی ایسا پہاڑ نہین
ہے جسمین نمک لوہا سونا گندھک پہٹکری مقناطیس شورا کوئلا کلی کے پتہر وغیرہ اسقدر فایدہ بخش
کانین ہون اگرچہ نباتاتی دولت اسمین نہین ہے مگر معدنی دولت بے انداز ہے شورا اگرچہ پنجاب
کے میدانی وشور زمین سے بھی ملتا ہے مگر یہان کا شورا بڑا اعلی قسم کا ہے **دھنی چکوال**
دھنی کے ملک مین یہہ قصبہ نامی گرامی اور تحصیل کا مقام ہے تحصیلدار ماتحت ضلع جہلم یہان کام دیتا
مگر اس پرگنہ کا علاقہ تمام خراب ہے جنوب شرق کی طرف اسکی پہاڑ غرب کی طرف کہنڈر زمین سخت پہاڑ
سے اثر ہے قوم جاٹ راجپوت لکی زئی مسلمان اسمین رہتی ہین گھوڑا اس پرگنہ کا بہت مضبوط اور
اچہا ہوتا ہے **تلہ گنگ** سندہ ساگر دوآب ضلع جہلم کے متعلق یہہ ایک قصبہ پہاڑ کے متصل دریا
سندہ کے بائین کنارے آباد ہے اور تحصیلدار ماتحت ضلع جہلم کے یہان کام دیتا ہے اس پرگنہ مین
مسلمان قوم اوان بہت رہتے ہین اور ایک پہاڑ سون سکیسر نام یہان مشہور ہے ہندو کہتے ہین پانڈوان
راجے جب جلاوطن ہوئی تو مدت تک وہ اسی پہاڑ مین رہتے تہے ایک تالاب بہت بڑا دو کوس کے طول
عرض کا یہان موجود ہے جسکو ہندو سمندر کہتی ہین پانی اوسکا کہاری ہے اور ایک کنوان گنگا جل نام پانی اسکا
میٹہا اور خوشگوار ہے ایک قسم کی لکڑی خوشبودار یہان پیدا ہوتی ہے اوسکو سرک کہتی ہین اوس سے
لونگ کی بو آتی ہے مسواکین اوسکی پیلو ہیبہ وو دور دور بہی جاتی ہین خوشبو اوسکی اس حد تک ہوتی
کہ ایکدفعہ مسواک کرنے سے تمام روز منہہ سے خوشبو آتی رہتی ہے نمک کا پہاڑ یہان بھی موجود ہے مگر اب
دستور تمک نکالا نہین جاتا **خوشاب** یہہ ایک مشہور شہر ہے دو ہزار گہر او دو سو دوکان
کی آبادی رنجیت سنگہ کے وقت اسمین تھی اب بھی آبادی اسکی بارونق ہے تجارت کی گرم بازاری ہے اسی
ایسکا جانے جاری ہین آبادی اسکی دریاے جہلم کے دہنی کنارہ سے مرا قم ہے شہر کی عمارت شاندار
قوم اوان راجپوت سید مگر کوریہ گہوکہر چہت وغیرہ اسمین آباد ہے لنگی کہیس سوتی دار یشمی
وشطرنجی کلکاری سوتی اسمین اچہی بنتے ہین ایک میلہ خوشاب سے شرق کیطرف ایک کوس خانقاہ حضرت شاہ
عنایت شاہ ولایت پر محرم کی پہلی تاریخ ہوتا ہے دوسرا میلہ حافظ دیوان کی خانقاہ پر بیسوین چیت کو
تیسرا میلہ مقبرہ حافظ ولی اللہ پر ساتوین ذی الحج کو چوتھا میلہ شاہ فقیر کی کوڑی کا اساڑہ کے مہینے مین

ہوا کرتا ہے **مٹھہ ٹوانہ** خوشاب شہر سے چار کوس ریگستان کے اندر یہہ ایک قصبہ آباد ہے زمینداری
و ملکیت وہان بلوچون کی ہے اور آدمی بڑے دلاور و بہادر رہتے ہین قصبہ مین دو ہزار گھر اور پچیس دوکان
آباد ہین حال اوسکا سب بارانی ہے بارش نہو تو کچھہ پیدا نہین ہوتا **سارنگ کوٹ**
سندھ ساگر دوآب مین یہہ ایک قصبہ بائین کنارے دریاے سوان کے تیرہ میل سمت جنوب مشرق
شہر پشاور کے آباد ہے **منکیرا** واہ سندھ ساگر مین یہہ ایک مضبوط و مشہور قلعہ ہے گرد اسکے
کچی دیوار نہایت مستحکم بنی ہوئی ہے بانی اسکا نواب سربلند خان ہے جنے ایسا قلعہ ریگستان یعنی تھل کی
زمین مین بنوایا چونکہ اسکے چارون طرف دور دور بسبب ہونے رتیلی زمین کے پانی نہین مل سکتا تھا
اسواسطے دشمن کو اسپر بسہولت دستیاب نہین ہوسکتا تھا قلعہ کے پانی کی قبر یعنی قلعہ کے اندر ہی چرخ
ہین اور ایک مسجد و پختہ چاہ قلعہ مین تعمیر ہوا موجود ہے قصبہ منکیرا ایک اچھی آبادی کا مکان قلعہ
کے اندر آباد ہے جسمین پانسو گھر اور ایکسو دوکان ہے قلعہ کے خندق کی عمارت پختہ و مستحکم بہت چوڑی
ہے احمد شاہ درانی کے وقت علاقہ اسکا کابل کے سلطنت کے متعلق تھا اور اوسی بادشاہ کیطرف سے
یہان ایک ناظم مقرر تھا جب وہ سلطنت ضعیف ہوگئی تو ناظم بیا ایکا خود سر حاکم بن بیٹھا اور مدت تک
حکومت کرتا رہا ۱۸۲۱ء مین رنجیت سنگہ نے ناظم منکیرا پر بڑی فوج لیکر یورش کی اور ایک مہینہ تک
محاصرہ رکھا آخر فوج سکھی بسبب بے آبی علاقہ کے بہت تنگ آئی اور عنقریب تھا کہ محاصرہ اوٹھہ جاوے
اوسوقت رنجیت سنگہ نے خام کنوئین بیشمار کھودوادیے اور فوج کو سیراب کرکر نہایت سختی کے ساتھہ محاصرہ
کیا جب نواب نے جانا کہ اب سکھی فوج کے ساتھہ سر اٹھانا مشکل ہے اطاعت قبول کی اور قلعہ رنجیت سنگہ
کے حوالے کردیا رنجیت سنگہ نے کچھہ جاگیر نقد رگذارہ اوسکو ڈیرہ اسمعیل خان مین دیدی اور نواب فیض خان
منکیرا چھوڑ کر ڈیرہ اسمعیل خان مین چلا گیا **قلعہ ودوا** سندھ ساگر دوآب مین یہہ ایک قلعہ دریاے
سندھ کے بائین کنارے سے بتالیس میل اور ایکسو چالیس میل لاہور سے شمال مغرب کے سمت کو واقع
ہے **کارلو والہ** سندھ ساگر دوآب مین یہہ ایک قصبہ چوبیس میل دہنے کنارے دریاے جہلم
اور ایکسو چالیس میل لاہور سے مغرب کی سمت کو آباد ہے **کالی سرائے** یہہ ایک قصبہ
اٹک اور راولپنڈی کی سڑک پر اٹک سے بفاصلہ نو میل جنوب مشرق کی سمت کو دریاے کالی کے
کنارے پر آباد ہے یہان ایک قدیم بادشاہی سرای بڑی مضبوط بنی ہوئی ہے چونکہ قصبہ سرا
دریاے کالی کے پاس ہے اسواسطے سرای دریا کے نام سے موسوم ہوا اور قصبہ کا نام بھی سرای [illegible]
دریاے کالی ایک چھوٹا سا دریا مشرق کی سمت سے بہتا ہوا یہان آتا ہے اور یہان ہی [illegible]

چاکر دریا سے ہر دم مین جا داخل ہوتا ہی اس دریا کا اگرچہ یہ طول مین بہت کم ہی مگر عمیق بہت ہی سرا سے
کے پاس اسکے اوپر ٹھہر دون کا پل بنا ہوا ہے اور صاحبان انگریز اپنے نقشون مین اس دریا کا نام دریا
تمرا لکھتے ہین اس قصبہ کے شمال مغرب کو ایک کنوان زینہ دار بنا ہوا ہے جسکے نیچے اکسیو سیڑہی اترکر
جاتے ہین اسکے گرد سے کا ملک کوہستانی و نا ہموار و بلند ہے **چوا سیدن شاہ** یہ ایک بڑی آبادی
نمکین پہاڑ کے پاس وادی سندہ سے مشرق کی طرف قریب پچاس میل کے آباد ہے اس مقام کے نزدیک تلاش
صاحبان انگریز کے ایک خاطرخواہ کان کوئلہ کی دستیاب ہوئی ہے مگر ابھی کوئلہ نکلنا شروع نہیں ہوا
میانی یہ قصبہ نمکسار کے پاس کے قصبون مین سے ایک مشہور قصبہ ہی عمارت اسکی پختہ اور
اچھا بازار ہے پہلی نمک کی منڈی سکھون کے وقت یہان مقرر تھی اس سبب سے اسکو نون میانی کہتے تھے
نمک نمکسار سے نکلکر یہان ہی جمع ہوتا اور تولا کرتا تھا سوداگر لوگ خریدکر لیجاتے تھے اسلیے اسوقت
شہرت اور آبادی اسکی زیادہ تھی اب بھی بارونق مکان ہے باغ اور شوالے بہت اچھے یہان
بنے ہوئے ہین باشندے یہان کے اکثر ہندو لوگ ہین جو نمک کھودنے کا کام کرتے ہین اور اوسی
آمدنی سے انکا گذارہ ہے **علاقہ کرونٹ** یہ قصبہ چھوٹا سا پچی گلی ہوئی عمارت کا ہے
جسمین پختہ عمارت بہت اور خام کم ہے قصبہ کے اندر ایک مکان ہندون کا تیرتھ گاہ دو زور سے
بنا ہوا ہے جسکو دیال پور کہتے ہین ہر سال ماہ بیساکھ کو وہان میلہ ہوتا ہی دیسی کپڑے کی یہان منڈی
ہوتی ہے اور ہزار روپیہ کا کپڑا ڈیرہ جات کو بھیجا جاتا ہے **علاقہ لکیان** اس علاقہ
مین کوئی بڑی آبادی نہین ہے چھوٹے چھوٹے گانؤن آباد ہین مگر جنگل بار کے اندر ایک مکان گورکہ
کے مشہور ہے اوسکے اوپر ایک جوگیون کا مکان بنا ہوا ہے جسکو ٹلہ گورکہ کی گدی بولتے ہین چوتھے
روز وہان بڑا میلہ ہوتا ہے فقیرون کا گدی نشین میلہ کے روز جسقدر آدمی جمع ہوون فی آدمی دو
روٹی اور آدہ سیر حلوا تقسیم کرتا ہے اگرچہ دنیادار بھی اسمین بہت ہوتی ہین مگر بڑا اجتماع ہندو
فقیرون کا ہے پہاڑ کے نیچے ایک پختہ تالاب اور پہاڑ کی چوٹی پر بھی تالاب پانی کے بارش کے
پانی سے بھرے رہتے ہین اور وہی پانی وہان کے لوگون کو سال بھر کے واسطے کافی ہوتا ہی گدی نشین
فقیر اس جگہ کا بڑا دولتمند اور مالدار ہی سے رنجیت سنگہ کے وقت اکثر یہ باہم بہار نکے فقرا کی گدی نشینی
کے اوپر تکرار ہو پڑی تھی تو گدی نشین نے چون ہزار روپیہ نذرانہ دیکر گدی یہان کی سرکار لاہور سے
حاصل کی تھی پہلے اس جگہ کے پجاری کے لاکھون پنجاب کے سرزمین مین جو ہر سال نذرانہ فقیر
بڑی اعتقاد سے بھیجتی رہتی ہین اس پہاڑ کے ٹیلون مین بھی ایک مشہور ٹیلہ اور ہی جسکو بھرا کہتے ہین انہی مشہور

صاحب ڈپٹی کمشنر شاہپور نے بڑی تلاش کر کر لوہے کی کان دریافت کی اور چاہا کہ شہر بھی اوسی جگہ
سے نکالا گیا اور امتحان کے وقت اوس میں تھوڑے چاندی کا کام اچھا دیا زراعت یہاں کی کل بارانی ہے چاہی
زراعت بالکل نہیں ہوتی اور ایک موضع دریچہ نام تالہ لکیان میں ایک فقیر کی خانقاہ پر میلہ ہوتا ہے وہان
بھی بڑی ہجوم ہوتی ہے اور اسیطرح موضع میر سہری کی خانقاہ پیر سہری پر چیت کے مہینے بڑی ہجوم سے میلہ ہوتا ہے
علاقہ لالیان اس علاقہ میں کوئی بڑی آبادی نہیں ہے چھوٹے چھوٹے گانوں زمیندار رہتے ہیں
جنگل میں رہتے ہیں مویشی بہت پالتے ہیں گھی بہت اعلی قسم کا ہوتا ہے بیوپاری خرید کر اور ملکوں میں
لیجاتے ہیں علاقہ ماہیر وال یہہ ایک علاقہ دریاے جہلم کے کناری پر واقع ہے زمیندار
قوم ٹوانہ بہت ہیں پیدا کرتے ہیں اور ایک نالہ دریاے جہلم سے نکلا اور موضع سود والہ میں ہو کر اوس کو
آتا ہے اوسی نالہ کی طغیانی سے تمام علاقہ سیراب ہوتا ہے اور اوسی نالہ سے زراعتوں کو آبپاشی کرتے ہیں
اور نالہ کے کناروں پر چھوارے بہت لگا لیتے ہیں موضع شاہ یوسف میں روضہ شاہ یوسف کا کانسی کی عمارت کا
بنا ہوا ہے وہان ہر سال میلہ ہوتا ہے علاقہ موہانگ یہہ علاقہ بھی ضلع شاہپور کے متعلق بڑا علاقہ
ہے مگر کوئی بڑی آبادی اسمیں نہیں ہے صرف ایک مشہور کنڈ زیارت یعنی تہہ جسکو اردو میں ٹبلہ کہتے ہیں
موضع شیخ میر کے پاس ہے اوسکو یہان کے باشندے منسوب کرتے ہیں شیخ میر کا مزار بھی اسی ٹبلہ کے اوپر ہے
پر ایک مغربی سمت اور قلعہ جو دکہنیا وہ رہا نزول اوس سے علیحدہ کر پر آباد ہوتے ہیں اور ایک بڑا غار بھی یہان
ایسا ہے کہ انتہا اوسکا پایا نہیں جاتا اور ایک موضع یہان جہانیان شاہ کے مشہور ہے وہان ہزار
پر جہانیان شاہ پاشاہزادہ کے چھٹی تاریخ بڑا میلا ہوا کرتا ہے علاقہ سرو کہ اس علاقہ میں قصبہ سرو کہ
بہت اچھا قصبہ ہے اسمیں ہندو دوکانوں اور بازار ہے تجارت بھی غلہ کی ہوتی ہے اس علاقہ میں ملک سیاہ والا
ڈیرہ دارہ ٹوانہ لالیان دلکیان میں بھی بہت بنائی جاتی ہے درخت سجی کا لانا کہلاتا ہی جو ایک
ہاتھہ تک اونچا اوسکا قد اور چھوٹے چھوٹے اوسکے پتے ہوتے ہیں بہار کے موسم میں قدرتی پیدایش
اسکی جنگل میں بہت ہوتی ہے اوسکو کاٹ کر اور جلا کر سجی بنائی جاتی ہے کاٹکے سکھاتے ہیں سجی بنانی ہو
زمین میں گڑہا کھود کر اور لانا اوسمین ڈالکے آگ لگادیتے ہیں عرق اوسکا جمع ہو کر گڑھے میں جم جاتا ہے
جلانے کے وقت پانی کی بڑی حفاظت ہوتی ہے اگر کوئی اوسپر پانی ڈالے تو سجی اور اوسکا آدمی کو بہت
نقصان پہونچاتا ہے راول پنڈی سنہ گرد اوسکا متعلق پنجاب دارن خان کر
لاہور سے ایک سو میل شمال مغرب کو واقع ہے آبادی سکھوں کی وقت آبادی اسکی کچھہ بڑی اور جو مشہور
نہ تھی لیکن جب سے انگریزی عملداری ہوئی اور ضلع و چھاونی فوج کی یہان قرار پائی تب سے آبادی اسکی

بڑھ گئی اور آئندہ بڑھتی جاتی ہے ہملٹن صاحب ڈپٹی کمشنر نے یہاں نیا بازار بنا آباد کیا اور طرح طرح کی خوبصورت
عمارتیں اور دوکانیں بنوائیں کوٹھیاں و بارکیں تعمیر کیں اب شہر کی عمارت و بازار نئے بن گئے ہیں اور
بڑی سڑک جو لاہور سے پشاور کو جاتی ہے شہر کے اندر سے ہو گذرتی ہے بڑی بازار میں جو بہت لمبا اور
چوڑا ہے بڑی بڑی دوکانیں اور ساہوکار دوکانیں کرتے ہیں اور تجارت کی اسقدر کثرت ہے کہ اگر اس شہر
کو اس علاقہ کا دارالتجارت کہیں تو بجا ہے کیونکہ لاکھوں روپیہ کا قیمتی مال جو ہندوستان سے کابل وغیرہ
کو جاتا ہے اور ادھر سے ہند کو آتا ہے یہاں آکر کھلتا ہے نمک غلہ ریشم روئی وغیرہ کا بیوپار بھی بکثرت
ہوتا ہے شہر کے گرد شہر پناہ معہ دمدموں کے بنا ہوا ہے اور ایک قلعہ بھی پرانے وقت کا موجود ہے سکھوں
کے وقت ایک بڑی عمارت عالیشان شاہ شجاع الملک کابلی نے بھی یہاں بنوائی تھی جس وقت کہ وہ کابل
سے بیدخل ہو کر یہاں آیا اور رنجیت سنگھ نے اوسکو یہاں رہنے کے واسطے حکم دیا تھا شہر کے اندر روضہ
حضرت شاہ چراغ ولی کا زیارتگاہ بنا ہوا ہے اور ہر ہفتہ جمعرات کی رات وہاں میلہ ہوتا ہے کل شہر کی
آبادی پندرہ ہزار آٹھ سو تیرہ ہے صاحب ڈپٹی کمشنر ماتحت کمشنری جہلم کے یہاں اجلاس کرتے ہیں اس ضلع
متعلق سات تحصیلیں ایک صدر راولپنڈی دوسری تحصیل حضرو تیسری تحصیل پنڈی گھیب چوتھی فتح جنگ
پانچویں گوجر خان چھٹی کوہ مری ساتویں تحصیل کوٹلہ اور ہر ایک تحصیل میں تحصیلدار رہکر مال کی تحصیل کرتا ہے
سکھوں کی عملداری سے پہلے گکھڑوں کی حکومت اس ملک میں تھی جو اپنے آپ کو کیکاؤس کیخسرو کی اولاد
کہتے ہیں اصل حال اونکا یہہ ہے کہ جب سلطان محمود غزنوی نے اپنی اقبال کی یاوری سے اس ملک پر قبضہ پایا
تو اوسنے ایک شخص کیگ شاہ ایرانی کو اپنے طرف سے یہاں کا حاکم بنایا اوسنے اٹھائیس سال حکومت کی اوسکی بعد
اولاد برابر آٹھ سو برس تک اس ملک کے فرمانفرما رہے اس عرصہ میں کبھی وہ خود مختار اور کبھی حاکم کابل یا
دہلی کے باجگذار رہے ایک شخص مقرب شاہ نام انہیں سے بڑا عالی ہمت و صاحب ملک و دولت تھا
اوسکی نسبت اب تک یہہ مصرع زبانزد خاص و عام ہے ؎ درمیان سندھ و جہلم شد مقرب بادشاہ ۱۱۹۹ھ
سکھوں کا تسلط اس ملک پر ہونا شروع ہوا و قصبہ دہونگل دیہ والہ جو گکھڑوں کی دارالحکومت تھی وہ سکھوں نے
غارت کر کر اوجاڑ دی سکھوں کے ساتھہ گکھڑوں نے بھی بہت زور آزمائیاں اور معرکہ آرائیاں کیں مگر اقبال
نے یاوری نہ دی آخر رنجیت سنگھ کا تسلط کامل ہو گیا۔ یہہ ضلع راولپنڈی کا بڑا لمبا اور چوڑا ضلع ہے جدھر شرقی
مائل بشمال اسکو دریای جہلم سے ملحق ہے جدھر غربی دریای سندھ ہے شمال کیطرف علاقہ ہزارہ جنوب کیطرف ضلع جہلم
ہے بندوبست سابق میں اٹہزار پانسو دو موضع اسکے متعلق شمار ہوئی تھی کل ضلع کی مردم شماری کے خانہ
میں پانچ لاکھہ تین ہزار سات سو ساٹھہ آدمی تحریر ہوئے تھے اور پانچہزار نو سو چھیانوین میل رقبہ زمین کا

شمار ہین آیا تھا اور کل تھانہ پولیس کے اونمین تھی خاص تحصیل راولپنڈی کا علاقہ کلر سکہو پوٹھوہار کہلاتا ہی
اسکے علاقون مین سے علاقہ جہیہ و کہاٹر بڑی اعلی درجہ کے علاقہ ہین مگر جہیہ کہاٹر سے بھی اعلی ہے زمین
اوسکی صاف وہموار و زرخیز ہے پٹھان وہان بہت رہتی ہین جو پشتو و پنجابی دونو زبانین بولتی ہین اور
وجہ تسمیہ کہاٹر کا یہہ ہے کہ کہاٹر خان اس قوم کا مورث اعلی تھا جسکے نام سے اب یہہ قوم موسوم ہے
اور علاقہ ہنڈال و نکہڈ و گہیب تحصیل پنڈی گہیب کے متعلق ہین اونمین سے گہیب کے وجہ تسمیہ یہہ بیان کی ہے
کہ منو و سنبو و کہیو تین بھائی تھے کہیو کی اولاد مین سے قوم کہیب ہوئے اور منو کی اولاد وہاڑ انہ مشہور ہے
سنبو کی اولاد دہال کہلاتی ہے **حسن ابدال** سندہ ساگر دوآب ضلع راولپنڈی کے متعلق یہہ
ایک مشہور مقام اور پر فضا جگہ ہے اسلامیہ وقت حسن نام ایک ولی یہان رہتا تھا اوسی کے نام سے
یہہ مقام مشہور ہے ایک پختہ مقبرہ بھی اس پہاڑ کی زیارتگاہ بنا ہوا ہے سکہہ اسکو گورو پنجہ صاحب کہتی ہین وجہ تسمیہ
یہہ ہے کہ شہر کے متصل جیلات ندی ہلکہ کنارے کے اوپر ایک استہان سکہون کا زیارتگاہ بنایا گیا ہے وہان
ایک پتہر کے اندر پنجہ کی شکل بنی ہوئی ہے سکہہ کہتے ہین کہ یہان بابا نانک نے پنجہ لگایا اور شکل پنجہ کی پتہر پر
نمودار ہو گئی اور قصہ اسکا یہہ کہتے ہین کہ ایکمرتبہ بابا نانک یہان آیا اور شاہ ولی قندہاری بھی جنکا
جاے مکان پہاڑ کی بلندی پر بنا ہوا ہے پانی مانگا اونہون نے نہ دیا اوسوقت نانک نے اپنی پانو کی زور سے یہان پنجہ مارا
اور چشمہ پانی کا جاری ہوگیا رنجیت سنگہ کے وقت یہان پختہ تالاب اور سیڑہیان بنایا۔ آبادی قصبہ حسن ابدال
نہایت سرسبز و سیرابی و زرخیز مقام ہے طرح طرح کے درخت اور بہت سی چشمے سرد و خوشگوار اس پہاڑ
پر جاری ہین تالاب کے اندر مچھلیان کثرت سے ہین شکاری وہان اکثر شکار کہیلتے ہین اکبر بادشاہ نے بھی
اس پہاڑ کو سیر و شکار کے واسطے پسند فرمایا اور ایک قلعہ پختہ بنایا کہ فوج یہان ماسور کی ...
یہہ ایک مشہور قصبہ اور تحصیل کالا کالان ضلع راولپنڈی کے متعلق ہے اس علاقہ کے زمیندار قوم [illegible]
بہت رہتے ہین سکہون کے وقت اکہڑا رکہیر اور سردار ... آباد تہمین اب بھی [illegible]
[illegible] پرگنہ کی آبادی اسکی روز افزون ہے آمد و رفت بیوپاریون اور سوداگرون کی کثرت سے
مشہور ہے مغرب کی طرف ایک نالہ جاری ہے جو کبھی خشک اور کبھی پرآب رہتا ہی برسات کو موسم طغیانی
بہت طغیانی ہوتی ہے **اٹک** یہہ ایک مشہور قلعہ و قصبہ دریاے سندہ کے کنارے پر بنا ہوا ہے
یہہ قلعہ جہد اکبر بادشاہ نے فی سنہ ۹۸۲ ہجری مین تعمیر کیا اور فوج ماسور کی چونکہ یہہ قلعہ مغربی جہادون کے
واسطے ایک اڈکاہ بنایا گیا تھا اسواسطے اسکا نام اٹک رکہا گیا اور پہلی تاریخون مین اسکا نام اٹک
بنارس بھی تحریر ہے چونکہ انکیطرف قلعہ کے پہاڑ ہے اسواسطے دور سے نظر نہین آتا عمارت قلعہ کی

فتح جنگ سندھ ساگر دوآب مین یہہ ایک اچھی آبادی کا قصبہ ہے ۳۲ میل بائین کنارہ سندھ کے سمت جنوب مشرق آباد ہے عمارتین اسکی پختہ بکثرت قائم کی بازار کشادہ و بارونق ہے تجارت غلہ وغیرہ جنس کی یہان بکثرت ہوتی ہے اکثر دوکاندار مالدار ساہوکار یہان بیوپار کرتے ہین قوم جکوار و کھاتر اس علاقہ کے زمیندار ہین اور تحصیلدار ماتحت صاحب ضلع راولپنڈی یہان مال کے تحصیل کا کام کرتا ہے

جلالپور یہہ ایک قصبہ دریاے جہلم کے مغربی کنارے آباد ہے گرد نواح اسکے ایک پہاڑی زرخیز و سیراب ہے مشہور ہے زمین متعلق اسکی دریاے جہلم سے لیکر کان نمک تک پھیلتی ہے الفنسٹن صاحب اپنی تواریخ مین لکھتے ہین کہ اسی جگہ پاس کے میدان مین سکندر اعظم اور راجہ پورس کی لڑائی ہوئی تھی مگر برنس صاحب فرماتے ہین کہ لڑائی کا یہہ مقام نہ تھا بلکہ یہہ لڑائی جہلم کے کنارے اوس مقام پر ہوئی تھی جس مقام پر دریاے جہلم سواے برسات کے موسم کے ہر وقت پایاب رہتا ہے اور فوج سکندر کی بھی اس دریا سے پایاب اتری تھی اور پنجاب مین عمل دخل کر لیا تھا اسوقت سندھ سے ستلج تک کل ملک پنجاب کا سکندر کے حکم مین آگیا تھا اور سکندر نے چند عمارات بھی یادگار بنوائی تھی

دریاے دور سندھ ساگر دوآب مین یہہ ایک ندی جاری ہے پہلے یہہ مظفرآباد کے مغربی پہاڑ سے نکلکر دریاے سندھ اور جہلم کے درمیانی گھاٹیون مین جاری ہوتی ہے پھر مشرق سے مغرب کیطرف پچاس میل کا رستہ طے کر کے دریاے سرن کے ساتھ شامل ہو جاتی ہے پھر دونو ندیان بشمول ایک دوسرے کے ملکر پاس اٹک کے متصل دریاے سندھ مین داخل ہو جاتی ہین

نالہ ہرو یہہ ایک چھوٹا سا نالہ سندھ ساگر دوآب مین جاری ہے پہلے یہہ نالہ کوہ ہمالہ کی بنیاد سے نکلکر اسطرف کو آتا ہے پھر نیلاب کے درے سے شمال مشرق کی سمت کو بہتا ہوا قلعہ اٹک کے چند میل کے فاصلہ پر بعد طی کرنے راستے ساٹھ میل کے دریاے سندھ مین بائین کنارے کی سمت سے شامل ہو جاتا ہے اس دریا کی راستہ مین اور بھی بہت سی چھوٹی چھوٹی ندیان اور چشمے اسکے شامل ہوتے چلے آتے ہین جنکی امداد سے بہت پُرآب و امواج ہو کر چلتا ہے

دریاے سوان یہہ ایک دریا کوہ ہمالہ کے نچلے قطار سے جو کوہ کشمیری مغرب کیطرف ہین نکلتا ہے پھر وہان سے جنوب مغرب کی سمت کو راستہ لیکر بعد طی کرنے مسافت ایکسو پچیس میل کے قریب بیس میل کالاباغ کے مقام سے نیچے دریاے سندھ مین اوسکے بائین کنارہ کی طرف سے شامل ہو جاتا ہے یہہ دریا اگرچہ بہت مقامات سے پایاب ہے مگر تیزی و تندی اسمین اسقدر ہے کہ سوار و پیادہ کو طغیانی کے وقت بہا کر لیجاتا ہے اور بڑے بڑے اونٹ بہہ جاتے ہین پانی اسکا صدمہ ہایل اور تعداد اسکی تبدیلی ہے سردی کے موسم مین بعض مقام پر ایک فٹ سے زیادہ پانی نہین

نہیں ہوتا مسٹر فلر صاحب ڈائرکٹر افسر تعلیم پنجاب پاسی نالہ مین ہمکر غرق ہو گیا تھا اور دوسرے
ایام مین اگرچہ پانی اسمین کم ہوتا ہی تو بھی تیزی بہت ہوتی ہے **نیلاب** سندہ ساگر دوآب مین
یہہ ایک موضع بائین کنارے دریاے سندہ کے اوس مقام پر آباد ہے کہ جہان دریای ہر دو دریاے
سندہ کے ساتھہ آکر شامل ہوتا ہے دریا کا پانی اسجگہہ بسبب اسکے کہ بہت عمیق اور تیز رو و تنگ ہے نیلا نظر آتا
اس لیئے اس خطہ کو نیلاب کہتے ہین اور آبادی کا نام بھی نیلاب ہے بعض مورخون کا قول ہی کہ امیر تیمور کی فوج
علاہیندہ کی اسی مقام سے عبور کیا تھا **کوہ مری** راولپنڈی کے ضلع مین یہہ ایک تحصیل کا مقام
آبادی اسکی ایک بلند پہاڑ کے اوپر بائین کنارے دریاے سندہ کے واقع ہے ۱۸۵۱ء مین بسبب سرسبزی
وشادابی و سرسبزی اس پہاڑ کے سرکار انگریزی نے گورہ فوج اور افسرون کے رہنے کے واسطے یہہ
مقام مقرر کیا کہ وہ گرمی مین یہان آکر رہین اور پنجاب کے سخت گرمی سے امان پاوین اوسوقت آبادی یہان کی
شروع ہوئی اور بہت بارکین و بنگلے و کوٹھیان و مکانات و بازار آباد ہوگئے آب و ہوا اسکی بہت
خوش اور بسبب بلندی کے ہر موسم معتدل رہتا ہی گرمی نہین ہوتی مسٹر جان تہارنٹن صاحب کمشنر نے اسکی
آبادی مین بہت کوشش کی تھی اب بھی آبادی اسکی دن بدن ترقی پر ہے رعایا بہت آباد ہو گئی ہے
گرمی کے موسم مین ہر ایک ملک کا آدمی سوداگر بیوپاری وغیرہ جمع ہوتا ہی اور ہزارہا روپیہ کی سوداگری
ہوتی ہے میوون مین سے زرشک و شاہ سرسی و بہی و سیب و ناشپاتی وغیرہ کی پیدائش یہان بہت
ہوتی ہے اور پھول دیسی و ولایتی اور کوہی درخت بھی طرح طرح کے ہوتے ہین بلندی اسکی سمندر کے سطح سے
سات ہزار تین سو پچاس فیٹ ہی **[illegible]** یہہ ایک قصبہ بائین کنارے دریای سندہ آٹھہ میل
لیہ سے شرق کی طرف اوس سڑک پر جو ڈیرہ اسمعیل خان سے ملتان کو جاتی ہے آباد ہے **لیہ** سندہ ساگر
دوآب ضلع ڈیرہ اسمعیل خان کے شرقی علاقہ سے متعلق یہہ ایک آباد شہر اور تحصیل کا مکان مشہور ہے پہلی یہان
ضلع مقرر تھا اب ضلع یہان سے اوٹھہ کر دوسرے ملا گیا اور تحصیل ماتحت ڈیرہ اسمعیل خان کے یہان قرار پائی آبادی
اسکی دریای سندہ کے ایک شاخ کے کنارے پر بڑے دریا سے بفاصلہ چھہ کوس شرق کی طرف شہر لاہور سے دو سو
میل غرب وجنوب کی سمت کو واقع ہے برسات مین دریاے سندہ کی طغیانی اسطرف کو بہت ہوتی ہے
اور اچانک پانی بارہ کوس تک پھیل جاتا ہے اسواسطے دہ نشیندار جو دریا کے قریب رہتے ہین وہ سر اونچا
کے لکڑیان زمین مین گاڑکر اور اوسپر چھپر ڈالکر گھر بنا لیتے ہین شہر لیہ مین تجارت بہت ہوتی ہے اور
بیوپاری تیل و چھٹہ و شکر و گوڑ و ریشم و اون و روئی و کپاس و لوہا و تانبا و گھی کا اسقدر ہے کہ اور جگہہ
اس علاقہ مین کہین نہین ہے مردم شماری قصبہ کی چھہ ہزار اور مکانات شماری اٹھہ ہزار ہی بازار بہت کشادہ ہے

بیچتے ہیں اور دکانداری کرتے ہیں خیل زئی و بارک زئی و بلوچ آباد ہیں یہ بستی میں شہر سنگھ
پاس کھجور و شاہتوت و آم کے درخت بہت ہیں **دریا خان** سندہ ساگر دو آب ضلع ڈیرہ
اسمٰعیل خان کے متعلق ہے ایک قصبہ دریائے سندہ کے بائیں کنارے پر آباد ہے اسمیں تحصیل اور تھانہ
ڈیرہ اسمٰعیل خان کے پہاڑ ہے **کوٹ سلطان** سندہ ساگر دو آب ڈیرہ اسمٰعیل خان کے شرقی حصہ
میں بائیں کنارے دریائے سندہ کے ملتان سے چھ میل سمت شمال مغرب آباد ہے **بھکر** سندہ ساگر
دو آب ڈیرہ اسمٰعیل خان کے ضلع کے متعلق ہے ایک قصبہ دس ہزار آدمی کی ہے جو دریائے سندہ کے
مقابل بستی ڈیرہ اسمٰعیل خان سے ادا جلوہ اوس میل کے آباد ہے یہ شہر ہزار آدمی کا قصبہ ہے اور
پانچ ہزار آدمی اسمیں بستا ہے **میانوالی کچھی** یہ ایک علاقہ ہے گذشتہ سندہ ساگر دو آب میں متعلق
ضلع بنوں کے جو دریائے سندہ کے پار ہے واقع ہے زمانہ سابق میں اسکی سرداری اور علاقہ گکھڑوں کا
تھا اور کچھی پنجابی لغت میں دریا کے کنارے کو کہتے ہیں اسواسطے اسملک کا نام بھی کچھی مشہور ہے وہ کچھی
تاریخ اسملک کی اگرچہ دستیاب نہیں ہوتی مگر یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ سکندر اعظم کے بعد گریک یونانی
یہاں بستے تھے بعد ازاں گکھڑ آباد ہوئے تھا ہمایون شاہ کے وقت گکھڑوں نے بادشاہ کو بہت مدد دی اور
عداوت سے شیر شاہ بادشاہ نے اپنی حکومت کے وقت انکو برباد کر کے ملک سے نکال دیا اور قوم اونا
و جاٹ علاقہ مشرقی سے آکر یہاں آباد ہوئے اکبر بادشاہ نے اپنی سلطنت کے عہد میں گکھڑوں کی سرپرستی
کی اور حکومت اس ملک کی سمیان سیال مقرب گکھڑوں کو دیکر ادنکو سلطانی کا خطاب عطا کیا
اور سلطان مقرب نے شہر معظم نگر آباد کیا اور اوسکی زیست تک یہی دار الحکومت رہا سلطان مقرب کے
مرنے کے بعد اوسکی اولاد میں کثرت سے خونریزیاں ہوئیں اور آپس کے نااتفاقیوں کے سبب قوم
کمزور ہو گئی اور بلوچی افغانوں نے اس ملک میں دخل پایا عالمگیر اورنگ زیب کے وقت دوبارہ گکھڑ
یہاں کی مبارز خان گکھڑ کر لی اور خطاب سلطانی بھی ملا مگر بسبب فساد اوسکی بھائی بندوں کی حکومت اوسکو
قرار نہ پائی اور نیازی افغان پٹھانوں کو قابض و دخیل ہو گئی سنہ ۱۷۴۸ میں یہاں افغان ناظم احمد شاہ درانی
کے حکم سے یہاں آیا اور شہر معظم نگر کو اوسنے بسبب تمرد گکھڑوں کے لوٹ کر ویران کر دیا اور ملک بہت
ٹکڑی ٹکڑی زمینداروں کو دیتا گیا اور خود بھی وصول کیا جب کابل کی سلطنت میں ضعف آیا تو رنجیت سنگھ
باپ مہان سنگھ نے کئی مرتبہ اسپر فوج کشی کیں اور اوسکے حافظ احمد خان و محمد خان حاکم منکیرہ کے
بار بار حملے کرتے رہے اور یہ ملک دو عملی میں رہا آخر جب قلعہ منکیرہ رنجیت سنگھ کے قبضہ میں آیا تو یہ ملک
بھی اوسکے قبضہ میں آیا اب انگریزی سلطنت ماتحت ضلع بنوں کے ہے اس ضلع کی زمین دو حصوں پر

ہے قوم بہچر اسمیں رہتی ہے اور اونہیں کے نام سے یہہ قصبہ موسوم ہے **بہچر نولی** میانوالی کچہری
کے علاقے میں یہہ قصبہ واقع ہے اور دو موضع ملکر یہہ ایک تعلقہ کہلاتا ہے جسمیں تین سو نوے گہر آباد ہیں
اور دو سو ننانوے روپیہ مالگذاری ہے افغان اور جاٹ ملی ہوی قوم اسمیں رہتی ہے **مظفر گڈہ**
قسمت ملتان کے متعلق یہہ ایک آباد قصبہ اور ضلع کا مسکان ہے آبادی اسکی سندہ ساگر دوآب میں
اوبیس میل مغرب جنوب مغرب ملتان سے اور دو سو پچاس میل لاہور سے اوسی سمت کو واقع ہے پہلے
اس ضلع کی کچہری خانگڈہ میں ہوتی تہی اور اوسی نام سے یہہ ضلع مشہور تہا مگر بسبب اسکے کہ یہہ شہر خانگڈہ
سے زیادہ تر آباد تہا کچہری ضلع کی یہان آگئی اب تین تحصیلیں اس ضلع کے متعلق ہیں ایک حضور
تحصیل مظفرگڈہ دوسری تحصیل سیت پور تیسری تحصیل کوٹ ادہو اور کل ضلع کی مردم شماری
دو لاکہہ اکیاون ہزار ایکسو چار ہے پہلے پہل اس شہر کی آبادی کی نواب مظفر خان ملتانی شہید نے بنیاد ڈالی
اور قلعہ تعمیر کیا اوسکی زندگی تک یہہ قصبہ خوب آباد رہا جب نواب نے رنجیت سنگہ کی لڑائی میں شہادت
پائی اور سکہوں کی فوج ادہر آئی تو یہہ قصبہ ایسا غارت ہوا کہ کل رعایا ٹکڑے کی محتاج ہو گئی اور تمام لوگ
اپنے گہر بار چہوڑ کر جلاوطن ہو گئے ایک مدت کے بعد امن ہوا تو دیوان ساون مل کے وقت دوبارہ
آبادی اسکی ظہور میں آئی اب انگریزی عملداری میں بسبب مقرر ہونے ضلع کے اور بہی رونق اسکی
بڑہ گئی ہے اور آبادی روز بروز ترقی پر ہے **خانگڈہ** سندہ ساگر دوآب میں یہہ ایک
قصبہ دریاے جہلم کے دہنے کنارے سے ملتان سے تیس میل جنوب مغرب کے سمت کو آباد ہے پہلی ضلع مظفرگڈہ
کی کچہری اسی مقام پر ہوتی تہی اب ضلع یہان سے اوٹہہ گیا آبادی اسکی کچی پکی ملی ہوئی بازار بارونق
اور غلہ کی تجارت بکثرت ہے **کوٹ ادہو** سندہ ساگر دوآب میں دریاے سندہ کے بائین
کنارہ سے نو میل اور ملتان سے چہتیس میل سمت شمال مغرب آبادی یہہ قصبہ اگرچہ عمارت خام ہے مگر
اچہا مقام ہے تحصیلدار ماتحت ضلع مظفرگڈہ کے یہان کام کرتا ہے **سیت پور** ضلع مظفرگڈہ دوآبہ
سندہ ساگر میں یہہ قصبہ بارونق و آباد مقام ہے تحصیل کی یہان کچہری ہوتی ہے افیون اور کسوم کی
پیدایش بہت ہی اچہی اور کہجور کے پیڑ بکثرت ہیں **رنگپور** یہہ قصبہ سندہ ساگر دوآب میں بہت
پرانا اور قدیمی مکان ہے کہتری زمیندار یہان بکثرت رہتے ہیں اسلامیہ سلطنت کے ضعف کے وقت یہان کا
سکہہ دیوان سنگہ نامی اسپر قابض ہو گیا اور قدیمی پختہ مسجد کو گرا کر اوسنے قلعہ بنوایا مگر جب تیمور شاہ احمد
شاہ کے بیٹے کے وقت یہہ علاقہ ملتان کے نواب کے سپرد ہوا تو نواب نے دیوان سنگہ کو یہان سے نکال دیا
دیا اور قلعہ گرا کر دوبارہ مسجد بنوائی علاقہ اسکا اگرچہ ریگستانی ہے مگر غلہ کی پیدایش میں لاثانی ہے

پھر قصبہ رانجھے کی معشوقہ ہیر کا خسرال تھا اور وہ یہان سیدا نام کھیڑے کے ساتھ بیاہی گئی تھی تھوڑی مدت
کے بعد رانجھا جوگی بنکر یہان آیا اور اسکے آنے کی جب خبر مشہور ہوئی تو سیدا نے ہیر کو طلاق دیدی

چھٹی تقسیم دریاے سندھ کی پار کے ملک کی شہرون اور قصبون کے بیان مین

اس تقسیم مین ایک حصہ قسمت ڈیرہ جات کا بیان تحریر ہوا ہے بعد ازان ضلع پشاور و کوہاٹ کا ذکر کیا
گیا ہے قسمت ڈیرہ جات کو علاقہ دامن کوہ بھی کہتے ہین جو درمیان دریاے سندھ و کوہ سلیمان کے واقع ہے
لنگر سندھ کے ملک سے دور تک تین سو میل لمبا اور عرض اسکا اسی سے مختلف چوڑا ہے مگر وسط کے مقام پر
چوڑا اسکا ساٹھ میل شمار مین آتا ہے اسمین ڈیرہ اسمعیل خان و فتح خان و غازیخان وغیرہ بڑی بڑی
بستیان اور شہر واقع ہین زمین متعلقہ اسکی تین قسم کی ہے اول ریگستان جسکو اسملک کی زبان مین تھل
بولتے ہین دوسری خشک بنجر زمین ہے آب چشمہ ہائے پہاڑیون کے سوا جہاڑ درخت کم پیدا ہوتا
اور اگر ہو تو کھیت نہین پکتا گہاس کی پیدائش وغیرہ نہین ہوتی تیسرے قسم کی سیراب زمین کچہ کہ
تو وہ جو دریاے سندھ کے طغیانی سے سیراب ہوتی ہے اور دوسری وہ جسکو پہاڑی نالون کے ذریعہ
سے پانی ملتا ہے اسمین بڑی بڑی پیداوارین غلہ وغیرہ کی ہوتے ہین اور زمیندار بڑی فایدے اوٹہاتے
زمین آب و ہوا اسملک کی مختلف حصون مین مختلف ہے مگر گرمی کے موسم مین گرمی زیادہ ہوتی ہے اس
علاقہ کے جنوبی حصہ کی زمین بڑا مشہور شہر **ڈیرہ غازیخان** یہ شہر لاہور سے جنوب
مغرب کی طرف چار سو میل پر دریاے سندھ کے کنارے سے تین میل پرے واقع ہے پہلی اس آبادی
کے مقام پر دریا بہتا تھا جب دریا شرق کی طرف کو چلا گیا اور زمین پیدا ہوئی تو غازیخان قوم مرانی
نے جو اول سو برس بہت رکھتا تھا اسجگہ پر آکر اور اس جگہ کو اچھی دیکہکر یہان خیال اپنا پہیلایا اور سکونت اختیار کی چونکہ
مقام بہت اچھا تھا یہان ایک گاؤن کی آبادی کی بابر بادشاہ کے عہد مین بنا ڈالی اور اپنی نام پر
ڈیرہ غازیخان اسکا نام رکھا چونکہ غازیخان بانی اسکا رفتہ رفتہ اس علاقہ کا حاکم بن گیا تھا اس سبب سے
روز بروز اسکی رونق بڑہتی گئی اور تمام اوس سرزمین مین جو دریاے سندھ سے دامن کوہ تک ہے سوا
اسکے اور کوئی ایسی بستی نہین ہے جسکو شہر کہا جاے اخیر عملداری مغلیہ اور عہد ابدالیان مین اس شہر
کی رونق جاتی رہی تھی عہد سکھون مین کچھ رونق ہوئی پہر عملداری سرکار انگریزی مین خوب آبادی
ہوگئی بعدہ شہر سے ہمہ جہت آباد ہوگیا جہان بموجب احکام گورنمنٹ تعمیر ہوئین مقام صدر ضلع و چہاؤنی
فوجی کی بنائی گئی اور ایک کشادہ بازار غرب کی طرف شہر کے بنوایا گیا جہان اول قلعہ بنا ہوا تھا وہان

برسات کے موسم میں ہر اتوار کے روز وہاں میلہ ہوتا ہے اور نالہ کے کنارہ پر سایہ دار درخت
لگائے ہوئے ہیں شہر پرانا سے دریائے سندھ جانب شرق ایک فاصلہ دو میل تھا سنہ ۱۸۵۶ء میں دریا شہر
کے قریب آگیا تھا سرکار انگریزی نے دو دفعہ پشتہ بنوا کر شہر کو بچایا اس شہر میں برتن کانسی پیتل کے اور پارچات
ابریشمی بہت عمدہ بنتے ہیں شہر ڈیرہ غازیخان کے متعلق اکثر مزارات ہیں جنکا ذکر اس موقع پر ضروری ہے
اول خانقاہ پیر عادل جو شہر ڈیرہ غازیخان سے آٹھ میل کے فاصلہ پر واقع ہے اصلی نام اسکا سلطان
تھا سنہ ۹۸۵ ہجری میں شہر بغداد سے اسطرف آئے اور کفار کے ساتھ جہاد کر کے اونکو قتل کیا عادل کا خطاب
انکو اوس وقت سے ملا ہے جس وقت سے انہوں نے بعوض خون ایک کفار کے اپنے بیٹے سید علی پر قصاص
جاری کیا باوجود کہ حضرت کا ایک ہی بیٹا تھا مگر شرع کے حکم کو مقدم سمجھا آخر سنہ ۹۹۶ھ میں انتقال کیا
سردار انکی تاریخ وفات ہے سید علی اونکے فرزند مقتول کی قبر بھی بنی ہوئی ہے نواب غازیخان نے حضرت
کے مزار پر بہت روپیہ خرچ کیا اور روضہ عالیشان بنوایا مرید اس خاندان کے بشمار اس علاقہ میں ہیں
اور ماہ چیت میں ہر دو شنبہ کو وہاں میلہ ہوتا ہے دس بارہ ہزار آدمی جمع ہوتا ہے سید احمد شاہ وغیرہ شاہ
حضرت کے بھائی کی اولاد اب سجادہ نشین ہیں دوسری خانقاہ نورنگ شاہ کی اس بزرگ کا بیٹا حال یہ
کہ قاسم شاہ باپ نورنگ شاہ کا سندھ سے اسطرف آیا اور نورنگ شاہ نے بارہ برس تک خانقاہ میں سر رو
بیٹھ کر عبادت کی اور صاحب کرامت و کشف ہو گیا روضہ اسکا بنا ہوا موجود ہے تیسری خانقاہ شاہ لال
کمال کے جنکا انتقال سنہ ۱۰۶۹ھ میں ہوا اور ڈیرہ غازیخان میں دفن ہے یہ بزرگ صاحب ولایت و کرامت
تھے چوتھی خانقاہ شیخ احمد کریم علی کی یہ بزرگ اورنگزیب عالمگیر کے وقت فوت ہو کر یہاں دفن ہوا
کیا اور مزار پختہ بنا ہے ضلع ڈیرہ غازیخان منجملہ اضلاع پنجاب کے دریائے سندھ کے پار واقع ہے کل رقبہ
چار ہزار نوسو باون میل مربع ہے طول اسکا ایکسو نوے میل اور عرض پینتیس میل شرقی حد ضلع کا
پر دریائے سندھ جاری ہے دریا کے اسطرف جانب شرق علاقہ تحصیل لیہ متعلق ضلع ڈیرہ اسماعیل خان ہے
جنوب کے طرف ضلع مظفر گڈھ و علاقہ نواب بہاولپور کا ہے غربی حد سے ضلع کی کوہستان سے ملتی ہے یعنی
کوہ سلیمان و کوہ مروہ لوٹے ہیں میدان دامن کوہ کا اس ضلع کے ساتھ متعلق ہے جہاں سے پہاڑ شروع
ہوتا ہے وہ زمین ضلع سے باہر خارج از حکومت انگریزی ہے حد جنوبی علاقہ جیکب آباد و سندھ کے
علاقہ سے شامل ہے حد شمالی علاقہ ضلع ڈیرہ اسماعیل خان سے ملتی ہے چار تحصیلیں اس ضلع کے
ساتھ متعلق ہیں ایک ڈیرہ غازیخان خاص دوسری جامپور تیسری راجن پور چوتھی سنگھڑ جسکا صدر مقام منگروٹہ ہے
کا نو ضلع کے ساتھ متعلق ہیں بتفصیل ذیل تحصیل ڈیرہ غازیخان ایکسو بیانوے موضع تحصیل جامپور

ایک پیستر تحصیل راجن پور ایکسو سینہ تحصیل سنگھر ایکسو چوالیس چار لاکھ چھتیس ہزار نوسو اکیس روپیہ مالیہ گورنمنٹ
مقرر ہے اور تین لاکھ آٹھ ہزار آٹھ سو چالیس کل ضلع کی مردم شماری ہے کل ضلع شمالاً و جنوباً دو علاقون
مین منقسم ہے ایک علاقہ سندھ دوم علاقہ پچادہ اور جو زمین دونو علاقون کے درمیان ہے اوسکو وندا کہتے ہین
علاقہ سندھ وہ ہے جو دریا کے قریب ہے اور پچادہ غربی طرف کا علاقہ دریاے سندھ پہلے متصل موضع
نظام والہ غربی طرف اس قصبہ کے جاری تھا اور سات سوہنی کمہاری جو مہین وال نام شخص پر عاشق
ہوکر ہر روز دریا کے پار رات کو اپنے دوست کے ملنے کو گھڑے کے اوپر تیر کر جاتی تھی اسی موضع
نظام والہ مین رہتی تھی آخر اوسکے ماں باپ کو خبر ہوگئی تو وہ پختہ گھڑا اوس جگہ سے جہاں اوسی جنگل
مین چھپا رکھا ہوا تھا اوٹھا لاے اور کچا گھڑا رکھ آئی جب وہ مقررہ وقت پر وہان پہونچی اور دیکھا کہ
گھڑا اونکا بجاے پختہ گھڑے کے رکھا ہے تو وہ اپنے دوست کے جام محبت مین مست ہوئی ہوئی اوسی
کچے گھڑے کو لیکر دریا مین گئی فی الفور کچا گھڑا پانی مین گل گیا اور وہ غرق ہوگئی پنجاب مین یہ قصہ
بہت مشہور ہے بلکہ شعرا نے ایکے عشق کے بیان مین کئی کتابین زبان پنجابی تصنیف کی ہوئی ہین
اور طالبان عشق اوسکو بڑی شوق سے پڑھتے ہین — پھر وہ نشیب دریا کا ہٹتا ہٹتا قصبہ کے شرق کے طرف
آگیا ہے دریاے سندھ کا اس ضلع مین کمال زور ہے بارش کے دنون مین کوسون تک پانی پہیل جاتا ہے
جا بجا زمینداروں نے اپنے بستیون کی محافظت کے لئے بند باندھ رکھے ہین اور جو ذرا اسقدر ہوجاتا ہے
کہ تمام روز مین کشتی ایک طرف سے دوسرے طرف کو جاتی ہے اور کشتی سوار اپنے تموج کے خوف
سے زندگی سے نا امید خدا کے فضل پر بھروسا کئے ہوئے کشتی مین بیٹھے ہوئے ہوتے ہین اس ضلع مین
بڑا بھاری میلہ خانقاہ سخی سرور سلطان کا ہے جہان ہزارہا لوگ دور دور ملکون سے قافلے کے قافلے
بابا گرو چیت مین حضرت کے مزار پر مقام لگا کر آتے ہین پچیس تیس ہزار سے کم آدمی میلہ مین نہین
ہوتے دوسرے درجہ پر میلا محمد عاقل صاحب کے مزار کا جو راجن پور مین ہوتا ہے اسمین بھی بہت خلقت
دور دور سے آتی ہے تیسرے میلہ خواجہ سلیمان صاحب چشتی کے خانقاہ کا جو تونسہ خواجہ نور محمد صاحب
چشتی کے مقبرہ کا یہ چار میلے گویا ایسے ایمان ہین جنکی ثانی تمام پنجاب مین نہین ہین قوم بلوچ اس ضلع
مین بہت آباد رہتی ہے جسکا مذہب مسلمان ہے ہندو بہت کم ہین اور مسلمان ہندؤنکو ایک نقارت کی نگاہ سے
دیکھتے ہین نواب غازی خان جسکا بنایا ہوا ڈیرہ غازی خان ہے قوم میرانی بلوچ اس ضلع پر تصرف رکھتا تھا
یا کہ باج گذار شاہ دہلی کا رہا اور صوبہ ملتان کی حکومت اسپر تھی وہ سنہ نوسو ہجری مین مرگیا تو حاجی خان
اوسکا بیٹا جانشین ہوا اور خاندانی رواج آیندہ کیلیے قرار پائی کہ ہر ایک پشت مین ایک جانشین کا نام غازی خان

اور بعد وفات اوسکے حاجی خان مقرر ہوا غرضکہ چند پشت تک ریاست اس خاندان میں رہی اور نوبت بنوبت
غازیخان و حاجی خان جانشین ہوتی رہی ایک غازیخان کے وقت شاہ حسین غلزئی بادشاہ قندہار منجملہ
اس علاقہ میں آیا بلوچوں نے ناحق اوسکی لشکر میں دست اندازی کی بادشاہ نے ناراض ہوکر بلوچوں
کے قتل کا حکم نافذ کیا ڈیرہ غازیخان کے رعایا کو لوٹ لیا اوس غارت و قتل میں اس خاندان کو بہت
نقصانات پہونچا اور ازان کس قدر مدت کے بعد ریاست اس خاندان سے منتقل ہوکر محمود گوجر کے گھر میں
چلی گئی کیفیت اوسکی یہ ہے کہ محمود بن محمد یوسف قوم گوجر جسنے کچھ علم بھی پڑہا ہوا تھا معرفت محمد قوم
بہیرہ غازیخان کی قاضی غازیخان کے پاس نوکر ہوا اور اپنی ہوشیاری کے ذریعہ سے مقرب و ہمنشین خان کا بن گیا جب وہ
معزول ہوا حاجی خان جو کہ زبردست تھی وہ وزیر و مشیر و مدار المہام بنا رہا حاجی خان مرگیا تو غازیخان اخیر کا
خوردسال تھا اوسوقت محمود کے دل میں طمع پیدا ہوئی کہ خود مالک بن جاوے اسواسطے اوسنے غلام شاہ
کلہوڑہ حاکم سندھ کے ساتھ سازش کرکے اوسکو طلب کیا وہ فی الفور فوج لیکر چڑھ آیا اور ڈیرہ غازیخان
میں پہونچکر غازیخان خوردسال کو قید کرلیا اور رشوت لیکے ایک رقم کثیر کے محمود کو عہدہ ریاست دیدی یہ قصہ
سنہ ۱۱۸۳ ہجری میں ہوا اور ریاست غازیخان کی ختم ہوئی غازیخان اخیر بھی آخرکو غلام شاہ کے قید میں
بعمر خوردسالی سنہ ۱۱۹۵ میں مرگیا اور نعش اوسکی سندھ میں دفنائی گئی بعد ازان غازیخان کی اولاد میں
کوئی شخص باقی نرہا محمود خان گوجر کے عہد میں یہ ملک شاہ کابل کے متعلق ہوگیا اور تیمورخان بادشاہ کیطرف سے
حاکم اس علاقہ کا تقرر کیا جاتا وہ مرگیا تو برخوردار خان اوسکا برادرزادہ جانشین ہوا مگر اوسکی وقعت
نہوئی اور بادشاہ نے خاص نواب کابل سے اسکا استیصال کیا اور باوقات مختلف تبدیلی حکام کی ہوتی رہی
آخر جب مہاراجہ رنجیت سنگھ نے منکیرہ فتح کیا تو اسطرف بھی توجہ کی محمد زمان حاکم شاہ کابل فی الفور بھاگ
گیا رنجیت سنگھ نے تمام یہ ملک بطور اجارہ معہ کچھی نواب بہاولپور کو بعوض چار لاکھ روپیہ سالانہ کے
دیدیا تھا بعد دیوان ساونمل ناظم ملتان کے سپرد رہا اب زیر حکومت سرکار انگریزی ہے

تحصیل داجل

پہلے یہ مقام ایک ویرانہ جنگل تھا عرصہ تخمینا آٹھ سو برس کا ہوا ہے کہ داؤد نامی ایک بلوچ قوم ناہڑ
علاقہ ہرند سے آنکر بسبب فراط گھاس کے یہاں سکونت پذیر ہوا اور مویشی اپنے یہاں چرنیکو چھوڑ دی
چونکہ گھاس یہاں بکثرت تھی اور مویشی داؤد کی فربہ ہوگئے بعضے وہاں آکر سکونت کرنے لگے اور روز بروز رونق
آبادی کی ہوتی گئی چونکہ داؤدخان نے اپنے گھر کے پاس ایک درخت جال کا لگایا ہوا تھا اس بستی کا نام
داؤد جال مشہور ہوگیا رفتہ رفتہ بگڑ کر داجل قرار پاگیا ان بعد قوم سانگی دلگان و جہار و دستوڑہ
و ... وغیرہ اسجگہ آکر آباد ہوتے اور شہر کے باہر بھی الگ بستی تجویز ہوئی اور

قوم کراڑ بہت دیکھی گئی سکونت پذیر ہوئی شہر کے اندر ایک لکڑی درخت جال کی خشک ہوئی ہوئی ایک
کھڑی ہے کہتے ہیں کہ یہ وہی جال کا درخت ہے جسکے سایہ کے نیچے پہلے لعل داؤد آکر بیٹھا تھا عمارت
اسکی بہت سی خام ہے اور تھوڑی سی پختہ بازار اسکا سرکار انگریزی کے عملداری میں گذر کر بنایا گیا
اور پھر ایک دوکان کا تھڑہ پختہ تعمیر ہوا تاکہ اسجگہ موسم گرما میں دھوپ سخت پڑتی ہے بازار اوپر
سرکی وغیرہ سے چھپایا ہوا ہے خانہ شماری اس قصبہ کی ایکہزار ایکسو اونچاس اور مردم شماری [illegible]
چھ سو تراسی ہے اس قصبہ میں صراحی گلدان و آبخورہ وغیرہ مٹی کے عمدہ بناتے ہیں اور [illegible]
اور لنگی چوتھی کھیس سوتی تحفہ بنتے ہیں تربوز و خربوزہ خوشگوار و شیریں پیدا ہوتا ہے گائے بیل وغیرہ مشہور
ہوتے ہیں یہاں [illegible] ہیں پہلے ان کو یہاں [illegible] ان شکار پور سندھ کے بیوپاری ہوتی تھیں اور وہ لوگ
یہاں کپڑا وغیرہ اجناس خرید کر بھیجتے تھے دیگر بات [illegible] ادرام وغیرہ یہاں لاکر فروخت کرتے تھے
سکھوں کی عملداری میں بسبب زیادتی محصول کے وہ بات جاتی رہی پانی کی اس شہر میں اکثر اوقات
بڑی دقت ہوتی ہے کیونکہ جسقدر چاہات اس شہر میں ہیں انکا پانی تلخ ہے پینے کے لائق نہیں ہے ایک
بڑا تالاب خام باہر شہر کے جانب شرقی اور دو تین تالاب خورد خام بنائے ہوئے ہیں انہیں پانی بارش
اور سیلاب کا جمع رہتا ہے اوسے پانی آدمی اور حیوانات پیتے ہیں جب پانی نہیں رہتا تو مقام ہرند سے جو بارہ
کوس اس مقام سے ہے نالے کھود کر بڑے نالہ سے پانی لاتے ہیں بوقت مخصوصہ پانی کے بڑی دقت ہوتی
ہے بعض اوقات موضع ہرند کے رہنے والے پانی لانے نہیں دیتے اور عذرات طرح طرح کے کرتے ہیں البتہ
جب پہاڑ سے سیلاب آتی ہے تو سب تالاب بھر جاتے ہیں ایک تالاب پختہ جو سرکار نے بنا دیا ہے اوسکا پانی
لوگ بھر پیتے ہیں اور عام و خاص اسمیں نہاتے ہیں اس شہر میں باغ کوئی نہیں ہے اور نہ کوئی درخت سایہ دار
ہے اس گاؤں کے حد کے اندر ایک خانقاہ ڈیرہ سلطان [illegible] کے جانب غرب بفاصلہ چھ کوس ہے [illegible] بہت بڑا
ہے اور صاحب [illegible] مشہور ولی ہے شہر جام پور یہ شہر خاص ڈیرہ غازیخان سے بفاصلہ تیس میل [illegible]
جنوب کے واقع ہے شروع آبادی کا پتا اور حال معلوم نہیں ہوتا صرف استفسار دریافت ہوتا ہے کہ عرصہ
چھ سو برس کے مسمی جام نامی قوم جاٹ نے اس شہر کو آباد کیا اور اپنے نام پر جام پور نام رکھا روز
آبادی سے برابر آباد ہے کبھی ویران نہیں ہوا عمارتیں پختہ اور بلند ہیں جام بانی شہر کی اولاد سے کوئی شخص
باقی نہیں ایکہزار پانسو ستانویں خانہ شماری اور دو سو پچاس دوکانیں اور سات ہزار سات سو [illegible] مردم شماری
ہے یہ شہر بعد شہر ڈیرہ غازیخان کے اس ضلع میں بہت آباد اور بارونق مشہور ہے ۱۸۶۹ء میں سرکار انگریزی
نے ایک بازار پختہ بنوایا بازار اکثر ماہ اساڑھ اور موسم گرمی میں چھپر پوش کر دیتے ہیں کیونکہ [illegible]

گرمی سے امان میں رہیں اس شہر میں چوبی کام بہت اچھا بنتا ہے اچھے اچھے کھلونے اور ڈبیا اور گلاس
اور پایہ پلنگ چوبی بنتے ہیں بیوپار افیون اور نیل کا بہت ہوتا ہے ہندو اس شہر میں بہت رہتے ہیں جن کا پیشہ
مسلمان ہیں دستکار زمیندار و ہیں اور ہندو دن کا لقب کراڑ ہے اور جانب غرب شہر کے مکان تھانہ و تحصیل
کچا بنا ہوا ہے اور عمارت عمدہ ہے تحصیلدار وہاں کچہری کرتا ہے اور شرق کی طرف نالہ سون جاری ہے
اوسکے کنارے سے درختان سایہ دار بکثرت لگے ہوئے ہیں باشندگان شہر اتوار کے روز نالہ کے کنارے جمع
ہوکر سیر کرتے ہیں گویا آٹھویں روز یہاں میلہ ہوتا ہے بڑے بڑے ساہوکار ہندو اس قصبہ میں رہتے ہیں
جنکا بیوپار دور دور ملکوں میں جاری ہے اور مسلمانوں میں خاندان قوم جھکّڑ کا قدیمی ہے ملکیت اونکی
بہت ہے اور اوسی خاندان سے ملک فتح محمد ذیلداری عہدہ رکھتا ہے اور چودہری ولی رام کھتری ہندو
کا مقدم و ذیلدار ہے سادات کا خاندان بھی نامور ہے جنمیں سے سلطان شاہ نامی آدمی ہے یہ قصبہ متعلق
ضلع ڈیرہ غازیخان اور مقام تحصیل ہے اس قصبہ میں ایک مقبرہ فقیر میں شاہ کا مشہور ہے یہ بزرگ
نواب غازیخان کا ہم عہد تھا ماہ ربیع الاول میں یہاں میلہ ہوتا ہے اور مزار شہر سے جانب مشرق واقع ہے
دوسری خانقاہ شیخ لعل پردانہ کی جانب جنوب ہے عرصہ چار سو برس سے یہ بزرگ یہاں مدفون ہے۔

قصبہ راجن پور یہ قصبہ برو رعرصہ ایکسو ستر برس کے مخدوم شیخ راجن بخش نے آباد کیا اور
اپنے نام پر راجن پور نام رکھا یہ راجن بخش اجارہ دار اس ملک کا تھا وقت آبادی سے اسکی رونق بڑھی
دو ہزار چار سو اونتیس اسکی مردم شماری اور سات سو اٹھتیس گھر اور ایکسو دوکان ہے سرکار انگریزی کی
عملداری میں جب قصبہ متھن کوٹ کو دریا نے گرا دیا تو محکمہ اسسٹنٹی و تحصیل و تھانہ اوس قصبہ سے اٹھکر
یہاں آگیا انگریزی فوج کی چھاونی بھی اسمقام پر ہے ایک رسالہ سواران اور کچھ پیادہ فوج یہاں رہتی ہے
ایک جیلخانہ قیدیوں کا بھی یہاں بنا ہوا ہے گویا یہ جگہ ایک حصہ ضلع کا ہے صاحب اسسٹنٹ کمشنر ماتحت ڈپٹی کمشنر
ڈیرہ غازیخان کے یہاں عدالت کا کام کرتا ہے ان سب باتوں کے ہونے سے رونق اس قصبہ کی روز بروز
ترقی پر ہے ایک بازار پختہ اس قصبہ میں شروع عملداری میں سرکار انگریزی کے سیدھا کرکے بنوایا تھا جو خوشنما
معلوم ہوتا ہے ایک خیراتی ہسپتال بھی یہاں بنا ہوا ہے شہر میں غلہ و پارچہ سفیدی وغیرہ اجناس کی تجارت
ہوتی ہے شہر کے گرد نواح میں چند باغات بھی ہیں جن سے قصبہ کی زینت زیادہ ہوئی اور ایک کنویں [illegible]
میں ہے اس قصبہ [illegible] شمال ایک بڑا [illegible] چار دیواری یہاں [illegible]
جات [illegible] ہوکر یہاں [illegible]
میں ڈپٹی صاحب [illegible] ہیں وہ سب گرا دئے

سکے اندر رہتی تھی کوئی بڑی آبادی اور آرامگاہ اس قوم کے لئے پہاڑ سے نکلکر نہ تھا اسواسطے مہاراجہ رنجیت سنگھ کے عہد مین بعرصہ پنجاہ سال سمی بھرام خان تمندار قوم مزاری نے پہاڑ سے نکلکر اسجگہ آبادی کی بنیاد رکھی اور نام گانو کا روجھان جسکے معنی بلوچی زبان مین آرامگاہ ہے رکھا اب دو ہزار سات سو تین آدمی اسمین رہتے ہین قوم مزاری سب سے زیادہ ہین ہندوون کے دوکانین بھی پختہ و خام بنے ہوئی ہین شہر پناہ صرف خام بنا ہوا ہے اب امام بخش خان تمندار نے اگلی آبادی سے بطرف غرب بفاصلہ ایک میل کے نئی آبادی کرکر اوسکا نام نیا روجھان رکھا ہے اوسمین اپنے رہنے کے مکان پختہ اور پختہ مسجد عالیشان بنوائی ہے اور ایک بنگلہ حکام کے رہنے کے خاطر تعمیر کیا ہے وہ عمارت اوس جنگل مین کیا عمدہ سلطنت نظر آتی ہے آمد و رفت سوداگران کوہی کی اس گانو مین بکثرت ہے قریب سات سو کے گھر اور دوکانین اسمین بنے ہین قصبہ آسودہ حال ہے **انگاہ** ڈیرہ غازیخان کے ضلع کے متعلق یہ ایک مشہور آبادی دامن کوہ مین بمقام ڈیرہ غازیخان سے جانب غرب بفاصلہ تیس میل کے ندی نگی کے کنارہ پر آبادی مشہور ہے بڑا گانو ہے صرف حضرت سید احمد سخی سرور سلطان کے مزار کے سبب سے مشہور ہے اور یہ خانقاہ پنجاب مین مشہور ہے پہاڑ پر ہے یعنی پشتہ پہاڑی شمالی خانقاہ کا قلعے کے اندر ہے دروازہ کلان اوسکا جنوب کی سمت کو آبادی اسکے ساتھ ملا ہوا ہے بادشاہ دہلی نے اول یہ خانقاہ پختہ بنوائی پھر پیڑیان پختہ دیوان لکھپت رائے جسپت رائے سرور قندار صوبہ لاہور نے بعہد نواب ذکریا خان بہادر صوبہ لاہور کے بنوائین جسکے بانیان لاہور خاص مین ابتک مشہور موجود ہین غربی دالان مین مزار حضرت سخی سرور کی ہے چند ستون عالیشان زیر سقف کھڑی مین چراغ ہر وقت صبح و شام دن رات جلتا رہتا ہے شمال غرب کے گوشہ مین بابا نانک کا مکان بنا ہوا ہے جہان آو انکے قیام کیا تھا اور جانب شرق دوسری کوٹھڑی مین بی بی بائی صاحبہ زوجہ سخی سرور کا شہرا اور چرخہ رکھا ہے جسپر سوت کاتتی تھین تیسری کوٹھڑی اندروالی مین ہندوون کے دیوتا بھیرون کا مقام بنا ہوا باہر کے مکان کے غرب کی طرف چار دیواری کے اندر ایک درخت جال کا خشک کھڑا ہے اوسی جانب غرب باہر چار دیواری سے درخت کنڈہ سبز کھڑا ہے اور لوگ کہتے ہین کہ یہان گھوڑی کی حضرت کی باندھی گئی تھی جال کی جگہہ کیلا اگاڑی کا اور کنڈہ کی جگہہ کیلا پچھاڑی کا تھا اور حضرت کی کرامت سے دونو کیلے سبز ہوکر درخت بن گئے تھے چار دیواری کے بعد ایک مکان سیدرا دین حضرت کے فرزند کا بنا ہوا ہے اور ایک اور مکان پختہ شیخ دہوڑ کے نام سے موسوم ہے ان دونو مکانون مین قبر کوئی نہین اور کچھ فاصلہ پر خانقاہ سے جانب غرب سمی نور و اسحاق کی دو قبرین ایک بلند ٹیلے پر بنی ہوئی ہین یہ دو شخص حضرت سرور کے دوست تھے پھر اوسکے جانب شرق دو قبرین میان علی و عثمان کے ہین یہ دونو بھی خدمت حضرت

حضرت کے ہمنشین اصحاب تھے خانقاہ سے جانب شرق ایک تالاب محمود خان گوجر کا پختہ بنا ہوا موجود ہے
کہ پانی اوسمین نہین ٹھہرتا تھا۔ انکا اسطرح بیان یہ ثبوت ہوتا تھا کہ سید احمد سخی سرور کا باپ سید زین العابدین
بغداد سے ۵۲۰ھ ہجری مین داخل ہند ہوا اور بمقام شہ کوٹ متعلقہ ملتان قیام پذیر ہوا اسمی پیرا قوم کھوکھر زمیندار
گانوکے نے اپنی لڑکی مسمات عائشہ اوسکے نکاح مین دی اور اسکے بطن سے سید احمد سخی سرور پیدا ہوا جب
زین العابدین ۵۳۵ھ مین مرگیا تو سید احمد بڑا اور ان خانزادوں کے مزاحمت سے تنگ آکر بغداد کو چلا گیا اور
حضرت غوث الاعظم و شیخ شہاب الدین سہروردی و خواجہ مودود چشتی سے نعمت خلافت کی حاصل کی واپسی
کے وقت چندے بمقام دھونکل متعلقہ ضلع گوجرانوالہ کے قیام رکھا پھر ملتان مین آیا اور حاکم ملتان نے اپنی
لڑکی کی شادی اسسے کردی جسکا نام بی بی بائی تھا دوسری شادی سید عبد الرزاق کی لڑکی کے ساتھ
ہوئی پھر سید احمد لاہور مین گیا اور سید اسحاق سے علم ظاہری حاصل کیا پھر شاہ کوٹ مین آکر سکونت اختیار کی
ہزارہا آدمی بشہرہ کرامت اسکے خدمت مین حاضر ہوئی جب شہرت اسکی برادران خالہ زاد کو پسند نہ آئی
اور ارادہ کیا کہ اسکو قتل کر ڈالین جب سید احمد کو اونکے ارادہ سے اطلاع ہوئی تو سید عبد الغنی اپنے
بھائی و بی بی بائی زوجہ و سید سراج الدین خوردسال بیٹے کے ساتھ پوشیدہ دشمنوں سے گھر سے نکل آیا اور
بمقام پرجہان اب خانقاہ بنی ہے عین جنگل مین قیام پذیر ہوا مگر برادران خالہ زاد نے پیچھا نہ چھوڑا اور بڑا
اجتماع کرکران پر آ پڑے اور حضرت کو معہ بھائی و فرزند و بی بی بائی کے شہید کردیا اور حضرت بعد شہادت
کے یہان دفنائے گئے شجرہ حضرت کا اسطرح حضرت امام جعفر صادق کے ساتھ پہونچتا ہے کہ سید احمد بن
زین العابدین بن سید عمر بن عبد اللطیف بن سید بہاء الدین بن غیاث الدین بن بہاء الدین بن صلاح الدین
بن زین العابدین بن سید عیسی بن صالح بن عبد الغنی بن سید جلیل بن خیر الدین بن ضیاء الدین بن ابو داؤد
بن عبد الجلیل بن موسی بن سید اسماعیل بن امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ ۔ حضرت کے بعد مدفون ہونے حضرت کے
تین شخص ایک مسمی گوہر اجسکو مزار کی مجاوری تھی اور دوسرا مسمی جیرت نابینا قوم لنگاہ و احمد خان افغان
جو نامرد تھا یہان آئی اور تینون پیچھے ہو گئے وہ تینون اس خانقاہ کے مجاور ہوئی اور اب تمام مجاور اونہیں
تینون کی اولاد مین سے ہین مگر گوہر کی اولاد قوم کلانہ اور نابینا کی اولاد قوم سیہنی اور پٹھان کی اولاد
قوم شیخ کہلاتی ہے تعداد ان مجاورون کی ہمیشہ اکہرا دہین سو پچاس رہتی ہے جب کوئی پیدا ہوتا ہے تو ایک
مرجاتا ہے یہ بھی ایک کرامت حضرت کی مشہور ہے معتقدین سید احمد سرور کے پنجاب کے ملک مین لاکھون
آدمی ہین ماہ چیت مین ہزارہا آدمی قافلون کے قافلے سنگ جالندہر و ہوشیارپور و گورداسپور
و سیالکوٹ و گوجرانوالہ و گجرات و ڈنگری و ملتان و لاہور و امرتسر وغیرہ سے آتے ہین غرض پنجاب مین یہ

بزرگ کی مانند گھر گھر ہوتی ہے جہلا بے علم لوگ بہت معتقد ہین علما کا اعتقاد اسطرف نہین ہے یہ شخص اہل تواتر
شیخ متوسل این بزرگ کے گانو گانو شہر شہر اوسکا نام لیکر گدائی کرتے ہین بیساکھ کے مہینے بتاریخ چودھوین کو
میلہ ہوتا ہے تجارت مویشی کی ہوتی ہے اسروز کے میلے مین چالیس ہزار سے کم آدمی نہین ہوتے
کل جمع موضع لگا ہے کے بنام مجاوران خانقاہ کے معاف ہے ہندو مسلمان دونو قومین حضرت سے اعتقاد
کامل رکھتے ہین ہندو یہان آکر زنار بندی کی رسم ادا کرتے ہین اور مسلمان اپنے بچون کے چونڈے یعنی
سر کے بال یہان آکر اوتروا تے ہین پانی کی یہان بڑی قلت ہے کوئی چاہ مقبرے کے پاس نہین نالہ پانی کا جو
خانقاہ کے پاس ہے خشک رہتا ہے البتہ برسات کے موسم مین جاری ہوجاتا ہے لوگ نالے کے اندر
چھوٹے چھوٹے چاہ لگا کر پانی لیتے ہین تھوڑی سی مٹی دور کرنے سے پانی نکل آتا ہے مجاور لوگ وہ
پانی اونٹون اور بیلون پر لادکر لاتے ہین اور گران قیمت سے فروخت کرتے ہین چنانچہ ایک گھڑا
پانی کا چار آنہ کو بکتا ہے اب ایک چاہ سنگین صاحب ڈپٹی کمشنر نے بنوایا ہے یہان کے ہندو لوگونکا
حضرت سے اعتقاد ہے کہ کوئی ہندو اپنے مردون کی ہڈیان گنگا نہین لیجاتا جب تلک یہان پانی جاری ہوتا
تو اوسمین ڈال دیتے ہین باشندگان موضع لگا ہے ہندو مسلمان سب اسبات کو بسبب ادب حضرت
کے چارپائی پر نہین سوتے صرف ایک چارپائی تمام گانو مین ہے جسپر مسلمان اپنے مردون کا جنازہ
قبر پر لیجاتے ہین سالتمام ایکدفعہ ماہ چیت یا اساڑھ مین دو دیگین کلان یہان لگا کرتی ہین ایک دیگ
کا نام پانگلی ہے اوسمین گورا اٹھ من گھی پانچ سیر دلیہ گیہون کا بیس من شہد وغیرہ ایکسان پڑتا ہے
دوسری دیگ کا نام لنگری دیگ ہے اوسمین گوشت مین روغن زرد وغیرہ دلیہ منگا کا اوسمین پیاز
وغیرہ مین تیار پڑتا ہے جب پختہ ہو دونو دیگین بٹ جاتی ہین سب آدمیون کو کھانا تقسیم ہوجاتا ہے ۔۔

موضع تونسہ جو کہ علاقہ ڈیرہ غازیخان کا نہایت مشہور بستی ہے اگرچہ یہ گانو چھوٹا سا ہے
مگر بسبب مزار خواجہ سلیمان چشتی کے جو یہان واقع ہے مشہوری کثیر ہے خواجہ سلیمان خلف زکریا خان
قوم افغان گوت عشقون تھی قدیمی وطن انکا خراسان تھا بزرگان انکے خراسان سے آکر علاقہ درگہ واقعہ
کوہستان باغستان مین سکونت پذیر ہوئے جو تونسہ سے جانب غرب کو گڑگوجی مین واقع ہے سنہ ۱۱۶۷ مین خواجہ
سلیمان پیدا ہوئے اور نام انکا نار کہا گیا جب وہ بالغ ہوئے تو شوق علم کا دامنگیر ہوا اور کوٹ مٹھن مین
جا کر علم پڑہا چھبیس برس کی عمر مین فارغ التحصیل ہو کر خواجہ نور محمد مہاروالہ کی خدمت مین جا کر مرید
ہوئے پیر روشن ضمیر نے نام انکا سلیمان خان رکہا مدت تک انہون نے پیر کی خدمت مین رہکر تکمیل پائی
سنہ ۱۱۹۹ مین وہ دہلی و اجمیر تک جا کر پیران عظام کے مزارات سے مستفید ہوئے پھر اپنے وطن گڑگوجی کو گئے

وہانسے واپس آکر تونسہ مین مقام کیا حضرت کی شہرت ولایت وکرامت مین یہانتک ہوئی کہ دور دور
لوگ آکر مرید ہوئی ہزارون بیعت سے مستفید ہوئی صدہا روپیہ روزانہ حضرت کو نذرانہ حاصل ہوتا تھا اور
وہی روز غربا و فقرا کو تقسیم کر دیا جاتا لنگر حضرت کا ہروقت جاری تھا نواب والی بہاولپور بھی انکا
مرید ہوا انکا بیٹا گل محمد ہے لایق لڑکا تھا مگر وہ اونکے روبرو فوت ہوگیا سنہ ۱۲۶۷ ہجری مین خواجہ محمد سلیمان خان
فوت ہوگئے اور حجرہ نشستگاہ مین دفنائے گئے بجائے اونکے خواجہ اللہ بخش سجادہ نشین ابتک حیات
ہین نواب بہاولپور نے روضہ حضرت کا پچاسی ہزار روپیہ خرچ کرکے تعمیر کیا اور غلام مصطفی خان گورانی
ملتانی نے مجلس خانہ پختہ عالیشان بنوایا جسپر دس ہزار روپیہ خرچ ہوا اور احمد خان افغان نے چاہ وغیرہ
عمارتین بصرف دو ہزار پانسو روپیہ کے بنوائین اور عمارتین پختہ مسجد وغیرہ خواجہ اللہ بخش سجادہ نشین نے
خود تعمیر کی ہین اب بھی اس خانقاہ مین بڑی رونق ہے لنگر جاری رہتا ہے اور کارخانہ بڑی ریاست
کی طرح ہے امارت و دولتمندی بے انتہائی باوجودیکہ سرکار سے کوئی جاگیر و روزینہ مقرر نہین ماہ
صفر کے ساتوین تاریخ یہان بڑا میلہ ہوتا ہے خیر محمد حضرت کا بھائی بھی متبرک آدمی ہے —

دائرہ دین پناہ آبادی اس قصبہ کی اگرچہ دریاے سندھ کے شرقی کنارہ پر ہے مگر بسبب اسکے
کہ یہہ قصبہ متعلق ضلع ڈیرہ غازیخان کے ہی اس حصہ مین اسکا حال زیب اندراج پایا یہہ ایک قصبہ دریاے
سندھ کے بائین کنارہ سے دریا سے بفاصلہ پانچ کوس اور ملتان سے بسمت شمال مغرب بفاصلہ چالیس میل
قصبہ لیہ کے سڑک کے اوپر آباد ہے آبادی اسکی خوشنما ہے عمارتین اچھی اچھی بنی ہوئی ہین تجارت
بہت ہوتی ہے سکھون کے ظہور سے اول ایکہزار گھر اور ایکسو دوکان اسمین ہے مگر مہان سنگہ سکرچکیہ نے
اسکو دو مرتبہ لوٹا اور قصبہ والون کو ٹکڑے کا محتاج کر دیا اور قصبہ ویران ہوگیا پھر رنجیت سنگہ کے وقت
جب صورت امن کی ہوئی تو قصبہ دوبارہ آباد ہوا زمین متعلقہ اسکی اگرچہ تھوڑی ہی ہے مگر سیراب و زرخیز
و سرسبز ہے دریاے سندھ ہرسال اوسکو سیراب کر دیتا ہے پیدایش غلہ کی بہت ہوتی ہے روئی اور نیل
کی بھی زراعتین بہت ہوتی ہین مہاراجہ رنجیت سنگہ کے وقت ایک لاکھہ پچاس ہزار روپیہ سالانہ کا اسکی
متعلق محال تھا اب علاقہ اسکا سنگھڑ کے متعلق ہے بانی اس قصبہ کا کوئی پٹھان تھا اوسنے پختہ قلعہ و باغ و
حویلیان یہان بنوائی تھین اس قصبہ کے رہنے والے اب بھی اکثر پٹھان ہین جو زبان پشتو سے بھی واقف
ہین اوسنے ایک آبادی اپنی نام کی دریاے سندھ کے اسطرف بھی آباد کرائی تھی مگر وہ آبادی بسبب
پے درپے آنے سیلاب کوہی کے ویران ہوگئی تھی اب وہان بھی تھوڑی آبادی موجود ہے اور گانو اسی
نام سے موسوم ہے نام اس قصبہ کا دایرہ دین پناہ اس سبب سے ہے کہ شاہ دین پناہ بن شاہ حسین قوم سید

بخاری حضرت مخدوم جہانیان سید جلال الدین اوچی کی اولاد میں سے ایک ولی کامل تھے اونکو شوق
جہان گردی کا ہوا تو ہندوستان کو گئے اور مکہ و مدینہ میں سات برس تک رہے پھر اس طرف کو آکر اس قصبہ
میں سکونت پذیر ہوئے چونکہ بڑے کامل ولی خدا دوست تھے ہزارون آدمی اونکے مرید ہوگئے یہانتک
کہ یہہ قصبہ بھی اونکے ہی نام سے موسوم ہوگیا یہہ حضرت اول بمسمات سوہاگن زوجہ اکو کے گھر رہا کرتے تھے
جب بسمات رانی سوہاگن کے دختر کی شادی مسمی بکھو بکول کے ساتہہ ہوئی تو سوہاگن کے پاس کچھ بھی ناز
وہیز کا نہ تھا حضرت نے فرمایا کہ ہم رانی کے وہیز میں جاتے ہین چنانچہ لڑکی کے ساتھ بکھو بکول کے گھر آئے
حضرت کو کشتی میں بیٹھ کر سیر کرنے کا بہت شوق تھا کشتی حضرت کے سواری پانی کے کنارہ میں تیرتی
جاتے تھے بعد وفات یہان دفنائے گئے بعد ایک سال کے برادران اکو نے خفیہ صندوق حضرت کا لیکر
دریا پار کی بستی میں لے چلے بکھو کو خبر ہوگئی اور اوسنے صندوق روک لیا برادران اکو کو خواب میں
اشارہ ہوا کہ تم ایک صندوق بناکر علیحدہ مکان میں رکھو ہم وہان خود آجائینگے چنانچہ اونہونے صندوق
بنوایا اور علیحدہ مکان میں رکھ دیا دو ساعت کے بعد دیکھا تو نعش حضرت کی اوسمین موجود پائی چنانچہ
اونہون نے الگ روضہ بنایا اب دریا کے وار پار دو روضے بنے ہوئے ہین اس پار اولاد بکھو کی اور
اوس طرف اولاد اکو کے مجاور ہین مرید اس خاندان کے ہزارون لوگ ہین ہر سال ماہ چیت بروز
جمعہ بڑا بھاری میلہ ہوتا ہے یعنی تمام ماہ چیت میں چار دن جمعہ کے روز چار میلے ہوتے ہین ۔۔

قصبہ حاجی پور

یہہ قصبہ نواب حاجی خان غازی خان کے بیٹے کا آباد کیا ہوا دریای سندھ کے
دہنے کنارے ستائیس میل اور ملتان سے بسمت جنوب مغرب بچانوین میل واقع ہے پانی یہان کا میٹھا ہے
طرح طرح کا غلہ یہان پیدا ہوتا ہے قسم قسم کے ترکاریان و نیل و پوست بویا جاتا ہے افیون کثرت سے
نکالی جاتی ہے اس قصبہ میں ایک خانقاہ خواجہ نور محمد نارووالہ کی بہت مشہور ہے اور مزار پر انوار
قصبہ کی آبادی سے جانب جنوب پختہ بنی ہوئی ہے یہہ مزار سنہ ۱۲۰۰ میں اسلام خان داؤد پوترہ شہید والا
نواب بہاولپور نے تعمیر کی اور روضہ عالیشان بنوایا شرق کے طرف روضہ کے ایک عالیشان
دالان مجلس و سماع کے لئے بنا ہوا ہے اور ایک حوض پانی کا بھی پختہ لائق تعریف ہے پہلے یہہ بزرگ
بستی میان والی میں سکونت پذیر تھے وہان سے یہان آکر قیام کیا یہہ بزرگ سنہ ۱۱۴۲ ہجری میں پیدا ہوکر
اور ملتان میں جاکر علم فارسی و عربی و تصوف پڑھا سنہ ۱۱۶۰ میں فارغ التحصیل ہوکر خواجہ نور محمد
مہاروالہ چشتی کے خدمت میں جاکر مرید ہوئے چند سال میں تکمیل پائی اور چند مدت بمقام نارو
قیام رکھا سو اسطے نور محمد نارووالہ مشہور ہوئے وہان سے حضرت کو زمینداران قصبہ حاجی پور اپنے یہان

لے آئی تھی یہ بزرگ رات کو کبھی بچھونے پر نہیں سوتے تھے دن کو روزہ رکھتے تھے سنہ ۱۱۴۸ میں اسی برس کی عمر میں
حضرت نے انتقال کیا ... روضہ بنا گیا روضہ کے تین دروازے شرقی جنوبی شمالی ہیں
اور دروازہ جنوبی بہشتی مشہور ہے جو محرم کی ۶ اور ۷ تاریخ کو ایک برس کے بعد کھلتا ہے اور
اوسی روز میلہ ہوتا ہے تمام لوگ اوس دروازہ سے عبور کرتے ہیں اور مشہور ہے کہ مولوی عزیز اللہ
نام ایک نے بعد حضرت کا خواب میں واقعہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو اس دروازہ میں
کھڑے ہوئے دیکھا تھا اوسی روز سے یہ بہشتی دروازہ مشہور ہوا ۲۱ جمادی الاول کو جس روز حضرت کا
انتقال ہوا تھا حضرت کا عرس ہوتا ہے حضرت کی اولاد سے اب میاں غلام رسول سجادہ نشین ہے
حاجی پور میں حال خاندان میانصاحب سرائی کا قابل تحریر ہے اس واسطے لکھا جاتا ہے کہ یہ خاندان ایک
صاحب عزت و جاگیردار اس قسمت میں ہے اس خاندان کے لوگ شجرہ اپنا حضرت عباس عم پیغمبر صاحب علیہ السلام
سے ملاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم ہارون رشید خلیفہ عباسی کی اولاد میں سے ہیں قریشی
عباسی قوم کی روایت ہے کہ پہلے میاں محمد رشید اعلیٰ اکابر اپنی برادری کے شہر حلب سے اوٹھکر علاقہ کاچ
و اکھر سندھ میں آیا اور بادشاہ سے کاچھی کا علاقہ جاگیر میں پایا وہ مرگیا تو محمد داؤد اوسکا بیٹا بصر انتظام
جانشین ہوا محمد داؤد دو بھائی تھے داؤد کی اولاد داؤد پوترہ کہلاتے ہیں اور اوسی میں سے
نواب صاحب بہاولپور والی بہاولپور ہے اور محمد دوسرے بھائی کی اولاد سے میاں آدم شاہ صاحب
ولایت و کرامت میں عالی تھا اوسکی بیعت جہانگیر کے ساتھ ہوئی اور اوسکا مقبرہ سکھر میں مشہور ہے
اوسکی اولاد میں سے میاں نصیر محمد صاحب ملک میں نامی ہوا اور یہانتک ترقی کی کہ شہر حیدرآباد سندھ
بھی اوسکی حکومت میں آگیا اور بہت برسوں تک اوسکے بعد نصیر محمد کے بیٹا محمد و غلام شاہ فرمان فرما رہے
اور غلام شاہ کے عہد میں غلام شاہ نے سندھ سے حاکم کالا باغ تک ملک فتح کر لیا نواب غازیخان کو جو
نسل غازیخان اول سے تھا بھی غلام شاہ قید کر کے سندھ کو لے گیا اور محمود خان کو حکومت دی گیا
غلام شاہ کے بعد محمد سرفراز اوسکا بیٹا بعد عبد النبی اوسکا بیٹا جانشین ہوا عبد النبی سے کچھ نا اتفاقی اپنے وزرا
امرا سے ہوگئی دو شخصوں کو اوسنے قتل کرا دیا باقیماندہ نے اوسکو ریاست سے نکالدیا وہ احمد شاہ بادشاہ
خراسان کے پاس گیا اور امداد مانگی بادشاہ نے اوسکو مدد دیکر دوبارہ ریاست حیدرآباد پر قابض
کیا جب بادشاہی فوج واپس گئی تو وزرا نے دوبارہ اوسکو ریاست سے بیدخل کردیا وہ دوبارہ بادشاہ
کی خدمت میں حاضر ہوا بادشاہ نے عبد النبی کو چالیس ہزار روپیہ کی جاگیر اس علاقہ میں دی اور
فرمایا کہ جب تک تمہارا قبضہ سندھ پر نہ ہو جاگیر سے گذارہ کرو چنانچہ عبد النبی نے حاجی پور میں سکونت

اختیار کی بہیر نصیر خان بروہی نے سوم حصہ قصبہ حاجی پور کا اپنی طرف سے اوسکو دیدیا ایکسال کے بعد
بادشاہ نے سندہ پر چڑہائی کی امیران سندہ نے بادشاہی امرا کی بہت خاطر کی اور روپیہ کی زور سے ملکر سب
امیرون نے ایک زبان ہوکر بادشاہ کو یہ صلاح دی کہ اب موسم گرمی کا آگیا ہے واپس ہونا مناسب ہے
سردی کے موسم مین پہر سندہ پر یورش کرکے عبد النبی کو ریاست دلا دیجائیگی چنانچہ بادشاہ واپس چلا گیا
اور پہر اتفاق سلطنت آنیکا نہوا اور عبد النبی نے حاجی پور مین ہی قیام رکہا نواب بہاول خان نے اپنے وقت
مین تیسرا حصہ جاگیر کا ضبط کر لیا پہر مہاراجہ رنجیت سنگہ اس ریاست کی رئیس سے پہلے چار ہزار
پانسو سالانہ پہر نو ہزار روپیہ سالانہ لیتا رہا اس زمانہ مین پینتیس گانو اس جاگیردار کے قبضہ مین ہین اور بیس ہزار دو سو
پچیس روپیہ سالانہ آمدنی ہے — عبد النبی کے بعد تاج محمد جانشین ہوا وہ ١٢٥٢ مین مرگیا اور احمد یار خان
اوسکا بیٹا نابالغ تہا اور اللہ یار خان اوسکا بہائی گذارہ پاتا رہا احمد یار خان کے بعد خان محمد خان
جاگیردار قرار پایا وہ مرگیا تو غلام محمد خان گدی نشین ہوا اب وہی جاگیر پر قابض ہے اور بہائی اوسکے
گذارہ پاتے ہین اس ریاست کا ہر ایک گدی نشین شہنواز خان کے لقب سے ملقب ہوتا ہی اور یہ لقب
سب سے اول احمد یار خان کو شاہ کابل سے ملا تہا سرائی انکے بزرگون کا خطاب چلا آتا ہے اور
وجہ اس خطاب کی اچھی طرح دریافت نہین ہوئی اس خاندان کے لوگ عموماً شیعہ مذہب ہین اور سکہون کی طرح
سر کے بال بڑہا کر سر کے اوپر جوڑا باندہ رکہتی ہین تماکو حقہ کبھی نہین پیتے ہزارون آدمی اس خاندان کے مرید ہین اونکا
بھی یہی طریق ہے گدی نشین اس خاندان کا بادشاہی طریقہ رکہتا ہی ایک چہوٹا سا تخت بناکر اور گاؤ تکیہ لگاکر بیٹہتا ہی
تعظیم کسیکی نہین دیتا اگرچہ ریاست جاتی رہی ہے مگر ٹہاٹ نہین گیا موضع چوک وسرا یہ چہوٹا سا گانو متعلق تحصیل
غازی خان کی دریا کے کنارہ پر آباد ہے آبادی خام ہے پیداوار غلہ کی ہوتی ہی یہان ایک مقبرہ خواجہ محمود کا
مشہور ہی یہ بزرگ خواجہ محمود بن یعقوب قوم علائی پٹہان تہے ١٢١٥ ہجری مین انہون نے انتقال کیا سبب
دریابردی کی چند مقامات پر انکا صندوق منتقل ہوتا رہا آخر یہان مدفون ہوے ہیں اور ١٢٢٣ ہجری مین یہ
روضہ بنوایا گیا ہر دو بزرگ صاحب کرامات تہے اونکی اولاد سے میان فتح محمد صاحب علم و فضل سجادہ نشین
موجود ہین موضع شاہ صدر الدین یہ گانو متعلقہ ڈیرہ غازی خان بارونق آبادی کا ہے خاص
مشہوری اس گانو کی حضرت شاہ صدر الدین سہروردی کی نام سے ہے جسکا مزار بہی پختہ یہان
بنا ہوا ہے شاہ صدر الدین حضرت بہاء الحق ملتانی کے مرید تہے ہر سال ماہ چیت مین میلہ ہوتا ہے کہ
گانو مین اناج وین غلہ و افیون کا ہوتا ہے موضع ہرنڈ ضلع غازی خان کے متعلق یہ ایک
قصبہ پہاڑ سے دو کوس کے فاصلہ پر آباد ہی آبادی اسکی اوس سڑک پر جو ڈیرہ غازی خان سے

کیچ گونڈ کو جاتی ہے واقع ہے عمارت کچھہ پختہ اور کچھہ خام ہے مگر تجارت عام ہے رونق کا مقام ہے
علاقہ اسکا اگرچہ جنگلون سے بھرا ہوا ہے مگر جانور قسم اعلی پیدا ہوتے ہین شکار جنگلی بکثرت ہے ایک قلعہ
بھی یہان بنا ہوا تھا دیوان ساونمل ناظم ملتان نے دوبارہ اسکو درست کرایا تھا شطرنجی اونی اور قالین
عمدہ تحفہ بنتا ہے پہلے تحصیل سرکاری ماتحت ضلع ڈیرہ غازیخان کے یہان رہتی تھے اسکی متعلقہ علاقہ
مین کنوؤن کا پانی تلخ ہے لوگ دریا او بارش کا پانی تالابون مین جمع کر رکھتے ہین اور وہی پیتے ہین جال کے
درخت یہان بہت ہوتے ہین اور اونکا پھل جسکو پیلون کہتے ہین شیرین ہوتا ہے گرمی کے موسم مین وہی پیلو
لوگون کی خوراک ہوتی ہے یہان ایک خانقاہ موضع سیرہ سے بفاصلہ پانچ کوس کے واقع ہے اوس
بزرگ کا نام خالد بن ولید ہے بعض اونکا نام اسحاق کہتے ہین یہہ مزار سرا ناہی کہتے ہین کہ یہہ شخص حضرت
رسول اللہ کے اصحاب سے تھے جب محمد قاسم نے اسلکٹ پر حملہ کیا تو یہہ شہید ہوکر یہان دفن ہوئے —

موضع سیت پور یہہ گانو متعلق ڈیرہ غازیخان کے ہے پہلی آبادی اسکی دریا کے اسطرف
تھی بسبب رودگردانی دریا کے آبادی دوسرے طرف یعنی دریا کے پار ہوگئی ہے گانوکی آبادی اچھی
ہے پیداوار ہر چیز کی ہوتی ہے گانو کے لوگ آسودہ حال ہین اسمین ایک خاندان سادات کا نامی ہے
اونکا ذکر قابل اظہار ہے اور وہ یہہ ہے کہ یہہ خاندان اولاد سید جلال الدین شیر شاہ میر سرخ بخاری
کی ہے جنکا روضہ شہر اوچ مین زیارتگاہ خاص و عام ہے اونکی اولاد مین سے شیخ سید حسن بخاری سیت پور
مین آکر قیام پذیر ہوا چونکہ مرد ولی خدا پرست تھا ہزارہا لوگ اوسکی مرید ہوگئے قوم لنگاہ نے جنکی حکومت
ملتان مین تھی اپنی لڑکی اونکو دی اور بہت سا ملک جہیز مین دیا بعد حکومت لنگاہ کے جب قوم ناہر اس
علاقہ پر حاکم ہوئے تو اونہون نے بھی عزت وابرو اس خاندان کی قایم رکھی سید حسن کا بیٹا شیخ محمود اسکا
بیٹا شیخ محمد راجو ہوا اوسنے بعہد نادر شاہ بادشاہ کے ثروت و دولت حاصل کی اور اس تمام علاقہ کی
حکومت اونکو بطور صوبہ مل گئی شیخ محمد راجو نے اسلکٹ کو بہت آباد کیا نالہ بہشتی و نالہ دمنہدی و نالہ قطب
و نالہ مبارک و نالہ قادر الا کہون روپیہ خرچ کرکر کہودوائے اور ملک کو سیراب کیا شہر راجن پور کی آبادی
کی بنا رکہی اور ہزارہا چاہ کہودا کر زمیندارونکو دیئے سوای شہر راجن پور کے اونس گانو وسنے
اور آباد کرکے تمام علاقہ کو زرخیز کردیا شیخ محمد راجو کا بیٹا شیخ محمد کہیا نظر اوسکا بیٹا شیخ مخدوم محمد راجو اسکا
بیٹا مخدوم شیخ محمود اب زندہ اور اپنی ملکیت پر قابض ہین اب بھی اکتیس گانو مین اس خاندان کی ملکیت
موجود ہے اور ہزارہا لوگ مرید ہین **بستی بناہ علی** یہہ بستی ضلع ڈیرہ غازیخان کے
متعلق ہے اس گانو مین ایک خاندان میان نبی بخش کا ہی مورث اعلی اس خاندان کا مسمی سلطان طہٰہ یعقوب

چار سو پچاس برس ہوئے کہ سندہ سے اس علاقہ مین آکر علاقہ ہرند مین سکونت پذیر ہوا اور ملتان مین جاکر خواجہ
بہاء الحق ملتانی کا مرید ہوا اور تکمیل پائی اور ولی صاحب کرامات مشہور ہوا قوم گورچانی اوسکے مرید
ہوگئے سلطان طیب کا بیٹا سلطان یوسف اوسکا بیٹا سلطان طیب ثانی اوسکا بیٹا دوست محمد اوسکا بیٹا
بہاء علی ہوا اوسنے سہ گانو آباد کیا اور سکونت یہان اختیار کی اوسکا بیٹا دوست محمد ثانی اوسکا بیٹا بہاء
علی ثانی اوسکا بیٹا عاقل محمد موجود و زندہ ہے روضہ سلطان طیب کا پختہ بنا ہوا موجود ہے اور عاقل محمد
جانشین حال صاحب عزت دار و کرسی نشین ہے ملکیت اوسکی چند دیہات مین ہے **نور پور** ڈیرہ غازیخان
کے متعلق یہہ ایک قصبہ دہنے کنارے دریاے سندہ ملتان سے نوے میل جنوب مغرب کے سمت کو آباد ہے
اسکے پاس کے جنگل مین ایک دریائی جانور رہتا ہے جسکو لودر کہتے ہین اوسکے بدن پر پشم بہت ہوتی ہے
نہایت نرم و ملایم لوگ اسکو مارکر اوسکے چمڑے کی پوستین بناتے ہین رنگت اوسکی خاکی اور گرم بہت
ہوتی ہے ایک کہال کی دو روپیہ قیمت ہوتی ہے **سنگھڑ** یہہ ایک مشہور و معروف قصبہ شمال ضلع
ڈیرہ غازیخان کے تحصیل کا مقام ہے اس کے علاقہ مین بمقام سنگھڑ دیتہ کچہری تحصیل کی ہوتی ہے اصل مین
سنگھڑ ایک پہاڑی نالہ کا نام ہے جسکے نام سے یہہ علاقہ موسوم ہے اور اوسی کے پانی سے یہہ کل علاقہ سیراب
ہوتا ہے چاہی زمین اسمین بہت کم ہے گیہون جوار کی پیدایش بہت ہوتی ہے گہوڑا اس علاقہ کا خوبصورت اور
عمدہ ہوتا ہے **ہڑولا** قسمت ڈیرہ جات مین یہہ ایک قصبہ دریاے سندہ کے دہنے کنارے سو دس میل
اور ملتان سے بیالیس میل جنوب مغرب کی سمت کو آباد ہے **ہتہالی** قسمت ڈیرہ جات مین یہہ ایک
قصبہ دریاے سندہ کے دہنی کنارے سے چالیس میل اور اکسو اڑتیس میل ملتان سے آباد ہے **عمر کوٹ**
قسمت ڈیرہ جات مین دہنی کنارے دریاے سندہ سے اور تین میل کوٹ مٹھن سے جنوب مغرب کے سمت کو آباد
ہے **نوشہرہ** قسمت ڈیرہ جات مین یہہ ایک قصبہ دہنی کنارے دریاے سندہ کے ملتان سے اٹھاون
میل شمال مغرب کے سمت کو آباد ہے **ڈیرہ اسمٰعیل خان** یہہ شہر پنجاب کے علاقہ دامن کوہ
کے متعلق بہت مشہور اور ضلع و قسمت کا صدر مکان ہے آبادی اسکی بنون سے جنوب اور ڈیرہ غازیخان
سے شمال لاہور سے دو سو سولہ میل پچہم کیطرف دریاے سندہ کے دہنی کنارے کے اوپر واقع ہے حدود اربعہ
اسکے ضلع کے یہہ ہین مغرب کو سلسلہ کوہ سلیمان مشرق ضلع جہنگ و شاہپور شمال حد و ضلع بنون جنوب حد و
ضلع ڈیرہ غازیخان و موضع مور جہنگی اس ضلع کے اندر دریاے سندہ کے مغربی حصہ مین پٹہان اور شرقی
حصہ مین بلوچ و جاٹ و افغان وغیرہ آباد ہین ۱۸۵۴ع مین مردم شماری اس ضلع کی تین لاکہہ چہیالیس ہزار
بائیس شمار مین آئی اور سالانہ آمدنی چار لاکہہ تینتیس ہزار روپیہ ہے کل سطح اس ضلع کا نو ہزار ایکسو ہشتیس میل

مربع ہے اور ضلع مین فی میل مربع ہین اڑتیس آدمی بستے ہین تاریخ قدیم مختصر اس ضلع کی یہہ ہے کہ پہلے یہہ
ملک مین اجہ ٹل اور بل دو بھائی حکومت کرتے تھے پرانا قلعہ اونکا دریاے سندہ کے دہنے کنارے پر بلوچستان کے
متصل مشہور ہے کہ اب بھی اوسکی تعمیر کے نشان موجود ہین جب مسلمانون نے غلبہ پایا اور کشی ہونے لگی
تو مجبوراً اونھون نے یہہ ملک چھوڑ دیا کہتے ہین کہ یہہ آنا بلوچ نے راجہ بل کا آباد کیا ہوا تھا جسکو جنوب کے ملک کے
طرف سے بلوچون نے غلبہ پاکر اپنے قبضہ مین کر لیا اور یہی اسماعیل خان ہوت ہے جسکے نام سے ڈیرہ اسماعیل خان
مشہور ہے بسر کرتی اپنی قوم کے ڈیرہ غازی خان کی طرف سے آکر مقام بسر جو بارہ کوس شہر ڈیرہ اسماعیل خان
سے جنوب کو ہے سکونت اختیار کی اور تمام علاقہ مین اپنا تسلط جمالیا اور موقع دلکشا دیکھکر بتاریخ
ماہ [illegible] سنہ ۱۹ [illegible] کیا جلتی مین آکر یہی اس شہر کی بنیاد رکھی اکبر بادشاہ کی سلطنت کے شروع تک دس شہر مین
آدہا باقی ہزار گھر آباد ہوگئے تھے اور شہری شہر جو بامیان قلعہ و باغات بلوچون کے بن گئے
مین دریاے سندہ نے شہر کی طرف رخ کیا اور پانچ برس کے عرصہ مین دو بارہ رونق دار شہر بالکل برباد
و ویران ہوگیا ایک سال کے عرصہ تک شہر کے رہنے والے گرد نواح کے آبادیون مین منتشر رہے سنہ ۱۸۱۸ء مین
اس شہر کی جوابی جو دسہے آبادی شروع ہوئی اور اسماعیل خان ہوت اس شہر کے بانی کی اولاد پانچ پشت
یہان حکومت کرتی رہی انمین آخری رئیس نصرت خان احمد شاہ درانی کے حکم سے کابل مین قید ہوا چونکہ
اوسنے بخلاف آبا و اجداد اپنے کے اطاعت شاہ کابل کی چھوڑ دی اور خراج دینا موقوف کر دیا تو بادشاہ
نے اوسکو عواطف خسروانہ کا امیدوار کرکے اپنے پاس بلایا اور کہا کہ ہم تمکو علاقہ ملتان وغیرہ ممالک پنجاب
کی حکومت سپرد کرنا چاہتے ہین اس بات پر وہ خوش ہوکر بادشاہ کے حضور مین حاضر ہوا بادشاہ نے سنین گذشتہ
کا خراج اس سے طلب کیا وہ نہ دے سکا اور چند سال قید مین رہا اوسکی عدم موجودگی مین عبدالرحیم نامی حاکم
اس علاقہ مین کابل سے مقرر ہوکر آیا تیمور شاہ بن احمد شاہ درانی کی اخیر حکومت تک وہ فرمان فرما رہا جب
شاہ زمان بادشاہ کا وقت آیا تو نواب محمد خان سدوزئی جو بہادر خیل سرافراز خان خطاب پاکر حاکم اس علاقہ کا
قرار پایا یہہ شخص منجملہ جاگیرداران خطہ ملتان نواب مظفر خان کا نائب تھا وزیر رحمت اللہ خان عرف وفادار خان
کی سعی سے جسکا یہہ رشتہ دار تھا بادشاہ نے یہہ علاقہ اوسکی حکومت مین دیا جب شاہزادہ ہمایون برادر حقیقی
شاہ زمان کا مستعد شورش و فساد ہوکر بدعوی سلطنت چند لڑائیان شاہ زمان کے ساتھ لڑا اور شکست کہاکر
اس ملک مین آیا تو نواب محمد خان نے شاہزادہ ہمایون کو مع اوسکے عیال و اطفال قید کرکے کابل کو روانہ
کر دیا اس خدمت کی عوض مین یہہ تمام علاقہ و اس کوہ کا انعام مین ایک لاکھ دس ہزار روپیہ کے نواب خان
کے نام حسب درخواست محمد خان دربار شاہی سے مل گیا جب کابل کی سلطنت مین زوال ہستی آگئی تو نواب

قمر خان نے بھی معاملہ دنیا چھوڑ دیا کیونکہ رنجیت سنگہ والی لاہور کی بارہا حملون سے اوسکو بحال وقت تھی اور فوج بھی اوسکی کافی کہی ہوئی تھی اوسنے اپنے امداد کیلئے چند بار بحضور شاہ کابل عریضے لکھے اور اپنی حالت کا اظہار کیا مگر کچھ بند و بست نہوا آخر اوسنے ایک قم روپیہ کی بحضور شاہ کابل پیش کرکے یہ عہدہ نواب شیر محمد خان عرف شاہنواز خان اپنے نواسہ کے نام منتقل کرا دیا اور خود ۱۲۰۷ ہجری مین مرگیا چونکہ اوسوقت نواب شیر محمد خان خرد سال تھا منتظم امور ریاست کا حافظ احمد خان شیر محمد خان کا باپ نواب قمر خان کا داماد قرار پایا اوسکو وقت ۱۲۱۳ ہجری مین شاہ کابل نے کابل ہو مہم کرکے علاقہ ٹانک سے ساٹھ ہزار روپیہ وصول کیا علاقہ کراچی و دراٹن و جودھوان واقع دامان کوہ کہ نواب قمر خان نے بزور شمشیر فتح کیا تھا نواب سے چھین لیا فوج شاہی کی واپسی کے بعد رنجیت سنگہ نے لاہور سے آکر نواب سے چار لاکھ روپیہ نقد وصول کیا اس ہرج مرج مین ملک تباہ ہوگیا ریاست زیر بار و قرضدار ہوگئی ۱۲۳۶ھ مین رنجیت سنگہ نے بذریعہ فوج کشی کرکے قلعہ منکیرہ کا فتح کرلیا مگر علاقہ ڈیرہ اسمٰعیل خان کا نواب کو واگذار رکہا دس مہاتر اور پانچ راس اسپ سالانہ نذرانہ نواب شیر محمد خان پر مقرر ہوا اوسوقت صرف علاقہ متعلقہ ڈیرہ اسمٰعیل خان کا نواب کی پاس رکہا تھا اوسمین سے بھی پندرہ ہزار روپیہ سالانہ رنجیت سنگہ کو خراج دینا معین ہوا تھا انہین ایام مین شہر ڈیرہ اسمٰعیل خان کہ نہایت پختہ شہر بنا ہوا تھا دریای سندہ نے گرا لیا یہان تک کہ ایک مکان بھی غرقابی سے نہ بچا نواب حافظ احمد خان و شیر محمد خان نے بمقام پورانی کہ متصل ڈیرہ کوٹ ہے نئی آبادی خام کی بنا ڈالی ابھی شہر اچھی طرح آباد نہین ہوا تھا کہ ۱۲۳۳ ہجری مین حافظ احمد خان مرگیا اور شیر محمد خان صاحب کو اختیار ہوا اسکے وقت رنجیت سنگہ نے عہد سابق کے برخلاف بجای پندرہ ہزار روپیہ کے پچاس ہزار روپیہ سالانہ خراج نواب پر مقرر کیا اور بیس شتر اور دس گھوڑے نذرانہ معین کئے اس سبب سے ملک تباہ و سپاہ تنگ و ناچار ہوگئے اور نواب مراق کی بیماری مین گرفتار ہوگیا جب سپاہ بھوکھ کی عذاب سے مرنے لگی تو مقابلہ و مجادلہ پر مستعد ہوگئے ادہر یہ حال گذر رہا تھا اودہر سے کنور نو نہال سنگہ مہاراجہ رنجیت سنگہ کا پوتا فوج لیکر ڈیرہ اسمٰعیل خان پر چڑہ آیا اور بابت علاقہ بنوں و دیورت کے ایک لاکھ روپیہ نقد اور پچیس راس گھوڑے طلب کئے نواب نے جواب دیا کہ تم تمام علاقہ لے لو سپاہ کی تنخواہ دیدو اور میرے واسطے گذارہ مقرر کردو چنانچہ تمام ملک پر سکھون کا تصرف ہوگیا اور ایک لاکھ روپیہ کی جاگیر نواب کے واسطے مقرر ہوئی بعد اس بات کے نواب مہاراجہ رنجیت سنگہ کے خدمت مین بمقام لاہور حاضر ہوا مہاراجہ نے منجملہ ایک لاکھ روپیہ جاگیر کے ساٹھ ہزار روپیہ سالانہ جاگیر نواب کیلیے منظور کی اور علاقہ جات کہری و بہرو و جودہوان نواب کے نام پر لگا دیا ہے اور چار ہزار روپیہ نقد بابت جاگیر قصبہ ملتان معرفت دیوان ساون مل کے نواب کو ملنا تجویز ہوا نواب نے اپنی بیٹی سرفراز خان کو بسبب بیماری کے ولیعہد کیا آخر عملداری سکھون تک یہ علاقہ لاہور کی ریاست کے تحت رہا ۱۸۴۹ع مین بعد ضبطی ریاست لاہور کی یہان بھی عمل دخل سرکار انگریزی ہوگیا ۱۸۶۲ عیسوی مین دریای سندہ نے پھر شہر کی آبادی کیطرف توجہ کی مگر سرکار انگریزی

تو بہت سا روپیہ صرف کر کر بند باندہا اور شہر کو غرقابی کے صدمہ سے محفوظ رکہا اس ضلع کا کل سطح دو حصہ مین منقسم ہوا ایک حصہ
دریای سندہ کے مشرق کیطرف ہے دو قسم کی زمین ریگی یعنی تھل ہی اول تھل بارانی دوسری جہک و رہک کی جو
سی وہ مراد ہی جو دریا کی طغیانی سے سیراب ہو اس حصہ مین دریا خان دہکر ولیہ کوٹ سلطان عیو بارہ لوان کوٹ قلعہ منکیرہ
واقع ہین جنکا ذکر ہو آیندہ سال کے بندوبست ذکر مین آچکا ہی دوسرا حصہ جو دریای سندہ کی مغرب کی سمت کو ہی اسکا کہ
دامان یا دامن کوہ کہتے ہین اسمین سیلاب و بارش کے پانی سے زراعت ہوتی ہے گندم باجرہ بکثرت
بویا جاتا ہے خربوزہ اسجگہ کا بہت لذیذ و شیرین و خوشبو مشہور ہے اس حصہ مین تین پرگنے ڈیرہ اسماعیل خان
و کلاچی و ٹانک اور ایک نالہ کوہی الموسوم لونی کا سیلاب تحصیل کلاچی کی زمین کو بہت فایدہ دیتا ہے
اور وہان ہی رہ کر جو پانی آدمی وہ خاص ڈیرہ اسماعیل خان کے پرگنہ مین کام آتا ہے اور تحصیل ٹانک کا علاقہ
رود ذرہ زام وغیرہ پہاڑی نالون سے سیراب ہوتا ہی اور رود تلوا اڑہ بھی اس علاقہ مین فایدہ بخش
ہے دامن کے علاقہ مین کنوان نہین ہوتا اگر کہودا جاے تو پانی تلخ نکلتا ہے گرمی اور امساک باران
مین باشندی یہان کے پانی کی سخت تکلیف اوٹہاتے ہین بلکہ اکثر مسافر جو پانی کے موقعون سے ناواقف ہو
ہین گرمی کے موسم مین مارے پیاس مرجاتے ہین اور جہان جہان پانی کم ہوتا ہے وہان کے باشندے
اپنے بستیان چہوڑ کر چلے جاتے ہین - خاص شہر کی آبادی اگرچہ خام ہے مگر نہایت رونق کا مقام ہے
کارخانہ تجارت کا عام ہے لوحانی سوداگر بہت مال یہان سے لادکر وسط ایشیا کو لیجاتے ہین بہت
سے قسم کے اجناس کی سوداگری یہان دریاے سندہ کے ذریعے سے ہوتی ہے نمک بھی کالاباغ سے
یہان بہت اکر فروخت ہوتا ہے شہر کی گرد و نواح نہایت آباد و سرسبز ہی طرح طرح کے درخت و باغ
موجود ہین بہت سی عمارتین پختہ و کوٹہیان و بازار تعمیر ہوگئی ہین اور بسبب لشکر کے ضلع اور کمشنری کے
دونو کچہریان یہان ہوتی ہین آبادی اسکی دن بدن ترقی پر ہے مقبرہ حضرت لال حسین پیر کا شہر کے
باہر شرق کیطرف موجود ہے یہہ حضرت بھی اپنے وقت مین ایک ولی کامل ہو گذرے دریای سندہ کے
بفاصلہ تین تین میل یہان مشہور ہین جنمین سے ایک گذر گہ باری اگے رکہا جاتا ہے اس ضلع مین تحصیل کلاچی اور
ڈیرہ اسمعیل خان کے جانب شرق دریای سندہ جاری ہے جانب شمال کوہستان ہے اوسمین بھی چند دیہات
واقع ہین اور کچہہ علاقہ آباد دامان کوہ مین واقع ہے جنوب کیطرف کوہستان بعض جگہ صاف زمین ہے اور جانب
غرب اٹھارہ کوس تک آبادی ہے کلاچی سے تین کوس کے فاصلہ پر پہاڑ سر بفلک کھڑا ہے جو خراسان اور
ہند مین حد فاصل ہے اس پہاڑ مین متفرق قومین شیرانی و ناصر و لوہانی خیل وغیرہ رہتی ہین جو دامن
کے رعایا کو سخت اذیت پہونچاتے رہتے ہین تحصیل خاص ڈیرہ اسماعیل خان مین قوم کرار و پٹہان کثرت

ہین گنڈاپور قوم ہندو ہے مگر بہت کم ہے اور مسلمان قومین بکثرت ہین زبان پشتو بہت بولی جاتی ہے ابتدای
ماہ اسوج مین بیوپاری معروف پونڈہ خراسان وکابل سے میوہ خشک وغیرہ بمقام ہذا لاتے ہین اور اپنے
عیال و اطفال کو ڈیرہ اسماعیل خان ودیہات قرب وجوار مین چھوڑکر ہندوستان کو جاتے ہین اور بعد
فروخت مال اجناس مثل ململ وگلبدن وکمخواب و پارچات انگریزی خرید کرکے آتے ہین انگور تر وسردہ وانار
ولایتی جو وہ لوگ لاتے ہین اونمین بڑا فایدہ اوٹھاتے ہین اور بعض سوداگر خفتان وچوغہ پشمی و
سمور وقاقم وسنجاب وپوستین وپشم وپارچات شتری وابیان کابلی وغیرہ لاکھون روپیہ کا مال لاکر
یہان جمع کرتے ہین شہر مین اکثر ساہوکار صاحب اقتدار مثل فوجدار خان وحافظ سمندخان وحیات خان
وغلام حسن خان وگوسائین کنہیا لال وغیرہ ہین اور تین ہزار پانسو گھر شہر مین بنیے ہین اور سات سو دوکانین
ہین جنمین ذریعہ تجارت ہوتی ہے تمام تحصیل کے علاقہ مین ربیع کے فصل کا غلہ پیدا ہوتا ہے اور ایک
رود پانی کا گومل کے طرف سے آتی ہے جن جن دیہات مین وہ پانی پہونچتا ہے اونمین خریف کی فصل بھی
ہوجاتی ہے باقی زمین مین چاہات سے پانی دیا جاتا ہے بارش بہت کم ہوتی ہے اور آب وہوا مرطوب
ہے شہر ڈیرہ اسماعیل خان مین ایک میلہ بیساکھی کا بڑا بھاری ہوتا ہے اور دلہ الف رقاصہ شہر و باہر کے
آکر وہان اپنے اپنے اکھاڑے باندھتی ہین اور رسیلہ والے اونکی رقص وسرود سے خوش ہوکر اونکو انعام
دیتے ہین اور ماہ جیٹھ سے ماہ ساون تک دریا پر ہر ایک ہفتہ مین ایک ایک دن مقرر کرکے سیر کیواسطے جاتے
ہین اور مصروف تعیش وعشرت رہتی ہین اور تماشا ور لوگ آکر دریا مین تیرتے اور اپنی اپنی ہنر دکھلاتے
ہین اس میلے کو داونی کہتے ہین ظلم وسنگدلی اس علاقہ کے لوگون کی طبیعت مین بہت ہے خون کے
واردات اکثر بہت ہوتے رہتے ہین وہر وہان شیرانی ونصرانی جو سرحد کے باہر رہتے ہین اس علاقہ کی
ہندون کی لڑکی لڑکون کو اوٹھالیجاتے ہین جسوقت انکے والدین سے زرنقد لے لیتے ہین تو واپس دیتے ہین والپسی
کے وقت بچہ کی ایک چھوٹی انگلی کاٹ لیتے ہین کلاچی **تحصیل کلاچی** اس تحصیل کے
علاقہ مین قوم افغان بہت رہتی ہے اور کلاچی بھی ایک قوم کا نام ہے جنکے نام سے یہ قصبہ موسوم ہے
اور درہ کلاچی بھی اسی قصبہ کے نام سے مشہور ہے جس درہ سے لوگ خراسان وکابل کو جاتے ہین اسکو سر
کے اندر اسکا علاقہ آیا ہے مگر پانی کی بڑی قلت ہے پہاڑ سے جو رودکا پانی آتا ہے اوسکو جمع کرکہتے ہین
اور پانی پر اکثر لڑائیان ہوتی ہین کہ صدہا آدمیون کے خون ہوجاتے ہین تاجر لوگ جب خراسان سے
مال لیکر اسطرف آتے ہین تو ہزار ہزار دو دو ہزار آدمی کا مجمع ہوکر آتا ہے اور رستے بھر تلوار وبندوق
وکارد وجنبیر سے مسلح ہوکر آتے ہین تو بھی راہ مین قوم مسعودی جنگلی و وزیری انکا مال لیجاتے اکثر لوٹ لیتے

بچ الیجاتے ہین کوئی قافلہ شاذ و نادر ہوتا ہوگا جو ان غارتگرون کے ہاتھہ سے سلامت کلاچی تک پہونچتا ہوگا اس درہ مین ہمیشہ خونریزی و غارتگری ہوتی رہتی ہے دوسری اس علاقہ مین ایک اور پہاڑی درہ ہی جسکو درہ پیرو کہتے ہین جسکے راستے سے بطرف لکی مروت و بنو وغیرہ قافل آمد و رفت ہوتی ہی پہرہ دار اور پولیس کے سپاہی اس درہ کی حفاظت پر مامور ہین اسجگہہ پانی بھی ملجاتا ہے کہ درہ کے اندر بقدر ایک گہادن کے زمین ہے اوسکو جہان سے ایک بالشت بھر کہودین تو پانی نکل آتا ہے **بلوٹ** ضلع ڈیرہ اسماعیل خان مین یہہ قصبہ دریاے سندہ کے مغربی علاقہ مین آباد ہے یہہ قصبہ راجہ بل کے نام سی جو زمانہ قدیم مین مالک اسکا اور حاکم اسملک کا تھا منسوب ہی مگر وہ اگلی آبادی یہہ نہین ہے پہلی آبادی ویران ہو چکی ہی جسکے کہنڈرات موجود ہین اور قصبہ موجودہ حال کو پہلی آبادی یہہ نہین ہی پہلی آبادی کی ویرانی کے بعد زمیندارون نے آباد کیا مگر نام وہی پہلا قائم رکہا علاقہ اسکا دریای سندہ کے کنارے بہت زرخیز و سبزا زمین ہے پیدایش غلہ کی بہت ہوتی ہے **پہاڑپور** ضلع ڈیرہ اسمعیل خان کے متعلق یہہ ایک مشہور قصبہ اور آباد مقام ہے عمارت اسکی اگرچہ خام ہے مگر بہت بارونق و خوشنما ہی تجارت غلہ کی بکثرت ہوتی ہے پہلے زمانہ مین یہان کے رہنے والون مین سے اچہی اچہے عالم و خواندہ و معزز لوگ تہے مگر اب وہ شوق جاتا رہا اور زمینداری پر گذارہ ہے علم سے کنارہ ہے **گڑہی خسور** یہہ ایک قصبہ ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کے علاقہ مین بڑی قصبون مین شمار ہوتا ہے بلوچ و افغان وغیرہ متفرق قومین اسمین بستی ہین بازار آبادی رعایا دلشاد ہی بہتری و سیلابی زمین مین پیدایش غلہ کی بہت ہوتی ہی **ٹانک** ڈیرہ اسماعیل خان کے ضلع کے متعلق یہہ قصبہ بہت آباد ہے نام اسکا دوردور تک مشہور ہی کچہری تحصیل کی اسمقام پر ہوتی ہے اسکے پرگنہ مین بڑی آبادی کوئی نہین چہوٹے چہوٹے گانو بہت ہین مگر خاص شہر ٹانک بہت آباد اور بڑی بستی ہی یہان کا جاگیردار ایک معزز سردار اسمین رہتا ہی اوسنی اپنے رہنے کے واسطے اچہے اچہے مکان اور باغ بنوائی ہوئی ہین اسمقام پر کچہہ سرکاری فوج بہی رہتی ہے تجارت بہی قسم قسم کے اجناس کی ہوتی ہے مسعود و وزیری کے علاقہ سی لوٹا اکر تحفت نکلتا ہے پوریا بہت تحفہ یہان بنایا جاتا ہے جسکی خرید و فروخت کثرت کے ساتھہ ہے ٹانک کے علاقے مین بہی کنوان نہین کہودا جاتا علاقہ اسکا درہ ٹانک نام کی ندی سی جسکو شور بہی کہتے ہین سیراب ہوتا ہی مسلمان رعایا یہان تمام ہی ہندو برای نام ہے **چودہوان** دامن کوہ نام ڈیرہ اسماعیل خان مین یہہ ایک قصبہ اوستیس میل جنوب مغرب ڈیرہ اسماعیل خان اور چہہ میل شہر لیہ کی شمال مغرب کو آباد ہے ڈیرہ کے قصبون مین یہہ بہی ایک نامی گرامی معروف و مشہور قصبہ ہی آبادی اسکی خوشنما اور اچہا بازار ہے تجارت کا گرم بازار ہے قوم افغان و بلوچ اسمین بہت رہتی ہے۔

ڈیرہ فتح خان دامن کوہ ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کے متعلق ہے ایک قصبہ دریای سندھ کی ایک شاخ کے اوپر آباد ہے اور وہ شاخ بھی بڑے دریا سے چندان دور نہیں ہے بانی اس قصبہ کا فتح خان بلوچ تھا جسنے آباد کرکے اسکو اپنے نام سے موسوم کیا زمیندار یہاں کے آسودہ حال علاقہ زرخیز و مالا مال ہے روئی افیون نیلکی بہت پیدایش ہی غلہ کی پیداوار کا کچھ حد و حساب نہیں ہے **گورانک** دامن کوہ ڈیرہ اسماعیل خان کے متعلق ہے ایک قصبہ دریائے سندھ کے دہنے کنارے اور بفاصلہ چوہتر میل ملتان سے شمال مغرب کے سمت کو آباد ہے **کاہری** قسمت دامن میں ہے ایک قصبہ دریائے سندھ کے دہنے کنارے شاہ گذر کے متصل اوس سڑک پر جو ہندوستان سے افغانستان کو براہ ڈیرہ اسماعیل خان گلیری درہ کو جاتی ہے آباد ہی اس مقام پر دریا سردی کے موسم میں ایکہزار دس گز تک چوڑا ہوتا ہے اور بہار کے موسم میں اوس سے دوچندان ہو جاتا ہے زمین اس قصبہ کی بہت زرخیز و سیراب ہوا در دریا کی طغیانی سے اوسکو بہت فائدہ پہونچتا ہے **لونی** قسمت ڈیرہ جات دامن کوہ کے علاقہ میں ہے ایک قصبہ اوس سڑک پر جو غزنی سے ڈیرہ اسماعیل خان کو آتی ہے دریای گومل کی ایک شاخ پر آباد ہے **باج گڑہ** دامن کوہ قسمت ڈیرہ جات میں ہے قصبہ اوس سڑک پر جو ڈیرہ اسماعیل خان سے غزنی کو جاتی ہے اور درہ گلیری اوسکے درمیان ہی کوہ سلیمان کے بیچ میں بنا ہے اسکے اندر ڈیرہ اسماعیل خان سے بفاصلہ اونتیس میل آباد ہی اس علاقہ کی زمین ریگی اور پانی بہت نزدیک ہے جس مقام سے ایک یا تین زمین کہودیں پانی نکل آتا ہے **ٹھیری** قسمت ڈیرہ جات دامن کوہ کے متعلق ہے ایک قصبہ دہنے کنارے دریای سندھ سے اڑتالیس میل اور ملتان سے اکیوس میل جنوب مغرب کے سمت کو آباد ہے **محسن قتل** قسمت ڈیرہ جات دامن کوہ کے متعلق ہے ایک قصبہ دریای سندھ سے مغرب کے طرف میں میل اور پشاور سے ایکسو گیارہ میل جنوب مغرب کے سمت کو آباد ہے **عمر خیل** قسمت ڈیرہ جات دامن کوہ کے متعلق ہے ایک قصبہ دہنی طرف دریای سندھ کے اور پشاور سے جنوب مغرب کے سمت کو بفاصلہ ایکسو چودہ میل آباد ہے **راجہ بل** قسمت ڈیرہ جات کے متعلق ہے ایک قصبہ دریای سندھ کے دہنے کنارے پشاور سے ایکسو تئیس میل جنوب مغرب کے سمت کو آباد ہے **خضر خیل** دامن کوہ قسمت ڈیرہ جات کے متعلق ہے ایک قصبہ دہنے کنارے دریاے سندھ سے بتیس میل پشاور سے جنوب مغرب کو چوبیس میل آباد ہے **مٹیکو** قسمت ڈیرہ جات کے متعلق ہے ایک قصبہ دریاے سندھ کے دہنے کنارے پشاور سے چھتیس میل بسمت جنوب مغرب آباد ہے **ضلع بنون** سرکار انگریزی کے ابتدای عملداری میں یہ ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کے ماتحت ایک پرگنہ تھا سنہ میں ضلع لیہ ٹوٹ کر ضلع بنون ڈیرہ اسماعیل خان کے کمشنری کے ماتحت

مقرر ہوا اور چار تحصیلیں ایک صدر بنون دوسرے لکی مروت تیسری عیسیٰ خیل چوتھی میانوالی اس ضلع
کے ماتحت قرار پائیں اس ضلع کے مغرب میں کوہ وزیری جو انگریزی سلطنت کے حد سے باہر ہے مشرق سرحد
ضلع شاہپور و علاقہ تھل وانہ و ضلع جہلم تحصیل تلہ گنگ شمال میں مغربی حد سے لیکر دریای سندھ کے منبع
کنارے تک علاقہ کوہ خٹکان متعلق ضلع کوہاٹ اور بائیں کنارے سندھ کے علاقہ تکڈیہ و ضلع راولپنڈی واقع
ہے جنوب کی طرف حدود اسکے ڈیرہ اسماعیل خان کے ضلع کے حدود سے ملتی ہیں طول اسکا نوے میل اور عرض
شمالاً و جنوباً تخمیناً بحساب اوسط چالیس میل اور کل سطح تین ہزار چھ سو گیارہ میل مربع ہے دو لاکھ چھبیس ہزار
دو سو اٹھاون آدمی یہاں آباد ہیں اور فی میل باسٹھ آدمی کی آبادی کل ضلع کی بحساب اوسط شمار میں آتی ہے
اس ضلع کا بڑا حصہ جسمیں تین پرگنہ بنون و لکی مروت و عیسیٰ خیل واقع ہیں دریای سندھ کے مغرب کی طرف
پہاڑوں سے گھرا ہوا ہے خصوصاً درہ تنگ جو عیسیٰ خیل اور لکی مروت کے حد پر رود کرم کے راستے
کے نزدیک ہے وہاں ہرا بھرا کوہستان ہے اور یہ جگہ سلسلہ کوہ خٹکان و کوہ شیخ بدین کے ملحق ہو جانے سے بنون
اور مروت کا پرگنہ پہاڑوں کے حلقے میں بطور دو ایک گہری جگہ سے نظر میدان معلوم ہوتا ہے دوسرا
چھوٹا حصہ دریاے سندھ سے جانب مشرق واقع ہے جو پہلے ضلع لیہ کے متعلق تھا اسمیں پرگنہ میانوالی اسکے
شمال کے کھیتوں میں بسبب سیرابی رود کرم کے سبب اعلیٰ قسم کی پیداوار ہوتی ہے گھاس کی افراط ہے اور
ایک قسم کی گھاس شفتالا نام یہاں مشہور ہے جسکے کھانے سے مویشی و گھوڑا جلد تر فربہ و تیار ہو جاتا ہے اور
اسکو ایک دفعہ بوکر چار مرتبہ کاٹتے ہیں بیج اسکا رائی کے دانے کے برابر ہوتا ہے لکی مروت کی شرقی
و جنوبی حصے اور پرگنہ بنون میں متصل وزیران احمدزئی کی ریگستانی زمین ناہموار ہے جسمیں چنے اور گیہون
کی زراعت افراط سے ہوتی ہے اس ضلع کی ریگستان اگرچہ گرمی کے موسم میں دن کو گرم ہو جاتی ہے مگر رات کو
نہایت سرد ہوا چلتی ہے پرگنہ عیسیٰ خیل دریائے سندھ کے دہنے کنارے پر ہے زمین اس ضلع کی سوای پرگنہ
بنون و مروت و میانوالی کے ریگستانی زمین جو بدون بارش کے ہمیشہ زراعت نہیں دیتی کل آباد و زرخیز
ہے آب ہوا اس ضلع کی مختلف مقامات میں مختلف ہے اور وجہ تسمیہ اس ملک کی بنون کے نام سے یہ ہے کہ اسلام
سے پہلے اس جگہ ایک راجہ سنترام نام راج کرتا تھا اسکی دختر کا نام بنون تھا اسکے نام سے یہ ملک بنون
مشہور ہوا اسکی ایک بڑی وجہ تو یہ ہے کہ جب بنوچی قوم کو سوال سے آکر اس علاقہ میں سکونت
پذیر ہوئی تو یہ ملک بنون کہلایا پہلے زمانہ میں یہاں ہندو قوم بدھ فی رہتی تھی اور شہر سنترام جسکو اکاکا
بولتے ہیں اونکا دار الریاست تھا سلطان محمود غزنوی کی فوج جو ایک بار اسطرف سے گذری تو اونکو
بسبب مخالفت مذہبی کے قوم بدھ کا مقابلہ ہو گیا شاہی فوج نے اون پر غالب آکر بہت سے قتل کئے اور باقیماندوں کو

تک بنو نکالدیا شہر بستی ام عرف اگر پہلی جلا کر خاک کے برابر کیا بعد ازان مدت مدید تک یہہ علاقہ ویران جنگل
پڑا رہا پھر سلطان شہاب الدین غوری کے وقت قوم بنی و شنگل پہاڑ سے اوتر کر یہان آباد ہوئی اونکی آبادی
کو جب ڈیڑہ سو برس کا عرصہ گذر گیا تو شاہ محمد روحانی کے مدد سے قوم ہنوزئی کوہستان سے آکر یہان سکونت پذیر
ہوئی اور قوم بنی و شنگلی نی یہہ علاقہ چھوڑ کر چلی گئی شاہ محمد روحانی مصدر دینی شاہ رکن عالم قریشی ملتانی
نبیرہ خواجہ بہاؤالدین ملتانی کے خلیفہ آدمی خدا رسیدہ و صاحب حال و قال تھے جنکی اولاد سے اب اس علاقہ
مین بہت گانو آباد ہین دو ہزار دون آدمی اونکی مرید ہین ۱۱۱۲ ہجری مین شاہزادہ بہادر شاہ اورنگ زیب
عالمگیر کے بیٹے نے جو کابل کا ناظم تھا اس ملک کو فتح کر کر اصالت خان کو یہان داروغہ بنایا مگر قوم ہنوزئی نی اسکو
نکالدیا پھر ۱۱۲۱ ہجری مین خود شاہزادہ یہان آیا اور کچھ بندوبست کر کے چلا گیا غرض نادرشاہ کے وقت
تک بادشاہی انتظام اس ملک مین ہوتا رہا جب نادرشاہ آیا تو اوسنے یہہ ملک فتح کیا کہ آتے ہی بہت گانو جلا دے
اور قتل عام شروع کر دیا تھا اسیطرح سب شہر ڈوہ گئے اور اطاعت قبول کی احمد شاہ و تیمور شاہ و فتح خان کے وقت تک
بھی یہہ حال رہا اگر کوئی امیر فوج لیکر آیا تو معاملہ وصول کر کے لیگیا ورنہ خیر حافظ احمد خان نواب منکیرہ نے
بھی ایکدفعہ فوج اپنی بسر کردگی دیوان نانک رام کے ادہر بہ غور کی اول تو کچھ علاقہ اوسکے تحت مین آگیا
پھر جب اہل بنون کے طرف سے تحریک ہوئی تو مقابلہ مین شکست کھائی ۱۲۳۵ھ مین رنجیت سنگھ کی فوج لیکر ادہر آیا
اور بلا مقابلہ و جہاد کل ملک لے لیا لیکن انتظام جیسا کہ چاہیے ہونے نہ پایا تھا و نیز ناظم یہان آتے رہتے اور
جو کچھ جسقدر زر وصول کرسکے لیجاتے رہی اور رعایا کچھ مطیع اور کچھ باغی رہی دلیپ سنگھ کے وقت جرنیل کورٹ لینڈ
و اڈورڈ صاحب بحکم رزیڈنٹ لاہور اس ملک کے انتظام کیواسطی مامور ہوئی اونہون نے کچھ صورت انتظام کی
پیدا کی ۱۸۴۹ء مین یہہ ملک انگریزی قبضہ مین آگیا اب ایسا انتظام ہوا ہی کہ صدہا سال سے کبھی نہین ہوا تھا
اس ضلع کے رہنے والے افغان بکثرت اور پشتو و پنجابی بولتی ہین سوا اونکے اور قومین سید و قریشی و جاٹ
وغیرہ بہت کم ہین ہندو بھی بعض بعض بستیون مین آباد ہین اور تجارت کا کام ہندو پراچہ قوم کرتی ہے اور
افغان اس پیشہ کا کام کا کرنا عار سمجھتے ہین **شہر دلیپ گڈہ یا بنون** یہہ شہر ضلع بنون کا
صدر مقام ہے آبادی اسکی کچھ پرانی نہین ہے دوسری جنوری ۱۸۴۸ء کو اڈورڈ صاحب ناظم بنون نے
بحکم رزیڈنٹ لاہور اسکی آبادی کی بنیاد ڈالی اور نام اسکا دلیپ سنگھ کے نام پر دلیپ نگر رکھا
مگر اب یہہ نام مشہور نہین ہے عام قلعہ کو قلعہ اور شہر کو بازار کہتی ہین اس قلعہ اور شہر کی تعمیر کے بعد
بنون مین جو تین سو قلعہ تھے وہ سب منہدم کرا دئیے گئے اب آبادی اسکی روز بروز ترقی پر ہے بازار عمدہ
چوڑا ہے بازار و دکانات عمدہ دکانین کرتی ہین انگریزون کی کوٹھیان بہت عمدہ بنی ہین

وسنر صاحب کے وقت مین جنوب کیطرف آبادی شہر کی بڑھائی گئی فی الحال ایکہزار دوسو چھبیس آدمی
اسمین آباد ہین جنمین سے نوسو دس ہندو اور تین سو سولہ مسلمان ہین کل خانہ شماری اس شہر کی ایکہزار
چھپن ہے انمین سے پانسو پینتیس گھر اور پانسو اکیس دکانین ہین چارون طرف شہر کی کچی گیارہ فیٹ اونچی
دیوار ہے مگر بہت مضبوط و استوار ہے پانچ دروازے شہر کے اوسمین پختہ بنائے گئے ہین اور ایک پختہ
عالیشان غلام محمد خان تحصیلدار کی بنوائی ہوئی یہان موجود ہے جسکی تعمیر پر نوہزار روپیہ بانی کا خرچ
ہوا تھا گرد نواح شہر کا سیراب و سایہ دار ہے سبزہ کی بہار ہے سڑکون کے دو طرفہ طرح طرح کے درخت شیشم
و توت وغیرہ لگائے گئے ہین اور آنب انار آڑو انجیر خوش ذائقہ و لذت دار پیدا ہوتے ہین
قلعہ دلیپ گڈھ یہ قلعہ شہر دلیپ نگر کے پاس بنا ہوا ہے اٹھارہوین ماہ دسمبر سنہ ۱۸۴۶ع کو
مسٹر اڈورڈ صاحب ناظم بنون نے بحکم رزیڈنٹ بہادر لاہور زودکرم سے جنوب کیطرف تھوڑی فاصلہ پر
اور نالہ کچکوٹ سے بفاصلہ پونا میل اس قلعہ کی بنیاد رکھی اور دوہرا بنانا تجویز ہوا اسطرحپر کہ اندر کا قلعہ
ایکسو گز چورس اور دیوارین بیس فیٹ بلند اور نوفیٹ چوڑی ہی اور باہر کی قلعہ کی دیوار اندر کی دیوار سے اسی گز
دور دس فیٹ بلند چھہ فیٹ چوڑی اوسکے باہر تیس فیٹ عمیق خندق کھودی گئی ایسے موقع پر کہ عند الضرورت
وہ خندق پانی سے بھر دیجاوے اور بعد تیاری کے دلیپ سنگھ کے نام پر نام اسکا دلیپ گڈھ رکھا
اب قلعہ کا درجہ اندرونی گرا کر باہر کا درجہ بحال رکھا گیا ہے یہ قلعہ اگرچہ خام ہے مگر بسبب اسکے کہ بنون
کی زمین کی مٹی بہت پختہ ہے عمارت اوسکی ایسی مضبوط ہے کہ بدون قلعہ شکن توپون اور محاصرہ مدت مدید
کے دشمن اوسپر فتحیاب نہین ہوسکتا **عیسی خیل** دامن کوہ ضلع بنون کے متعلق دریای سندھ کے
ایک مغربی طرف کی شاخ کے کنارے ملتان سے بفاصلہ ایکسو ستتر میل یہ ایک قصبہ آباد ہے اسکو عام لوگ
تنہ بھی کہتے ہین بانی اسکا احمد خان زکوخیل ہے جسنے بماہ اسوج سمت ۱۸۸۱ بکرماجیتی مین جسکو چالیس برس
گذرے ہین آباد کیا ہندو قندھار کی بیوپاری یہان بہت رہتے ہین کشتیون پر لاد کر دریا کے راستے غلہ سکھر وغیرہ کو
لیجاتے ہین و بسبب اسکے کہ آبادی اسکی نشیب مین واقع ہی برسات کے موسم مین یہان پانی کی کثرت ہوتی ہی کل قصبہ
کی عمارت مین سرفراز خان عیسی خیل کا مکان قابل دید ہے یہ قصبہ پرگنہ کا مقام ہی اور کچہری تحصیل کی یہان ہوتی ہے
کل بتیس گانو اسکی ملکیت عیسی خان کا تعلقہ کہلاتا ہے اسمین چار ہزار نوسو چون گھر اور بتیس ہزار چار سو ننانوے
روپیہ آمدنی ہے قوم افغان زکوخیل ہاجی خیل و بند خیل نظام خیل و لعل بیگ فرنگی خیل دیکھی خیل و کلو و میر خیل
و بلاخیل اس تعلقہ مین بستی ہین ضلع بنون مین پرگنہ عیسی خیل اگرچہ چھوٹا ہے مگر اسمین قوم عیسی خیل و سلطان خیل و شہزنگ
و موشانی شاخہای نیازی و لودی آباد ہین انکے بڑون مین سے عیسی خان نیازی ہی جسکی اولاد قوم عیسی خیلہ

مشہور ہے شیر شاہ بادشاہ دہلی کے پاس نوکر ہوکر امارت کے درجہ پر پہونچا اور ہیبت خان اعظم ہمایون کا
خطاب پاکر پنجاب کا صوبہ دار بنا جب شیر شاہ مر گیا تو اسلام شاہ اور اوسکی مخالفت ہو گئی اور فوج شاہی
اوسکا مقام انبالہ لڑائی ہوئی آخر شکست کہائی اور بہی تباہی اوٹھائی پنجاب خراب ہا سے بھاگ کر
مقام دہن کوٹ متصل کالا باغ کے آکر پناہ گزین ہوا جب فوج بادشاہی اسکے تنبیہ کو آئی تو وہ بھاگ کر
گہکڑون کے پاس چلا گیا اور دو سال تک وہان رہا اور گہکڑ اوسکے حامی ہوکر بادشاہی فوج سے لڑتے
رہے آخر گہکڑون کی بھی استیصال ہوئی اور نیازی بھاگ کر مع عیسیٰ خان کے کشمیر کو چلے گئے حاکم کشمیر نے
اونکو مغضوب شاہی سمجھکر اپنے ملک مین دخل نہ پایا اور فریقین مین لڑائی ہوکر عیسیٰ خان و ہیبت خان مع
اپنی بھائیون اور فرزندون کے مقتول ہوئے اس [illegible] کے بعد قوم نیازی متفرق مقامات پر آباد رہی
اب عرصہ دو سو ستر برس کی ہے قوم اس علاقہ پر قابض و دخیل چلی آتی ہے لکی قسمت ڈیرہ جات
ضلع بنون مین رود گمبیلا یا توچی کے جنوبی کنارے پر شاہ [illegible] اکیس سو لہ میل جنوب مغرب کے سمت کو
آباد ہے اوس ملک کی بولی لکی یعنی قوم یعنی انہوں نے [illegible] نام موضع مینا خیل و جو نیا خیل
کا تھا جب فتح خان انو انہ نے بوقت کارداری سکھوں کی [illegible] گمبیلا کے شمالی کنارے پر قلعہ بنایا اور حسب [illegible]
انو انہ کو قلعہ دار مقرر کیا تو اوس وقت پرانی لکی اور دیگر دیہات سے ہندو وغیرہ رعایا لاکر قلعہ کے
شمال کی طرف صاحب خان نے ایک گاؤں آباد کیا اور نام اوسکا احسان پورہ رکہا مگر وہ نام مشہور نہوا
اور لوگ اوسکو لکی کے نام سے پکارتے رہے مدت تک وہ قصبہ آباد رہا سنہ ۱۸۶۴ع مین بباعث ایذا رسانی
سیلاب دریا گمبیلا کے رعایا نے حضور مسٹر ارسکن صاحب ڈپٹی کمشنر کے یہ درخواست کی کہ وہ اوس مقام کو
قصبہ کی آبادی کو منتقل کرین صاحب نے اونکی درخواست منظور کی اور پرانی جگہہ مینا خیل کے پاس [illegible] قصبہ
لکی آباد کرایا بنایا بازار بنوایا اور ایک شفاخانہ بھی رفاہ عام کے واسطے تعمیر فرمایا یہ قصبہ اچہا آباد اور
تحصیل کا مقام ہے پرگنہ اسکا پرگنہ لکی مروت کہلاتا ہے زمین اس پرگنہ کی ریگستان ہے مگر خالق کی قدرت
سے اوسی ریگستان تہل مین گندم و نخود کی پیداوار بہی عام ہوتی ہے اور سوداگر یہان کا غلہ لاد کر دیرہ جات ملتان وغیرہ کو
لیجاتی ہین اور ایک عجیب بات یہہ ہے کہ اونٹنیون کے دودہ سے یہان گہی نکالا جاتا ہے اور لوگ اوسکو کہاتے ہین بخلاف اور
ملکون کے کہ اونٹنیون کے دودہ سے گہی نہین نکلتا کنوئین یہان بسبب ریگ کے زمین گہرے کہودے جاتے ہین [illegible] رود گمبیلا کا پانی لوگ
دس بیس کوس تک لیجاتے ہین اور بعض مقامات پر بارش کا پانی تالاون مین جمع رکہتے ہین اہل اسلام کی عملداری
سے پہلے یہان ہندو اور یونانی لوگ یہی ہوئے متوطن تھے اور راجاؤن ہی کی حکومت تہی سلطان محمود غزنوی
اور شہاب الدین غوری کے وقت وہ لوگ یہان سے جلا وطن ہوئے اور ایک اور قوم [illegible] نام آباد ہوئے

اوسکے بیٹے کے بندوبستی گورنمنٹ قرار پائی۔ قصبہ کالا باغ بڑی تجارت کی جگہ اور منڈی کا مقام ہے ہندو
اور پراچی مسلمان یہانکے ساہوکار اور بیوپاری رہتے ہین برتن یہان پیتل کے بنتے ہین آہنگری کا کام بہت خوب تیار
روہی کا شہتیر اسکو سلاری ولایت کہتے ہین یہان تحفہ بنایا جاتا ہے ایسی کہ پشاور سے بھی اس قسم کے بہت نہین جاتے
ہین دریا کی طغیانی سے شہر کے مشرقی حصہ کو البتہ ضرر پہونچتا ہے بازار کوچے شہر کے تنگ اور ناہموار
گلیان ہین عمارت اگرچہ خام ہے مگر آباد مقام ہے مکانات دو دو منزلہ بہت بنے ہوئے ہین گرمی کے
دنون مین بباعث دامن کوہ اور مقابل ہونے آفتاب کے پا دیو و قریب دریا کے دہوپ کی شدت ہوتی
ہے دو درخت بڑے بڑے اور چند درخت جہلاہ کے مقام پر یہان ہین اونکی شہرت کے اندر اور باہر
کہین بابہ کا نام نہین ہے اور نام اسکا کالہ باغ بصرف اوہین دو بڑے درختون کے سبب مشہور
ہے نمکین پہاڑ جسکے اندر سے سرخ نمک نکلتا ہے یہان واقع ہے دریاے سندھ پہاڑ کے اندر تین سو
پچاس گز تک چوڑا ہوتا ہے سڑک یہان کی سو فیٹ اونچی دریا سے پہاڑ کاٹ کر بطور سیڑہیون کے
بنائی گئی ہے مگر تنگ بقدر یہی کہ لدا ہوا اونٹ بمشکل تمام گذر سکتا ہے اور نمک کان نمک سے نکالکر مقام
ماڑی جو دریا کے بائین کنارے جو کالہ باغ بفاصلہ ایک میل شمال مشرق کو پہاڑ کے اوٹ مین واقع ہے
جمع ہوکر فروخت ہوتا ہے اور کثرت کے ساتھ بیوپاری خرید کر ہندوستان و افغانستان کو لیجاتے ہین
کنا و پہاڑ کا جہان سے نمک نکلتا ہے بہت صاف و چمکتا ہوا بلور کے طرح ہے پتھکری بنانے کی کارخانے
یہان بہت جاری ہین جو کالے رنگ کے پتھر سٹی ملے ہوئے آگ مین جلا کر بناتے ہین کالہ باغ مین چونہ
کارخانے واسطے صفائی اسی ایسے قسم کے جمادات کے موجود ہین دریاے سندھ سال بھر یہان بہت عمیق
اور قابل جہاز رانی کے ہوتا ہے قصبہ کے اندر تین ہزار آدمی کی آبادی ہے بلا لٹن بنون کے ضلع مین
یہہ ایک قصبہ اوس سڑک پر جو پشاور سے غزنین کو جاتی ہے شہر پشاور سے بفاصلہ اکیوتین میل آباد ہے
تنگ یہہ ایک بڑا آباد قصبہ ضلع بنون کے میدانی علاقہ مین مغرب کے طرف دریاے سندھ کے نمکین پہاڑ
کے بنیاد مین آباد ہے گہرون و دوکانون و بازارون کے عمارتین پختہ بنی ہوئی ہین شہر کے گرد شہر پناہ
بھی پختہ ہے بازار مین تجارت کا بازار ہمیشہ گرم رہتا ہے افغانستان کے سوداگرون کی ہمیشہ آمد و رفت رہتی
ہے گرد و نواحی علاقہ اسکا نہایت زرخیز و آباد ہے دوسرے شہر ہے پشاور یہہ ایک بڑا نامی شہر شمالی
مغربی حد سلطنت انگریزی سے شہر لاہور سے دو سو چالیس میل شمال غرب کو دریاے سندھ کے دہنی کنارہ تخمینا
اور درہ خیبر کے درمیان اٹھارہ میل خیبر کے درہ سے مشرق کے طرف آباد ہے آبادی اسکی بہت پرانی ہے
تحقیق ثابت نہین ہوا کہ آیا کس نے پہلی پہل اسکو آباد کیا تھا بعض مورخین کا یہہ قول ہے کہ پہلے نام اسکا

پرساور تھا اور پرسرام اوتار نے اسکو آباد کیا اور قلعہ جمرود پرسرام کے باپ جمدگن نے بنایا اور بعد شکست
اسکی آبادی کا یہ حال ہوا کہ دارا کے وقت سے اور خیبر کے راستہ سے جو دوسرے حملے ایرانی و یونانی و ترکیوں
کے ہندوستان کے ملک پر ہونے لگے تو ہندو راجون کو اس بات کا بہت خیال ہوا اور تجویز ہوئی کہ درہ خیبر
کے آگے ایک بھاری فوج کی چھاونی مقرر ہو اور ایک شہر بھی آباد کیا جاوے چنانچہ فوج مامور ہوئی
اور شہر آباد ہو کر پرسرام کے حکم سے پرساور نام رکھا گیا اور بعضون کی یہ تقریر ہے کہ جب راجگان ہند کی
فوج کی چھاونی ہمیشہ کے واسطے اس آخری سرحد پر قرار پائی تو چھاونی کا نام پیش آور قرار پایا سبب
اسکے کہ ہند کے چھاونیون سے پیش تر یہی چھاونی تھی اور بباعث ہمیشہ قیام رکھنے فوج کے یہ شہر بھی اسی
نام آباد ہو گیا اسے پیش آور کے نام کی تحقیق اکبر بادشاہ سے مشہور ہے بعض عقلمند یہ کہتے ہین کہ اصلی نام
اسکا پرشور ہے کہ بمعنی کہ جب راجگان پنجاب اور ہند کے مسلمان بادشاہون کے ساتھ لڑائیان و جنگ شروع
ہونے لگین تو ہند کے راجہ مسلمانون کے ساتھ اسی مقام پر لڑتے رہے اور کوئی زمانہ خالی نہین جاتا تھا
کہ اس سرزمین مین شورش و فساد و لڑائی نہین ہوتی تھی اس لئے اہل ہند نے اس خطہ کا نام خطہ
پرشور رکھ دیا سلطان محمود غزنوی نے جب تسلط اپنا اس ملک پر جمایا تو میر ابو علی سنجوری کو یہان ناظم و
حاکم مقرر فرمایا اور اسی شہر کو خوب بسایا اور دور سے تجارت کا مال منگوایا اسکے بازار کو دارالتجارت بنایا
غزنوی سلطنت کے بعد شاہان مغربی اور فوج مغلیہ کے پے در پے حملون سے اس شہر پر جو تباہی عائد
ہوتی کبھی آباد اور کبھی ویران ہو جاتا اور ویرانی کا باعث یہ ہوتا کہ جب مغربی غنیم کی فوج اس راستہ سے
پنجاب پر حملہ آور ہوتی تو پہلے پہل ہاتھ اسکا اسی شہر کے قتل و غارت پر دراز ہوتا اور آبادی کا یہ حال تھا
کہ تھوڑے سے امن کے وقت میں بھی شہر والے لوگ پھر آکر اپنی مکانات سنبھال لیتے اور خراسان و ایران وغیرہ
ملکون کی تجارت اس تھوڑے سے عرصہ میں فائدہ کثیر حاصل کرکے پھر آباد ہو جاتے اور پچھلی غارت شدہ مال
کا غم بالکل اپنے دل سے بھلا دیتے اکبر بادشاہ کے وقت اسکی آبادی میں بڑی ترقی ہوئی اور بسبب مقرر ہونے
چھاونی فوج اور تعمیر ہونے قلعہ اٹک کے مغربی بادشاہون کے حملے بالکل بند ہو گئے اسلئے آبادی اسکی بڑھ گئی
پشاور کا اسم تو اکبر بادشاہ کو دوسرا بانی اس شہر کا لکھتے ہین شاہجہان بادشاہ نے بھی اسکو خوب
آباد کیا اکثر شاہی عمارت اسکے عہد میں بنوایا اور نواب علیمردان خان امیرالامرا نے بھی بڑی بڑی
عمارتین عالیشان تعمیر کین اور شہر کی رونق اور بھی زیادہ ہو گئی بعد تنزل سلطنت مغلیہ کے عہد
درانی کی فوج نے اسکو کئی مرتبہ لوٹا مگر جب یہ علاقہ کابل کی سلطنت کے ساتھ شامل ہوا تو پھر آبادی اسکی
ہونے لگی جب رنجیت سنگھ نے اسپر قبضہ پایا تو پھر اسکی بربادی کا وقت آیا سکھون نے قلعہ بالاحصار کو مسمار کیا

ایسا پیدا ہوتا ہے کہ ہفت اقلیم میں کہیں نہیں ہوتا نکلنے کے وقت وہ بہت خوشبودار اور دلپسند ہو جاتا ہے
شاوری گوٹھ شہید ولندیز ہوتا ہے لونگی مردانہ دیوریا دیکھا یہاں کا بہت شہید باریک ہو جاتی
انگریزی فوج کی شہر سے مغرب کی سمت کو بڑی لمبی چوڑی بنی ہوئی ہے تخمیناً ساڑھے دس ہزار فوج یہاں
رہتی ہے دو پلٹنیں گوروں کی اور ایک توپخانہ بھی موجود رہتا ہے خاص شہر کی آبادی تریپن ہزار
دو سو چھہتر ہے جن میں آٹھ ہزار سات سو چھ ہندو اور باقی مسلمان ہیں بلندی اسکی سمندر کی سطح سے
ایکہزار اٹھسٹھ فیٹ ہے اگرچہ پہلے قدیمی مکانات کی عمارات یہاں بہت ہیں مگر انگریزی وقت میں بھی
اچھے اچھے مکانات عالیشان بنے ہیں انگریزوں کے کوٹھیاں و چھاونی کا حاطہ مورچہ بند بنایا گیا ہے ایکطرف
چھاونی کے فوج کی بارکیں ہیں پرانے قلعہ میں سکھ پیدل پشاور کی جہیل سے جابجا پانی پھیلایا گیا اور اسکے
کناروں پر ذخیرے درختوں کے لگائے گئے — پشاور میں چوب دیوار کی لکڑی دریای سوات اور دریا
کابل کے ذریعہ سے بہت آتی ہے جسکے ہزاروں روپیہ کی خرید فروخت ہوتی ہے علاقہ یوسفزئی میں قسم
اول تاکو آکر فروخت ہوتا ہے — پشاور کے قدیمی مکانات میں سے ایک مکان گور کھتری کا ہے جسمیں گورکھ ناتھ
کا مندر بنا ہوا ہے پورانی سرائے بھی پختہ بنی ہوئی ہے قلعہ بالاحصار کا اگرچہ سکھوں نے گرادیا تھا مگر جو سرکار
نے دوبارہ بنوایا وہ دو سو بیس گز مربع ہے چاروں کونوں پر چار برج ہیں چار دیواری اور خندق
پختہ ہے قلعہ کے اندر بلندی دیوار کی ساٹھ فیٹ باہر سے تیس فیٹ ہے اندر کے درجہ میں تہ خانہ و مکانات
سیاہ زمین وغیرہ بہت بنے ہوئے ہیں دروازہ قلعہ کا شمال کی طرف ہے اور دروازہ کے اوپر ایک بالاخانہ بنا
ہوا ہے یہ قلعہ شہر سے باہر چھاونی کی طرف واقع ہے باغ وزیر کا بھی قابل سیر ہے مگر بسبب مسمار ہو جانے عمارات
شیش خانہ وغیرہ کی خوبصورتی اسکی نہیں رہی شہر کے جنوب اور مشرق کی طرف بہت باغ ہیں اور یہو سیہا
عالم الہ زار اور رنگا رنگ شگوفے نظر آتے ہیں جامع مسجد شہر کے اندر بعمارت سنگ موجود ہے تحصیل کے بازار میں
گور ترائی کا نیا مکان پختہ بنوایا گیا ہے شہر کی عمارت و بازار نہایت خوبصورت و رونق دار ہے بڑے بڑے
عمارتیں عالیشان بنی ہوئی ہیں **اکوڑا** ایک قصبہ پشاور کے متصل دریای کابل کے جنوبی کنارے اوس سڑک پر
جو اٹک سے پشاور کو جاتی ہے اٹک سے شمال مغرب کی سمت کو بفاصلہ بارہ میل آباد ہے **فتح گڑھ** یہ
ایک قلعہ علاقہ پشاور میں قلعہ جمرود سے ایک میل شمال مشرق درہ خیبر سے بہت نزدیک موجود ہے یہ قلعہ پختہ
قلعہ جمرود سکھوں کے وقت سے ناظم پشاور نے بنوایا تھا صورت اسکی مثمن بنی ہوئی ہے قلعہ کے اندر اچھے اچھے مکانات
بنے ہوئے قابل مقابلہ دشمن کے بنے ہوئے ہیں ہری سنگھ نلوہ ناظم پشاور نے اسکے اندر ایک کنواں بھی کھدوایا
مگر باوجود کثرت سے کھودنے کے بھی پانی نہ نکلا اس قلعہ کے اندر باہر دونوں جگہ نہر کے پانی آتا ہے اگر

باقی باہر سے دشمن بند کرے دیوے تو قلعہ جو دشوار مفتوح ہو سکتا ہے رنجیت سنگھ نے صرف بخوف حملہ کابل کے یہہ قلعہ بنوایا اور فوج اسمیں مامور کی تھی پہلے اس سے خیبری لوگ درہ خیبر سے نکلکر پشاور کے رعایا کو لوٹ لیجاتی تھے **فتحگڈھ** تحصیل پشاور میں درہ خیبر کے بلندی کے پاس یہہ ایک قصبہ اٹھارہ میل پشاور سے بسمت جنوب آباد ہے **گھوڑا ترپ** یہہ ایک چھوٹی سی بستی دہنے کنارے دریاے سندھ کے قلعہ اٹک سے جنوب مغرب کو گیارہ میل پشاور سے ۴۲ میل کے فاصلہ پر آباد ہے متصل اسکے دریاے سندھ کا گھاٹ ہے وہاں پانی نہایت تیز چلتا ہے اور گرداب ایسا پڑتا ہے کہ اگر کشتی اسمیں آجاوے تو گھڑیوں چرخی کے طرح چکر کھاوے یہانپر دریا کا کنارہ ایک بلندی سے بستی کو گرتا ہوا بہت شور کرتا ہے اور عمق دریا کا بقدر ایکسو چھیاسی فٹ کے ہے اور چوڑان اسکا اسی فٹ اور ایسے تنگ خوفناک مقام میں تیزروی دریا کی اسقدر ہے کہ پانی دریا کا ایک گھنٹہ میں دس میل کا راستہ طے کرلیتا ہے اور بہاؤ میں چھ میل تک برابر یہ رستہ دریا کا اسطرح خوفناک چلا جاتا ہے **ہشت نگر** ضلع پشاور میں یہہ ایک مشہور قصبہ اور آباد مقام دریاے لنڈی کے دہنے کنارے پر شہر پشاور سے شمال کیطرف بفاصلہ تیس میل آباد ہے تحصیل کی کچہری یا تحت صاحب ضلع پشاور کی یہاں ہوتی ہے چونکہ ہشت کے لفظ کے معنی آٹھ میں سمجھے ثابت نہیں ہوتا کہ ایسا نام اسکا کسواسطے رکھا گیا بعضوں کا قول ہے کہ اصلی نام اسکا ہشت نگر تھا کثرت استعمال سے ہشت نگر مشہور ہو گیا بعض کہتے ہیں کہ آٹھ بھائیوں نے ملکر اسکو آباد کیا تھا اور بعض کا بیان ہے کہ بعد آبادی کے اول آٹھ قومیں اسمیں آباد ہوئی تھیں اس سبب سے ہشت نگر مشہور ہو گیا **جمرود** یہہ ایک چھوٹا سا قصبہ ضلع پشاور میں خاص پشاور سے چودہ میل بسمت مغرب خیبر کے درہ کے متصل آباد ہے وہاں ایک پختہ قلعہ افغانوں کے وقت کا بنا ہوا ۱۸۳۶ء میں یہہ قلعہ رنجیت سنگھ کے فوج کے قبضہ میں آیا اسواسطے امیر دوست محمد خان والی کابل نے اوسکی لینے کیواسطے لشکر کشی کی اوسوقت سکھوں نے بھی بڑی دلاوری سے مقابلہ کیا مگر شکست کھائی اور ہری سنگھ ناظم پشاور مارا گیا مگر باوجود اس فتح کے سردار دوست محمد خان بھی پشاور پر قبضہ نکرسکا اور کابل کو واپس چلا گیا اسواسطے سکھوں نے ایک اور مضبوط قلعہ شرق کیطرف جمرود کی بنایا اور فتحگڈہ نام رکھا کہ ابتک موجود ہے بلندی اسمقام کی سمندر کی سطح سے ایکہزار چھ سو ستر فٹ ہے **مچنی** تحصیل پشاور یہہ قصبہ اس سڑک پر جو کوہاٹ سے پشاور کو آتی ہے چودہ میل جنوب کیطرف پشاور کے آباد ہے یہاں ایک پختہ قلعہ بنا ہوا ہے جسمیں محافظ سرکاری رہتے ہیں **شہباز گڈھی** پشاور کے علاقہ میں یہہ ایک قصبہ دریاے سندھ کے دہنے کنارے سے شمال مغرب کو چھتیس میل اور شہر پشاور سے شمال مشرق کو پینتالیس میل آباد ہے **شبقدر** تحصیل پشاور کے متعلق یہہ ایک قصبہ دہنے کنارہ پر دریاے لنڈ کے شہر پشاور سے اٹھارہ میل شمال مشرق کیطرف آباد ہے **نوشہرہ** نسبت پشاور کے متعلق یہہ ایک قصبہ دریاے کابل کے کنارہ پر قلعہ اٹک سے اٹھارہ میل شمال مغرب کو آباد ہے ۱۸۲۳ء میں اسمقام پر افغانی ملکیہ پشاور کی فوج نے رنجیت سنگھ کیساتھ لڑائی سخت کی

بہہ نکلکر بہت پرآبی و تیزی کے ساتھ چلتا ہے مورخان انگریزی کا قول ہے کہ اگرچہ چشمہ شیر سے پانی اسمین کثرت
داخل ہوکر دریا کی صورت اسمین ظاہر ہوتی ہے مگر فی الحقیقت منبع اس دریا کا چشمہ جوئی شیر سے نہین ہے بلکہ اوسکا
جوئی شیر سے بارہ میل پرے اصلی چشمہ اسکا کوہ اوناکے اونچی گہاٹیون کے اندر ہی دہانے سے نکلکر چہوٹی سی نہر کی طرح
بہتا ہوا جوئی شیر کے پاس آتا ہے اور اوسکا پانی لیکر ایک چہوٹی سی ندی بن جاتا ہے پھر وہان سے باہم
کم آب چلتا ہوا بعد قطع کرنے راستے ساٹھ میل کے کابل تک پہونچتا ہے پھر کابل سے آگے کچھ چلکر دریای لوہگڑہ
اندر سے آکر اسمین بہجاتا ہے لوہگڑہ کے ملنے سے بڑی تیزی و پرآبی اسمین ظاہر ہوجاتی ہے پھر کابل سے تخمینا
فاصلہ چالیس میل دریای پنجشیر اپنی چشمہ سے اکیس بیس میل کا راستہ طے کرکر اسمین آپڑتا ہے پھر شمول کے مقام سے
پندرہ میل نیچے دریای تگو اپنی چشمہ سے اسی میل طے کرکر اسمین آملتا ہے پھر اس شمول سے بیس میل نیچے دو ایک
ندیان علی شنگ و علینگ اپنے اپنے چشمون سے نکلکر پہاڑون کے اندر ہوتے ہوے اسمین آپڑتے ہین طول ورستہ
ان دونون ملی ہوئی ندیون کا اونکی چشمون سے لیکر دریای کابل کے شمول تک اکیس بیس میل شمار ہوا ہے پھر
وہان سے بیس میل کا راستہ چلکر دریای سرخ اپنی چشمہ سے ستر میل کی مسافت طے کرکر اسمین داخل ہوتا ہے
چونکہ اس دریا کے پانی کی سرخ رنگت ہی اسواسطی اسکو دریای سرخ کہتی ہین پھر وہانسے بیس میل شرق کی
سمت کو بہکر دریای کا نار اسمین آجاتا ہے جسکو دریای کونر بہی کہتی ہین جو اول چترال پہاڑ سے نکلکر کوہ کافرستان
مین بہتا ہوا یہان آتا ہے اور دریای کابل کا مددگار بن جاتا ہے اسقدر دریاؤن کے شمول کے سبب سے یہہ دریا
برابر درجہ بدرجہ تیزی و تندی و پرآبی و عرض و طول مین بڑہتا ہوا اور شرق کے طرف کو راستہ لیتا ہوا
کوہ سفید کے گہاٹیون اور جنوبی ڈہلوین گہاٹیون کوہ ہندوکش کے اندر بہتا ہوا کوہ کابل کے مشرقی کنارہ
تک پہونچتا ہے اس راستے مین بہی دونو کنارون پر اسکی بہت سی چہوٹے چہوٹے ندیان اور چشمی پہاڑون سے
نکلکر اسمین داخل ہوجاتے ہین اگرچہ اوس مقام پر چوڑان اسکی بہت ہی مگر بباعث اسکے کہ اسکے تہہ مین پتہر
بہت اور تیز روی نہایت سخت ہی وہان یہہ قابل جہاز رانی کے نہین ہے لکڑیون کے تلی بناکر لوگ دریا مین ترتی
مین بعد ازان یہہ دریا داخل ممالک زیر حکومت سرکار انگریزی ہوکر تین شاخون مین منقسم ہوجاتا ہی اور وہ
تینون شاخین ایک دوسری سے علیحدہ بہکر ملک کو سیراب کرتی ہوئی مقام دوبندی اسمین ملجاتے ہین اس مقام
لیکر دریای سندہ کے شمول کے مقام تک یہہ دریا چوڑا اور عمیق قابل جہاز رانی کے ہی اور بڑی بڑی کشتیان
جنمین چودہ سو من تک بوجہ لدا ہوا ہوتا ہے اسمین چلتے ہین علینا دوبندی کے مقام پر شمال کی طرف سے دریای سوات
ملتا ہی بین اگر گرتا ہے دریای لنڈا کو وہان دریای پنجکورہ بہی کہتی ہین یہہ دریا الٹا اکوہ ہندوکش کے
الپنی تنگلا مقام سے نکلتا ہے کہ جو اب تک بخوبی دریافت نہین ہوا جب تا تنہ یہہ راستہ طے کرتا ہوا جنوب

کے سمت کو آتا ہے تو گوشۂ شمال و مشرق سے دریای سوات آکر اسمین شامل ہوتا ہے سوای اسکے اور بھی چھوٹی چھوٹی
ندیوں اور چشموں کے پانی باستثناے راہ اسمین شامل ہوتی چلے آتے ہین پھر دریای لنڈا اپنی چشمہ سے دو سو میل
کا راستہ طے کر کے بمقام دوشنبدی دریای کابل مین آ پڑتا ہے پھر دوشنبدی سے چالیس میل شرق کے طرف چلکر
دریای سندہ کے مغربی کنارے سے بمقام اٹک سندہ مین داخل ہو جاتا ہے کل طول اور راستہ دریای کابل کا
چشمے لیکر دریای سندہ کے شمول تک تین سو بیس میل شمار ہوتا ہے **کوہ چملہ** اس علاقہ کے مشرق
مین دریای سندہ مغرب کے طرف علاقہ یوسف زئی شمال ملک کوہ ضھیر ہے شکل اس پہاڑ کی بطور درہ کے
ہے اور میدان کم زمین ناہموار اور پہاڑ ہے اور باشندہ مین قوم منڈرنی اوسمین آباد ہین مشہور ہے کہ
اٹھارہ ہزار آدمی اسمین بستا ہے بوقت ضرورت کے انکی مدد کو قوم بنیروال پہنچ جاتی ہے۔
کوہ ضھیر یہ علاقہ چملہ کے شمال کے طرف واقع ہے مشرق کے طرف اسکی دریای سندہ شمال ملک
سواتھ مغرب علاقہ یوسف زئی ہے چارون طرف اسکی اونچے پہاڑ ہین جنمین سے شمال کیطرف کوہ ایلم
و کوہ دودہ سمندر کے سطح سے دس ہزار ایکسو بائیس فیٹ بلند ہین بیچمین اسکے بطور وادی کے زرخیز
زمینین واقع ہین ملک ناہموار و دشوار گذار ہے آب ہوا اسکی معتدل ہے مگر اونچے پہاڑون کے اوپر بسبب
پڑنے برف کے سردی زیادہ ہے اس ملک مین قوم یوسف زئی کے باشندے اسطرح آباد ہین کہ مشرقی حصہ
مین شاہ جعفر زئی شمال مین گدای زئی مغرب سالار زئی جنوب مین نوری زئی وسط مین عائشہ زئی و لنگ زئی
بستے ہین اگرچہ کل قوم کا آپسمین کم اتفاق ہے مگر باہر کے غنیم کے دفع کے واسطے سب آپسمین یکدل و یکجان
ہو جاتے ہین پیداوار ملک کی اوسی ملک کے واسطے کافی ہوتی ہے قحط کے وقت سواتھ کے ملک سے غلہ خرید
لاتے ہین لکڑی دھیڑی بہت رکھتے ہین تیس ہزار اسلحہ بند مرد میدان رہتا ہے پارچہ سوتی تیل نمک سوداگر
وہان لیجاکر فروخت کرتے ہین **کوہ سواتھ**۔ اس علاقہ کے حدود اربعہ اسطرح پر ہین کہ شمال مین
کوہستان لرم جسکے اوپر کے طرف علاقہ دیر ہے مشرق کے طرف وہ پہاڑ جسکا سلسلہ دریای سندہ تک پہونچتا
جنوب کیطرف ملک ضھیر و تحصیل یوسف زئی مغرب مین علاقہ ارنگ برنگ و اتمان خیل و باجوڑ واقع ہے
سواتھ کا ملک پہاڑون کے اندر بطور درہ کے ہے طول اسکا جنوب غرب سے شمال شرق تک پچاس میل
عرض تین میل علاوہ اوسکی جنوب شمال کیطرف اور بھی پہاڑی علاقہ اوس ملک کے متعلق ہے اور ان
پہاڑون سے جو درے سواتھ کے وسط کے طرف آتے ہین اونکے اندر بھی دور دور تک آبادی چلی
گئی ہے اس ملک کے وسط مین غرب کیطرف دریای سوات بہتا ہے اور دریا کے دونو کنارون پے اور شمالی
و جنوبی پہاڑ تک برابر زرعی زمینین ہموار چلے جاتے ہین اس دریا کے سوا اور بھی بہت سے چشمے پانی کے

شیرین و شفاف ہمیشہ جاری رہتی ہین جنسے زرعی زمینین سیراب ہوتے ہین پیداوار یہانکی مکی جوار
بکثرت گیہون بھی بوئی جاتی ہے دریای سوات کے جنوب اور شمال کے طرف دامن کوہ مین بہت سے گانون
آباد ہوتے چلے گئے ہین اور سواتھ کے اندرونی ملک مین زیادہ تر قوم اکوزئی نسل یوسفزئی اس تفصیل
سے رہتی ہے کہ دریا کے شمالی طرف شاخ خواجوزئی اور جنوب کے سمت کو بابوزئی اور کوہستان جنوبی متعلقہ
سوات مین قوم رانیزئی اور بائیزئی آباد ہے مشرقی حد و دسے باہر قوم گوجر کوہستانی رہتی ہی سوات
سے شمال کیطرف کاشغر و ترکستان جانے کے لئے بعد گل جانے برفون کے سال بھر مین چند مہینے راستہ جاری
رہتا ہے مگر نہایت پرخوف ہے بدون ہمراہی بدرقہ مضبوط کے کسیکا امکان نہین ہے کہ جاسکے سواتھ کے
بنی ہوئی کمبل سیاہ تحفہ مشہور ہین باز شکاری بھی بہت پکڑے جاتی ہین نمک کی قدر اس ملک مین بہت ہے
نمک کوہاٹ کے کان سے یہان تحفۃً آتا ہے غلہ و روغن زرد و شہد سواتھ سے خرید کر سوداگر اور ملکون مین
لیجاتے ہین اس جگہ کے شرقی پہلو پر نادر شاہ ایرانی نے نیا راستہ بنوایا تھا مگر اب وہ بالکل خراب ہوگیا ہے
آب و ہوا یہان کی نہایت معتدل خصوص موسم گرما صحت افزا ہے اور بہار و گلزار و سیرابی و شادابی مین یہ
کشمیر کے ثانی ہے مگر اتنا فرق ہی کہ وہ کشادہ اور یہہ تنگ ہے اس ملک مین پرانے وقت کے کہنڈرات اور
بتخانون کے علامات اب تک موجود ہین جنسے معلوم ہوتا ہے کہ اگلے زمانہ مین اہل گبر یا ہنود یہان
رہتے تھے فی الحال پچاس ہزار سے زیادہ افغان مسلمان سنی مذہب یہان سکونت پذیر ہین اور اسی ملک
کے مغربی حد پر پنجکورہ ندی دریاے سواتھ کے ساتھ آکر شامل ہوتی ہے

ذکر مولانا عبد الغفور سواتھی

یہہ حضرت ایک بزرگ مولوی عابد خدا پرست عبد الغفور نام سواتھ مین رہتے ہین کل افغان یہانکے
انکے مرید و فرمانبردار ہین یہہ حضرت ۱۲۱۱ ہجری مین علاقہ سواتھ مین پیدا ہوئے ذات انکی صافی یا صابی ہے جنکو لغمان والے
الطفیل کا افغان کہتے ہین خوردسالی مین حضرت مویشی چرلاتے تھے مگر پرہیزگاری اونکی اوسی عمر مین مشہور تھی کہ جس گاے
کا دودہ خود پیتے اوسکی رسی خود ہاتھ مین پکڑ کر چرلاتے تاکہ اس مراد سے کہ کسی کی زراعت مین وہ منہہ نڈالے
اٹھارہ برس کی عمر کے بعد موضع بیرن گولہ مین جاکر حضرت ملا علم ٹیہ یا بھیر گوجر گڈہی علاقہ یوسفزئی مین آکر
اور عبد الحکیم اخون زادہ کے مسجد مین پڑہنے لگے بعد مقام نوردہیری جاکر صاحبزادہ محمد شعیب کے مرید ہو
صاحبزادہ حافظ عمرزئی اور عمرزئی تنبولی صاحب المشہور صاحب طریقت نصیر بہیر والی کے مرید تھے سلسلہ حضرت
کا نقشبندیہ مجددیہ کا تھا چار دن خاندان نقشبندیہ قادریہ چشتیہ سہروردیہ جسمین طالب جاتا ہو مرید کر لیتے ہین
اخوند صاحب حافظ عمرزئی شیخ کے سلسلہ نقشبندیہ مین مرید ہوئے اور وہان سے آکر موضع بیکی کنارہ دریای سندہ آئے
خس پوش جھونپڑی مین بیٹھ کر بارہ سال تک عبادت حق مشغول رہے اور تکمیل حاصل کی اور بہت عرصہ

سکے حد فاصل ہے اس درہ کے پہاڑ کے اندر بہت سی کانین ہین مگر بسبب فتنہ خیبریون کے کھودی نہین
جاتے اور محض بسبب موجودگی کانون کے جو ندی کہ علی مسجد کے مقام سے نکلکر آتی ہے پانی اوسکا بے مزہ ہے
اس پہاڑ کے اندر کوہ تاتارا کی چوٹی تین ہزار پانسو فٹ سطح پشاور اور چار ہزار آٹھ سو فٹ سمندر کی سطح سے
اونچی ہے چوڑان کوہ خیبر کی بیس میل تک لمبان اسکی کوہ ہندوکش سے لیکر کوہ سفید اور نکلین پہاڑ تک
بیاسی میل ہے اس پہاڑ کے اندر دو قدرتی ندیان جاری ہین ایک کا نام خیبر ہے اور دوسری ندی اوسکے
شمال کی طرف جاری ہے درہ کے اندر خیبری افغان آفریدی اورکزئی وغیرہ رہتے ہین اور کل پہاڑ مین
چار درے یعنی چار راستے واسطے آمد رفت کے جاری ہین اول درہ خیبر جو نہایت ہموار اور قابل چلانے
توپخانے اور گاڑی کے ہے دوسرا درہ تاتارا جو کہ درہ خیبر کے بعد ہے راستہ اسکا پکا بلا وشگاف ہے برمقام دکہ
کوہ جلال آباد تک ہے تیسرا درہ افغانان اس سے سڑک افغانستان کی شروع ہوتی ہے اس درہ کے اندر دریا
کابل بمقام جینی داخل ہوتا ہے پھر درہ سے باہر آکر کوہ خیبر مین داخل ہوتا ہے پھر جنوبی کنارے دریا وہ لوکا کے چلکر
درہ تارا اور خیبر کے ساتھ ملجاتا ہے چوتھا درہ کرا پا جسکے اندر سے دریای کابل بمقام دونندی گذرتا ہے اور پھر دو
دریا جسکو دریای لنڈا کہتے ہین اس درہ سے گذر کر خاص مغرب کے سمت کو چلتا ہوا دریای کابل کے ساتھ شامل
ہوجاتا ہے پھر درہ خیبر کا حد فاصل درمیان افغانستان و ہندوستان کے ہے اور درہ پولان اسکی جنوب کی
سمت کو واقع ہے درہ خیبر کو کلید افغانستان کہتے ہین شروع اور آغاز اس درہ کا تخمینا دس میل مغرب کی
سمت کو مقام قدم سے ہوتا ہے جس مقام پر چار درون کا ایک مجموعہ ہے اور پھیلاو اسکا تین میل ہے وہ کانسکے مقام
پہنچتا ہے پھر آگے میدان جلال آباد کا شروع ہوتا ہے یہ پہاڑ پتھر کے تختون سے بھرا ہوا ہے بارش کا پانی اوس
کے اندر جذب نہین ہوتا ہے اسلیے بارش کے وقت اکثر بھاری سیلاب ظاہر ہوتا ہے گرمی کے موسم مین اکثر اسکی دہوپ
بہت گرم ہوجاتی ہے اور زمین نہایت خشک ہوتی ہے اس درہ مین ایک چھوٹی سی ندی بھی جاری ہے لیکن بعض اوقات
اوسکا پانی بھی پہاڑون کے اندر ہی غائب ہوجاتا ہے اس درہ کی سفر مین دو مشکلین بہت بڑی مسافرون کے لاحق حال
ہوتی ہین ایک تو خوف جان اور غارت ہونے مال کا جو خیبری غارتگرون کے ہاتھ سے ہر قافلہ کے سوای کوئی
بچ نہین سکتا دوسری علی مسجد کے پاس سڑک بہت تنگ ہے اور بڑے بڑے اونچے پہاڑ ہین جنکی بلندی
ہزار ہزار گز کی ہے راستہ گہرا ایسا ہو جاتا ہے کہ جس سے مسافر گہبرا جاتا ہے اور بے آبی کے سبب مر جاتا ہے علی مسجد
کے پاس ایک قلعہ اونچے پہاڑ کے اوپر بنا ہوا ہے مگر باعث خشکی پانی اور بلندی پہاڑ کے اس قابل نہین ہے
کہ کوئی شخص اوسمین بخوبی رہ سکے یا باہر کے غنیم سے لڑ سکے کابل کی مہم کے وقت اس قلعہ کے لینے کے واسطے سرکار انگریزی اور افغانون
کی بڑی لڑائی ہوئی آخر قلعہ کے اندر کی فوج بسبب حاصل نہونے پانی کے قلعہ چھوڑ کر چلی گئی پھر وہ قلعہ انگریزون کے تصرف مین آگیا

قافلہ کو خیبری لوگ ہر وقت مزاحم ہوتی اور اونکا نقصان کرتے تھے سو اسطے سرکار نے بھی آخر تنگ آکر
وہانسی فوج اپنی اوٹھالی آب و ہوا علی مسجد کے پہاڑ کی نہایت ہی علالت انگیز و زہر آمیز ہی علی مسجد سے چلکر
لالہ بیگ کی مقام تک جو آدھے راستے میں ہے راستہ اس درہ کا بڑی بڑی گہاٹیوں میں گھرا ہوا ہے وہانسے آگے لنڈی خانہ تک
کے متصل راستہ اسکا بہت ہی فاصلہ تک زینہ دار بنا ہی اور قریب تین گز کے چوڑا ہے راستہ کے ایکطرف کو
ایک پہاڑ سیدہا اونچا دیوار کے طرح دور تک چلا جاتا ہے اور دوسرے طرف کو ایک اونچا ٹیلہ ہی یہہ درہ
ابتدا یعنی مشرق کے طرف کے مدخل سے درجہ بدرجہ بلند ہوتا چلا جاتا ہے اور چلنے والیکو جو مغرب کے سمت کو
جاوے پیچھے اپنی ایک ڈہلوین گہاٹی نظر آتی ہے مگر بہت بڑا اتار اور چڑہاو نہیں ہے کیونکہ جلال آباد کا میدان
پشاور سے تہوڑا ہی بلند ہے بلندی اس درہ کی چوٹی کے تین ہزار تین سو تہتر فیٹ سطح سمندر سے اور دو ہزار
ایکسو فیٹ پشاور کی زمین سے ہی خیبری قوم بڑے غارتگر و بے رحم سلاح بند اسمین رہتی ہے جنکے پاس توڑیدار
لمبے لمبے بندوقیں اور تلواریں و چہرا لمبین میں لمبے لمبے چہرے بھی وہ رکھتے ہیں پہلی کابل کا حاکم
انکی خاطر کر کر ایک لاکہہ بیس ہزار روپیہ نقد سالانہ انکو دیتا تہا مگر امیر دوست محمد خان نے صرف تین ہزار
روپیہ نقد سالانہ انکو دینا قرار دیا اور پچیس ہزار آدمی خیبری جنگیوں میں وہ روپیہ بانٹا جاتا ہی نادر شاہ
ایرانی نے بوقت ہجوم ہندوستان کے دس لاکہہ روپیہ انکو دیا تھا اور پہر عبور بھی کیا اور درہ خیبر کے راستہ
سے ہندوستان کے میدانمیں داخل ہوا **لنڈی خانان** یہہ ایک حصہ کوہی درہ خیبر کے اندر
نہایت مشکل گذار مقام ہے جو شرقی حصے خیبر میں ہی بیس میل کے فاصلے پر واقع ہی اس مقام پر یہہ درہ
مغرب کے جانب کو بہت ڈہلوان و تنگ ہوا ہے توپ و گاڑی وہانسے گذر نہیں سکتی جنوب کے طرف اسکا
کے زینہ کی شکل کے ڈہلوین پہاڑ کے قطار اور شمال کو ایک بلند سیدہا پہاڑ بطور دیوار کے کہڑا ہے اپریل ۱۸۴۲ء
میں لشکر انگریزی جو افغانستان کی مہم پر گیا تھا تو بہزار مشکل گذر فوج کا اس مقام سے ہوا بلندی اسکی سمندر
کی سطح سے دو ہزار چارسو اٹہاسی فیٹ ہی **گیدڑ گلی** یہہ پہاڑی درہ ضلع پشاور میں پشاور و قلعہ اٹک
کے درمیان اٹک سے تخمیناً پانچ میل شمال مغرب کے طرف واقع ہے چونکہ راستہ اس درہ کا بہت تنگ ہے
سو اسطے بطور مبالغہ نام اسکا گیدڑ گلی رکہا گیا یعنی گیدڑ بھی اس سے مشکل گذر سکتا ہی اور بعض کہتے ہیں کہ
جب اکبر بادشاہ اس پہاڑ پر شکار کہیلنے کو آیا تو یہاں آکر اوسنے تیر سے ایک گیدڑ کو شکار کیا اوس روز سے
نام اس درہ کا گیدڑ گلی مشہور ہوا فارسی بعض تواریخوں میں اس درہ کا نام خضر گلی لکہا ہی کیونکہ حضرت خضر کو یہی
اور یہہ پہاڑ بھی سرسبز و شاداب ہی اور یہی نام بگڑتے بگڑتے جہلا کے زبانوں پر گیدڑ گلی بن گیا یہہ گہاٹی
انکی بلندی بارہ سو فیٹ چوڑی ہی دونو طرف اوسکے اونچی اونچی ناہموار پہاڑوں کے ٹیلے ہیں اور آمد و رفت

مسافرون کی بھی اِس راستے سے بہت ہی **کوہ سفید** یہہ ایک بلند قطار پہاڑون کی جنوب کیطرف دریاے کابل
کے واقع ہے اور شمال کے طرف دریا کے کوہ ہندوکش ہے اور یہہ دونو پہاڑ قریب ستر میل کے ایک دوسری
سے جدا چلے جاتے ہین اور جسقدر ان دونون مین فاصلہ ہے اوسقدر دریای کابل کو چوڑا کہنا چاہئے کوہ سفید
کے قطار شرق سے غرب کو قلعہ اٹک کے مشرق کیطرف سے شروع ہوتی ہی اور غربی حصہ پر اسکے جاکر ختم ہوتی ہے
مغربی انجام اسکا جلگہ دار ٹیلون تک شمار کیا جاتا ہی اسمین سنگ جراحت درکلی کے پتھر بہت ہین تین قطارین پہاڑ کی
واقع ہین جو ایک دوسری کے سامنے دکھائی دیتی ہین آغاز تینون کا دریا کے کنارے سے ہوتا ہی دو قطارین نچلے
اسکے چیڑ کے درختون سے ڈھکی ہوئی ہین اور جو سب سے بلند قطار ہی وہ مقابلہ اونچے ٹیلون اور ٹیلہ داری کے بسبب
سبزی و سیرابی کے خوشنما معلوم ہوتی ہی اوس سے اور ایک نہایت بلند قطار اسکی چودہ ہزار فیٹ اونچی
او سپر ہمیشہ برف پڑی رہتی ہے اور بسبب برف کی دور سے وہ سفید نظر آتی ہی اسی سبب سے اسکا نام کوہ سفید ہی
اِس پہاڑ مین سرخ رود و کارا سو وغیرہ ندیان بہت چلتی ہین اگرچہ پایاب ہین مگر تیز بہت ہین اور شمال
کے طرف سے لنگر دریاے کابل مین گرتے ہین خیبر کا پہاڑ اسکے شرقی انجام پر اور کوہ کرسی اسکی مغرب کو
کوہ ہمالہ سے شامل ہوتا ہی اور وہان دونو کے درمیان جلال آباد آباد ہی **ننگنہار یا ننگرہار**
خیبر سے مغرب دریاے کابل سے جنوب کوہ سفید سے شمال علاقہ کابل کے مشرق کو یہہ کوہی علاقہ واقع ہی بخوبی
اسکی زرخیز و سیراب آباد ہے انار وغیرہ میوے یہان بہت ہوتے ہین جلال آباد و لعل پورہ و باسول ہزارناو
اس علاقہ کے نامی قصبے ہین اصلی حدود اسکی دریاے کابل سے دور تک شمال کیطرف تصور کرتے ہین بلکہ
علاقہ کامہ و مہمند و تیتو و کونڑ و لغمان بھی اسی مین شمار ہوتی ہین وجہ تسمیہ ملک ننگنہار لفظ نو نہار ہے
اسکے معنی نو نہرین یا شہر سے نو دریا مراد ہے مگر نونہار کا لفظ بسبب خرابی زبان پشتو کے بگڑ کر ننگنہار ہوگیا
قوم مہمند و شنواری و صافی وغیرہ اسمین رہتی ہین اور مشرقی حصے مین فریدی آباد ہین اس ملک مین سے
سفید ریشم و روغنی اور اون و چانول بہت عمدہ و انار وغیرہ میوے پشاور کو بھیجے جاتے ہین کابل کو بھی
یہان سے بہت مال جاتا ہی اور پنجاب سے نقد و پشم و نیل و انگریزی صنعت اسباب انگریزی کپڑا وہان بیچکر
سوداگر فروخت کرتے ہین راستہ کابل اور پشاور کا جلال آباد ہو کر جاتا ہی فی الحال یہہ ملک زیر حکومت
امیر کابل کے ہی **تیراہ** یہہ ایک عمدہ ملک اور شاداب علاقہ کوہ سفید پہاڑی کے اندر واقع ہے اگرچہ اصلی
تیراہ پہاڑون کے اوپر کے میدان کا نام ہے الا جتنے مین پہاڑون کی جسقدر ملک مین افریدی وغیرہ قابض ہین
اب وہ سب تیراہ کہلاتا ہے اسکے شمال مین حدود ضلع پشاور و علاقہ خیبر و ننگنہار و مغرب مین کوہ سفید اور کوہ
راجگال خواہ راجگڑھ جنوب ملک بنگش متعلق ضلع کوہاٹ مشرق کو کوہ خٹک کے مشرق کو دریای سندھ ہی

اِس علاقہ کے حصہ شمالی اور مشرقی پر قوم آفریدی جنوبی اور غربی پر قوم اورکزئی قابض ہیں جنکی جنوب میں
قوم دوشت آباد ہے خاص تیراہ کی زمین ہموار و زرخیز و سیراب اور باقی ناہموار پہاڑوں کے اندر گیہون
اور جوار و مکئی کی پیداوار ہی کامل ہوتی ہے تلوار دوچہور اتیراہ مین عمدہ اور آباد رہتا ہے آفریدی و اورکزئی
دونو قومین آپسمین سخت عداوت رکھتی ہین آب و ہوا وہان کی معتدل و صحت بخش ہے بڑی بڑی چوٹیان
پہاڑ کے اسکے جنوبی حصہ مین نو ہزار سات ہزار نوسو چالیس اور دو ہزار آٹھ ہزار سات سو ساٹھ اور
[illegible] نو ہزار تین سو اسی فیٹ بلند ہین **علاقہ کوہ کُرم** در اصل کرم نام ایک پہاڑی نالہ کا
ہے اوسکے کنارے کے اوپر یہہ ملک واقع ہونے کے سبب سے کرم کہلاتا ہے اسکی شمال کی طرف کوہ سفید
مغرب کوہ مقبوضہ قوم منگل جنوب علاقہ خوست مشرق علاقہ اورکزئی و بنگش ہے کوہ سفید کی طرف جنوبی و مشرقی
و رہی شلوزان ملوانہ نہران کرمان جو آرا رتوب ہین جو اس علاقہ سے علاقہ رکھتے ہین اراضی اس پہاڑ کی نہر
اور نالہ کرم سے سیراب ہوتی ہے مکئی و چانول کی پیدایش بہت ہوتی ہے انگور سیب انار کی پیداوار کا حد و
حساب نہین جنکی تجارت ہنود وغیرہ ملکون مین ہوتی ہے اس پہاڑ کے مغربی حصہ مین مقام اریوب قوم جاجی سنی
مسلمان اور ہوار سے نیچے رقبے رہتی ہین اوپر کے پہاڑ و نشیب مین قوم منگل و جکنی رہتی ہے کوہ سفید مین جنوب
عمارتی دیودار زیتون وغیرہ عمدہ عمدہ لکڑی ہوتی ہے مغربی چوٹی اوسکی سطح سمندر سے سولہ ہزار فیٹ کے
قریب اونچی ہے کوہ سفید اور کوہ سفینہ اوسکا نام ہے **رود کُرم** یہہ ایک نالہ کوہ سفید کے جنوبی حصہ
سے نکلکر نواح اریوب اور مقام ہوار کے پاس سے گذر کر قوم طوری کے علاقہ مین جو اسی نالہ کے نام سے
علاقہ کرم کہلاتا ہے ہوتا ہوا علاقہ بنگش و وزیران و درویش خیل کے پہاڑی ملک سے جنوب مشرق کو تہامی
علاقہ بنون کے مغربی سرحد سے نکلکر میدان مین سیدھا جنوب مشرق کو جاری ہوتا ہے اور اکثر پرگنہ بنون و مروت
و عیسیٰ خیل کو سیراب کرتا ہوا دریائے سندھ مین قصبہ عیسیٰ خیل سے بفاصلہ پانچ میل کافر کوٹ کے متصل داخل ہوتا ہے
یہہ نالہ علاقہ کرم و بنون وغیرہ کی سیرابی کے لئے اکسیر کا حکم رکھتا ہے اس نالہ مین پہاڑ کے اندر رودم کے مقام کے
[illegible] ایک اور نالہ کیتی نام پہاڑ سے نکلکر شامل ہوتا ہے اوس نالہ کا سر کوہ حیدران مین واقع ہے جہان اوسکو
شتل کہتے ہین اور ملک خوست ہی ہوکر آتا ہے کل راستہ نالہ کرم کا کوہ سفید سے لیکر دریائے سندھ کے شمول تک اکسو ساٹھ
میل ہے جسمین سے کوہی راستہ پچاس میل اور میدانی راستہ سو میل شمار ہوتا ہے **کوہ سلیمان** یہہ ایک
فراخ اور طویل قطار ہین پہاڑوں کی سلطنت انگریزی کے مغربی انجام کی مغرب کی طرف واقع ہین جو شمال سے جنوب کو
پھیلتی ہوئی چلی گئی ہین وہ کہاں کے پہاڑوں کے قریب سطح اسکا بہت بلند ہے اور تخت سلیمان اوسکا نام ہے [illegible]
اسکی سمندر کے سطح سے گیارہ ہزار فیٹ ہے اس چوٹی کے اوپر ہمیشہ برف سردی کے موسم مین پڑی رہتی ہے گرمی [illegible]

برف گل کر بہہ جاتی ہے کلی کے کنکر اور ریتلی پتھر بہت ہیں دریای سندھ کے طرف کے شرقی گھاٹیاں اسکی بہت
ڈھلوین ہیں اور بیشمار چشمے اور ندیاں اس سے نکلکر ڈیرہ جات کے ملک کو سیراب کرتے ہوئے سندھ میں داخل
ہوتے ہیں اور بعض کا پانی راستہ میں ہی جذب ہوجاتا ہے مغربی گھاٹیاں اسکی لمبی اور اونچی ہیں اُن کے
سنگل تک پہونچتے ہیں اور مشہور ہے کہ کوئی دریا اس پہاڑ کی سوای رود کرم کے سمندر تک نہیں پہونچتی
صرف رود کرم کا پانی بذریعہ دریای سندھ کے سمندر تک پہونچتا ہے اس پہاڑ کا کل سطح شمال سے جنوب کو
تین سو پچاس میل ہے افغانی قوم بکثرت اسمین رہتی ہے نباتات اور سبزی اسپر بہت کم پیدا ہوتی ہے ظاہر
اسکے نشیب سے چوٹی تک بہت گہری پتلی برف یعنی کوہر سے سردی کے موسم مین ڈھکے رہتے ہین اور اونچے
اور کلنشتے ڈار جھاڑیاں پیدا ہوتی ہین جنکے ساتھ بہار کے موسم مین پھول بھی ہولتے ہین **دریای
توچی یا گمبیلا** یہ دریا کوہ شرونی علاقہ اورگون اور کوہ ربل سے نکلکر نواح مرغہ اور علاقہ داور
سے اگر تک بنون ضلع کے مغربی سرے سرحد پر مشرق کیطرف نکو شنکہ توچی سے باہر نکلکر ضلع بنون کو میدان
مین داخل ہوتا ہے اس نالہ سے صرف تپہ مار گرمی و نور ڑرونگا خیل وزیران کی اراضی سیراب ہوتی ہین
اور بنو چل سے لنڈیڈاک کی زمین کو بھی پانی ملتا ہے اوس سے نیچے پانی اسکا زمین کی سیرابی کے کام نہین آتا
مگر مروت کے علاقہ مین جہان اس نالہ کا نام گمبیلا ہے اور گون کے نیچے مین پانی اسکا کام آتا ہے پھر قصبہ
لکی مروت سے تین میل مشرق کیطرف نالہ کرم مین داخل ہوجاتا ہے کل راستہ اسکا ابتدا سے انتہا تک ایکسو
میل کا شمار ہوتا ہے **گلیری درہ** یہ ایک بڑا درہ کوہ سلیمان مین ڈیرہ جات سے کابل کیطرف
جانے کا راستہ ہے یہ درہ کمل دیتا ہے اور درمیان جنگلی پہاڑی ملک کے جہان ہزاری قوم رہتی ہے واقع
ہے اس درہ کو ایک بڑا راستہ واسطے آمد و رفت ہندوستان و افغانستان کے شمار کیا جاتا ہے شمال طرف
اسکے درہ خیبر اور جنوب کیطرف درہ بولان ہے اور اسی درہ بولان کے اندر سے ہوکر انگریزی فوج شاہ
شجاع کو لیکر کابل گئے تھے لوہانی افغان کے قافلے گلیری درہ سے بہت گذرتے ہین جو مال ہندوستان کا کابل
اور افغانستان کا ہندوستان کو لایا جاتا ہے اسی درہ سے گذرتا ہے راستہ اسکا بہت چکر دار و پیچ ہے
جب داخل ہوں تو قریب بیس میل کے اول شمال مغرب کو جاتی ہیں پھر آگے چالیس میل مغرب کے
سمت کو ملتا ہوتا ہے پھر وہ لنے بیشمار چکر کھاتے اور تکلیفیں اٹھاتے ہوئے غزنین پہونچتے ہیں اس درہ
کے اندر وزیری قوم بکثرت رہتی ہے پیشہ اونکا غارتگری و قزاقی ہے اگرچہ وہ پہاڑون کے اندر جہان
پانی ہو کشتکاری بھی کرتے ہین مگر اصلی پیشہ اونکا غارتگری ہے اور ہر وقت تاک مین رہتے ہین کہ اس درہ
کے مسافرون کو لوٹین وہ چار دس مسافرون کو مار دینا یا لوٹ لینا اونکی آگے کچھ بڑی بات نہین ہے

اسواسطے لوہانی وغیرہ سوداگر بڑے بڑے قافلے لیکر اس درہ مین داخل ہوتے ہین اور ہتھیار وغیرہ سامانون
سے درست رہکر بخیر از مشکل جان و مال بسلامت لیجاتے ہین گومل یہہ ایک دریا شرقی کوہ افغانستان مین
بہتا ہے اور کوہ سلیمان سے نکلکر دریاے سندہ کیطرف آتا ہے اور راہ طے کرنے مسافت ایکسو ساٹھہ میل کے
ریگستان دامن کوہ مین پھیل جاتا ہے اور ریگی زمین اوسکی پانی کو جذب کرتی جاتی ہے اس دریا کے راستے کو جو
پہاڑ کے اندر ہے گلیری درہ کہتے ہین شمال کیطرف اوسکی درہ ضیرا اور جنوب کے سمت کو درہ بولان ہے
بلکہ گومل نام ایک قصبہ بھی دامن مین اوس سڑک پر جو غزنین سے ڈیرہ اسماعیل خان کیطرف جاتی ہے چالیس
میل ڈیرہ اسماعیل خان سے مغرب کیطرف آباد ہے آبادی اسکی گومل کے درہ اور دریاے گومل کے درمیان
کنارے کے اوپر واقع ہے کافر کوٹ اس نام کا پہاڑ اور ایک پرانا قلعہ قدیمی عمارت کا ہے
ایک تو قلعہ ضلع بنون پرگنہ عیسی خیل موضع کوندل کے جنوب دریاے سندہ کے مغربی کنارے کے پہاڑ پر ایک
قلعہ بنا ہوا نظر آتا ہے عمارت اوسکی اگرچہ خستہ حال ہے مگر نہایت مستحکم و بلند ہے بڑے اونچے برج اب تک اسکی
عمارت کا قصبہ موجود ہے اور دیوارون مین توپ بندوق کے مورچے دکہائی دیتے ہین سوای قلعہ کی یہہ
بھی واضح ہوتا ہے کہ کسی زمانہ مین یہان بڑا شہر آباد تھا کہ کہنڈرات اوسکے دور دور تک معلوم ہوتے
چلے جاتے ہین مگر اسکے بانی کا نام اور اوسکا زمانہ دریافت نہین ہوتا اور نہ معلوم ہوتا ہے کہ یہہ شہر کب آباد
تھا اور کب ویران ہوا قلعہ کے ٹوٹے پہوٹے پہاڑ دریاے سندہ کے ساتھہ ملی ہوئی ہے اب بھی جو شخص اسکی عمارت
کو دیکہتا ہے اوسکی استحکام و مضبوطی و صفائی کے معاینہ سے متعجب و حیران رہ جاتا ہے وڈ صاحب مورخ
انگریز فرماتے ہین کہ ہمنے ایسی عمارت بلند و پختہ باوجود کثرت سیاحی کے کہین نہین دیکہی چونکہ چند بتخانے
اسمین گنبد کی صورت گول ہین اونکی دیکہنے سے یہہ قیاس ہوتا ہے کہ بودھ مذہب والے لوگون نے جو دو ہزار
برس سے پیشتر یہان آباد تھے یہہ مکانات اپنے پرستشگاہین بنائی ہون اور جو اون پر مورچال بنے ہین
کسی اور بادشاہ یا راجہ نے اونکو بنوائے ہون کیونکہ یہہ مکان پہاڑ کے عمدہ موقع اور سخت جگہہ پر واقع
ہے اور اس ملک کے حکام کے واسطے یہہ قلعہ نازک وقتون مین خاص جاے پناہ تھی اور یہہ بھی مشہور ہے
کہ ہمایون بادشاہ چغتائی نے بھی اپنے بھائیون کی بیمہری کے وقت ایکدفعہ یہان آکر پناہ پائی تھی ورنہ جس وقت
کی یہہ عمارت بنی ہوئی ہے اوسوقت توپ و بندوق وغیرہ آتش فشان ہتھیارون کا ہندمین کہین نام
ونشان بھی نہ تھا دوسرا کافر کوٹ بنون کے شمال کیطرف یہہ ایک اونچے پہاڑ کا نام ہے جو نزدیک اسکا
ہوا پہاڑ قلعہ کے دیوار کیطرح اونچا معلوم ہوتا ہے مگر اوسپر کوئی عمارت یا نشان عمارت کا نظر نہین آتا
قدرتی شکل اوسکی اسیطرح خالق حقیقی نے پیدا کی ہے اور جو تین بڑی بڑی ٹیلے پہاڑ کے دوسری طور قلعہ کا

پاس ہی کہائی دیتی ہین نزدیک جاکر دیکہنے سے دور دور معلوم ہوتی ہین **کوہ غونڈہ** صدر ضلع بنون کے
مقام سے بیتالیس میل گوشہ جنوب مشرق کو شیخ بدین جسکو کوہ غونڈہ بھی کہتے ہین سطح سمندر سے چار ہزار چہسو
چار فیٹ بلند ضلع ڈیرہ اسماعیل خان اور بنون کے وسط مین درہ پنیرو سے مشرق کے طرف واقع ہے اگرچہ
بسبب قلت پانی کے درخت وہان کے بے رونق اور خشک ہین مگر باعث بلندی کے گرمی کے موسم مین سرد
رہتا ہے اور ہوا تیز اور زور سے چلتی ہے تاہم گرمی کی شدت سے محفوظ رہنے کے واسطے اکثر صاحبان انگریز
اپنے متعلقون اور بچون کو لیکر گرمی کا موسم وہان جاکاٹتے ہین اور ڈیرہ اسماعیل خان و غازیخان و بنون کے انگریز
عہدہدار اکثر وہان مئی سے ستمبر تک رہتے ہین **علاقہ خوست** یہہ پہاڑی علاقہ کرم کے علاقہ سے
جنوب کے طرف واقع ہے اسکے مغرب کے طرف کوہ جدران مشرق کوہ وزیران جنیت خیل و حسن خیل ہے چارون
طرف اسکی بلند پہاڑ حلقہ کئے ہوئے ہین بیچ مین سطح میدان ہے کوہ جدران سے رود شمل نکلکر اسکے
وسط مین مشرق کے طرف کو بہتی ہے اکثر علاقہ اوس سے اور کچہہ چشمون کے پانی سے سیراب ہوتا ہے گندم اور
چانول بہت پیدا ہوتے ہین مغربی حصہ مین اسکے قوم اسماعیل خیل و حیدر خیل و منڈہ وزی وسط مین قوم
تڑبہ و مرد خیل مشرقی مین قوم لکن و زکی خیل وغیرہ آباد ہین لقاری قوم انمین تجارت پیشہ ہے اور باقی
کشتکاری کرتے ہین تماکو یہان کا تحفہ مشہور ہے اور گہی و چانول و غلہ ضلع بنون کو فروخت کیواسطے جاتا
ہے تماکو وزیری قوم یہان فروخت کیواسطے لاتی ہے نیل و آہنی اسباب و پختہ چرم و پارچہ سفید کی یہان بڑی
قدر ہے یہہ علاقہ فی زمانا امیر کابل کے متعلق ہے **علاقہ وزیری** یہہ علاقہ بہت وسیع ہے اور وزیر
قوم پہاڑ و زمین منتشر ہے آبادی انکی گنجان نہین ہے متفرق موقعون مین آبادیان ہین مشرق کے طرف اسکی
حدود ضلع کوہاٹ و بنون و کوہ بٹنی جو حدود ٹانک ضلع ڈیرہ اسماعیل خان سے ملا ہوا ہے جنوب کیطرف کوہ گل
مغرب علاقہ قوم خروٹی ملحقہ کوہ بیرل شمال علاقہ دنگون و جدران ملک خوست و کرم و حدود ضلع
کوہاٹ واقع ہین ان حدود کے اندر وزیری قوم متفرق رہتی ہے فرقہ درویش خیل یعنی احمدزئی و
اتمانزئی آپسمین مختلط رہتی ہین اور مسعودون کا علاقہ الگ ہے سوا ایک شاخ کے پہاڑ کے اندر علیحدہ
زمین ہے سوا سے علاقہ کانی گرم شوال و مرغہ و بیرل کے باقی علاقہ مین زرعی زمین بہت کم ہے بلکہ انکا ناہموار
و ٹیلہ دار ہے جنوبی و مغربی حصہ مین اسکے اونچے اونچے پہاڑ ہین سب سے اونچا پہاڑ مسعودون کے علاقہ مین
پیر غل ہے بلندی اوسکی سمندر کے سطح سے گیارہ ہزار پانسو تراسی فیٹ شمار ہوئی ہے ان پہاڑون مین چیڑ
کے درخت اور دیودار کے بکثرت جنوب کیطرف علاقہ وزیری کے کوہ رواہ ہے اور اسی علاقہ کے اندر
علاقہ **کوہ دور** اندر مغربی حدود ضلع بنون رود توچی کے دونو کنارون پر واقع ہے

اسکے قوم وزیری اور بیچ میں درہ توچی کے اندر قوم دوڑ بستی ہے سرزمین اسکی رود توچی کے پانی سے سیراب
ہوکر غلہ کی پیداوار کامل ہوتی ہے تماکو اور گھی اور مویشی اس علاقہ کے ضلع میں سوداگر فروخت کیواسطے
لیجاتے ہیں پارچہ سفید اور نمک کی یہان بہت قدر ہے **علاقہ شیرانی** درہ گومل کے جنوب
کیطرف یہہ ایک پہاڑی علاقہ واقعہ ہے مغرب کے طرف اسکے رود ژوب مشرق قوم کاکڑ و مندوخیل مشرق
حدود ضلع ڈیرہ اسماعیل خان و دیگر کلاچی ہے اسکے شمالی حصہ میں قوم حسن خیل وسط میں اوخیل جلوانی
جنوبی میں قوم ہرپال شاخہای شیرانی بستی ہیں علاوہ اسکے قوم بابڑ اور اوشترانی جنوب مشرق کیطرف آباد
ہیں اور اسی علاقہ میں وہ اصلی خطہ کوہی کوہ سلیمان کا جسکو تخت سلیمان کہتے ہیں سطح سمندر سے بارہ ہزار
فیٹ اونچا موجود ہے اوسی موقع کے سبب سے نام کل سلسلہ متعلقہ اس پہاڑ کا کوہ سلیمان مشہور ہے علاقہ شیرانی
اور استرانی سے جنوب کیطرف ایک نالہ کوہی ڈہنڈ نام ہے لیکر ضلع ڈیرہ غازیخان کے حدود تک مغربی
گہاٹیون میں قوم بلوچ کے شاخین ملک سندہ کے حد تک آباد ہوتی چلے گئی ہیں اسیطرح کہ نالہ وہوا سے جنوب کیطرف
قوم کسرانی اون سے جنوب سیانہ دار وغیرہ پھر میدان شم سے مغرب کے طرف کوہی ملک میں قوم مری اور اون
سے جنوب بگٹی آباد ہیں **ملک کاکران** یہہ قوم بھی وزیری قوم کیطرح ایک وسیع پہاڑی علاقہ
پر قابض ہے مگر مشہور اور عمدہ علاقے انہیں سے اول رود ژوب کے جنوب و شمال کے طرف یہہ واقع ہیں اور دونو
کنارون پر قوم مندوخیل و کاکڑ کے دیہات آباد ہیں یہ زمین زرعی زرخیز و سیراب عمدہ ہے دوسرا علاقہ اسکا
بوری و برشور و پیچونی و کوئٹہ ہے جسکے حدود سے درہ بولان مابین قندہار و شکارپور رہتا ہے علاوہ اسکے
گردونواح کے پہاڑون پر متفرق آبادیان بھی اس قوم کے موجود ہیں مشرقی حدود انکی کوہ شیرانی و بلوچون
سے دور تک ملتی چلے گئے ہیں قوم موسی خیل و الیوٹ افغان کسرانی بلوچون کے پہاڑون سے مغرب کیطرف
ضلع ڈیرہ غازیخان کے حدود تک آباد ہوتے چلے گئے ہیں انکی علاقون سے گوسفند و مویشی خرید کر باہر
لیجاتے ہیں اور باہر سے پارچہ سفید یہان لاکر فروخت کرتے ہیں **نالہ ٹہوہر** یہہ ایک پہاڑی نالہ ڈیرہ جات
کے علاقہ میں بہہ کر ملک کو سیراب کرتا ہے اخراج اسکا کوہ سلیمان کے مشرقی حصہ سے ہے وہ آنسے نکلکر یہہ ڈیرہ جات
کے علاقہ میں آتا ہے اور تخمیناً چالیس میل تک برابر زمین کو سیراب کرکر ریگستان میں مفقود ہوجاتا ہے **سہاون**
یہہ ایک نالہ مشرقی جانب کوہ سلیمان سے نکلکر علاقہ ڈیرہ جات میں آتا ہے اور پچاس میل تک قریب مشرق کیطرف
بہتا ہوا اور ملک کو سیراب کرتا ہوا ریگستان میں پہونچتا ہے وہان اگر پانی اسکا تمام و کمال ریتہ میں جذب ہوجاتا
چلا جاتا ہے **کوہ بارو** ضلع ڈیرہ غازیخان سے متعلق یہہ ایک پہاڑ ہے قوم بلوچ اسمین رہتی ہے پہاڑ
رات کے وقت جہاڑی درختون کے اوپر جو شبنم پڑتی ہے وہ جم جاتی ہے وہان کے باشندے درختون کے اوپر سے

وہ شبنم صبح کو گرکر شکر کی طرح کہاتے ہین اور وہ بالکل ترنجبین اور شیرخشت کیطرح شیرین و لذیذ ہوتی ہے بلکہ
وہی یہان ترنجبین ہے اوسکی شیرینی مین اور کچھ عیب نہین ہے البتہ کہانے کے وقت ہاتھ اور دانتون کی بو آیا کرتی
ہے وہانکے لوگ اوسکو شنگا کہتے ہین گندم و جو و باجرا و جوار کی وہان پیدائش بہت ہے ۔

آٹھوین تقسیم بہاولپور کی ریاست اور وہان کی ملک کے ذکر مین

یہہ علاقہ ریاست گاہ رئیس بہاولپور کا پنجاب کے میدانی ملک سے بسمت جنوب مغرب واقع ہے مغرب کی طرف اسکی ملک
سندہ و علاقہ جات سرحدی پنجاب ہے مشرق و جنوب کو ضلع بٹہنا و ضلع سرسہ جنوب مغرب کی طرف زرا دیہ ملک سندہ ہے
سرزمین اس علاقہ کی شکل مثلثی ہے تین سو اسی میل طول شمال مشرق سے جنوب مغرب کو اور ایکسو اسی میل چوڑی ہے
سطح بائیس ہزار میل مربع ہے اسقدر زمین مین سے کل چوٹہا حصہ قابل زراعت ہے باقی سب ریگستان و جنگل و ویرانہ ہے
شمال مغربی حد پر اسکے دریائے گہارا و پنجند و سندہ جاری ہین زمین اسکی ہموار و مسطح ہے کوئی ٹیلہ یا پہاڑ واقع نہین ہے
سوای ریگ کے ٹیلون کے جو پچاس یا ساٹھ فٹ سے زیادہ اونچے نہین ہوتی زمین قابل زراعت اس علاقہ کی دریا کے
بائین کنارے بارہ میل تک چوڑی ہو در کنارہ چلی گئی ہے اسی زمین کے ٹکڑہ مین بہت سی آبادیان واقع ہین پر
رعایا اس علاقہ کے اکثر مسلمان اور ہندو کم ہین آمدنی کل علاقہ کی رئیس متوفی کے وقت مین دس لاکہ کے قریب تھی اب
سرکاری سرپرستی اور انتظام مین آمدنی بہت بڑہ گئی ہے چھہ لاکہ آدمی کے قریب کل علاقہ مین آبادی ہے بہاولپور و احمد پور
خان پور و اوچ شریف بستیان اسمین آباد ہین خاص شہر بہاولپور یہہ شہر دار الریاست بہاولپور کا
دریائے گہارا کے ایک شاخ پر ہے دریا سے بفاصلہ دو میل شہر ملتان سے بفاصلہ ستر میل ریگستان کے اندر آباد ہے
شہر پناہ اسکا خام اور کل دورہ قریب چار میل کے ہے قوم سید و داؤد پوترہ و بلوچ و راجپوت و کہتری اسیطرح
طرح طرح کے قومین اسمین بستی ہین عمارت پختہ و خام ملی ہوئی ہے تقریباً چار ہزار آٹھ سو کے حویلیان اور ایکہزار
دوکان تیس ہزار آدمی کی آبادی ہے رئیس کے رہنے کے مکانات بڑے بلند و عالیشان بنے ہوئے ہین بازار بارونق
کارخانہ تجارت بکثرت بڑے بڑے ساہوکار مالدار و تجار باوقار دکانین کرتے ہین کارخانے ہر ایک قسم پیشہ
کے جاری ہین پارچات لنگی ابریشمی سادہ و ابریشمی سادہ و کلابتونی و لنگی سوتی و سوسی مشروع و دیگر
ابریشمی یہان بہت تحفہ بنے جاتے ہین کانسی کے کٹورے اور مسی برتن یہان عمدہ بنتی ہین بندوق و تلوار وغیرہ اسلحہ
یہان بہت اچھا بناتے ہین لوگ دور دور سے بطور تحفہ لیجاتے ہین آدمی اس شہر کے قدر آور مضبوط و سانولی رنگ
کے ہوتے ہین سر کے بال بہت بڑھا کر رکہتے ہین اور بالون کو تیل اسقدر لگاتے ہین کہ تمام کپڑے چرکین ہو جاتے ہین
بنگ کا نشہ بہت پیتے ہین بلکہ ہر ایک کے گہر بنگ گہٹی تیار رہتی ہے جب کوئی دوست یا آشنا آدمی تو مدارات

سنہ ۱۷۶۷ء بکرماجیتی میں بہاول خان مرگیا اور محمد صادق خان اوسکا بیٹا مسندنشین ہوا اور دو برس تک حکومت
ہوکر ریاست کرتا رہا سمت ۱۸۷۶ بکرماجیتی میں رنجیت سنگہ نے ڈیرہ غازیخان کا ملک فتح کرکے شاہ زمان خان درانی کے
حاکم سے تین لاکھ روپیہ نذرانہ وصول کیا اور اس ریاست کی طرف متوجہ ہوکر بہت سا علاقہ اوسکا [illegible]
کرکے اپنے تصرف میں لیا اور چند سال تک چھ روپے لاکھوں روپیہ نذرانہ کے وصول کئے سمت ۱۸۸۲ بکرماجیتی
میں محمد صادق خان مرگیا اور نواب بہاول خان اوسکا بیٹا رئیس و حاکم ہوا اوسکے وقت میں رنجیت سنگہ
نے اس رئیس کو وصول نذرانہ و جرمانہ وغیرہ کے واسطے بہت تنگ کیا اور چاہا کہ کسیطرح بلا شرکت [illegible]
علاقہ لیوے اون رئیس نے جب دیکھا کہ اب رنجیت سنگہ کے ہاتھ سے ملک و ریاست و عزت کا سنبھالنا محال ہے تو آخر
انگریزوں کی اطاعت قبول کی چونکہ انگریزوں کو بھی منظور تھا کہ رنجیت سنگہ کے علاقے اور اپنے ملک کے بیچ
دریای ستلج حد مقرر ہو اسواسطے اونہوں نے رئیس کی درخواست قبول کی اور اوسکو اپنی حفاظت میں
لے لیا اور اوس وقت سے یہ علاقہ رنجیت سنگہ کے ہاتھ سے اور حکومت سے باہر نکل گیا بلکہ بعد فتح کابل جب شاہ شجاع
کو انگریزوں نے کابل کے تخت پر بٹھلایا تو بھی یہ علاقہ کابل کی سلطنت کے حکومت سے بری رہا اور رئیس
بہاولپور نے سرکار انگریزی کی بڑی بڑی خیرخواہیاں کیں پہلے سندھ کے ملک کی مہم میں اونسے فوج انگریزی
کو رسد پہونچائی اپنی فوج بھیجکر مدد کی بعد فتح سندھ بجلدوی اون خدمات گورنمنٹ نے اوسکو علاقہ سبزل کوٹ
و بہونگ بارہ علاقہ کیا بعد ازان جب مولراج ناظم ملتان نے بغاوت کی تو بہاولپور کے رئیس نے اپنی فوج
نو ہزار سوار و پیادہ انگریزوں کی مدد کو بھیجی اور ایک بڑی بھاری لڑائی میں فوج بہاولپور نے مولراج کی فوج کو شکست دی
فوج [illegible] اس خدمت کے عوض میں سرکار انگریزی نے ایک لاکھ روپیہ سالانہ پنشن تاحیات رئیس بہاولپور کی مقرر کیا
سنہ ۱۸۴۹ء میں ایک ٹکڑا زمین کا جو نواب کے ملکیت دریائی کہلاتا تھا اور سرکار انگریزی کو [illegible] اوسکی
کی ضرورت تھی نواب نے بلا تامل دیدیا غرض بہاولخان نے حق دوستی و خیرخواہی و وفاداری کا سرکار انگریزی کے ساتھ
پورا کیا سنہ ۱۸۵۲ء میں بہاول خان مرگیا پہلے چھوٹا بیٹا اوسکا محمد صادق خان جانشین ہوا اور حاجی خان بڑا بیٹا اوسکا قید ہوا
مگر [illegible] حکومت قائم نرہی اور باتفاق اہل فوج و ملک کے وہی حاجی خان ریاست کی گدی پر بیٹھا اور چھوٹا بیٹا [illegible] سنہ ۱۸۵۸ء
نظربند رہا اسکے مرنے کے بعد چونکہ رئیس حال خوردسال رہگیا تھا اسواسطے انتظام اس ریاست کا سرکار انگریزی
نے اپنے ذمہ لیکر مسٹر فورڈ صاحب کمشنر ملتان کو بہاولپور میں مامور کیا صاحب ممدوح کے جانے سے [illegible] لوگ اوس سے خوش و
ہو گئے مگر چند شخص [illegible] افترا پرداز آدمی جو کچھ بات نہیں جانتے اپنے اعمال کے سبب مکافات کو پہونچکر قید ہوئے اور شاہ
نواب بہاولخان کا سوتیلا بھائی جو پہلے نواب کے وفات کے بعد دعویدار مسندنشینی کا ہوا تھا اور رئیس مرحوم نے
اوسکو قلعہ [illegible] میں قید کیا تھا نکلوا کر لاہور کو روانہ کیا گیا اور لاہور میں [illegible]

صنعتوں کے کارخانے جاری ہیں بازار خوشنما و بارونق ہی ایک مسجد پختہ عالیشان جسکے چار مینار بلند بنی ہوئی ہیں
بہاول خان کے بنوائی ہوئی یہاں موجود ہے سندھ و قیمتی لونگی دارا و ریاروت یہان بہت تحفہ بنتی ہی رومی و
ابریشم کے کپڑے یہاں بہت تحفہ بنی جاتے ہیں کل شہر میں ایکہزار آٹھسو گہر اور تیئیس ہزار آدمی آباد ہیں شہر
کے سوا ایک اور بھی بستی احمدپور نام اس علاقہ میں ہی جسکو چھوٹا احمدپور بولتی ہیں اٹھا ہزار آدمی اوسکی سندھ کے ملک
کے طرف ریاست کی سرحد کے اوپر بہاولپور سے اکیوانوے کوس کے فاصلے پر واقع ہے **قاسم کا**
یہہ قصبہ ریاست بہاولپور میں بائیں کنارے دریای گہارا سے چار میل بہاولپور سے شمال مشرق کو اکیانوے
میل آباد ہی **خانبیلہ** بہاولپور کی ریاست میں یہہ ایک بڑا قصبہ بائیں کنارے دریای پنجند
کے آباد ہے زمین اسکی نہایت زرخیز و سیراب سرسبز ہے دریا کے طغیانی کا پانی اوسکو سیراب کرتا ہی اسقدر
کہ خشک سالی میں بھی اسکے زمین کو پانی کی حاجت نہیں ہوتی پیدایش غلہ کی اوسمین بحساب ہوتی ہی قصبہ
کے زمیندار بھی مالدار و آسودہ حال ہیں بازار بارونق و پر تجارت ہی **خانگڈہ** یہہ قصبہ بہاولپور
کی ریاست میں بہاولپور سے اٹھتہر میل بسمت جنوب اور شہر سے اکیوتیں میل شمال مغرب کو آباد ہی
خانپور بہاولپور کی ریاست میں یہہ ایک آباد شہر اوپر کنارے اوس نہر کے جسکا نام اختیار وہ ہی
آباد ہی بازار اسکا آباد اور کارخانہ تجارت کا بکثرت بازار رونق کے اوپر اکثر چھتیں پڑی ہوئی ہیں اور
ایک کچا قلعہ دو سو گز لمبا اور اکیسوبیس گز چوڑا بنا ہوا ہی رئیس حال کے طرف سے اوسمین قلعدار رہتا ہی
گرد و نواح کی زمین اسکی لایق کاشت و زرخیز ہے اگرچہ زمین کہ خاص بہاولپور سے جنوب مغرب کو ہی اوس سے
یہہ زمین ملی ہے کیونکہ مشرقی ریگستان اس قصبہ کے پاس سے شروع ہوتا ہے اور جو سڑک کہ اسلام گڈہ سے
آتی ہی وہ تیس میل بسمت جنوب اس قصبہ کے عین ریگستان کے اندر واقع ہے اس ریگستان میں لمبی اور
بلند ٹیلے ریتہ کے کوسوں تک برابر نظر آتے ہیں گویا اس جنگل کو ریتہ کا سمندر کہا جاوے تو بجا ہی اس شہر میں
اگرچہ اب عمارت تھوڑی ہی مگر قدیمی علامات سے پایا جاتا ہی کہ کسی زمانہ میں یہہ قصبہ بہت آباد ہوگا اب بھی ہر
ہزار سے زیادہ آدمی اسمین رہتے ہیں مگر مسلمان عام و ہندو سوا ای نام **خیرپور** بہاولپور کے
ریاست میں یہہ ایک قصبہ دریای گہارا کے بائیں کنارے آباد ہی اسکی شرق کے طرف ریتہ کے ٹیلے جس شہر زمین کو
تہل بولتے ہیں بہت نزدیک ہی اسواسطے اوسطرف کی گلیان و بازار و گہر ریتہ سے بہری رہتی ہیں اور وہ ریتہ
متصل سے اوڑا اوڑ کر قصبہ کی زراعت کو نقصان پہونچاتا ہے پہلے اس ریگستان اور قصبہ کی آبادی میں دو میل کا
فاصلہ تھا چند سال گذرے ہیں کہ گہارا میں طغیانی ہوئی اور پانی دریا کا اس شہر تک چڑہ آیا اوس وقت
اونچی زمین کو دریا او بہاکرلے گیا اور یہہ نقص تیہہاں ڈال گیا عمارت قصبہ کی قائم ہی مگر چونکہ زمین کی

مٹی پختہ ہی اور بارش بھی اسطرف کم ہوتی ہے وہ کچے گھر مدت تک قایم رہتی ہین چند مسجدین و حویلیان پختہ و
منقش یہان بنی ہوئی ہین اور پانسو دوکان کا بازار ہی پہلے اس شہر مین تجارت بہت ہوتی تھی اب کم ہو گئی ہی
سوداگرون کے قافلون کے قافلے یہان آتے ہین اور خرید فروخت مال کی کرتے ہین کاریگری اچھی پارچہ بافی
و آہنگری و ظروف سازی کے یہان جاری ہین شہر کے باہر کچے قلعہ و گڈھ یہان کچی اینٹ کے بنے ہوئے ہین جو یہان کچے بدستور
وقت بوقت بناتی رہتی ہین **ماروٹ** یہہ قصبہ بہاولپور کے شرق مین اثنای اوس سڑک پر جو بہاولپور سے
بٹھنڈہ کو جاتی ہے بہاولپور سے ساٹھ میل مشرق کیطرف آباد ہی شہر پناہ قصبہ کے گرد خام بنا اور قلعہ بنا ہوا ہی
گھرون کی آبادی بہت سی خام اور کچھ پختہ بازار آباد و بارونق ہر تجارت ہی گرد و نواح کی دیہاتی لوگ اپنی
پیداوار کا غلہ یہان لاکر فروخت کرتے ہین **میرگڈھ** بہاولپور کے علاقہ مین یہہ ایک قصبہ بہاولپور سے
شرق کیطرف آباد ہے چھوٹا سا اسمین بازار ہی اور قصبہ کے پاس ایک قلعہ خام ہے زمین اسکی اچھی ہے
مگر زراعتون کو پانی کنوؤن کے ذریعہ سے دیا جاتا ہے **موج گڈھ** بہاولپور کی ریاست مین یہہ ایک قصبہ
اوس سڑک پر جو بہاولپور سے جودہ پور کو جاتی ہے بہاولپور سے سینتیس میل جنوب مشرق کو آبادی علاقہ
متعلقہ اسکا تمام ریگ اور جنگل سے محیط ہی مگر خاص آبادی قصبہ کی پختہ زمین کے اوپر واقع ہی شہر کے گرد
چھوٹے چھوٹے ریگ کے ٹیلے بکثرت ہین شہر کے گرد پختہ دیوار پچاس فیٹ بلند اڈہائی فیٹ موٹی بنی ہوئی ہے
جب نواب بہاول خان نے اول اس شہر پر یورش کی تو شمالی دیوار کی طرف توپین نصب کین جنکے نشان
لوگون کے آج تک نمایان ہین دمدمی و مورچے لڑائی کے شہر کے فصیل کے اندر بنے ہوئے ہین اور شکل وضع
شہر کے تمام و کمال قلعہ کے طور پر ہی اندر شہر کے ایک مسجد پختہ عالیشان بلند کرسی کے اوپر بنی ہوئی ہی جسکی بلندی
کے دیوار کی بلندی سے بھی زیادہ ہے مینارا اوسکے دور سے نظر آتے ہین شمال کی طرف شہر کے باہر کسی بزرگ
مسلمان کا مقبرہ نہایت پختہ و عمدہ عمارت کا بنا ہوا ہی اوسکے مینار بھی بہت بلند و عالیشان ہین اور ایک
تالاب بھی قصبہ کے باہر پختہ بنا ہوا ہی جو بارش کے پانی سے بھر آتا ہی شہر کے اندر کنوئین اٹھاون ہاتھ کے
عمیق بہت ہین **مبارکپور** یہہ ایک قصبہ بہاولپور کے ریاست مین پانچ میل بائین کنارے دریای
گھارا کے اور اٹھاون میل شرق و شمال شرق کے طرف بہاولپور سے آباد ہی **خیروالہ** بہاولپور کی
ریاست مین یہہ ایک قصبہ ملتان سے جنوب کو بانوے میل اور خاص بہاولپور سے جنوب مغرب کے سمت کو
اکہتر میل آباد ہے **ناموکی** یہہ قصبہ بہاولپور کے ریاست مین بائین کنارے دریای گھارا کے اور خاص
بہاولپور سے ایکسو سولہ میل شمال مشرق کیطرف کو آباد ہی **نوشہرہ** بہاولپور کی ریاست مین یہہ ایک
قصبہ ہے چھوٹے سے بازار کے آباد ہی آبادی اسکی ایک اونچے ٹیلے کے اوپر ایک ندی کے کنارے پر واقع ہی

قصبہ کے گرد عمدہ فصیل بنی ہوئی ہے اور اراضی متعلق اسکے آباد و زرخیز و سیراب پیدائش غلہ کی بہت ہوتی
ہے **اوچ سیدوں کا** بہاولپور کی ریاست کے متعلق یہہ ایک پرانا شہر دریای پنجند کے بائین کنارہ پر
سے بفاصلہ چار میل آباد ہے ایکے گرد نہایت خوبصورتی کے ساتھہ درختون کے مجموعے لگے ہوئے ہین اور علاقہ
نہایت سرسبز و شاداب ہے یہہ تین آبادیان شہر کے علیحدہ علیحدہ واقع ہین اور تینون آبادیون کے گرد الگ الگ
شہر پناہ بنی ہوئی ہے ہین آبادی شہر کی گنجان گلیان تنگ بازار کشادہ اور بڑے ہین یہہ تین ہر ایک دکانات کی
عمدہ و خوبصورت بنکر یہان ہے اور ملکون مین تحفہ بھیجے جاتی ہین تجارت بھی اگرچہ یہان ہر ایک قسم کی بہت
ہوتی ہے مگر برتنون کی تجارت بہت ہی وافر ہے قدامت مین ملتان کیطرح یہہ شہر بھی ضرب المثل ہے اگرچہ کئی مرتبہ
بسا اور اجڑا اور کئی دفعہ آباد ہوا مگر اخیر آبادی اسکی جو شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی کے وقت ۶۳۲ھ ہوئی
ہین اوس سے بعد بھی صدمات سر پر بہت آئے مگر ویران نہین ہوا سکہون کی فوج نے رنجیت سنگہ کے حملے کے وقت
اسکو بہت لوٹا اور قریب تھا کہ اجڑ جاوے مگر جب ریاست بہاولپور انگریزی حکومت کے تحت مین آکر محفوظ ہوگئی
تو سکہون کا دست غارت بھی سر سے ٹلا یہہ آباد رہا اور اونچے ٹیلون کے اوپر ہین جو پہلے آبادیون کے کھنڈرات پہلے
سے ہین اسلامیہ سلطنت سے اول بھی یہہ شہر حاکم نشین تھا اور اسلام کے وقت مین بھی حاکم نشین رہا ایک آبادی
اسکی متعلق سادات بخاری ہے جسکا بزرگ پہلے سید جلال الدین سرخ بخاری یہان آیا اونکے پوتے سید جلال الدین
مخدوم جہانیان جہان گشت بڑے بزرگ اور ولی تھے جنکا روضہ یہان زیارتگاہ بنا ہوا ہے ابتک اونکی اولاد
بھی یہان قابض چلی آتی ہے یہہ حضرات سید حسینی حسبی نسبی ہین بلکہ کل ہندوستان مین جو سید بخاری ہین شجرہ
انکے ساتھہ درست ملاوینگا حسبی نسبی ہوگا دوسری بستی گیلانی سیدون کی ہے یہہ بھی بڑی بستی ہے اسکے بانی
سید گیلانی ہین جنکے بزرگ سید محمد حلبی بغدادی حلب سے آکر یہان سکونت پذیر ہوئے اونکا اور اونکے صاحبزادے
سید عبدالقادر ثانی کا روضہ یہان موجود ہے سوای انکے اور بزرگون کے روضے بھی یہان بہت ہین اور کل شہر کے
اگرچہ تین بڑی بستیان ہین مگر اونکے سوای بھی متفرق آبادیان ایک دوسرے کے پاس ہین اور کل کی تعداد
شمار کر کے سات اوچین مشہور ہین اوچ نام اس شہر کا سید مخدوم جلال الدین سرخ بخاری نے رکھا ہے اس سے
پہلے اس شہر کو دیوگڈہ کہتے تھے اور دیوسنگہ نامی ایک حاکم ظالم یہان حکومت کرتا تھا جب حضرت نے آکر اوسکو
زیر کیا اور راجہ کے قلعہ مین اپنا تسلط جمایا تو اوچ شریف اسکا نام قرار پایا بالفعل سجادہ نشین مزارات حضرات
بخاری کا سید محمود ہے اور قدیم سے جو سجادہ نشین یہان ہوتا ہے وہ شاہ ناصر الدین کے خطاب سے مخاطب ہوتا ہے
اور سجادہ نشین مزارات سادات گیلانی کا گنج بخش کہلاتا ہے اس شہر مین ہندو کم اور مسلمان بہت ہین ہندو
یہانکے کراڑ کہلاتے ہین یہہ مین اس خطہ کی اکثر جا ہی ہین اپنی کنوؤن پر نیند ارجھو مٹر یان باندہ کر

اور چرخ جوہ کے ذریعے سے آبپاشی ہوتی ہے **بکا نچھوٹا** یہ ایک قصبہ بہاولپور کی ریاست میں بائیں
کنارہ دریائے سندھ کے بہاولپور سے جنوب بمغرب کو بفاصلہ اکتیس میل کے آباد ہے **راجن پور** ریاست
بہاولپور کے متعلق یہ ایک قصبہ دریائے سندھ کے بائیں کنارہ خاص بہاولپور سے اکیسو سولہ میل جنوب بمغرب
کو آباد ہے **سیارود** بہاولپور کی ریاست کے متعلق ہے ایک قصبہ بہاولپور سے بسمت جنوب بمشرق شہر سندھ بیلہ
اور بیکانیر سے شمال بمغرب کو بفاصلہ ستر میل آباد ہے **سبزل کوٹ** بہاولپور کی ریاست کے متعلق یہ
ایک قصبہ بہاولپور سے چودہ میل بسمت جنوب بمشرق اور چہتر میل شمال و شمال شرق شہر بہکر کے دریائے سندھ
کے بائیں کنارہ پر آباد ہے پہلے یہ قصبہ سندھ کے سلطنت کی متعلق تھا جب سرکار انگریزی نے سندھ کا ملک
فتح کیا تو ۱۸۴۳ء میں بجلدوے حسن خدمات نواب بہاول خان کو یہ علاقہ عطا کر دیا کہ اب اوس ریاست کے متعلق ہے

تیسرا حصہ پنجاب کے کوہ شمالی اور اوسکے علاقوں کے ذکر میں

اسمیں پانچ تقسیمیں ہیں پہلی تقسیم ہزارہ کی ملک و اوسکے متعلق علاقوں کی

ضلع ہزارہ یہ ضلع منجملہ اضلاع پنجاب کے دو آبہ سندہ ساگر میں مقام لاہور دارالامارت ملک پنجاب
سے بفاصلہ دو سو تین میل شمال کی طرف واقع ہے آبادی اسمیں شہروں اور قصبوں میں منقسم نہیں ہے بلکہ چھوٹی
بستیوں اور چھوٹی چھوٹی گانوؤں میں منقسم ہے بڑا شہر اسمیں ہری پور ہے جسکو سردار ہری سنگھ نلوہ نے سمت ۱۸۷۹ بکرمی میں خاص علاقہ میدانی
ہزارہ میں آباد کرایا تھا اوسوقت سے یہی شہر دارالحکومت و حاکم نشین ہا سرکار انگریزی کی ابتدائی عملداری میں بھی یہی شہر
ضلع کا مسکن قرار رہا پاتھا لیکن ۱۸۵۳ء میں علاقہ ہتنور میں جگہ بہاولی کی بسبب ضلع و سردی گرمی معتدل و خوبی آب و ہوا کی مقرر
ہوئی بلکہ ضلع کا مقام بھی وہی موقع پسند ہوا اور ایبٹ صاحب ڈپٹی کمشنر اول اس ضلع کے نے وہ موقع پسند کیا تھا اور اتنک وہ
اونہی کے نام سے نام ایبٹ آباد مشہور ہے اور ضلع کے تمام محکموں کا وہی مقام ہوا اور وہ موقع خاص ہری پور سے
بائیس میل کے فاصلہ پر جانب شرق و شمال واقع ہے اور ضلع کا نام وہی ضلع ہزارہ اتنک قائم ہے وجہ تسمیہ
اس علاقہ کا نام ہزارہ یہ روایات معتبر یہ مشہور ہے کہ امیر تیمور کے آمد میں جو آخر سنہ ۱۳۹۹ء میں ہوئی قوم ترک یہ
ہزارہ و قوم قارلغ میدان علاقہ میں جہاں اب ہری پور آباد ہے قابض تھی اور اونہیں کے نام سے یہ علاقہ
ہزارہ مشہور تھا اور اتنک یہی پرانے سناد و قبالجات میں بھی اس علاقہ کا نام ہزارہ و قارلغ درج ہے نقشہ
اون ترکوں کا میدان کہلی میں شاہ جہانگیر کے وقت بھی موجود تھا اور اب بھی موضع گہندر وال میں وہ لوگ
رہتے ہیں اس ضلع کا طول اکیس میل اور عرض چالیس میل گوشہ مشرق و شمال کی طرف اسکی سرحد علاقہ
ریاست جموں اور جنوب کی طرف سرحد ضلع راولپنڈی اور کسیقدر گوشہ غرب شمال کی حد و ضلع پشاور سے

ہیں اور باقی گوشہ غرب و شمال سے حدود علاقجات اقوام خودمختار اور شمالی حد دریای سندھ کے ساتھ ملتی ہے
صورت ضلع مخروطی ہے بطور صراحی کے ہے یعنی گوشہ شرق و شمال علاقہ کاگان جو ایک درہ طویل ہے اور
اسکی شکل بسبب طوالانی اوس طرف سے زیادہ تنگ کردی ہے ضلع متعلق کمشنری پشاور ہے اور تقسیم ضلع کی تین
تحصیلوں میں ہے اول تحصیل ہری پور جسمین تین سو دس دیہات چھ سو انچاس میل رقبہ تعداد جمع ایک لاکھ
سینتالیس ہزار تین سو تیرہ روپیہ اور مردم شماری ایک لاکھ تیرہ ہزار سات سو ستاسی ہے دوسری تحصیل ایبٹ آباد
جسکے متعلق تین سو اٹھاون دیہات چھ سو تراون میل رقبہ بیاسی ہزار نو سو اٹھتر روپیہ جمع سالانہ اور مردم شماری
ایک لاکھ چودہ ہزار چار سو بیاسی ہے تیسری تحصیل مانسہرہ اسمیں دو سو اٹھارہ دیہات ایکہزار [illegible]
میل رقبہ اٹھتر ہزار ایکسو سولہ روپیہ جمع سالانہ اور ایک لاکھ نو ہزار دو سو چھتیس مردم شماری ہے کل ضلع
کے آٹھ سو چھیاسی دیہات دو ہزار سات سو اکہتر میل رقبہ تین اور تین لاکھ آٹھ ہزار تین سو چورانوین
جمع سالانہ اور تین لاکھ پینتالیس ہزار پانسو پانچ مردم شماری ہے یہ ضلع کوہستانی ہے مشرقی و شمالی حصہ
تمام کوہی ہے اور جنوبی میدانی ایک ندی ڈور نام اسمین جاری ہے جس سے اکثر علاقہ ضلع کا سیراب ہوتا ہے
ضلع کے رہنے والے عموماً مسلمان اور افغان و گوجر و کڑرال و ڈھونڈ وغیرہ ہیں ہندو کم ہیں بڑی بڑی
گانو جو اس ضلع میں آباد ہیں انکا ذکر ذیل میں درج ہوگا میوہ شاہتوت و انگور وغیرہ پیدا ہوتا ہے گیہوں
و شکر و مکی و شالی کی پیداوار ہی ہے اور پکھلی کے علاقہ میں غلہ مکی بہت پیدا ہوتا ہے اور علاقہ چھچھ جو ایک مشہور علاقہ ہے
لوگ دونو ملکوں کو ملا کر بولتے ہیں چھچھ میدانی علاقہ قلعہ اٹک کے شرق کیطرف ہے **خانپور** آبادی اس قصبہ کی متعلق تحصیل
ہری پور نالہ سرو کے کنارے پر ایک بلند جگہ پر تین سو سال تخمیناً سے آبادی قوم گکھڑون کے رہنے کا مقام ہے
اور مالک بھی تمام علاقہ کے جو خانپور سے منسوب ہے وہی قوم ہے گکھڑون کے گھر اسمین پختہ ہیں باقی خام ہیں اس قوم میں ایک
راجہ سردار قوم کا مقرر رہتا ہے اور اسکی قیام اور گدی کی جگہ بھی قصبہ ہے فتح خان صورت اعلی اس قوم کا تھا جسنے قصبہ
آباد کیا تھا بازار اسمین چھوٹا دو دکانیں ہیں جسمین کہتری دوکاندار ہیں درختان میوہ دار مثل آلوچہ و [illegible]
و شاہتوت و انگور سبز و سیاہ وغیرہ بہت ہیں بلکہ باغات اس کثرت کے ساتھ ہیں کہ تمام علاقہ بہشت کا
نمونہ ہے تمام ہزارہ میں ایسے باغات دوسری جگہ کہیں نہیں جیسے یہاں ہیں کیا دیکھی گنا اور تماکو بہت ہوتا
گور بھی بنایا جاتا ہے سرائے ایک قلعہ یہاں بنا ہوا تھا اب انگریزون نے ایک نیا قلعہ بنایا ہے جسمین تھانہ دار
رہتا ہے نالہ ہرد پہاڑون کے اندر جاری ہے اور اسکی کناری پر سرسبز اغات و باغات لگائی گئی ہیں خانپور میں
گھرون کی تعداد چھ سو چوبیس اور دو ہزار سات سو بیاسی مردم شماری ہے **بانک رائی** یہ قصبہ متعلق
تحصیل ہری پور کی آباد کرایا ہوا ایک جہہ سند دکا ہے جو اسلام سے پہلے یہان حکومت کرتا تھا آبادی اسکی بھی

تماپنوں کے طرح ہے مگر باغات وسبزہ نہیں ہیں پہلی آبادی احمد کے عہد کی جانب جنوب آبادی حال کی تھی اور
یہہ آبادی دوبارہ آباد ہوئی سکھوں کی عملداری سے پہلے یہہ علاقہ ترکوں کے ماتحت تھا چنانچہ اب بھی قوم ترک
اس قصبہ کی مالک ہے قصبہ کے رہنے والے عموماً مسلمان ہیں صرف چند گھر کھتریوں کے ہیں قریب سو چونسٹھ گھر
اور ایکہزار دو سو باسٹھ خانہ شماری ہے **سرائے صالح و متعلقہ سرائے صالح** ایک سڑک
جو ہری پور سے ایبٹ آباد کو جاتی ہے اوسپر یہہ قصبہ آباد ہے صالح قوم دلازاک نے اسکو آباد کیا اوسی کے نام
سے مشہور ہے قوم کھتری دلیان وباندے و مشر وغیرہ اسمیں آباد ہیں بہت اچھا رونق کا مقام ہے ایکسو
دوکان سات سو اٹھاون گھر اور دو ہزار آٹھ سو ساسی خانہ شماری ہے نالہ دوڑ اس قصبہ کے پاس بہتا ہے
موجب سرسبزی و سیرابی اس قصبہ کا ہے اس علاقہ میں تمباکو نہایت بہت پیدا ہوتی ہے گڑ بھی بہت بنایا جاتا ہے
کسیقدر باغات بھی ہیں **کوٹ نجیب اللہ** اس قصبہ کا بانی نجیب اللہ خان قوم ترین تھا جو سلطنت
چغتائی مسلمانی کے وقت اس خطہ ہزارہ کا حاکم تھا اوسنے اپنے نام پر اسکا نام نجیب اللہ خان کا کوٹ رکھا
اب یہہ قصبہ قوم گوجر کی ملکیت ہے اور میر احمد و غلام محمد عزت دار زمیندار اسکی مالک ہیں انکا بزرگ مشرف نام
بڑا بہادر و دلیر ہو گذرا ہے آبادی اسکی اوس سڑک پر واقع ہے جو ہری پور سے راولپنڈی کو جاتی ہے
کھتری قوم اصل [illegible] اور بوہرہ یہاں بہت رہتی ہیں اور بارہ لنگی سیاہ تختہ بنا جاتا ہے ایکسو سے زیادہ دوکان
سات سو چون گھر اور چار ہزار آٹھ سو اسی مردم شماری ہے کھتری یہاں کے مالدار و تاجر مشہور ہیں اور شامل
اور چند دیہات کے یہہ علاقہ نجیب اللہ خان کے کوٹ کا علاقہ کہلاتا ہے اور سرزمین زرخیز و سیراب ہے **قصبہ [illegible]**
یہہ قصبہ آباد کیا ہوا الکسا درویش قوم ترین کے مورث اعلی کا ہے اور وہی قوم ابتک قابض و دخیل ہے متفرق اقوام
کے لوگ بھی رہتے ہیں دو سو اٹھاسی گھر اور ایکہزار چار سو سینتالیس مردم شماری ہے ایک باغ مسمی نادر خان قوم
ترین کا لگوایا یہاں موجود ہے اوسمیں ہر ایک قسم کا میوہ پیدا ہوتا ہے بیوپار گانو میں غلہ کا ہوتا ہے **قصبہ ہری پور**
یہہ قصبہ اوس سڑک پر جو راولپنڈی سے ایبٹ آباد کو جاتی ہے آباد ہے ضلع ہزارہ میں ایسی بڑی بارونق بستی
اور کوئی نہیں کچہری تحصیل کی یہاں ہوتی ہے اور صاحب اسسٹنٹ بھی ماتحت صاحب ڈپٹی کمشنر کے یہاں متعین
ہے سکھوں کے وقت میں سردار ہری سنگھ نلوہ نے یہہ موقع میدانی دیکھہ کر اس شہر کی آبادی کی بنیاد ڈالی اور اپنے
نام پر ہری پور اسکا نام رکھا چونکہ یہہ موقع میدانی علاقہ کے وسط میں اور پانی کے کٹھے یعنی نہریں جاری تھیں
بہت جلد یہہ بستی آباد ہو گئی اور سمت ١٨٧٩ بکرمی میں قصبہ آباد ہو گیا دیوار فصیل کے خام بنی اب بھی گرد اوسکے
خام بنی ہوئی ہیں مگر بعض عمارات پختہ ہیں ایک قلعہ اور باغ بھی ہری سنگھ کا بنوایا ہوا ہے جسکو قلعہ ہرکشن گڑھ
و باغ ہری سنگھ کہتے ہیں شہر کے اندر بھی کٹھے پانی کے جاری ہیں مقام نہایت سرسبز اور درختوں کی کثرت ہے

ہوتی اسیطرح کے پیدا ہوتی ہین فی زمانہ ایکہزار چہ سو اٹھتیس گہر پانسو دوکانین اور چار ہزار آٹھ سو مردم شماری
ہے بیوپار ہر ایک قسم کے اجناس کا یہان ہوتا ہے دور دور سے سوداگر مال لاکر اسجگہہ کہولتے ہین قصبہ مین اچھی
بڑے بڑے ساہوکار مالدار مثل ہوشنگہ وغیرہ ہوا ہند اس مین تجارت رہتا و جواہر وغیرہ رکہتے ہین اور ہزارون
روپیہ کا بیوپار کرتے ہین اور نالہ دوڑ جو بڑا نالہ اس ضلع کا ہے شہر سے جانب شرق ایک میل کے فاصلہ پر جاری
ہتا اوسی سے اوجہوڑے نہرین کہود کر شہر مین لائی گئی ہین اور علاقہ سبزاب کیا گیا ہی تمام شہر مین صرف
ایک چاہ ہری سنگہ کا کہودوایا ہوا نہایت عمیق ہے گہری بہت اوسکا پانی سرد ہوتا ہی سرکاری مکانات ڈاک بنگلہ
وشفاخانہ و ڈاکخانہ و تھانہ پولیس و مقام تحصیل وغیرہ بنے ہوئے ہین عمارتی لکڑی کا بیوپار بہی اس قصبہ مین بہت
ہوتا ہے اور لکڑی یہان سے تمام علاقہ مین پہیلتی ہے اور اکثر سوداگر تبت و لداخ و کشمیر و کوہ ہندوکش و پشاور
وکابل و قندہار و غزنی و بخارا سے یہان مال ہر ایک قسم کا ہر سال لاتے ہین نالہ ڈور اس قصبہ کے پاس سے
گذر کر اور دس میل کا راستہ طی کر کر مقام تربیلہ دریای سندہ کے ساتھ شامل ہوجاتا ہی **سرکشن گڈہ**
ضلع ہزارہ مین یہہ ایک قلعہ دریای سندہ کے شرق کیطرف فاصلہ دس میل کے اوس سڑک پر جو درہ دب سے
گذر کر کشمیر کو جاتی ہے شہر ہری پور و سکندرپور کے درمیان بنا ہوا ہے یہہ قلعہ سردار ہری سنگہ
نلوہ نے بوقت آبادی شہر ہری پور کے بنوا کر اپنا قیام گاہ مقرر کیا تھا صورت قلعہ کی مربع اور دیوارین خام
ہین قلعہ کے اندر اچھے اچھے مکانات پختہ بنائے گئے تھے **قصبہ بکرہ و تعلقہ بکرہ** یہہ قصبہ قوم افغان
گوت جدون کی ملکیت ہی اور قومین متفرق بہی آباد ہین کہتری اسجگہہ زیادہ رہتے ہین اونکا بیوپار اسطرح
ہے کہ وہ نمک یہان سے کشمیر کو لیجاتے ہین اور وہان سے طرح طرح کا مال لاتے ہین کماد گنا یہان بہت پیدا ہوتا ہے
اور گڑ نہایت عمدہ سفید بتاشہ کے طرح یہان بنتا ہے اس قصبہ کے دو سو پچاسی خانہ شماری اور ایکہزار دو سو
اٹہتر مردم شماری ہی اور قصبہ متعلقہ تحصیل ہری پور کے ہی **ہملکنڈ** یہہ قصبہ ضلع ہزارہ تحصیل ہری پور
کے متعلق خوگی خان مورث اعلی قوم تارخیل کا آباد کیا ہوا ہی جو دہی ایکسو تیئس گہر اور سات سو مردم شماری
ہے سکہون کے وقت یہان ایک قلعہ تہا اور اب پولس کی چوکی ہی **قصبہ تربیلہ** اس قصبہ کی آبادی دریا
سندہ کے کنارے پر واقع ہے اور دریا کے دوسرے طرف حد یاغستان علاقہ [illegible] آبادی اس قصبہ کی
سردار ہری سنگہ نے اجاڑ دی تہی کہ قصبہ کے رہنے والون نے بے درپے جنگ اوسکے ساتھ کئے تہے کیونکہ بعد
بعد پہر یہہ قصبہ آباد ہوا جو اب تک آباد ہی ایکہزار ستاون گہر اور پانچہزار سات سو چوراسی مردم شماری ایکسو
کے قریب دوکان ہی قوم پٹہان گوت اتمان زئی و ترین و سلیمانی قصبہ مین رہتے ہین پیدا وار پوست کی بہت
ہے افیون بہی نکالی جاتی ہی اس مقام پر یکم بیساکہہ کے روز دریای سندہ پر بڑا میلا لگتا ہی اور تہانہ پولیس کا

سرکار کیطرف سے مقرر ہے **قصبہ کہلابٹ** یہ قصبہ جانب گوشہ شمال و غرب شہر ہری پور سے آباد ہے
پہلے رقبہ اسکا شامل موضع کانڈل ملکیت گوجران کا تھا یہ ڈیڑھ سو برس کا ہوا ہوگا کہ سعید خان علی زئی نے
دریای سندھ کے اوس طرف سے آکر باعانت اتفاق گوجران کانڈل کے یہ قصبہ آباد کیا وقت آبادی کے ایک
تھہ جانب شمال اسکی زمین میں بھی شن گراونکا گھر تھا اور لوگ اسکو کہلابٹ کہتے تھے اوسکے نام پر قصبہ کا نام مقرر
ہو گیا سکھون کی عملداری میں جیلی الہی بخش کمیدان افسر توپخانہ نے اسکو لوٹا اور جلایا دوسری دفعہ دیوان
ہری سنگھ نے لوٹ کر ویران کر دیا نہایت تک یہ قصبہ غیر آباد رہا سرکار انگریزی کے وقت سعید خان کی اولاد نے
پھر اسکو آباد کیا ہوا اتنی آبادی ہے دو سو چار انوی گھر اور ایکہزار پانسو بارہ مردم شماری ہے آبادی خام
و پختہ دو نو قسم کی ہے خاندان سعید خانی اس قصبہ میں معزز شمار کیا گیا ہے اور تین ہزار چار سو ستانوین روپیہ
کی جاگیر اونکی گذارہ کے لئے مقرر ہے علاقہ سرسبز و شاداب ہے **ایبٹ آباد چھاونی ایبٹ آباد**
علاقہ دھمتور میں یہ مقام مشہور و جای آسایش ہے ایبٹ صاحب ڈپٹی کمشنر اول ہزارہ نے یہ مقام پسند کر کر
چھاونی کی بنیاد ڈالی اب یہ مقام ضلع ہزارہ کا صدر ہے ملازمان ضلع و دکاندار و متفرق اقوام یہان آباد
ہین دو جگہہ بازار ہے ایک صدر ایبٹ میں دوسری پلٹن گورکھہ میں جہان جہان انگریزی چند بنگلے اور ایک سرکاری سرای
صدر بازار کے متصل ہے اور جہان انگریز سکونت کرتے ہین یہان سڑک پختہ و فی رستی ہے خوش مقام معتدل ہوا ہے گرما میں آسایش کا مقام
ہے اسمین چار سو اٹھتالیس گھر اور چار ہزار تین سو چوراسی مردم شماری ہے **شیروان** یہ قصبہ ضلع ہزارہ تحصیل ایبٹ آباد
سے متعلق ہے آبادی اسکی بہت پرانی ہے قوم ترک کے کسی بزرگ نے اپنی حکومت کے وقت یہ قصبہ آباد کیا تھا اور پانسو گھر
اوسوقت اسمین تھے سکھون کی غارت و تاراج کیوقت اسکی آبادی کم ہوگئی فی زمانا دو آبادیان اسکی متفرق واقع ہو کر
موجود ہین ایک سو ستالیس گھر اور آٹھہ سو سات مردم شماری ہے پولیس کا تھانہ بھی یہان موجود ہے **قصبہ [illegible]**
یہ بھی ایک پرانی آبادی ضلع ہزارہ تحصیل ایبٹ آباد کے متعلق ہے ترکون نے پہلے اسکی بنیاد رکھی دو سو برس
کے عرصے سے زمینداران قوم تنولی نے اسپر قبضہ کیا اور ترک جلا وطن ہو کر چلے گئے اب بھی قوم تنولی ستہ لی خان
و سورت علی کی اولاد اسپر قابض و دخیل ہے دو سو بارہ گھر اور ایکہزار ایکسو اکہتر کی مردم شماری ہے
قصبہ [illegible] اسکی آبادی بہت پرانی ہے صوبہ خان قوم تنولی کی حکومت کے وقت اوسکی ہزار گھر کی
آبادی تھا اور سات سو دوکان تھے پھر صوبہ خان و فتح خان و گل خان حاکم ہوئے پھر جب شیر بلند خان نے
نواب خان کو [illegible] ہوا ایسے اسمعیل خان نے گل شیر خان کے باپ کو قتل کر دیا تو یہ قصبہ ویران ہونا شروع ہوا اون
کے وقت پائندہ خان تنولی نے دو دفعہ اسکو جلایا اوسی صدمہ ویرانی سے پھر آبادی کم رہ گئی ہری سنگھ نے
جو کچہری کی جگہ آباد ہوئی وہ بھی ویران ہو گئی [illegible] عطا محمد خان تنولی جو رئیس کرسی نشین ایکہزار روپیہ سالانہ

چہالیس مردم شماری ہے **موضع مانسہرہ** آبادی اس قصبہ کی پرانی ہے عرصہ دو سو برس کا
گذرا ہے کہ جب سواتھ کے پہاڑ سے پٹھانون نے اگر اس ملک کو فتح کیا اور ترک قابضان سابق بیدخل ہوکر
تو پرانی شہر تباہ آبادی قایم ہوئی اور قوم خان خیل نے سکونت اختیار کی عہد سکھی مین سردار ہری سنگھ
نے اسکو ویران کر دیا تھا بعد مدت کے بعد پھر آباد ہوا آجتک آبادی اب روز بروز آبادی اسکی ترقی پر
ہے اکثر اقوام قومی جندے بھی اسمین آباد ہین پانسو نتیس گھر اور دو ہزار آٹھ مردم شماری ہے تیس دکانین
جنمین تجارت ہوتی ہے مکان مدرسہ و تحصیل و تھانہ وغیرہ مکانات سرکاری پختہ تعمیر ہوئے ہین سکھی وقت کا
ایک قلعہ یہان تھا وہ اب گر گیا ہے درہ کاگان و بھوگر منگ کابلش سے مال یہان بہت آتا ہے روغن زرد
و چاول و شہد کا بیوپار رہتا ہے لوہا نمک وغیرہ اشیا بھی بکثرت فروخت ہوتے ہین **موضع گڑھی**
حبیب اللہ یہ آبادی حبیب اللہ خان قوم سواتی کی آباد ہوئی ہے اور ایک گڑھی یعنی چھوٹا قلعہ بھی
یہان بنایا دریاے جہلم کے کنارہ پر یہ آبادی واقع ہے قوم سواتی اسمین مالک ہے سمندر خان رئیس کہ یہی ہے
سردار اس قصبہ کا مالک ہے جو نو ہزار ایکسو بارہ روپیہ کی جاگیر پاتا ہے آنریری مجسٹریٹ بھی وہ مقرر ہو چکا ہے
دوسو تین گھر ایک ہزار چارسو نتیس مردم شماری ہے **موضع بفہ** لشکر سواتی کے فتح کے وقت بفہ گاؤن
آباد ہوا او وقت میر تقی عملداری سکھی مین یہ گاؤن لوٹا گیا اور چندے ویران رہا پھر آباد ہوا وہ آبادی اب تک
موجود ہے گاؤن کے رہنے والے پشتو و ہندی دونو زبانین بولتے ہین کہتری اس قصبہ کے بڑے بیوپاری ہین روغن زرد
و چاول و شہد کا بکثرت بیوپار رہتا ہے اور لنڈی و پنڈی و اوستان وغیرہ سے لوہا وغیرہ اجناس یہان آکر فروخت ہوتا ہے
اس قصبہ کی آبادی پونگر منگ و کوان و کاگان پہاڑی درون کے مقابل ہے **اگرور** اس قصبہ کی ایک
آبادی یکجا نہین بلکہ الگ الگ دو آبادیان متفرق ہین جو سرحد یاغستان پر واقع ہین اور علاقہ ملکیت عطا محمد خان
کے گھوڑے نہالی اور ریگی کا بیوپار بہت ہوتا ہے شہد بھی بہت فروخت ہوتا ہے سرکار انگریزی نے ایک قلعہ یہان
بنوایا ہے جسمین تھانہ رہتا ہے سوارون کا ایک ترپ بھی یہان قیام پذیر ہے تین سو گھر اور ایکہزار چارسو
ستائیس مردم شماری ہے **بالاکوٹ** اس قصبہ کی آبادی قصبہ بفہ کی آبادی کے طرح ہے علاقہ نہایت
سرسبز ہے تجارت ہر ایک قسم کی ہوتی ہے ایکہزار تین سو ایک گھر اور دس ہزار چھ سو بیاسی مردم شماری ہے
موضع شنکیاری یہ گاؤن سواتیون نے بعد فتح اس ملک کے آباد کیا سکھون کے وقت دیوان ساکھیہ
نے بسبب سرکشی ملک کے اسکو ویران کر دیا تھا تھوڑے سے عرصہ کے بعد پھر آباد ہو گیا شرق کیطرف اسکی
ایک پرانا تھہ موجود ہے اوسکو لوگ راجہ رسالو کے ساتھ منسوب کرتے ہین اور کہتے ہین کہ یہان اوسکا قلعہ تھا آبادی
اسکی خام ہے ہر ایک قسم کا بیوپار ہوتا ہے قصبہ کے ساہوکار دونی چند وغیرہ نامی آدمی ہین لنگی طلائی جو اس علاقہ کا

فاخرہ و لباس ہے اس قصبہ مین عمدہ بنی جاتی ہے دو سو چھیاسٹھ گھر اور ایکہزار چار سو اٹھائیس مردم شماری ہے
ایک سرکاری تھانہ پختہ عمارت کا یہان بنا ہوا ہے **کاگان** یہہ ایک پہاڑی ضلع اور درہ کا نام
ہے اور نیز ایک بستی اسی نام کی آباد ہی پہلی پہل مسمی غازی بابا نے اوسکو آباد کیا اور وجہ تسمیہ کاگان کا
یہہ ہے کہ ہندؤن کی عملداری مین ایک عورت ننہالی راجہ کی عورت کاگی نام تھی اور دوسری کا نام
راجوال تھا علاقہ کاگان تو کاگی کے نام سے مشہور ہی اور راجوال کے نام سے علاقہ راجوال داخل کاگان
ناظرین خاص کاگان کی آبادی تین مقام پر منقسم ہے علی القیاس راجوال کے اور شکل مسمی کاگان مشہور ہے
اس مقام پر موسم سرما برف پڑتی ہے اور گرمی مین موسم دلکش ہوتا ہے بہت سے لوگ موسم تابستان یہان
آکر قیام کرتے ہین تجارت نمک کی زیادہ ہوتی ہے تھوڑا اونی کپڑا بھی بنایا جاتا ہے دو سو چھبیس گھر اور دو ہزار
تین سو چھپن مردم شماری ہے فقط **بقیہ حال ضلع ہزارہ** اس ضلع مین کوئی کان ایسی
نہین پائی گئی جس سے کوئی معدنی دولت بافراط حاصل ہوتی ہو مگر سونے کا ذرہ دریاے سندھ کی ریگ سے یہان
بہت جگہہ دستور ہی سونے کے ذرے ریگ مین ملے ہوے ہوتے ہین زرکش لوگ جو قوم کے نیارے ہین ریگ سے
سونا نکالتے ہین اٹھائیس مواضعات کی ریگ سے یہان سونا نکالا جاتا ہے جسکی تفصیل سرکاری تاریخ ہزارہ مین
درج ہے سمت ۱۹۰۰ عملداری مہاراجہ شیر سنگہ مین جب دریاے سندھ نو ماہ تک بند رہا اور پھر ایکدفعہ پانی آگیا تو
لوگ فوراً دریا پار ہو گئے اوس طغیانی کے فرو ہونے کے بعد بہت سا سونا ریگ مین سے نکلا کرتا اور ایک زرکش
دن بھر مین اکثر دس تانکہ بھی کر لیتا تھا سمت ۱۹۱۲ انگریزی عملداری مین جب طغیانی ہوئی تو بھی ۵
روز تک فی مزدور سونا نکالتے رہے اب اگر کسی سال طغیانی بخوبی ہو جاتی ہے تو دیار آنہ یومیہ کی کمائی فی مزدور
کر لیتا ہے ورنہ دو آنہ ڈیڑہ آنہ کا سونا تمام روز مین نکلتا ہے سوا اسکے شنگرف اور ہرتال کا نکل اور ابرک
بھی اس سرزمین کچھ کچھ نکلتا ہی مگر ابرق کے ورق چھوٹے ہوتے ہین لوہے کا پتھر اور سرمہ کا پتھر اور سفید رنگ کی
مٹی بھی بہت ہوتی ہے سفید مٹی سے دیوارین سفید کیجاتی ہین بڑی عمدہ کار آمد چیز جو اس پہاڑ سے حاصل ہوتی
مومیائی ہی اور یہہ ایک قسم کا گوند ہی جو علاقہ بکوٹ موضع شنگل کے پتھرون سے نکلتا ہی اور درد و ورم کا بہت
مفید اور یہہ جوڑون اور ہڈیون شکستہ کی بیماریون مین بہار کو دیتی ہین کل ضلع کی پیداوار جو غلہ کی قسم سے
ہوتی ہے پیشتر گندم جو باجرہ مونجی یعنی شالی اور مکی کا دہلدی سرخشف ہی اور تمام علاقہ تین قسم مین منقسم ہے
ایک علاقہ گرم دوسرا معتدل تیسرا سرد پہلی قسم علاقہ میدانی مین گندم یعنی گیہون کی پیداوار زیادہ ہوتی ہے
یہہ گندم تمام اضلاع پنجاب سے قسم اعلی ہوتی ہے معتدل علاقہ جو میدان اور پہاڑ کے درمیان ہی اوس مین چاول
بھی پیدا ہوتی ہے البتہ بہت عمدہ قسم کا پیدا ہوتا ہی ہلدی بھی عمدہ ہوتی ہے سرد علاقہ مین شالی کی پیداوار زیادہ

زیادہ ہی اور اکثر علاقے برفانی ہیں اسمین واقعہ مین جانور اوسکا والقہ دار ہوتا ہی مختصر تاریخی حال اس
ضلع کا یہہ ہی کہ اسلام کے عملداری سے اول یہہ علاقہ ہزارہ کا ہندون کی حکومت مین تھا چنانچہ اب بھی آثار
عالیشان وسوقت کے موجود ہین بعض موقعہ پر جو زمین کہو دی گئی تو بت سنگین بر آمد ہوئے اور ایک سے تہ کنی ہوئی
اشرفیان ہندو نکی عہد کے سرکار انگریزی کے وقت ایک زمیندار کو دستیاب ہوئین جب سلطان محمود غزنوی
کا حملہ ہند پر ہوا تو مسلمانون کی لڑائی اس ضلع کے ہندو راجون کے ساتھ بمقام میدانی علاقہ مین ہوئی اور
مقام ڈھاکہ پر راجون کی رانیان لڑائی دیکہہ رہی تہین جب سب راجہ قتل ہوگئے تو رانیان سب نے اختیار ہو کر
پہاڑ سے گر کر مر گئین بعد ازان قوم گکہر اس علاقہ پر حاکم ہوئی اونکی عملداری مدت مدید تک اسلام مین بہی
اور کئی سلطان اس قوم کے ہوئے چنانچہ سلطان آدم گکہڑ کی اولاد اب بھی یہان رہتی ہی اور اب تک سردار
اوس خاندان کا حیات اللہ خان موجود ہی آٹھسو روپیہ سالانہ پنشن پاتا ہی اور سلطان سارنگ کی اولاد
علاقہ خانپور مین سکونت پذیر ہی اور قوم کا سردار مقرر کرسی نشین راجہ جہانداد خان فرزند راجہ ربخش خان
موجود ہی جب سلطنت چغتائی نے زور پکڑا تو اوسوقت بھی یہہ قوم مقرر ہے اور شاہان وقت کی دربار مین انکی
عزت و حرمت باظہار اطاعت ہوتی رہی مگر چغتائی سلطنت سے اول اور پہلی بادشاہون کی اطاعت اونہون نے
کم کی تھی اور ہمیشہ اون سے گکہڑ لڑتے رہتے تھے اونہون نے بہت سی بستیان بھی یہان آباد کین اور سکونت پذیر
رہے چغتائی سلطنت کے ضعف کے بعد یہہ قوم پھر آزاد ہو گئی مقرب خان گکہڑ نے احمد شاہ درانی کی امداد اوسکے
کے حملون کے وقت دی اور بمقام گجرات سکہون کی لڑائی مین شہید ہوا راستہ کشمیر انہین کی دست سے کہلا رہتا تھا
اور بادشاہ انکو کشمیر کا دربان مشہور کرتے تھے جب عملداری سکہون کی پنجاب مین ترقی پکڑنے لگی تو پہلے سردار
مہان سنگہ سکرچکیہ نے ادہر کو حملے کیے پہر مہاراجہ رنجیت سنگہ کے کاردار جا بجا مقرر ہوئے چونکہ اوسوقت ہزارہ کے
خانون کی آپس مین نا اتفاقی تہی سکہون کا دخل یہان ہوگیا جب سکہون نے ظلم و زیادتی شروع کی تو سب نے مل کر
ہو کر شورش برپا کی اور رنجیت سنگہ کے اہلکار ہزارہ سے نکالدیے رنجیت سنگہ نے رانی سدا کنور و شہزادہ شیرسنگہ
و دیوان رامدیال و جرنیل الٰہی بخش کو فوج دیکر ہزارہ کو بھیجا ہزارہ کے لوگ بڑی سختی کے ساتھ لڑے اور بہت
خونریزی ہوئی دیوان رامدیال مارا گیا شہزادہ شیرسنگہ نے اگرچہ کسقدر بستیان جلائین اور علاقہ برباد کیا مگر
تسخیر جیسا چاہیے نہ پایا اور واپس چلا گیا سکہی اہلکار اوسوقت کسی کسی تعلقہ مین ٹہہرا ہوئے تھے پہر رنجیت سنگہ
نے مہتہ سیوارام سنگہ کو ہزارہ کے انتظام پر مامور کیا چونکہ وہ مرد اہل سیاست اور حلیم الطبع تھا اوسنے اپنی لیاقت
و نرمی سے بہت سے علاقہ کا انتظام بخوبی کرلیا میدانی علاقہ اوسکی زیر حکومت بخوبی آگیا آخر جب حسن علیخان کی سا
زش کی تو خود مہتہ رام سنگہ چہوٹے بھائی کے قتل ہوا اس واقعہ کے بعد پہر شہزادہ شیرسنگہ و جرنیل الٰہی بخش

فوج دو توپخانہ لیکر آئی اور تھوڑے ہی عرصہ میں علاقہ کو اپنا مطیع کر کر اور بعض علاقجات سے نذرانہ لیکر واپس چلے گئے اور کسیقدر
مدت تک ہزارہ خود سر رہا جب مہاراجہ رنجیت سنگھ نے کشمیر فتح کر لیا تو سردار ہری سنگھ ناظم کشمیر کا ہوا سردار امر سنگھ کو
رنجیت سنگھ نے بضرورت مہم منکیرہ کے اپنی طرف بلایا تو ہری سنگھ نلوہ کا گذر اس رستہ سے ہوا جب داخل علاقہ
ہزارہ ہوا تو محمد خان ترین اوسکا سد راہ ہوا اور چاہا کہ وہ اس راستہ سے جانے سردار ہری سنگھ نے
بہت عذرات کئے مگر خانان ہزارہ نے ایک نہ مانی ناچار وہ لڑائی پر مستعد ہوا اوسوقت ملکیہ قریب بیس ہزار
کے تھا اور اوسکے ساتھ دس ہزار سے بھی کم فوج تھی مگر وہ بہادر ایسا لڑا کہ دو ہزار ملکیہ مارا گیا اور ہزارہ بالکل فتح ہو
سب ملکیہ بھاگ گیا آخر افغانان قوم جدون سردار کے پاس گئے اور نہایت منت کی اور گناہ بخشوایا
چونکہ سردار ہری سنگھ اوسوقت رہگذر تھا تعلقہ والوں سے اوسنے صرف گھر وصول کیا اور اپنے ہمراہ اسی
پوستان خان محمد خان کے برادر زادہ کو لیکر رنجیت سنگھ کی لشکر کی طرف روانہ ہوا بعد فتح منکیرہ حکومت ملک ہزارہ
کی سردار ہری سنگھ نلوہ کو ملی اور بیس ہزار روپیہ کی جاگیر محمد خان کو عنایت کی مگر محمد خان دل سے مطیع نہوا اور
زمینداران بھوی کوٹ کو بھگا کر جنگ پر مستعد کر دیا اور تربیلہ کے زمینداروں نے اونکی مدد کی اس لڑائی میں
سردار ہری سنگھ کو شکست ہوئی اور سردار کوہی ملک سے دست بردار ہو کر میدانی ملک میں آیا اور شہر ہری پور
اور قلعہ ہرکشن گڈہ کی بنا رکھی سمت ۱۸۸۰ میں سردار ہری سنگھ کو رنجیت سنگھ نے اپنے پاس بلا لیا وہ اودھر گیا اور
سردار گوردت سنگھ اپنے فرزند اور مہا سنگھ اکالیہ کو معہ دو سو سوار اور پانسو پیادہ کے ہزارہ کی حکومت پہ
چھوڑ گیا مہا سنگھ نے ایک درخت تالی کا موضع درویش محمد خان کی جاگیر سے کٹوا منگوایا اوس پر بہت شورش
برپا ہوئی قلعہ ہرکشن گڈہ کا ملکیہ والوں نے محاصرہ کیا سرکاری سپاہ نے بمشکل لیا قلعہ دربند کو قوم تنولی نے اور
قلعہ سنگبار کو قوم سواتی نے مار لیا سپاہ جسقدر قلعوں میں تھی وہ قتل کر ڈالی سنگبار کے تھانیداروں پر کمال
ظلم کیا اونکی جوان لڑکیوں کے ساتھ افغانوں نے زبردستی نکاح کر لیا جب اس شورش کی خبر مہاراجہ رنجیت سنگھ
کو پہونچی سردار بدہ سنگھ سندہانوالیہ معہ ایک جمعیت فوج کے اودھر کو مامور کیا اور سردار ہری سنگھ کو بھی پھر اودھر کو
بھیجا اوسوقت ملکیہ نے نواں شہر کے قریب مورچے باندہے ہوئے تھے وہ سکھی فوج نے توڑ دیئے اور ایک
کو جیون ملکیہ جھمپر آگ لگا دی چونکہ سردار بدہ سنگھ سردار ہری سنگھ سے اول ہزارہ میں پہونچ گیا تھا محمد خان ترین
جانے بھی اوسکے ساتھ اتفاق کر لیا معہ بابت ہری سنگھ کو ناگوار گذری اور مہاراجہ کو اطلاع دی اور سردار بدہ سنگھ
واپس طلب ہوا اور سردار ہری سنگھ نے دوبارہ انتظام ہزارہ کا شروع کیا کئی گانو جلائے بہت سا ملکیہ قتل
کیا جن لوگوں نے ہندوؤں کے لڑکیوں کے ساتھ نکاح کئے تھے اونکو سخت سزا دی ایکہزار زن و بچہ
اونکا قید کر لیا اور ایک ایک عورت کے عوض میں دو دو عورتیں مسلمانوں کی ہندوؤں کو دلوائیں

اور تھمر و قلعہ سنگباری مسمار کرا دیا موضع سنگری کو جلا دیا سربلند خان اوسوقت زمین سنگری نے پھر ملک
جمع کیا اور شیر محمد خان پسر کلان اپنے کو سردار کے مقابلہ پر روانہ کیا پہلی شیر محمد خان نے فتح پائی اور سکھ
بھاگ گئے دوسری لڑائی میں شیر محمد خان مارا گیا پھر سردار نے اسپر کوٹ و گن گڈھ پر چڑھائی کی اور
تلم اسوج سمت ۱۸۸۱ بکرمی کو لڑائی ہوئی ملکی لوگ نہایت سختی سے لڑے تمام سکھی فوج بھاگ گئی اور سردار
ہری سنگھ ایک کوٹھہ خام کے اندر گھر گیا جب اوسنے دیکھا کہ اب جان پر آبنی ہے تو سردار جیوان سنگھ وغیرہ
ہمراہیوں کے کوٹھہ سے نکلکر مقابل ہوا ملکیوں نے تلواروں کے وار جمعیت کیکر ایسے زرہ پوشی کے کارگر
نہوئی لڑتے لڑتے شام ہو گئی اور سردار گھوڑے سے گر کر ایک کس میں جا پڑا ملکیہ لوگ سردار کو قتل کرنیکے
کے لیئے ڈہونڈتے تھے جب وہ دور نکل گئے تو سردار کو اوٹھنے کی طاقت نہ تھی امیدوار امداد غیبی کا
تھا اتنے میں ایک سکھ بھاگا ہوا فوج سے وہاں آ پہونچا سردار نے اوسکو آہستہ آواز دی اور وہ سکھ
سردار کو اپنی پشت پر لیگیا سردار کے کوئی زخم تلوار کا نہ تھا مگر پتھروں کے بوچھار سے تمام جسم اوسکا
چور چور ہو گیا تھا اس لڑائی میں سردار جمعیت سنگھ بڑا افسر مارا گیا اور بہت سے افسر اور فوج قصد تا مقتول ہوگئے
بعد حال سرکار سنگھ نے توپخانہ اور فوج پیادہ و سوار ہتیار لاہور سے روانہ کیا اور خود بھی ہزارہ میں
جا پہونچا مہاراجہ کے جانے سے اکثر لوگ اطاعت میں آگئے اور بہت سوں نے سزا پائی کچھ انتظام بھی عمل میں آیا
پایندہ خان ترین جلال خان محمد خان شریر نذرانہ دیکر و مدد خان سلیم شاہ مشوانی سپاہ جدون شیر محمد برادر جہانگیر
رسالدار ابو ہزارہ اوسوقت تو بیچ ادب گئے غرض سکھی وقت میں ایسا ہی نشیب و فراز و بدانتظامی اس
علاقہ میں رہا پوری اطاعت میں نہ آئی کہ اتنے میں سید احمد مجاہدی معہ اپنی فوج ہندوستانی کے ہزارہ آیا
ہزارہ کے لوگ سکھوں سے بسبب مخالفت مذہب کے ناراض تھے فی الفور اوسکے مطیع ہو گئے اور اوسنے عشر معاملہ
کا زمینداروں سے لینا شروع کر دیا سکھوں کے اہلکار ہزارہ سے نکالدیئے اور تسلط اپنا تھوڑی جمالیا مگر آخر کار سید
اوسنے وہابیہ مذہب کے مسائل بیان کرنے شروع کر دیئے اور عشر کے حق میں سے ملا کو محروم کر دیا اور معاملہ کے
لینے میں کمال سختی کرنی شروع کی تو سب کے سب اوس سے پھر گئے اتنے میں شہزادہ شیر سنگھ فوج لیکر سید احمد کی
سرکوبی کو ہزارہ میں جا پہنچا اور قصبہ بالاکوٹ کو جسمیں سید احمد تھا محاصرہ کر لیا اگرچہ فوج سید احمد کے پاس
زیادہ تھی مگر اوسوقت آٹھ ہزار آدمی جنگی اوسکے پاس موجود تھا اوسنے تین گروہ تین تین سو آدمی کو لڑنے
کے لیئے تیار کیئے ایک گروہ کا افسر مولوی اسماعیل تھا دوسرے کے ہمراہ مولوی جمیل اور تیسرے کا افسر خود
سید احمد بنا اور گاؤں سے نکلکر لڑائی شروع کی ہندوستانی شہیدی سکھوں کے ساتھ لڑے مگر تھوڑی دیر تک آخر مارے گئے
اور مولوی اسماعیل اور سید احمد بھی میدان میں شہید ہوئے سید احمد کا سر سکھ کاٹ کر لے گئے اس سبب اوسکی نعش پہچانی

تین نالے انمین بہت مشہور ہین ایک نالہ ہرو دوم نالہ ڈور تیسری نالہ سرن یہہ تینون ہزارہ کی زمین کو سیراب کرتے ہین آب وہوا اضلاع کی مختلف ہی یعنی حصہ گرم مین گرم اور حصہ سرد مین سرد اور حصہ معتدل مین معتدل ہے بلکہ اگر ایک ایک علاقہ کی آب وہوا علیحدہ علیحدہ تصور کیجاسے تو بجا ہی ضلع کے رہنے والے نہایت شورپشت و قوی دل و جنگ آور و دلیر و جوانمرد ہین مرنے سے ہرگز نہین ڈرتے مسلمان ہین **ہری پور** ضلع ہزارہ مین یہہ شہر تھوڑی سی آبادی کا قلعہ ہرکشن گڈہ کے ورے واقع ہے آبادی اسکی بہت پرانی اور قدیمی ہے یہان کے عمارات وہان بہت ہین پختہ و خام عمارات بازار با رونق و پر تجارت ہے **گڈہی سیدی خان** یہہ ایک آباد و مستحکم قلعہ و قصبہ بعمارت پختہ بائین کنارے دریای کشن گنگا دریای سندہ سے چودہ میل بسمت شمال مشرق اٹک کے مقام پر واقع ہے پہلی اس گڈہی کی عمارت صفدر خان افغان نے بنائی اور صفدر خان کی گڈہی نام رکہا تھا اب سیدی خان کی گڈہی مشہور ہی **نوشہرہ** یہہ قصبہ اوس سڑک پر جو اٹک کے قلعہ سے کشمیر کو جاتی ہے کشمیر کے حد سے بیس میل ورے مغربی بنیاد اون پہاڑون مین جو کشمیر کے مغربی حد مین آباد ہے گردی کا ملک اسکا نہایت خشک ہے زراعت ہی مختلف مقامات پر تہلی و پہاڑیان خشک واقع ہین **دربند** یہہ ایک مقام بائین کنارے دریای سندہ شمالی و مغربی حد ملک پنجاب و سلطنت انگریزی پر واقع ہے فوج انگریزی اکثر یہان رہتی ہے چونکہ اس مقام پر دریای سندہ پہاڑون کے اندر تنگ ہو کر چلتا ہے پہلی اس علاقہ کا نام دربند مشہور ہوا اسی نواح مین شیر سنگہ رنجیت سنگہ کے بیٹے نے سید احمد و مولوی اسماعیل کے ساتہ جنگ کیا او بہت لڑائی کے بعد اونہون نے معہ اپنی رفیقون کے شہادت پائی قبرین انکی ابتک وہان موجود ہین **پکہلی** یہہ ایک چہوٹا سا علاقہ پہاڑ مین مشرق کیطرف دریای سندہ کے واقع ہے زمین اسکی نہایت زرخیز و سیراب ہے پیداوار اسکی غلہ اور میوہ ون کی کثرت ہوتی ہے خصوصا مکی کی پیداوار کا حصہ و سبب ہہین ہی رنجیت سنگہ کے حکم سے ہری سنگہ نلوہ فوج سکہی لیکر اسملک مین گیا تو اونہون نے تمام اس علاقہ کو لوٹ کر برباد کر دیا اور زراعت باشندہ جان حاکم یہان کا اپنی جان بچا کر بہاگ گیا سکہون نے تمام بستیان اوجاڑین تب کے بعد بصورت اسکی آبادی کی ظاہر ہوتی اب تہوڑی آبادی ہے ---

دوسری فصل کشمیر کے بیان اور وہان کے شہرون و قصبون و دریاون و چشمون و جہیلون و گانون کے ذکر مین

کشمیر کا ملک مشہور اور حصہ اقلیم چہارم ہے اور شمال کی طرف اسکی کوہ قراقرم ہے جسکی حد ... کشمیر کے درمیان شمال کی طرف پہاڑ ہے شیر ... اسکی طرف جنوب کے سمت ... [illegible]

شمال یا مغرب کے جانب کو ملک ہزارہ و پکھلی و دہمتور و دریاے کشن گنگ ہی جاری و ہر طرف اسکے اونچے پہاڑ برف
سے ڈھکے ہوئے ہیں پہاڑوں کے بیچ میں کشمیر کا میدان ایک ہموار و زرخیز و سیراب زمین ہے اوسمیں کہیں صاف زمین اور کہیں
پانی بھرا ہوا ہے پہاڑوں کے کناروں کے نیچے یہ سر زمین خاص کشمیر کی ایکسو بیس میل لمبی اور درمیان اوسط پچیس میل چوڑی
ہے کل سطح اسکا چار ہزار پانسو میل شمار ہوتا ہے صورت اسکی اگرچہ بیضی سی تھا وہی مگر بیضوی شکل سے مشابہت رکھتی
اور بعض کے نزدیک اسماعیل دور ہی ہمرہ تک طول ایکسو نوے میل اور عرض ہر جگہ سے قیصر ناگ تک ساٹھہ ستر میل
کل سطح پانچہزار ایکسو ساٹھ میل انگریزی ہے اور ایک مورخ انگریزی کا بیان ہے کہ صاف میدان کشمیر کا چوراسی میل لمبا
اور چالیس میل چوڑا اور کل سطح دو ہزار میل ہے اصل ہنود اسملک کی آبادی کا ابتدائی حال ایسا بیان کرتے ہیں
کہ سابق کل کشمیر کی سطح کے اندر پانی بھرا ہوا رہتا تھا اور لوگ پہاڑوں پر بستی سر کہتے تھے اوسوقت جلدیو نام ایک شخص
اسی دریا کے پانی میں آکر مقیم ہوا چونکہ وہ دیو آدم خوار تھا گرد و نواحی علاقہ اوسنے تمام ویران کر دیا تھا تو
لوگ اوسکے خوف سے بھاگ گئے اور کچھ اوسکے [illegible] ہوئے بہت مدت کے بعد وہاں ایک شخص رشی یعنی خدا پرست
کشپ نام وارد ہوا اور تمام علاقہ کو ویران دیکھ کر اوسنے حال دریافت کیا بعد دریافت اوسنے جلدیو کی [illegible]
کیلئے عبادت شروع کی جب عبادت قبول ہوئی تو مہادیو کے حکم سے کارکنان کارخانہ الٰہی جلدیو کے مارنے پر
مستعد ہوئے اور ایکسو برس تک لڑائی رہی مگر وہ مردم خوار خلق آزار کسیطرح ہاتھ نہ آتا اور گرفتاری کے وقت
پانی میں چھپ جاتا آخر یہ تجویز ٹھہری کہ یہاں کا پانی تمام و کمال نکالدیا جاوے پس بارہ مولہ کے درہ کے پاس
جہاں اب دروازہ اور شاہی برج بنا ہوا ہے پہاڑ کو توڑ ڈالا جب پانی بہہ گیا تو جلدیو ہاتھ آیا اور بہت سی ضربوں سے
مارا گیا زمین صاف ہونیکے بعد کشپ رشی یہاں رہنے لگا چونکہ یہ گوشہ خدا پرستوں کی عبادت کے لئے بہت مفید
اچھا تھا اسواسطے دور دور سے عابد لوگ یہاں آکر رہنے لگے کئی سو برس کے بعد یہاں بہت آبادی ہوگئی اور
حاکم کی ضرورت پڑی اور سب نے ملکر جمون کے راجہ سے درخواست کی کہ وہ اسملک میں اپنا عمل دخل کرے اوسنے اپنا
بیٹا یہاں بھیجا اور ریاست شروع ہوئی۔ مسلمان اس روایت کے برخلاف ایسا بیان کرتے ہیں کہ
پہلے یہاں پانی بھرا ہوا تھا حضرت سلیمان پیغمبر جو بتقریب سیر اپنے تخت رواں پر سوار یہاں آپہونچے تو اونہوں
نے کشپ دیو کی معرفت اسکا پانی نکلوایا اور ملک آباد کیا فقط خطہ کشمیر ایسا دلپذیر ہے کہ جو مسافر یہاں آتا ہے
پھر جانے کو دل اوسکا نہیں چاہتا چیت کے مہینے یہاں بہار کا موسم شروع ہوتا ہے جہاں تک نظر کام کرے سوائے سبزہ
اور بیچ بیچ کچھ نظر نہیں آتا ہزاروں طرح کے رنگا رنگ پھول اور قسم قسم کے نباتات اور سیکڑوں طرح کے درخت شفتالو
انار و ناشپاتی و انگور وغیرہ جنکا تعداد شمار سے باہر ہے پیدا ہوتے ہیں شاہجہان بادشاہ نے [illegible]
مصوروں کو حکم دیا کہ جتنی قسم کے پھول کشمیر میں ہیں اونکی شبیہ اوتاری جاوے تین ہزار قسم کے پھول کے

تو اوس وقت درج کتاب ہو جب جانا کہ خالق حقیقی کی پیدایش کا شمار نہیں ہو سکتا تو چھوڑ دیا گیا ماہ اسوج اور
کاتک میں یہاں میوون کی پختگی ہوتی ہے انگور اوشر کا انگوری شراب کھینچی جاتی ہے تالابوں اور چشموں اور ندی نالوں
اور نالوں کا یہاں شمار نہیں ہے جن پر تمام علاقہ پر ہر جگہ گھر اور جا بجا پانی بھرتا ہو صرف شرقی پہاڑ کشمیر کا خشک
اور خالی ہے مغربی و جنوبی و شمالی پہاڑ سرسبز و شاداب ہے اور تمام پہاڑوں سے چشمے و ندی و نالے جا بجا سے بہہ کر
بارہ مولہ کے درہ کے پاس دریای جہلم سے ملجاتے ہیں کشمیر کے پہاڑ دون کے درہ مورخ مختلف بیان کرتے ہیں
ابو الفضل صاحب یا ابو القاسم فرشتہ تین لفنسٹن صاحب انگریز ساتھ تھول صاحب انگریز بارہ کہتے ہیں اور تحقیقات
ان درون میں سے چار درہ کی بہت بڑی ہیں جو ہمیشہ جاری رہتی ہیں پہلا درہ بھنبر کا جو شرقی شمال میں ہے دوسرا پنجال
جو جنوبی حد پر ہے تیسرا درہ پونچ پاس جو مغرب کی طرف ہے چوتھا درہ بارہ مولہ بھی غربی حد سے اوپر واقع ہے
اسکی سوای ایک درہ ہے جسکو درہ دوسا بولتے ہیں وہ بھی بارہ مولہ کے پاس ہے ان درون کے راستے
آمد و رفت لوگوں کی جاری ہی قطع نظر ان درون سے اگر اوس ملک کا کوئی واقف آدمی ہو تو معمولی درون کے
سوای پہاڑ کے اوپر سے بھی ہو کر کشمیر میں داخل ہو سکتا ہے اون درون میں گھوڑے کے راستے کے گیارہ در
ہیں گاڑی کا راستہ کسی درہ میں نہیں ہے شاہان چغتائی اکثر اوقات پیر پنجال کے راستے سے زنانی سواریوں
کے ہاتھی لیکر کشمیر میں داخل ہوتی تھی اور رنجیت سنگہ نے بھی بارہ مولہ کے درہ کے راستہ سے کشمیر پر حملہ کیا تھا اور بڑی
مشکلوں سے توپ اپنے ساتھ لے گیا تھا شاہنشاہ اکبر نے جب کشمیر پر قبضہ پایا تو اوسنے ہر درہ پر سات مقرر کر کر
سات سردار ایک ایک درہ پر ایک ایک ہزار مقرر فرمائی اور ملک کا خطاب اونکو بخشا اور اون درون کے علاقہ
سے اونکو بڑے جاگیر دون کے اونکو عطا فرمائی اور ارشاد کیا کہ وہ ساتوں سردار فوج مسلح و جرار اپنے
پاس ہمیشہ تیار رکھا کریں کہ بوقت حملہ کسی دشمن کے کام آوی چغتائی سلطنت کے آخر تک وہ سردار بدستور
اپنے اپنے کام پر مستعد رہی اور کسی کو طاقت نہ تھی کہ اون درون کے راستہ کشمیر میں داخل ہو اون ملکوں کے
اولاد اگرچہ اب تک موجود ہی مگر سکھوں کے وقت اونکی جاگیریں ضبط ہوگئیں اور اونکے اختیار بھی بالکل چھین لیے گئے
سکھ یا شاہی میں کسی نے اونکی قدامت کے طرف خیال نہ کیا — اس ملک میں کالا ریچھ و سفید ریچھ پہاڑوں میں
بہت ہوتا ہی مگر چیتا بہت کم ہے جنگلی بکریاں جنگلی ہرن بارہ سنگے بکثرت اور ایک قسم کا ایک جانور بلاؤ نام ہے
میں پایا جاتا ہے جو دریا کے اندر رہتا ہے گھوڑے یہاں کے اگرچہ چھوٹے ہیں مگر نہایت مضبوط
و بارکش و جفاکش و تیز رو ہیں چالیس میل ایک دن میں اگر سفر کریں تو کچھ ماندگی اونکو عاید نہیں ہوتی خوشبودار
و خار اس ملک میں بے شمار پیدا ہوتی ہے پہاڑ کے چوٹیاں سات ہزار سے لیکر بارہ ہزار فٹ تک سمندر کے سطح سے
اونچی ہیں پشمینہ بافی کے کارخانے بکثرت جاری ہیں اور پشمینہ کشمیر میں تبت کی طرف سے آتی ہے جس کی ہندی

اور کانوں میں سے بلور کی کان اور ابھی وسنگ چقماق وخاک سرخ وسیاہ وزرد وسنگ سیاہ وسنگ ابری و
سنگ سبز وکان مس وغیرہ بہت سی کانیں جابجا یہاں موجود ہیں کوئلہ کی کان بھی دریافت ہوئی ہے۔

تواریخ کشمیر اسلام سے پہلے جو راجے یہاں گذرے ہیں اونکا بیان موجب طوالت کلام ہے اسواسطے
اسلام کے ظہور کے وقت سے مجمل حال شاہان کشمیر کا کتاب تواریخ اعظمی سے جو ایک مشہور ومعتبر کتاب ہے لکھا جاتا ہے
کہ سال سات سو پانچ ہجری میں راجہ رنجن دیو کشمیر کا راجہ ہوا اوسنے بہدایت شیخ موید الدین بلبل شاہ کشمیری
دین اسلام قبول کرکے سلطان صدر الدین کے نام سے موسوم ہوا جب ۷۲۷ھ میں فوت ہوا تو اوسکا
بیٹا چندر دیو جسکا نام اسلام کے بعد حیدر خان قرار پایا تھا خورد سال رہا اسواسطے راجہ اودن رنجن دیو کا بھائی
قندھار سے آکر کشمیر کی حکومت پر قائم ہوا آگرا وسکی عمر نے وفا نکیا اوسکے مرنے کے بعد کوتا دیو رنجن دیو کی عورت
مسند نشین ہوئی اور شاہمیر وزیر کو مختار ریاست کیا تھوڑی مدت کے بعد شاہمیر وزیر کا نکاح رانی کوتا دیو
سے ہوگیا اور شاہمیر بادشاہ بااختیار وملقب بلقب شمس الدین ہوکر حکومت کرنے لگا شاہمیر کے بعد سلطان
جمشید پھر سلطان علیشاہ المخاطب بعلاء الدین پھر سلطان شہاب الدین پھر سلطان قطب الدین ایکے دوسرے
کے بعد بادشاہ ہوئے قطب الدین کے وقت سید میر علی ہمدانی کشمیر میں آئے اور بادشاہ اونکا مرید ہوا خانقاہ کی
تعمیر عمل میں آئی وہ مرگیا تو سلطان سکندر بت شکن کشمیر کے تخت پر بیٹھا اور میر محمد علی میر علی ہمدانی کے صاحبزادے کا
مرید تھا اور دین اسلام کے شیوع وظہور میں اوسنے سخت کوششیں کیں اور ہزاروں سنگین بتخانہ ہندوؤں کے
جن سے کشمیر کا علاقہ بھرا ہوا تھا اوسنے منہدم کئے اور مسجدیں بنوائیں لاکھوں ہندوؤں کو مسلمان کیا بت شکن
خطاب پایا اوسکے بعد سلطان علی پھر سلطان شاہی المخاطب زین العابدین پھر سلطان حیدر پھر سلطان فتح شاہ
بن ادہم پھر محمد شاہ بن حسن پھر سلطان شمس الدین بن محمد شاہ پھر اسمٰعیل شاہ بن محمد شاہ غازی شاہ چک پھر حسین شاہ
برادر غازی شاہ چک پھر یوسف شاہ پھر علیشاہ اپنے اپنے عہد میں تخت حکومت پر اجلاس فرمائی رہے
غازی شاہ کے وقت سے شیعہ قوم کا کشمیر میں بڑا زور شور ہوا اسسبب سے کہ حاکم بھی شیعہ مذہب رکھتا تھا اسلئے
شیعہ اور سنیوں میں سخت سخت لڑائیاں ہوئیں ہر دنوں ملک کی حالت رہی گھر فساد برپا رہی آخر یوسف شاہ
کے وقت رعایا کشمیر کی بہت تنگ ہوگئی اور چند امرا نے اکبر شاہ اکبر کے خدمت میں التماس کی کہ وہ کشمیر کے
ملک پر متصرف ہو اکبر شاہ نے وہ ٹھیک موقع پاکر کشمیر کی طرف فوج سپرد کی قاسم خان میر بحری کے
قاسم خان نے کشمیر پہنچکر ملک فتح کیا اور چغتائی سلطنت کشمیر میں ہوگئی اکبر بادشاہ کے بعد شاہ جہانگیر
شاہجہان پھر اورنگ زیب عالمگیر پھر بہادر شاہ وغیرہ فرمانروا رہے انکے وقت کشمیر کی آبادی کو رونق
فروغ ملا اور شہر میں عمارتیں عالیشان بنیں احمد شاہ ابدالی کے وقت احمد شاہ درانی نے کشمیر فتح کیا او

پھر کل ملک کابل کے سلطنت کی شامل ہو گیا آخر فتح خان کے وزارت کے وقت رنجیت سنگھ دو مرتبہ کشمیر پر حملہ آور ہوا
اور دوسرے حملہ میں محمد صادق خان ناظم کشمیر پر فتحیاب ہو کر قابض ہوا رنجیت سنگھ کے حکم سے موتی رام و ہری سنگھ
وغیرہ نوبت بنوبت یہاں کے ناظم ہوئے ہری سنگھ نے اپنے نام کا ہری سنگھی روپیہ کشمیر میں جاری کیا جسمہ از جو شمال
نے اپنی نظامت کیوقت کشمیر کو ایسا غارت کیا کہ کل ملک بے چراغ ہو گیا اور کشمیری اپنے وطن سے جلا وطن ہو کر
جا بجا نکل گئے بعد ازاں میہان سنگھ و شیخ غلام محی الدین و امام الدین ناظم رہے آخر سال ۱۸۴۶ء میں یہ ملک
انگریزوں نے سرکار لاہور سے لیکر راجہ گلاب سنگھ رئیس جموں کے پاس فروخت کر ڈالا اوسکی حیات تک اوسکے
قبضہ میں رہا اب اوسکا بیٹا مہاراجہ رنبیر سنگھ اسملک کا مالک ہے **شہر سری نگر** یہہ شہر دار السلطنت
و دار الریاست کشمیر کا ہے آبادی اسکی بہت پرانی ہے بسبب کثرت قدامت کے بخوبی دریافت نہیں ہوتا
کہ آیا کس راجہ نے پہلے پہل اسکو آباد کیا تھا ہندو تو ہزاروں بلکہ لاکھوں برس کی آبادی اسکی بیان کرتے ہیں
مسلمان کشمیری اسکو سلیمان پیغمبر کا آباد کیا ہوا کہتے ہیں مگر انگریزی مورخ فرماتے ہیں کہ شہر سری نگر کی آبادی
سب سے اول راجہ پرورسین نے بنا رکھی جسنے سنہ ۷۹ عیسوی سے سنہ ۱۲۶ء تک کشمیر کی سلطنت کی تھی بلکہ ایک اور
شہر بھی اسی نام کا اسی علاقہ میں اوسکا آباد کیا ہوا تھا جسکے کھنڈرات بمقام ونتی پور وغیرہ کے قابل دیکھنے کے
ہیں اوس سے بعد باوقات مختلف یہہ ویران و آباد ہوتا رہا بلندی اس شہر کی سطح سمندر سے پانچہزار فیٹ ہے
اور آبادی شہر کی دریای جہلم کے دونو کناروں پر چار میل تک برابر ہوتی چلی گئی ہے اور عین آبادی
کے بیچ میں دریا بہتا ہے ادھر ادھر کی آمد و رفت کے واسطے چوبی پل بنے ہوئے ہیں کشتیاں بھی جاری رہتی ہیں
شمالی حصہ شہر کا جو دریا کے دہنے کنارے پر ہے جنوبی حصہ سے بہت بڑا ہے اکثر پرانی عمارتیں و نامور مکانات
و مزارات و مقبرے وغیرہ بھی شہر کے شمالی حصہ کی طرف واقع ہیں مگر اوسوقت جنوبی حصہ میں رونق زیادہ ہے
کیونکہ فوج کی چھاونی اور ناظم کشمیر کا اوسی طرف رہتا ہے اور اسی طرف ایک قلعہ بنا ہوا ہے جسکو شیر گڑھی
کہتے ہیں وہ قلعہ چنداں مضبوط نہیں ہے صرف حاکم و ناظم کے رہنے کا مکان ہے یہہ شیر گڑھی و دیگر مکانات
شہر کے فصیل سے بھی اونچا ہے سیڑھیاں اسکی دریا کے کنارے تک بنی ہوئی ہیں چند اور مکانات کہ دریا کے کنارے
پر بنے ہوئے ہیں اونکی عمارت سب چوبی ہے کل پل تعداد میں بارہ ہیں اونمیں سے بعض پل تو چھوٹے
اور بعض اسقدر بڑے ہیں کہ اونکے اوپر دو رویہ دوکان و بازار ہے اونمیں سے ایک بڑا پل جو پانی سات
محراب کا ہے جسکی کل عمارت دیودار لکڑی کی ہے اور بہت بھی اوسی لکڑی کی ڈالی گئی ہے عمارات شہر کی
بالکل خراب ہیں جو بیلے قطع کلیں ہیں بازار تنگ فرش بھی بوسیدہ نالیاں بازار کے وسط میں [illegible]
اور بدبو اور کیچڑ [illegible] سے گھروں اور دوکانوں کے آگے انبار لگے رہتے ہیں [illegible]

بارش بھی ہو تو شہر میں چلنا پھرنا مشکل ہو جاتا ہے اور اگر سفید کپڑے کو اوسکا داغ لگ جاوے تو کبھی چھوٹے ملتا
سکھوں کی عملداری سے آج تک شہر کی صفائی کبھی نہوئی بڑے بڑے ہر ایک انبار کوڑیوں کے برسوں کے جمع ہوئے
ہوئے موجود ہیں دریا کے پاس کے رہنے والے دریا کے کنارے بیلچے کے انبار جمع کر دیتے ہیں اور بستی سے اسقدر
ہے کہ آگے ذرا آڑہ کر دریا میں پھینکتے جب دریا طغیانی پر آتا ہے تو کل میلا اپنے کناروں کا بہا کر لیجاتا ہے
شہر کی عمارت چوبی بہت ہے اور مکانات تہ بہ تہ چھتیں پڑی ہوئی ہیں دولتمندوں کے گھروں کی پختہ
عمارات ہیں اور حویلیوں کے اندر باغ و حمام بنے ہیں دریا سے شہر میں لیجا کر اوسمیں چھوڑی گئی ہیں شہر
کے اندر بڑے بڑے کارخانے جاری ہیں شال بافی کا کام جیسی کہ صفا و پاکیزہ یہاں بنتا ہے کہیں ہفت اقلیم
میں نہیں بنتا پشمینہ کی رنگت صفا و روشن ہوتی ہے کاغذ کشمیری صفائی و پختگی میں مشہور ہے نقاشی کے
کام میں یہانکے اوستاد بڑے اوستاد ہیں کاغذی و چوبی قلمدان و ڈبے وغیرہ منقش یہاں خوب بنتے ہیں
قلمتراش مقراض فولادی بہت تحفہ بنائے جاتے ہیں پشمینہ داون کے چوغے و پاجامے و جراب خوب بنتے ہیں
کاتب خوشخط فارسی عربی و شاستری نویس یہاں بہت ہیں اگرچہ وہ خواندہ نہیں ہوتے مگر ہر ورق کی نقل
بعینہ کر لیتے ہیں سکھوں کی عملداری میں اس ملک میں بردہ فروشی عام تھی لاہور و امرتسر وغیرہ شہروں میں
کسبی الفنا کسبن کشمیر سے منگوا کر پیشہ کراتے تھے اب صاحبان انگریز کے سبب سے بالکل بردہ فروشی منع ہو گئی اس ملک
کے لوگ غیرت کم رکھتے ہیں اور بزدلی اور نامردی میں ثانی نہیں رکھتے چور اکثر کشمیریوں کی چال ہے
اور جائی بہت پڑتی ہیں حاکم کو سوائے چور و تعدی کے کام نہیں دیتی علاوہ کشمیر کا تحفہ ملکوں میں جاتا ہے سیاہ تیار
پشمینہ اور ہر قسم کے غلہ اور میوؤں کی کثرت ہے سنہ ۱۸۷۲ء میں کل مردم شماری سری نگر کی دو لاکھ چالیس ہزار
تھی مگر اب ایک لاکھ چالیس ہزار آدمی اسمیں آبادی اور جمیع ضلع آبادی کا تخفیف بسبب سختگیری حکام کے ہوئی
مگر اب مہاراجہ صاحب نے شالبافوں کے محصول میں تخفیف کر دی ہے اور راہداری کا بھی محصول کم لیا جاتا ہے
اس سے یقین ہے کہ آبادی میں ترقی ہو جائیگی۔ ڈل جھیل شرق کے طرف شہر سری نگر کے ایک جھیل ہے
پھیلی ہوئی موجود ہے طول اسکا شمال سے جنوب کو پانچ میل اور عرض شرق سے غرب کو اڑہائی میل پانی اسکا
نہایت صفا و شفاف و سرد و خوش ذائقہ ہے مگر عمیق کم ہے زیادہ تر عمق اسکی دس فٹ تک ہے
تمام جھیل دو حصوں میں منقسم ہے اور بیچ میں ایک بند بنا ہوا ہے جو جنوب غرب سے شمال مشرق کو جاتا ہے اور بند کے
اوپر نہر اور دونوں قسم کے شاہ بلوط قدرتی پیدا ہوتے ہیں اور بند کے درمیان تھوڑا سا فاصلہ چھوڑا ہوا ہے
جسکے اندر سے کشتیاں ادہر ادہر آ جا سکتی ہیں اور دہر سے ایک نہر آتی ہے جاتی ہیں ڈل کے اندر بہت سے زمین جزیروں
کے طور پر بھی ہیں جنکے نام علیحدہ علیحدہ رکھے ہوئے ہیں اس جھیل میں پانی بذریعہ ندیوں کے آتا ہے

جو شمال مشرق کی طرف کو پہاڑ سے نکلکر اور پھیلتا ہوا اکر جہیل کو پُر آب کرتی ہے یہہ جہیل دریای جہلم کے ساتھ
بذریعہ ایک نہر کے آمد ورفت رکہتی ہے اور بیچ میں اوسکی ایک دروازہ لگا ہوا ہی جب دریای جہلم میں طغیانی
ہوتی ہے پانی دریا کا اوس نہر کے راستے ڈل میں آنا شروع ہوتا ہے تو پانی کے زور سے وہ دروازہ
خود بخود بند ہو جاتا ہی اور پانی دریا کا جہیل میں آنا موقوف ہو جاتا ہی اگر یہہ دروازہ مسدود نہ ہوتا
تو جہیل میں طغیانی ہو کر شہر غرقاب ہو جاتا یہہ نہر شہر کے کئی مقامات کے اندر سے ہوتی ہوئی جاتی ہے اور
اوسکے پانی سے صفائی شہر کی کیجاتی ہے سوای صفائی کے اور بھی فایدہ اس نہر سے شہر کو بہت ہوتے ہیں
علاوہ اسکے ایک اور نہر بھی شہر سری نگر میں چلتی ہے جسکا نام مار ہی جو سلطان زین العابدین بادشاہ کشمیر نے بنوائی
تھی اوسمین بھی کشتیان چلتی ہین جو اڑان اسکی تیس فٹ سے زیادہ نہین ہے اور کنارے شہر کے نئے بنے
ہین پلین اور محراب پلون کے بھی سنگین ہین اوسکے کنارون کے اوپر دیودار لکڑی کے حویلیان
نہایت بلند بنی ہوئی ہین اور قدیمی مسلمان بادشاہون کے رہنے کے مکانات بھی اسی کے کنارے پر تھے
جو اب مسمار ہو چلے ہین ڈل کی جہیل ایک عجیب سیرگاہ ہے بسبب صفائی و سرسبزی ہوا و باغات و عمارات
شاہی کے جو اسکے کنارے پر ہین اس جہیل کو سب جہیلون پر فوقیت حاصل ہے شالامار باغ و نشاط باغ و نسیم باغ
عمارتین اسکے کنارے پر بنی ہوئی ہین کنول کے پہول و سنگہاڑہ اسمین بیشمار پیدا ہوتا ہی ہزارہا شوقین
کشتیون پر سوار ہو کر اسمین سیر کرتے ہین پرندہ شکاری دو رنگا تین قسم کے کشتیان اسمین چلاتی ہین یا شکاری
یعنی ملاح زن و مرد کشتیان چلانے کا کام کرتے ہین اس جہیل کے پانی کے اوپر … کہیت بنائے جاتی ہین اسطرح پر
کہ پانی کے درمیان اپنی کہیت کا نشان ہر ایک شخص علیحدہ علیحدہ بناتا ہے اور اسکے چارون طرف …
لکڑیان گاڑ کر نشان قایم کر دیتے ہین جس سے حدود کہیت کے پہچانے جاتی ہین اور اسقدر جگہ پر سبزی یا لکڑیان بچھا کر
اوپر اوسکے مٹی بچھا کر زمین بنا لیتے ہین اور اسمین ترکاری وغیرہ بو کر فروخت کرتے ہین اور یہہ بات جو
لوگون مین مشہور ہی کہ کشمیر مین کہیت چوری جاتی ہین سو وہ یہی کہیت ہین کہ لوگ ایک دوسرے کی زمین
کسیقدر کاٹ کر اپنی زمین کے ساتھ شامل کر لیتے ہین **باغ شالامار** یہہ باغ ڈل کے کنارے جہانگیر بادشاہ
نے بنوایا تھا اگرچہ اب اجڑا ہوا ہی تو بہی چنار کے درخت اسمین بہت ہین کل باغ آٹھ سو گز لنبا اور دو سو
اسی گز چوڑا ہے اور بڑی عمارت بارہ دری جو اسکے اوپر کے حصہ مین بنی ہوئی ہی اوسمین کالا سنگ مرمر لگا ہوا
نہایت صاف لگا ہوا ہی راستہ باغ کا اوسکے اندر سے گذرتا ہی اور سڑک کے دونو طرفون پر دو نہرین بنی ہوئی ہین
اس مکان کے شرق و غرب کی طرف ساڑھے چہہ گز چوڑا زینہ اور اندر مکان کے بیشمار ستون تیرہ فٹ بلند پہلو دار
بنے ہوئے ہین اور مشہور ہی کہ یہہ پتھر و ستون ہندؤن کے کسی مندر کو گرا کر بادشاہ یہان لایا اور مکان بنوایا تھا

عمارت اس مکان کی جو بابر کے بعد شمال سے جنوب کو بنی ہوئی ہے اور مکان کے وسط مین ایک مربع حوض
ہے جو کہ سنگ مرمر سے بنایا گیا ہے اور گرد اوسکے ایکسو چالیس فوارے ہین اور یہہ حوض نہر کے پانی سے
بھر جاتا ہے پتھر کے فرش سے لیکر چھت تک بیس فٹ یہہ مکان بلند ہے اور جس نہر سے کہ حوض بھرا جاتا ہے
وہ نہر اسی باغ کے اندر سے ہو کر گذرتی ہے نہر کے کنارون پر بھی برابر سنگ مرمر کے سلین نصب ہوئی ہوئی ہین
پھر وہان سے یہہ نہر چلکر تین دروازون کے ذریعہ سے ڈل مین جا پڑتی ہے **قلعہ ہری پربت**
شہر کے مشرق کی طرف سرینگر کا ایک پہاڑی ٹیلہ ہے جسکو ہری پربت کہتے ہین مسلمانون نے اسکا نام کوہ ماران
رکھا ہوا ہے یہہ ٹیلا اڑہائی سو فٹ دریا جہلم سے اونچا ہے اسکی چوٹی پر ایک چھوٹا سا قلعہ بنا ہوا ہے اکبر بادشاہ
نے ایک دیوار چار ہزار قدم کے دور کی اس ٹیلہ کے گرد بنوائی اور پانچ دروازے رکھے اور دیوار کے اندر
بڑی بڑی عالیشان عمارتین تعمیر کین یہ وہ عمارتین و دیوار سب گر گئی ہے صرف ایک دروازہ باقی ہے
اوس پر یہہ لکھا ہے کہ سنہ ۱۰۰۶ ہجری مین یہہ عالیشان مکان بنا اور ایک کروڑ دس لاکہہ روپیہ اسکی تعمیر پر
صرف ہوا اور دو سو معمار ہر روز اسکی تعمیر کے واسطے مامور تھا اس ٹیلہ کے اوپر چڑہنے سے شہر کی آبادی اور
ڈل کے پانی کی سیر خوب ہوتی ہے وجہ تسمیہ اس کوہ کا یہہ ہے کہ ہاری کشمیری زبان مین شارک کو کہتے ہین
اور پہاڑی کی شکل کو شارک کے ساتھہ نسبت دیتے ہین **تخت سلیمان** سرینگر کے جنوب مشرق
کی طرف یہہ ایک بلند پہاڑ ہے اوسکو خاص و عام اہل اسلام تخت سلیمان اور ہندو شنکر اچارج کہتے ہین
اسکی چوٹی پر ایک نہایت عمدہ مندر [illegible] کے وقت کا بنا ہوا ہے اوسکی دیکھنے سے نشان قدامت
کے ثابت ہوتے ہین مگر اسلامیہ بادشاہون نے اوسکو مسجد بنوا دیا ہندو کہتے ہین کہ اصل مین یہہ شنکر اچارج
کا مندر تھا یہہ مکان بسبب اپنی بلندی کے دور سے نظر آتا ہے اور چہہ ہزار نو سو فٹ سطح سمندر سے اونچا ہے
مغرب کی طرف ڈل کے کوہ ہری پربت اور مشرق مین تخت سلیمان ہے ایک اور عجیب پہاڑ ان دونو کے درمیان
ہے جسکی صورت ٹھیک دو شکل کمان ہے یہہ پہاڑ شمال شرق و جنوب شرق کی طرف پھیلا ہوا خوبصورت
نظر آتا ہے اور شمال غرب کی سمت کو ہر ایک پہاڑ کی بھی بلند و شاندار نظر آتی ہے اس خطہ کی زمین ڈل کے
پانی سے سیراب ہوتی ہے اور ہزارون قسم کے درخت ثمر و غیر ثمر و طرح طرح کے پہولون کی بہار وہان نظر
آتی ہے **جامع مسجد** شہر سرینگر مین یہہ عجیب و غریب مسجد سلطان سکندر بت شکن کے وقت کی
بنی ہوئی ہے وسعت اسکی اسقدر ہے کہ ساٹھہ ہزار آدمی جمع ہو کر ایک جماعت کے ساتھہ وہان نماز پڑھ سکتے ہین
نیچے کے حصہ کی عمارت اوسکی پتھر کی اور اوپر کے حصے کی خشتی ہے اوسکے اوپر بڑے بڑے برج و مینار
دیودار لکڑی کے بنے ہوئے ہین تعداد ستونون کی جو مسجد کے اندر ہین تین سو چوراسی ہے کل ستونون

سی شکل گول ایک فیٹ مربع ہوتی ہے جسسے بڑا ستون سب فیٹ سے زیادہ موٹا نہیں ہے اور وہ ستون اپنے
معقول ستونوں کے ساتھ بنائے اور کھڑے کیے گئے ہین کہ بھونچال وغیرہ صدمون سے انکو کچھ صدمہ نہین پہنچا
اس مسجد کی عمارت مین لوہا اور لکڑی ایسی مضبوط لگائی گئی ہے کہ باوجود گذرنے صدہا سال کے اوسمین
کچھ نقصان پیدا نہین ہوا البتہ چھت عمارت کچھ بھونچال کے صدمون سے گر گئی ہے **دوسری مسجد**
یہان شاہ ہمدان کی بنوائی ہوئی ہے وہ بھی دیوار لکڑی کی عمارت ہے اور محراب ارکھارکین اوسکی چھت انگور
عمارت کے ساتھ مشابہت تامہ رکھتی ہین **دلاور خان کا باغ** یہہ ایک نامی گرامی باغ شہر
کے بیچون بیچ ہے متصل اسکے خواجہ محمد شاہ نقشبند کا مکان ہے اونکی اولاد صاحب سلسلہ شہر مین رہتی ہے
شیخ باغ یہہ باغ اگرچہ پرانا ہے مگر شیخ غلام محی الدین ناظم کشمیر نے اسکو دوبارہ بنوایا اسواسطے
شیخ کا باغ مشہور ہوگیا **کارخانہ پشمینہ** سری نگر مین پشمینہ بافون کے دوکان اور کارخانے
کثرت سے جاری ہین رومال جامہ وار دوشالہ چوغہ وغیرہ پشمینہ بافت تیار کرکے شالباف کے محکمہ مین لیجاتے ہین
وہان پہلے قیمت کا تخمینہ ہو کر محصول کی رقم قرار پاتی ہے بعد اسکے سرکاری مہر و چھاپہ اوسپر لگایا جاتا ہے
جبتک وہ چھاپہ سرکاری جامہ پر نہ لگے کوئی جامہ فروخت ہونے نہین پاتا **حمام** سری نگر مین حمام
بہت ہین جاڑے کے موسم مین امیرون کے گھر گھر اور غریبون کے لیے بازار بازار کوچہ کوچہ حمام گرم
ہوتے ہین اور نہانے والے وہان نہاتے ہین بڑا لطف اوٹھاتے ہین **چار چنار** یہہ مکان شہر
بفاصلہ چار میل ڈل کے پانی کے اندر ہے کشتی پر سوار ہو کر وہان جاتے ہین اور وہان ڈل کے بیچ سے ایک
پانی کا نالہ نکلکر اور شہر کے شمالی حصہ کے بیچ مین سے ہو کر دریای جہلم مین جا پڑتا ہے اور اوسی راستے
کشتیون کی آمد و رفت جاری ہے اور جہان کہ وہ نالہ ڈل کے بیچ سے نکلتا ہے وہان دروازہ لگا ہے
جیسے کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے چار چنار کے مقام کو چار چمن بھی کہتے ہین چارون طرف اسکی پانی ہے اور جزیرہ
کے اندر دو چار درخت اور ایک بارہ دری دیوان کرپا رام ناظم کشمیر کی بنوائی ہوئی موجود ہے ؀

پان پور کشمیر کے ملک مین یہ ایک قصبہ شہر سری نگر سے پانچ میل جنوب مشرق کو دریاے جہلم کے شمالی کنارے پر آباد ہے یہہ زمین
ہموار اور زرخیز میدان مین واقع ہے اسکے پاس دریای جہلم کے اوپر ایک پختہ پل بہت سی محرابون کا بنا ہوا ہے کل علاقہ
متعلقہ اس قصبہ کا باغات انگور و ناشپاتی و سیب و انار وغیرہ میوہ دار درختون سے بھرا ہوا ہے قصبہ مین چار سو گھر
آباد ہین اور بازار بہت بڑا بارونق و پر تجارت ہے مقبرے و مسجدین وغیرہ مکانات پرانے بہت بنے ہوئے ہین پیداوار غلہ
کی خصوصاً شالی قسم عمدہ کی یہان اسقدر ہوتی ہے کہ کشمیر کے تمام علاقہ مین کہین نہین ہوتی زعفران جو ایک عمدہ
پیداوار کشمیر کی ہے وہ بھی اسی قصبہ کی زمین مین پیدا ہوتا ہے **پیدایش زعفران** پانپور کے متعلق

زمین میں زعفران بویا جاتا ہے بونے کے بعد ندی کا پانی اسکو نہیں دیتے صرف بارش پر رکھتے ہیں کاتک کے
مہینے میں اوسکی کونپل زمین سے باہر نکل آتے ہیں اور اوسی مہینے میں پھول جاتا ہے رنگ زعفران کے
پھول کا اودا نافرمانی سا ہوتا ہے اور اوس پھول کے اندر ریزہ و ریشہ دو ہیں زرد رنگ کے ہوتے ہیں
وہی زعفران کہلاتا ہے جب پھول زعفران کے اوتارنے کے لائق ہو جاتے ہیں تو
حاکم وقت بذات خود وہاں آکر اپنے ہاتھہ سے پھول توڑتا ہے بعد اوسکے زمیندار ہاتھہ لگاتے ہیں اور زعفران
کے پیداوار سے نصف تو حاکم لے لیتا ہے اور نصف زمیندار لیتے ہیں اور وہاں قیمت زعفران کی بیس روپیہ
سیر تک ہوتی ہے اور آمدنی اس جنس کی پچاس ہزار روپیہ سالانہ سے زیادہ ہوتی ہے **اچھہ ول**
یہہ ایک چشمہ کا نام ہے جو کشمیر کے پہاڑ کے اندر موضع برنگ سے دس میل مشرق کیطرف واقع ہے
پانی اسکا نہایت شفاف و شیرین و سرد ہے سوراخ اس چشمہ کے پانچ ہیں جنسے پانی جوش مارتا ہے جو انمین
سے بڑا سوراخ ہے اوس سے پانی نہایت زور شور سے جاری ہوتا ہے اور وہ سوراخ سطح زمین سے ڈیڑھ
فٹ اونچا ہے قطر اوسکا بارہ فٹ کا ہے وین صاحب مورخ انگریزی فرماتے ہیں کہ یہہ نکاس اوس پانی کا
ہے جو برنگ کے چشمہ سے نکلکر زمین کے اندر داخل ہو جاتا ہے اور پھر دس میل تک زمین کے اندر ہی اندر رہی
پانی جنوب مشرق کو چلکر اس مقام سے آنکلتا ہے اگرچہ یہہ بات بھی قرین قیاس ہے مگر اتنا شک ہوتا ہے کہ برنگ
کے چشمے کا پانی جسقدر زمین کے اندر جاتا ہے یہہ پانی اوس سے کئی درجہ زیادہ یہاں سے نکلتا ہے شاید اسکے
ساتھہ زمین کے نیچے اور چشموں کے پانی شامل ہو جاتے ہوں پانی اس چشمہ کا اسقدر سرد ہے کہ سردی کے
سبب آدمی اوسکو ہاتھہ لگا نہیں سکتا چہ جائیکہ غسل کرے پانی اگر پیئے تو دانت دکھنے لگ جاتے ہیں اس چشمہ
کے گرد بھی چشمہ ویرناگ کی طرح شاہ جہانگیر نے عمارت بنائی اور آراستہ کیا مگر اب وہ عمارت بے رونق اور
مسمار ہو گئی ہے **برینگ** کشمیر کے ملک میں برینگ ایک پہاڑ کے قطار اور گھاٹی کا نام ہے جو جنوب
مشرق کیطرف شمال مغرب کو پھیلتی ہوئی جاتی ہے اوسکی اونچی چوٹیوں میں سے جو نہایت اونچی ہے وہ پنجال
کے کوہ برفانی تک پہونچتی ہے جسکی مشرق کیطرف ملک کشتواڑ واقع ہے اور درہ سیریل کی سڑک جو اس پہاڑ
سے نکلتی ہے اور دہانے وہ گھاٹی آگے کو جاتی ہے اوس مقام سے دریا برینگ نکلتا ہے وین صاحب انگریز
فرماتے ہیں کہ یہہ گھاٹی بہت سے غاروں اور پانی کے چشموں اور ندیوں سے جو اسمیں موجود ہیں ایسی نظر آتی ہے
جیسے کہ شہد کے مکھیوں کا چھتہ ہوتا ہے اور وہ چشمے بہت تیز و پر آب چلتے ہیں اور انمیں سے بڑا چشمہ موسومہ براری
و اچھہ ول بہت ہی تیز چلتا ہے بلکہ چشمہ اچھہ ول کو برنگ دریا کا چشمہ کہنا چاہیئے کہ اوس سے اسکو بہت مدد
پہونچتی ہے ندیاں اور بھی دریاے برنگ میں شامل ہوتے ہیں جنکے ملنے سے یہہ دریا بنکر بہتا ہے پہلا دریا

اوسکا کوہ درہ دون سے ہے اور وہ وہان سے نکلکر جنوب کیطرف بہتا ہوا برنگ مین آپڑتا ہی دوسرا دریا
پیر پنجال کے مغربی گھاٹی سے نکلکر اسیکے شامل ہوتا ہی یہہ تینون ندیان ملکر جب آگے چلتے ہین تو ایک بڑا
حصہ اُن کے پانی کا پہاڑ کے غار مین گھستا چلا جاتا ہے اور معلوم نہین ہوتا کہ غار کے اندر سے پانی کدہر
اورکسطرف کو چلا جاتا ہے باقیماندہ پانی اونکا شمال مغرب کے طرف بہتا ہوا اسلام آباد کے نیچے دریای
لدر سے جا ملتا ہے پہر اسلام آباد سے چلکے جہلم مین جا پڑتا ہے کل طول دریای برنگ کا اسکی چشمہ سے قریب
چالیس میل کے ہوگا **پیر پنجال** یہہ ایک بلند قطار پہاڑون کی ملک کشمیر کے جنوب مغربی حد پر واقع
ہے یہہ قطارین شمال مغرب سے جنوب مشرق کو چلتی ہین اسکا کل لمبان بارہ مولہ کے درہ سے مقام پنجال
یا نندن سر تک قریب چالیس میل کے ہے نہایت بلندی اسکی سمندر کے سطح سے پندرہ ہزار اور نیچی کی سطح
سے بارہ ہزار فیٹ ہی بسبب برسنی برف کے درخت اس پہاڑ پر کم ہوتا ہی البتہ قسم قسم کے پتھر اس پہاڑ
کے اوس پہلو سے جو کشمیر کے طرف ہی نکلتی ہین اسکی جنوب مغربی انجام کے درہ کو درہ پیر پنجال یا نندن
بولتی ہین اور اسی نام کی وہان ایک جہیل ہے اور ایک پیر کا مکان بنا ہوا ہی پہر وہان کوئی نہین ہے
کہتے ہین کہ پنجال نام ایک جوگی ہندو یہان رہتا تہا اوسنی اہتمام پر بڑی ریاضت کی پہر جب
کہ حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانی یہان تشریف لائے تو وہ بہی اونکی خدمت مین حاضر ہوا انحضرت نے اسکو
ہدایت کی کہ مسلمان ہو جاوے اوسنی عرض کی کہ اگر میرا جسم روحانی ہو جاوے اور مین زندہ جاوید ہو جاؤن
تو اسلام قبول کرون حضرت نے اوسکے حق مین دعا کی اور وہ اپنی مراد کو پہنچکر مسلمان ہو گیا اور حضرت نے
اسکا نام شیخ احمد کریم رکہا اب تک زیارتگاہ اوسکی بنی ہوئی ہی اور مجاور وہان رہتا ہی اونکی خیال مین شیخ
قیامت تک زندہ ہی اور رہیگا اور اوسی کے نام سے یہہ پہاڑ پیر پنجال کہلاتا ہی درہ پیر پنجال کا سال تمام
مین بہت مہینے کہلا رہتا ہی کاتک کے اخیر تک اسمین برف نہین پڑتی اور ایک دریا بہی اسکے اندر سے نکلتا ہی
جسکو دریای پیر پنجال کہتی ہین وہ دریا یہان سے نکلکر پینتالیس میل تو سیدہا شمال مغرب کو جاتا ہی پہر پیچ اسکا
خاص مغرب کے سمت کو ہو کر اور تریسٹہ میل کا راستہ طی کر کر دریای جہلم کے شامل ہو جاتا ہی **شندن سر**
کشمیر کے پہاڑ مین یہہ ایک چہوٹی سی جہیل ہے اور چار جہیلون کے شمال کیطرف کوہ پیر پنجال اور تہوڑے سے
دور بسمت شمال درہ شندن سر واقع ہے یہہ جہیل ہمیشہ پر آب رہتی ہی اور دریای دودہم جسکو دریای
بہی کہتی ہین اس جہیل سے نکلتا ہی بلکہ دریای ہیرم گنگ بہی اسی جہیل کے مغربی کنارے سے جاری ہوتا ہی اور
دریای دودہم کا اجرا شمال مشرق کے گوشہ سے ظہور مین آتا ہی اس جہیل کو ہندو نہایت متبرک جانتے ہین اور دور
دور سے یہان غسل کرنے کے واسطے آتے ہین **فتح پنجال** کشمیر کے پہاڑون مین یہہ ایک قطار پہاڑون کے سب

پنجالون سے جنوب کیطرف ہو بلندی اسکی چار ہزار فیٹ سی زیادہ ہی جو کہ دایرہ اسکا دوربی بطور کمان کے
نظر آتا ہے اسکو کان گوشہ بھی کہتے ہین چوٹی اسکی کسا ناگ جہیل سے نکلتی ہے آغاز انجام اسکا شرقی بنو غرب
کو ہے اور قطر اسکی شکل کے اوپر چالیس میل برابر اسکی لمبائی ہے **دہدم** کشمیر کے پہاڑ مین یہہ ایک پہاڑ کی
گھاٹی ایک رہ کے اوپر واقع ہے جو درہ کوہ پنتی پنجال و پیر پنجال کے درمیان ہے اوس درہ کو بعض لوگ
درہ پیر پنجال اور بعض درہ نندن سر کہتے ہین یہہ پہاڑ گیارہ ہزار آٹھ سو فیٹ سمندر کے سطح سے بلند کر
اسکے پیچھے وہ سڑک جاری ہی جو پنجاب سے کشمیر کو براہ رجوڑی جاتی ہی اور دریای پونچھ اسکی چوٹی سی نکلکر ٹوکا
مشرق کے سمت کو بہتا ہوا دریاے جہلم مین جا ملتا ہے **رجوڑی** کوہ شمالی پنجاب مین یہہ ایک چھوٹا
شہر ایک ندی کے کنارے کے اوپر جو کوہ پیر پنجال سے نکلکر ادہر آتی ہے اور پہر یہان سے آگے بہتی ہوئی
دریاے چناب مین جا پڑتی ہے آبادی اگرچہ یہہ شہر کشمیر کے پہاڑ و احاطہ سے باہر ہے مگر چونکہ ہمیشہ تابع
سلطنت کشمیر کے رہا ہے اسواسطے یہان اسکا بھی اسی موقع پر بیان ضرور آیا عمارت اسکی ایک بلند کر وہ
پر بچی کی بنی ہوئی ہی مگر بسبب سکے کہ لکڑی یہان کے عمارتون مین بہت سی خرچ ہوئی ہوئی ہے پختہ عمارتون
کے طرح مضبوط رہتی ہے دولتمندون کے مکانات البتہ پختہ و عالیشان بنے ہوئے سو جو وہین خصوصاً راجہ کے
حویلیان تو بلند و منقش و عمدہ عمارت کے ہین جو ہین متعلقہ اسکی عمارات سر سبز و سیراب ہی راجہ رحیم اللہ خان اپنے
بزرگون کے وقت سی یہان قابض چلا آتا تھا رنجیت سنگہ نے دو مرتبہ اوسپر حملہ کیا شہر لوٹا چلا یا اسواسطے
آبادی اسکی کم ہوگئی تھی پختہ اکبر بادشاہ کی بنوائی ہوئی یہان موجود ہی سرای مین ایک مسجد بھی پختہ تعمیر
ہوئی ہوئی موجود ہی یہہ شہر سنہ ۱۲۶۱ تک راجہ رحیم اللہ خان کے بیٹے کے قبضہ مین تھا پہر چند نون مین کہ انتظام ابتدائی
ناظم کشمیر نے راجہ گلاب سنگہ کی فوج کی تسلیم نہ کی خلاف حکم دربار لاہور مقابلہ کیا او فساد کی صورت پیدا ہوئی تو راجہ رجوڑی بھی شریک اس کے
متفق ہوگیا اسواسطے بعد تصفیہ اوس مقدمہ کے راجہ فقیر اللہ خان مالک رجوڑی ملک سے بیدخل ہوا اور سرکار نے نقد روپیہ اوسکا گذارہ
مقرر کرکر اوسکو کانگڑہ کے ضلع مین بھیجدیا کہ اب تک وہان رہتا ہی اور یہہ علاقہ کشمیر کے ساتھ راجہ گلاب سنگہ کی تحت مین آگیا راجہ
گلاب سنگہ نے رجوڑی ہی نام اسکا بدل کر رامپور رکھہ دیا شہر کے مقابل پرانی قلعہ راجہ کا بنوایا ہوا یہان موجود ہی
اور قلعہ کے پیچھے راجہ رحیم اللہ خان کی بنوائی ہوئی کشتی پختہ اتنا ہی جو سنہ ۱۲۶۲ مین تیار ہوئی تھی **...** یہہ شہر کوہ کشمیر بارہمولہ کے
گلی کے اندر ایک چھوٹی سی ندی کے کنارے پر جو پہاڑ سے نکلکر جناب مین جا ملتی ہی دریای جناب سے انداز
چالیس میل آبادی عمارت اس شہر کی پختہ و خام ہے تجارت یہان سی اکثر اور گہر اور ڈیڑھ سو دوکان یہان کی
آبادی ہی اول یہہ شہر راجہ سلطان خان کے قبضہ مین تھا اور وہ مسلمان پہاڑی راجون مین بڑا اقتدار
با توقیر راجہ تھا اور لاکھہ روپیہ سالانہ اوسکی ملک کی آمدنی تھی رنجیت سنگہ نے کئی حملون مین اوسکو زیر کر

کل ملک چھین لیا ایک مسجد اور سرای اکبری یہان بھی بنی ہوئی ہی اس جگہہ سے پہاڑون کا سلسلہ برابر شروع ہوجاتا ہے
جسکا راستہ بڑا مشکل گذار ہی چار پہاڑ اونمین بہت سخت ہین اول بھمبر کہاتہہ دوسرے کمان گوشہ تیسرے رتن پنجال
چوتھے پیر پنجال انمین سے رتن پنجال کا پہاڑ بہت بلند اور راستہ اوسکا بہت سخت ہی اس پہاڑ کے نواح مین
قوم بنیال و چبال و جال رہتی ہین اونمین ہندو اور مسلمان دونو مذہب کے لوگ ہین ہندون کی لڑکیان
مسلمانون اور مسلمانون کی ہندوون کے ساتھ بیاہی جاتی ہین ہندو او مسلمان مین صرف اتنا فرق ہی کہ ہندو
چوکے کے اندر اور مسلمان چوکے کے باہر کھانا کھاتے ہین نکاح کے وقت ملا اور برہمن دونو بلائے جاتے ہین
ملا خطبہ پڑہتا ہے برہمن گنیش پوجا کراتا ہی اور پھیری دلاتا ہی یہہ لوگ رہزنی کرتے ہین اگر کوئی مسافر اونکے
گھر چلا جاوے تو اوسکی بڑی خاطر کرتے ہین اور مال اوسکا حفاظت رکھتے ہین اور اپنے علاقہ سے حفاظت کیساتھ نکال دیتے
ہین سوای غارتگری کے یہہ لوگ زراعت کا کام بھی کرتے ہین **سرای نوشہرہ** یہہ ایک فراخ و
مضبوط سرای اوس سڑک پر جو پنجاب سے کشمیر کو براہ درہ پیر پنجال جاتی ہے واقع ہے عمارت اسکی پختہ دو دروازہ
پتھر کا ہے مضبوطی مین قلعہ سے بھی زیادہ ہے متصل اسکے رود توی جاری ہے جو کہ یہان سے چالیس میل چلکر چناب
مین جا گرتی ہے اس سرای کو شاہنشاہ اکبر نے بنوایا تھا بلکہ اب تک نام بادشاہ کا اوسکے دروازہ پر لکھا ہوا ہے
مگر بسبب عدم خبرگیری حکام کے عمارت اسکی خراب و خستہ و منہدم ہوگئی ہے اس عمارت کے دیکھنے سے ثابت ہوتا ہے
کہ کسی زمانہ مین جب یہہ عمارت بنی ہوگی ہزارون عمارتون سے عمدہ و اعلی ہوگی اس سرای سے سرکار
حکام دو کام لیتے تھے یعنی کسی غنیم کی جنگ کے وقت اسمین دشمن کے حملے سے امان پاتے تھے اور امن کے وقت مسافرون کے لیے
اسکا دروازہ کھلا رہتا تھا **پونچھ** کشمیر کے جنوبی پہاڑ مین ہے یہہ ایک قصبہ پہاڑ کے جنوبی ڈھلوان مین آباد ہی آبادی
اسکی درہ پونچھ کی بنیاد اور دریای پونچھ کے کنارہ کے اوپر واقع ہے جو یہان سے آگے چلتا ہوا چناب مین
جا گرتا ہے اور دو سڑکین جو ایک مقام کوٹلی اور دوسری راجوڑی سے آتی ہین یہان آکر ایک ہو جاتی ہین
اور پھر بارہ مولہ کے درہ کے راستے وہ سڑک کشمیر مین داخل ہوتی ہے بلندی درہ پونچھ کی تین ہزار
دو سو اسی فیٹ ہی **مری پور** کشمیر کے جنوبی پہاڑ مین مقام درہ پونچھ مین سڑک کے اوپر اور پہاڑ
کے گھاٹیون کے اندر وہین کنارے دریای زنبیرا کے یہہ ایک قصبہ آباد ہی اسجگہہ دریای زنبیرا کو دریای بھری بو
بولتے ہین یہہ قصبہ اگرچہ چھوٹا سا ہی اور بازار بھی چھوٹا و آبادی کم ہی مگر چونکہ پیر پنجال کے نیچے ہے اور گرد نواح
اسکا سبزہ اور پھولون سے بھرا ہوا ہی اسواسطے نمایش اسکی اچھی ہی اور نام اسکا بہت مشہور اسکی جنوب
کیطرف ایک پہاڑ کی چوٹی بہت بلند ہی جس پر ہمیشہ برف جمی رہتی ہی دریای زنبیرا کا آغاز کوہ و سید صندلن
کی جھیل سے ہی اور یہی یہہ ہوتا ہوا ادہر کو آتا ہی اور ادہر سے جاتا ہوا جہلم مین داخل ہوتا ہے

پھراوک یہہ ایک قلعہ شمال کیطرف ملک پنجاب کے اوس سڑک پر جو لاہور سے کشمیر کو درہ بنی ہال سے گذر کر جاتی ہے کشمیر سے جنوب کو بفاصلہ اٹھائیس میل واقع ہے پاس اس قلعہ کے ایک ندی بہتی ہے جو قلعہ کے نیچے ہوتی ہوئی چند میل کا راستہ طے کرکر دریای چناب مین گرتی ہے عمارت قلعہ کی خوبی ہے اور اچھی موقع پر بنا ہوا ہے **کھو ناگ** کشمیر کے ملک مین یہہ ایک پہاڑی گھاٹی کوہ پیر پنجال یا کوہ درہ پہل کے شمال کی طرف ہے یہہ پہاڑ تین میل لمبا اور چوڑا بہت خوبصورت نظر آتا ہے آبادی بہت بکثرت و ملک زرخیز ہے تھوڑا سا حصہ اسکا جنگلی پہولون اور درختون سے بھرا ہوا ہے اور اون درختون کے اندر سے موسم بہار نہایت خوشبو ہوا نکلتی ہے جو دور دور تک ملک کو معطر کرتی ہے کشمیر کے لوگ بہار کے موسم مین یہان سیر کو آتے ہین اسکے پاس ایک اور گھاٹی پہاڑ کی ہے وہ بھی بہت سرسبز و شاداب ہے بہار مین ہزارون قسم کے پھول وہان کھلے ہوے دکھائی دیتے ہین اور مشہور ہے کہ کسی زمانہ مین اوس گھاٹی کے اوپر ایک لمبا سانپ رہتا تھا جسکی دم پہاڑ کے بنیاد مین اور سر چوٹی کے سر پر ہوتا تھا کوہ کھوند بسبب زیادہ تر بلندی کے سردی بھی زیادہ ہوتی ہے اور بلندی اوسکی سمندر کے سطح سے چھ ہزار فیٹ ہے **کوکرناگ** کوہ کشمیر مین یہہ ایک مشہور چشمہ پیر پنجال کے شمالی بنیاد مین واقع ہے وہانسے پانی اسکا نکلکر چونے اور گل کے پتھرون کے پہاڑ کی اندر بذریعہ چند سوراخون کے چلتا ہوا دریای برنگ مین جا گرتا ہے اس چشمہ کا پانی بہت افضل نہایت صاف و سبک و شیرین مشہور ہے اگلی سلطنتون کے وقت جو کشمیر کا حاکم مقرر ہوتا تھا وہ پانی اسی چشمہ سے منگوا کر پیتا تھا یہہ پانی ہاضم اسقدر ہے کہ اگر کھانا کھانے کے بعد پیا جاوے تو کھانا فی الفور ہضم ہو جاتا ہے **کسا ناگ یا قیصر ناگ** کشمیر کے ملک مین شمال کیطرف کوہ پنجال کے یہہ ایک جھیل کسا ناگ کر کے مشہور ہے یہہ جھیل پونا میل لمبی اور پاؤ کروہ چوڑی ہے پاس کے پہاڑون کے اوپر سے برف پگھل کر پانی اسمین بھر جاتا ہے بعض وقت تو اسقدر طغیانی ہوتی ہے کہ اصلی سطح سے چالیس فیٹ اونچا پانی اسمین ہو جاتا ہے اسمین سے دریای ویشو نکلکر جہلم مین جا گرتا ہے وہ دریا اس جھیل کے مغربی کنارے سے نہایت پر آبی اور تیزی کے ساتھ نکلکر بہتا ہے دریا کے منبع کے مقام پر پہاڑون کی چوٹیان بڑی اونچی پہاڑ نظر آتے ہین کنارے اس جھیل کے ایسے سرسبز و خوشنما ہین کہ انکو دیکھ کر نظر کو طراوت حاصل ہوتی ہے ہزارون طرح کے رنگا رنگ پھول و خوشبو دار ریحان قسم قسم کے درخت ثمر و غیر مثمر سایہ دار وہان موجود ہین ہندو اس جھیل کو بہت متبرک جانتے ہین اور کہتے ہین کہ بشن جی نے جب یہان اگر جن یعنی قدیم گرہا تو یہہ جھیل ظاہر ہوئی دور دور سے ہندو جاتے ہین یہان آکر غسل کرتے ہین بلندی اسکی سمندر کے سطح سے بارہ ہزار فیٹ شمار ہوتی ہے ۔

ورناگ یہہ چشمہ سری نگر سے جنوب کی طرف بفاصلہ اٹھارہ کوس کے پہاڑ کے اندر سے دریای بہت

جہلم کا ابتدا و اخراج اسی کے اندر سے ہوتا ہے لطافت اور صفائی مین یہہ چشمہ کشمیر کے تمام چشمون سے بہتر و اعلی ہے
پہلی یہہ چشمہ بے تعمیر و خراب تھا شاہ جہانگیر جنت مکانی نے سنگ سرخ سے اسکو مثمن بنوایا اسپر ایک جلو اسکا
بندرہ ہاتھہ لمبا اور عمق ساڑہی اکتیس ہاتھہ کا ہے اور دو مقام پر ابیات مندرجہ ذیل کالی پتھر مین کندہ کر کر
وہان لگائی گئے ہین **بیت** حیدر بحکم شاہ جہان بادشاہ عصر + شکر خدا کہ ساختہ شد این آبشار و جو +
این جوی داده است ز جوی بہشت یاد + زین آبشار یافتہ کشمیر آبرو + تاریخ آب جوی بگفتا سروش غیب
از چشمہ بہشت برون آمد است جو + دوسری عبارت نثر و ابیات مندرجہ ذیل چار دیواری کے حلقہ کے اندر
ایک کالی پتھر کے ٹکڑی پر کندہ ہین **بیت** از جہانگیر شاہ اکبر شاہ + این بنا سر کشید بر افلاک + بانی عقل یافت
تاریخش + قصر آباد و چشمہ ورناگ + بادشاہ ہفت کشور شہنشاہ عدالت گستر ابو المظفر نور الدین جہانگیر بادشاہ
ابن اکبر شاہ غازی بتاریخ سنہ ۱۵ جلوس درین سرچشمہ فیض آئین نزول اجلال فرمودند و این عمارت بحکم
آنحضرت صورت اتمام یافت فقط یہہ تالاب ہمیشہ لبریز رہتا ہے اور پانی کے خروج کے مقام سے ایک بڑی
شاخ پانی کی ساٹھہ ستر ہاتھہ کی لمبائی پر نکلتی رہتی ہے اور باوجود نکلنے اسقدر پانی کے سطح پانی کی بالکل
نہین ہلتی بادشاہی عمارات اس چشمہ کے کنارون پر بہت خوشنما معلوم ہوتی ہین **لکہماون** کشمیر مین
یہہ ایک گانو شمال مغربی انجام ایک بلند قطار پہاڑ کی جو برفانی قطار پیر پنجال سے شروع ہوتی ہے اور درجہ
بدرجہ گہٹتی ہوئی میدان سے جا ملتی ہے آباد ہے گو کہ یہان آبادی بہت کم ہے مگر پرانے کہنڈرات اور قدیمی
مکانات و تالاب و حمامون کے دیکہنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی زمانہ مین یہہ ایک شہر آباد ہوگا — + —
نیلہ ناگ معنی اسکے نیلی جہیل ہے کشمیر کے ملک میں گنہ اچہہ مین یہہ بڑا اور مشہور چشمہ ہے اور اوس سے
ایک بڑی ندی نکلکر بارہ مولہ کے درہ کے راستے دریای جہلم مین جا پڑتی ہے ہنود اس چشمہ اور جہیل کو
بڑا متبرک سمجہتے ہین اور دور دور سے آکر اسمین نہاتے ہین یہہ جہیل پیر پنجال کے پہاڑ کے شمال مشرقی گہاٹی کے
اندر واقع ہے **امرناتھہ** اس مقام کا حال ہندوون کے عبادتگاہون مین تحریر ہوگا —
حوض عجیب موضع دول پرگنہ بانگ سونندہ براری نام ایک مربع حوض ہے شمال کیطرف اوسکی
ایک پتہر کا پیالہ رکہا ہی ہندو ہر برس بیساکہہ سے ۵ اجیٹہہ تک ایک دن مین تین تین چار چار مرتبہ اوس
حوض کے تہہ سے پانی جوش زن ہوکر حوض پر ہوجاتا ہے پہر خالی ہوجاتا ہے اسقدر کہ ایک قطرہ پانی کا اسمین
نہین رہجاتا ہے اس حوض کے سات مقام سے پانی نکلنا شروع ہوتا ہے جب تک کہ وہ پیالہ نہ بہرلے
پانی بند نہین ہوتا جب پیالہ بہرجاتا ہے تو لگاتار پانی کم ہوتا ہے یہان تک کہ ایک قطرہ اوسمین باقی نہین
رہتا **پون سند ہپا** پرگنہ شاہ آباد مین ایک چشمہ پون سند ہپا نام ہے پانی اوسکا اسطرح نکلتا ہے

جیسے کوئی سانس لیتا ہی اوپر کے دم مین بہت سا پانی اوس سے نکلتا ہے اور نیچے کے دم مین وہ تمام پانی
غایب ہوجاتا ہے ایک قطرہ باقی نہین رہتا ہمیشہ دن رات ماہ وسال اوسکا یہی حال رہتا ہی **غار شدراہ**
شاہ آباد کے پرگنہ مین یہہ ایک بڑی غار ہی جو کوئی اوسکے اندر جاتا ہی اوسکو برف کے ٹکڑے ملتے ہین اگر وہان
ہی کھالے تو برف ہوتا ہے اور اگر باہر لاوے تو وہ برف پتھر بنجاتا ہے **واسک ناگ** پرگنہ
دیوسر مین اسی نام کا ایک چشمہ ہی پانی اوسکا نہایت صاف اور سرد ہی ابتدا اپہار سے جب تک کہ شالی پختہ
نہو جاتی پانی اوس سے نکلتا ہی جب سردی شروع ہوتی ہے پانی اوسکا بالکل خشک ہوجاتا ہی اور پہلی موقع
سے کم ہوکر پہاڑ کے دوسری طرف مقام گلاب گڈہ کے قریب ظاہر ہوجاتا ہی غرضکہ تمام سال مین چھ مہینے تک
پہاڑ کے اسطرف اور چھ مہینے اوسطرف جاری رہتا ہے **غار آری رامی** پرگنہ ماترہند موضع
لوکٹہ مین اسی نام کی ایک اسقدر بڑی غار ہی کہ اجتک کسی نے اسکا انتہا نہین پایا ہے موہنہ اوسکا بہت
تنگ اور اندر سے فراخ اور تاریک ہی غرض اوسکا قریب پانچ درعہ ارتفاع چار درعہ ہی چونکہ شیر وغیرہ
پرند چارپایون کے وہان گھونسلے ہین اونکی پیخال کے سبب اندر سے بدبو آتی ہے جہانگیر بادشاہ جب وہان
پہنچا تو سنہ بارہ آدمی بلیہ یا کپڑے ساتھ ایک ایک مشعل دیکر اوس غار کے اندر بہیجے کہ اوسکا انتہا دریافت کرین جب
وہ غار مین داخل ہوئے تو چند میل ایک ہی راستے چلے گئے آگے جاکر ایک گنبد پایا جسکے چھت سے پانی ٹپکتا تھا کہ اسکا
ارتفاع بیس درعہ اور پچاس درعہ تھا اسکے آگے تین راستے نکلتے تھے دہنی طرف کا راستہ پیدا تھا بلند
کا راستہ اوپر بلند ہوجاتا تھا اور بیچ کا راستہ نہایت اندہیرا تھا اونہون نے ایک پتہر بیچ کے راستے مین پہینکا اور سمجھا
گیا کہ بیقدر عمیق ہے ایک گہنٹہ تک برابر اوسکی نیچے جانے کی آواز سنتی رہی چونکہ آگے جانے کے لیے تیل
کم تھا وہ لوگ واپس چلے آئے **گنگہ چہن** موضع ہونہامہ پرگنہ وینو مین گنگہ چہن نام ایکمقام
ہے کہ پانی وہان بہت کم ہے پندرہ دن سے ہی اٹھی کے دن پہاڑ کے ایک بغل سے پانی آدہی گہڑی کے موافق
جاری ہوتا ہی اور کبھی ایک مقام سے بادل کیطرح پانی برستا ہی تمام روز یہہ حال رہتا ہی پہر بند ہوجاتا ہی تمام
سال ایک قطرہ نظر نہین آتا **تالاب کھر** پرگنہ بانسہ نامہ مین قصبہ مذکور کے متصل اسی نام کا ایک تالاب ہے
اوسمین چند جزیرے واقع ہین نہ سیدار اور ہین موشیان چر لیتے ہین مگر جب کبھی شدت کے ساتھ ہوا چلتی ہی تو وہ
جزیرون کے نیچے زمین کشتی کی طرح حرکت کرکر ایک طرف سے دوسری طرف کو چلے جاتی ہین کشتی کے مانند تیرتی
ہوئی نظر آتی ہین **چنار سپاک** پرگنہ بیلا سبد الواحضر پائن ہین جس جگہہ دریائی سندہ و دریائی کشت پاس ملا
ہین قدیم زمانہ سے ایک چنار کا درخت ہوجہہ سپاک کہتے ہین اوسکا نام ہے وہان کے لوگ اوسکی عمر کئی ہزار
برس کی بیان کرتے ہین کبھی وہ خشک نہین ہوتا پانی کی طغیانی اور سیلاب سے بھی نقصان نہین پاتا

چشمہ سے نکلکر دریای لسبودری کے ساتھ ملجاتا ہی **سیمہ ناگ** کوہ گنجہ بل پر دو ناگ چشمہ کے نیچے
چشمہ جاری ہی چارون طرف اسکی پتھر کی عمارت بنی ہی پانی اسکا بھی لسبودری دریا کی ساتھ ملجاتا ہی
کنشر ناگ کوہ دیوہ سر پرگنہ کنشر ناگ نام ایک بڑا چشمہ عمیق ہی برف کے بڑے بڑے ٹکڑے طرح طرح
ناگ کے پہاڑون سے ٹکڑون کی طرح اسکی اندر بہتے ہوئے نظر آتی ہین تین چشمہ پانی اس چشمہ کا پہاڑ کے
اندر چلا جاتا ہی اور ایک حصہ دریای ویشو کے شامل ہوتا ہی **اچھل سیر** کوہ افرویٹ پرگنہ کردہن پر
یہہ ایک بڑا چشمہ جاری ہی گردریای سنگل اور بعض وقت کبھی اسمین نکلتی ہین **سکھیہ ناگ** کوہ سیرہ
ہین یہہ چشمہ جاری ہی اور اسکا پانی پرگنہ سر وہ کے زراعتون کو سیراب کرتا ہوا جو ہی ماسنجی مین جاکر
شامل ہوجاتا ہی **کوکل ناگ** موضع ارکم پرگنہ برنگ مین اس نام کا ایک چشمہ نکلتا ہی پانچ مقام سے
پانی اوسکا زمین سے جوش مارتا ہی پانی اوسکا نہایت لطیف اور سبک ہی **متن ناگ** موضع مین
پرگنہ پارشٹ مین ایک چشمہ پہاڑ کے نیچے سے نکلتا ہی اوسپر باغ و عمارات پرانے بنے ہوی ہین ہندو اسکو بڑا تیرتھگاہ
سمجھتے ہین **پانڈرینٹھ ناگ** موضع پانڈرینٹھ پرگنہ دیوہ سر مین یہہ ایک چشمہ جاری ہی تار سکوہ سہاگ
کی اوپر یہہ چشمہ نہایت وسیع جاری ہی اور اسی پہاڑ پر ایک دوسرا چشمہ جسکا تار نام ہی بہتا ہی **شیشرم ناگ**
کوہ کولہ ناگ کے اوپر اس نام کی چشمہ جاری ہی پانی اسکا نہایت شفا بخش و خوشگوار ہی **چوہسر ناگ**
پرگنہ ... مین یہہ چشمہ جاری ہی پانی اسمین سے بکثرت نکلتا ہی عجائب یہہ ہی کہ اس چشمہ کی ایک طرف پانی کے
... مٹی کے برتن نظر آتے ہین اگر کوئی شخص انمین سے کوئی برتن باہر نکالکر لیجاتا ہی تو برتن فی الفور ٹوٹ
جاتا ہی ٹکڑے اوسکی اوسی پانی مین گرپڑتے ہین **گنگبل سر** کوہ کلتی ہر مکھ پہاڑ کے شرق کیطرف ایک
دو یہہ چشمہ واقع ہی جو منبع دریای کشن گنگا کا ہی اوسکے پاس دو تالاب ہین ایک کا نام یہہ سر دوسرے کا
... یہہ دونو تالاب ہمیشہ پر آب رہتے ہین **خوشحال سر** یہہ ایک تالاب نوشہرہ کے نزدیک
کشمیر کے نامی تالابون مین ہی **اچار سر** موضع سورہ کی نزدیک واقع ہی اس سے بھی سنگھاڑہ بکثرت پیدا ...
پانی ... تالاب ... **مانس بل سر** موضع ... کے پاس واقع ہی پانی اسمین بھی بافراط جمع رہتا ہی **سرمل**
کوہ ... ایک چشمہ کشمیر کے بڑی چشمون مین سی شمار کیا گیا ہی اور دریای سیبانڈرن کا یہہ منبع
... ہی **دریای بہت** اگرچہ حال مفصل اس دریا کا بحیثیت پنجاب کے پانچون دریاون کے احوال
مین ... ہوچکا ہی مگر ... کہ یہہ دریا کشمیر کے علاقہ کا کل پانی اپنے ذریعہ سی پنجاب کے میدانون مین لیجاتا ہی
... احوال اس ... نالون کا جنکی تشریح اول مفصل نہین کی گئی اس مقام پر
... واضح ہو کہ کشمیر کے ملک مین اس دریا کا نام دریای بہت مشہور ہی اور ابتدای چشمہ اس دریا کا

و دہتور و دراوہ و کرناہ و دوپیال و کہیال و کاغان و کلاک و کہل و بھونچ و دراجوڑ و پونچھ
و مرواڈون و بانہال وغیرہ اور چھ محال ہیرہ و تبت گلگت اسکردو و کنجور نگری حصہ ورہ لداخ
بھی قدیم سے اسکی شامل تھے یہ پرگنے کشمیر کے پہلے چھتیس تھے اس زمانہ میں چھتیس مشہور ہیں اور کل علاقہ دو نام
کامراج و مراج کے نام سے موسوم ہے مراج کا علاقہ نہایت سرسبز و شاداب اور کامراج اوس سے کم سرسبز
ویران ہے مراج کے علاقہ میں پرگنہ مراج شاہ آباد برنگ کوٹھار [illegible] انت ناگ دچھن پارہ کہاورہ
ولر و ہوچپاک دیوہ سر اڈون پانپور [illegible] شکر و شاورہ زینہ پور ناگام اچھہ [illegible] متعلق ہیں
اور علاقہ کامراج میں پرگنات مفصلہ ذیل متعلق ہیں لعل کوٹھار بیرو سائر المواضع پاٹن بانگل
ناگام کروہن کہوہی زینہ گیر خاص کامراج خاص کامراج کے چھ تپہ ہیں تپہ حمل تپہ لولاب تپہ اوتر
تپہ مچھی پورہ تپہ راموچال [illegible] ہی کشمیر کے مضافات میں علاقہ دچھنہ و کہاورہ ہیں جو شمال و جنوب
دریای بہت کے واقع ہیں دچھنہ کے رہنے والے بمبہ اور کہاورہ کے رہنے والی کہکہہ کہلاتے ہیں دچھنہ سے
ریاست کہوری مظفر آباد و دوسرے کرناہ و دراوہ تیسری ریاست [illegible] دار جو تھی ریاست دچھنہ
و کہاورہ و مچھی پورہ اور کہاورہ کے متعلق ریاست [illegible] اور [illegible] ہی اور یہہ کل علاقہ فی زمانا
سلطنت مہاراج متعلقہ کو جموں کے ماتحت و زیر حکم ہے [illegible] اچھہ ایک قصبہ کشمیر کے ملک میں [illegible] کنارہ
دریای بہت [illegible] کے خاص سرینگر سے شاورن میل جنوب مغرب کو آباد ہے **[illegible]** یہہ ایک بلند چوٹی پہاڑ کی کشمیر
کے جنوبی پہاڑ کے اندر واقع ہے بلندی اسکی اسقدر ہے کہ وہاں سال بھر میں بہت سے مہینوں برف جمی رہتی ہے
شمال کی طرف اسکی اندر سے ایک چشمہ نکلتا ہے جسکے اندر سے پانی بہت تھوڑا اور کم کم اخراج پاتا ہے گویا بعض کچھ
حرکت کیطرح نکاس پانی کا ہوتا ہے چشمہ کا پانی نکلکر ایک حوض کے اندر جمع ہوتا ہے ماہ دسمبر و جنوری و
فروری میں اسکا پانی اسقدر گرم ہوجاتا ہے کہ ہاتھ بھی اسمیں ڈالا نہیں جاتا مگر اور موسم میں پانی اوسکا
سرد اور خوشگوار رہتا ہے اصل میں یہہ چشمہ گرم پانی کا ہے اور سرد ہوجانا اوسکا اسواسطے ہے کہ گرمیوں میں جو سرد
پانی برف کا اسمیں آتا ہے وہ اسکو سرد کر دیتا ہے اور سردیوں میں جو برف کا پگھلنا موقوف ہوجاتا ہے تو
چشمہ کا پانی اپنی اصلی حالت کو جب گرم ہوجاتا ہے اس چشمہ کو ہندو نہایت متبرک سمجھتے ہیں اور غسل کرنے کو آتے ہیں
شوپیان یہہ ایک قصبہ سرینگر سے جنوب کی طرف بیس کوس کے فاصلہ پر آباد ہے سرزمین اسکی نہایت سرسبز
و سرسبز ہے جسقدر میوے و پھول و نباتات اسکے سرینگر میں ملتی ہیں اسقدر یہاں بھی دستیاب ہوجاتی ہیں
طرح طرح کے میوے سیب انگور وغیرہ کی یہاں پیداوار ہوتی ہے ایک مقام ہیر پل نام یہاں سے چار کوس
پر ہے وہ ہندوؤں کا تیرتھ گاہ ہے ایک آبشار [illegible] پہاڑ کے نیچے بنا ہوا ہے اور پہاڑ کی بلندی سے پانی [illegible]

گرتا ہے **اسلام آباد** کشمیر کے پہاڑ مین یہہ شہر شمال کی طرف دریاء جہلم کے آباد ہے مقام
پر دریاء جہلم نہایت عمیق دو چار ا ہو کر جاتا ہی عرض دریا کا یہان اسی گز سے کم نہین ہوتا لکڑیون کا بڑا عالیشان پل
بادشاہی وقت کا بنا ہوا یہان موجود ہے چھتری ٹرے لمبی لکڑیان دیودار کے اوسمین لگی ہین یہہ شہر کوہ کے
نیچی اور پست ٹیلون کے اندر بستا ہی اور انہین ٹیلون کی بنیاد کے اندر ایک فراخ چشمہ اننت ناگ نام
بشکل مثلث جاری ہی جسمین سی پانی نہایت افراط کے ساتھہ نکلتا ہی اگرچہ اس چشمہ کا پانی سرد و شفاف اور مصفا
ہے مگر گندہک کی بو اوسکی پانی سے آتی ہی اس سے ظاہر ہوتا ہی کہ اوس پہاڑ کے نیچے گندہک کی کان ضرور ہے
مچھلیان اس چشمہ مین بیشمار ہین ہندون کا اعتقاد ہی کہ یہہ چشمہ بشن جی نے پیدا کیا اور مچھلیان اس چشمہ کے
کبھی پکڑین نہ کھاتے بلکہ اون مچھلیون کو نہایت پاک و متبرک و لائق پرستش تصور کرتی ہین شہر اسلام آباد کی
عمارت پختہ و بازار کشادہ و خوشنما ہے تاتار و گلگت و لداخ و تبت کے سوداگر یہان مال لا کر جمع کرتی ہین
اور پھر ہندوستان و ہزارہ و پشاور و ڈیرہ جات کو لیجاتے ہین پشمینہ کے شال یہان بکثرت تیار ہوتے ہین سوکھا رخانے
شالبافی کے یہان جاری ہین قسم قسم کی چھینٹ اور لحاف وغیرہ کے ابرے یہان رنگی جاتے ہین انکی خوبی و لطافت
وجہہ خوبی رنگ سفید کشمیر ایہان بہت اچھا بنا جاتا ہے اول اس شہر کا نام بھی چشمہ کے نام پر اننت ناگ تھا
مگر اسلامیہ سلطنت کیوقت اسلام آباد کے نام سے موسوم ہوا **مظفر آباد** پنجاب کے شمالی پہاڑ مین یہہ
ایک قصبہ او مقام ہے کہ جہان دریاء کشن گنگ جہلم سے آکر شامل ہوتا ہی آباد ہے یہہ شہر بڑا مشہور شہر ہے
اور اگر کوئی غنیم بارہ مولہ کے درہ کے راستے کشمیر مین داخل ہونا چاہے تو یہہ شہر اوسکو واسطے نہایت روک
کا مقام ہی اس جگہہ دونو دریاؤن یعنی کشن گنگا و جہلم پر شاہ گذر واقع ہین اورنگزیب عالمگیر بادشاہ نی قلعہ
یہان ایک مستحکم بنایا اور فوج مامور کی پھر بوقت سلطنت کابلی افغان کے عطا محمد خان ناظم کشمیر نے اوس قلعہ کے
اندر اور عمارتین ایزاد کین اور مسجد بنایا **دریاء کشن گنگ** یہہ دریا اپنی منبع کرشنہ سر کو ہ کلنجو
ہر مکھہ گنگا کے شرق کو جو شمال مشرقی حد کشمیر کے ملک پر واقع ہے نکلتا ہی او ہر مقام پر جگہہ جگہہ کے چشمے اور
ندیان اپنے اپنے موقع پر اسکو شامل ہوتی جاتی ہین جنکی مدد سے یہہ ایک بڑا دریا بنجاتا ہی یہہ دریا اپنے چشمہ سے
ایکسو بیس میل کا راستہ طی کر کر بمقام مظفر آباد کوہ کراس و رساوری کے راستہ آکر دریاء جہلم مین آگرتا ہے
شمول کے مقام پر تیزی و تندی زیادہ آتی ہی اس دریا کی دریاء جہلم سے کچھ ہی کم ہوتی ہے پہلے بمقام شمول
ان دونو دریاؤن کے لکڑی کا پل بندھا ہوا تھا مگر اب خراب ہو کر اوترنے کے لائق نہین رہا اسلیے بذریعہ
کشتیون کے آمد و رفت ہوتی ہی **دوب** یہہ قصبہ اوس سڑک پر جو اٹک سے کشمیر کو بارہ مولہ کے درہ کے راستے
جاتی ہی آباد ہی رنجیت سنگھ کے وقت ہری سنگھ نلوہ نے یہان آکر حملہ کیا اور اسی پر جمعی کے ساتھہ تسلط و غارت

کی کہ تمام قصبہ اُجڑ گیا رہنے والے یہان کے کچھہ تو قتل ہوئے اور کچھہ گھر چھوڑ کر بھاگ گئے اب پھر کچھہ آبادی
کی صورت نمایان ہوئی ہے اسموضع کے نام سے یہان کا درہ بھی دردہ دب کہلاتا ہے جسکا راستہ دریاے جہلم و
کشن گنگا کے کنارے کنارے چلا جاتا ہے **مانس بل** کشمیر کے ملک مین ایک خوبصورت و خوشنما جھیل
شمال کیطرف دریاے جہلم کے واقع ہے پانی اسکا نکلکر دریاے جہلم مین پڑتا ہے گرد و نواح کی زمین نہایت
سرسبز و شاداب طرح طرح کے درخت سبزہ و پھول اوسمین پیدا ہوتے ہین اس جھیل کے شمالی کنارے کے اوپر
نورجہان بیگم شاہ جہانگیر کے ملکہ نے ایک محل سیرگاہ بنایا تھا جو اب مسمار ہو گیا ہے کھنڈرا اوسکی موجود ہین
مٹن کشمیر کے ملک مین اس نام کا ایک پہاڑ ہے جو اسلام آباد سے پھیلکر مشرق کیطرف کے گھاٹیون
تک جاتا ہے اس پہاڑ کے مغربی سمت کی انتہا کے ٹیلون کے اندر قدیمی عمارات کے کھنڈرات موجود ہین
جنکے دیکھنے سے ایک عبرت و حیرت حاصل ہوتی ہے کہ آیا ایسی عمدہ و پختہ و سنگین عمارتین کس طرح کے زمانہ
مین بنی ہونگی یہان ایک بڑا مندر ہندؤن کی پرستشگاہ کا بھی بنا ہوا ہے جسکی عمارت بھی اونہی قدیمی عمارتون
سے شمار کیجاتی ہے وہان ہندو جاکر شب لنگ کی پرستش کرتے ہین سیاحان فرنگ فرماتے ہین کہ یہہ پرانا
مندر اوس زمانہ کے عقب بنایا گیا ہے کہ جب برہمنی مذہب والون نے غلبہ پاکر بدھ مذہب والون کو ملک
سے نکالدیا تھا **ونتی پور** کشمیر کے ملک مین یہہ ایک گانو ایک بڑے کھنڈرات کے اندر واقع ہے مورخان
انگریزی فرماتے ہین کہ اصل یہہ شہر کشمیر کے ملک کا دارالسلطنت تھا آبادی اسکی دریاے جہلم کے دہنی کنارہ پر
اوس سڑک پر جو سری نگر سے اسلام آباد کو آتی ہے سری نگر سے جنوب مشرق کو سولہ میل کے فاصلہ پر ہے اصل کشمیر
کی پرانی تواریخ کے موجب یہہ گانو آٹھہ سو چوہتر سنہ عیسوی مین اونتی ورمہ راجہ کشمیر نے بنایا اور آباد کیا
اور اپنے نام پر اوسکا نام اونتی پور رکھا اور بڑے عمارات عالیشان بناکر اپنی سکونت بھی یہان
اختیار کی عمارات اور کھنڈرات اسکی بہت پرانی قسم کے عمارات سے مشابہت تامہ رکھتے ہین چونکہ یہان بڑا
تیرتھ تھا سلطان سکندر بت شکن نے تمام مندر گرا دئے اور شہر والون نے جب اسلام قبول کیا تو انکو بھی چلا چھوڑ
کر گھر مکانات گرا دئے پر انکے کھنڈرات کے اندر ایک مندر ولنگاواتی دیوی کا ہے یعنی اوسکو ولنگاواتی
دیوی کہتے ہین اوسکی پرستش ہوتی ہے **شاہ آباد** یہہ قصبہ کشمیر مین اکبر شاہ بادشاہ نے آباد کیا اور
شاہ جہانگیر و شاہ جہان و عالمگیر بھی جب کشمیر مین آتے تو یہان ہی اکثر ٹھہرتے اوس وقت آبادی اسکی بڑی
اوج مین تھی شاہی مکانات لکھار وسہ کی تیار ہوئے گئے یہان تعمیر ہوئے تھے سلطنت مغلیہ کے آخر تک بدستور
سابق یہہ آباد رہا آخر جب رنجیت سنگہ نے کشمیر پر حملہ کیا تو سکھون نے اسکو لوٹکر ویران کر دیا عمارات گرا دین
اب تھوڑی سی آبادی باقی ہے یہہ قصبہ ایک تنگ و لمبے پہاڑ کے گھاٹی کے اندر بستا ہے اسکی جنوب مغرب کو

پیر پنجال درہ یا بنھال شمال شرق کو کشمیر کے پہاڑ کے سرسبز قطارین بہت سی میلون تک پھیلی ہوئی نظر آتے ہین
برینگ کا پہاڑ اس علاقہ کے درمیان ہے اس پہاڑ کی گھاٹی بعض مقامات پر اکثر ہزار گز سے زیادہ چوڑی نہین ہے
سندرین ندی اسی پہاڑ کے اندر سے نکلتی ہے اور بہت سی چشمون کے پانی جو اس پہاڑ مین جاری ہین لیکر جاری
ہوتی ہے نہایت عمدہ لوہے اور تانبے کی کان بھی اسی گھاٹی کے اندر موجود ہے یہہ علاقہ میوہ دار درختون
اور گلزار و سرسبزی سے بھرا ہوا ہے میوہ اس پہاڑ کے لذت مین کشمیر کے کل میوون سے زیادہ ہوتی ہین اس قصبہ
پنجہ بازار ہر بہار رہتا ہے اور یہان روئی غلہ اور کپڑے اور شہد کی تجارت بہت ہوتی ہے پہلے یہہ قصبہ بڑا علاقہ
مکان کشمیر کے ساتون بستیون کے سکونت کی جگہہ جو ساتون درون کے محافظ و جاگیردار تھے تھا اور جن مین سے
کے پاس خاص شاہ آباد کی جاگیر تھی وہ درہ بنھال کا محافظ تھا اور بڑی آمدنی اس جاگیر کی اوسکو ملتی تھی
سکھون کے وقت تک جاگیر اوسکی بحال رہی جب سکھہ گئے تو گویا اون پر آفت آئی جاگیرین ضبط ہوئین حال یہانتک
ٹکڑے کے محتاج ہوگئے اب اونکی اولاد اور کاشتکارون کی طرح زراعت کرتی ہے بلندی شاہ آباد کی سمندر
کی سطح سے پانچہزار چھہ سو فیٹ ہے اور پرانے عمارات کے کھنڈرات بہت پڑے ہین **شاہ پور** یہہ ایک
قصبہ کشمیر کے ملک مین دریای جہلم کے بائین کنارہ سے فاصلہ آٹھہ میل اور شہر سری نگر سے ترانوین
میل آبادی **چھتر** ویہہ قصبہ کشمیر کے ملک مین نواسی میل مغرب کی طرف سری نگر سے اور چوبیس
میل سمت شمال و شمال شرق راولپنڈی کے آباد ہے **پاٹن** کشمیر مین یہہ ایک گانو سری نگر سے ستائیس میل
شمال مغرب کو آباد ہے مسلمانون کے سلطنت سے پہلے یہہ بڑا آباد شہر تھا اسکی پرانے عمارتون کے کھنڈرات
اُن کی عمارات کے طرح موجود ہین ہندؤن کے عبادت گاہین یہان بہت ہین اب بھی جاتری لوگ وہان
جاکر پرستش کرتے ہین **سوگام** یہہ ایک قصبہ کشمیر کے ملک مین دریای جہلم کے بائین کنارہ پر شہر
سری نگر سے شمال مغرب کو بفاصلہ ستائیس میل آباد ہے **ہرمکھہ** یہہ ایک بلند چوٹی پہاڑ کی کشمیر کے شمالی پہاڑ
کے اندر ہے اسکی بلندی کے اندر ایک جھیل بنام گنگا بل کے مشہور ہے جو ہندؤن کا تیرتھہ کہلاتا ہے
سمندر کی سطح سے یہہ چوٹی تیرہ ہزار فیٹ بلند شمار ہوتی ہے **گنگا بل** یہہ ایک جھیل ہندؤن کے تیرتھہ کا
کشمیر کے ملک ہرمکھہ کے پہاڑ کے اندر ڈیڑھ میل چوڑی اور تین میل لمبی ہے جاتری لوگ یہان غسل کے واسطے
بہت جاتے ہین بلکہ جسقدر ہندو کشمیر کے ملک مین مرتے ہین اونکی جلی ہوئی ہڈیان اس جھیل مین ڈالی
جاتی ہین ہندؤن کا اعتقاد ہے کہ یہان مردے کی ہڈیان ڈالنے سے مردے کی نجات ہوتی ہے اور غسل
یہان کا ہردوار گنگا کے برابر ثواب رکھتا ہے [illegible] اگرچہ ندی گنگا کا پانی [illegible] زمین کے
نیچے ہی آکر یہان ظہور کیا ہے اور شب [illegible] عبادت کرتے ہین [illegible]

یہہ ایک عبادتگاہ ہندوؤن کی کوہ کشمیر مین مہاپتا لاکے اوس طرف پر جو سری نگر سی امرناتھ کو جاتی ہے واقع ہے اصل مین یہہ ایک ٹکڑا پہاڑ کا دریا ہی اوسکے پاس ہے اور قدرتی شکل اوسکی بطور ہاتھی کے بنی ہوئی ہے اوسکو ہندو لوگ گنیش کا روپ تصور کر کر پوجتے ہین اکثر اگر وہ جاترین کا وہان رہتا ہے جسقدر جاتری امرناتھ کے درشن کو جاتے ہین یہان بھی ٹھہر کر پرستش کرتے ہین انگریزی تاریخون مین لکھا ہے کہ وہ شکل ہاتھی صنعتی بنی ہوئی ہے قدرتی نہین ہے بلکہ چنداں شباہت اوسکی بھی ہاتھی کے شبیہ سے مطابق نہین ہے اور نہ وہان کوئی ہاتھی پتھر وغیرہ کا بنا ہوا ہے صرف پوجاری وہانکے اپنے طمع سے یاتری بیچارے جاترین کو دکھلاتے ہین کہ یہہ گنیش کا سر اور یہہ آنکھین اور یہہ ناک اور یہہ پاؤن ہین

کنتال یہہ ایک بلند گھاٹی پہاڑ کی کشمیر کے شمال مشرقی پہاڑون مین اوس مقام پر واقع ہے جسکو درہ گلگت یا بلتستان بولتے ہین اور اوس درہ کے اندر سے ٹھیک سڑک کشمیر سے لداخ و تبت خورد کے طرف جاتی ہے کوہ کنتال دریای سندھ اور جہلم کے درمیان واقع ہے اور دریا اس سے نکلکر بہتا ہے جسکے شمال کیطرف دریای سندھ اور جنوب کو دریای جہلم ہے بلندی کنتال کی سمندر کے سطح سے دس ہزار پانسو فٹ ہے **درہ بلتل** یہہ درہ تبت اور کشمیر کے ملک کے درمیان کوہ کنتال مین واقع ہے اسکی شمالی گھاٹی کے طرف دریا ہے دراس بہتا ہے جسکا خیال لداخ کے ملک مین تحریر ہوگا بلندی اسکی سمندر کے سطح سے دس ہزار پانسو فٹ کے ہے اسکو درہ شعرجیلہ و جبلہ و کنتال بھی کہتے ہین **تالاب ولر** یہہ ایک بڑی جھیل کشمیر کے ملک مین سری نگر سے براہ خشکی تیرہ کوس اور براہ دریا چھبیس کوس پرگنہ کو ہامہ مین واقع ہے یہہ جھیل اکیس میل لمبی شرق سے غرب کو اور نو میل چوڑی شمال سے جنوب کو ہے اسکی کیفیت اور پانی کی سیر لایق دید ہے دریای جہلم شہر سے نکلکر شرق کو جاتا ہے اور اس جھیل کے غربی شمالی گوشہ سے اوسمین داخل ہوتا ہے اور معلوم نہین ہوتا کہ پانی اوسکا کدھر گیا لیکن دوسری طرف سے اوسیقدر چوڑا ہوکر یہہ دریا نکل جاتا ہے کنول اور سنگھاڑے اسمین بے حساب ہین اور ہزارون دریائی جانور مرغابی و مچھلی وغیرہ اسمین تیرتے پھرتے ہین سابق طول و عرض اس جھیل کا بہت تھا اب کم رہگیا ہے اس باعث سے کہ جب دریای جہلم مین طغیانی ہوتی ہے تو بہت سا کوڑا اور جنگل کا گھاس پھونس بہکر اس جھیل مین جا پڑتا ہے اور اوسی مین رہتا ہے اور وہی کوڑا کنارون پر لگکر زمین کے ساتھ ملجاتا ہے اسواسطے زمین خشک بڑہتی چلی جاتی ہے اور سلطان زین العابدین نے جو عمارت اسکے اندر بنائی تھی وہ اب خشکی مین آگئی ہے غرض اب بھی اس سے بڑی جھیل کوئی کشمیر کے ملک مین نہین ہے برسات کے موسم اور برف پگھلنے کے وقت اسمین طغیانی ہوتی ہے اور پہاڑون کے اوپر سے پانی کا سیلاب آکر اسمین داخل ہوتا ہے

بانڈی پور یا بندر پور یہہ قصبہ کشمیر کے ملک مین اوس سڑک پر واقع ہے جو سری نگر سے اسکردو

کو جاتی ہے اس قصبہ کی پاس اون پہاڑون کی قطار ہی جنکو کشمیر کے ملک کی سرحد قرار دیا جاتا ہی اسکی پاس
دو چھوٹی ندیان جاری ہین جو یہان سے ملکر دریا کے جہیل مین جا پڑتی ہین ولر کا پانی پہلی اس قصبہ تک تھا
اب ایک میل دور ہی عمارت اس قصبہ کی سنگین اکثر ہندوون کی بنی ہوئی ہی اور رہنی والی کشمیری زبان بولی مخلوط
بولتی ہین **کارکول** کشمیر کے ملک مین یہہ ایک قصبہ دریای دراس کے دہنی کنارہ پر بفاصلہ دو میل اور
سری نگر سے بسمت شمال مشرق اسی میل آبادی عمارت قصبہ کی پختہ اور بارونق اور بازار آباد ہی۔
دریاے لدر کشمیر کے ملک مین یہہ ایک دریا کشمیر کے شمال مشرقی سرحدی پہاڑ کے جنوبی سمت سے
نکلتا ہی چشمہ اسکا سمندر کے سطح سے چودہ ہزار فیٹ بلند ہی چونکہ اول یہہ دریا بڑی بلندی سے نیچی کو بہتا
آتا ہی اسلئے تیزی و تندی اسمین بہت ہوتی ہے مگر جب میدان مین پہونچ جاتا ہے تو بہت ہی کم رفتار
اور آہستگی سے چلتا ہی پانی اسکا میدان مین پھیلا اور کنارہ دریا کی پختہ ہوتا ہی پھر بعد طی کرنے مسافت پچاس میل
کے چشمہ کے مقام سے اسلام آباد کے پانچ میل نیچی دریاے جہیلم کے ساتھ ملجاتا ہے ابتدا سی انتہا تک راستہ
شمال مشرق سی جنوب مغرب کو ہی **لوباگی** نام درہ کشمیر کے ملک کے شرقی و سرحدی پہاڑ مین ہی
جو ملک کشمیر اور کوہ مرد ورد ون کے درمیان فاصل شمار ہوتا ہے بلندی اس درہ کی بارہ ہزار فیٹ ہی اور
سوای اسکے اور جو قطار مین پہاڑون کی کشمیر کے چارون طرف مین اسکی شکل و شباہت بہی علیحدہ ہی
کیساتھ بہتین ملتی **نتنی فوارہی** یہہ ایک بلند قطار پہاڑ کے کشمیر مین شمال مشرق گہاٹیون کے
اندر پہیلتی ہی اسپر ایک درہ ہی جسکو درہ بندار پور کہتے ہین جو کشمیر کے حد سے تبت کے ملک کو جاتا ہی اس پہاڑ
کے اندر ایک چشمہ ابلتے ہوئے گرم پانی کا جاری ہی بلندی اسکی گیارہ ہزار فیٹ اہل تاریخ لکھتے ہین
اسکے متصل ایک اور پہاڑ ننگا پربت نام ہی وہ اس سے بہت بلند ہی **پایچ** کشمیر کے ملک مین یہہ ایک
مندر قدیم اور ہندوون کی عبادت کا مقام ہی یہان اکثر ہندو وشن کی پرستش کرتے ہین اسکی پاس قدیمی
عمارتون کے کہنڈرات بہت ہین جنکو مسلمان بادشاہون نے گرا دیا تھا اب بہی جو بقیہ اوس عمارت کا موجود
ہے اوسکی دیکہنی سے عقل حیران ہوتی ہے کہ بنانے والون نے اوسکو کس مضبوطی اور زیبایش سی بنوایا تہا
یہہ مقام شمالی بنیاد کوہ کارون کے اندر واقع ہے **شاہن** کشمیر مین یہہ ایک چہوٹا سا قصبہ کوہ
کشمیر کے جنوب مشرقی انجام مین آبادی ہی اس مقام پر ایک لوہی کی کان ہی مگر لوہا دیسی کم نکالا جاتا ہی اور
اودیا و ہے کے کانون سی جو علاقہ باجوڑ وغیرہ پہاڑون مین لوہا اس کان کا ادنی قسم کا ہی **مارتنڈ**
کشمیر مین یہہ ایک قدیمی مندر اور ہندوون کی پرستش کا مکان شہر سری نگر سے بسمت جنوب مشرق بفاصلہ
چار میل بنا ہوا ہی عمارت اسکی خوبصورت کم قدر کی خراب اور ہی گویا یہہ اپنے مندروں کے عمارات مین ثانی نہی

ایک پرانی راجون کی تعمیر یادگار ہی چھت اسکی قالبوتی گنبددار ہی چاروں طرف چار دروازے محرابی ہین اور کل عمارت بیس فٹ مربع
دروازون اور دیوارون کے اوپر پتھر اور لکڑی کے اندر صناعان چابکدست نے اچھی اچھی رنگریزی کے بیل بوٹے اور نقاشی کا کام
کیا ہوا ہے یہہ مندر ایک تالاب کے وسط مین تختہ بنا ہوا ہے اور تالاب ہمیشہ پر آب رہتا ہے جاتری لوگ پا پیادہ تیر کر وہان جاتے اور پوجا
کرتے ہین مگر اوس مندر کے اندر کسی دیوتا یا دیوی کا بت یا تصویر نہین ہے صرف مکان ہی کی پرستش ہوتی ہین مورخان انگریزی
فرماتے ہین کہ یہہ عمارت اوس وقت کی بنی ہوئی ہے کہ جب یہان بدہ مذہب پھیلا ہوا تھا اونہون نے کسی تقریب سے یہان
یہہ عمارت بنوائی ہوگی جو اب تک باقی ہے اگر ہندون کے مذہب قدیم اس کے بانی ہوتے تو یہان ضرور کسی نہ کسی دیوی
دیوتے کی تصویر ہوتی اور درصورت ہونے تصویر کے کبھی مسلمان بادشاہون کے ہاتھہ سے یہہ نہ بچتا اور
مندر کے اندر کچھہ لکھا ہوا نہین ہے صرف مکان کے اندر چھت کے قریب ایک کنول کے پھول کی شکل نقاشی ہوئی ہے

کہکھہ و بمبہہ یہہ دو علاقے علیحدہ علیحدہ کشمیر کے ملک سے خاص جنوب کی سمت کو دریای جہلم کے دونو کنارون
کے اوپر واقع ہین شرقی کنارے پر تو کہکھہ اور غربی پر بمبہہ آباد ہین دونو قومین کہکھہ و بمبہہ انہین مقامات
پر رہتی ہین علاقہ بہت اچھا اور زمین اسکی سیراب ہے مگر رعایا بہت مفلس و خراب ہے سکھون کی عملداری سے پہلے
یہہ علاقے بہت آباد تھے تمام رہنے والے خوش و دلشاد تھے سردار ہری سنگھ نلوہ نے رنجیت سنگھ کے حکم سے ان علاقون
مین جا کر رعایا کو ایسا لوٹا کہ اونکو کھانے کو ٹکڑا اور پہننے کو کپڑا نہ چھوڑا اسکھون کے ظلم سے تمام لوگ اپنی آبادیان
اور گھر چھوڑ کر بھاگ گئے اب اگرچہ کچھہ صورت آبادی کی نمودار ہے مگر رعایا اوسی طرح مفلس و نادار ہے۔

تیسری تقسیم ملک تبت و لداخ و گلگت و کشتوار وغیرہ کی احوال مین

یہہ ملک سب ایک دوسرے سے علیحدہ علیحدہ حدود اور علیحدہ علیحدہ نام اور الگ الگ علاقے رکھتے ہین حال کی
عملداری سے پہلے ریاستین اور حکومتین انکی بھی جدا جدا تھین اب ایک حکومت جمون کے رئیس کی یہان پر ہے
ہر چند کہ مولف کو اوس حکومت سے پہلا حال بھی لکھنا منظور ہے اسواسطے ہر ایک علاقہ کا الگ الگ حال تحریر کیا گیا

زابلستان اس علاقے کو بلتی و بلتستان و تبت خورد بھی کہتے ہین اسکی شمال کی طرف چینی تاتار
ہے اور دونو کے درمیان کوہ مزتاغ و کارکورم و کوہ ہندوکش سے فاصل گنا جاتا ہے جو شمالی حد سے شروع ہوکر
شرق تک چلا گیا ہے شرق کے سمت اسکی لداخ و تبت کلان کا علاقہ ہے جنوب کے سمت کوہ دیوات سو و ویرانہ
جنگل جو کشمیر کے ملک اور اسمین حد ہے مغرب کیطرف ملک گلگت داراسین ہے اسطور واقع ہے کل علاقہ اوسکا ڈیڑھ سو میل
لمبا اور سات میل چوڑا ہے یہہ ملک کشمیر کے ملک کے شمال شرق کی طرف ہے رہنے والے اسکی عموما سپاہی سخت کوش
بے رحم جنگجو ہین اسواسطے حاکم یہانکا سپاہ کثیر رکہتا تھا بوقت ضرورت اپنی علاقہ کے رعایا جمع کر لیتا تھا تاکہ

یہان کی گندم جو سور شالی ہی میوہ بھی قسم قسم کے زرد آلو و خربوزہ و انگور وغیرہ پیدا ہوتی ہین مگر انگور کی پیداوار
کم ہوتی ہی سیسہ کی کان اور بلور کی اس پہاڑ مین موجود ہی دریای سندھ کے کنارے سی اکثر سونا بھی نکلتا ہے۔
اسکردو یہہ ایک مشہور شہر ملک بلتستان یعنی تبت خورد کا دارالسلطنت و دارالخلافت ہی آبادی
اسکی پہاڑ کے اندر عین میدان مین واقع ہے جو اس پہاڑ کے کل میدانون سے اونچا و بلند ہی متصل شہر کے ایک قلعہ
نہایت مضبوط و قدیمی پتھر کے عمارت کا بنا ہوا ہی اس قلعہ کے نیچے دریای سندھ و دریای شیگر آپس مین ملتے ہین
اور قلعہ بائین کنارے دریای سندھ کے ہی قلعہ کے نیچے دریای سندھ کی چوڑان ڈیڑھ سو گز کے ہی تیزی رفتار کی
او عمق بھی بدرجہ غایت ہی قلعہ کے تین طرف ریتہ دار زمین سواے مغربی سمت کے اوسطرف ڈھلوان پہاڑ ہے
سواے اس قلعہ کے ایک اور قلعہ بھی راجگان اسکردو کا بنوایا ہوا ایک سو گز کے قدرتی چبوترے کے اوپر دریا کے
متصل ہے عمارت اسکی پتھر اور لکڑی دونو قسم کی ہے اور قلعہ کے اندر اچھے مکانات و حفاظت گاہین
و عالیشان محل بنے ہوئے ہین اونکے دریچون مین بیٹھکر دریا کی سیر خوب ہوتی ہی اسکردو کے پہاڑ کی چوٹی پر مثلث
شکل کا ایک قدرتی میدان ہی اوسپر اگر تھوڑے سے آدمی چڑھ بیٹھین تو نیچے والون کے ہمراہ چاہی بہت سی
فوج ہو تو بھی وہ اونکے مقابلہ نہین کرسکتی راجگان اسکردو اس میدان مین بہت سے گول گول پتھرون جمع رکھتے
تھے کہ وقت ضرورت اوس بلندی سے وہ پتھر وہ دشمن پر مارین اسکردو کا قلعہ بہت بلند ہی سواے سمت مغرب کے
اور کسی سمت سے آدمی اوسمین جا نہین سکتا بلکہ مغرب کے طرف بھی دو سو فٹ بلند دیوار مضبوط مع پشتابون اور
برجون کے بنی ہوئی ہی اس قلعہ کے اوپر کے حصہ مین پانی نہین ہی مگر قلعہ کے نیچے ایک عمدہ چشمہ جاری ہے
جسکا پانی قلعہ مین لے سکتی ہین خاص اسکردو مین سو گھرون کے آبادی ہی بلکہ علاقہ اسکا نہایت سر سبز و زرخیز
ہی میوہ ہر ایک قسم کے پیدا ہوتے ہین اس پہاڑ کی بنیاد مین دریای شیگر بہتا ہی اوسکا پانی تمام ملک کو سیراب کرتا ہی
قلعہ کے پاس کھڑی ہوکر تیس ٹیڑھی بلند چوٹیان تبت کے پہاڑون کے نظر آتے ہین شہر اسکردو کا وجہ تسمیہ
وہان کے لوگ بیان کرتے ہین کہ جب سکندر اعظم چین کے طرف جانیکا عزم کرکے یہان آیا تو سنا کہ علاقہ کو تھلی
شنگ یا منگ کا راستہ جو کہ مابین یارقند و [illegible] کے ہی بسبب پڑجانے برف کے مسدود ہی تو ناچار اوسکو چند ماہ
اوس وقت تک کہ راستہ صاف ہو یہان ٹھہرنا پڑا اس واسطی یہان ٹھہر کر یہہ قدیمی قلعہ بنوایا اور فضول اسباب
اسلحہ بہت سی اپنی لشکر کے جو ضعیف یا لڑکے تھی اوسنی یہان بھی چھوڑا اور خود بہار کے موسم مین چین کو چلا گیا
پس جو لوگ سکندر کی فوج کے یہان رہے اونہون نے اپنی رہنے کو اسطی یہہ قصبہ آباد کیا اور اسکندریہ نام رکھا
اور بسبب گذرنے سینکڑون برسون کے اسکندریہ نام بگڑتے بگڑتے اسکردو مشہور ہو گیا یہہ بات اگرچہ قرین قیاس
ہی اور فارسی مورخ یہہ بھی لکھتے ہین کہ اسکندر چین تک پہونچا اور چین کو فتح کیا مگر انگریزی تاریخ والون کے

نزدیک یہہ بات غلط ہی وہ کہتی ہین کہ سکندر اعظم ترمذ کی طرف گیا اور نہ فتح کیا بلکہ ہندوستان کی فتح بھی اوسکو نصیب
نہین ہوئی صرف بخارا کو فتح کر کر سلم تک گیا اور فوج کے انکار کے سبب ملتان کی راستی واپس چلا گیا ایک انگریزی مورخ لکہتا ہی
کہ پہلی اس شہر کا نام ساگر د یعنی وہ دریا تہا اور یہہ نام ہوا پہلی رکہا گیا تہا کہ یہان ہندو شگرد و دریا آپسمین ملتی ہین اب
وہ نام ساگر د بگڑ کر اسکرد و ہوگیا ہی تیسری روایت یہہ ہی کہ پہلی اسکا نام ساگر خود تہا اسکی معنی دریائی پہاڑ ہین کیونکہ
دریا کو ساگر اور خود کو پہاڑ کی چوٹی کہتی ہین اب وہ نام بگڑ کر اسکرد و مشہور ہوگیا ہی مگر اب بھی بعض لوگ وہان کی اسکو
ساگر خود کی نام سی پکارتی ہین میدان اسکرد و کا سمندر کی سطح سی چہہ ہزار تین سو فٹ بلند ہی اور چوٹی اسکی پہاڑ کی سات ہزار
دو سو فٹ سمندر کی سطح سی بلندی رکہتی ہی ۔ **تواریخ تبت خورد** رنجیت سنگہ کی عملداری سی
پہلی تا لک حاکم اس ملک کا راجہ احمد خان تہا اوسکی چار بیٹی ہوئی شاہ مراد شاہ سلطان علی شاہ شیر شاہ احمد خان
نے اپنی عین حیات یہہ ملک چارون بیٹون کو تقسیم کر دیا اور شاہ مراد کو خاص اسکرد و کا حاکم بنایا شاہ مراد
کی بعد اوسکا بیٹا رفیع خان پہر ظفر خان پہر علی شیر خان حاکم ہوئی پہر علی شیر کا بیٹا راجہ احمد خان حاکم ہوا یہہ
شخص نہایت عالی حوصلہ تہا اسنی سب کو مطیع کر لیا اور انگریزون سی بہی راہ و رسم دوستی کی شروع کی یہانتک کہ
ویڈ صاحب ایجنٹ ریذیڈنٹ بہادر نے اسکی سفارش دربار لاہور مین کی اور کہا کہ راجہ گلاب سنگہ کبہی اسکی ریاست
کا مزاحم نہو جب رنجیت سنگہ فوت ہوا تو گلاب سنگہ نے اس علاقہ کے لینی کو اسطرف فوج بہیجی تہوڑی سی لڑائی کی
بعد راجہ احمد خان ماخوذ ہوگیا اور راجہ احمد شاہ جو باپ کی برخلاف و عاق تہا یہان کا حاکم بنا اور چالیس ہزار
روپیہ سالانہ دینا کر کے اوسنی راجہ گلاب سنگہ سی وہان کی حکومت پائی مگر اسقدر روپیہ اوس سی ادا نہوسکا اسلیی وہ
راجگی سی معزول ہوا اور ایک اور کوہستانی حاکم بحکم وزیر زورآور سنگہ کی قرار پایا اوس وقت احمد شاہ والی [illegible]
کہ اون پر جمون کی حاکم کیطرف سی مہم ہو رہی تہی جا ملا اور بعد قتل ہوجانی وزیر زورآور سنگہ کی دوبارہ [illegible]
وہ قابض ہوا تہوڑی مدت کی بعد جمون کی فوج پہر اسکرد و کی فتح کو مامور ہوئی اور عند المقابلہ راجہ احمد شاہ
بحالت تباہ گرفتار ہوکر جمون پہنچا گیا اوس روز سی یہہ ملک جمون کی ریاست کی ماتحت ہی اور راجہ گلاب سنگہ
نے پرانا قلعہ گرا کر نیا قلعہ اور اپنی طور کا بنوایا ہی **لداخ** اس ملک کو وسط تبت اور اسکی گرد نواح کو
تبت کلان کہتی ہین بین اسکی ناہموار اور پہاڑی ہی اگر اوسمین سی انگریزون کی ماتحت کی علاقی سپتی و لاہول
نکال ڈالین تو یہہ ملک پانچ حصون مین تقسیم ہوتا ہی ایک تا یرہ دوسرا لداخ تیسرا رسکار جو تہا رکہو
پانچوان [illegible] اسکی شمالی اضلاع کی جنوبی سرحد چینی تاتار و ترکستان و ختن کی ساتہ ملتی ہی
شمال مشرق مین بہی وہی چینی علاقہ ختن کا و علاقہ چانتہان [illegible] اضلاع متعلقہ تبتستان مین جنوب مین
سپتی وغیرہ جنوب مغرب مین لاہول وچنبہ و کشتواڑ ہی غرب مین ملک کشمیر و بلتستان یعنی تبت خورد کی سطح

اسکا چھتیس ہزار چھبیس میل مربع ہی اسمین دریای سندھ جنوب شرق سے شمال غرب کو بہتا ہے اور کیولن و قراقرم
نیسے کارکرم کے پہاڑ و کوہ رنشو و سپتی و زنسکار کے بیچ مین ہیکر دونو علاقون کو آپسمین سے جدا کرتا ہے چونکہ
اسلاک کے پہاڑون کے اسقدر اونچے ہین کہ ردی زمین پر کبھی اور پہاڑ کی نہین آب و ہوا اسلاک کی سرد
خشک ہے دو لاکھ کے قریب آدمی اسمین آباد ہین صورت و شباہت اسلاک کی لوگون کی کشمیریون سے اکثر
مشابہت رکھتی ہے عورتین یہان کی خوبصورت سرخ رنگ آہو چشم روشن چہرہ نیک خلق مہربان وفادار
پر حرف ہین مگر پوشش چرکین و میلی رکھتی ہین مردون کا حسن چندان لائق تعریف نہین ہے شراب پینے کا عورت
مرد کو شوق ہے کمینہ و رذیل قوم سو نہین بلکہ رسم ہے کہ ایک عورت کے چند خاوند ہوتے ہین مگر اشراف و دولتمند لوگ اسکو
عار سمجھتے ہین بڑی بیٹی کی یہان بڑی عزت و قدر ہے وہی اپنے باپ کی کل جایداد کا مالک ہوتا ہے اور چھوٹی بیٹی
اوسکے مطیع و فرمان بردار رہتی ہین لداخیون کی پوشاک ادنی ہوتی ہے غریب غربا بھیڑ کی پوستین کرتہ
کی جگہہ پہنتے ہین مالدار لوگ بنات کے کپڑے رکھتے ہین مذہب لداخیون و تبتیون کا بدھ لامہ ہے اور لامہ
انکا زرد پوشاک پہنتا ہے اور بڑا لامہ جسکے مرید ہزارون اور لامے ہوتے ہین سرخ پوشاک پہنکر سر پر کلاہ اور
ٹوپی رکھتا ہے زبان یہانکی ایسی ہے کہ جسمین ہندی و تاتاری و فارسی ملی ہوئی ہے سوای اونکے اور کوئی کم
بولتا ہے مسلمانی مذہب کے لوگ بھی اگرچہ یہان بہت ہین مگر کثرت بدھ مذہب کی ہی رعایا اسلاک کے حاکم کو لگان
معاملہ نہین دیتے غلہ اور میوہ کی پیدائش بانٹ دیتے ہین اور حصہ کے وقت راجہ اپنی رعایا کو جمع کرلیتا ہے اون
لوگون کے پاس توڑے دار بندوقین و تیر کمان ہوتے ہین **تواریخ ملک تبت و لداخ**
تین سو برس کا عرصہ گذرا ہے کہ لداخ و تبت کے لوگ خود مختار بے فکری سے گذران کرتے تھے اور ایک راجہ
با اختیار اپنے ملک کی حکومت رکھتا تھا مگر جب کشمیر مین چک کی قوم نے حکومت پائی تو اونھون نے اپنی
آمد و رفت اسلاک مین جاری کی اور ایک دو حملون مین اسلاک کو غارت کیا چونکہ لداخ مین ایک مدت
سے رسم قایم تھی کہ ہر ایک سے و اگر مالدار و دولتمند لوگ لامہ دیوتا کے نام کا خزانہ جمع کرتے تھے اور جمع ہوتے ہوتے
وہ خزانہ بہت ہوگیا تھا اورنگ زیب عالمگیر کے وقت یہہ ملک اوسکی حکومت مین آیا اور وہ خزانہ لٹ گیا
۱۸۳۵ع مین راجہ گلاب سنگہ نے حسب الاجازت رنجیت سنگہ کے اسلاک پر یورش کی اور وزیر زور آور سنگہ کو
اسکی تسخیر کے واسطے معہ فوج روانہ کیا لداخ کے حاکم نے بھی اپنی فوج کے مقابلہ کو بھیجی آپسمین لڑائی ہوکر جمون
کی فوج غالب رہی اور وہان کا حاکم مطیع ہوا اور زور آور سنگہ نے پچاس ہزار روپیہ تو نقد وصول کیا اور تیس ہزار
روپیہ سالانہ اوسپر خراج ٹھہرایا اور پھر فوج آگے بڑھا اوسکی جاتے ہی لداخ کے حاکم نے پھر سرکشی کی اسلئے زور آور سنگہ
نے واپس آکر ملک غارت اور سلطنت کو برباد کر کے اپنا تسلط جمایا رنجیت سنگہ کے مرنے کے بعد راجہ گلاب سنگہ نے بھی

وزیر زورآور سنگھ کو اسکردو یعنی تبت خورد کے تسخیر کو مامور کیا جب وہاں پہنچا تو راجہ احمد خان مقابلہ پیش آیا
اس لڑائی میں راجہ معزول لداخ کا جو احمد خان کے مدد کو آیا تھا مقتول ہوا اور فوج جموں کی فتحیاب ہوئی اسکردو
میں بھی زورآور سنگھ دخیل ہوگیا پھر ایک برس کے بعد جموں سے دس ہزار فوج لیکر گردگی زورآور سنگھ بتسخیر
ملک اورخ و لاسہ وغیرہ روانہ ہوئی راجہ احمد شاہ پسر احمد خان بھی اس مہم میں ہمراہ تھا یہہ فوج پہاڑوں میں
فتوحات کرتے ہوئی ایک مہینے کے راستہ تک آگے کو بڑھتی چلی گئی ناگاہ برف کا موسم آگیا اور رسد بھی کم
اور اگلے طرف کا بھی کچھ پتہ نا ظہر محقین آتا تھا اور پیچھا دور تھا ناگاہ لاسہ فوج کوہ برفانی سے آموجود ہوئی
اور فوج وزیر کی ایک بلند پہاڑ کے اوپر گھر گئی اور اسی رات اسقدر برف کی بارش ہوئی کہ تمام آدمی سست و بیدم
ہو لئی دشمن کے فوج پہاڑ پر چڑھ آئی اور نیم مردہ آدمیوں کے سر کاٹ کاٹ کر پہینکنے شروع کئے آٹھ ہزار آدمی
تو قتل ہوئی اور دو ہزار جوان گرفتاری میں آئی غرضکہ کل فوج وہاں ہی رہی زورآور سنگھ بھی بہت بے آبرو
ہو کر مارا گیا راجہ احمد خان پہلے ہی اس فوج سی جدا ہو کر لاسیوں سی جا ملا تھا اس فتح کے بعد وزیر راتنو وزیر لگا
و راجہ احمد شاہ لاسیوں کی فوج لیکر لداخ میں آئی اور احمد شاہ پھر اسکردو پر متسلط ہوگیا راجہ گلاب سنگھ کی فوج جو
اسکردو میں تھی قلعہ بند ہوئے اور تمام ملک راجہ گلاب سنگھ سے پھر گیا صرف دو شخص ہرکرن و چھلدن راجہ
لداخ کے پہلی نوکر راجہ گلاب سنگھ کے خیرخواہ رہی جنہوں نے زورآور سنگھ کے قتل کو جموں تک پہونچا دیا لاسیوں
نے وہ قلعہ جسمیں جموں کی فوج قلعہ بند تھی گھیر لیا اونکی مدد کو وزیر رتنو دہیر سنگھ سے فوج جموں سے نامزد ہوکر
اس فوج نے فوج محصور کو جاکر چھوڑا یا اور لاسیوں سے خوب لڑائی کی اسمیں وزیر رنگا لاسی مارا گیا آخرکار
بعد جنگ و پیکار فریقین میں صلح ہوئی اور جو قدیم سے حد بست کی تھی قایم رکھہ کر جموں کی فوج واپس ہوئی
بعد چند سال کے پھر گلاب سنگھ نے تبت پر چڑہائی کی اور کل ملک اوسکی تصرف میں آگیا ہرکرن و چھلدن خیرخواہ قدیمی
راجہ گلاب سنگھ کے وہاں کے کاردار مقرر ہوئی اور بستی رام حاکم لداخ کا قرار پایا بیالیس پرگنے اسملک کے متعلق ہیں
انہیں سے پرگنہ رتنو میں گندہک کی کان ہی اور نمک بھی نکلتا ہے اور ورن لدہ کے پرگنہ میں لوہی کی کان علاوہ
ہے پیدایش اسملک کی گندم مسور جو کال شناک گلاب سنگھ کے قبضہ سے پہلی چھان نکی اور پوست پیدا نہیں
ہوتا تھا اب اوسکی پیدایش بھی بہت ہی اور افیون بکثرت نکالی جاتی ہے شہر لیہ کہ لداخ یا وسط تبت
کا دارالسلطنت و دارالریاست ہے ایک مشہور و قدیمی شہر ہے اسکو شہر لداخ بھی کہتے ہیں آبادی اسکی دریا
سندہ کے دہنی کنارہ سے بفاصلہ دو میل پہاڑوں کے سلسلے اور دریا کے درمیان دو ہزار فٹ کے اونچی ٹیلے
کے اوپر واقع ہے دریا سندہ کو یہاں سندکو نہیں کہتا بلکہ سنگکاباب بولتی ہیں شہر کے چاروں کونوں پر
چار مینار مربع شکل کے بہت اونچے بنے ہوئے ہیں جنکی چوٹیاں پہاڑ کی چوٹیوں کے برابر چلے گئی ہیں شہر کے

کوئی کوچے بازار بیقاعدہ و تنگ نہیں ہیں بعضی چھتے ہوئے اور بعض کھلے ہوئے ہیں گھر یہاں کے پکی اینٹ یا دو منزلہ بلند
مٹی کے ہیں اور بعضی پتھر کی اینٹوں اور چونے کے بنائے ہوئے ہیں اور بعض کے اینٹوں میں صرف مٹی لگائی گئی ہے اور بعض بلیوں
کے پختہ عمارت سفید کی ہوئے بہت صفا چوڑی چھتوں کے سبب بہت ہی خوبصورت نظر آتی ہے چھتوں کے اوپر بڑے بڑے چوبی
شہتیر ڈالے جاتے ہیں رات کو زمین پر فرش بچھا کر سونا یہاں عام رسم ہے پلنگ چارپائی کو ہندو بہت کم
یہاں بہت ہی کم ہے راجہ کے رہنے کا محل یہاں بڑا اونچا و عالیشان بنا ہوا ہے یہ شہر بڑا تجارتگاہ و جائے آمد و رفت
سوداگران ملک کشمیر و بخارا و چینی تاتار وغیرہ ہے بڑی اعلیٰ سوداگری یہاں پشم کی ہوتی ہے کہ ہزار ہا روپیہ
میں پشم ہو کر سوداگروں کے پاس فروخت کیجاتی ہے پہلی آبادی اس شہر کی پانچ کوس طول اور تین کوس
عرض میں تھی اور بڑا بازار آباد تھا مگر راجہ گلاب سنگھ کے حملوں کے وقت یہ شہر اجڑ کر پانسو گھر اور چھ ہزار آدمی
کی آبادی باقی رہ گئی اب پھر آبادی اوسکی ترقی پر ہے یقین ہے کہ چند سال میں پھر اپنی اصلی حالت پر آجاویگا
دریا سپتی کی اگرچہ یہ دریا ایک بڑا مددگار دریائے ستلج کا ہے اور مناسب تھا کہ دریائے ستلج کے حال کے
موقعہ پر اسکا بیان تحریر ہوتا مگر نظر اس بات کے کہ اخراج و آغاز اسکا علاقہ تبت میں ہے مفصل حال اسکا اس مقام پر
زیب اندراج پایا اور ستلج کے علاقہ میں صرف اسکے مجمل حال پر اکتفا کیا گیا اس دریا کو دریائے سپتی بھی کہتے
ہیں برسات کے موسم میں عمق و عرض و تیز رفتاری و چیز آبی اسکی ستلج سے کچھ کم نہیں ہوتی اخراج اسکا شمال
کی طرف کے ڈھلوان قطار دن کوہ پارالاسہ علاقہ تبت کلان سے ہے وہاں سے نکلکر یہ دریائے ستلج و دریا
چناب کے مددگار ندیوں کے درمیان بہتا ہوا آتا ہے اسی چشمہ کے نزدیک یہ دریا پایا جاتا ہے اور اوس مقام پر
اسکو رود بہر لگا لیتے ہیں اسکی راستہ میں بیشمار ندیاں ہیں جو پہاڑوں کے برف پگھلنے سے جاری ہوتی ہیں وہ اسمیں
آکر شامل ہوتی چلی آتی ہیں بلکہ سردی میں ایک شہر برف کا خاص اس دریا کے سطح پر اسقدر آکے جم ہوتا ہے
کہ دریا پر ایک پل بنجاتا ہے یہ دریا بہت تنگ ملا ہوکر چلتا ہے اور راستہ اسکا اکثر شمال مغرب سے جنوب مشرق کی طرف
[illegible] اپنے چشمے سے [illegible] نکلکر راستہ طے کرلیتا ہے تو دریائے پیتو پہاڑ سے نکلکر [illegible]
[illegible] اپنے چشمے کے [illegible] آتا ہے پھر شمول کے مقام سے اٹھا ہیں اور اصلی چشمے سے جدا [illegible]
چلکر [illegible] اور دریا کا نام [illegible] آملتا ہے اور وہ دریائے پارا کو دریشو کے جنگلوں کے اندر بہتا ہوا
یہاں آتا ہے شمول کے مقام پر عرض اس دریا کا ستر فٹ اور دریائے پارا کا چورانوے فٹ ہے اور
تیزی پارا کی اسپتی سے زیادہ ہے اور عمق پارا کے اس مقام پر یہاں تک ہے کہ دریافت کرنا اسکا
[illegible] ہے شمول کے مقام سے چند میل چلکر یہ دریا شتگر کے مقام تک پہونچتا ہے جس مقام پر
دریا کا سمندر کے سطح سے دس ہزار دو فٹ بلند ہے چونکہ اس مقام تک کل لمبان اسکا ایک سو میل چشمہ سے ہے

اور چشمہ اوسکا سترہ ہزار فیٹ سمندر کے سطح سے اونچا شمار میں آتا ہے تو معلوم ہوا کہ یہہ دریا فی میل اٹھتر فیٹ
بلندی سے پستی کو آیا دریای پارلکے شمول کے مقام سے یہہ دریا بسمت جنوب بیس میل چلکر دریای ستلج میں
شامل ہو جاتا ہے اسقدر راستہ میں بھی بیشمار چھوٹے چھوٹے ندیوں اور چشموں کے پانی اسمیں داخل ہو جاتے
ہیں اور دو بڑی ندیاں ایک لولانگ اور دوسری لباک بھی بمغرب کے سمت سے اگر بنہایت تیزی و تندی ہو کر اوسکے
ساتھ اسمیں داخل ہوتے ہیں ان دونوں کے ملنے سے یہہ دریا پر امواج و پرآب ہو کر چلتا ہے ستلج کے شمول کے
مقام پر بلندی اسکی سمندر کے سطح سے آٹھ ہزار چار سو چورانویں فیٹ ہے **چھوموراری جھیل** لداخ کے ملک
میں یہہ ایک بڑی جھیل کوہ ریشو کے اوپر واقع ہے جسکے قطار میں دریای ستلج اور سندھ کی دو وادیاں پہاڑی ہوئی
ہیں اس مقام پر اس جھیل کا نام تری سنگ بھی مشہور ہے یہہ جھیل پندرہ ہزار فیٹ سمندر کے سطح سے بلند اور پہاڑوں
گھری ہوئی ہے طول اسکا شمال سے جنوب کو پندرہ میل اور عرض شرق سے غرب کو آٹھ یا نو میل ہے پانی اسکا نہایت
صاف نیلی رنگ کا ہے جسمیں کدورت کا کہیں نام بھی نہیں یہہ جھیل کے کنارے ہزاروں قسم کے درخت سرسبز سایہ دار
کھڑے ہیں مچھلی مرغابی اور دریائی جانوروں کا اسمیں بہت حد وحساب نہیں ہے **درہ ارشو** لداخ کے ملک کے
پہاڑ میں یہہ ایک درہ ہے اسکے گرد بڑی بڑی بلند پہاڑ اور فراخ میدان ہیں جن پر نہ تو کوئی درخت اور نہ کسی
قسم کے نباتات ہیں اور برف کا یہہ حال ہے کہ گرمی کے موسم میں بھی برف ہمیشہ یہاں جمی رہتی ہے اور ہوا اس زور
کے ساتھ چلتی ہے کہ درہ کے بلندی پر کوئی چیز ٹھہر نہیں سکتی کوہ ریشو کے چوٹیاں بڑی بڑی بلند ہیں کم سے کم بلندی
اونکی سولہ ہزار فیٹ سے کم نہیں ہے آب و ہوا یہانکی سرد و خشک اور آبادی کم ہے مگر پشم کے بکری کی پیدایش بیشمار
ہے اور ہر سال بہت سی پشم وہان سے جمع ہو کر شہر لداخ میں آتی ہے **ڈیگر** یہہ ایک قصبہ لداخ کے ملک میں شہر
لیہ سے شمال مشرق کو بیس میل اور کشمیر سے ایکسو چوبیس میل اوسطرف کو آباد ہے **دراس** لداخ کے متعلق
کشمیر کے سرحد پر یہہ ایک قصبہ بطور قلعہ کے آباد ہے یہاں کی گھاٹی بھی اسی کے نام سے دراس مشہور ہے اس قصبہ کے
متصل ایک سڑک جاری ہے جو شہر لیہ سے بلتل کے درہ کو آتی ہے اور پھر درہ کے اندر سے گذر کر کشمیر کے ملک میں داخل
ہوتی ہے اس گھاٹی کے وسط میں دریای دراس درہ بلتل یا کنتال کے اندر سے جاری ہوتا ہے اور وہ دریا یہاں سے نکلکر
پہلے تھوڑی فاصلے تک جنوب کیطرف کو بہتا ہے اور پھر شمال کیطرف کو بہتا ہوا موضع مرال کے متصل دریای سندھ کے شامل
ہو جاتا ہے اور کوہ دراس کی گھاٹی نو ہزار فیٹ سطح سمندر سے اونچی ہے **پان دراس** لداخ کے ملک میں
یہہ قصبہ بھی اوسی سڑک پر ہے جو شہر لیہ سے براہ درہ بلتل کشمیر کو آتی ہے درہ بلتل سے بفاصلہ بیس میل کے آباد ہے گرد و نواح
کا ملک اسکا مویشی کی چراگاہ ہے جسمیں گھاس کثرت سے پیدا ہوتی ہے بعضے چراگاہ لوگ پاندراس کے بدلے اسکو پائین
دراس کہتے ہیں یعنی کوہ دراس کے نیچے یہہ قصبہ نیچے واقع ہے آبادی کی جگہ اس قصبہ کی گرد کے پہاڑ بلند ہیں

بالاکوہ وراس بھی اسی قصبہ کے نام سے موسوم ہے بلندی اسکی سطح سمندر سے نو ہزار فیٹ ہے پرگنہ لسکار ردّا جو
کے ملک ہین ہے ایک بلند سطح اور پہاڑی علاقہ دریای سندہ اور دریای جیلم کے درمیان واقع ہے یہہ علاقہ قریب
اسی میل کے لمبا جنوب شرق سے شمال غرب کو اور ساٹھہ میل چوڑا ہے اسمین ٹہیر ٹہیر جنگل اور آبادیان واقع ہین
اور سطح اسکا سرسبز و زرخیز ہے گلت زئی یہہ ایک بڑا آباد قصبہ دامنی یا شمالی کنارے دریای سندہ
کے آباد ہے اسکے آبادی کے نیچے ایک اور پہاڑی ندی بہتی ہے گرد اوسکے شہر کے جنوب کی طرف ایک پہاڑ
کی قطار جسکے چوٹیان بطور مینارون کے بلند ہین دور تک پہیلتی ہوئی چلی جاتی ہے جسکا پہیلاو شرق سے غرب
کی طرف ہے زراعت اس علاقہ مین بہت اچھی ہوتی ہے غلہ یہان تین مہینے مین پک جاتا ہے ایک برس مین
دو فصلین پیدا ہوتی ہین زراعت گندم شلغم جو وغیرہ بوئی جاتی ہین رہنے والے یہان کے مسلمان کم اور بدمذہب
زیادہ ہین جو تبت کے بڑے لاسے کے چیلے ہین اس قصبہ سے بفاصلہ پونے میل کے ایک لکڑی کا پل بنا ہوا
لمبا دریای سندہ کے سطح سے بارہ فیٹ اونچا بنا ہوا ہے دونو طرف اوس پل کے پہاڑ کے دو ٹیلون کے اوپر
ہین اور نیچے اوسکے دریا بہتا ہے عرض دریا کا وہان بیس گز سے زیادہ نہین ہے مگر عمیق اور تیز چلتا ہے سرد
موسم مین پل کے نیچے دریا کا پانی پینتالیس فیٹ عمیق اور بہار کے موسم مین اوس سے زیادہ بقدر دریا کے طغیانی
کے ہوتا ہے نگر تبت خورد کے شمال مغرب اور کوہ ہندوکش کے جنوب کو یہہ ایک ریاست گاہ ایک رئیس کی ہے
جسکا دار الریاست شہر نگر چھوٹی سی آبادی کا ہے اس ریاست کا علاقہ تین دن کا سفر لمبان ہین اور بارہ
میل چوڑان ہین ہر اسمین ایک ندی بھی چلتی ہے جسکا پانی دریای گلگت مین جاکر داخل ہوتا ہے اس پہاڑ کا
عورتین نہایت خوبصورت و شوخ و طناز و وفادار ہین اور نزاکت اونکی یہانتک مشہور ہے کہ جب وہ پانی پیتی
ہین تو گلے کے اندر پانی اوترتا ہوا معلوم ہوتا ہے خاص آبادی نگر کی دریا کے کنارے ہے اور ایک قلعہ بھی پختہ
بنا ہوا ہے ملک گلگت یہہ ایک پہاڑی علاقہ ہندوکوہ کے گہاٹی کے اوپر ہے جسکے شرق کی طرف
علاقہ بلتستان یعنی تبت خورد اور مغربی سمت کو علاقہ چترال ہے یہہ علاقہ بڑی اونچی پہاڑ کے اوپر واقع ہے
اور نیچے اسکے ایک ندی بہتی ہے جسکو دریای گلگت کہتے ہین وہ اس علاقہ مین شمال مغرب کی سمت کو بہتا ہوا دریای
سندہ کے جاکر شامل ہو جاتا ہے خاص شہر گلگت ایک عمدہ آباد مقام اسی دریا کے کنارے پر آباد ہے فاصلہ اسکا
سری نگر سے اسقدر ہے کہ فوج اور قافلہ بارش کے روز اور رستہ پیادہ پندرہ دن مین پہونچ سکتا ہے جوڑہ
علاس وغیرہ بہت بستیان اور بستیے اسی ملک مین واقع ہین جوڑہ کا زادہ شاہ سلطان نام احمد شاہ سکردو
کے حاکم کا بہنوئی تھا جب وہ مرگیا تو اوسکا بیٹا جبار خان راجہ ہوا شیر سنگہ ناظم کشمیر اسکو وقت مین اسبات پر
مستعد ہوا کہ وہ گلگت کی علاقہ کو تسخیر کرے اس ارادہ پر سری نگر سے فوج مامور ہوئی مگر جبار خان نے لڑائی

نہ کی اور نامہ و پیغام کے ذریعے سے اطاعت قبول کر لی پھر میہان سنگہ ناظم کشمیر نے جبار خان کو اپنے پاس بلا کر
فریب سے قید کر لیا اور گلگت چوڑہ کے علاقہ میں اپنی کاردار مامور کر دیے اور اوسی برس سے گوہر امان اسکا علاقہ چھوڑ کر
کے گذارہ کو واسطے مقرر کر دیا میہان سنگہ ناظم کشمیر کے وقت حاکم خاص گلگت کا سلیمان خان تھا اوسکے دو بیٹے
محمد خان و عباس خان تھے اوس وقت سلیمان شاہ نام برادرزادہ راجہ ملک امان ادروار والہ کا سہارا پناہ اوسکے
پاس آیا اور گذارہ پاکر رہنے لگا مگر براہ بد طینتی اوسنے سلیمان خان کی عورت سے آشنائی کر کے سلیمان خان کو
قتل کر ڈالا اور چاہا کہ خود حاکم ہو جاوے مگر ممکن نہوا گلگتیوں نے سلیمان خان کے بڑے بیٹے محمد خان کو حاکم بنایا
اور سلیمان شاہ بصد حسرت و آہ ذلیل کے ملک کے طرف بھاگ گیا جب چار برس محمد خان کی حکومت کو گذرے تو
عباس خان چھوٹا بھائی محمد خان کا طالب حکومت ہو کر راجہ سے جو اوسکا خسر تھا مدد لیکر گلگت میں آیا اور محمد خان
اپنے بھائی کو قتل کر کے خود حاکم بنا اوس وقت سلیمان خان کی عیاش جورو نے سلیمان شاہ اپنے یار کو ادروار کے
ملک سے بلایا اور وہ بڑی جمعیت کے ساتھ آیا اور باہم لڑائی ہو کر عباس خان مقتول ہوا اور سلیمان شاہ حاکم بنا
آٹھ برس تک اوسکی حکومت رہی اوسکے وقت میں ملک امان ادروار کا راجہ مر گیا اوسکے ملک پر بھی سلیمان شاہ
قابض ہوا اور گوہر امان کے بیٹے نے جو خوردسال تھا سلیمان شاہ کی اطاعت قبول کی چونکہ ادروار کا ملک خاص گلگت
سے زیادہ تر سلیمان شاہ کو مرغوب تھا اسواسطے اوسنے ایک شخص آزاد خان کو گلگت کا حاکم مقرر کر کے اپنی سکونت
ادروار میں مقرر کی مگر آزاد خان نے سلیمان شاہ سے باغی ہو کر اوسکا مقابلہ کیا اور لڑائی میں سلیمان شاہ مارا گیا
جب آزاد خان کی حکومت کل علاقہ میں قرار پا گئی تو اوسنے گوہر امان ملک امان کے بیٹے کو اپنا داماد بنایا اور
موروثی ادروار کا اوسکو دیدیا بعد ازان طاہر خان نگر کے حاکم نے آزاد خان پر یورش کر کے اوسکو قتل کیا اور
خود حاکم گلگت کا بنا طاہر خان کے بعد اوسکے بیٹے سکندر خان نے حکومت پائی چونکہ تمام حاکم چوڑہ و مستال و نگر و ادروار
اوسکے دشمن ہو گئے تھے اسواسطے اوسنے شیخ غلام محی الدین ناظم کشمیر کی اطاعت قبول کر لی اور کشمیر سے سکھی تھانہ
گلگت میں منگا لیا بعد اوسکے گوہر امان ادروار والا اوسکے سر پر آ پہنچا اور سکندر خان کو قتل کر کے خود حاکم بن گیا
پھر جبر سنگہ رسالدار و راجہ کریم خان و سلیمان خان کے غلام محی الدین ناظم کشمیر نے فوج جرار گلگت پر مامور کی گوہر امان
بمقابلہ پیش آیا تین بھائی اور ساٹھ سپاہی اوسکے مارے گئے اور خود وہ شکست کھا کر بدخشان کو بھاگ گیا ناظم کشمیر
کے طرف سے نتھو شاہ گلگت کا حاکم مقرر ہوا پھر جب کہ ملک پنجاب راجہ گلاب سنگہ کو سپرد ہوا تو
اوسکی طرف سے بھی یہی ناظم بحال رہا مگر گوہر امان کے طرف سے جو قریب قریہ بدخشان کے حد کا بدخشان کے
بادشاہ کی طرف سے بھی ناظم مقرر ہوا تھا گلگت کی ناظم کو بڑی تکلیف رہتی تھی نذر علی شاہ کو بعد نتھو شاہ کے دربار
سے وہاں ناظم ہوا مگر اوس سے بھی انتظام نہو سکا اوسکے وقت میں ادھ غضنفر نے قلعہ لو دس ل ور گوہر امان نے واقعہ

سے کنارے کے اوپر آباد ہے یہ قصبہ بھلا بڑا آباد اور ایک راجہ کے رہنے کا مقام تھا تجارت و سوداگری یہاں عام تھا
راجہ بااختیار با عزت و وقار یہان حکومت کرتا تھا آخر جب راجہ گلاب سنگھ نے قوت پائی تو اوسنے آخر کار اس
ملک کو لے لیا اور جموں کے ریاست کو شامل کر لیا اور راجہ کو نظر بند کیا اور اس زمین مین یہ علاقہ جموں کے آج تک
ہے پہلے راجہ کے حویلیان و مکانات اب تک موجود ہین قصبہ کی عمارت پختہ ہے پتھر کے مکانات بنے ہین اچھا
بازار ہے یہان ایک دو دکاندار مالدار ہے راجپوت و دیگر کوہستانی یہان سکونت رکھتے ہین **ریاسی**
جموں کی سلطنت کے متعلق ہے ایک قصبہ بالائی کنارے دریای چناب اور جنوبی آغاز کوہ ہمالیہ مین آباد ہے
اس مقام پر ایک قلعہ نہایت مضبوط و پختہ ایک پہاڑ کے اوپر جسکی گاؤدم شکل ہے بنا ہوا ہے صورت قلعہ کی
مربع اور دیوارین بہت بلند پتھر کے بنی ہوئی ہین نحصہ ممکن نہین ہے کہ غنیم لوڑی لگا کر اوسکے فصیل پر چڑھ
جاوے چارون کونون پر چار برج خوش قطع و جنگی بنے ہین قلعہ کے اندر دو تالاب ہین جو ہمیشہ پر آب رہتے ہین
فوج والی جموں کی یہان قلعہ کی حفاظت پر مامور ہے یہان سے ایک میل کے فاصلہ پر ایک تیلا پہاڑی ہے جسکے
اندر سے ایک دریا جاری ہو کر پہاڑ کے اندر بہتا ہے قصبہ ریاسی بھی اچھی آبادی کا قصبہ ہے ایکہزار آدمی کے
قریب اوسمین بستے ہین بازار با موقع و عمارت پختہ و خوشنما ہے **ناسوہو** کوہ شمالی پنجاب مین دہنے کنارے
دریای چناب کے اوس سڑک پر جو پنجاب سے کشمیر کو جاتی ہے آباد ہے متصل اسکے دریای چناب بذریعہ جھولے کے
اترتے ہین جسکی تعریف مولف پہلے حصہ مین درج کر چکا ہے **چنینی** ریاست جموں کوہ شمالی پنجاب مین
ہے ایک قصبہ شہر سری نگر سے جنوب جنوب مشرق بفاصلہ تہتر میل اور خاص شہر جموں سے بتیس میل پر آباد ہے
یہ قصبہ ایک راجہ کا دارالریاست ہے جو راجہ چنینی والا کہلاتا ہے اور بماتحتی و تابعداری ریاست جموں
اپنی علاقہ پر قابض ہے اس قصبہ کے عمارتین پتھر کے اور رہنے والے بکثرت ہندو اور راجپوت راجہ کے رہنے
کی محل شہر کے اندر خوبصورت و عالیشان بنی ہین **گوندی** کوہ شمالیہ ریاست جموں کے متعلق ہے ایک
قصبہ دریای چناب کے ایک شاخ کے اوپر شہر وزیرآباد سے شمال مشرق کو نواسی میل آباد ہے زمین اسکی کچھ
ناہموار ہے مگر زرخیز و لائق کاریگری کاشتکاری بہت ہوتی ہے غلہ دستکاری اور ہر ایک قسم کا میوہ بھی یہان
بہت پیدا ہوتا ہے **شیشناگ جھیل** ہے ایک بہت لمبی جھیل علاقہ جموں کے مشرقی حد کے اوپر واقع
ہے لمبان اسکا ایک میل اور چوڑان بدرجہ اوسط تین میل پانی اسکا نہایت صاف مگر نمکین ہے بلندی
اسکی سمندر کی سطح سے چودہ ہزار دوسو چوبیس فیٹ ہے **کہیالو** جموں کے سلطنت کے متعلق ہے ایک قلعہ بلند
پہاڑ کے اوپر دریای سندھ کے بائین ڈہلوین کنارے کے بنا ہوا ہے اور مضبوطی اور مستحکمی اوسکی اسقدر ہے
کہ اوس نواح مین اور کوئی قلعہ ایسا مضبوط جنگی بنا ہوا نہین ہے گردے اس قلعہ کے دو دو میل تک میدان فراخ

وسیع میدان اسمین درخت ثمر و غیر ثمر بکثرت موجود ہین یہہ میدان دریاے سندھ کے سطح سے ایکہزار ہشت سو فٹ
بلند ہے اگر اوس قلعہ کے فصیل سے توپ سر ہو تو گولا اوسکا بسبب میدان فراخ کے دور دور تک مار کرتا ہے

پانچوین تقسیم کوہ کانگڑہ اور پہاڑی شہرون و قصبون و ریاستون کی جو سرکار انگریزی کے تحت اپنے اپنے علاقون مین با اختیار حاکم ہین

شہر کانگڑہ کے بڑی پرانی آبادی ہے ہندو راجون کے وقت اسکا نگرکوٹ نام تھا آبادی اسکی دو مقام
پر ہے ایک تو قلعہ کے متصل جسکو کانگڑہ کہتے ہین دوسری آبادی کانگڑہ سے آدہ کوس جسمین بھوانی کا مندر
بنا ہوا ہے اور اوسکو دیوی کا بہون کہتے ہین یہہ آبادی کانگڑہ سے زیادہ پربارونق ہے اس شہر کی آبادی
دو دریاؤن کے اندر بطور جزیرہ کے ہے ایک طرف اسکی توبان گنگا اور دوسری طرف پتال گنگا بہتی ہے یہہ دونو
ندیان کانگڑہ کے قلعہ کے نیچے باہم ملجاتے ہین برہمنون کا قول ہے کہ اس شول کے پانی مین تین سو ساٹھ تیرتھ
کا پانی آکر جمع ہوتا ہے اسواسطے اس اجتماع کو سنگم کہتے ہین اور غسل کرنا اس مقام پر موجب نجات تصور کرتے ہین
پیشتر ضلع کا مقام یہی تھا اب صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ماتحت صاحب کمشنر جالندہر کے یہان ضلع کے حاکم ہین پانچ تحصیلین
اس ضلع کے علاقہ رکہتی ہین اول صدر تحصیل کانگڑہ دوسری تحصیل نورپور تیسری تحصیل ہمیرپور چوتھی تحصیل
نادون پانچوین تحصیل کلو اور علاقہ کل ضلع کا نہایت سرسبز و شاداب و زرخیز ہے اور آبادیان بہت بہاڑ
ایسے واقع ہین مگر خاص کانگڑہ کے قرب و جوار مین سواے کانگڑہ و بہون کے اور کوئی بڑی بستی واقع نہین شہر مین ہر
قسم کا مال ہے بازار آباد و تجارت عام ہے ہر ایک قسم و قوم کا آدمی وہان بستا ہے اچہے اچہے ہندو لیکن سفید پوش
کم اور بکثرت طلب آدمی وہان رہتے ہین خاص کانگڑہ کی آبادی بہی اچھی ہے مگر بہون کی آبادی و رونق زیادہ
ہے کانگڑہ کے اندر چند گھر ایسے کاریگرون کے آباد ہین جو کٹی ہوئی ناک کو پہر درست کردیتے ہین اگرچہ تہوڑا سا
فرق رہجاتا ہے مگر تو بہی دور دور سے ناک کٹے وہان آکر ہزار منت و ادا اجرت اپنی ناک اوس سے درست کراتے
ہین خصوصاً سکہون کے وقت مین تو اونکا بڑا رتبہ اور بہت قدر تہی کیونکہ دربار لاہور کے حکم سے اکثر مجرمون
کو ناک کاٹ دینے کی سزا ملتی تہی تو وہ فی الفور ناک کٹوا کر کانگڑہ کو چل دیتے تہے کانگڑہ کا پہاڑ بہت پرانا ہے
سر بہار ہے جابجا چشمے اور نہرین جاری ہین سرکار انگریزی کے حکم سے یہان ایسے عمدہ بن گئی ہین کہ لگا ڈیان
جاتی ہین بلکہ یہان بڑا اعلی قسم کا پیدا ہوتا ہے اور چانول ایسے باریک خوشبو و لذیذ ہوتے ہین کہ باڑہ کے چانول
کے ساتھ مقابلہ کرتی ہین چاے کے پیدائش کی یہان اب اسقدر کثرت ہے کہ کہین کہین ۱۵ ۱۵ ہوتا ہین سرکار نے پہلے
بطور امتحان تہوڑی چاے یہان بوئی جب وہ چاے اعلی و عمدہ قسم کی ہوئی تو دن بدن کاشت اوسکی بڑہتی گئی

اب چنبہ تک برابر اوسکی کاشت ہوتی ہے اور لاکھون روپیہ کی چاے فروخت ہوکر دور دور کے ملکون مین جاتی ہے
کانگڑہ کی چاے چین کی چاے سے رنگت اور خوشبوئی اور ذائقے سے کچھہ کم ہے ورنہ کچھہ فرق نہین ہے اس ضلع کے
جنوبی حصہ کی آب و ہوا منڈی کے حدود تک گرم و خشک ہے اور پہاڑ کہین خشک اور کہین سرسبز اور کہین
جنگل اور کہین آباد ہے اور دوسرے حصہ مین کلیر جوالامکھی و سجان پور ٹیرہ کا ملک اور ٹیری شہر ہری پور
وغیرہ ہین اوسکے پیچھے اوسکے دریاے ستلج و بیاس کے درمیان پہاڑ کے آغاز سے منڈی کے حد تک ملک گرم ہے اور اکثر
پہاڑ خشک اور کچھہ سرسبز ہے جاجی پور و اناترپور کے پہاڑون مین بانس اور شہتیر کا بن ہے اوسکے آگے آخر تک کہین
جنگل اور کہین پہاڑ اور کہین خشکی و کہین گلزار ہے کل ضلع کی مردم شماری چھہ لاکھہ بانوے ہزار نو سو ستہتر
ہے آگے اس ضلع مین کچھہ علم شیخو کا رواج نہ تھا اب سرکار انگریزی کے توجہ سے ہزارہا آدمی فارسی
و انگریزی و عربی پڑھکر عالم ہوگئے ہین اکثر مشہور دیہہ مدرسہ مدرسے جاری ہین اور ایک کمیٹی انجمن فوائد عام
و ترقی علم کے واسطے رؤساے کانگڑہ نے مقرر کیے ہوئے ہین جسمین برابر تجویزین معقول رفاہ عام کی ہوتی رہتی ہین
اور واضح ہو کہ کانگڑہ ایک خاص ضلع کا مقام ہے حدود اربعہ جسکے یہہ ہین حد غربی شاہپور جولت دریاے راوی
واقع ہے شرقی حد چینی تاتار کی سرزمین کے ساتھہ ملحق ہے شمالی حد پر لداخ کا علاقہ اور جنوبی حد سرزمین دوآبہ
بست جالندھر کا ملک ہے کل رقبہ اس ضلع کا تخمیناً آٹھہ ہزار میل مربع ہے اس ملک کے رہنے والے لوگ مختلف الالوان
اور مختلف اللسان ہین بڑے بڑے بلند چوٹیان پہاڑون کے اس علاقہ مین ہین جنکی بلندی کوہ ہمالیہ کے چوٹی
سے بھی زیادہ ہے آب و ہوا بھی اس علاقہ کی ہر ایک علاقہ مین علیحدہ علیحدہ ہے اور نباتات و درختان کئی قسم
کے برفانی پہاڑ جو اس علاقہ مین ہین وہان کوئی سبزہ و درخت نہین ہوتا تقسیم اس ملک کی قدرتی طور پر
دو حصون مین منقسم ہے ایک کانگڑہ خاص اسمین ضلع کے تمام پہاڑیان شامل ہین جو قریب دو ہزار ایک سو
میل مربع کے ہین دوسرا جنگلی حصہ اور کوہستانی ملک کلو و لاہل و سپتی کہلاتا ہے اسکا رقبہ پانچ ہزار میل تک ہوگا
اس ضلع کے تین طرف پہاڑی ریاستین چمبی راجون کی ہین جو ماتحت سرکار انگریزی اور محروس [illegible]
ہین غرب کی طرف اسکے دریاے راوی بہتا ہے جو اس ضلع کو ریاست جمون کے علاقہ سے علیحدہ کرتا ہے شمال کی طرف
ایک بڑی قطار پہاڑون کی ہے جسکے اکثر چوٹیان سولہ ہزار فٹ تک سطح سمندر سے بلند ہین اور اس ضلع اور
چنبہ کی ریاست کے درمیان حد فاصل ہین مشرق مین منڈی اور کہلور کے ریاستین ہین اور کلو کی طرف سے [illegible]
جنوب کی طرف سرزمین میدانی دوآبہ بست جالندھر کی ہے دریاے بیاس اس ضلع مین بڑی تیزی و تندی کے
ساتھہ چلتا ہے اور کلو و منڈی کے ریاست سے گذر کر کانگڑہ خاص کے علاقہ مین داخل ہوتا ہے اور [illegible]
سجان پور غرب جنوب پھر کر جوالامکھی والی قطار پہاڑون کے کاٹتا ہوا میدان کو آتا ہے اس علاقہ مین [illegible]

فیروز شاہ باربک و شاہ جہانگیر چغتائی کو کوئی مسلمان بادشاہ اسپر قابض و متصرف نہیں ہوا مگر شاہ جہانگیر
کے بعد برابر اخیر سلطنت کے وقت تک عہد سلاطین چغتائی کے قبضہ میں تھا اس قلعہ کے اندر ایک قدیمی مندر
امبکا دیوی اور بھیرو کا ہے جسکا مفصل حال ہندوؤں کی عبادتگاہوں میں تحریر ہوگا قلعہ کے اندر کنواں کر
تالاب بڑا عمیق اور شاہ جہانگیر کی بنوائی ہوئی ایک مسجد بھی تھی اب قلعہ کے اندر انگریزی فوج گورہ
کی رہتی ہے جو اسر گاگیتی کہتے ہیں اور مندر و بیچ دروازہ منہدم کر دیئے گئے ہیں **ریاست قدیم حکومت
کانگڑہ** ریاست کانگڑہ کی سلطنت بہت بھاری اور قدیمی تھی پانڈوؤں کے بادشاہی کے وقت راجہ کانگڑہ کا
سسرم چند رتھا اوسنے تمام پہاڑ کے اندر اپنی حکومت پھیلائی اور میدانی علاقہ میں بھی کچھ تو شش ضلع جالندھر
پٹیالہ اور دوابہ بست دوابہ میں تا دریای راوی اوسکا راج تھا اوسی راجہ نے قلعہ کانگڑہ کا بنایا اور نگرکا
بنایا مگر جب وہ راجہ کیرون اور پانڈوؤں کی لڑائی میں مارا گیا تو اوسکے بعد تا عہد سلطنت راجہ سنسار چند
دو سو بائیس پشت تک راجہ ہوتے آئے اوسکے وقت میں فیروز شاہ باربک بادشاہ دہلی نے کانگڑہ پر
یورش کی اور مدت تک محاصرہ قلعہ کا رکھا آخر اوسنے اطاعت قبول کی اور قلعہ میں بادشاہ نے
دخل پاکر نام قلعہ کا محمد آباد رکھا اور دیوی کی تصویر جو قلعہ کے اندر تھی اوسکو اوٹھا کر مدینہ معلی میں بھیجدیا
کہ مسجد کے دروازہ کے آگے بجائی زینہ رکھی جاوے جب راجہ سنسار چند مر گیا تو کرم چند جانشین ہوا اوسکے
وقت سے راجہ رام چند کے عہد تک جمعہ جانشین ہوئے اوسکے عہد میں سلطان سکندر افغان اکبر بادشاہ سے
بھاگ کر اس پہاڑ میں جا چھپا تھا رامچند نے اوسکی بہت خاطر کی چندے وہ وہان رہا پھر اوسکے پہاڑ پر
چڑھ گیا جب اکبر اوسکے تعاقب سے لوٹ کر ہندوستان کو چلا گیا تو سکندر نے پہاڑ سے اوترکر پنجاب میں شورش
مچائی اکبر شاہ پھر اوسکے پیچھے آیا اور سکندر کے تعاقب میں نورپور تک پہنچا اوسوقت رامچند نے اکبر شاہ
سے دوستانہ ملاقات کی جب رامچند مرا تو دہرم چند اور پھر دہرم چند کے بعد مانک چند پھر جی چند پھر
بدن چند راجہ ہوا اس راجہ نے اکبر بادشاہ سے جنگ کیا اور اکبر کو اپنی علاقہ میں متسلط ہونے دیا اوسکے
بعد تلوک چند مالک ہوا اوسنے اکبری فوج سے شکست کہائی اور پکڑا گیا مگر بسفارش شہزادہ سلیم جہانگیر
پھر اوسکو تاج بخشی ہوئی اوسکی بعد راجہ بریش چند راجہ بنا اوسنے بادشاہی اطاعت نہ کی جہانگیری فوج
اوسکی تنبیہ کو مامور ہوئی اور راجہ بکرماجیت بادشاہی فوج کا افسر لشکر آیا اور مدت تک قلعہ کا محاصرہ رہا
آخر جب محصور طول محاصرہ سے تنگ آئے تو قلعہ چھوڑ کر نکل گئے راجہ بریش چند کے بعد اوسکا کوئی وارث
نرہا مگر بادشاہ کے یہان سے کلیان چند بریش چند کے بھتیجے کو علاقہ راجگیر جاگیر عطا ہوکر راجگی کا خطاب
عطا ہوا اوسکی بعد بیج رام قایم مقام اپنی باپ کا ہوا مگر کچھ بھی بلا ولد مرا اسلیئے عالمگیر اورنگزیب بادشاہ

نے بھیم چند اوسکے بھائی کے بیٹے کو راجگی عطا کی بعد ازان راجہ عالم چند راجہ بنا اسکے عہد مین چونکہ چغتائی
سلطنت ضعیف ہوگئی تھی اس لئے اس راجہ نے کچھہ کوشش کرکے سوائے جاگیر مقررہ کے اور بھی تسلط اپنا
بڑہا لیا اوسکے بعد بھیم چند نے حکومت پائی مگر اوسکی اولاد نہوئی اسلئے اوسنے ایک شخص تیغ چند برادرزادہ
اپنے گود مین لیکر بیٹا بنایا لیکن بھیم چند کے مرنے کے بعد کھیم چند اوسکا بھائی تیغ چند کا باپ جانشین ہوا
اوسنے پھلی چلینہ کا قلعہ فتح کیا اور کوٹلہر کے راجہ کی علاقہ کو بھی لے لیا اوسکے بعد راجہ تیغ چند گدی پر بیٹھا اور
رام گڈہ پر سکھون کے ساتھہ لڑکر فتحیاب ہوا بعد ازان راجگان جموال سے اوسکا مقابلہ ہوا او فتح پائی جب وہ مر گیا
راجہ سنسار چند اوسکا بیٹا دس سال کی عمر مین گدی نشین ہوا اور بارہ برس کی عمر مین اوسنے کلو والہ راجہ پر
لڑائی کی اور اوسکو مطیع کیا پھر پہاڑ سے اوترکر دوآبہ بست کے میدان کیطرف آیا اور علاقہ ہوشیارپور و
بجواڑہ اوسنے سکھون سے چھین لئے اور بجواڑہ مین ایک سنگین قلعہ بنایا اس کام سے فارغ ہوکر کانگڑہ کے
قلعہ کے لینے کا اوسنے عزم کیا اوسوقت کانگڑہ کے قلعہ مین سیف علی خان نواب قلعدار جو محمد شاہ بادشاہ کے
وقت سے قلعدار چلا آتا تھا اور قلعہ کے متعلق دوگرد نواحی علاقون پر وہ بطور خود مختار حکومت کرتا تھا او
ایک فقیر ہندو کے زبانی اوسکو بشارت ہوچکی تھی کہ جب تک تو زندہ رہیگا یہہ قلعہ کسی اور کو نملیگا سنسار چند
نے کئی سال قلعہ کا محاصرہ رکہا مگر فتح نصیب نہوئی اتفاقاً اوسی محاصرہ کے اندر سیف علی خان بقضائی
ربانی جہان فانی سے گذر گیا اور پسر اوسکا جیون بیگ اوسکی نالائق بیٹے نے باپ کے مرنے کے بعد فی الفور قلعہ چھوڑ
دیا اوسوقت جی سنگہ کنہیہ اپنی فوج کے راجہ سنسار کے مدد کو گیا ہوا تھا اوسنے سنسار چند کا دخل قلعہ پر ہونے نہ
دیا اور قلعہ کے دروازے کہلتے ہی خود قلعہ مین چلا گیا اور دخیل ہو بیٹھا یہہ حال دیکھہ کر سنسار چند نا امید ہوکر
اپنی علاقہ کو چلا گیا چند سال کے بعد جب مہان سنگہ رنجیت سنگہ کے باپ اور سنسار چند نے ملکر چاہا کہ کل علاقہ جو
جی سنگہ کا لیا جاوے اور اس ارادہ پر فوج کا بڑا اجتماع ہوا تو جی سنگہ نے خوف کہا کر کانگڑہ کا قلعہ سنسار چند
کو دیدیا اور مہان سنگہ کے بیٹے رنجیت سنگہ کے ساتھہ اپنی پوتی کی نسبت کرکر دونو کو راضی کر دیا قلعہ پر دخل
پاتے ہی راجہ سنسار چند نے اپنا تسلط بڑہایا تمام پہاڑی راجون کو مطیع بنایا کل سردارون کو تابعدار کیا خود
مختارون کو بے اختیار کیا اپنے خراجون کو خراج گذار کیا اسلئے کل راجے جاگیردار سردار با اختیار پہاڑ کے
اوسکے دشمن ہوگئے اور اپنے ملک پوشیدہ پوشیدہ راجہ رن بہادر والی نیپال سے مدد طلب کی اور اوسکو
پر آمادہ کیا کہ وہ یہان آوے اور کل پہاڑ کا مالک بنجاوے اوس بہادر نے باوجود اسقدر بعد مسافت کے فوج
جرار بسرکردگی امر سنگہ سپہ سالار پہاڑ کے فتح کے لئے روانہ کی اور وہ فوج تمام پہاڑ ستلج پار کو فتح کرتے ہوئے اور
وہان کے راجون کو مطیع کرتے ہوئے سنسار چند کے علاقہ مین آپہونچی اور محل موری کے مقام پر ڈیرہ کیا ادہر سے

بھی لڑائی کی طیاری ہوئی اور کل راجہ مدد کو بلائے گئے تمام زمینداران جو بظاہر تابع فرمان اور دل سے دشمن
جان تھے اپنی اپنی فوجیں لیکر حاضر ہوئے سنسار چند نے اپنی اور راجون کی فوج جمع کرکے سرکردگی غلام محمد خان ابن شیخو
کے گورکھہ فوج کے مقابلہ کے واسطے نامور کی جب مقابلہ ہوا تو سب سے اول پہاڑی راجون کی فوج حسب الاشارہ
امرسنگھ سپہ سالار گورکھہ کے بھاگ نکلی اور کانگڑہ کی فوج نے سخت شکست پائی اس فتح کے بعد امرسنگھ آگے
بڑھا اور قلعہ کانگڑہ کا محاصرہ کرلیا ساڑھے تین سال تک برابر محاصرہ رہا تمام علاقہ غارت ہوگیا آخر
سنسار چند نے سخت تنگ آکر رنجیت سنگھ والی لاہور سے مدد طلب کی اور اقرار ہوا کہ اگر رنجیت سنگھ آکر
گورکھہ فوج کو ستلج پار اوتار دیوے تو قلعہ کانگڑہ پر اوسکا دخل کرا دیا جاویگا مگر سوا اسی قلعہ کے اور پہاڑ
علاقہ سے اوسکو سروکار نہوگا رنجیت سنگھ اس پیغام سے بہت خوش ہوا سکھی فوج لیکر کانگڑہ جا پہونچا چونکہ گورکھہ
فوج تین سال کے محاصرہ اور قلعہ کے نہ مفتوح ہونے سے تنگ آگئی ہوئی تھی علاوہ اسکے اونمین بیماری دوا بھی
پھیلی ہوئی تھی اونہون نے رنجیت سنگھ کے جانے کے بعد محاصرہ چھوڑ دیا اور بار برداری لیکر ستلج پار اوتر
گئے اونکو جاتے ہی قطع نظر قلعہ کانگڑہ سے تمام پہاڑ مین رنجیت سنگھ نے اپنے تھانہ جا دئے اور انتظام اپنا کرلیا
قلعہ مین بھی ایک ہزار سکھی فوج تعینات ہوئی اور تمام پہاڑ مین سے صرف نادون وکوٹلہر وغیرہ چند علاقے
راجہ سنسار چند کو واگذار کئے اس تنزل کے بعد سنسار چند [illegible] مین مرگیا اور انرودھ چند اوسکا بیٹا
جانشین ہوا مگر رنجیت سنگھ کے تشدد اور فتح چند اپنے چچا کے نفاق سے تنگ آکر انگریزون کے ملک مین جا بیٹھا
اوسکے جانے کے بعد رنجیت سنگھ نے جودھبیر چند سنسار چند کے دوسرے بیٹے کو جو رانی گدن کے بطن سے تھا راجگی
کا خطاب دیا اور اوسکی دو بہنون سے جو نہایت خوبصورت تھین شادی کرلی اور فتح چند سنسار چند کے بھائی
کو علاقہ راجگیر جاگیر مین دیکر راجگی کا خطاب بخشا آخر راجہ انرودھ چند سمت ۱۸۸۸ مین مقام ہردوار مرگیا رنبیر چند
و پرمودھ چند دو بیٹے اوسکے باقی رہے اونھون نے اپنی حق رسی کے واسطے حضور لارڈ گورنر جنرل بہادر
استغاثہ کیا اور بذریعہ وید صاحب اجنٹ رزیڈنٹ بہادر کے اونکی سفارش دربار لاہور مین ہوئی رنجیت سنگھ نے
انگریزون کے کہنے کے بموجب علاقہ مہوری محل جمعی پچاس ہزار روپیہ اونکی جاگیر مین دیکر انرودھ چند کے
بڑے بیٹے رنبیر چند کو راجگی کا خطاب دیا اور یہہ علاقہ اونکی جاگیر مین دلیپ سنگھ کی ریاست تک بدستور قائم رہا
سمت ۱۹۰۵ مین رنبیر چند مرگیا اور بحکم مسٹر کارنک صاحب حاکم کوہستان پرمودھ چند اوسکے بھائی کو راجگی کا خطاب
عطا ہوا مگر اوسی سال مین جب سکھون نے جمع ہوکر پنجاب مین فساد برپا کیا تو پرمودھ چند نے بھی سرکشی کی اور مسٹر
بارنس صاحب کے ساتھ لڑائی کرکے مقید ہوا اور بحالت قید المورہ کو بھیجا گیا اور وہان ہی سمت ۱۹۰۶ مین مرگیا یہہ
علاقہ تو اسطرح سرکار کے ضبطی مین آیا اور دوسری خاندان فتح چند کا یہہ حال ہوا کہ جب وہ مرگیا تو لاچند

اوسکا بیٹا جانشین ہوا جب وہ مرا تو پرتاپ چند اور دو اور بیٹے وارث چھوڑے صاحبان انگریز کا حکم ہوا
کہ وراثت اس خاندان کی کل وارثون کو تقسیم کر دیجاوے پرتاپ چند نے اپنے بھائیون کو راضی کر کر درخواست
کی کہ وراثت ہماری تقسیم ہوجاوے بسفارش مسٹر بارنس صاحب سنہ ۱۸۵۹ء مین خطاب راجگی کا پرتاپ چند کو عطا ہوا
مگر تقسیم کا حکم بدستور قایم رہا غرضکہ سینکڑون برسون کی حکومت اس خاندان کے عروج کی چند سال مین بحکم احکم
الحاکمین درہم برہم ہوگئی اللہ باقی و الکل فانی **دھرم سال یا کوہ ہنسب** کسو یہ ایک
سرد پہاڑ اور آرام گاہ انگریزون کا کانگڑہ کے ضلع مین کانگڑہ سے آٹھ میل اور لاہور سے بسمت شمال مشرق
ایکسو چھبیس میل شملہ سے ستانوین میل واقع ہے ضلع کانگڑہ کی کچہری تمام برسون مین یہان رہتی ہے اور پنجاب
سے بڑے بڑے عہدہ دار انگریز یہان آ کر گرمی کا موسم بسر کرتے ہین گورہ فوج کی چھاونی بھی یہان مقرر ہے
آب و ہوا اس پہاڑ کی نہایت عمدہ و فایدہ بخش ہے اور برفانی پہاڑ اس مقام سے بہت نزدیک ہے ۔۔
جوالا مکھی کانگڑہ کے ضلع مین یہہ شہر بہت قدیم دریاے بیاس کے غربی کنارے کانگڑہ سے سولہ میل
یا بارہ کوس آباد ہے گرد و نواح اسکا سب پرگنہ ارمعدن پہاڑ پانی پہیا نکا خوشنما اور شہر کے پختہ بازار جسمین پتھر
ہی تیار ہو بازار کرتے ہین تمام شہر کا فرش پتھر کا صاف و آراستہ دکانون پر پتھرون کے چھپر لگے ہوے گلی کوچے
باموقع مکانات پختہ و باسلیقہ بنے ہوے ہین تمام اس پہاڑ مین جسقدر شہر عمدہ و باسلیقہ و باموقع بنا ہے
اور کوئی نہین ہے ہر ایک قوم اور پیشہ کے لوگ وہان موجود ہین مگر مسلمان کم اور ہندو زیادہ خصوصا
سوداگرون کے گھر تو بکثرت آباد ہین آدمی خوبصورت حسن اچھا آب و ہوا معتدل ہے کل آبادی شہر کی قریب تین ہزار
گھر کے ہے شہر کے اندر و باہر شوالے و ٹھاکر دوارے ہندون کے عبادتگاہ بشمار ہین بڑا استھان جوالا مکھی
کا ہے جسکا مفصل حال علحدہ تحریر ہوگا شہر کے پاس ایک قدرتی چشمہ جاری ہے اوسکے پانی کی یہہ تاثیر ہے کہ
جسکا گلا سوج جاتا اور گلہڑ آزار مین گرفتار ہو اوسکے پینے سے گلا اوسکا اچھا ہوجاتا ہے **نادون** ضلع کانگڑہ
مین یہہ ایک قصبہ مشہور و مطبوع مقام ہے پاس اسکے دریاے بیاس بہتا ہے دریا کے کنارے ایک اونچے ٹیلے کے
اوپر اسکی آبادی واقع ہے اس مقام پر دریا بہت عمیق اور تیز چلتا ہے پانی نہایت صاف و شفاف
ڈیڑہ سو گز چوڑان رفتار فی گھنٹہ تین میل ہے دہنا کنارہ دریا کا اس مقام پر بڑا سنگین و بلند اور بایان کنارہ
زمین کے ساتھ ہموار ہے شاہ گذر یہان کا مشہور ہے اس گذر سے ایک سڑک گذر کر ہندوستان سے کشمیر کو جاتی ہے
راجہ سنسار چند کے وقت مین یہہ شہر بڑا آباد تھا اور اوسیوقت کی مثل زبان زد لوگون کے ہے کہ جائیگا نادون
آئیگا کون حسن اس شہر کے عورتون کا مشہور و مطبوع ہے اور رعایا غریب کم زبان اب بھی آبادی اسکی
اچھی اور بازار آباد ہے تجارت غلہ وغیرہ کی ہوتی ہے اور تحصیلدار رہتا ہے صاحب بہادر ضلع کانگڑہ کو یہان

تحصیل کا کام دیتا ہی **نورپور** باری دوآب کے پہاڑ سے نکلے قطاروں کوہ ہمالہ کے اوس سڑک پر جو پنجاب
اور ہندوستان سے کشمیر کو جاتی ہی ایک شہر پہاڑی مثلثی میدان میں کچھ ایک چھوٹا سا شہر آباد ہی طول آبادی
کا ایک کوس ہی اور عرض بسبب ہونے شکل مثلث کے مختلف ہی بعض طرف کو زمین اسکی زیادہ چوڑی ہی
اور دوسری طرف پونا کوس اور دوسرے طرف صرف دو سو قدم کے قریب معلوم ہوتا ہی نوک کیطرف ایک قلعہ
پتھر کے عمارت کا دو سو فیٹ کے اونچے ٹیلے کے اوپر بنا ہی مضبوط و مستحکم بنا ہوا ہی عمارت شہر کی سنگین بارونق ہی
بازار میں تخمیناً چار سو دکان ہی کل شہر میں آٹھ ہزار آدمی آباد ہی شہر کے اندر جانیکے دو ہی ایک ہی
دروازہ بہت اونچا بنا ہوا ہی پتھر کی سیڑھیاں بہت چڑھ کر دروازے تک پہنچتی ہیں تعداد سیڑھیوں کی اوپر سو
سے زیادہ ہی قلعہ میں راجہ کے رہنے کے گھر بہت عمدہ و مطبوع بنی ہوئی ہیں کچھ آبادی اس شہر کی گرد نواح
کے نیچے بھی ہی جہاں جولاہی وغیرہ رذیل قوم رہتی ہیں راجہ باسو نے کہ اول مئو میں رہتا تھا اسمقام کو
پسند کر کے ریاستگاہ اختیار کی اور آبادی کرا کر بسال گیارہ جلوس جہانگیری قلعہ بنانا شروع کیا چند روز نہین کہ
جہانگیر بادشاہ نے کانگڑہ پر مہم کی تو اوسوقت راجہ سورج مل بیٹا راجہ باسو کا جہانگیر کا راجہ تھا جہانگیر نے
اوسکو بھی اپنا فرمانبردار بنایا اور نام اس شہر کا جو پہلی دہمیری مشہور تھا بدل کر بنام نورجہان اپنی ملکہ
نورپور رکھا و باشرق و شمال کے طرف شہر کے اور قلعہ کی بنیاد کے نیچے دریای چکی بہتا ہی جو یہان سے
آگے بیس میل چلکر دریای راوی کے ساتھ جا ملتا ہی شہر کے اندر بسبب سختی و بلندی زمین کے کنوئیں بہت ہی
کم ہیں اور گرمی کے موسم میں پانی کی شہر میں بہت قلت ہوتی ہی مگر قلعہ کے پاس ایک چھوٹا تالاب قدیمی بنا ہوا ہی
اور برسات کے پانی سے وہ پر آب رہتا ہی اوس تالاب سے شہر والے پانی پیتے ہیں شہر کے اندر طرح طرح کے
اہل حرفہ و پیشہ صاحب علم و ہنر رہتے ہیں مگر کشمیری مسلمانوں کی بہت کثرت ہی جو شالبافی کا کام کرتے ہیں
بہت اعلیٰ سوداگری یہاں پشمینہ کی ہی اور تجارت غلہ وغیرہ کی ہندو اور کھتری کرتے ہیں کوہ
چنبہ و کشمیر و لداخ و تبت و یارقند سے سوداگری کا مال یہاں آکر فروخت ہوتا ہی اور یہاں کا مال لدکر
اور ملکوں میں جاتا ہی آب و ہوا یہاں کی معتدل ہی ملک سرسبز و سیراب ہی قلعہ کے چاروں طرف اوسکے
پہاڑ اور باہر شہر کے بفاصلہ تین میل ایک باغ بہت عمدہ بنا ہوا ہی اوسمیں عالیشان عمارتیں اور
میوہ دار درخت بیشمار ہیں۔ بلندی اس شہر کی سمندر کی سطح سے ایکہزار دو سو چھپن فیٹ ہی پہلے یہ شہر
دار الریاست راجگان قوم کٹوچ تھا عرصہ ایکہزار برس کا گذرا ہی کہ راجہ جیت پال بانی اس خاندان کا دہلی
کی سلطنت سے بسبب غلبہ قوم چوہان کے بیدخل ہو کر ادہر کو چلا آیا اور موضع پٹھانیان میں جو بارہ دیہہ تھے ان کو
اپنے تصرف میں لا کر راجہ بنا اوسکے بعد جب سولہ پشتین اوسکی اوسی طرح راج کرتی چلی آئین تو سترھوان راجہ

رانا کیلاس حکومت آرا ہوا اسنے اپنی حکومت زیادہ کی اس راجہ کے پیچھے پانچواں جانشین راجہ بھارٹ مل تھا
اوسنے اکبر بادشاہ کی اطاعت قبول کی ایک تھہ یہ راجہ شکار کھیلتا مقام پر جہاں شہر آباد ہی آ ہو سنا تھا
مطبوع دیکھکر آبادی شہر شروع کی اور یہاں اقامت رہنا اختیار کیا چونکہ شہر کی آبادی سے پہلی ایک ہندو رہتا دیو
دھرم نام کا یہاں رہا ہوا تھا اوسنے بھی اوسیکے نام پر شہر کا نام بھی دھرم پور رکھا اوسکی پیچھے راجہ
باسو نے قلعہ تعمیر کی بنا رکھی اور شہر خوبی آباد کر آیا اوسکی بعد سورج مل گدی نشین ہوا اوسکی وقت میں
یہہ شہر جہانگیر کے حکم سے نورپور کے نام سے موسوم ہوا اوسکی بعد جب راجہ بختی سنگھ یہاں کا راجہ ہوا تو اوس نے
شہر کی آبادی اس طرح سے بڑھائی کہ پہاڑ میں اور کوئی شہر اسکی ساتھ کا آباد نہ تھا اوسکی بعد چوتھی پشت
تک یہہ ریاست قائم رہی آخر رنجیت سنگھ نے بعد فتح کانگڑہ اس خاندان کے راجہ کو بھی ایسا غارت کیا کہ پینڈ مال
تک و نذرانہ دیکر برباد ہو گئی جب ریاست مفلس ہو گئی تو سکھی فوج کے ہاتھ سے تجارت بھی گئی اب یہاں ایک
تحصیلدار حاکم ماتحت حاکم صاحب ضلع کانگڑہ رہکر تحصیل کا کام دیتا ہے **تلوک ناتھ یا ترلوک ناتھ**
یہہ شہر نورپور سے مشرق میں کانگڑہ اور نورپور کے درمیان ایک پہاڑی ندی کے کنارہ پر آباد ہے آبادی
اسکی اگرچہ تھوڑی ہے مگر یہ رونق قدیمی شہروں سے بھی زیادہ تر پہلے یہاں تلوک ناتھ نام ایک مندر شیو جی مہادیو کا
بنا ہوا تھا اوسکے پاس گلیر کے ریاست کے وزیر مسمی دھیان سنگھ نے باغ بنایا اور کچھ تھوڑی سی آبادی بعد ازاں
تلوک ناتھ کا مندر بنا شہر ہو گیا اور اس سے تھوڑی ہی مدت بعد جب سردار لہنا سنگھ مجیٹھیہ رنجیت سنگھ کے
حکم سے کل پہاڑ کا ناظم مقرر ہو گیا تو سردار لہنا سنگھ کو یہہ موقع بہت پسند آیا اور اوسنے اسکی آبادی میں
بدل وجان کوشش کی بلکہ ایسا حکم دیا کہ جو کوئی مجرم یا تقصیری کسی ریاست کا اس مقام پر آکر آباد ہو وہ
اس جرم سے آزاد ہوا اور اگر کوئی مفلس نادار ہو تو اسکے ارادی پر یہاں آوے وہ پہلی ششماہی کا غلہ
سرکار سے۔ یہہ بات جب مشہور ہوئی تو سینکڑوں آدمی ہندو مسلمان اسجگہ آکر آباد ہوئی اور تھوڑی
سی مدت میں پرانی شہروں کی طرح یہہ قصبہ بخوبی آباد ہو گیا کارخانہ پشمینہ کا یہاں بہت جاری ہے یہاں کا
بنا ہوا پشمینہ دور دور جاتا ہے تجارت ہر ایک جنس کی یہاں بہ نسبت نورپور کے بہت ہے یہہ مقام سرد ہے
آب و ہوا معتدل ہے بہت سی ریشم و اسلے یہاں کے ہندو کھتری اور مسلمان تھوڑے ہیں حسن و صورت
اچھا ہے مگر پوشش کثیف ہے شمال طرف اسکی بہت بلند پہاڑ پر بہار اور جنگل ہے اور چند کے علاقہ کا ہے شہر کے
پاس تلوک ناتھ شیو جی کا مندر ہندوؤں کا تیرتھ گاہ ہے اور اوسی کے نام سے یہہ شہر موسوم ہے
ہمیرپور کانگڑہ کے ضلع میں یہہ بھی ایک تحصیل کا مقام ہے ہمیرپور اسکا نام ہے پختہ بازار ہے اور ایک
دکاندار مشہور ہے اور ایک پختہ قلعہ سنگ کا بہت مضبوط یہاں بنا ہے یہہ شہر ... کے نزدیک تحصیل

پھر جگجیت سنگھ نے حکومت پائی اوسنے پانچ تعلقہ سراج کے اور لیئے اوسکے بعد پرتھی سنگھ ثانی راجہ بنا اوسنے کل علاقہ سراج کا اپنے تصرف مین کر لیا اور یہی سلسلہ ابتک رہا بلکہ دریاے ستلج سے اوتر کر کوٹ گڈھ پر قابض ہوا بعد اوسکے چار پشت تک ایساہی رہا پانچوین جانشین بکرم سنگھ کے عہد مین وزیری کا چہارم علاقہ منڈی کے راجہ نے اوس سے چھین لیا اور علاقہ کوٹ گڈھ بھی اوسکے دخل سے نکل گیا اوسکے بعد جیت سنگھ نے گدی پائی جسکے وقت سمت ۱۸۹۷ مین لاہور کی سکھی فوج مرگ مفاجات کیطرح اوسکے سر پر جا پہونچی اور کل ملک اور راجہ کا مال و اسباب خزانہ سب لوٹ لیا اور کل علاقہ ضبط ہو کر شامل سلطنت لاہور کے ہو گئے اسی غم مین راجہ جیت سنگھ پریشان حال ہو کر مر گیا اور کوئی وارث اوسکا باقی نہ رہا مگر شیر سنگھ والی لاہور نے اس خاندان کی قدامت اور لہنا سنگھ مجیٹھیہ ناظم کوہستان کی سفارش کیطرف توجہ کر کے جیت سنگھ کے چچا ٹھاکر سنگھ کو راجہ بنایا اور علاقہ وزیری جو موروثی ورثہ اس خاندان کا تھا اوسکو عطا کیا اور باقی ملک سب کا سب ضبطی مین لے لیا۔

سمت ۱۹۰۳ مین جب یہ پہاڑ سرکار انگریزی کے تصرف مین آیا تو حکام انگریزی نے بھی بعوض بارہ ہزار روپیہ کے وہ علاقہ بدستور ٹھاکر سنگھ کے پاس رہنے دیا

نگر یہ ایک قصبہ دریاے بیاس کے پار کے پہاڑ ریاست ککلو مین لودھیانہ سے شمال مشرق کو بفاصلہ ... میل آباد ہے

سہری گرتہ یہ ایک قصبہ شمال مشرقی انجام کوہ شمالی ہمالیہ ریاست ککلو مین ... بسمت جنوب و جنوب مشرق بفاصلہ پینتالیس میل کے آبادی ہے

گوہانی ککلو کے پہاڑ کے علاقہ مین یہ ایک ندی پہاڑ کے اندر سے نکلکر اور بسمت جنوب مغرب بیس میل کا راستہ طے کر کے دریاے بیاس مین شامل ہو جاتی ہے

چنبہ یہ شہر کوہ ہمالہ کے جنوبی قطارون جمون علاقہ کے جنوب کیطرف دریاے راوی کے کنارے کے اوپر آباد ہے شرق کیطرف اسکے دریاے راوی ہے جسکو وہان ایراوتی کہتے ہین اور غرب کے طرف دریاے سیال بہتا ہے اور دونو دریا اسی شہر کے نیچے باہم ملجاتے ہین اسلیئے شہر کی آبادی کی شکل مستطیل ہے اور یہ مثل وادی السافلین کے طور پر ہے دو طرف اسکے دونو دریا اور تیسرے طرف ایک بلند پہاڑ ہے یہ شہر اس پہاڑ مین خوبصورتی اور لطافت مین ضرب المثل اور تجارت و سوداگری مین لاثانی ہے مگر آبادی اسکی قرینہ کے ساتھ نہین اور طرز عمارت کا بھی ناپسند مکانات اسکے دو منزلہ سہ منزلہ ہوتے ہین اور چونکہ بہت کے صرف ... ہوتے ہین ہر ایک گھر کے آگے کھلا صحن اور چوڑے میدان مین باشندے چمیلی کے پھول کیطرح نازک حسین دلربا خلیق صاف پوش ہندو کثرت مسلمان کم بلکہ کالعدم آبادی کی ابتدا سے شہر دار الحکومت چلا آیا ہے پرانی قدیمی ٹیڑھی مندر ابتک موجود ہین دریاے راوی سے کچھ بلندی پر چڑھ کے آبادی شہر کی شروع ہوتی ہے اور یہ سبزا اور تک کم چوڑی آبادی بطور رساق کے قیاس کرنی چاہیئے اس آبادی سے آگے ... پانسو قدم لمبا اور دو سو قدم چوڑا ہموار میدان ہے

اوس میں سبزی اور پھولوں کی بہار چار و نطرف گلزار رہتی ہے اوسکا اوپر فارغی آباد ہے گھڑی دن سے جب
آفتاب بغروب ہونے کو ہوتا ہے باہر کے لوگ اس میدان میں سیر کے واسطے جمع ہوتے ہیں شہر کے وسط میں پختہ
مہادیو کا مندر بڑا عالیشان بنا ہوا ہے اور یہاں کے راجہ نے ایک شہر پناہ پہاڑ سے لا کر شہر کی رونق کو دوچند
کر دیا ہے قدرتی انتظام اس شہر کا ایسا ہے کہ اور کسی کا نہیں ہے کہ تین دریا ستون کے سوا ہے اور کوئی راستہ شہر
کے اندر جانیکا واسطے نہیں ہے دو راستہ تو دونو دریاؤں سے اوترکر شہر کے اندر جاتے ہیں اور ایک راستہ
پچھلے پہاڑ کے طرف سے آتا ہے دونو دریاؤں کے پل نہایت پختہ بنے ہوئے ہیں شہر کا پختہ بازار ہے بڑے
بڑے ساہوکار مالدار یہاں دوکانیں کرتے ہیں کوئی ایسی چیز کسی ملک کی نہیں ہے جو وہاں دستیاب نہیں
ہوتی دور دور سے تجارت کا مال آتا ہے ایک ایک سوداگر ہزاروں روپیہ کا فائدہ اوٹھاتا ہے کل
شہر میں اٹھہزار گھر کی عمارت اور پانچہزار آدمی کی آبادی ہے قلعہ کے اندر راجہ کے رہنے کے حویلیاں بڑی
بلند و عالیشان بنی ہیں گرد و نواحی علاقہ اس شہر کا ہر ایک صفت سے موصوف ہے آب و ہوا معتدل ہے نہ بہت زیادہ
گرمی ہے نہ بہت یہاں موسم سرد رہتا ہے سردی میں برف پڑتی ہے پیداوار غلہ کی اچھی ہے چانول بہت پیدا
ہوتی ہیں اخروٹ و زیرہ و دہوپ یہاں بہت ہوتا ہے پالم کے چانول سب علاقہ سے عمدہ ہوتی ہیں اونکی
تجارت یہاں سے ہے یہ راجپوت ہندوؤں کے رہنے کا یہ مقام ہے رعایا کو سب طرح کا آرام ہے - منڈی کی ریاست
قدیم سے چلی آتی ہے اب بھی ایسری سنگھ یہاں کا راجہ زیر حکومت صاحبان انگریز اپنی علاقہ پر خود مختار و با
اختیار رہیں سرکار میں انکی بڑی عزت و توقیر ہے رنجیت سنگھ کی عملداری سے اول اس ریاست کی ماتحت
بہت علاقہ تھا اگر رنجیت سنگھ نے بہت سا علاقہ اس ریاست سے چھین کر اپنی سلطنت کو شامل کر لیا ہو لیکن بعد
سلطنت لاہور کے انگریزوں نے راجہ گلاب سنگھ کے پاس فروخت کر ڈالا اب کل علم اس ریاست کا چار ہزار پانچ
میل مربع ہے جو دریا بیاہ کے دونو کنارہ دریا پر کانگڑہ سے سمت شمال اور [illegible] فانی پہاڑ سے جنوب کو
واقع ہے طول اوسکا لاہول سے کشتواڑ تک و سو کوس اور عرض تا منتھی و بارہ [illegible] تک اسی کوس ہے شرقی علاقہ کے طرف
لاہول و کلو جنوب کے سمت کو علاقہ نورپور کانگڑہ غرب کے سمت بسوہلی و جسمر و چنبہ شمال کے طرف جسکرہ کشتواڑ و
[illegible] بلند ہیں گکریسہ تمام ملک سرد ہے نہ زیادہ سردی موسم میں سب برسنے برف کے تمام علاقہ سفید نظر آتا ہے
بہار کے موسم میں جو بہار ہوتی ہے اوسکو دیکہ کر سیر کرنے والون کو بہشت کا باغ یاد آتا ہے -- + --

لاہول چتیہ علاقہ ایک حصہ ریاست چنبہ کا ہے جو فاصلہ چنبہ سے جنوب کے طرف لاہول کلو سے ملحق ہے اس علاقہ
میں تمام سال برف پڑی رہتی ہے اگر برسات کے موسم میں برسات اچھی طرح سے ہو گئی تو برف پگہل جاتی ہے
ورنہ اسی طرح برف کا عالم ہے اس علاقہ میں گدی قوم آباد ہے سفیدی و خدمات اونکی وحشیانہ کسی سے اختلاط

کے دین اسلام سے مخصوص ہے غیر مسلمان اسی نام سے بتون کی سی کام کرتی ہین بعد کرکسین کے وقت سے شب جوالا سین کے عہد تک
سنین راجہ پشت بہ پشت یہان راج کرتے آئے جوالا سین کے بعد شمشیر سین بعد اسیری یا سین راجہ ہوا بعد ظالم سین اسیری سین کے بھائی
نے حکومت پائی اوسکے عہد مین رنجیت سنگہ نے حکومت نے یہان دخل لیا اور یہ دربار نذرانہ لینا اوسکی تکلیفین دیتے رہے شروع ہو مین
ظالم سین کے بعد بلبیر سین بیٹے کو راج دیتے گئے بڑا جاری نذرانہ سرکار لاہور مین و یگر گدی حاصل کی مگر یہہ جانشین بہت سنگہ
کو نذرانہ دیتی وقتی تنگ آ گیا اور ریاست مفلس ہوگئی رنجیت سنگہ کے مرنے کے بعد نونہال سنگہ نے سبب عدم وصول ہونے
نذرانہ کے منڈی کے اوپر فوج کشی کی اور بلبیر سین گرفتار ہوکر قلعہ گوبندگڈہ مین محبوس ہوا چند سال محبوس
رہا جب شیر سنگہ کا وقت آیا تو پھر اوسکو سرفرازی ہوئی اور کچھ نوکری اوسکے ذمہ قرار پائی جب دوابہ
بست انگریزون کے علاقہ مین آیا تو سرکار نے بھی ایک لاکھ روپیہ سالانہ کی نوکری اس راجہ کے ذمہ قرار
دیکر راج کو بدستور قایم و بحال رکھا اور رئیس منڈی کا روز کے خلش اور دربار لاہور کی تکلیف دہی سے
مامون و مصون ہو کر بیٹھا جب بلبیر سین ۱۸۵۱ء مین مرگیا تو راجہ بجے سین اوسکا بیٹا خورد سال رہگیا اسواسطے
سرکار انگریزی نے انتظام اوس ریاست کا اپنے ذمہ لے لیا اور صاحب کمشنر جالندہر مہتمم مقرر ہوئے اور وزیر
گوسانون جو ایک خیرخواہ و نمک حلال وزیر ریاست کا تہا صاحب کمشنر کے نیابت مین ریاست کا کام انجام
دیتا رہا ۱۸۶۶ء مین راجہ منڈی بعد بلوغ پہونچ گئے اور صاحب کمشنر جالندہر نے ایک دربار منعقد کرکے اوسکو تمام
کے اختیارات عطا کئے یہہ راجہ گدی نشین حال ہر ایک علم مین صاحب کمال ہے انگریزی کی تربیت اوسنے مستر
کلارک صاحب سے پائی اختیارات کے سپرد ہوتے ہی راجہ صاحب نے ایک لاکھ روپیہ نقد صاحب کمشنر کی خدمت مین
بہیجا اور درخواست کی کہ یہہ روپیہ کار ہای مفید عام و رفاہ خلق مین خرچ کیا جاوے اس کار خیر سے اونکی
بڑی نیکنامی ہوئی۔ علاقہ راج منڈی کا بہت زرخیز و سیراب علاقہ ہے معدنی دولت بھی یہان بہت ہے
دو جگہ نمک کی کان ہے جس سے بکثرت نمک نکلکر فروخت ہوتا ہے ایک کان کے نمک کو گومہ دوسری کو دور نگ
کہتی ہین ان کانون مین سے نمک سیاہ رنگ مایل بسرخی نکلتا ہے گمہ یہہ ایک چہوٹا سا قصبہ جنوبی ڈہلوان
گہاٹیون کوہ ہمالہ کے اندر آباد ہے عمارت گہرون کی پختہ پتہرون کی بنی ہوئی ہے مکانون کے اوپر بڑی
بڑی چیڑ کے لکڑیون کے چہتین قینچی دار پڑی ہوئی جو بیچ سے اونچی اور دونو طرف سے نیچی ہین اسمقام سے
ایک نمک کی کان ہے جس سے اکثر گلابی رنگ کا نمک نکلتا ہے یہہ کان ماتحت ریاست منڈی ہے راجہ کے
ملازمون کے معرفت نمک نکالا جاتا ہے **کملا گڈہ** یہہ قلعہ کوہ ہمالہ کے چوٹی سے اوپر بائین یا جنوبی
کنارے دریای بیاس کے کچھ تعمیری اور کچھ قدرتی بنا ہوا ہے پاس پاس اسکی اور بھی پہاڑی قلعے پہاڑ کے
نیلی چوٹیون پر بنی ہوئی ہین جو شمال سے جنوب کو تین میل کے فاصلے کے اندر اندر ہین اس پہاڑ مین ایک

اسکی چوٹی بلند ایسی ہے جو سب چوٹیوں سے اکہو پچاس فیٹ بلند اور بیاس کے سطح سے پندرہ سو فیٹ بلند ہے اور سمندر
کے سطح سے تین ہزار فیٹ بلند ہے سطح اس چوٹی کا جسپر یہ قلعہ بنا ہوا ہے آٹھ میل لمبا اور پانچ میل چوڑا ہے
جسکے گرد گہری گہری ندیاں بہتی ہیں دیہلوں میں گھاٹیاں بہی اسکی چاروں طرف سے ہیں جو اسی اور سو
اور ڈیڑہ سو فیٹ تک بلند ہی سیتہ ہیں بہ سبب قلعہ زادہ مضبوطی کے قدیم زمانہ میں ہمیں راجہ سنسار چند
راجہ کٹوچ کانگڑہ نے اس قلعہ کے اوپر یورش کی مگر کامیاب نہ ہوا بعد ازاں رنجیت سنگھ کی فوج بسرکردگی
جنرل ونتورا صاحب کی جہان بامور تہوڑی اور بہت بڑی محنت سے یہ قلعہ لیا **سکیت** یہ شہر ریاست
میں بہت بڑا شہر اور قدیم راجدہانی ہے اور ریاست سکیت کی پرانی ہے بلکہ منڈی کی ریاست بہی اس ریاست کی
ایک آخری شاخ ہے آبادی شہر کی پہاڑ کے دامن میں بہت اچہی موقع کے اندر واقع ہے ویسی باہر شہر کی
زمین نہایت پر فضا و سرسبز ہے شہر کے نیچے بازار ہے بہادر مقطع نیچہ عمارتیں فرش کے نیچے ہوئی ہیں راج محل
سادہ عمارت کا بنا ہوا ہے رہنے والے شہر کے خوبصورت سادہ مزاج حلیم اشراف علاقہ اس ریاست کا بارہ
میل لمبا اور بیس میل چوڑا ہے کل سطح اسکا چار سو بیس میل مربع شمار میں آتا ہے کل علاقہ میں چوالیس ہزار
پانسو باون آدمی رہتے ہیں اور اسی ہزار روپیہ ریاست کی آمدنی ہے **جہتلی** یہ ایک قصبہ ریاست سکیت
کے متعلق دوابہ ست کے پہاڑ میں سکیت سے دس میل بسمت جنوب مغرب اور کوہ شملہ سے پینتیس میل شمال
کی طرف کو آبادی ہے **جہجی** یہ ایک قصبہ ریاست سکیت اور دوابہ ست کے پہاڑ کے متعلق شہر سکیت
سے اٹھائیس میل بسمت جنوب مشرق اور شملہ سے شمال مشرق کو فاصلہ بیس میل آباد ہے **کہیا** یہ علاقہ
دون کے شمال دریای بیاس کے کنارے سیبہ کا علاقہ ہے علاقہ اسکا تمام پہاڑ ناہموار دشوار گذار اور
جنگل غدار و ویرانہ پرخار ہے رہنے والے اسکے عموما راجپوت ہیں جنگل اس علاقہ میں بہت ہے اور دیا
وکریانہ بہی اس میں بہت پیدا ہوتے ہیں خوشبودار پہول بافراط خاص قصبہ سیبہ میں آبادی اچہی ہے لوگ
غریب طلب مالدار ساہوکار رہتے ہیں عطر پہول کا نکالا ہوا اسکا مشہور ہے سیبہ کی ریاست کا یہ حال ہے
کہ پہلے راجہ ہری چند کٹوچ راجہ سنگہ چند کٹوچ کا بیٹا اپنے بہائی کرم چند سے ناراض ہوکر گلیر کا راجہ بنا اور
شہر ہری پور آباد کرکے رہنے لگا اسکے بعد تیسرا جانشین سوبرن چند ہوا سوبرن چند کے چار بیٹے ہوئے اور
ہر ایک نے الگ الگ خاندان بنا اور تین ہو گئے بڑے بیٹے نے باپ کی گدی پائی اور دوسری چند نامی
بیٹے نے اپنے بہائیوں سے علیحدہ ہو کر سیبہ کا مالک ہو کر اور جنگل کٹوا آباد کر لیا بعد اسکے بہی چند کی
مانک چند تک کئی پشتیں برابر راج کرتی ہوئی چلی آئیں مانک چند کے دو بیٹے ہوئے بڑا بیٹا انکا گوبند چند
تو باپ کی گدی کا مالک بنا اور دوسرا بیٹا گوبند چند نے اتارپور کا مالک علیحدہ کرکے اپنا الگ راج

مسلمان بادشاہون سے اول ناصرالدین سبکتگین شاہ غزنی نے پنجاب پر چڑہائی کی اور راجہ جے پال والی
پنجاب کے ساتھ لڑکر فتحیاب ہوا اگرچہ لاہور تک نہین پہونچا مگر اہل تواریخ اوسکو پہلا عازم ملک پنجاب
کا شمار کرتے ہین بعد ازان **سلطان محمود غزنوی** نے راجہ جے پال و اننگ پال پر فتح پاکر پنجاب
پر قبضہ پایا اور ملک ایاز بندہ جان باز اپنے کو پنجاب کی حکومت عطا کی ایاز نے شہر لاہور کو جو غزنوی فوج
کے حملون سے ویران ہوچکا تھا دوبارہ آباد کیا اوسکی وقت مین پنجاب نے پھر آبادی کی صورت پیدا کی سلطان
محمود کے بعد جب **سلطان مسعود** اوسکا بیٹا تخت نشین ہوا تو اوسنے احمد بن التینگین کو پنجاب کا
حاکم بنایا لیکن احمد تھوڑے ہی دنون کے بعد باغی ہوگیا اسواسطے بادشاہ نے فوج جرار بسرکردگی سہمی ناتھ کے
پنجاب کو مامور کی وہ مع فوج لاہور مین آیا اور ایک مہینے تک محاصرہ رکھا آخر باہم لڑائی ہوکر شاہی افسر
مارا گیا اور فوج متفرق ہوگئی اس واردات کے بعد ملک بن حسین غزنی سے فوج لیکر آیا اور لاہور
پہونچکر اوسنے احمد کو شکست دی احمد شکست کھاکر کشتی مین بیٹھا اور چاہا کہ دریاے راوی کے راستے ملتان
کو بھاگ جاے مگر فوج شاہی نے کشتی کو جا گھیرا اور کشتی غرق ہوگئی اوسکے بعد وہی ملک پنجاب کا حاکم بنا
پھر چند برسون کہ سلطان مسعود ہانسی کی مہم فتح کرکے لاہور آیا تو اوسنے شہزادہ ابوالمجد اپنے بیٹے کو پنجاب
کا حاکم بنایا اور ایاز خاص کو حکم دیا کہ شہزادہ کا اتالیق ہوکر اوسکے پاس رہے چنانچہ ایاز شہزادہ کا نائب
بنکر پنجاب کی حکومت کرنے لگا پھر جب سلطان مسعود اپنے بھائی ابو محمد کے ہاتھ سے قتل ہوا اور **سلطان
مودود** بن سلطان مسعود بادشاہ ہوا تو اوسوقت ابوالمجد حاکم پنجاب نے باعانت ایاز جان باز کے
دریاے سندہ سے تہانیسر تک کل ملک اپنے قبضہ مین کرلیا ہوا تھا جب اوسنے سنا کہ مودود بادشاہ ہوا ہے
تو اوسنے بھی اپنے آپ کو پنجاب کا بادشاہ مشہور کیا اور اپنے بھائی سے بغاوت اختیار کی اسواسطے سلطان مودود
نے بسال ۴۳۴ ہجری لشکر جرار پنجاب کے لینے کے واسطے مامور کیا اون دنون ابوالمجد اپنی فوج کے ساتھ ہانسی
کے مقام پر تہا اور ارادہ تھا کہ دہلی پر حملہ کرے اسواسطے غزنی کا لشکر بے روک ٹوک لاہور تک آپہونچا پس
جبکہ غضب ہوا کہ اونہین دنونمین ایاز مصاحب و مشار ابوالمجد کا مرگیا اس خبر کے سنتے ہی ابوالمجد ہانسی سے
بکوچ بلغار لاہور آیا ابھی لڑائی کی نوبت مین نہ آئی تھی کہ سلطان مودود بھی غزنین سے اپنی فوج کے امداد
کو لاہور آپہونچا اور دونو طرفون سے لڑائیون کے تیاریان ہورہی تہین کہ ناگاہ روز عید الضحی ابوالمجد
کو لوگون نے اوسکی استراحت کے بستر پر مرا ہوا پایا اور کچھ سبب دریافت مین نہ آیا کہ اوسنے خودکشی کی یا
کسی قصدی سے مرا اوسکی مرنے کے بعد سلطان مودود نے کل انتظام پنجاب کا کرکے احسن اللہ بیگ غزنوی کو
پنجاب کا حاکم مقرر کیا اور خود غزنی کو روانہ ہوا مگر اوس ناظم سے کچھ انتظام ملک کا نہوا اور تمام پنجاب مین

بے انتظامی پھیل گئی اور بادشاہ کیطرف سے بھی اسمین کچھہ توجہ وقوع مین نہ آئی ایسا حال دیکھہ کر راجہ اننگپال
راجہ معزول کے متعلق لوگ راجگان ہند کی دلدہی اور مدد سے لاہور کے لینے پر آمادہ ہوئے اور دس ہزار
فوج لیکر لاہور کا محاصرہ کیا لاہور کے ناظم نے بہت سے عرضیان بادشاہ کی خدمت مین لکھین اور امداد
مانگی مگر وہان سے جواب تک نہ آیا اسواسطے ناظم خود غزنی کو چلا گیا جب دار السلطنت ناظم سے خالی ہو گیا
تو باہر کا انتظام تو ہندؤن نے کر لیا مگر لاہور فتح نہوا کیونکہ سرداران معزول عہد شہزادہ ابو المجد کی باہم
متفق ہو کر شہر کو بدستور بند رکھا اور ہندؤن کے فوج سے سات مہینے تک لڑتے رہے ہنوز وہی معاملہ در پیش تھا
کہ ۴۳۴ھ مین سلطان مودود نے ابو القاسم محمود و محمد منصور اپنے دونو فرزندون کو پنجاب کے انتظام کیواسطے
لاہور کیا منصور تو پشاور مین آکر وہان کا ناظم بنا اور ابو القاسم محمود ایک بڑی فوج لیکر داخل لاہور ہوا
اوسکے آتے ہی ہندؤن کا لشکر پنجاب کو خالی کر کر چلا گیا بعد وفات شاہ مودود کے جب **ابو الحسن**
علی بن مودود بادشاہ ہوا تو اوسکے وقت علی بن ربیع بن مسعود نے باتفاق میرک وکیل اپنے کے
پشاور و لاہور و ملتان بلکہ کل پنجاب کے ملک پر قبضہ کر لیا اور لاہور کو دار الحکومت بنایا اوسکے عہد مین
مخدوم علی گنج بخش ہجویری غزنین سے لاہور مین تشریف لائے اور یہان ہی قیام رکھا اوسکے بعد جب
سلطان عبد الرشید کے سلطنت کا وقت آیا تو اوسنے علی قابض پنجاب کو تسلی و دلاسا
دیکر اپنے پاس بلایا اور سپہ تونشکین حاجب غلام وفادار اپنے کو انتظام پنجاب کا سپرد فرمایا بعد چندے پنجاب
مین خبر آئی کہ سلطان عبد الرشید کو طغرل حاجب ناظم سیستان نے دغا سے قتل کر دیا اور خود بادشاہ بن بیٹھا ہے
یہہ خبر سنکر حاکم پنجاب غضب مین آیا اور پنجاب کے لشکر کو غزنین کیطرف جانے کا حکم دیا اور امرای غزنین کو لکھا
کہ کسیطرح میرے آنے سے اول ہی طغرل نمکحرام کا کام تمام کر دو ورنہ مین خود آکر اوسکا کام تمام کرونگا
مگر اوسکے پہونچنے سے اول ہی امرای غزنین کے ہاتھ سے وہ مقتول ہوا اوسکے بعد جب **سلطان ابراہیم**
بادشاہ ہوا تو اوسنے بھی اوسی تونشکین کو ناظم و سپہ سالار پنجاب کا مقرر رکھا اور خود بھی ہندوستان
کے مہم کے وقت دو مرتبہ آکر لاہور مین مقیم ہوا اوسکے بعد **سلطان مسعود ثانی بن ابراہیم**
نے سلطنت پائی اوسکے حکم سے طغا تگین حاجب پنجاب کا حاکم بنکر آیا پھر **سلطان ارسلان شاہ**
کے وقت محمد بہلیم پنجاب کا ناظم قرار پایا مگر اوسنے **سلطان بہرام شاہ** کے وقت بغاوت اختیار کی اور قبضہ لاہور کر
کے دریای سندھ کیطرف فوج بھیجی یہہ خبر پاکر بہرام شاہ بذات خود بشمار بھاری لشکر لیکر پنجاب پر چڑھ آیا لڑائی مین بہلیم
گرفتار ہوا مگر جب بادشاہ کے روبرو گیا تو بادشاہ نے بسبب اسکے کہ ایام طفلی بادشاہ کی اوسکی گود مین پرورش پائی تھی تقصیر اوسکی
معاف کی اور دوبارہ خلعت دیکر نظامت پنجاب کی اوسکو سپرد کی اسی انتظام کے بعد کہ بادشاہ غزنین پہونچا تھا وہ پہونچا تھا دوبارہ

استقلال بھیم پال ہو کر باغی ہوا اور فوج افغانی اور گکھڑ لوگوں کی نوکر رکھ کر چاہا کہ غزنین پر یورش کرے
یہہ خبر پاکر پھر بادشاہ بفوج کثیر براہ ملتان کے راستے پنجاب میں آیا اور صوبہ پنجاب نے اپنے دوستوں اور لڑکوں کو جو
ایک رستم میدان جنگ تھا مع بیشمار لشکر کے بادشاہ کے مقابلہ کے واسطے نامزد کیا اور پھر خود جریدہ جریدہ
فوج لیکر ملتان کے پاس جا اوترا جب بادشاہ وہاں آپہونچا تو فریقین میں ایک سخت مقابلہ ہوا آخر کار پنجاب
کے ادبار نے مہپال کو آگھیرا اور پنجاب کے فوج کو شکست فاحش ہوئی اور شکست کے صدمے سے چاہا کہ کشتی میں
بیٹھکر سندھ کے ملک کو بھاگ جاوے اتفاقاً دریا کے بیچ منجدھار میں جاکر کشتی اوس حاکم کی مع دوستوں
ساتھیوں کے دریا میں غرق ہوگئی جب وہ حاکم اپنے اعمال کی سزا کو پہونچا تو بادشاہ نے سید [illegible] علاء الدین
بن علوی کو پنجاب کا صوبہ مقرر کیا اور خود غزنی کو چلا گیا پھر جو وقت [illegible] سلطنت اپنی کے بہرام علاء الدین
غوری سے بھاگ کر لاہور میں آیا اور یہاں ہی فوت ہوا اوسکے فوت ہونے پر پھر بہرام کے خسرو شاہ بیٹا
اوسکا لاہور کے تخت پر بیٹھا اتفاقات سے [illegible] تک کل پنجاب کی حکومت کرکے مر گیا اوسکے مرنے کے بعد سلطان
ملک خسرو بیٹا اوسکا جانشین ہوا یہہ بادشاہ [illegible] تمام ملک خارج از پنجاب کھو بیٹھا
چنانچہ سلطان ابراہیم غزنوی نے فتح کی تھی [illegible] لیا مگر سلطان علاء الدین
غوری نے اوسکو آرام سے بیٹھنے نہ دیا اور تین حملوں میں لاہور لے لیا اور خسرو ملک علاء الدین کے
قید میں آگیا اور سلطنت غزنویہ تمام ہوئی پنجاب لیکے سلطان غوری اور دہلی و ہندوستان کے فتح کو روانہ ہوا
اور قطب الدین ایبک اپنے غلام وفادار کو پنجاب کی حکومت سپرد کر گیا سلطان غوری کے مرنے کے بعد سلطان
قطب الدین ایبک نام لاہور کے تخت پر بیٹھکر بادشاہ ہوا اور ایک شخص [illegible] الدین
کو پنجاب کی حکومت سپرد کرکے دہلی کو چلا گیا اوسکے جانے کے بعد سلطان تاج الدین یلدوز
حاکم غزنین بارادہ تسخیر پنجاب داخل پنجاب ہوا اور لاہور کا محاصرہ کرکے [illegible] کے رہنے والوں کو شکست
[illegible] اوسوقت بادشاہی فوج لاہور میں کم تھی [illegible] جنگ میں [illegible] سلطان
قطب الدین یہہ خبر سنکر کوچ بلغار دہلی سے لاہور آیا اور تاج الدین یلدوز کے ساتھ ایسی سرگرمی کے ساتھ
لڑائی کی کہ تاج الدین بھاگ گیا اور غزنین جا کر دم لیا سلطان قطب الدین بھی تعاقب اوسکی غزنین پہونچا
اور چندے وہاں رہکر واپس چلا آیا اور لاہور میں [illegible] گھوڑے سے گر کر مر گیا اوسکے بعد اوسکا
بیٹا آرام شاہ تخت نشین ہوا مگر بسبب عدم لیاقت معزول ہوکر تخت سے اوتارا گیا اور سلطان
شمس الدین التمش بادشاہ بنا آرام شاہ کے وقت میں پنجاب میں کچھہ آرام نہ تھا کیونکہ قباچہ
حاکم سندھ و ملتان [illegible] تک ملک کو لوٹ کرتا تھا آخر سلطان شمس الدین التمش

بادشاہ غزنی کو کچھ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ تاج الدین یلدوز شاہ غزنین نے پھر پنجاب پر یورش کی اور کل پنجاب
لاہور تک تھانیسر تک ملک اپنے قبضہ میں کر لیا اسلئے سلطان شمس الدین نے بڑی جمعیت کے ساتھ اوسکا مقابلہ
کیا اور آخری جنگ ترائن میں ہوکر تاج الدین بندہ گرفتار ہوا اس جنگ سے فراغت پاکر دوسری لڑائی
شمس الدین کی قباچہ بیگ حاکم سندھ کے ساتھ ہوئی جس میں شمس الدین نے فتح پائی ۶۱۴ھ ہجری میں سلطان
جلال الدین شاہزادہ خوارزم جو چنگیز خان تاتاری کے ساتھ لڑتا ہوا وارد ہند ہوا تھا لاہور آپہونچا
اور لاہور پر قبضہ پاکر خوب غارت کی اور اپنے ایک سردار کو شہر لاہور سپرد کر کے خود تا دریائے سندھ
ملک کی غارت کرتا ہوا چلا گیا سلطان شمس الدین پھر خبر سنکر پھر لاہور آیا اور رکن الدین اپنے بیٹے کو پنجاب
کا حاکم بنا کر پھر دہلی کو چلا گیا جب سلطان ۶۳۳ھ میں مر گیا تو رکن الدین بیٹا اوسکا سمی علاء الدین جانی کو
پنجاب کا ناظم بنا کر خود بارادہ تخت نشینی دہلی پہونچا مگر اوسکی تخت نشینی کے بعد علاء الدین حاکم پنجاب
و اعز الدین ناظم ملتان و ... خان ناظم [illegible] ان سب نے ہم صلاح ہوکر بغاوت اختیار کی اس حال سے آگاہ ہوکر
سلطان رکن الدین نے دہلی سے پنجاب کو کوچ کیا پیچھے اوسکے امرائے سلطنت نے **سلطان رضیہ بیگم**
سلطان شمس الدین کی بیٹی کو بادشاہ بنایا اور رکن الدین فیروز شاہ کو معزول کیا رضیہ بیگم کے وقت اعز الدین
کبیر خان ناظم ملتان کل پنجاب کا حاکم بنا مگر تھوڑی ہی مدت کے بعد علانیہ باغی ہوگیا اوسکی سزادہی کو خود ملکہ
... ولایت پنجاب کی طرف متوجہ ہوئی جب سرحد پنجاب تک پہونچی تو صوبہ پنجاب نے اطاعت قبول کی اسواسطے ملکہ دہلی
چلی گئی رضیہ بیگم کے معزول ہونے کے بعد جب **بہرام شاہ بن سلطان شمس الدین** بادشاہ ہوا تو اوسنے
... کو پنجاب کے انتظام پر مامور کیا اوسکے وقت میں تاتاری فوج پنجاب میں آئی اور تمام علاقہ
کو غارت کرتے ہوئے لاہور پہونچی شہر پناہ کا محاصرہ کیا پھر دخل پاکر قتل عام کی کہ شہر کے گلیوں اور
بازاروں میں کشتوں کے پشتے لگ گئے اکثر علما و صلحا و مشائخ و سادات نے اس قتل میں شہادت پائی
حاکم ملک کا اپنی جان بچا کر بھاگ گیا جب یہ خبر دہلی پہونچی تو بادشاہ نے قطب الدین حسن غوری
ایک امیر کو سلطانی فوج کے ساتھ تاتاریوں کے سرکوبی کو پنجاب پر مامور کیا چونکہ وہ فوج اور افسر بادشاہ
سے سرکش ہو رہی تھی اسلئے وہ فوج پانی پت تک پہونچکر واپس چلی گئی اور دہلی میں پہونچکر بادشاہ
کو قید کر لیا ادہر تاتاری فوج کا کوئی شخص جواب دہ نہ ہوا تو اونہوں نے پنجاب کو خوب لوٹا اور جنکا کچھ
ارادہ سے آگے تھی خود ہی واپس چلے گئے بعد ازان جب **سلطان علاء الدین مسعود شاہ**
نے دہلی کے تخت پر اجلاس کیا تو اوسکے وقت میں بھی مغلیہ تاتاری فوج چنگیز خان کے ملک سے آکر
پنجاب میں آئی کوہ دریائے سندھ کے کنارے تک ملک کو غارت کرتی ہوئی اوچ تک آپہونچے اور اوچ کے قلعہ کا

محاصرہ کر لیا یہ خبر پاکر خود بادشاہ دہلی سے پنجاب میں آیا اوسکی آنے کی خبر سنکر کل تاتاری پنجاب سے نکل گئے
اور بادشاہ نے ایک امیر شیر خان نام کو جو غیاث الدین بلبن وزیر کے چچا کا بیٹا تھا خان معظم خان خطاب دیکر
پنجاب کا ناظم بنایا اس ناظم نے قوم گکھڑ سے جو اوسوقت بر سر فساد تھی بہت لڑائیاں کین اور اونکو خوب سزا دی
اسی سنہ میں بادشاہ پھر لاہور تک آیا اور دیپالپور کا صوبہ لاہور سے الگ کر کے شیر خان کو ناظم دیپالپور
اور جلال الدین کو لاہور کا صوبہ مقرر کیا سلطان مسعود کے مرنے کے بعد جب **سلطان غیاث الدین**
بلبن وزیر بادشاہ بنا تو یہ بھی بذات خود پنجاب میں آیا اور لاہور کے قلعہ کے تعمیر کا حکم دیا سال [illegible]
میں شیر خان صوبہ لاہور مر گیا اوسکی مرنے کے بعد مغلیہ فوج نے پھر پنجاب کی طرف رخ کیا اور لاہور تک
پہونچکر وہاں شہر کے گرد محاصرہ کیا ابھی لاہور کے اندر اونکو دخل نہیں ملا تھا کہ شاہزادہ سلطان محمد بادشاہ
کا بڑا بیٹا پنجاب کا حاکم بنکر لاہور آپہونچا اوسکی آتے ہی تاتاری متفرق ہو گئے چند سال کے بعد جب سلطان غیاث
الدین لکھنوتی کے مہم سے واپس آکر دہلی میں داخل ہوا تو شاہزادہ سلطان محمد بھی باپ کے سلام کے واسطے
پنجاب سے دہلی کو گیا اوسکے جاتے ہی فوج مغلیہ پھر آموجود ہوئی رعایا نے عرضی اپنی حال کی شہزادہ کی خدمت میں
تحریر کی اسوقت شہزادہ پس پا واپس چلا آیا اوسکے آنے کی خبر پاکر دشمن سب بھاگ گئی پھر سال ۶۸۳
ہجری میں تیمور خان مغل ایک امیر الامرا اپنی خاندان چنگیزی سے تھا قندہار و غزنین و شاور پر متصرف ہو کر
مع فوج پنجاب میں داخل ہوا شہزادہ محمد سلطان اوسوقت ملتان میں تھا تیمور نے آکر لاہور کا محاصرہ
کر لیا ایک ہفتہ کے بعد شہزادہ کی فوج ملتان سے لاہور آپہونچی اور مغلیہ فوج نے محاصرہ سے اوٹھہ کر لاہور
و دیپالپور کے درمیانی ملک کو خوب لوٹا اور ملتان کو روانہ ہوئی ملتان کو پہونچتے ہی شہزادہ کی لشکر اور مغلوں کی فوج
میں سخت لڑائی ہو کر شہزادہ فتحیاب ہوا اور مغل بھاگ نکلے مگر قضائے ربانی ایسا موقع ہوا کہ شہزادہ کا
لشکر مغلوں کے تعاقب اور اونکی لوٹنے میں مشغول ہو گیا اور شہزادہ کے ساتھ صرف پانسو سوار رہ گئی جو کہ
ظہر کے نماز کا وقت آپہونچا شاہزادہ سواری سے اوتر کر مع سوارون کے نماز پڑھنے میں مصروف ہوا
اوسوقت ایک افسر مغل مع دو ہزار سوار کے جو ملتانی لشکر سے چھپ کر جنگل میں پوشیدہ کھڑا تھا شاہزادہ کو
مشغول بنماز دیکھ کر وہ کمینگاہ سے باہر نکلا اور سب کو مع شہزادہ نماز پڑھتی ہوئی شہید کر دیا اگرچہ آخری
فتح مغلوں کے نصیب ہوئی مگر وہ بھی بسبب اسکی کہ ہزارون قتل و غارت ہو چکی تھی بنگالی ملک میں ٹھہر نہ سکے
اور پھر قندہار کی راہ لی سلطان محمد کے شہادت کے بعد کیخسرو اوسکا بیٹا پنجاب کا حاکم قرار پایا اسکی
وقت میں نہایت امن تھا کسی دشمن نے سر نہ اوٹھایا سلطان غیاث الدین کی مرنے کے بعد جب **سلطان**
کیقباد خسرو کا بھائی دہلی کے تخت پر بیٹھا تو شاہزادہ کیخسرو کو اوسنے اپنے پاس بلا کر باکرام

وزیر کے کہنے کے بموجب شہید کرادیا کیخسرو کے مرنے کے بعد پنجاب کا ملک بیچراغ ہوگیا اور مغلوں کی فوج بھی
آموجود ہوئی لاہور لٹ گیا قتل عام ہوئی یہ خبر پاکر بادشاہ نے ملک باربک خانجہان کو فوج دیکر پنجاب کو
روانہ کیا اوسنے بڑی لڑائیاں کر کر مغلوں کو پنجاب سے نکالا اسکے بعد **سلطان جلال الدین**
فیروز شاہ خلجی کے سلطنت کی وقت ہلاکو خان تاتاری چنگیز خان کا پوتا جسنے بغداد کو قتل و تاراج
کیا تھا بڑی بھاری فوج لیکر پنجاب میں داخل ہوا اور پنجاب کا انتظام کر کر دہلی کیطرف متوجہ ہوا شاہ دہلی
اور اوسکی خوب لڑائی ہوئی جسمین ہلاکو خان نے شکست کہائی اور اپنی ولایت کو معاودت کی اوسکے
جانے کے بعد شاہ دہلی نے شہزادہ ارکلی خان اپنے بیٹے کو کل پنجاب کی حکومت عطا کی مگر جب بادشاہ نے
شہادت پائی اور **سلطان علاء الدین خلجی** قاتل بادشاہ کا بادشاہ بنا تو رکن الدین
چھوٹا بھائی سلطان جلال الدین دہلی سے بھاگ کر پنجاب کو چلا آیا اور پچاس ہزار سوار مع الیاس بیگ
الفخان و ملک ظفر خان امیروں کے ہمراہ گرفتاری شہزادہ ارکلی خان و رکن الدین کے دہلی سے مامور
ہوئے اور دونو شہزادے ان امیروں کے قول و قسم پر اعتماد کر کے بلا جنگ و جدل اونکے ساتھ ہو لیے جب
دہلی پہنچے تو بادشاہ نے اون دونو بیگناہ کو نابینا کرادیا تب بھی اونکے واسطے دائم الحبس کا حکم
نافذ فرمایا اونہیں ایام میں دوزخان بادشاہ ماوراءالنہر پنجاب کے لینے کے ارادہ پر معہ ایک لاکھ سوار کے
داخل پنجاب ہوا دہلی سے بھی الفخان و ظفر خان مع سپاہ کثیر خواہ مامور ہوئے اور اسمین لڑائی ہو کر دہلی کے
فوج نے فتح پائی اس فتح کے بعد ظفر خان نے پنجاب کا انتظام بخوبی کر لیا مگر دوسرے سال ارغلیق خواجہ دوا
شاہ ماوراءالنہر کا بیٹا دو لاکھ سوار لیکر پنجاب پر چڑھ آیا اور پنجاب میں بے روک ٹوک اوسکا دخل ہو کر ایک
معاملہ وصول ہو گیا اس کام سے فراغت پاکر دہلی کے لینے کو آگے بڑھا اور دہلی کے پاس شاہ دہلی اور اوسمین
سخت لڑائی ہوئی جسمین اوسنے شکست فاحش کہائی اور بحالت ابتر ماوراءالنہر کو چلا گیا اوسکے جانے کے بعد ظفر خان
پھر پنجاب کے انتظام میں مصروف ہوا ابھی بخوبی انتظام ہونے نہیں پایا تھا کہ سنہ ... میں پھر مغلوں کی فوج آموجود
ہوئی اور امروہہ تک ملک کو خراب کرتی ہوئی چلی گئی آخر سلطانی فوج کے ہاتھ سے شکست کہا کر پسپا ہوئی اس
صدمہ کے بعد غازی ملک تغلق دہلی سے پنجاب کی نظامت پر مامور ہوا اوسنے دس سال لاہور میں قیام رکھا اور
تاج الدین ملک نائب صوبہ لاہور کا حاکم بنا اوسکے وقت میں کبک نامی ایک مغل فوج لیکر پنجاب میں آیا اور
صوبہ کے فوج سے اوسنے شکست کہائی مابعد **سلطان شہاب الدین و سلطان**
قطب الدین مبارک شاہ خلجی کی سلطنت کے وقت بھی وہی ملک غازی خان تغلق بہ
پنجاب کا صوبہ مقرر رہا جب سلطان قطب الدین مبارک شاہ خسرو خان اپنے معشوق کے ہاتھ سے مع اپنے فرزندوں کے

و لاہور وغیرہ اپنے قبضہ مین کرلیا بادشاہ نے تاتارخان و ملک الیاس کو سارنگ خان کی سزا دہی کیواسطے
مامور کیا اور بمقام لاہور فریقین مین لڑائی ہوئی اور سارنگ خان شکست کھا کر ملتان کو بھاگ گیا اتنے مین
میرزا محمد جہانگیر امیر تیمور صاحبقران کا پوتا فوج لیکر ملتان آیا اور قلعہ ملتان اوسنے اپنے قبضہ مین لیکر
سارنگ خان کو قید کیا مگر وہ قید سے بھاگ گیا اور انہین دنون مین جناب امیر تیمور صاحبقران خود
داخل پنجاب ہوا تو جسرتھ کھکھڑ باغی اوس سے جا ملا بادشاہ نے اوسپر بڑی مہربانی کی لیکن اوسنے برخلاف
حکم امیر کے لاہور آکر شہر کا محاصرہ کرلیا اور قلعہ فتح کرکے قلعہ مین جو بیٹھا اسواسطے فوج تیموری اوسکی سزا دہی
کیواسطے مامور ہوئی اور تھوڑی سی جنگ کے بعد وہ گرفتار ہوکر امیر کے روبرو گیا اور مقتول ہوا اوسوقت
امیر تیمور نے اپنی طرف سے خضر خان کو پنجاب کا حاکم بنایا اور دہلی کو چلدیا اور دہلی کے فتح کے بعد سمرقند کو سدھار
گیا اوسکے جانے کے بعد خضرخان نے بہت استقلال بہم پہونچایا اور دہلی جاکر بادشاہ بن گیا **سلطان
خضر خان** کے بادشاہ ہونے کے بعد عبدالرحیم عمادی الملک جو سلطان خضر خان کے باپ کا متبنی تھا پنجاب
کا ناظم بنا اور خضرخان کے حیات تک حاکم رہا خضرشاہ کے وفات کے بعد **ابو الفتح مبارک شاہ**
بادشاہ ہوا اوسنے ملک حسن کو پنجاب کا صوبہ قرار دیا اوسکے وقت مین بڑا انقلاب پنجاب مین پیدا ہوا
جسرت کھکھڑ بہت فوج لیکر پنجاب پر چڑھ آیا اور تمام علاقہ کو غارت کرتا ہوا لاہور پہونچا اور تمام خطہ جمع
کل پنجاب پر دخل ہوگیا سلطان دہلی اوسکی تادیب کیواسطے خود سوار ہوا جب لاہور پہونچا تو جسرت خود
پنجاب چھوڑکر بھاگ گیا ۸۲۶ھ مین بادشاہ لاہور مین آیا اور لاہور کو جو جسرت کے غارت سے ویران ہوگیا تھا
پھر آباد کرایا اور ملک حسن ایک امیر کو نظامت پنجاب کی عطا کی اور دہلی کو روانہ ہوا بادشاہ کے روانہ
ہونے ہی جسرت پھر آموجود ہوا اور کلانور وغیرہ کی طرف تاراج کرتا ہوا جمون پہونچا اور شہر جمون کو
تاراج کرکے ۸۳۵ھ مین پھر لاہور پہونچا اور دیپالپور تک لوٹتا ہوا چلا گیا اس لڑائی کے بعد ملک سکندر
تحفہ صوبہ پنجاب کا نامزد ہوا ابھی انتظام مین مصروف تھا کہ ۸۳۷ھ مین شیخ علی امیر کابل ایک بھاری لشکر
لیکر پنجاب پر چڑھ آیا اور تمام علاقون کو لوٹتا ہوا لاہور پہونچا مگر سکندر تحفہ نے بہت سا روپیہ دیکر اوسکو
لاہور کے محاصرہ سے ہٹایا بعد ازان عمادی الملک دوبارہ دہلی سے ناظم پنجاب کا ہوکر آیا اور شیخ علی کے ساتھ
بڑی بڑی لڑائیان کرکے اوسکو پنجاب سے نکالا اوسکے وقت مین پھر کسی شخص کی جرات نہ ہوئی کہ پنجاب
مین قدم رکھے لیکن شاہ دہلی کو کسی دشمن کے کہنے سے اوسکی نسبت شکی ہوگیا اور اوسکی تبدیلی ہوگئی
سکندر تحفہ پھر پنجاب مین آیا اوسکے آتے ہی جسرت کھکھڑ اور شیخ علی دونون پنجاب مین آموجود ہوئے اور
جسرت نے لاہور پہونچکر شہر کا محاصرہ کرلیا جب خبر پاکر خود دہلی سے بادشاہ روانہ ہوا اور ملک سرور

وزیر ناظم قرار پایا فوج شاہی کے بیاس پر پہونچتے ہی دونو غارتگر پنجاب سے نکل گئے ملک سرور وزیر نے
پنجاب کا انتظام بخوبی کیا اور نصرت خان کرکر انداز کو پنجاب کا صوبہ بنایا وزیر کے جانے کے بعد شیخ علی
پھر آموجود ہوا اور لاہور میں دخل پاکر اور دو ہزار فوج محافظ قلعہ چھوڑ کر دیپالپور کو چلا گیا یہ خبر پاکر
بادشاہ نے عماد الملک کو ناظم بنایا اور خود بھی دہلی سے کوچ کیا بادشاہی توجہ کی خبر پاکر امیر شیخ علی
کابل کو روانہ ہوا بادشاہی فوج نے لاہور کے قلعہ کو آکر محصور کیا دو ہزار سپاہی امیر شیخ علی کے لوگوں نے
پناہ مانگی اور جان بچا کر چلے گئے ۸۳۷ھ میں بادشاہ سرور الملک وزیر کے ہاتھ سے شہید ہوا اور
محمد شاہ بن فرید خان بن خضر خان بادشاہ ہوا اوسکے وقت میں ملک بہلول
لودی نے جو پہلے صوبہ دیپالپور کا ناظم تھا بلا اجازت شاہی خود لاہور پر آکر قابض ہوگیا اور کل مملکت
پنجاب کی اپنے قبضہ میں کرلی چونکہ مہم جسرت گکھڑ کے رات دن پنجاب کے ناظم کو درپیش رہتی تھی بادشاہ نے
بہلول کو طوعًا و کرہًا حاکم کل پنجاب کا اپنی طرف سے بھی مقرر کردیا اور جسرت کی سزادہی کے واسطے فرمان
جاری کیا بہلول نے پنجاب کا حاکم بنکر سکونت اپنی خاص لاہور میں رکھی اور افغانی فوج نوکر رکھ کر نام پیدا
ناموری اور بادشاہ کے حکم کے موجب واسطے جسرت گکھڑ کے ساتھ [illegible] کیا آخر شوکت و حشمت
کمال کو پہونچا کر دہلی پر یورش کی اور بعد از شکست حمید خان وزیر کے بادشاہ بن گیا سلطان بہلول
لودی کے وقت دولت خان لودی پنجاب کا صوبہ قرار پایا ۸۹۴ھ میں جب بادشاہ مر گیا اس بادشاہ
کے وقت سلطنت لنگاہوں کی ملتان میں بیچ میں مقرر ہوگئی اسواسطے بادشاہ نے شیخ یوسف قریشی کے
جس سے حکومت ملتان کی لنگاہوں نے چھین لی تھی حمایت کرکر باربک اپنے بیٹے کو فوج دیکر ملتان کی مہم کو
نامزد کیا مگر شاہی فوج نے [illegible] شکست کھائی بعد فوت سلطان بہلول کے سلطان سکندر
لودی سلطان بہلول کا بیٹا تخت نشین ہوا اوسکے وقت میں بھی پنجاب کا صوبہ
دولتخان ہی مقرر رہا سکندر شاہ کے مرنے کے بعد سلطان ابراہیم شاہ لودی نے
بادشاہت پائی مگر بادشاہ کے ساتھ دولت خان کا کمال بگاڑ پیدا ہوا اسواسطے دولتخان نے بابر شاہ
کو کابل سے بلا بھیجا ۹۳۰ھ میں بابر شاہ لاہور آیا تو دولتخان اوسوقت موجود نہ تھا دریا خان و مبارک خان
لودی و بہکن خان لوہانی نے کچھ فوج جمع کرکے مقابلہ بابر کا کیا مگر شکست کھائی اور بابر شاہ لاہور
قبضہ پاکر دیپالپور کو تیار ہوا اوسوقت دولتخان نے بھی ملازمت حاصل کی اور ہمرکاب بادشاہ کے
دیپالپور پہونچا دلاور خان دولتخان کے چھوٹے بیٹے ہوا اوسکا دشمن تھا بابر کے خیر خواہ تین بادشاہ کی
خدمت میں پہونچ گیا اسواسطے بادشاہ نے بدظن ہو کر دولت خان کو قید کر دیا مگر چند روز کے بعد

اوسکا معاف ہوکر جاگیر قدیم اوسکی بحال ہوئی مگر وہ قید سے خلاص ہوتے ہی معہ غازیخان اپنے بیٹے کے
بادشاہ سے پوشیدہ پنجاب کو بھاگ گیا اوسوقت بادشاہ آگرہ سے سرہند تک گیا مگر بخیال فساد دولت خان
کے پھر واپس چلا آیا اور لاہور میں پہونچکر اوسنے امیر عبد العزیز کو پنجاب کا حاکم بنایا اور کابل کو چلا گیا اوسکے
جاتے ہی دولت خان نے بڑی بڑی فساد مچائی کبھی دہلی کے فوج کے ساتھ مقابلہ اور کبھی امرائے بابری کے
ساتھ لڑائی کرتا سنہ ۹۳۲ھ میں پھر بابر شاہ پنجاب میں آیا تب تو اوسنے ایسا ملک کا انتظام کیا پھر دہلی فتح کی اور
تخت نشین ہوا چار برس چند مہینے اوسنے سلطنت کی پھر جنت نصیب ہوا اوسکے مرنیکے بعد ہمایون
شاہ بادشاہ تخت نشین ہوا اوسنے کل پنجاب کا ملک اور صوبہ ملتان جو لنگاہی سلطنت کی اتر چکی
بعد ضبطی میں آیا تھا کامران اپنے بھائی کو دیدیا کامران نے شہر لاہور دار الریاست بنایا اور شہر کی آبادی
میں بہت توجہ کی بعد چند سال جب ہمایون شاہ سلطنت سے تنگ دل ہوکر ایران کو چلا گیا تو کامران بھی پنجاب کو
خالی چھوڑکر کابل میں جا بیٹھا شیر شاہ افغان تخت نشین ہوکر پنجاب کا انتظام کیا قلعہ رہتاس
بنوایا خواص خان اپنے غلام کو نظامت پنجاب کی عطا کی جب شیر شاہ قلعہ کالنجر کے مہم پر بارود میں آگ لگنے کے
سبب جلکر مر گیا اور سلیم شاہ اوسکا بیٹا تخت نشین ہوا تو عادل شاہ اور اسلام شاہ دونوں بھائیوں
میں عداوت پیدا ہوکر لڑائیاں ہوئیں اوسوقت خواص خان پنجاب کا ناظم عادل شاہ کا حامی بنا اور بادشاہ
سے صریح باغی ہوگیا بادشاہ نے خواجہ اویس شیروانی کو پنجاب کا صوبہ بنایا مگر اوسنے خواص خان کے ساتھ
لڑکر شکست کھائی اوسکی مدد کو اور فوج دہلی سے آئی جسنے آتے ہی فتح پائی اور خواص خان کشمیر کو بھاگ کر
چلا گیا کشمیر کے حاکم نے بادشاہ کی تحریر کے بموجب فریب دیکر اوسکو اپنے پاس بلایا مگر وہ نہ آیا آخر لڑائی ہوکر
خواص خان مارا گیا اور سر اوسکا کٹکر دہلی کے دربار میں حاضر ہوا خواجہ اویس کی نظامت کے بعد اعظم خان
افغان پنجاب کا صوبہ بنا اور انتظام میں اوسنے بہت سرگرمی کی جب اسلام شاہ مر گیا تو فیروز شاہ
اسلام شاہ کا بیٹا دہلی کے تخت پر بیٹھا مگر بہت بار زندہ رہا اوسکے حقیقی ماموں نے کمال بیرحمی اوسکو
قتل کروالا اور خود مخاطب بخطاب عادل شاہ ہوکر تخت نشین ہوا دو سال کے بعد اوسکو ابراہیم شاہ
شیر شاہ کے چچا کے بیٹے نے اوسکو تخت سے اوتارا اور خود محمد شاہ کے لقب سے ملقب ہوکر تخت نشین ہوا
اوسکے وقت میں احمد خان افغان صوبہ پنجاب کو دعویٰ سلطنت کا پیدا ہوا اور اوسنے اپنے آپ کو سکندر شاہ
کا خطاب دیکر بادشاہ بنایا اور آگرہ آباد کے تخت پر جاکر اجلاس کیا محمد شاہ اور سکندر شاہ کی آپس میں
سخت سخت لڑائیاں ہوئیں آخر محمد شاہ بھاگ گیا اودھر تو افغانوں کی یہ حالت گذر رہی تھی اور اودھر ہمایون بادشاہ
نے کابل سے کوچ کیا اور ایک جرار فوج لیکر داخل پنجاب ہوا اور بلا جنگ و جدل کل پنجاب پر اسکا عمل و دخل ہوگیا اسکے بعد

کو سلطان فرزند ارجمند مخالف تھا پنجاب کا صوبہ بنا کر خود دہلی کو روانہ ہوا وہاں جا کر دوبارہ جلوس کیا اور اپنے
فرزند جلال الدین محمد اکبر کو معہ بیرم خان سپہ سالار سکندر شاہ کے استیصال و پنجاب کے انتظام کیواسطے پنجاب کو روانہ
کیا مگر ایام حیات کو مہلت نہ ملی گذرنے کے بعد ہمایون شاہ جنت نصیب ہوا اور سلطان جلال الدین
محمد اکبر بادشاہ نے بعمر تیرہ سال بمقام کلانور مجلس شاہی اجلاس کیا اور سید ابو المعالی جو اپنے
آپ کو بسبب خطاب فرزندی کے وارث شاہی جانتا تھا مقید ہوا اور خواجہ خضر خان کو پنجاب کی حکومت عطا
ہوئی اور خواجہ محمد سیستانی بعہدہ نیابت مامور ہوا اور خود بادشاہ کانگڑہ و نور پور ہوتا ہوا پنجاب کے طرف آیا اور
سہرند کے رفع فساد کے واسطے دہلی کو چلا گیا دو برس کے بعد پھر اکبر شاہ لاہور میں آیا اور جلیل شمس الدین
محمد کو نظامت پنجاب کی سپرد کی مگر معہ ناظم بسال ٩٧٠ھ وزارت کے عہدہ پر ممتاز ہوا اور قطب الدین محمد انکا
بھائی پنجاب کا ناظم بنا ٩٧٣ھ میں محمد حکیم مرزا کابل سے بڑی فوج لیکر لاہور پہونچا اوسوقت محمد قطب الدین خان
و میر محمد خان نائب بنیت دو قلعہ بند ہوئے یہ خبر پاکر بادشاہ نے خود پنجاب کے طرف کوچ کیا مگر محمد حکیم بادشاہ
کے پہونچنے سے پہلے ہی معہ لشکر چلا گیا لاہور میں پہونچکر نظامت کا عہدہ حسین قلی خان ترکمان کو ملا ٩٧٤ھ میں
بادشاہ پھر اکبر آباد سے لاہور آیا اور پاک پتن جاکر حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر چشتی کے مزار کی زیارت کی
٩٧٩ھ میں حسین قلی خان ناظم کانگڑہ کے مہم پر بھیجا گیا اوسکے جانے کے بعد مرزا ابراہیم حسین و مسعود حسین
مرزاؤں نے بڑا فساد پنجاب کے علاقوں میں برپا کیا یہ خبر پاکر حسین قلی خان راجہ کانگڑہ سے صلح کرکے فی الفور پنجاب
آپہونچا عند المقابلہ مسعود حسین تو مقید ہوا اور ابراہیم حسین ملتان کو بھاگ گیا اور وہاں پہونچکر مقتول ہوا ٩٨١ھ
میں پنجاب کا صوبہ بنگالہ کے طرف مامور ہوا اور شاہ قلی خان کو نظامت پنجاب کی ملی ٩٨٣ھ میں شاہ قلی خان قلعہ
سیوالہ کے مہم پر بھیجا گیا و مرزا یوسف خان و سید عالی فتح خان و سید حامد بخاری و شیخ محمد غزنوی و سید قاسم بارہہ والہ
پنجاب کے کام پر مامور ہوئے ٩٨٨ھ میں شاہ قلی خان سوانہ کے مہم کو انجام دیکر بدستور پنجاب میں ناظم بنا اور
چندے یہاں رہکر بلوچستان کے انتظام کے واسطے چلا گیا اوسی سال پھر بادشاہ پنجاب میں آیا اور بعد زیارت مزار
خواجہ فرید گنج شکر کے لاہور پہونچا اور ایک بڑا جشن سالگرہ کا کرکے کل راجوں و جاگیرداروں و رئیسوں امیروں
کا اجتماع کیا اور کئی روز تک ہنگامہ عیش و عشرت کا گرم رہا اس جشن کے بعد بادشاہ کشمیر کے طرف گیا اور
چندے وہاں سیر و شکار میں مصروف رہا اور بعد سیر اکبر آباد کو معاودت فرمائی اوسی سال میں محمد حکیم مرزا
کابل سے بارادہ تسخیر پنجاب بہت بھاری لشکر لیکر لاہور آپہونچا اور رستہ میں بادشاہی حکم سے کوئی اوسکا مزاحم
نہوا کیونکہ سب کے نام تاکیدی احکام جاری ہوچکے تھے کہ اگر حکیم مرزا دریاے سندھ سے اوترے تو کوئی شخص اوسکا مزاحم
نہو اسواسطے وہ بہت دلیر ہوکر لاہور آپہونچا راجہ بھگوان داس و کنور مان سنگھ صوبہ داران لاہور قلعہ میں

محصور ہوئی اتنے میں بادشاہ کے آنے کی خبر مشہور ہوئی اور محمد حکیم میرزا محاصرہ چھوڑ کر کابل کو چلا گیا جب بادشاہ
لاہور آیا تو تھوڑے روز مقام کرکے پشاور کو کوچ فرمایا اور قلعہ اٹک دریائے سندھ کے کنارے بڑا مضبوط تعمیر کیا
اور فوج شاہی کابل کے مہم پر مامور ہو کر فتحیاب ہوئی اور سلطنت کابل و قندھار و افغانستان اکبر کی تسلط میں
آگئی اس مہم سے فراغت پاکر بادشاہ لاہور پہونچا اور شہزادہ سلیم کی شادی راجہ بھگوانداس کی بیٹی کے
ساتھ بڑی دھوم دھام سے کی ۹۹۵ھ میں شہزادہ سلیم کے گھر راجہ بھگوانداس کی بیٹی کے بطن سے بمقام
لاہور بیٹا پیدا ہوا جسکا نام خسرو رکھا گیا ۹۹۶ھ میں تمام سال بادشاہ لاہور میں رہا ۹۹۷ھ کے آغاز ہی
میں بادشاہ کشمیر کی سیر کو گیا وہاں سے واپس آکر لاہور میں پھر بڑا جشن منعقد ہوا اور تمام شہر میں آئینہ بندی
ہو کر روشنی ہوئی اور قلعہ لاہور کے تعمیر کے واسطے صوبہ کے نام تاکیدی حکم جاری ہوا کہ پہلی چھوٹی قلعہ کو مسمار کرکر
بڑا قلعہ پختہ تعمیر کرے اور قلعہ کے اندر دیوان عام و محل شاہی تعمیر ہو ۹۹۹ھ میں بھی بادشاہ بمقام لاہور رونق
افروز رہا اور شہزادہ سلیم کے گھر راجہ موٹھہ کے لڑکی کے بطن سے بیٹا پیدا ہوا جسکا نام شہزادہ خورم قرار پایا
۱۰۰۰ھ میں بادشاہ پھر کشمیر کے سیر کو گیا اور فصل بہار وہاں رہ کر واپس آیا ۱۰۰۲ھ میں تیسرا جشن سالگرہ کا
لاہور میں ہوا اور شہزادہ خورم کا اتالیق راجہ مانسنگہ مقرر ہو کر ولایت اڑیسہ کی شہزادہ کے جاگیر میں عطا
ہوئی اوسی سال علی نام ایک حکیم نے ایک طلسم کا حوض لاہور میں بنایا حوض تہہ خانے کے درجے میں تیار کیا
تھا جسمیں طرح طرح کے پھول اور پوشاکیں اور کتابیں رکھی تھیں اور فرش فروش سے آراستہ تھا حوض کے
کنارے ایک تہہ بند طلسم کار کھڑا رہتا جب کوئی شوقین چاہتا کہ اوس مکان کی سیر کرے تو وہ اپنے کپڑے اتار کر
اوس تہہ بند کو کمر میں باندھ لیتا اور حوض میں کود کر غوطہ لگاتا غوطہ لگاتے ہی جب وہ آنکھ کھولتا تو اپنے آپ کو
اوس مکان کے اندر پاتا پس وہ تہہ بند کو اوتار دیتا اور مکان کے اندر کے پوشاکوں میں سے ایک پوشاک
پہن کر مکان کی سیر کرتا کتابوں کو دیکھتا جب چاہتا کہ اوس مکان سے باہر آوے تو وہاں کے پوشاک اوتار کر وہی
اگلا تہہ بند باندھ لیتا اور آنکھیں بند کرکے بیٹھ جاتا جب کھولتا تو اپنے آپ کو حوض کے اندر کھڑا ہوا پاتا
اس عجیب طلسم کی سیر خود بھی بادشاہ نے کی اور بڑا بھاری انعام حکیم کو بخشا ۱۰۰۸ھ دکن کی فتح کی خبر بادشاہ
کو بمقام لاہور پہونچی اور بڑا جشن منعقد ہوا جشن کے بعد کوچ کی تیاری ہوئی خواجہ شمس الدین خوافی کو دیوان
سپہر اور دکھنی کو بخشی عبد اللہ کو کوتوال مقرر کرکے اکبرآباد کو کوچ کیا مگر پھر لاہور تک آنے کا اتفاق نہوا
اور ۱۰۱۴ھ میں عالم فانی کو کوچ کیا اکبر بادشاہ کے مرنے کے بعد شہزادہ سلیم الملقب نور الدین
محمد جہانگیر شاہ بادشاہ ہوا اوسکے وقت میں محمد قلی بیگ ناظم پنجاب کی تبدیلی تجویز
ہوئی اور دلاور خان افغان صوبہ پنجاب قرار پایا ابتدائی سال جلوس میں شاہزادہ خسرو بادشاہ کے حقیقی

بیٹے نے سلطنت کی طمع سے بغاوت اختیار کی اور دار الحکومت سے باپ کے بلا اجازت اٹھکر چلا آیا یہہ خبر پاکر خود بادشاہ
با فوج کینہ خواہ شہزادہ کے تعاقب پر آیا دلاور خان صوبہ لاہور نے شاہزادے کے پہونچنے سے اول ہی لاہور پہونچکر
شہر کے حصار پر توپین چڑہا دین اور قلعہ کو مستحکم کر دیا لاہور پہونچکر شہزادہ کو خبر پہونچی کہ امیر الامرا معہ فوج
بیاس کے کنارے متصل سلطانپور آپہونچا ہے اسواسطے فی الفور اوسطرف کوچ کیا اور فریقین مین سخت لڑائی
ہوئی اگرچہ شاہزادہ کی فوج بہت اور بادشاہی فوج کم تھی تو بھی شہزادے کی کم نصیبی سے اوسکو شکست ہوئی
اور ابتر حالت کے ساتھہ وہانسے بھاگا اس فتح کے بعد بادشاہ لاہور آیا اور شہزادے کے گرفتاری کے اشتہار
جا بجا بھیجے گئے اوسوقت شہزادہ نے بصلاح میرزا حسن بیگ بدخشی جاگیردار رہتاس کے جو اوسکا بڑا مشیر و
خیرخواہ تھا کابل کے سمت کو جانیکا ارادہ کیا جب دریای چناب کے کنارے گذر شاہپور پر پہونچا تو کشتی نہ پائی وہانسے
سودرہ کے گذر کے طرف آیا وہان ایک کشتی ملی اور ملاحون کو حکم دیکر شاہزادہ کشتی پر سوار ہوا اکثر ملاح کو قول
بادشاہی انعام کے طمع کے سبب سے بدنیتی آگئی اور وہ کشتی کو ریتہ کے طرف لگیا جب کشتی ریتہ مین پہنس گئی تو ملاح دریا
مین کود پڑا اور تیرکر کنارے آپہونچا اور سودہرہ کے چودہری کو خبر کر دی وہ اوسیوقت میر ابو القاسم گجرات کے
فوجدار کے پاس آیا اور شاہزادہ کی گرفتاری کی خبر دی وہ فی الفور بہت سا لشکر لیکر وہان جا پہونچا اور شہزادہ کو
معہ اوسکے امیرون و مشیرون کو گرفتار کرکے بادشاہ کے حضور مین بہیجدیا بادشاہ نے شہزادے کو سخت قید کیا اور
حسن بیگ اور عبد الرحیم دونو اوسکے مصاحبون کو گاے اور گدہے کے چمڑے مین سلوا کر مار دیا اور باقی بد ذاتون کے
مارنیکو اسلیے شہر کے دروازے سے شہزادہ کامران کے باغ تک برابر سولیان نصب ہوئین اور سبکے سب شہزادہ
کے روبرو سولی پر چڑہائے گئے بعد اوس انتظام کے بادشاہ کابل کو چلا گیا اور دو مہینے کے بعد واپس آیا اسی عرصہ مین
بادشاہ کو خبر پہونچی کہ شہزادہ خسرو نے قید مین پڑے پڑے نور الدین آصف خان کے بیٹے کو جو اوسکا محافظ تھا اپنے ساتھ
ملا لیا اور اوسکی معرفت چارسو سے زیادہ امرای بادشاہی نے شاہزادہ کے ساتھہ سازش کرلی اور سبکے سب
اسبات پر مستعد ہو گئے ہین کہ وہ بادشاہ کو قتل کرکے شہزادہ کو تخت پر بٹھلائین بلکہ مخبر نے اون سب امیرون کے
نام کی ایک فہرست خاص شہزادے کے ہاتھہ کی لکھی ہوئی بادشاہ کے خدمت مین پیش کر دی یہہ خبر پاکر بادشاہ
نے قلعہ لاہور مین دربار عام کیا اور نور الدین و محمد شریف اعتماد الدولہ و امتیاز خان شہزادہ کے محافظونکو
قتل کیا اور سبکے نسبت چشم پوشی کرکے فہرست کی کاغذ کو بے پڑہے جلا دیا اور شہزادہ کو تشہیر کرکے سخت تر
قید مین رہنیکا حکم دیا اس انتظام کے بعد بادشاہ نے دار الخلافت کو کوچ کیا اور قلیچ خان صوبہ دار اور خواجہ [illegible]
دیوان پنجاب کا قرار پایا [illegible] مین مرتضی خان پنجاب کا صوبہ بنا [illegible] مین پنجاب کے ملک مین ایک عجیب طرح کی
وبا ظہور ہوئی کہ یعنی اول ایک چوہا مکان مین سے نکلتا اور در و دیوار سے سر کو ٹکرا ٹکرا کر مر جاتا اوسکی

مرنے کے بعد اگر کل آدمی اوس گھر کے جنگل کو نکل جاتے تو بچ جاتے ورنہ سب کے سب ایک ہی مرتبہ مرنے لگتے ایسی
وبا کے زور سے گاؤں کے گاؤں اور محلوں کے محلے ویران ہوگئے تھے یہ وبا اول پنجاب میں نمودار ہوئی پھر کشمیر و بہار و
ہندوستان کے ملکوں میں بھی اسکا اثر پہونچا ۱۰۲۷ھ میں بادشاہ نے لاہور آنے کا ارادہ کیا اور حکم ہوا کہ
آگرہ سے لاہور تک سڑک پر دو طرفہ درخت لگائے جاویں اور مینار و سرائیں تعمیر ہوں مگر بادشاہ لاہور نہ آیا
اور کلانور کے راستے کشمیر کو چلا گیا کشمیر کے سیر کے بعد دارالدولت لاہور آیا اور عمارات شاہی جو قلعہ کے
اندر تعمیر ہو رہے تھے اونکا معاینہ کر کر ہندوستان کو چلا گیا ۱۰۳۱ھ میں بادشاہ کانگڑہ کے پہاڑ کے سیر کو گیا اور
وہاں سے لاہور آیا اور اسی مقام پر شہزادہ خورم کے شور و فساد کی خبر پہونچی یہ خبر سنکر بادشاہ غضبناک ہوا
اور شہزادہ کی جاگیر جو حصار میں تھی اوسکی ضبطی کر کر شہزادہ شہریار کے نام مقرر فرمائی اور رنجش کا سبب
یہ تھا کہ نورجہان بیگم بادشاہ کی معشوقہ جسکو بادشاہ دل و جان سے چاہتا تھا شہزادہ شہریار کو بہت چاہتی تھی
اور علاقہ دھولپور شہریار کے جاگیر میں تھا شہزادہ خورم نے ایک دن موقع پاکر بادشاہ کے زبانی حکم
کے ذریعے سے دھولپور کا علاقہ اپنی جاگیر میں کرا لیا اور اپنا ناظم وہاں مامور کر دیا مگر شہریار کے قابض نے
قبضہ نہ دیا اور باہم سخت لڑائی ہوئی اس بات پر بادشاہ سخت غضبناک ہوا یہ خبر سنکر شاہزادہ خورم برملا
باغی ہوگیا اور دکن سے اکبرآباد کی طرف کوچ کیا بادشاہ نے لاہور سے شہزادہ پرویز کو شہزادہ خورم کے
مقابلہ کے واسطے روانہ کیا اور صادق خان کو لاہور کا صوبہ مقرر کر کے کشمیر کی راہ لی کشمیر کے سیر کے بعد کابل
کے ملک کو معاینہ فرمایا ۱۰۳۷ھ میں بادشاہ حسب العادت جو ہر سال بہار کے موسم میں کشمیر جاتا تھا کشمیر گیا تو
بسبب سردی آب و ہوا ضیق النفس کے مرض نے زور کیا اور اوسی مرض کے صدمہ سے جان بحق تسلیم کی آصف خان
و نورجہان بیگم بادشاہ کی نعش لاہور لائے اور نورجہان کے باغ میں دفنا دیا راستہ میں آصف خان وزیر نے
حسب الحکم نورجہان بیگم اپنی ہمشیرہ اور مصلحت وقت کے شاہزادہ شہریار کو بادشاہ بنایا اور
لاہور کے اندر شہزادہ داور بخش نے بجلوس شاہی اجلاس کیا جب شہریار لاہور پہونچا تو دو
شہزادوں میں لڑائی ہوئی آخر داور بخش پکڑا گیا اور شہریار کے حکم سے اندھا کیا گیا اتنے میں خبر پہونچی
کہ شہزادہ خورم دکن سے اکبرآباد آ پہونچا اور بخطاب شاہجہان بادشاہ غازی سلطنت کے تخت پر جلوس کیا
چونکہ یہ کل معاملہ بسازش و اجازت آصف خان وزیر کے ہوا تھا یہ خبر پاکر وزیر نے فی الفور شہریار کو
قید کر لیا اور سب شہزادوں کو بحالت قید ہمراہ لیکر اکبرآباد گیا وہاں پہنچ کر کل شہزادوں کو کہ تعداد
میں پانچ تھے شاہجہان نے قتل کر کے خود بادشاہ بنا اور شہاب الدین محمد شاہجہان بادشاہ غازی
خطاب پایا اور ابوالحسن آصف خان کے سپرد نظامت پنجاب کی ہوئی اور شاہ جہانگیر کے مقبرہ کی تعمیر

حکم بحکم نفاذ پایا تیسرے سال جلوس کے محمد علیم الدین طبیب وزیر خان کا خطاب پاکر صوبہ لاہور پر مقرر ہوا اور اسنے
لاہور مین آکر بڑی بڑی عمارتین بنوائین اوسکی عمارتون مین سے مسجد وزیر خان اب تک یادگار ہے نواب
سعد اللہ خان وزیر نے بھی دو حویلیان بڑی بڑی عالیشان لاہور مین تعمیر کین ۱۰۴۷ھ مین بادشاہ خود
لاہور مین آیا اور باغ شالامار اور قلعہ کے عمارتون کے تعمیر کے واسطے تاکیدی احکام نافذ کیئے اور سرای
گولیان والی وغیرہ بھی تیار کی گئی ۱۰۴۸ھ مین نواب علی مردان خان قلعہدار قندہار خدمت مین حاضر ہوا
اور عرض کی کہ قندہار کا قلعہ حسب الارشاد حضور کے شاہی فوج کے سپرد کر دیا گیا بادشاہ اس خدمت کے بجا
لانے پر اوس سے بہت خوش ہوا اور اوسکو کشمیر کا صوبہ بنایا اور حکم دیا کہ پادشاہ پور سے ایک نہر کہود کر واسطے سیرابی
باغ شالامار کے لاہور تک لاوے اوسی سال نواب وزیر خان صوبہ لاہور کی تبدیلی ہوکر علیمردان خان صوبہ
مقرر ہوا اور علی مردان خان کے کشمیر سے آنے تک صوبہ داری لاہور کی حوالے [illegible] خان نائب صوبہ کے رہی
۱۰۵۵ھ مین چوتھی مرتبہ بادشاہ لاہور آیا اور اسی سال مین نورجہان بیگم فوت ہوکر لاہور مین مدفون ہوئی
۱۰۵۸ھ مین کل پنجاب کا ملک شہزادہ دارا شکوہ کے جاگیر مین عطا ہوا اور شہزادہ نے لاہور مین بہت
سی عمارات مثل روضہ حضرت میان میر وغیرہ ملا شاہ قادری و چوک دارا شکوہ وغیرہ لاکہون روپیہ
خرچ کر کے بنوائین اوسکے وقت مین لاہور کی آبادی بہت بڑہ گئی اور اصلی شہر سے دو چندان شہر چہار طرف
بستی باہر آباد ہوگیا ۱۰۶۷ھ مین شاہجہان بادشاہ بیمار ہوا اور دارا شکوہ اپنے باپ کے بیمارداری کے واسطے
لاہور سے آگرہ کو چلا گیا وہان جاکر اپنے بہائیون کی سخت لڑائیان ہوئین اور بادشاہ کو عالمگیر نے
قید مین کیا اور دارا شکوہ عالمگیر سے شکست کہا کر لاہور پہنچا لیکن اورنگزیب نے اوسکا تعاقب کیا تو
اوسکے واسطے دارا شکوہ کشتی کے راستہ ملتان پہنچا اوسکے جانے کے بعد عالمگیر نے مسمی طاہر خان کو اپنی طرف سے
لاہور کا صوبہ بنایا اور خود دارا شکوہ کے تعاقب مین ملتان کی طرف چلا گیا اور وہان سے پہر دہلی پہنچکر
اور بخطاب ابو المظفر محمد محی الدین اورنگزیب عالمگیر بادشاہ غازی
[illegible] تخت نشین ہوا ۱۰۷۳ھ مین عالمگیر لاہور آیا اور محمد امین الدین بدخشی کو پنجاب کی نظامت
سپرد کر کے کشمیر کو روانہ ہوا اسکے ہمراہ فدائی خان کوکہ کے نام تاکیدی حکم نافذ ہوا کہ قلعہ کے غرب کی طرف
ایک مسجد عالیشان بعمارت سنگ سرخ تعمیر کرائی جائے چنانچہ عمارت شروع ہوکر ۱۰۸۴ھ مین باختتام پہونچی
۱۱۱۸ھ مین جب بادشاہ جنت نصیب ہوا اور محمد معظم شاہ عالم بہادر شاہ اوسکا بیٹا
اپنے بہائیون کا فیصلہ تمام کر کے تخت نشین ہوا اوسکے وقت نظامت پنجاب کی نواب [illegible] مکرم کے تفویض
ہوئی چونکہ مسمی بندا جوگی گرو گوبند سنگہ کے چیلے نے اوسوقت پنجاب مین سخت فساد برپا کیا ہوا تھا اسواسطے

بادشاہ خود لاہور مین آیا اور شالامار باغ کے پاس فروکش ہوا اور لاہور ہی مین بیمار ہوکر بسال ۱۱۲۴ ہجری
مر گیا نعش بادشاہ کی دہلی بہیجی گئی اور درباب حکومت ممالک محروسہ کے نواب ذوالفقار خان بخشی نے یہہ
تجویز کی کہ دریای راوی کے دہنی کنارہ سے لیکر پشاور و کابل کا حاکم شاہزادہ رفیع الشان ہو اور اکبر آباد کہ
تا انہد و آب جل و صوبجات جنوبی کن و خاندیس و برہانپور و بیجاپور شہزادہ محمد جہان کے تصرف مین رہے اور لاہور
و دہلی و مستقر الخلافت اورنگ آباد تا بنگالہ و ملتان و ٹھٹھہ متعلق شاہزادہ محمد معز الدین کے رہی اور بادشاہی
کل ملک کی بنام معز الدین قرار پاکر خطبہ و سکہ اوسکا اجرا پاوے یہہ تجویز تینون بہائیون کی باہم قرار پائی
اور چوتھی بہائی محمد عظیم الدین عظیم الشان کو صاف جواب دینی کی نیت ہوئی یہہ خبر پاکر شہزادہ عظیم الشان
جنگ کے واسطے آمادہ ہوا اور آپسمین سخت لڑائی بمقام لاہور ہوکر عظیم الشان قتل ہوا اور مال و دولت
کثیر اوسکا باہم تینون بہائیون کے تقسیم ہونی لگا مگر تقسیم کے وقت اتفاق نرہا اور دو ایکطرف اور ایک ایکطرف
ہوگیا اور ایسی سرگرمی کے ساتھہ جنگ کیا کہ دونو مارے گئے اور محمد معز الدین جہاندار شاہ
تخت پر بیٹھا اور شاہزادہ محمد کریم محمد عظیم کے بیٹے کو قتل کر کے قصہ پاک کیا بعد اس انتظام کے بادشاہ نے
دہلی کو کوچ کیا اور نظامت پنجاب کی نواب زبردست خان کے سپرد ہوئی چونکہ صوبہ بہار مین شاہزادہ فرخ سیر
شہزادہ عظیم الشان کا بیٹا ناظم تہا باپ کے قتل کی خبر پاکر اوسنے سید عبد اللہ قطب الملک و سید حسین علیخان
و سید ناصر الدین علی و سید سیف الدین و نجم الدین سادات بارہہ سے اپنی مدد کے واسطے التجا کی اور بڑی
فوج لیکر دہلی پر چڑہ آیا اور جہاندار شاہ کو شکست دیکر اور بخطاب جلال الدین محمد فرخ سیر
بادشاہ مخاطب ہوکر تخت نشین ہوا اوسکی وقت مین نواب عبد الصمد خان دلیر جنگ نے [illegible] بہادر
سے بندا جوگی گورو گوبند سنگہ کے چیلے کو پنجاب کے ملک سے گرفتار کر کے بادشاہ کے پاس بہیجا اور وہان جاکر
وہ مقتول ہوا اس خدمت کے عوض مین عبد الصمد خان کو پنجاب کی نظامت عطا ہوئی اسنے انتظام پنجاب کا بخوبی
کیا پہر جب بارہہ والے سیدون نے فرخ سیر بادشاہ کو مار ڈالا اور ابو الفتح روشن اختر
محمد شاہ بادشاہ نے سلطنت پائی تو عبد الصمد خان ناظم ملتان اور نواب زکریا خان المشہور
خان بہادر نواب عبد الصمد خان کا بیٹا لاہور کا صوبہ ہوا اور دیوانی صوبہ کے دیوان لکہپت رای کے سپرد
ہوئی اس صوبہ نے سکہون کا شور و فساد شایستہ تدبیرون کے ساتھہ بخوبی رفع کیا اور آدینہ بیگ خان کو تا
وجہ اربعہ کر ملک دامن کوہ شمالی کے انتظام کو مامور کیا اوسنے وہان جاکر شہر آدینہ نگر آباد کیا اور چہاونی
بنائی اس ناظم کے وقت مین نادر شاہ بادشاہ ایرانی حسب الطلب نواب نظام الملک وزیر دہلی
کے جسکی محمد شاہ بادشاہ کے ساتھہ صفائی نتہی براہ پشاور پنجاب مین وارد ہوا نواب زکریا خان نے

اگرچہ نادرشاہ سے جنگ کیا مگر شکست کہائی اور قلعہ لاہور میں محصور ہوا اور بادشاہ سے امان مانگی بادشاہ
نے بیس لاکھ روپیہ نقد اور دس ہاتھی نذر زکریا خان سے لیکر اوسکو امان دی اور خلعت دیکر اپنی طرف سے لاہور کا
صوبہ بنایا بعد ایسے انتظام کے نادرشاہ دہلی کو گیا اور بعد قتل و غارت دہلی دولت بے انتہا لیکر کابل کو
چلا گیا بعد چندے پھر کابل سے ملتان تک آیا اور حیات اللہ خان عبد الصمد خان کے بیٹے کو شاہنواز خان کا
خطاب دیکر اوسے ایران کو روانہ ہوا اور راستہ میں مقتول ہوا اوسکے مارے جانے کے بعد احمد شاہ
ابدالی نے قندہار کے قلعہ میں بادشاہی جلوس کیا اوسکے وقت میں نواب زکریا خان صوبہ لاہور مر گیا اور
یحیی خان اوسکا بیٹا حاکم بنا اوسکے وقت میں سکھوں نے بہت سر اٹھایا اور جسپت رائے دیوان لکھپت رائے
کے بھائی کو جو امین آباد کا فوجدار تھا اجتماع کر کے مار ڈالا اسواسطے خود دیوان لکھپت رائے فوج لیکر سکھوں کے
سر پر جا پہونچا گروہ اوسکے جانے سے اول بھاگ کر جموں جا پہونچے لکھپت رائے جموں گیا اور سکھوں کو محاصرہ
کر کے بہت سے سکھوں کو وہیں قتل کر دیا اور دو ہزار سکھ کو مقید کر کے لاہور لے آیا اور نخاس کے چوک میں سب
کی گردن ماری گئی جہاں اب [illegible] سنگہ کے وقت سکھوں نے شہید گنج بنایا ہوا ہے اوسوقت بعد ایک عام اشتہار
ہوا کہ جو کوئی شخص سکھ کو قتل کر کے سر اوسکا حاضر لاوے انعام پاوے اس حکم کے جاری ہونے سے ہزاروں سکھ
قتل ہوئے اور ہزاروں روپیہ قاتلوں نے انعام پایا اوسی عرصہ میں شاہنواز خان ملتان کا صوبہ اپنے باپ عبد الصمد
خان کے جا بجا اوسکا جو بنام لاہور تھی یحیی خان پر دعویدار ہوکر لاہور آیا پہلے تو چندے بذریعہ معرفت صورت سنگہ نائب
دیوان کے سوال و جواب ہوتی رہے پھر عید کا روز آیا اور دونو عید ادا کرنے بمقام عیدگاہ نماز پڑھنے گئے
وہاں دونو کا آپس میں تکرار ہو پڑا اور لڑائی ہو کر یحیی خان گرفتار ہوا اور شاہنواز خان بلا اجازت شاہی بطور لاہور کا
صوبہ بن بیٹھا اور دیوان لکھپت رائے بھی قید ہوکر محبس خانہ میں رکھا گیا تھوڑے دنوں بعد یحیی خان قصور کے پٹھانوں
کی سازش سے قید سے بھاگ کر دہلی کو روانہ ہوا اور اوسکے جانے کے بعد شاہنواز خان کو جو بلا اجازت خود بخود
حاکم بنا ہوا تھا سخت اندیشہ پیدا ہوا اسواسطے اوسنے محمد نعیم خان اپنے معتمد کو کابل کیطرف روانہ کیا اور احمد شاہ
ابدالی کی خدمت میں درخواست تشریف لانے کی اوسکی کہنے سے احمد شاہ فی الفور پنجاب کو آیا اور شاہدرہ کے مقام
سے پہلے تو اپنا ایک معتمد کو بغرض سوالات کے تصفیہ کے واسطے شاہنواز خان کے خدمت میں بھیجا مگر اوس
درانی وکیل نے اپنی سخت کلامی سے شاہنواز خان کو درہم برہم کر دیا اور بلا تصفیہ معاملات کے واپس گیا
اسلیے پہلاس کے مقام سے احمد شاہ نے جہانسوز شاہ اپنے شہزادہ کو روانہ لاہور کیا اوسنے آکر شاہنواز کے ساتھ
نہایت ہی سخت کلامی کی علاوہ اسکے شاہنواز خان اس عرصہ میں بذریعہ وزیر قمر الدین خان کے شاہ دہلی کا
مسلم ہو چکا تھا اسلیے [illegible] سے مار شاہ کے وکیل کو گردن مارا گیا یہ خبر پاکر احمد شاہ سخت غضبناک ہوا اور اسنا

سے بکوچ بلغیر لاہور آ پہونچا سیوقت دریاے راوی سے عبور نہین کیا تھا کہ شاہ نواز خان نے میر عنایت بیگ بدخشی
بخشی کو تیرہ ہزار سوار کے لشکر کے ساتھ احمد شاہ کے مقابلہ کو روانہ کیا اور عند المقابلہ اگرچہ لاہوری فوج درانی فوج سے
دس حصے زیادہ تھی مگر قضا و قدر کے تقدیر سے درانیون نے فتح پائی اور لاہوری لشکر نے شکست کھائی بعد
فتح پاکر احمد شاہ راوی سے پار اوتر آیا اور مغل پورہ محلہ جو حصار کے باہر تھا درانیون نے لوٹ لیا اوسوقت
شاہنواز خان تو دہلی کو بھاگ گیا اور احمد شاہ نے داخل لاہور ہوکر میر مومن خان اور قصوری پٹھانون
کو جو بعلت ناہنگار دینے یحیی خان کے معہ دیوان لکھپت راے کے قید تھے رہائی دی دیوان لکھپت راے ناظم بنا
اور قصوری افغان میر مومن خان اوسکا نائب و مشیر کار مقرر ہوے اس انتظام کے بعد احمد شاہ دہلی کو روانہ
ہوا چونکہ شاہنشاہ دہلی احمد شاہ وزیر قمر الدین خان اور نیز میر معین الملک کو ہمراہ لیکر اوسکی سرکوبی
انتظامات پنجاب کے دہلی سے پنجاب کی طرف چلے آتے تھے دونو لشکرون کا مقابلہ سرہند کے مقام پر ہو گیا اور لڑائی
شروع ہوئی وزیر قمر الدین خان توپ کے گولے سے قتل ہوا مگر میر معین الملک اوسکے بیٹے نے اپنی سرگرمی کے
ساتھ لڑائی کی کہ درانی فوج بھاگ نکلی اور احمد شاہ درانی کو بحالت ناچاری پسپا ہونا پڑا میر معین الملک
نے دریاے ستلج تک درانیون کا تعاقب کیا اوس مقام سے شہزادہ احمد شاہ تو محمد شاہ بادشاہ اپنے باپ کی
علالت کی خبر سنکر دہلی کو واپس گیا اور میر معین الملک معہ فوج لاہور آ پہونچا اور فی الفور حکومت
پنجاب کی اپنے قبضہ مین کر لی اوسوقت سکھونکا پنجاب مین بڑا زور شور تھا اور امرتسر کے پاس انہون نے
ایک کچا قلعہ بنا کر رام رونی نام رکھا تھا اکثر اوسی مقام پر اونکا اجتماع ہوا کرتا میر معین الملک نے
وہ قلعہ گرا دیا اور ایک اشتہار عام کل رعایا کے نام بمضمون ذیل جاری کیا کہ جو سکھ کسیکو ملے خواہ
وہ اوسکو پکڑ لے اور داڑھی کیس اوسکی مونڈ ڈالے اگر صوبہ کی خدمت مین حاضر لاوے تو انعام پاوے اس حکم
کے جاری ہونے پر ہزارون سکھون کے سر اور ڈاڑھیان استرے چل گئی اور مقتولون کی کوئی تعداد نہ رہا اکثر لوگ
بھاگ گئے سنکڑون خود بخود کیس مونڈ ڈالکر مونے بن گئے اسی سرگرمی کے ساتھ ابھی میر معین الملک
انتظام پنجاب کا کر ہی رہا تھا کہ احمد شاہ ابدالی نے پھر دریاے سندھ سے عبور کیا یہ خبر پاکر صوبہ نے دہلی کو
لشکر منگوایا مگر نہ آیا تو بحالت ناچاری بدین بہانہ پنجاب کو غارت سے بچایا کہ احمد شاہ کی خدمت مین
لکھ بھیجا کہ مین آپکا تابعدار ہون آپ جو چاہین سو کرین اور خود بھی معہ فوج لاہور سے روانہ ہوکر مقام
سوہدرہ اور دریاے چناب کے کنارہ پر جا اترا احمد شاہ نے جو میر معین الملک کی سچائی و دلیری سے واقف تھا اوسکی
اطاعت کو غنیمت جانا اور کہلا بھیجا کہ آمدنی علاقہ سیالکوٹ و گجرات و پسرور وغیرہ جو بادشاہ لیتا تھا ہمکو
دینا قبول کرو تو ہم واپس اپنے ملک کو چلے جاینگے اس بات کو حسب موقع وقت میر منو نے قبول کیا اور احمد شاہ

واپس اپنے ملک کو چلا گیا ایسی ایسی خبرین پنجاب کے انتظام کے جب دہلی مین پہونچین تو ارکین دربار کو حسد پیدا ہوا اور شاہنواز سابق صوبہ دار لاہور کو صوبہ ملتان کا بناکر دہلی سے روانہ کیا اور یہ تجویز کی کہ میر منو کا دخل ملتان سے اوٹھا دیا جاوے میر منو نے یہ بات سنکر فوراً دیوان کوڑا مل اپنے دیوان کو فوج دیکر ملتان بھیجا یہ بہادر دیوان جب ملتان پہونچا اور شاہنواز خان کے دخل کا مانع ہوا تو فریقین مین لڑائی ہوئی شاہنواز خان مارا گیا اس خدمت کی انجام کے بعد دیوان کوڑا مل ملتان کا ناظم بنا اور راجہ کوڑا مل خطاب پایا ایسے ایسے جھگڑون کے سبب سے جب میر معین الملک نے حسب الاقرار روپیہ کابل نہ بھیجا تو تیسری مرتبہ احمد شاہ دریای چناب پر آموجود ہوا اور سکھ جیون کہتری اپنے معتمد کو روپیہ مانگنے کے واسطے لاہور کی طرف روانہ کیا میر منو نے جواب دیا کہ اگر کل فوج درانی کابل کو چلی جاوے تو مین روپیہ دیتا ہون سکھ جیون ایلچی کے روانہ ہونے کے بعد خود بھی میر منو مع فوج اوسکے پیچھے پیچھے چلدیا اور دیوان کوڑا مل ملتان اور آدینہ بیگ خان دوآبہ جالندھر سے معہ فوجون کے بلائے گئے لاہور کی فوج جب چناب پر پہونچی تو احمد شاہ کی فوج دریا کے کنارے سے اوٹھکر مشرق کی طرف چلا اوتری اتفاقاً دونو فوجون کا آپس مین خفیف سا مقابلہ ہوگیا مگر میر منو نے وہان جنگ کرنا مناسب نسمجھا اور لاہور کو واپس ہوا احمد شاہ بھی پیچھے پیچھے ہو لیا جب قریب لاہور کے پہونچا تو میر منو اپنے مورچون مین جو پہلے سے تیار کر رکھے تھے گھس گیا اور چار مہینے تک نہ نکلا فریقین کے فوجین اپنے اپنے مورچون مین ایک دوسرے کے سامنے پڑی رہین جب غلہ کی تنگی اور گرانی حد نہایت پہونچی تو میر منو نے اپنی فوج مورچہ سے باہر نکالی اور لڑائی شروع کی آخیر میدان مین درانیون کو فتح ہوئی دیوان کوڑا مل مارا گیا میر منو نے شکست کہائی اور داخل لاہور ہوا درانی فوج شالامار مین جا اوتری میر منو نے جب دیکھا کہ اب سوای اطاعت کے کوئی چارہ نہین ہے تو خود جاکر احمد شاہ کے پاس حاضر ہوا بادشاہ نے اوسکی بڑی عزت کی اور خانجہان اپنے ایک امیر کو پیشوائی کے واسطے بھیجا فریقین مین بڑی تپاک سے ملاقات ہوئی پچاس لاکھ روپیہ نقد لیکر دوبارہ نظامت کا خلعت میر منو کو عطا ہوا عبد اللہ خان سپہ سالار بڑی فوج کے ساتھ کشمیر کے فتح کو روانہ ہوا جب احمد شاہ اور میر منو کا مقدمہ برپا تھا تو سکھون کی خوب بن آئی تھی گانو کے گانو اونہون نے لوٹ کر اوجاڑ دیے تھے احمد شاہ کے جانے کے بعد میر منو سکھون کے انتظام مین مصروف ہوا اور سنا کہ بڑا اجتماع سکھون کا اب موضع ... مین جو لاہور سے چھ کوس کے فاصلہ پر ہے ہو رہا ہے اسواسطے میر منو اپنی فوج لیکر شتاب وہان جا پہونچا اور سکھ بیشمار قتل کیے ۱۱۶۶ ہجری مین میر معین الملک شکار کہیلتا گہوڑے سے گرا اور اوسی صدمہ سے جنت نصیب ہوا اگرچہ میر امین الدین چار برس کا بیٹا اوسکا باقی رہا مگر وہ بھی دس مہینہ بعد چیچک نکلکر مر گیا اور مراد بیگم میر منو کی عورت نے پنجاب کی حکومت اپنے قبضہ مین کی اور

دہلی اور کابل کے طرف عرضیان بہیجکر اپنی تقرری کی سندین منگوالین مراد بیگم کے دربار کے بڑے امرا کہ
نواب سیر سکہاری خان بانی مسجد طلائی و میر مومن خان و آدینہ بیگ خان تہے مگر تہوڑے ہی دنون بعد اعتماد
مراد بیگم کا اون پر نہ رہا اور کابل سے ایک سیر خان بخان نام اوسنے بحکم احمد شاہ منگوا کر مختار کل بنایا
اوسکے آنے سے پہلے امیر بے اختیار ہوگئے آدینہ بیگ خان تو اپنے علاقہ دوآبہ بست مین چلا گیا میر مومن خان نے
دربار کی آمد و رفت موقوف کی نواب سکہاری خان کو مراد بیگم نے زنانہ محل مین بلوا کر کنیزکون کے
ہاتھ سے مروا ڈالا اوسکی شہادت کا صرف یہی باعث تھا کہ نواب سیر سکہاری خان آدمی جوان و
حسین و جمیل گو نیک ذات نفیر عابد زاہد تہا مراد بیگم اوسکے شگفتہ حسن و جمال تھی طالب وصال تھی مگر سکہاری خان نے
زنا کو حرام جانتا عورت کا کہنا نمانا جب کوئی صورت نہ بن آئی تو عشق نے دشمنی کی صورت دکہائی مراد بیگم
نے اوسکو گہر بلایا اور وہی سوال درمیان مین آیا جب اوسنے انکار کیا نمک خواری کا اظہار کیا تو وہ
غضبناک کمال ہوئی غصہ سے لال ہوئی اور کنیزکون کو حکم دیکر اوس بیگناہ سید عالیجاہ کو محلون کے
اندر ہی پہانسی دیدیا مراد بیگم کے وقت انتظام پنجاب کا بالکل بگڑ گیا سکہون کے ڈاکے پڑنے لگے گاؤن اوجڑنے
لگے ملک بے چراغ نہ کوئی حاکم رہا اور رعایا بے سر پا و دکہ خبر جب دہلی مین بدربار احمد شاہی پہونچی تو غازی الدین
عمادالملک وزیر پنجاب کے انتظام کیواسطے مامور ہوا مراد بیگم نے جب جانا کہ اب ناظم سلطنت آتا ہے ملک میرے ہاتھ
سے جاتا ہے تو اوسنے اپنا وکیل بہیجکر وزیر کے ساتھ اپنی شادی کی ٹہرائی اور خود جاکر مقام ماچھی واڑہ
وزیر سے ملاقات کی اور نکاح کر لیا اور بی بی میان باتفاق ایک دوسرے کے لاہور پہونچے وزیر نے اپنی
طرف سے ایک شخص سید جمیل نام کو پنجاب کا ناظم بنایا اور مراد بیگم کو اپنے محلون مین رہنے کا حکم دیا اس بات سے
بیگم ناراض ہوگئی اور وزیر سے پوشیدہ بہاگ کر کابل پہونچی اوسکی ترغیب سے احمد شاہ چوتھی مرتبہ پنجاب
مین آیا اوسکے آتے ہی سید جمیل ناظم دہلی کو چلدیا احمد شاہ بہی اوسکی پاشنہ کوب دہلی پہونچا اور دہلی
فتح کرکے احمد شاہ بادشاہ جغتائی کو پھر تاج بخشی کی اور سرہند تک اپنے ملک کی سرحد مقرر کرکے لاہور آیا
اور شاہزادہ تیمور اپنے بیٹے کو اسنے پنجاب کی نظامت سپرد کی اور کابل کو چلا گیا شہزادہ کے دربار مین سردار
خان جہان مراد خان دو بڑے منتظم امیر تھے جنکے شایستہ تدبیرون سے پنجاب کا انتظام بہت اچہا ہو گیا اور
شہزادہ خود بہی آدمی دانا عقیل و حلیم الطبع و سخی تہا اوسکے وقت سکہہ جب جاپ اپنے گہرون مین جا بیٹھے مگر
یہہ عمدہ انتظام آدینہ بیگ خان کی سرکشی کے سبب ٹوٹ گیا اوسکا مجمل حال یہہ ہے کہ جب شہزادہ تیمور
پنجاب کا ناظم بنا تو اوسنے آدینہ بیگ خان کو دوابہ بست سے اپنے سلام کے واسطے بلایا مگر وہ نہ آیا اور چند
مدت تک اوسنے درچند عذرات لکہتا رہا آخر اوسکی حاضری کیواسطے فوج درانی مامور ہوئی یہہ خبر پاکر اوسنے

مرہٹون کو جو دہلی کے گرد و نواح وغیرہ ہندوستان کے ملکون مین قابض ہوگئے تھے پنجاب مین بلایا اور مرہٹون کے
سردار ملہار راو و جنکو راو مع پلٹن لاکھہ سوار کے ستلج پار آ پہونچے اونکے آتے ہی آدینہ بیگ خان اونکے شامل ہو
اور وہ کوچ بکوچ لاہور کیطرف آئے یہہ خبر پاکر شہزادہ تیمور نے پنجاب کی حکومت ترک کی اور کابل کو چلدیا
مرہٹون نے پنجاب مین آکر بے جنگ و جدل اپنا تسلط جمایا رگھوجی سپہ سالار کے حکم اور آدینہ بیگ کے تجویز
سے حکومت لاہور کی خواجہ میرزا افغان کو عطا ہوئی جو تیمور شاہ کے فوج کا افسر تھا مگر آدینہ بیگ خان
کے گرفتاری کیواسطے گیا تھا اور وہان جاکر اوسنے آدینہ بیگ کے ساتھہ سازش کرلی تھی شام جی و رام جی
دو مرہٹہ کل پنجاب کے حاکم قرار پائے مہاجی مرہٹہ دس ہزار فوج کے ساتھہ اٹک کے قلعہ مین مامور ہوا اور
آدینہ بیگ خان بدستور دوابہ بست جالندھر کا ناظم رہا تھوڑے سے مدت کے بعد خواجہ میرزا لاہور کے
حکومت سے معزول ہوکر کوہ جمون کیطرف بھاگ گیا اور دو کس مرہٹہ بالوراو و داوراو لاہور کے
حاکم مقرر ہوئی ایسے نازک وقت مین سکھون لٹیرون کی خوب بن آئی تھی اور وہ بیہہ لوٹ مار کرتے
تھے آدینہ بیگ خان نے جب سکھون کی یہہ حالت دیکھی تو فوراً ایک فوج لیکر اون پر چڑہ آیا مگر
سکھہ ہاتھہ نہ آئے اونکے مخالف تو نہین مگر افغانون اور آدینہ بیگ کی آپسمین سخت لڑائی ہوئی اور رجان خان
کو مار ڈالا گیا سنہ ۱۷۵۸ عیسوی مین پنجاب مین سخت قحط پڑا تمام ملک قحط کے صدمہ سے اور سکھون کے غارت سے
تباہ ہوگیا سنہ ۱۷۵۸ء آدینہ بیگ خان مرگیا اور اوسی سال احمد شاہ درانی نے پھر پنجاب کی طرف رخ کیا جب
اٹک پر پہونچا تو کل مرہٹہ پنجاب سے نکلکر چلے گئے احمد شاہ درانی نے لاہور آکر کریم داد خان کو لاہور کا حاکم بنایا
اور زینخان سے گجرات وغیرہ کی فوجداری سپرد کی اور خود ہندوستان کیطرف چلا گیا اور وہان جاکر
مرہٹون کے ساتھہ ایسی زور شور سے لڑائی کی کہ باوجود کثرت فوج کے مرہٹہ بھاگ نکلے اور درانی فوج کو سولہ
لاکھہ آدمی قتل کرتی ہوئی چلے گئے ایسے وقت مین کہ تمام فوج اور سردار بادشاہ کے ساتھہ مرہٹون سے لڑنے
پہونچے پنجاب مین سکھون نے خوب غدر مچایا جسا سنگھہ آلو والیہ و جیت سنگھہ کھنہ و گوجر سنگھہ و لہنا سنگھہ نے امرتسر مین
جمع ہوکر لاہور کے لوٹنے کی تجویز کی اور سنہ ۱۷۶۰ مین آکر لاہور کا محاصرہ کرلیا اور حصار کے باہر کی عمارتون
کو آگ لگادی اور جسکو پایا لوٹ لیا مکانات کے لکڑیان اوتار لین لاہور کا حاکم جب سخت تنگ ہوا تو اوسنے
سکھون کے پاس صلح کا پیغام بھیجا اونھون نے جواب دیا کہ اگر تم خالصہ جی کو کڑاہ پرشاد کھلا دو تو جاتے ہین آخر
تیس ہزار روپیہ دیکر لاہور کے سر سے اونھون نے یہہ بلا ٹالی مگر حصار کے باہر کی آبادی مین سے کچھہ باقی نرہی
جب احمد شاہ مرہٹون پر فتحیاب ہوکر آیا تو سربلند خان کو ناظم ملتان و زین خان کو حاکم سرہند و خواجہ عبید خان
کو حاکم لاہور بنایا اور ولایت کو کوچ کیا مگر راستہ مین سکھون نے شاہی لشکر کے ساتھہ مزاحمتین کین

اور شیخون ماری مگر چونکہ بادشاہ کو اپنی خانگی فساد کے رفع کرنے کے واسطے کابل جانا جلد تر ضرور تھا اوسوقت
اس گستاخی کی سزا دہ سکھون کو نہ لیسکا اور غصہ مین بھرا ہوا ولایت کو چلا گیا کابل پہونچتے ہی اوسنے
نور الدین خان نام سردار کو مع فوج سکھون کے سزا دہی کے واسطے پنجاب طرف روانہ کیا جب وہ سردار
مع فوج جرار دریای چناب سے وار اترا تو چڑت سنگھ سردار نے بڑی جانفشانی کے ساتھہ اوسکا مقابلہ کیا جسمین
افغانی فوج کو شکست ہوئی اور نور الدین خان سیالکوٹ کے قلعہ مین جاکر پناہ گزین ہوا
چڑت سنگھ نے سیالکوٹ کے قلعہ کو محاصرہ کیا اور نور الدین بچ و ناسی بھاگ کر راجہ جمون کے پاس پناہ
پائی جہان سنگھ خواجہ عبید صوبہ لاہور بھی اپنی فوج لیکر سکھون کی سزا دہی کیواسطے سوار ہوا اگر اسنے
بھی عند المقابلہ شکست کہائی اس فتح کے بعد پنجاب مین سکھہ انا ربکم الاعلی کا دم بھرنے لگے اور
ملک گوجرانوالہ قلعہ اس گدی نشین جنڈیالہ پر جو مطیع الاسلام اور احمد شاہ بادشاہ کا حمایتی تھا اور سکھون کی
جنڈیالہ کا محاصرہ کر لیا تھا قلعہ اسنے اس حال کی عرضی بادشاہ کی خدمت مین بہیجی عرضی کے پہونچتے ہی احمد شاہ
بفوج خاطرخواہ بکوچ بلغار پنجاب کو روانہ ہوا اور سکھہ تھوڑی سی لڑائی لڑکر بھاگ نکلے اور ستلج سے اوتر
کر سرہند کے جنگلون مین جا چھپے یہ خبر پاکر زین خان سرہند کا صوبہ انکی سرکوبی کے واسطے سوار ہوا اور
رائے پور کے قریب سکھون سے لڑائی شروع ہوئی قریب تھا کہ زین خان کی فوج بھاگ نکلے کہ اتنے مین خود
درانی رستم ثانی وہان جا پہونچا جب سکھون نے درانیون کے جھنڈیان دیکھین تو چاہا کہ بھاگ جائین مگر اوسوقت
کون بھاگنے دیتا تھا درانیون نے چارون طرف سے انکو گھیر لیا اور اسقدر قتل عام ہوئی کہ عند الشمار بیس ہزار
نعش سکھون کی شمار مین آئی اس لڑائی کو سکھہ آج تک گہلوگہارا یعنی قتل بسیار کہتے ہین اس لڑائی مین
الا سنگھ پٹیالہ والہ بھی بحالت قید بادشاہ کے حضور مین حاضر ہوا اور بہت عجز و اطاعت بیان کی بادشاہ
نے کئی لاکھ روپیہ نقد اس سے لیکر گدی پٹیالہ کی اسکو بخشی اور راجگی کا خطاب یا بعد اختتام اس مہم کے
احمد شاہ لاہور آیا اور نور الدین خان کو ناظم کشمیر مقرر کرکے حکم دیا کہ جیون مل کابلی جو پہلا صوبہ کشمیر کا
باغی ہوا اوسکو گرفتار کرکے حضور مین بہیج دیو ہوا اور راجہ جمون کی فوج اپنے ساتھہ لیکر کشمیر جا ... بادشاہ
لاہور مین ہی تھا کہ جیون باغی بحالت قید کشمیر سے آکر پیش ہوا اور بحکم بادشاہ اندھا کیا گیا اونہین
ایام مین بادشاہ کو خبر پہونچی کہ بتقریب دیوالی کے سکھون کا اجتماع امرتسر مین ہوگا یہ خبر سنتے ہی
بادشاہ شتاب امرتسر گیا مگر سکھون کو بادشاہ کے پہونچنے سے تھوڑی دیر پہلے خبر ہوگئی تھی اسواسطے
سب بھاگ گئے اور مکان خالی پڑا رہگیا بادشاہ نے جب سکھون کو نہ پایا تو غضب سلطانی جوش مین آیا
اور دربار اسکا مندر جو سکھون نے بڑی تکلف سے بنوایا ہوا تھا بیخ سے نکلوا دیا اور تالاب کے سیڑیان

بارود سے گرا دیا اور تمام تالابون مین مٹی ڈالکر زمین کے برابر کرا دیا اور شہر کے اندر جو ہندو دیکہا سب کو
قتل کیا مکانات جلا دیے رعایا کو لوٹ لیا جب یہ کام سرانجام پا چکا تو بادشاہ لاہور آیا کابلی مل کہتری کو لاہور
کی نظامت عطا کی اور کابل کی سمت کو کوچ کیا بادشاہ کے جاتے ہی سکھ پھر میدان مین نکل آئے پہلے اونہون
نے قصور کو لوٹا اور بڑی دولت حاصل کی پھر بہت مجموعی سرہند پر چڑھ گئے وہان خوب لڑائی ہوئی زین خان
حاکم سرہند نے شہادت پائی سکھون نے شہر کو غارت کر کے آبادی کا نام نہ چھوڑا مکانات جلا دیے مسجدین گرا دین رعایا کو
لوٹ لیا اور سبب اس شرارت کا گورو گوبند سنگھ کے وقت کا بدلہ اوسکی دو بچے سرہند مین مارے گئے تھے سکھون نے دل
کہول کر نکالا سرہند کے ویرانی کے بعد سکھ لاہور کی طرف آئے اور شہر کا محاصرہ کر لیا اور کابلی مل حاکم کو
کہلا بھیجا کہ اگر تو گاؤکش قصابون کو جو لاہور مین رہتے ہین قتل کر ڈالے تو تجھکو امان دین کابلی مل نے
بمصلحت وقت چند قصابان گاؤکش کو ناک کان کٹوا کر شہر سے باہر نکلوا دیا ایسی ایسی خبرین پنجاب کے
احمد شاہ نے سنکر پھر پنجاب کی طرف توجہ کی مگر اوسکے آتے ہی خالصہ جی ہرن ہو گئے کسی آبادی مین کسی
سکھ کا پتا ملا ناچار غصہ کہا کر جمون کے راستہ ولایت کو چلا گیا اوسکے جانے کے بعد پھر سکھ فوج در فوج جنگلون سے
نکل آئے اور بلا مزاحمت جہان چاہا قبضہ کر لیا کابلی مل لاہور کا ناظم جو بادشاہ کے ہمراہ جمون تک
گیا تھا بسبب عدم استحکام ہجوم سکھون کے پھر لاہور تک آنے نہ پایا لہنا سنگھ و گوجر سنگھ و سوبہا سنگھ سکھون نے لاہور
پر قبضہ کر لیا اور ایک شہر مین تین حاکم با اختیار بن گئے اور کابلی مل کے قبائل مدت تک اونکی قید مین رہے
سوا اسکے گاؤن گاؤن قصبہ قصبہ شہر شہر سکھون کی عملداری جم گئی شاہی عملداری بالکل اوٹھ گئی یہ خبر پاکر
احمد شاہ پھر پنجاب مین آیا اور سرافراز خان کو کشمیر سے طلب کر کے فوجداری رہتاس کی اسکو دی مگر بسبب
وقوع کسی تنازع خانگی کے فی الفور واپس چلا گیا چند روز کے بعد پھر بادشاہی لشکر داخل پنجاب ہوا جا بجا
سکھون کی تلاش ہونے لگی مگر گرفتاری اونکی خاطر خواہ عمل مین نہ آئی بادشاہ چند روز لاہور مین رہا پھر دادو خان
پر اور مولوی عبد اللہ لاہوری کو حکومت پنجاب کی دیکر سرہند کو روانہ ہوا چونکہ اون دنون مین شہزادہ
تیمور اور بادشاہ کی کچھ شکر رنجی وقوع مین آئی ہوئی تھی سرہند کے مقام سے بابای شہزادہ تیمور ایک دستہ
بارہ ہزار سوار کا بادشاہ کے بلا اجازت اولٹ کر کابل چلا گیا اس بات کے وقوع مین آنے سے بادشاہ کو
سخت غم ہوا اور سرہند سے لوٹ کر ملتان کے راستے ولایت کو چلا گیا اوسکے جاتے ہی سکھون نے پھر اپنی
حکومتین سنبھالین اور تینون حاکم پھر لاہور مین آ موجود ہوئے دادو خان ناظم نے بحالت ناچاری اونکی
اطاعت قبول کی اور احمد شاہ پنجاب سے جا کر بسال ۱۱۸۶ ھ بقضاے ربانی جہان فانی سے گذر گیا اوسکے بعد

تیمور شاہ بن احمد شاہ درانی کابل کے تخت پر بیٹھا ملک و امن کوہ شمل ڈیرہ جات پشاور

وکشمیر وغیرہ البتہ اوسکے وقت مین اوسکے زیر حکومت تھا مگر خاص پنجاب مین سوای سکھون غارتگرون کے کسیکی
حکومت نہتھی تیمور شاہ کے بعد زمان شاہ بادشاہ نے سلطنت پائی اور اوسنے کابل سے لاہور
کیطرف توجہ کی اور لاہور مین چند ماہ رہا مگر ہر چند سکھون کو ڈہونڈھا کہین نشان نملا ناچار واپس چلا گیا
اوسکے جانے کے بعد پھر وہی تینون سردار لاہور مین آموجود ہوے اور سکھون نے جا بجا اپنی قدم جمالئے
سنہ ۱۲۱۲ ہجری مین پھر زمان شاہ بڑا بھاری لشکر لیکر لاہور آیا اور ہر چند چاہا کہ کسیطرح انتظام پنجاب کا دوسرا
ہو جاوے اور اسکی سلطنت پنجاب مین قیام پاوے آخر جب دیکھا کہ سکھون کے ہاتھ سے اوسکی سلطنت کی بنیاد اوکھڑ گئی ہے تو تھوڑی
اپنی دوسرے دن گذرا اور چند روز یہان قیام رکھکر سکھون کی بہت جستجو کرائی مگر کہین سے اونکا کچھ پتہ نہ آیا تو خالی
پھر دیکھکر سوای بادشاہ کوچ کر کے کابل کو چلا گیا وہان جا کر بسبب بیوفائی اپنے بھائی محمود کے معزول ہوکر معزول الریاست
ہوا شاہ زمان کے دوسری مرتبہ آنے کے وقت بھی شہر لاہور حصار کے اندر سے بھی نصف سے زیادہ اجڑا ہوا
تھا باہر سے گذرا اور محلون کے محلہ ویران تھے کیونکہ اہل شہر قحط کے صدمے اور سکھون کے لوٹ سے بھاگ کر
جا بجا نکل گئے تھے غرض اسمقام تک اہل اسلام کے سلطنت کا حال جو صد ہا سال پنجاب میں رہی تھی ختم ہو افقط

دوسری تقسیم سکھون کے ظہور و عروج و حکومت کی بیان مین بابا نانک کے عہد سے لیکر مہاراجہ رنجیت سنگھ و دلیپ سنگھ کی انقراض سلطنت

پنجابی زبان مین سکھہ کے معنی مرید یا چیلے کے ہین اول بابا نانک نے اپنے مریدون کو اس لفظ سے
مخاطب کیا اور اوسکے مرید گورو کے سکھہ کہلاے نانک کے بعد نو سجادہ نشین برابر ایک دوسرے کے بعد
سجادہ نشین ہوتے رہے اونکو سکھہ دسون بادشاہ کہتے ہین اونمین سے چار جانشین تو فی الحقیقت فقیر
تارک الدنیا صاحب عبادت و ریاضت تھے اور چہ باقیماندہ دنیا کی دولت و ثروت و جاہ و حشمت و لشکر
و فوج و مال و خزانہ کے طرف راغب ہے پہلا موجد اس مذہب کا گورو نانک تھا یہ شخص خدا پرستی و
خداشناسی مین بے تعصبی مین مشہور ہے اچھے فقیر ہندو مسلمان سے اسنے فیض پایا باتفاق بھائی
بالا و بھائی مردانہ کے اسنے تمام ہندوستان کی سیر کی مگر اسکی سیر کا حال جو کسی سکھہ نے نظم سا کہی کے
پوتھی مین تحریر کیا ہے اوسکے دیکھنے سے عقل حیران ہوتی ہے کہ وہان یہ بھی لکھا ہے کہ گورو نانک آسمان
گیا اور بھگوان سے سرگون مین جا کر ملا اوسمین کل ہر زمین کی سیر کا حال تحریر ہے اور مندرج ہے کہ
بابا نانک بغداد مین گیا اور پیر دستگیر محی الدین عبد القادر جیلانی کے ساتھ طریقت کے علم مین مباحثہ
ہوا جسمین نانک نے فتح پائی مگر افسوس ہے کہ وہ مصنف تاریخ کے علم سے واقف نہ تھا کیونکہ غوث الاعظم

محی الدین عبدالقادر جیلانی تخمیناً پانسو برس بابا نانک سے پہلے ہوئے ہیں گورو نانک کے سفر کے وقت وہ کہاں موجود
تھے اوسمین یہہ بھی لکھا ہے کہ دہلی میں نظام الدین اولیا ملتان میں خواجہ بہاء الحق زکریا ملتانی پاک پٹن میں
خواجہ فرید علی ہذا القیاس سب سے بابا نانک سے ملاقاتیں کہیں اور بعض بابا حالانکہ یہہ کل حضرات سینکڑوں برس
بابا نانک سے پہلے فوت ہو چکے تھے غرض وہ جنم ساکہی سکہاں شاہی مضامین اور پہیلیوں کے پڑہنے اور سننے کے لائق
ہے ورنہ کچھہ اصلی مطلب اوس سے حاصل نہیں ہوتا۔ یہہ شخص بابا نانک کہتری کاتک سمت ۱۵۲۶ بکرماجیتی مطابق
سنہ ۸۰۱ ہجری بدہ کے دن کالو کہتری قوم بیدی موضع تلونڈی راے بہوا میں جو لاہور سے پچیس کوس سمت جنوب
مغرب دوآبہ رچنا کے سرزمین میں واقع ہے بعہد سلطان بہلول لودی پیدا ہوا اور آخر سمت ۱۵۹۶ بکرمی
سنہ ۹۵۴ ہجری اسلام شاہ بادشاہ ابن شیرشاہ افغان کے عہد میں مقام ڈیرہ مر گیا اوس مقام پر اب بھی قبر
نانک کا کنارہ دریاے راوی بڑا عالیشان مکان بنا ہوا ہے **لہنا کہتری المشہور گورو انگد**
دوسرا جانشین یہہ شخص قوم کا ترہن کہتری اول موضع ہری کے متصل کہڈور اموں ہوشیار
کے ضلع سے سونوار کے روز سمت ۱۵۶۱ اگیارہویں بیساکہ کے پیدا ہوا سمت ۱۵۷۶ بکرمی میں ایک عورت سمات
کہیوی کے ساتھہ اوسکی شادی ہوئی اتفاقاً ایک سال جوالا دیوی کے درشن کو چلا جاتا تھا راہ میں نانک
اوسکو مل گیا اونکی صحبت میں وہ ایسا محو ہوا کہ دیوی کے درشن کرنے بہول گیا اور اونکی خدمت سے گورو
ایسا خوش ہوا کہ اونہوں نے باوجود موجود ہونے اپنی اولاد کے گدی فقیری اسی کو عطا کی سمت ۱۶۰۹ میں یہہ شخص
مر گیا آدمی حلیم شکل اور خدا پرست تہا ہندو مسلمان سب اوسکی نظر میں ایک سے تہے ڈیرہ اوسکا موضع کہنڈور
بیاس کے کنارے بنا ہوا ہے جو دہیر **گورو امرداس تیسرا جانشین** یہہ شخص چودہویں بیساکہ
سمت ۱۵۳۶ کو تیج بہان کہتری کے گہر بطن سمات لکہو کے شکم سے پیدا ہوا اور گیارہویں ماگہ سمت ۱۵۸۸ میں موضع گہنڈیا
سمات منسا دیوی کے ساتھہ اوسکی شادی ہوئی اور آخر عمر میں گورو انگد دوسرے جانشین کا چیلا بنا اور
صحبت میں خدمت کر کر گورو کی خوشنودی سے گدی پائی بائیس سال پانچ مہینے گیارہ روز گدی نشینی کی آخر بہادوں
کے مہینے سمت ۱۶۳۱ میں فوت ہوا ڈیرہ اوسکا موضع گوئندوال میں ہے جو دہیر **گورو رامداس چوتھا**
جانشین یہہ رامداس کے باپ کا نام ہرداس تہا اور قوم کہتری سوڈہی تہی کاتک سمت ۱۵۹۱
مقام لاہور سمات دیا کے شکم سے پیدا ہوا اور اٹہارہ برس کی عمر میں گیارہویں بہاگن سمت ۱۵۹۹ میں شادی
اسکی سمات بہانی امرداس کی لڑکی کے ساتھہ ہوئی اور امرداس تیسرے جانشین نے بسبب خاطرداری
بہائی کے شیوون اپنے دم کر کر گدی گورو پائی کی رامداس کو بخشی بسبب خوش خوئی وحسن لیاقت اسکے
شناسی کے تمام پنجاب میں زیادہ تر اسکی مشہوری ہوئی اکبر بادشاہ نے بہت سی زمین اسکو انعام میں دیکر

جسمین اسنے تالاب بنوایا امرتسر نام رکھا تالاب کے گرد شہر کے آبادی کی بنا ڈالی اسکے تین بیٹے تھے ایک پرتھی چند دوسرا مہادیو تیسرا ارجن لیکن رامداس نے فرزند گورو یائی کی ارجن کو بخشی آخر بھادون کے پانچویں سمت ۱۶۳۸ میں مرگیا رامداس کا ڈیرہ گوبندوال میں تھا مگر اب دربار ہو گیا ہے بڑا مندر نشستگاہ اسکا امرتسر کے تالاب کے اندر مشہور ہے **گورو ارجن پانچواں جانشین** یہ شخص اٹھارہویں بیساکھ سمت ۱۶۱۰ منگل کے روز بمسات بھانی گورو امرداس کے لڑکی کے پیٹ سے بمقام گوبندوال پیدا ہوا اور نویں بیساکھ سمت ۱۶۳۸ چندن سنگھ سوڈھی کی لڑکی سے اسکی شادی ہوئی امرتسر کی آبادی میں اسنے بہت کوشش کی سنتوکسر رامسر دو تالاب کھدوائے سوائے انکے ایک اور تالاب امرتسر سے بفاصلہ دس میل کھدوا کر نام اوسکا ترن تارن رکھا آخر چوبیس سال مسند نشینی کر کے جیٹھ کے مہینے سمت ۱۶۶۳ جمعہ کے دن بمقام لاہور بادشاہی دیوان سے چندو کے ہاتھ سے بعارضہ زہر ہلاک ہوا اور ڈیرہ اوسکا لاہور میں قلعہ کے دیوار کے نیچے موجود ہے **گورو ہرگوبند چھٹا جانشین** یہ شخص پہلی ماہ اساڑہ سمت ۱۶۵۲ سوموار کے روز گورو ارجن کے گھر بمسات گنگا کی کوکھ سے بمقام موضع وڈالی پیدا ہوا اسنے خود بھی تلوار باندھی اور اپنی سکھوں کو ہتھیار باندھنے کی ہدایت کی اور فقر کے خاندان کو سپاہگری سکھلائی دارا شکوہ جاگیردار پنجاب کے پاس کہ وہ شخص ہر دل عزیز تھا اسنے بہت رسوخ پیدا کیا اور اوسکی ذریعہ سے چند بار حضور شاہجہان بادشاہ بھی حاضر ہوا دو تالاب کول سر و بیبک سر اسنے امرتسر میں کھدوائے آخر چیت کے مہینے سمت ۱۶۹۵ اکتیس سال گورو یائی کرکے مرگیا **گورو ہر رائی ساتواں جانشین** یہ شخص ماہ ماگھ سمت ۱۶۸۶ جمعرات کے دن بخانہ گورو تا سیر ہرگوبند پیدا ہوا اور بعد وفات اپنے دادا کے مسند نشین ہوا اکتیس سال آٹھ مہینے چودہ روز گورو یائی کی اور جیتے جی ہرکشن چھوٹے فرزند کو گدی بخشی اسواسطے رام رائی بڑا لڑکا اوسکا رنجیدہ ہو کر شاہ دہلی کے پاس مستغیث ہوا مگر کچھ نہ چلی اور گورو ہر رائی کاتک کے مہینے سمت ۱۷۱۸ بمقام کیرت پور مرگیا کہ اوسکا ڈیرہ وہاں موجود ہے **گورو ہرکشن آٹھواں سجادہ نشین** اسکو گورو بالا بھی کہتے ہیں یہ شخص ساون کے مہینے سمت ۱۷۱۳ بدھ کے روز بمقام کیرت پور گورو ہر رائی کے گھر پیدا ہوا اور سمت ۱۷۱۸ میں گدی نشین ہوا باپ کے مرنے کے بعد اورنگزیب عالمگیر نے بشکایت رام رائی کے اوسکو دہلی میں طلب کیا جب وہاں پہونچا تو بعارضہ چیچک بدھ کے دن چیت کے مہینے سمت ۱۷۲۱ میں بمقام دہلی بعمر آٹھ سال مر گیا **گورو تیغ بہادر نواں سجادہ نشین** یہ شخص ویساکھ مہینے ۵ گتہ جمعہ کے دن سمت ۱۶۷۹ بخانہ گورو ہرگوبند چھٹے جانشین کے پیدا ہوا اسکی والدہ کا نام نانکی اور جب اسکا امرتسر ہی سمت ۱۶۹۹ اسوج مہینے بمقام کرتار پور بمسات گوجری جی کے ساتھ اسکی شادی ہوئی ہرکشن کے مرنے کے بعد سکھوں نے بلکہ اسکو

دی اور گور کے ساتھ بجا نشانی کرنے کا عہد لیا جب بخوبی سکھوں کی طرف سے بہ ہوگئی تو بارادہ لشکر کشی بڑی
بڑی اجتماع کے ساتھ اوسنے پہاڑی راجون کے اور پنتھ کی آپس میں سخت لڑائیاں ہوئیں آخر سب راجاؤں نے
ملکر اوسپر حملہ کیا اور شہنشاہ عالمگیر کے خدمت میں بھی اس بات کی اطلاع دی بادشاہ کے یہاں سے صوبہ سرہند
کے نام حکم ہوا کہ وہ ان لوگوں کو [illegible] تھا اس مہم کے انجام کرنے میں سعی تاکیدی فرمان جاری ہوا جب چاروں طرف
فوج کا اجتماع ہوا تو گوبند سنگھ قلعہ آنند پور میں محصور ہو گیا تمام سکھ محاصرہ کے طول ہو جانے سے
بہت تنگ آئے اور آہستہ آہستہ بھاگنے لگے آخر یہاں تک نوبت پہونچی کہ سواے گوجری کور و گوبند سنگھ کی والدہ
بھی اپنی دو پوتوں زور آور سنگھ و فتح سنگھ گور و گوبند سنگھ کے بیٹوں کو ساتھ لیکر بیٹے کی اجازت کو نکل قلعہ
سے بھاگی سرہند میں پہونچکر ایک ہندو کے مخبری سے گرفتار ہوئی صوبہ سرہند نے گورو گوبند سنگھ
کے دونو بیٹوں کو گردن مارا اور گوجری کے قید رہنی کا حکم دیا مگر چند روز کے بعد گوجری بھی زہر کھا کر
ہلاک ہو گئی جب گورو گوبند سنگھ کے سب یار و دوست وسکھ پہلے بھاگ گئے تو وہ خود بھی پانچ آدمیوں
کے ساتھ قلعہ سے پوشیدہ بھاگا اور مخالفون کی فوج سے بہت [illegible] بھٹکتا پھرتا آیا پھر تو شہرہ شہرہ ہو مقام بہلول پور
پہونچا اور قاضی پیر محمد کے گھر ہوا وسکا فارسی کے علم میں اوستاد تھا [illegible] لباس بدلا یا سر کے بال [illegible]
ہو سکتے [illegible] اور مونچھوں کے بال کترا اور اگر شہر کو [illegible] ہاتھی کو دیوار کے ساتھ کھسا کر
محراب وار بنا یا جو نئی نمازیں پڑھنی شروع کیں تو بھی پوشیدہ نہ رہا ایک امیر مسلمان نے جو اوس شہر میں
رہتا تھا اوسکو پہچان لیا اور قاضی سے پوچھا کہ یہ شخص کون ہے جو ظاہر مسلمان اور باطن اس مذہب والوں کا
دشمن جان معلوم ہوتا ہے قاضی نے رشوت پا قاضی نے قسم کھائی اور کہا کہ یہ شخص مسافر درویش نیک بخت
نیک اندیش صاحب اسلام نمازی نیک انجام ہیں انکا ارادہ ہے کہ اب حج کو جاویں فائدہ دینی اوٹھاویں
میری مسجد میں چند روز رہتے ہیں نہ کسی سے لیتے نہ دیتے ہیں امیر نے کہا بہت اچھا اگر مسلمان ہیں تو شام کو میرے گھر
آئیں ساتھ کا کھانا میرے یہاں کھائیں قاضی نے یہ خبر گورو گوبند سنگھ کو پہونچائی تو جان کے خوف کے
مارے اور کوئی تدبیر بن نہ آئی لاچار ہوکر دعوت قبول فرمائی اور شام کو اپنے سکھوں کے ساتھ امیر کے گھر
گیا جب کھانا روبرو آیا تو یہ حیلہ کیا کہ ایک لوہے کے دستہ کی چھوٹی سی چھری نکالکر گورو گوبند سنگھ نے
کھانے کے اندر پھیری اور سکھوں سے کہا کہ اگر ضرورتا کسی شخص کے گھر کا کھانا کھانا ہی پڑجاوے تو چاہیے
لوہے کے دستہ کی چھری کھانے کے اندر پھیر لیجاوے کہ اوسکے پھیرنے سے وہ کھانا پاک و پوتر ہو جاتا ہے اور جو کہ
کھاتا ہے اوسکے مذہب میں فرق نہیں آتا ہے دوسرے دن قافلہ کے ساتھ گورو گوبند سنگھ [illegible] تمام [illegible]
پہونچا اور ہانسی ہو ضلع [illegible] تمام کیا چند روز آرام کیا چونکہ وہان اوسکو [illegible] بہت تھی [illegible] اوسکو

گھوڑا بھی سواری کا بل گیا اور چند آدمیوں کی جمعیت بھی ساتھ ہو لئی وہ ہانسی چلکر بمقام ونٹی کے مقیم ہوا
اور خبر اوسکی آنے کی سکھوں نے پاکر اوسکے پاس جانا شروع کیا یہانتک کہ بارہ ہزار آدمی کے اجتماع
کی نوبت پہونچ گئی یہہ خبر پاکر سرہند کے صوبہ نے ایک فوج گورو گوبند سنگھ کے دفع شر کے لئے مامور کیا
اور بمقام مکتسر جہان سابق ویرانہ بے آب اور اب ایک شہر تالاب بنا ہوا ہے فریقین میں لڑائی ہوئی اور
دونو طرفون سے بہت سے آدمی مقتول ہوئے اور بعد اسکے بسبب تشنگی ماندہ ہوگئے شراب ہو قوم اور بے آب جنگل
سمجھکر صوبہ کی فوج واپس چلی آئی اور گورو گوبند سنگھ وہان ہی اوترا رہا مگر سکھ اوسکے پاس کم آئے
سختی بلاؤن میں گرفتار تھے پہلے جب دہلی میں تخت نشینی نوشاہ اورنگزیب عالمگیر نے ایک تاکیدی فرمان گورو
گوبند سنگھ کے حاضری کے واسطے لکھا اور بقبضہ سلطانی ہو ڈیرا جانب بادشاہی فرمان لیکر آیا تو
گورو گوبند سنگھ نے اوسکو بہت سا انعام دیکر اپنے پاس ٹھہرایا اور ایک عرضی منظومہ بابیات فارسی
بادشاہ کے نام اس مضمون سے لکھی کہ مجھہ فقیر درویش کی کیا مجال کہ بادشاہی فوج سے مقابلہ کرون بڑی
سکاوٹ میں پھرون اسقدر فساد جو مجھہ سے وقوع میں آیا ہے صرف اپنی جان بچانے کیواسطے ہی اگر حضور سے
میری جانبخشی فرمائی جاوے اور شاہی فوج میرے مارنے کو نہ آوے تو آئندہ کبھی میں ایسی حرکت کا مرتکب
نہونگا یہ عرضی جب بادشاہ نے سنپائی تو التماس اوسکی قبول فرمائی اور سرہند کے صوبہ کے نام فرمان
جاری کیا کہ اگر گورو گوبند سنگھ اپنی حرکات سے باز آوے اور اپنے بزرگون کی طرح فقیرانہ وضع بنا دیوے تو کوئی
اوسکا مزاحم نہونا چاہیے اور اگر پھر کبھی شورش اوٹھاوے تو شاہی فوج مامور ہو کر سرکوبی اوسکی عمل میں لاوے
صوبہ نے اس فرمان کی فی الفور تعمیل کی اور اپنی فوج اوسکے تعاقب سے ہٹالی جب گورو گوبند سنگھ نے اس
جھگڑے سے خلاصی پائی تو دسمی ایک کتاب بنائی اوسکا نام گرنتھ رکھا اور بعد اسکے بیدل ہو کر پنجاب سے دکن کو چلا گیا
پھر عالمگیر اورنگزیب کے مرنے کے بعد ایک دفعہ پنجاب میں آیا مگر قائم نہ رہا اور تھوڑی سی مدت رہکر پھر
دکہن کو چلا گیا اور بمقام ابچلانگر ایک افغان مسلمان کے ہاتھ سے زخمی ہو کر ماہ کاتک سمت ۱۷۶۵ میں مرگیا اوسکے
چار بیٹے تھے فتح سنگھ زورآور سنگھ جوجہار سنگھ جیت سنگھ اونمین سے دو تو سرہند میں مارے گئے اور باقی دو یعنی
جیت سنگھ و جوجہار سنگھ بھی اونھین دنوں میں جب گورو گوبند سنگھ قلعہ آنندپور میں محصور تھا اپنی والدہ
اور پانچ سکھون کے ساتھ بھی قلعہ سے نکلکر جب متصل سوہشام چمکور کے پہونچے تو سرہند کی فوج نے اونکو گھیرا
اور وہ اونسے لڑکر مارے گئے بعد اسکے کوئی شخص بھی نسل اسکی سے وارث اونکا نہ رہا تھا بعد ازان
گورو گوبند سنگھ کا سکھ بندہ نامی جو مرنے سے پہلے گورو گوبند سنگھ نے اوسکو سخت تاکید کی تھی کہ وہ حتی الامکان مسلمانوں کو
ایذا دے اور سکھوں کے مذہب کی ترقی کرے پس گورو گوبند سنگھ کے مرنے کے بعد وہ اس کام پر مستعد ہو گیا

ہزاروں سکھ اوسنے اپنے پاس جمع کر لیے اور پنجاب کے ملک میں آکر ملک کو لوٹنا شروع کردیا سرہند کے
صوبہ وزیر خان کو خبر ہوئی تو وہ خود بڑی فوج لیکر اوسپر آیا مگر بندا کے ہاتھ سے شکست کہائی اور سکھوں
کی ایسی بن آئی کہ اونہوں نے سرہند وسادہورا وسامانہ و گہڑام وغیرہ بڑی بڑی بستیوں کو لوٹ کر ویران
کردیا شہر کے مسجدیں گرادیں لوہیانہ سے لیکر کرنال تک تمام ملک میں اپنی تہانے بٹھلا دیے اور مسلمانوں
کی اسقدر قتل عام ہوئی کہ صرف قصبہ سامانہ کے اندر دس ہزار زن و مرد و بچہ مسلمان قتل ہوئے اور نعشیں
اونکی آگ میں جلائی گئیں شہر بٹالہ و کلانور کے زمیندار ایسے تھے کہ اونکے پاس ایک وقت کے کہانیکا
گذارہ نہ رہا اوس زمانہ میں لاہور کا صوبہ سید اسلم تہا اوسنے شہر کی بڑی حفاظت کی سبب بندا بیاس سے اوتر کر
باری دوآب میں داخل ہوا تو پنجاب کی رعایا مسلمانان نے ایک اجتماع کیا جنکے سرگروہ محمد تقی و موسیٰ بیگ
و حاجی سید اسماعیل و حاجی یار بیگ و سید عنایت اللہ و ملا پیر محمد تہے اور بہت لوگ ہر طرح مستعد ہوکر لاہور کے
باہر عیدگاہ کے پاس جا اترے جب بندا آیا تو فریقین میں سخت لڑائی ہوئی اور صبح سے شام تک مقابلہ ہوتا رہا
اور دونو فریق لڑتے لڑتے تہک گئے آخر بندا اول پراگندہ ہوکر پیچھے کو ہٹ گیا اون دنوں میں بہادر شاہ
عالمگیر کا بیٹا دکہن کے ملک میں تہا وہ اسی وقت وہ سیدہا لاہور کو آیا اور فیروز خان و جہان خان بارزئی
افغان قصوری و شمس الدین خان افغان کو بندا کے تنبیہ کے واسطے مامور کیا شاہی فوج نے قلعہ مخلص پورہ
المعروف لوہ گڑہ کو جسمیں بندا تہا جاکر محاصرہ کر لیا اور بہت مدت تک محاصرہ رہا آخر بندا وہاں سے بہاگ کر
پہاڑ میں گہس گیا اور بعد التعاقب بہی ہاتھ نہ آیا ناچار فوج واپس آکر داخل لاہور ہوئی جب بہادر شاہ
مرگیا اور شہزادوں کی آپس میں لڑائیاں و فساد ہوکر فرخ سیر کی سلطنت قائم ہوئی تو بندا پہر موقع پاکر پہاڑ
سے اوترا اور بہت قصبہ اور گانو اوسنے اپنے تصرف میں کر لیے دہلی سے نواب عبد الصمد خان دلیر جنگ کا
بیٹا مع فوج اوسکی سرکوبی کو مامور ہوئی تک جب کہ فوج نزدیک پہونچی تو بندا پہر میدان چہوڑ کر گم
ہوگیا ایک سال کے بعد پہر بندا نے میدان سنبہالا اور قصبہ کلانور و شہر گڑہ پر تسلط کر لیا شیخ محمد دائم
فوجدار بٹالہ کا ہر چند اوس سے لڑا مگر بسبب کثرت سکہوں کے اوسکو شکست ہوئی یہ خبر پاکر بادشاہ نے
بہت فوج جمع کی اور میر احمد خان فوجدار گجرات و ارادتمند خان فوجدار امین آباد و نور محمد خان
فوجدار اورنگ آباد و پسرور و شیخ محمد فوجدار بٹالہ و سید حفیظ اللہ خان فوجدار پٹی و محمد تقی
فوجدار کلانور و راجہ بہیم سنگہ کٹوچ و دہرب دیو جسروٹیہ و عارف بیگ خان ناظم لاہور کو معہ اونکی
فوجوں کے جمع کیا اور سب کا سرگروہ نواب عبد الصمد خان دلیر جنگ کی شاہ گنج کے پاس ڈیرہ کیا آخر
سے بندا نے گوداسپورہ کے متصل ایک مستحکم مکان اور قابل جنگ میدان تجویز کر کے مع فوج سکہوں کے

قیام کیا اور چار دن طرف اپنے پانی کی نہر کھود کر پانی چھوڑ دیا گویا اپنے واسطے اونہوں نے ایک مستحکم
قلعہ بنا لیا بادشاہی فوج نے جب ایسا دیکھا تو سکھوں کا ہر چہار طرف سے ایسا محاصرہ کیا کہ سوای پانی کے
ایک دانہ غلہ کا اونکی فوج میں جانا نہیں پاتا تھا جب سامان رسد موجود کہانے کی نہایت تنگ آئی اور بزور
آہستہ بندا کی ہمراہی چھوڑ کر بھاگنے لگے مگر جو بھاگتا تھا شاہی فوج کے ہاتھ گرفتار ہو کر مارا جاتا تھا آخر سکھوں نے
اپنے گھوڑوں اور باربرداری کے اونٹ سب کاٹ کاٹ کر کھا لئے جو کچھ نہیں رہا تو ناپاکی ممنوعات کا کچھ لحاظ نہ رہا
گوبا پاسو ہضم کیا ایسی حالت کی ساتھ بندا نے عبد الصمد خان کے خدمت میں بشرط جان بخشی کے حاضر ہونے کی
درخواست کی جب حاضر ہوا تو بحفاظت معقول بادشاہ کی خدمت میں دہلی بھیجا گیا اور وہان پہونچکر مع فرزند پسر لدا اپنے
متصل مزار قطب صاحب کے بحکم فرخ سیر گردن مارا گیا اسکے بعد جب سلطنت دہلی کی دن بدن ضعیف ہوتی گئی اور احمد شاہ درانی
نے تمام باقی مر گیا اور کابل کی سلطنت کی نا اتفاقیوں کے سبب سے کوئی سلطان یا بادشاہ سرگروہ نہ ہوا تو سکھوں کی قوم پنجاب میں
جا بجا بقصبہ قصبہ شہر بشہر قابض و حاکم ہو گئی اوس وقت سکھوں کی بارہ مثلیں یعنی گروہ بن گئیں **پہلی مثل بھنگیوں کی**
جسمین بارہ ہزار سوار تھے چھجا سنگھ نامی ایک شخص نے پہلی گورو گوبند سنگھ سے پاہل لیکر سکھی اختیار کی اور
غارتگری پر کمربستہ ہوا بسبب کثرت نوشیدن بھنگ کے لوگ اوسکو بھنگی کہتے تھے اصل میں وہ بھنگی نہ تھا جاٹ تھا
بعد ازان بھمان سنگھ دھیان سنگھ جگت سنگھ وغیرہ ہمراہی لوٹ مار کی اوسکے شامل ہوئے اور سب نے ملکر ڈاکہ زنی شروع
کی چھجا سنگھ مر گیا تو بھمان سنگھ سرگروہ ہوا اوسکے بعد ہری سنگھ نے افسری پائی ہری سنگھ نے تھوڑے دنون میں
تھوڑی فوج بہم پہونچا کر بہت سے سکھ نوکر رکھ لئے نواح امرتسر وغیرہ بہت سا ملک اوسنے اپنے قبضہ میں کر لیا
اوسکے بعد جھنڈا سنگھ اوسکے بعد جھنڈا سنگھ گنڈا سنگھ دو نو بھائیون نے سرداری پائی جھنڈا سنگھ کو
راجہ رنجیت دیو والی جمون نے لڑائی میں مار ڈالا اور گنڈا سنگھ پٹھان کوٹ میں حقیقت سنگھ کنہیہ کے
ہاتھ سے قتل ہوا بعد ازان دیسو سنگھ چھوٹا بھائی گنڈا سنگھ کا سرگروہ بنا وہ مرا تو گلاب سنگھ نے سرداری
پائی وہ بمقام بھسین رنجیت سنگھ کی لڑائی میں مارا گیا اوسکے بعد اوسکا بیٹا گوردت سنگھ رہا جسکو رنجیت سنگھ
نے امرتسر سے نکالدیا اور کل اوسکی علاقہ مقبوضہ اپنا قبضہ کر کے تھوڑا سا گذارہ اوسکی واسطے
مقرر کیا وہ مرا تو گنڈا سنگھ دسوندھا سنگھ دو بیٹے اوسکے رہے مگر بسبب مفلسی جاگیر کے نہایت مفلسی کے ساتھ
گذارہ کرتے رہے اب اونکی اولاد سے کوئی ایسا نامی آدمی لائق اندراج تواریخ نہیں رہا ٭

دوسری مثل رامگڑھیون کی اس مثل کے گروہ میں تیرہ ہزار سوار تھے اور بانی
اسکا جسا سنگھ بھگوان سنگھ گیانی کا بیٹا تھا جو بمقام اچھوگل لاہور سے مشرق کی طرف بفاصلہ بارہ میل کے رہتا تھا جب
وہ مفلسی و ناداری سے سخت تنگ ہوا تو پاہل لیکر سکھ بنا اور چند بدمعاشوں کو جمع کر

اسوقت راجہ سنسار چند نے تو قلعہ کانگڑہ لیکر صلح کی اور مہان سنگھ نے مہتاب کنور جی سنگھ کی پوتی کے ساتھ رنجیت سنگھ اپنے بیٹے کی نسبت کری جب جی سنگھ مرگیا تو ندھان سنگھ وبھاگ سنگھ بیٹے اوسکے خوردسال رہے اور مالک ریاست کی مسمات سدا کنور گوربخش سنگھ کی عورت جی سنگھ کی بہو رنجیت سنگھ کی ساس بنی وہ عقیل عورت ریاست کے انتظام مین بڑی ہوشیار تھی اوسنے جی سنگھ کے مرنے کے بعد اپنی ریاست کا خوب انتظام رکھا بلکہ رنجیت سنگھ کی سلطنت کو اوسنے ترقی دی لاہور کے لینے کے وقت وہ معہ فوج رنجیت سنگھ کے ساتھ تھی مگر رنجیت سنگھ نے اسکو بھی چھوڑا سبب زر کے بگاڑ ہوا اوسکا ملک ضبط کرکر اوسکو قید مین ڈالدیا کہ وہ بہت بڑے حال کے ساتھ مرگئی وہ آزار کیا اس ریاست کا قصبہ مکیریان جو دوابست جالندھر مین موجود ہے

چوتھی مثل نکئیون کی

بانی اس مثل کا ہیرا سنگھ از بنیاد سندھو جٹ بھرڑوال کے رہنے والا تھا اوسنے سکھ مذہب اختیار کیا اور بہت ... سنگھ کہلایا اور بہت ... شہرت کی کرکر کچھ ملک لیا اور قصبہ چونیان ... کے اطراف کا ملک ... اور دریای کنارے کا علاقہ جو نکہ کہتے ہین کل اوسکے قبضہ مین آیا آخر جب پاکپتن کے اوپر چڑھائی کی تو شیخ سبحان دیوان شیخ کی فوج کے ہاتھ سے مارا گیا اور دل سنگھ بیٹا اوسکا خوردسال رہگیا سبب اسکے نار سنگھ برادرزادہ اوسکا جانشین ہوا وہ بھی تھوڑے عرصہ بعد مرگیا جب رنجیت سنگھ کے اقبال کا ستارہ چمکا تو اوسنے بھگوان سنگھ کہیان سنگھ خزان سنگھ نکیون کی ہمشیرہ مسمات مہتاب کنور کے ساتھ شادی کیا اوسکو بیٹون سے کھڑک سنگھ ولیعہد پیدا ہوا لیکن اوسکا بھگوان سنگھ بھی وزیر سنگھ کے ہاتھ سے مارا گیا اور کہیان سنگھ حاکم ہوا وزیر سنگھ کو دل سنگھ ہیرا سنگھ بانی مثل کے بیٹے نے مارڈالا اور خود بھی وزیر سنگھ کے نوکرون کے ہاتھ سے قتل ہوا وزیر سنگھ کے دو بیٹے مہر سنگھ وسمیر سنگھ باقی رہے کہیان سنگھ کے بعد خزان سنگھ جانشین ہوا اور کاہن سنگھ کہیان سنگھ کا بیٹا جو خوردسال رہگیا تھا خزان سنگھ کے پاس پرورش پاتا رہا آخرکار رنجیت سنگھ نے کل ملک اونکا ضبط کرلیا اور کچھ تھوڑی سی جاگیر بطور گذارہ قائم رہی اب بھی اس خاندان مین کاہن سنگھ جاگیردار کی اولاد زندہ موجود ہے

پانچوین مثل آلووالیون کی

اس مثل کا مفصل حال بابت شہر کپورتھلہ اور والی ریاست کپورتھلہ کے ذکر مین لکھا گیا ہے اب دوبارہ لکھنا تحصیل حاصل ہے

چھٹی مثل ڈلے والیون کی

اس مثل کی بنیاد گلاب سنگھ کھتری ساکن ڈلہ والہ سے قائم ہوئی سب سے اول وہی سکھ بنا اور تارا سنگھ گیبا ... جنگجو اور زبردست قائم کی وہ مرگیا تو تارا سنگھ قوم گھیبا ... گانو کا مال چرایا کرتا تھا سردار بنا اور اوسنے اس مثل کے ساتھ ملکر ... نکودر کو لوٹا اور راہون ... اور فتح آباد وغیرہ کا انتظام کرلیا آخر رنجیت سنگھ نے اوسکا کل ملک چھین لیا صرف دو گانو گذارہ کو چھوڑے مگر چند سال کے بعد وہ دو گانو بھی بحق سرکار ضبط ہوئے اوسکی اولاد ... گوجر سنگھ وجہنڈا سنگھ سے رہی

ساتوین مثل نشان والون کی

اس مثل کے بانی مبانی سنگت سنگھ وموہر سنگھ دو شخص تھے دس ہزار سوار انکے پاس رہتا تھا اور دو ... کے ...

چوتھی چند کنور جی سنگھ ساکن چین پور ضلع امرتسر کی لڑکی پانچوین مہتاب کنور جو دھری ہمان سنگھ جاٹ اٹھوال ساکن پلھا ضلع گورداسپور کی لڑکی چھٹی رمن کنور صدا سنگھ جاٹ ملوی ساکن ضلع پاریکے ابھنی والہ کی لڑکی ساتوین گلاب کنور جگدیو چودہری کی لڑکی ہوا ہی اُنکی اور بھی ایسان کنیزکین تھین جو باندیان تھین تھا سچہ ہر دیوی جو دہری کی ہم نسلہریہ راجپوت ساکن اتال گدہ ضلع گورداسپور کی لڑکی اور راج دیوی لڑکی بدنا راجپوت کی اور دیو لال سند بھاری نکا وجٹ کی دختر یہ تینون مع رانی مہتاب دیوی کے رنجیت سنگھ کے ساتھ جلکر مرگئین رنجیت سنگھ کے معشوقہ و محبوبہ عورتین بیشمار کسی بھی بہت تھین مگر سب سے زیادہ موران طوائف امیر رتبہ کو پہونچی کہ گویا سلطنت پنجاب کی اُنکے گھر مین تھی وہ رنجیت سنگھ کو سر نیاز رکھتا ہی کہ جو چاہتی تھی مرہم کہ لیتی تھی اور رنجیت سنگھ اوسکی جو چاہتی سو کرتی کسی اہل دربار کا یارا نتھا کہ اوسکی بے مرضی کوئی کام کر سکے رنجیت سنگھ جو موران کے گھر گئے شادیون اور رسومون مین جا کر شامل ہوتا اوسکی نام سے ایک مسجد لاہور مین مدت تک مشہور رہی چنانچہ آجتک ویسا ہی اور پیسہ موران شاہی مشہور ہین ذکر سلطنت کہرک سنگھ و نونہال و شیر سنگھ و دلیپ سنگھ پسران رنجیت سنگھ متوفی جب رنجیت سنگھ فوت ہوا کہرک سنگھ اوسکا بیٹا بیسے تلاش مہار انکی جلوس کرتا تھا مگر بسبب نرم مزاجی و کم عقلی اوسکی سلطنت کا کام چل نسکا اسواسطے نونہال سنگھ اسکا بیٹا نے باپ کو محض معطل و بیکار کرکے کام سلطنت کا اپنی ہاتھ مین لے لیا اور امرای دربار ور اہلکاران جو ال سب کی سازش نونہال سنگھ کے ساتھ ہو گئی اور سب کی تجویز سے سردار چیت سنگھ جسکو کہرک سنگھ وزیر بنایا چاہتا تھا قتل کیا گیا سنہ ۱۸۴۰ع میں کہرک سنگھ بیمار ہوا اور بیٹے کی صورت سے اسقدر بیزار تھا کہ مرنے کے دم تک اوسکی صورت اوسنے نہ دیکھی بلکہ کہتا تھا کہ نونہال سنگھ جوانمرگ مریگا سو بعد سلطنت اوسکو نصیب ہوگی اوسی سال مین کہرک سنگھ مرگیا اتفاقیہ و پیشینگوئی اوسکی صادق ہوئی کہ جب نونہال سنگھ کہرک سنگھ کی نعش کو جلا کر آیا اور قلعہ کے دروازہ کے قریب پہونچا اتفاقاً سے توپون سلامی کی سر ہوتی لگین دروازہ کے پاس پہونچتے ہی ایک بڑا پتھر دروازہ کی دیوار سے گر پڑا اور اوسکی بیٹا راجہ گلاب سنگھ اور نونہال سنگھ کے سر پر جو باہم ہاتھ مین ہاتھ لئے ہوئے تھے آیا وہ چلے آتے تھے لگا چوٹ لگی دونوجوان بحسرت و ارمان دنیا سے گذر گئی نونہال سنگھ کے مرنے کے بعد امرائی جو ال نے شیر سنگھ کو گدی دینی کی تجویز کی مگر سرداران سندہانوالیہ نے نمانا اور چند کنور زوجہ کہرک سنگھ کو حکومت پر بٹھلایا اور خود کفیل امورات وزارت کی ہوئی یہ بات دہیان سنگھ وزیر کو ناگوار گذری اور شیر سنگھ کو بلا لیا اور شیر سنگھ بڑی محرومی کے ساتھ بٹالہ کو واپس گیا بٹالہ جا کر شیر سنگھ نے خفیہ خفیہ فوج کے کل افسران کے ساتھ سازش کی اور سب طرف سے خاطر جمع کر کے تھوڑی سی فوج لیکر لاہور پر چڑھ آیا اوسکی آتی ہی تمام فوج اوسکی ہمراہ ہوگئی اور قلعہ

خالصہ جی کا گانو ستلج پار تھا اسی علاقہ کے ساتھہ ملا لیا ہے یہہ بات سنکر یکلخت بموقوف فوج انگریزون پر چڑھ گئی اور
گیارہ دسمبر ۱۸۴۵ء کو سکھون نے دریای ستلج سے عبور کیا اور پانچ لڑائیان بیچ انگریزون کے ساتھہ لڑے
پہلی لڑائی مدکی کے مقام پر ہوئی اس لڑائی مین تیس ہزار سکھون کی فوج راجہ لعل سنگہ کے ماتحت انگریزی
فوج کے مقابل تھی اس فوج مین بیس ہزار پیادہ آٹھہ ہزار سوار گھوڑچڑہ اور چالیس ضرب توپین تھین تھوڑی سی
دن باقی رہنے لڑائی شروع ہوئی سکھہ بڑی بہادری سے لڑے اگر تھوڑی دیر سامہنا اور قائم رہتی تو ضرور فتحیاب
ہوتی مگر سبب اول راجہ لعل سنگہ بھاگ نکلا اور آٹھہ ہزار اوسکی فوج ماتحت نے ایک ہاتھہ بھی نہ اوٹھایا گیارہ ہزار
فوج کل فوج مین سے تھوڑی سی مقابلہ کرتی رہی آخر جب افسر ہی بھاگ گیا تو وہ بھی سترہ توپین میدان مین
چھوڑکر بھاگ گئے چہہ سو پچاس آدمی انگریزون کے اسمین زخمی ہوئے اور دو سو پانچ مارے گئے اور براڈفٹ
صاحب ایجنٹ انگریزی بھی اس لڑائی مین کام آئے دوسری لڑائی پھیرو کے مقام پر ہوئی
اس مقام پر سکھی فوج بارہ پلٹن اور دس ہزار سواران اور سو ضرب توپ تھی اس فوج کے روبرو لارڈ
سر ہیو گف صاحب سپہ سالار اور لارڈ ہارڈنگ گورنر جنرل موجود تھے نہایت سرگرمی کے ساتھہ لڑائی
ہوئی آخر سردار تیجا سنگہ بھاگ نکلا اسکی بھاگتے ہی سکھون کی فوج بھی بے سروپا ہوکر بھاگی اور آخر
میدان انگریزون کے ہاتھہ آیا اس لڑائی مین چہہ سو چورانوین سپاہی اور افسر مارے گئے اور ایکہزار
سات سو زخمی ہوئے اور ستر توپین سکھون کے سے اتہین رہ گئین تیسری لڑائی یہہ فوج سکھون
کی بانسری سردار رنجور سنگہ معہ فوج سردار بھال سنگہ آلووالیہ و راجہ اجیت سنگہ لاڈوہ والہ لدہیانہ
کے متصل اوتری ہوئی تھی اور فرودگاہ موضع بددووال تھا جب انگریزی فوج ماتحت جنرل سمتھہ صاحب
اونکے روبرو آئی سکھون نے اون پر آگ برسانی شروع کی جنرل صاحب نے بھی فی الفور صفین تیار کرلین
اور مقابلہ شروع کیا مگر آخر سکھی فوج کے میدان چھوڑکر لودہیانہ کو چلی گئے سکھی فوج نے اونکا تعاقب نکیا
اس لڑائی مین اونہتر آدمی انگریزون کے مارے گئے اور اٹہتر زخمی ہوئے اور ستہتر مفقود الخبر رہے اور سکھون نے صاحب
اسسٹنٹ سرجن اور چند گورون کو گرفتار کرکے لاہور کو روانہ کیا۔ اسی وقت مین کہ دلو مالطفون مین
لڑائی ہو رہی تھی رانی جندان نے راجہ گلاب سنگہ کو جمون سے طلب کیا اور وزارت دی چوتھی
لڑائی علیوال اور بوندڑی کے مقام پر ہوئی اسکا حال یہہ ہے کہ جب فوج ماتحت جنرل سمتھہ صاحب
شکست کہاکر لودہیانہ مین پہونچی تب بڑی کمک اونہون نے مدد کیلئے اسکی طلب کیا جب فوج مدد کو آگئی تو لڑائی
ہوئی سردار رنجور سنگہ تو پہلے ہی بھاگ نکلا اوسکی بھاگنی کے بعد بھی فوج لڑتی رہی آخر بھاگ نکلی انگریزی فوج نے انکا
تعاقب کیا اسواسطے سکھہ دریا مین بیشمار ڈوبے اس لڑائی مین انگریزون کے ایکسو انہتر آدمی مقتول اور

چار سو بیدہ زخمی اور پچیس گم ہوئے **پانچوین لڑائی** سبھراؤن کے مقام پر ہوئی اسمین سکھی فوج تیس ہزار
جوان اور ارسٹھ توپین تھین جب لڑائی گرم ہوئی اول سردار تیج سنگھ سپہ سالار بھاگا پھر بھی فوج لڑتی رہی
آخر بھاگ نکلی اور انگریزون کے تعاقب سے ہزارون سکھہ دریا مین ڈوب گئے اسمین تین سو بیس آدمی
انگریزون کے مقتول اور دو ہزار تیرا سی زخمی ہوئے بعد اس فتح کے کوئی لڑنے والا نہ تھا اور انگریزی فوج
نے ستلج سے اوتر کر قصور مین ڈیرہ کیا وہان راجہ گلاب سنگھ حاضر ہوا اور یہہ بات بحضور گورنر جنرل قرار پائی
کہ سرکار انگریزی بدستور دلیپ سنگھ کو اپنا دوست جانے گی مگر اس بے ادبی اور خلاف عہد نامہ جنگ کرنے کے
سبب ستلج پار اور دوآبہ بست کا ملک ضبط ہوکر انگریزی سلطنت کو شامل ہوگا اور ڈیڑہ کروڑ روپیہ نقد
اس مہم کا خرچ علاوہ سرکار لاہور سے پایا جاویگا وہان سے کوچ کرکے جب انگریزی فوج نے مقام للیانی ڈیرہ
کیا تو راجہ گلاب سنگھ دلیپ سنگھ کو وہان لے گیا اور زبانی اوسکی بحضور نواب گورنر جنرل بہادر استدعا بالا کا
اقبال کرایا مگر لاہور سے ڈیڑہ کروڑ روپیہ بعد سرکار لاہور سے ادا ہوسکا اسواسطے کل پہاڑ کا ملک مع
کشمیر و تبت و لداخ وغیرہ سرکار انگریزی نے ضبط کرکر راجہ گلاب سنگھ کے پاس بعوض پچہتر لاکھہ روپیہ کے فروخت
کرڈالا اور اوسکو مہاراجگی کا خطاب دیکر سلطنت دو راج اوسکا سرکار لاہور سے علیحدہ مقرر کر دیا اس
انتظام کے بعد انگریزی فوج تو ہٹنے کے واسطے لاہور مین ٹھہنی تجویز ہوئی اور لارنس صاحب بہادر رزیڈنٹ
قرار پائے اور راجہ لعل سنگھ وزیر ریاست مقرر ہوا ماہ جولائی ۱۸۴۶ع مین شیخ امام الدین ناظم کشمیر نے کشمیر مین
فساد برپا کیا یعنی جب راجہ گلاب سنگھ کا ناظم دخل کے واسطے وہان گیا تو شیخ امام الدین نے دخل نہ دیا اور مقابلہ
پیش آیا اسواسطے فوج کشی تک نوبت پہونچی آخر اکتوبر ۱۸۴۶ع شیخ امام الدین حاضر ہو گیا اور بعد الاستفسار بحضور
رزیڈنٹ بیان کیا کہ مین نے یہہ سرکشی حسب الحکم راجہ لعل سنگھ کے کی اور اپنے بیان کے ثبوت مین چند پروانہ
راجہ لعل سنگھ کے مہری پیش کئے اسپر تحقیقات کیواسطے اجلاس دربار منعقد ہوا راجہ لعل سنگھ نے اگرچہ عند الجواب
محض انکار کیا مگر پورخیہ پروانوں کا تب نے گواہی دی کہ اسنے حسب الحکم راجہ لعل سنگھ کے یہہ پروانے لکھے آخر بوجہ ثبوت
جرم راجہ لعل سنگھ وزارت سے معزول ہوکر فتح آباد پہونچا گیا اور نو مہینے کے بعد ماہ دسمبر انگریزی فوج نے
لاہور سے روانگی کا قصد کیا چونکہ امراء لاہور کو انتظام ریاست کا بسبب نااتفاقی باہمی کے ایک بار گران نظر
آتا تھا اسواسطے رزیڈنٹ کے حضور مین سبنے ملکر یہہ درخواست کی کہ مہاراج کے بالغ ہونے تک صاحبان انگریز
یہان رہکر مہاراج کی سرپرستی کرین بعد از مشکل یہہ درخواست اونکی بحکم گورنمنٹ سے منظور ہوئی اور قرار
پایا کہ مہاراج کے بلوغ تک انگریزی فوج لاہور مین رہے اور بائیس لاکھہ روپیہ سالانہ فوج اور افسرون کا خرچ
سرکار لاہور سے لیا جاوے اور اختیار و انتظام کل ریاست کا صاحب رزیڈنٹ کے حوالے ہوا اس منظوری کی

بعد سردار تیج سنگھ و دیوان دینا ناتھ و سردار شیر سنگھ اٹاریوالہ کو راجگی کا خطاب معہ اضافہ جاگیر کے عطا ہوا
اور یہہ تینون بمعہ فقیر نور الدین مشیر خاص منیب مقرر ہوئے و سردار رنجور سنگھ و بھائی ندہان سنگھ و
عطر سنگھ کالیانوالہ و شمشیر سنگھ سندہانوالیہ بطور نائب تالیان دربار قرار پائے اور یہہ تجویز ہوئی کہ جس کام
کے لئے یہہ لوگ تجویز کرین رزیڈنٹ صاحب سے منظور کرالین بعد ازان چندا والدہ دلیپ سنگھ کو یہہ انتظام خوش
نہ آیا اور در پی فساد ہوئی اسواسطے تابعہ لاہور سے نکالے جاکر شیخوپورہ کے قلعہ مین بہیجے گئے اور حکم ہوا کہ کوئی
شخص بلا اجازت صاحب رزیڈنٹ کے اوسکے پاس آنا جانا نہ پائے ماہ مارچ ۱۸۴۸ء مین مسٹر کری صاحب
لاہور کے رزیڈنٹ بنکر آئے اونکی وقت مولراج ملتان کے ناظم نے استعفا دیا وہ منظور ہوکر بجائے اوسکے سردار
کاہن سنگھ مان اور اگنیو صاحب اسسٹنٹ رزیڈنٹ مقرر ہوئے جب وہ لاہور سے چلکر ملتان پہنچے تو مولراج نے
اونکو قتل کروا ڈالا اور خود باغی ہوگیا لاہور سے بحکم رزیڈنٹ راجہ شیر سنگھ اٹاریوالہ و سردار شمشیر سنگھ
سندہانوالیہ و عطر سنگھ کالیانوالہ معہ فوج روانہ ملتان ہوئے اور فوج انگریزی کے افسر کپتان اڈوارڈس
مقرر ہوکر گئے وہان جنگ و جدل ہو رہا تھا کہ اتنے مین چتر سنگھ اٹاریوالہ نے ہزارہ کیطرف فساد کیا اور
شیر سنگھ اٹاریوالہ جو چتر سنگھ کا بیٹا تھا انگریزی فوج سے الگ ہوکر مولراج سے جا ملا چونکہ مولراج نے بہی اوسکی
کچھ خاطر نہ کی اور نہ اوسپر اعتبار رکہا اسواسطے وہ ملتان سے بندرادہنخان کو چلا گیا ۲۲ جنوری ۱۸۴۹ء
مولراج کئی لڑائیون مین شکست کہاکر از خود اڈوارڈ صاحب کے پاس حاضر ہوگیا اور قید ہوکر لاہور آیا
اور مہم ملتان کی ختم ہوئی ماہ مئی ۱۸۴۹ء کو رانی چندا لاہور سے ہندوستان کو بہیجی گئی ادہر تو یہہ حال گذرا
اور ادہر چتر سنگھ اٹاریوالہ نے باتفاق اپنے بیٹے اور بہت سے سردارون کے بیشمار سکھون کو اپنے
پاس جمع کیا اور جارج لارنس صاحب وغیرہ انگریزون کو جو پشاور مین تھے قید کرلیا امیر دوست محمد خان
والی کابل کو معہ فوج اپنی مدد کو بلایا اور ایک اجتماع ہوکر انگریزون کے ساتھ لڑائی کی ٹہری ادہر سے
انگریزی فوج دریا موج اونکی سرکوبی کو روانہ ہوئی اور چار لڑائیان انمین وقوع مین آئین

پہلی لڑائی رسول نگر کے مقام پر بتاریخ ۲۲ نومبر ۱۸۴۸ء بوقت نواخت ڈیڑہ پہر رات کے ہوئی
شیر سنگھ و چتر سنگھ اسمین شریک تھے اسمین انگریزون کا بہت نقصان ہوا **دوسری لڑائی**
سعد اللہ پور کے مقام پر بتاریخ ۳۲ نومبر ۱۸۴۸ء کے ہوئی بعد لڑائی کے شیر سنگھ و چتر سنگھ وہان سے کوچ
کرکے مونگ رسول کو چلے گئے **تیسری لڑائی** انگریزی مقام چیلیانوالہ ہوئی یہہ ایک سخت مقابلہ فریقین
کی فوج مین ہوا کہ تیرہ دسمبر سے گیارہ فروری تک دونو فوجین ایک دوسرے کے مقابل میدان مین پڑی
رہین آخرکار بارہ فروری کو شیر سنگھ و چتر سنگھ مونگ رسول کا مقام چھوڑکر گجرات کو چلے گئے اور

مدت تک بہت مرتبہ مقابلہ و مجادلہ ہوتا رہا **چوتھی لڑائی** اکیس فروری کو بمقام گجرات نہایت سرگرمی
کے ساتھ ہوئی اور سکھی فوج میدان چھوڑ کر بھاگ نکلی اور فوج انگریزی فتحیاب ہو کر واپس آئی۔ بعد اختتام ان
معرکوں کے چتر سنگھ و شیر سنگھ از خود انگریزی افسروں کے پاس حاضر ہو گئے اور کابلی امیر نے کابل کا راستہ لیا
اگرچہ چتر سنگھ و شیر سنگھ و دیوان مولراج وغیرہ بڑے بڑے مفسد تو پنجاب سے جلاوطن ہو کر ہندوستان کو روانہ کیے گئے
اور چھوٹے مفسدوں کی نسبت حکم ہوا کہ وہ اپنے اپنے گاؤں میں رہیں بلا اجازت افسران انگریزی کے کہیں آنے جانے
نہ پائیں بعد ازاں بموجب اشتہار ۲۹ مارچ سنہ ۱۸۴۹ء کے مہاراجہ دلیپ سنگھ لاہور کی سلطنت سے معزول ہو کر سالانہ
چار لاکھ روپیہ سالانہ اوسکی پنشن نقد قرار پائی اور چند ماہ کے بعد معہ سہدیو سنگھ خلف مہاراجہ شیر سنگھ لاہور سے
جلاوطن کر کر ہندوستان کو بھیجا گیا اور کل پنجاب کے ملک میں انگریزی انتظام شروع ہو گیا اور سب سے پہلے سرکار نے
اپنا انتظام کرتے ہی کل رعایا سے ہتھیار چھین لیے اور سوائے اجازت و حصول لائسنس کسی کو ہتھیار رکھنے کی طاقت
نہیں رہی اسی واسطے پھر کوئی مفسدہ پیدا نہ ہوا اور رعایا نے بھی روز کے کشت و خون و غارت و تاراج سے خلاصی پائی

تیسری تقسیم انگریزی ہندوستانی فوج کی مفسدی کے ذکر میں جو کہ بسال ۱۸۵۷ء وقوع میں آیا

آغاز اس مفسدہ کا ضلع میرٹھ و دہلی سے وقوع میں ہوا اور وہاں ہی کے ہندوستانی فوج نے بسبب ملنے کارتوس
نو ساختہ کے اول خفا ہو کر سرکشی و بلوا پر کمر باندھی اور اپنے افسروں کو قتل کر کر سرکار سے مقابلہ پیش آئی چنانچہ
ستلج پار کے ملک کے حصہ میں اقصی دہلی و حصار و انبالہ و لودیانہ و فیروزپور وغیرہ اضلاع کے ذکر میں یہاں ان
کے بلوائے فوج کا حال بھی درج کیا گیا ہے اب خاص پنجاب کے مفسدہ کا حال اور سرکاری افسروں کے انتظام کی تشریح
اس تقسیم میں حتی الامکان ضلع وار مندرج ہونا مناسب متصور ہوا **ضلع جالندھر** فوج کی سرکشی
اور دہلی کے مفسدہ کے خبر جالندھر میں پہنچی تو کل ہندوستانی فوج سے انگریزوں کا اعتبار اٹھ گیا اور بارہ
مئی سنہ ۱۸۵۷ء کو مسٹر فرنگٹن صاحب ڈپٹی کمشنر نے کل انگریزوں کو جمع کر کر آپس میں مشورہ کیا جس میں یہ تجویز قرار پائی
کہ پھلور کا قلعہ فی الفور تیسرے نمبر کی ہندوستانی پلٹن سے بچایا جاوے اور اونکو نکال کر اپنا قبضہ قائم ہو اور
تار برقی کا دفتر اوسی جگہ مامور ہوا اسی مشورہ کے مطابق ایک سو پچاس سپاہی نمبر ۸ کے گورہ پلٹن کے ۱۳ مئی کو
داخل قلعہ ہوئے اور ہندوستانیوں کو وہاں سے نکالا گیا اور ذخیرہ و توپیں پھلور کے قلعہ سے منگوا کر اور جالندھر
کے توپخانہ کے ساتھ شامل کر کر گورہ فوج کے حوالے ہوئیں بتفصیل کہ مکان جو قلعہ کے طور پر بہت مضبوطی سے عمارت کیا گیا
سنٹرل جیل یعنی پلٹن کے سپاہی مفصل سے منگوائی گئی خزانہ کلہم جمع کر کر ضلع کے ماتحت ہوا کل انگریزوں کے
رہنے کے واسطے ایک مکان قرار دیا یا راجہ کپورتھلہ کی فوج جس میں توپیں اور دو سو سوار اور ایک ہزار ایک سو پیادہ

اسسٹنٹ کمشنر اوسکے منتظم مقرر ہوئے گندہک و شورہ ولوہون کی بیچنے کی سخت ممانعت عمل مین آئی کل ہندوستانی
نوکر سوائے پلٹنون کے جہان جہان جسقدر تھے ۲۹- جون کو اونکے ہتھیار لئے گئے اور نوکری سے برخاست ہوکر
پنجاب سے خارج ہوئے بلکہ اور بھی ہندوستانی غیر ملازم جسقدر ضلع لاہور مین تھے بحفاظت پولیس گنڈہ رہر کی سے
اوتار دیئے گئے اور اونکی تعداد پانسو چھتیس تھی ۵۳۶ - ۳۰ جولائی کو ۲۶ نمبر کے ہندوستانی بے ہتھیار پلٹن نے
میان میر مین مفسدہ کیا اور میجر سپنسر صاحب اور ایک اور انگریز اور دو ہندو افسرون کو مار کر بھاگ گئے
اتفاق اوسوقت بہت سخت آندہی آگئی اور جو فوج اونکی تعاقب کو گئی اوس سے یہ ہمراہ گم گئے بلکہ کوپر صاحب
ڈپٹی کمشنر نے اونکو راوی کے کنارے پر قتل کیا جب ایسی ایسی وارداتین وقوع مین آنی لگین تو پلٹن اونکی
کی سخت حفاظت ہونے لگی چونکہ اوسوقت لاہور کے جیلخانہ مین دو ہزار تین سو اڑتاسی آدمی مقید تھے سرکار
کو یہ مناسب نظر آیا کہ جیلخانہ قیدیون سے خالی کر دیا جاوے اسلئے بہت سے قیدی باقتدار از روئے عفو
وغیرہ جاری چھوڑ دیئے گئے اور سرکار نے جو لاہور کے ساہوکارون اور رئیسون سے روپیہ قرض باداے
چندہ وپیشگی کے سود طلب کیا تو اونہون نے بہت کم روپیہ دیا اور اسباب اسمین یہی تھا کہ اونکو مفسدہ کے
وقت لاہور کے ضلع کا انتظام جاری رہا عدالت کھلی رہی کل معاملہ مالیہ وصول ہوتا رہا ضلع امرتسر
امرتسر مین بوقت مفسدہ فوج کے قلعہ گوبندگڑھ مین ستر سپاہی ۵۹ نمبر کے ہندوستانی پلٹن کے مامور تھے اگرچہ
اوسقدر گورہ سپاہی بھی قلعہ کے اندر تھے مگر سرکار کو تسیر بھی ہندوستانیون کیطرف سے اندیشہ تھا اسواسطے
۸۱ نمبر کی گورہ پلٹن لاہور سے گرداخل قلعہ ہوئی یہ انتظام سید ہوین تاریخ کو وقوع مین آیا جب اور
گورہ فوج قلعہ مین آگئی تو ۸۱ نمبر کی پلٹن پھر لاہور کے طرف روانہ ہوئی اور ۵۹ نمبر کی پلٹن ہندوستانی
کو بریگیڈیر جنرل نکلسن صاحب کمان افسر فوج گورہ گشتی نے ۹- جولائی کو امرتسر پہونچکے بے ہتھیار کیا اور قلعہ
گوبندگڑھ غلہ وغیرہ ذخیرون سے پر کیا گیا اور مفرور سپاہیون کی گرفتاری کے واسطے اشتہار جاری ہوا ۳۱
جولائی کو ایک گروہ بے ہتھیار بھاگے ہوئے سپاہیون کا جو لاہور سے بھاگے تھے راوی کے کنارے پر بمقام بالاگہاٹ
ظاہر ہوا اور سپاہیون نے وہان پہونچکر زمیندارون سے پایاب راستہ دریا کا دریافت کیا چند زمینداران
وہان تو اونکو باتون مین لگایا اور چند زمیندار اون سے تحصیل اجنالہ مین پہونچکے تحصیلدار کو اونکے آنیکی خبر دیکے
تحصیلدار معہ جمعیت موجودہ وہان جا پہونچا اور لڑائی شروع کی اور ایکسو سوار امرتسر سے روانہ کیا جاتا
کے وقت کوپر صاحب ڈپٹی کمشنر معہ اسی سوار وسردار جودہ سنگھ اکسٹرا اسسٹنٹ کے وہان آپہونچے اونکے آتے
اول ایکسو پچاس آدمی زمیندارون او تحصیلدار نے قتل کر دیئے تھے اور باقیماندہ ایک جزیرہ کے اندر جسکے
چارون طرف پانی تھا جا کر محفوظ ہوگئے تھے دوسرے روز فجر کو وہ کل قتل ہوئے اور ۴۵ اونمین سے بسبب

اور ماندگی کی خود بخود مر گئے تھے اور باقی دو سو تیس آدمی انگریزی فوج کے ہاتھ سے مارے گئے اور بیالیس
سپاہی گرفتار کر کے لاہور بھیجے گئے وہ بمقام لاہور توپ سے اوڑائے گئے ۔ کوپر صاحب ڈپٹی کمشنر نے امرتسر میں کمال
ہوشیاری و دلیری سے کام کیا کپتان ایلجنسن صاحب باہر کے انتظام کے واسطے مامور ہوئے تھے میکناٹن صاحب اسسٹنٹ کمشنر
نے بڑی کوشش کے ساتھ مہاراج سنگھ مفسد کو گرفتار کیا ایک سپاہی اور ایک نیٹو ڈاکٹر ہندوستانی پلٹن ۵۹ نمبر
نے باعث ذکر کرنے مفسدہ کے باتوں کے مخالف وقتوں میں پھانسی پائی امرتسر کے ساہوکاروں نے نقد
روپیہ سرکار کو قرض دینے میں بہت تامل کیا اور اگر دیا تو بہت تھوڑا دیا کیونکہ جو لوگ پچاس پچاس لاکھ روپیہ
کی جمعیت رکھتے تھے انہوں نے ایک ایک ہزار روپیہ سے زیادہ نہ دیا **ضلع گورداسپورہ**
مفسدہ کے وقت کہ ۵۹ نمبر کے ہندوستانی پلٹن کا استقام میں تھا انکو صاحب ڈپٹی کمشنر صاحب نے
امرتسر کو روانہ کیا اور سات لاکھ روپیہ خزانہ کا بحفاظت پولیس قلعہ گوبندگڑھ کے طرف بھیجا اور پولیس نے
وہ خزانہ ایک رات میں ۴۴ میل کا راستہ طے کر کے امرتسر پہونچایا انتظام کچہری و حفاظت جیلخانہ وغیرہ
پولیس کے سپرد ہوئی اور سرشتہ دار کچہری و کاروں میں ہندوستانی سپاہیوں کے بجائے دھولپور کارخانہ شاہ پور
سپاہی کی تبدیلی ہو گئی دریا کے کنارے پر جو لکڑیاں دیودار کی جو کشتیوں کا کام دیتی تھیں آتی تھی
لیکن انہیں میں وہاں خبر پہونچی کہ ہندوستانی ۴۶ نمبر کی پلٹن اور ۹ نمبر کا رسالہ جنہوں نے سیالکوٹ میں مفسدہ
کیا ہے امرتسر کو آتے ہیں یہ خبر جب نکلسن صاحب کو پہونچی تو وہ جھٹ توپوں کے ساتھ کپتان برچیر صاحب
اور چھ سو آدمی ۵۲ نمبر کے گورہ پلٹن اور کچھ نوملازم فوج و نوملازم سکھی رسالہ لیکر فی الفور وہاں جا پہونچے
رابرٹ صاحب کمشنر لاہور و میکلین صاحب اسسٹنٹ کمشنر بھی اوسوقت ساتھ تھے اور اسی وقت میں کہ مفسدہ
بمقام تریموں گھاٹ علاقہ تحصیل ننگل گڑھ دریا پر اودی سے پایاب و تر رہی تھی انگریزی فوج اونکی روبرو
جا کھڑی ہوئی پہلی ۹ نمبر کے رسالہ نے سرکاری توپخانہ پر حملہ کیا اور اسی وقت آ پہونچی کہ چند گولہ اندازوں کو
بھی قتل کر ڈالا بعد ازاں ۴۶ نمبر کے مفسد پلٹن بھی آگے بڑھی اور بڑا دلیرانہ حملہ کر کر چاہا کہ توپیں لے لیں بلکہ
قریب تھا کہ وہ توپوں کا گریپ شوٹ یعنی چھرہ بند کر دیں کہ اتنے میں گورہ فوج اپنی سنگینیں لیکر اوچھل
پڑی اور مفسدوں کو پسپا کر دیا بہت سے مفسد اوسوقت بھاگ گئے اور باقیماندہ مفسدوں نے دریا کے ایک
جزیرہ کے اندر جا کر پناہ لی جہاں کہ اونہوں نے سیالکوٹ کی لوٹ کا مال جمع کر کر مورچہ بنا رکھے تھے جب ۱۲ تاریخ
جولائی کا سورج نکلا تو سرکاری فوج نے اوس جزیرہ کے اوپر حملہ کیا مفسدوں میں سے تخمیناً آدمی تو دو
سو آدمی اور ... بھاگتے وقت مارے گئے اور بہت گرفتاری میں آئے توپ سے اوڑائے گئے ۱۸ جولائی
کو فوج ظفر موج بمقام گورداسپور پہونچی اور زمینداروں نے بھی بہت سے بھاگتے ہوئے مفسدوں کو گرفتار کر کر دیا

غارت کی بعد دیکھکے اپنے ہندوستانی افسرون کو ساتھ لیکر اور چھکڑون پر اسباب لادکر گورداسپورہ کو روانہ
ہوئے جب شام نزدیک آئی تو ڈاکٹر کلے صاحب مع عیال و اطفال و کپتان سانڈر صاحب قلعہ مین داخل ہوئے
اور وہ تمام روز ایک وفادار سکھ کے باہر کے گھر مین چھپی رہی تھی ہوگنس صاحب ڈپٹی کمشنر اوسوقت بیمار
تھے اونکو گانووالون نے اپنی ایک جھونپڑی مین چھپا رکھا تھا غدر کے وقت بعضی دیہاتیون اور زمینداران نے
بھی آکر بہادری اور سرکاری مکانات مین دست اندازی کی تھی اور جو کچھ مال لوٹا گیا تھا پولیس کی
فوج اور پولیس کے سوارون نے مفسدون کا البتہ کچھ مقابلہ کیا مگر کچھ نہ چلی چند سپاہی بھی پھرتی سے قلعہ مین پہنچ گئے
جنکے پاس ہتھیار بھی درست نہین تھے اور کسی اونکو بندوق بھی نہین چلانی آتی تھی وہ مسدود راستہ ہوکر
ہوئے عین غدر کے وقت لفٹنٹ منٹگمری نوین رسالہ کا ذکر گھوڑی پر سوار ہوکر گوجرانوالہ کو بھاگ گیا اور وہان سے
ڈاک پر سوار ہوکر لاہور آیا اور رابرٹ صاحب کمشنر لاہور کو سب حال کہہ سنایا اور مفسدون کے مقابلہ کیواسطے
فوج گورداسپورہ کو مامور کرائی اس انتظام کے بعد کپتان کرسی صاحب ڈپٹی کمشنر اور لارنس صاحب افسر پولیس
سیالکوٹ کی مقرر ہوئے اونھون نے سیالکوٹ مین جاکر پہلے وڈیرے پولیس کے افسرون کو جنھون نے بیوفائی کی تھی پھانسی
دیا پھانسیخانہ کے دو اور سپیرون نے بھی موت کی سزا پائی اور بہتیرے مفسد گرفتار ہوکر پھانسی پائے سات ہزار روپیہ
جرمانہ اون زمینداروں پر جنھون نے غدر کے وقت دست اندازی کی تھی قرار پایا اور غارت کا کل مال
اونسے واپس لیا گیا گورہ فوج بارکون مین اتاری گئی کچہری مکانات کی تعمیر شروع ہوئی لفٹنٹ میکماہن صاحب
اسسٹنٹ کمشنر جنھون نے مفسدہ کی وقت بڑی بہادری کی تھی تین سو آدمیون کے ساتھ پہاڑ کے سرحد پر مامور
ہوئے اور ۱۹۰ کس مفسد جو جمون کے پہاڑ کے طرف بھاگ گئی تھی وہ سب گرفتار ہوکر آئے اور توپ سے اوڑائے
گئے بعد ازان جب مسٹر السپ صاحب ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ کی مقرر ہوئے تو اونھون نے تین ہزار روپیہ کا
اثاثہ منجملہ اسباب غارت شدہ کے نکلوایا اور اونھین کے وقت اکتالیس ہزار روپیہ نقد مفسدون کے پاس سے برآمد
ہوکر داخل خزانہ سرکار ہوا **ضلع گوجرانوالہ** مفسدہ کے وقت خزانہ ضلع کا ۴۶ نمبر کی پلٹن ہورہ
سیالکوٹ کے گارد کے تفویض تھا کپتان کرسی صاحب ڈپٹی کمشنر نے اوس گارد کو سیالکوٹ بھیجدیا اور رسالہ کے چند
سوار اور پنتیس پیادگان پولیس کے ساتھ ضلع کا انتظام و حفاظت سپاہیانہ و خزانہ جسمین دو لاکھ روپیہ تھا کی
چونکہ گوجرانوالہ مین افواہ ہوگئی تھی کہ فوج مفسدہ پسورہ لاہور و سیالکوٹ اس ضلع پر حملہ کریگی اسلئے صاحب ضلع
نے ایک خانقاہ کی پختہ چار دیواری کو قلعہ گردانکر مضبوط کیا اور ذخیرہ رسد ایک طرح کا اوسمین بھرکر خزانہ
لاہور کو روانہ کر دیا اور نوملازم فوج کی بھرتی شروع کی اوسوقت رعایا اس ضلع کی وفادار رہی اور
انتظام بخوبی رہا اور لوگون نے روپیہ بھی چھ روپیہ سینکڑہ سود پر سرکار کو قرض دیا **ضلع جہلم** غدر کے وقت

ضلع جہلم میں ایک ہندوستانی توپخانہ اور دو پلٹنین نمبر ۱۴ و ۳۹ تھی چونکہ گورہ فوج یہان بالکل نہ تھی اسواسطے
حکام کو ہندوستانیون کے طرف سے سخت اندیشہ تھا اور چاہا کہ کسطرح اس فوج کو یہان سے نکالا جاوے اور پہلے تجویز یہ
ہوئی کہ ۳۹ نمبر کی پلٹن کو حکم ہوا کہ بغیر میگزین کے جہلم سے کوچ کرکر ڈیرہ اسمٰعیل خان کو چلی جاوے وہ پلٹن فی الفور
میگزین چھوڑ کر ڈیرہ اسمٰعیل خان کو چلی گئے پھر توپخانہ کو حکم ہوا کہ تم یہان سے کوچ کرکر لاہور جاؤ وہ بموجب حکم
لاہور پہنچا اور وہان جو تھی ہی توپین اون سے چھین لی گئین اور بے ہتھیار کئے گئے باقی جہلم میں اب ۱۴ نمبر
ہندوستانی رہ گئی جسپر کمشنر صاحب بہادر کا ارادہ ہوا کہ اونکو بے ہتھیار کیا جاوے مگر چونکہ افسران اوس پلٹن کے
انگریز تھے وہ اس بات پر رضامند نہ تھے اور کہتے تھے کہ یہ پلٹن نمک حلال ہے مگر حکام کو بسبب اسکی کہ وہ ہندوستانی تھے
سخت کمال اندیشہ دامنگیر تھا پس اوس پلٹن کو بھی کمزور کرنا منظور ہوا دو کمپنیان تو اسمین سے راولپنڈی کے
بھیجی گئین اسطرح یہ پلٹن بھی جا بجا کے ہونے سے بہت کم رہ گئی اور کل پلٹن میں پانسو آدمی رہ گیا
سات تاریخ جولائی کو سرکار کو اوس پانسو آدمی سے ہتھیار لینے کا ارادہ ہوا اور گورہ فوج معہ توپخانہ جو راولپنڈی
سے روانہ کی گئی تھی اور ۲۴ نمبر کی سکھی پلٹن ہندوستانیون کے ہتھیار لینے کے واسطے پریڈ کو مامور ہوئی ہندوستانیون
نے جب اوس فوج کو آتے دیکھا تو موت کو سامنے دیکھ کر افسرون کے طرف گولیان چلانی شروع کین اور
کمپنیان توڑ کر لین میں گھس گئے سرکاری فوج نے اونکا تعاقب کیا اور آپس میں سخت لڑائی ہوئی پہلے ہی میں انگریز ہار
گئے کرنیل الس صاحب کماندار افسر پلٹن گورہ نمبر ۲۴ کمال زخمی ہوئے کپتان سپرنگ صاحب مارے گئے ہندوستانی
لین سے نکلکر ایک گانو میں جو پاس تھا جا کر پناہ گزین ہوئے اور لڑائی ہوتی رہی آخر گورہ فوج بسبب گرمی ہوا کے
جو جولائی کے مہینے میں ہوتی ہے بہت گھبرا گئی اور تین توپین بھی تھلے کے بالکل بیکار ہوگئین اور اونکو لوگون نے
گانو کے کچی دیوار کو بھی جسمین ہندوستانی تھے نہ گرایا آخر بہت سی لڑائی اور گرمی اور دھوپ اور بھوک پیاس کے
باعث سے لشکر تھک گیا جبکہ کرنیل جرد صاحب نے جنہون نے کرنیل الس صاحب کے مارے جانے پر اختیار لیا تھا حکم دیا
کہ جس گانو میں ہندوستانی جا گھسے ہین اوسپر حملہ کیا جاوے اگرچہ حملہ ہوا مگر گلی کوچے گانو کی انگریزی لشکر کے واسطے
خلاف اندازہ تھے توپون کو گھرون کے نزدیک لا کر لگا دیا مگر گولہ اندازی اور انگریزی سوار سے ہندوستانیون کی آتش فشانی
سے قتل ہوا اور سرکاری سکھ پلٹن بھی کم ہو گیا اسواسطے سے پیچھے کا دل پھر لڑکا گیا اوس وقت پلٹن اور توپخانہ سے دو
توپین میدان سے واپس آ گئین اور ایک توپ جو ہندوستانی غالب آ کر لے گئی تھی اور اوسی کو سرکار کے ساتھ
چلاتے تھے وہ واپس نہ آئی اگرچہ لفٹنٹ بیٹی صاحب ڈپٹی کمشنر نے دو تین نمبر کے سواران پولیس کے اوس توپ کے لینے کے
واسطے بہت کوشش کی مگر ممکن نہوا الغرض دونو فریق میں سخت لڑائی کے بعد اپنی اپنی فرودگاہ کو واپس ہوئے
اور رات بیچ جاگتے رہے دوسرے دن کو معلوم ہوا کہ ہندوستانی بھاگ گئے صرف ہم اسلئے کہ اونکو پاس میگزین

بےقاعدہ سواروں اور ۵ نمبر کے ہندوستانی پلٹن اور کچھ حصہ ۴ نمبر ہندوستانی پلٹن کا اور ایک
گورکھہ پلٹن اور ایک ہندوستانی اسپی توپخانہ موجود تھا اسلئے چیف کمشنر و کمشنر و ڈپٹی کمشنر سخت اندیشناک
تھے ساتویں جولائی کو سوائے گورکھہ پلٹن کے بڑی استحکام کے ساتھ ہندوستانی فوج کے ہتھیار لیے گئے پہلے ایک
گھنٹہ تک فوج نے ہتھیار نہ دیے جب دیکھا کہ اب خرابی و رنجش ہے تو ہتھیار رکھ دیے جو ۵ نمبر کے پلٹن کے سپاہی
ہتھیار دیکر بڑی گستاخیاں کرنے لگے اسواسطے سب کے سب اٹل چلنا نہ ہو گئے گورکھہ پلٹن نمک حلال و فرمانبردار
نکلی اور دہلی جاکر اوسنے بڑی نمایاں خدمتیں وقوع میں آئیں **ضلع شاہ پور** مفسدہ کے وقت
اس ضلع میں مسٹر یوسی صاحب ڈپٹی کمشنر تھے انہوں نے بڑی سرگرمی سے اس ضلع کا انتظام کیا ایک سو آدمی سپاہی
افغان مسٹر [illegible] صاحب افسر کارخانہ نمک سے دیا جو کہ خزانہ اٹھائی لاکھہ روپیہ اس ضلع کا کہ ۴۶ نمبر کے پلٹن کے
گارد کے ماتحت تھا اون سے خزانہ لے لیا اور ۲۲ - مئی کو ایک بڑی مضبوط پولس کی فوج لیکر افسران
ضلع نے تمام خزانہ ہندوستانیوں سے لے لیا بلکہ ہندوستانی فوج کو بڑی شائستہ تدابیر کے ساتھ قلعہ شاہپور
سے بھی باہر کر لیا اور ذخیرہ سب قسم کا قلعہ میں بھر کر قلعہ مستحکم کیا اس ضلع میں کوئی سرکشی نہوئی اور امن امان
رہا صرف ۹ نمبر کے بےقاعدہ سواروں نے کچھ تھوڑی سی سرکشی کی تو ڈپٹی کمشنر اور افسران کا ان [illegible] اونکو
تنبیہ کو گئے اور فساد رفع کیا اور ہندوستانی کلارک ہیڈ [illegible] دفتر کا جو سرکار کے برخلاف لوگوں کو فساد پر
آمادہ کرتا تھا پھانسی دیا **ضلع گجرات** اس ضلع میں مفسدہ کے وقت ۳۵ نمبر کے ہندوستانی
پلٹن کا کچھ حصہ موجود تھا ۹ - جون کو اونکو حکم ہوا کہ چھاؤنی ضلع سے کوچ کر کے سیالکوٹ کی چھاؤنی میں جہاں
تمہاری پلٹن ہے چلے جاؤ وہ چھاؤنی سے نکل آئے مگر رات بھر انہوں نے ایک دوسرے کو گالیاں دینے
اور ملامت کرنے میں کاٹی اس افسوس میں کہ خزانہ کیوں چھوڑا اور چھاؤنی سے نکلنے کے وقت حکام کا سامنا
کیوں نکیا یہ الزام ایک دوسرے پر اور دوسرا تیسرے پر لگاتا جب ہانسی کوچ ہوا تو اونکو جنرل
نکلسن صاحب کے گشتی فوج کے شامل کیا گیا صاحب اونکو فلور کے طرف لے گئے اور قلعہ فلور کے پاس جاکر اونکے
ہتھیار چھین لئے جب جہلم کا مفسدہ برپا ہوا تو ایک گروہ جہلم کے مفرور ہندوستانیوں کا اس ضلع میں آیا اور
دریائے جہلم کے ایک جزیرہ میں قائم مقام ڈپٹی کمشنر کپتان ایلیٹ صاحب نے اونکو گھیر کر مار دیا **ضلع لیہ**
اس ضلع میں غدر کے وقت امن و امان رہا صرف ایک یا دو شخصوں کو بجرم مفسدہ پردازی سزا ہوئی
چونکہ ۱ نمبر کے رسالہ کے سواران بےقاعدہ ہندوستانی ماتحت کپتان ہاکن صاحب اس ضلع میں آئے تھے انکو
آنے سے البتہ خوف پیدا ہوا مگر وہ مفسد نہوئے بعد جب سرکشی قوم کھرل کی شروع ہوئی تو کپتان ہاکن صاحب
اپنی رسالہ کو کھرلوں کے مقابلہ کے واسطے لے گئے اور چالیس آدمی اونمیں سے لیکر چھوڑ گئے وہ پیچھے سے شکی ہو

اور راس صاحب کمشنر اسسٹنٹ کمشنر کی اونکے ساتھ جو بتیس آدمی تھی لڑائی ہوئی اور صاحب بھی تھی

پہیسے **ضلع کانگڑہ** اگرچہ اسضلع کے پاس مفسد پلٹنین ملتان کے اور ہماولپور کے بہت حصے کے

کانگڑہ بھی موجود تھی تو بھی اسضلع کے رعایا کو کچھ تاثیر مفسدہ کی تھوڑی ہی پیدا ہوئی صاحب ڈپٹی کمشنر نے خوب انتظام

رکھا خزانہ و کچہری و دریا کے گھاٹون کو مضبوط کیا نوملازم فوج بھرتی ہو کر اور اضلاع کو جاتی رہی

ڈیرہ غازیخان مفسدہ کیوقت ڈپٹی کمشنر اس ضلع کے کپتان پالک صاحب تھے اونھون نے پہلے

کی کپتان حسین صاحب مہان افسر رسالہ پنجابی لمبر ایک کو اپنے پاس بلا لیا اسمین بھی صاحب تین سو سوار کے ساتھ

راستہ مین ھی تھی کہ اونکی مامور ہی اور جگہہ ہو گئی اسلئے تین سو سوار اور تین سو پیادہ نوملازم رکھ کر

چوکیون کی حفاظت کو مامور ہوا اور نوملازم فوج ہی جیلخانہ و خزانہ و کچہری و ملک کے حفاظت پر مامور ہوئی

چارون طرف کے بد خبرین سنکر ایک قوم نے پٹھان بھی شورش کا ارادہ کیا تھا مگر اور قوموں نے اونکو روک

لیا سردار اونکی طلب ہو کر ضلع مین کچھ گئی و بعد انتظام کامل ضمانت پر رہا ہوئی ضلع کے اندر جن لوگون

نے مفسدہ کی باتین کین وہ سزایاب ہوئی **ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خان** شروع مفسدہ مین علاقہ

و محکمون کے اندر بوقت مفسدہ فوج مفصلہ ذیل تھی دو پلٹن پنجابی پیادگان سواران پنجابی دو رسالہ

پنجابی توپخانہ دو سکھون کے پلٹن ایک پلٹن پولیس کی ایک دائرہ پولیس ایک سوار اسی ہزار بہت سی فوج کو اسمین سے حکم ہوا

کہ پشاور و جہلم وغیرہ کے طرف کوچ کر جاوین اور جب تک تین لمبر کی سکھی پلٹن نہ آوی شہر کی محکمہ کی

حفاظت پنجابی توپخانے اور دیسی لوگون کے متعلق رہی جب یکقلم فوج شہر سے چلی گئی تو ملک والون کو اندیشہ

پیدا ہوا مگر کوک صاحب نے شہر والون کی بہت تسلی کی پھر جب ۳۹ لمبر کی ہندوستانی پلٹن جہلم سے ڈیرہ

اسمٰعیل خان مین پہونچی تو لوگون مین سخت خوف و ہراس پیدا ہوا مگر صاحب ضلع نے جیسا باب کمال حکمت

عملی و دلاسا اونکو بے ہتھیار کر دیا کپتان رینی صاحب ۳ لمبر کے سکھی پلٹن کے افسر نے صاحب ضلع کو اطلاع

دی کہ ایک سازش درمیان ہندوستانیون اور سکھون کے ہو کر سپاہ اسبات پر آمادہ ہین کہ افسرون کو قتل

کر ڈالین چنانچہ صاحب نے اوسی روز شام کو اون سکھون کے ہتھیار جو تبدیل ہوین ایکسو تیرہ تھے لیلئے اور

پیچھے سے برخاست کر دئے اسیطرح ایک اور خبر ہوئی کہ ۳۹ لمبر کے ہندوستانیون کا ارادہ ہے کہ قلعے لیلیں

اسلئے قلعہ مضبوط کیا گیا اور وقت کے خبر نے قلعہ بچا لیا جب ۹ لمبر کی بیقاعدہ سوار مفسد ہوئی تو کپتان کوک صاحب

ملتانی سواران کی فوج لیکر دریا سندہ کو چلی اور ساٹھ میل ستر گھنٹہ مین طی کر کر وہان پہونچی اوسوقت کپتان

ناکس صاحب کی فوج اور مستر کوسن صاحب کمشنر اسسٹنٹ کمشنر بھی ساتھ تھی مگر ان کے پہونچنے سے اول گشتی فوج نے

وہان پہونچ کر سوارون کو مفسدہ سے روک دیا تھا **ضلع ملتان** مفسدہ کے وقت مستر ہامٹن صاحب کمشنر

کر اوس کا ستھا کپتان ہالس صاحب ڈپٹی کمشنر نے اوس گارد کو روانہ لاہور کیا اور لاہور پہونچکر اونکی پھانسی ہو گئی
اور مفسدون کے دو فریق ایکتاس نمبر سپاہی پلٹن نمبر ۴۶ ہندوستانی و دسہریرہ ۹ نمبر کے بے قاعدہ رسالہ کے سوار
جو یہان سرکشی کی وہ قتل کیے گئے ۱۷- ماہ ستمبر کو جب مارکی قوموں میں سرکشی ہوئی تو اس ضلع کے لوگ بھی
ڈاواں ڈول ہو گئے اور آمد و رفت درمیان جھنگ اور لاہور کے تھوڑی مدت بند رہی اسلئے
ڈیڑہ ہاسی سوسوار رسالہ بے قاعدہ نمبر ۱۵ ما تحت کپتان ناکس صاحب کے اس ضلع میں آئے اور بعد ازان تولانبہ
فوج چلی اور گوگیرہ تک اس میں بھرتی ہو گئے تھے یہان کچھ تھے اور ضلع کے طرف سے سید جیلین صاحب ایکسٹرا
لیکن جھنگ میں دار و ہوئے اور سکھان صاحب ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر مع فوج پولیس کوٹ کمالیہ ضلع گوگیرہ
کو مامور ہوئے یکہ کوٹ کمالیہ اونکے پہنچنے سے پہلے ہی مفسدون نے لوٹ لیا تھا پس اسلئے وہ صاحب جھنگ کو واپس
چلے آئے اور لفٹنٹ ایلیٹ صاحب شور کوٹ کے طرف مفسدوں کے تنبیہ کو اسلئے بھیجے گئے وہان جاکر اونھون نے
بڑی جانفشانی کی مفسدون کو گرفتار کیا مویشیان اونکی ضبط کر لین غرض حکام کی محنت و جانفشانی سے
تھوڑے ہی عرصہ میں ضلع کا انتظام بخوبی ہو گیا

ضلع گوگیرہ

مفسدہ کے وقت اس ضلع میں لفٹنٹ ایلیٹ صاحب
قائم مقام ڈپٹی کمشنر تھے اوس وقت خزانہ میں ۴۹ نمبر ہندوستانی پلٹن کا پہرہ تھا صاحب نے اونکو فی الفور رخصت
کر دیا اور لاہور کو روانہ کیا اور کتار رکھی کے پلٹن کے سپاہی سرکاری دفترون پر مامور ہوئے ۲۶ مئی کو
جب حصار کے مفسدون کے پہونچی تو دو سو سوار ما تحت لفٹنٹ ہیرس صاحب بموجب حکم لفٹنٹ ایلفنسٹن صاحب
سرسہ کی گذرگاہوں کی حفاظت کو روانہ ہوئے جنہون نے اپنی سوار دونکے ساتھ تہبانہ میں بڑی بڑی خدمتین بجا لائے
اور زمین سیکھ ٹبی و آس پاس علاقوں سرسہ تک ٹہلائی گئی ۲۶- جون کو حسب مخبری ایک مخبر کے جیلخانہ
کی تلاشی ہوئی اور بعد التلاش تاکر و افیون وغیرہ اشیا جنکو واسطے جیلخانہ کے اندر جانیکی ممانعت تھی برآمد
ہوئین اس جرم میں جیلخانہ کا داروغہ برخاست ہوا اور دفعہ کی نسبت کچھ بھی جرم تھا کہ اوسنے قیدیوں کو
اجازت دیدی تھی کہ تم اپنی سردار احمد کھرل کو بلا لیا کرو اسلئے احمد کھرل کو بلا کر گوگیرہ میں نظر بند رکھا گیا
۲۶- اگست کو قیدیون نے جیلخانہ میں شورش کیا کتار رکھی پلٹن والون نے جو اونکی حفاظت پر مامور تھے اونکی
طرف گولیان چلائیں اور مسٹر برکلی صاحب ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر نے تھوڑے سے آدمیون کے ساتھ قیدیوں کا مقابلہ
کیا جب کیا اون قیدی مارے گئے تو باقیماندہ مطیع ہو گئی احمد کھرل بھی اوس وقت نظر بندی سے بھاگ کر چلا گیا
اور پھر ضمانت پر طلب ہو کر حاضر ہوا اور قوم کو اور سردار بھی ضمانت پر رہا ہوئے ۱۶ ستمبر کے رات کو
ایک آدمی نے لفٹنٹ ایلفنسٹن صاحب کو آکر خبر دی کہ تمام سردار اس ضلع میں ... کہ تو تھے وہ سب گھر کو
بلا اجازت چلے گئے ہین اس ارادہ سے کہ گھرون میں جاکر فساد برپا کرین اور کھلی کھلی سرکشی ہو یہ بات سنکر

الفنسٹن صاحب کو سخت اندیشہ ہوا اور ایک ضروری واپس کرنے دو سو سوار و چند پیادگان کے جو چند روز
پہلے لاہور و پشاور کو روانہ ہوئے تھے روانہ کی اونہین سے اکیس پیادہ اور بتیس سوار واپس ہوئے قیدیون
کو جیلخانہ سے نکالکر ایک پختہ سرائے مین رکہا گیا تحصیل کا مکان بھی جو سرای کے پاس تھا مضبوط ہوا برکلی صاحب
اسسٹنٹ کمشنر واسطے گرفتاری احمد کہرل کے جو سرگروہ مفسدون کا تھا روانہ ہوا اور احمد کہرل کو دریا کے
کنارے پہونچکر دریا کے دوسرے کنارہ پر پایا اوسنے صاحب کو آواز بلند کہا کہ مین نے اب سرکار انگریزی کی
اطاعت چہوڑکر شاہ دہلی کی تابعداری مان لی ہے اسوقت ایک مولوی مسلمان مفسد گرفتار ہوا اور زمیندارون
کی مویشی بہت سی پکڑ لی گئی اور جہامرہ ایک گانو جلا دیا گیا جب مفسدہ کی خبر سنکر بموجب حکم سرکار کے کرنل
پاٹن صاحب مع لفٹنٹ کوارٹر ماسٹر جنرل ۴۳ میل کا فاصلہ ۱۲ گھنٹہ مین کاٹ کر لاہور سے گوگیرہ پہونچے
اونکے ساتھ تین توپین اور ایک ادلبر کی گورہ پلٹن اور کچھ حصہ سبحان خان کی پولیس پلٹن کا اور
تھوڑے سے نئی بھرتی کے سکھ سوار تھے کرنل پاٹن صاحب اوسوقت سے ایک گھنٹہ پہلے پہونچے تھے جسوقت
مفسدون نے گوگیرہ کے محکمہ پر حملہ کیا تھا صاحب نزدیک پہونچے تو توپ کے چھرہ سے اونکو ہٹا دیا وہ ہٹ گئے تو
سرکاری فوج بماتحتی لفٹنٹ آنریبل ای جی چیسٹر صاحب اونکے تعاقب کو گئی اور اسمین سخت لڑائی ہوئی
اس لڑائی مین احمد کہرل اور لفٹنٹ انریبل ای جی چیسٹر دونو قتل ہوئے اور اوس سے دوسری لڑائی مین
مسٹر برکلی صاحب اسسٹنٹ کمشنر قریشی گانو کے پاس فہن جنگل بار مین سرکشون کے ہاتھ سے کام آیا اور جمعدار
سپاہی بھی برکلی صاحب کے ساتھ تھے وہ بھی اوسی میدان مین جان نثار ہوئے یہ حال دیکھکر لفٹنٹ الفنسٹن صاحب
جو ڈپٹی کمشنری کا کام دیتے تھے اجرٹن صاحب ڈپٹی کمشنر کو جو اوسی روز مع رابرٹ صاحب کمشنر کے لاہور
سے وہان گئے تھے اپنی جگہہ حاکم ضلع کا چہوڑکر خود سرکشون کے سرکوبی کے واسطے چلے گئے اونہون نے سنا کہ
تحصیل ہڑپہ کے دشمنون نے لی ہے اور میجر چمبرلین صاحب جو ملتان سے مع رسالہ بے قاعدہ سواران ملتان
و فوج پیادہ سکھ آئے تھے وہ چیچہ وطنی کے سرای مین گھیرے گئے ہین یہ بات سنتے ہی لفٹنٹ الفنسٹن صاحب
و کرنل پاٹن صاحب مع فوج اونکی مدد کو چیچہ وطنی کو گئے اور وہان جاکر اونکو دشمنون کے گھیرے سے چہوڑایا
اور معلوم ہوا کہ چمبرلین صاحب تین روز وہان نہایت سخت اندیشہ مین رہے چیچہ وطنی کے رہنے والون نے بھی انکی
کچھ مدد نکی اور سرای کو جہان چمبرلین صاحب اوترے ہوئے تھے مفسدون کے ساتھ ملکر گھیر لیا اوسوقت
مسٹر ہیم صاحب اور بسل صاحب جو انجنیر اور ڈاکخانہ کے افسر تھے دشمنون کو بڑی بہادری سے ہٹاتے رہے
اور انہین دنون مین کپتان سنڈرز صاحب مع سواران انگریزی و کرانی فوج بماتحتی کپتان سنو صاحب
کے بکوچ متواتر لاہور سے چلکر گوگیرہ پہونچے اور نیز ڈنس صاحب کی پنجابی پلٹن و دو دستہ توپخانہ ملتان

آگئین تھوڑے دن بعد ایک اور فوج باتحتی میجر وائل صاحب و کپتان ٹرونس صاحب کی ملتان سے آگئی
جو بہادری سے شامل میجر جیکسن صاحب کے ہوئی جسکے ساتھ دوسری لمبر کے بقاعدہ سوار گرزدار سے بھی آئے تھے اور
کپتان فشر گرین صاحب معہ فوج و کپتان ناکس صاحب معہ سواران بقاعدہ لمبری ارجناب سے ودھ ٹبہ مین جاکر
مفسدون کے مقابل ہوئے اور میجر ملیٹن صاحب کمشنر میجر جاکسن صاحب کے جگہ ملکی انتظام مین مصروف رہے اور
میجر پارسڈن صاحب جو ہراست سے گوگیرہ مین تھے وہ ڈپٹی کمشنر گوگیرہ کے ہوئے اور کپتان سنو صاحب کے ساتھ
خاص گوگیرہ کی حفاظت مین رہے اور لفٹنٹ الفنسٹن صاحب چمبرلین صاحب چیچہ وطنی سے چلکر براہ کوڑے شاہ مفسدون کے
اجتماع کے مقام قلعہ نہلی پر حملہ کیا یہ ایک ایسا مقام بار و جنگل کے اندر تھا جسکے چار و نطرف پانچ میل لمبا
اور تین میل چوڑا گھنا جنگل اور جسمین اوسکی ایک نالہ جاری تھا جس سے مفسدون کو بہت پشت پناہ تھی
گھاس اوسمین اسقدر بلند تھا کہ گھوڑا معہ سوار اوسمین دکھائی نہین دیتا تھا چنانچہ سوار چلکر اون تک
پہونچے جب اپنی ہی فوج بین قدم تک جنگل کے اندر جاتی تو اپنی آنکھون سے پوشیدہ ہوجاتی تھی بڑی بڑی درخت
بلند و موٹی خاردار بیشمار گھاس کا کاٹنا بسبب سختی اور جلانا بسبب سبزی کے دشوار تھا دشمنون کے اوترنے
کا مقام اور اونکی اجتماع کا اوس جنگل مین بخوبی دریافت نہین ہوتا تھا صرف انکے ڈھولون کی آواز
سنکر معلوم ہوتا تھا کہ یہان سرکشون کا اجتماع ہے اسواسطے سرکاری فوج مین بھی ڈھول کا استعمال ہوا
جب تک دشمن اوس جنگل مین رہے سرکاری فوج کو اونکے مقابلہ مین سخت تکلیفین اوٹھانی پڑین اور کام نا تمام
ہوئی مگر بعد چندے سرکار کے اقبال نے یہ شعبدہ دکھلایا کہ دشمن خود بخود اوس مقام کو چھوڑکر دریاے
ستلج کے پار ہوگئی پھر تو سرکار کو میدان ہاتھ آیا اونکا تعاقب کر کے بہت سختی سے اونکے ساتھ مقابلہ کیا
جسمین کپتان سنو صاحب توڑہیدار بندوق کی گولی سے زخمی ہوئے اور دشمن شکست کھاکر بھاگ گئے اور
بہتیرے سردارون نے اطاعت اختیار کرلی اونہون نے اپنے آپکو مسٹر رابرٹ صاحب کمشنر لاہور کے
سپرد کر دیا بعد انتظام قرار واقعی کے چوتھی نومبر ۱۸۵۷ کو کمپو ٹوٹا مفسدون کو بڑی بڑی سزائین ہوئین
مویشیان اونکی ضبط ہوکر نیلام کی گئین املاک ضبط ہوئی آیندہ کے واسطے بڑی بڑی ضمانتین سرکشون سے
لکہوائی گئین بیشمار جرمانی وصول ہوئی لوٹ کا مال جسقدر اونھون نے تحصیل ہڑپہ اور رکوٹ کمالیہ سے لوٹا تھا
سب واپس ہوا۔ اس ضلع مین چار قومون کی زیادہ تر سرکشی اور بغاوت سرکار کے ساتھ ہوئی تھی پہلی
قوم کاٹھیا اونکا سردار [illegible] کا بیٹا تھا دوسری قوم کھرل جنکا سردار احمد خان کھرل تھا اور وہ بھی
لڑائی مین قتل ہوا تیسری قوم ستانہ اونکا سردار بہاول خان بیتانہ تھا چوتھی قوم وٹو انکے سردار کا نام
بخوبی معلوم نہین ہوا بعد سزا پانے کے بسبب قومین منقاد و تابعدار ہوگئین کسی کے سر مین سرکشی کا خیال نہ

ضلع پشاور مفسدہ کے وقت پشاور میں ہندوستانی فوج بہت اور گورہ کم تھے اور سرحد کو بہ سبب
ضلع سرحدی امیر کابل و قوم سواتی وغیرہ خود مختاروں کی طرف سے بھی سخت اندیشہ تھا کہ وہ ایسی نازک
وقت میں کوئی مداخلت بیجا و مزاحمت ناروا سرکاری علاقہ میں نہ کر بیٹھیں مگر انگریزی افسروں نے
اوسوقت بڑی جانفشانیاں کیں اور ہر طرح پر ملک کے انتظام میں سرگرمی رکھی برگیڈیر جان نکلسن صاحب
اوسوقت ڈپٹی کمشنر پشاور کے تھے اور کل فوج دو ہزار آٹھ سو گورہ اور آٹھ ہزار ہندوستانی مع اٹھارہ
توپیں اور ایک بڑی توپ پہاڑی مورچے کے ماتحت برگیڈیر سڈنی کاٹن صاحب کے بتفصیل ذیل تھی گورہ فوج
پلٹن نمبر ۲۷ و ۷۰ و ۸۷ و رسالہ نمبر ۵ بیقاعدہ رسالہ نمبر ۷ و ۱۰ و ۱۸ فوج ہندوستانی پلٹن نمبر ۲۱
و ۲۴ و ۲۷ و ۵۱ و ۵۵ و ۶۴ کلات غلزئی فوج۔ پیادگان گولہ انداز و پہاڑی توپخانہ گولہ انداز
پہاڑی مورچے کے توپ۔ مئی مہینے کے گیارہویں تاریخ رات کو یہہ خبر تار برقی کے ذریعہ سے پشاور میں پہنچی کہ
میرٹھ میں ہندوستانی فوج کا مفسدہ علانیہ ہو گیا اور دہلی سے تمام انگریزی افسر نکل یا قتل ہو گئے ہیں تب
شہر پشاور کے افسروں نے یہہ انتظام کیا کہ ایک گشتی قوم معتبر فوج کی بنائی اور اونکو حکم دیا کہ وہ تمام علاقہ میں
گشت کر کر لوگوں کو مفسدہ سے روکیں اور ۵۵ نمبر کی پلٹن کو حکم دیا کہ وہ نوشہرہ سے کوچ کر مردان کے قلعہ میں چلی جاوے
اور گائیڈ فوج قلعہ مردان سے کوچ کر کر ۲۷ نمبر کی گورہ پلٹن کے ساتھ نوشہرہ میں شامل ہووے اور ایک سخت امتحان
ونکا یہہ تھا سپاہیوں کے چھٹیوں کا ہونا شروع ہوا اور ۲۴ نمبر کے ہندوستانی پلٹن سے جو اس وقت پشاور میں تھی اونکو تین حصہ کر کر
علیحدہ تین مقامات پر پاس رکھ دئیے اور اونکو حکم دیا کہ وہ فسادگران قوم مہمند کو اس علاقہ میں آنے سے روکیں اور یہہ انتظام ہوا کہ
پلٹن کیپلی و پلٹن کے ساتھ خط و کتابت کرنا نہ پاوے اور نہ اسٹیشن پر وہ تینوں حصے ملنا اور باہم صلاح ہونا پاوے اور
جنرل ریڈ صاحب کمان افسر فوج قسمت پشاور و برگیڈیر سڈنی کاٹن صاحب و برگیڈیر نول چمبرلین صاحب و کرنیل
ایڈورڈ صاحب و کرنیل نکلسن صاحب نے اسٹیشن پر ۱۳ مئی ۱۸۵۷ء کو مشورہ کر کر یہہ تجویز کی کہ برگیڈیر کاٹن صاحب تو پشاور
کی فوج کے کمان پر رہیں اور گشتی فوج مقرر ہو کر جہلم کے سمت کو جاوے اور وہاں سے آگے بھی چلکر جس مقام پر
مفسدہ ہو وہاں کا انتظام کرے اور قلعہ اٹک سے ہندوستانی فوج نکالکر اعتباری فوج مامور ہوا اور
ایک سو سپاہی افغان ماتحتی فتح خان خٹک کے جو تین سو آدمی تھے نوکر ملازم بھرتی ہو کر اٹک کے گذر پر بھیجا جاوے اور
برگیڈیر چمبرلین صاحب راولپنڈی میں بحضور چیف کمشنر حاضر ہو کر ہر ایک انتظام کے واسطے مشورہ کریں
اوسی تاریخ یعنی ۱۳ مئی کو گائیڈ کی پلٹن نے مردان سے کوچ کیا جب اٹک پر پہنچے تو اونکو حکم ہوا کہ دہلی کو
کوچ کر جاوے چنانچہ وہ ماتحتی جنرل اینسن صاحب دہلی کو کوچ ہوا تھا اور ۹ جون کو تین ہفتہ کے عرصہ میں
پانسو اسی میل طے کر کر دہلی جا پہنچے اور تاریخ گذشتہ کے بعد پہنچنے سے دشمنوں کے ساتھ مقابلہ اونکا ہوا تھا

اور بعد ازان چیف کمشنر صاحب کے حکم سے دو ہزار سوار ملتانی پشاور مین نوملازم ہوا جو بیس لاکھہ روپیہ نقد جو
چھاونی کے وسطہ مین رکہا تھا وہ ہانسی اوٹھا کر قلعہ کے پاس بمقام میکہہ زین گورہ کے گارد کے حوالہ ہوا فوج
قلعہ کی دو حصون مین تقسیم ہوئی اور دو کرنیل انگریز اونکا افسر ہوا اور ہر ایک حصہ کا توپخانہ بھی الگ الگ
اونکے شامل ہوا توپخانہ کے بیچ مین گورہ کا پہرہ قایم ہوا اور دریای سندہ کے کل گھاٹون کی مضبوطی ہوئی
چونکہ پشاور کے فارسی اخبار نویس نے یہہ خبر غلط چہاپی کہ کلات زئی کے پلٹن نے اپنے افسرون کو قتل کرڈالا
ہے اسواسطے اڈیٹر اس اخبار کا قید ہوا اور اخبار کا چہپنا مسدود کیا گیا اور بسبب ملنے خبر سرکشی ۵۵ نمبر
ہندوستانی پلٹن اور کچھہ حصے دس نمبر کے بقاعدہ سوارون کے بمقام نوشہرہ و مردان ماموریتھی ایک ٹکڑا
گورہ فوج کا راولپنڈی سے طلب ہوا اور میجر صاحب ڈپٹی کمشنر ہزارہ نے دو بقاعدہ پلٹن مامورہ
ہزارہ سی پشاور کو بہیجا اور ہندوستانی پلٹن وہ الون سے جو آپس مین چہپاکر مضمون برپا کرنے شور
و فساد کے تحریر کرتے تھے وہ پکڑی گئین اور اونکی مسدودی کے واسطے افسران ضلع بہت متوجہ ہوئی
پنجابی بہرتی فوج کی پشاور مین شروع ہو کر سپاہ مین صاحب ضلع کوہاٹ سے مدد مانگی گئی اونھون نے پچاس آفریدی
پاہی اور تھی شیر خان سردار بنگش کے روانہ کئے اونھون نے پشاور مین آکر کچہری اور سرکاری مکانون کی حفاظت
کی چند روز کے بعد ہندوستانی فوج کے مفسدہ کا شعلہ چمکا اور ایک ٹکڑا ۵۵ نمبر کے فوج کا جو اٹک کے گہاٹ
پر مامور تھا سرکش ہو کر نوشہرہ کو کوچ کر گیا راستہ مین اسکے ایک ٹکڑا ۲۴ نمبر کے ہندوستانی پلٹن کا جو پشاور
کو کمسریٹ کا گودام لیجاتا تھا اونکے شامل ہوا تھا وہ لوگ دو قریب چالیس یا پچاس آدمیون کے تھی
یہہ خبر بذریعہ ایک سوار کی یار کے ملک نوشہرہ مین پہونچی گئین اور سفید چہاونی کے دروازہ پر
دس نمبر کے بقاعدہ سوارون کے ساتھہ مقابل ہوئی اور بے ہتیار ہو کر محبوس کئی گئی جب یہہ خبر ۵۵
نمبر کے کمپنی کو نوشہرہ کے مقام پر پہونچی تو وہ بھی سرکش ہو گئی اور سوارون پر بندوقین چلائین اور
ایک افسر کو جو اونکو اس حرکت بد سے منع کرتا تھا غارت کرکے نکالدیا اور چاہا کہ سواران ہتہلال کو نکالدیا جاوی
اسواسطے جمع ہو کر اوپر چاپڑے ہوا اور اونکو متفرق کردیا وہ قریب سو جوان و مضبوط آدمی تھی سرکشی کے
بعد وہ سپاہی زین پر گری اور میکہہ زین لیکر اپنا سر انجام بخوبی کرلیا سرکشون کے مجموعی پر جو دریا پر جمع
تھے حملہ کیا اور چاہا کہ دریای کابل کے پار ہو کر ۵ نمبر کے ہندوستانی پلٹن سے جو بمقام مردان تھی شامل
ہون اوسوقت پل دریا کا مسٹر شل صاحب انجینیر نے توڑ دیا سپاہی کشتیان لیکر بہت سے تو دریا میں گر
گئی اور کچھہ غرق ہو گئی اوسوقت ۱۰ نمبر کے بقاعدہ سوار اگرچہ مفسدون کے شامل نہ تھی مگر اونکی برخلافی
اونھون نے کچھہ کام نکیا آدھی رات کے بعد یہہ خبر پشاور مین پہونچی اور یہہ ارادہ ہوا کہ ہندوستانی فوج

کو اگلے روز بے ہتھیار کیا جاوے اور ہتھیار لینے کے بارے میں سخت تحقیقات ہر پہلو میں آئین گر افسر انگریزی
اوس فوج کی دعوی کرتے تھے کہ ہماری فوج نافرمان نہیں ہے تو بھی اونکی مرضی کے برخلاف ۲۲ مئی کو
فوج کے ہتھیار لینے کی تجویز قرار پائی اور ارادہ ہوا کہ پہلی پانچ نمبر کا رسالہ اور ۲۴ و ۲۷ و ۵۱ نمبر کے
پلٹن کے ہتھیار لئے جاوین اور ۲۱ نمبر کے ہندوستانی پلٹن اس سوا اوس سے بری رہے کیونکہ اونھوں نے مفسدوں
کے ساتھ شامل ہونے سے انکار کیا تھا اور یہ بھی خیال تھا کہ کل سامان رسالہ کے کام کرنے کے واسطے ایک
پلٹن کا باقی رہنا ضرور ہے اگر وہ بھی سرکش ہوگی تو وہ اور نمبر کے ۵۵ اور ۱۰ نمبر کے تھا علاوہ سوار دلی
ہتھیار رکھا لئے جاوینگے کیونکہ پہلی سرکشی میں وہ ۵۵ نمبر کبھی شامل رہے تھے اور اونکی ابھی تک کوئی
شرارت ثابت نہیں ہوئی تھی پاس ناپسند تھی کہ وقت معینہ پر فوج کو مع ہتھیاروں کے بیرک پر بلایا
اور گورہ پلٹن نمبر ۲۷ و ۸۱ اور توپخانہ دلی کے استحکام کے سامنے جیسا کہ حکم تھا موجود ہوئے اور حکم ہوا
کہ وہ تیار رہیں پیچھے فوج ہندوستانی فوج کی اپنی نزدیک بھی نہ تھی کہ ہندوستانی اونکو دیکھ کر خفیف ناک ہو جاتے
اور تفنگ تیار رہیں بیرک کے وقت فوج کو الگ الگ کھڑا کیا گیا اور اس قدر اونکو فرصت نہ ملی کہ وہ آپس میں
مشورہ کر لین پاوین آخرکار سب فوج نے اپنے ہتھیار رکھ دیے ہتھیار و ... لیتے ہی اونکو واپس کیا گیا اور وقت
انگریزی افسروں نے بھی جو اونکے ہتھیار لینے سے ناراض تھے اپنے کرچین وکانٹے وغیرہ اتار کر رکھدئے اور
نوکری چھوڑ دی اس اجتماع کے وقت ملکی سردار و جاگیردار وغیرہ بھی حاضر تھے اور دیکھتے تھے کہ آیا آخر نتیجہ
اسکا کیا ہوتا ہے اس تجویز کے ظہور سے سب کو یقین کامل ہو گیا کہ اب پھر انگریزی سلطنت مضبوط و قائم ہو گئی
اور ملک والوں کی دلدہی و دلداری کے واسطے نوملازم فوج سوار و پیادہ رکھنی شروع ہوئی اور اونکی
خاطر کیسا ہی سوار لوٹا ہو جوان اور برا یا بھلا گھوڑا ہوتا فی الفور نوکر رکھ لیا جاتا اوس وقت ہندوستانیوں
کو بھی یقین کامل ہو گیا کہ اب ملک رہا یا سب انگریزوں کے ساتھ ہے۔ نوشہرہ سے پشاور کو خبر پہونچی کہ ۵۵
نمبر کے سپاہی اور ۱۰ نمبر کے بے قاعدہ سواران مردان میں بڑا شورش کر رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم اپنے افسروں کو
قتل کر ڈالینگے سو اسواسطے سرکار سے اونکے انتظام کی تدبیرین ہوئیں اور سپہرداں صاحب کو حکم ہوا کہ ایک
سے نوشہرہ کو واسطے حفاظت گورہ پلٹن کے اہل و عیال کی جاوے اور اگر مفسدہ برپا ہو تو اونکو مفسدوں کے
ہاتھ سے بچا دے ۲۳ مئی بوقت گیارہ بجے رات کہ ایک فوج تین سو گورہ پیادگان اور اٹھائی سو بے قاعدہ
سوار نوملازم و فوج پولیس اور آٹھ ضرب توپ ماتحتی کرنیل چوٹ صاحب جو ۷۰ نمبر گورہ پلٹن کے افسر تھے
اور کرنیل نکلسن صاحب معہ دوسو پنجابی پیادگان مردان کو مفسدوں کے سرکوبی کے واسطے روانہ ہوئے
۲۴ تاریخ آفتاب نکلنے کے وقت وہاں پہنچ گئے انکو آنے کی خبر پاکر ۵۵ نمبر کے ہندوستانی پیادگان سوا

ایک سو بیس آدمی سکھ قلعہ سے نکلکر بھاگ گئے فوج نے اونکا تعاقب کیا مگر بسبب اسکی کہ مفسد پہلی کے چلی ہوئی تھے
تھا فوج چلا تھا اور ان تک نہ پہونچ سکے توپیں اور زیادہ فوج راستہ میں رہگئی مگر سواروں نے اس کام میں
بہت جانفشانی کی اور کرنیل نکلسن صاحب نے جو چوبیس گھنٹہ سے زین پر سوار تھے ایسی سخت گرمی اور دہوپ
میں ایک دو زکے اندر تیس میل جاکر اپنے آپ کو مفسدوں تک پہونچایا اور تھوڑی سی پولیس کے سواروں کے ساتھ
اپنے آپ کو مفسدوں میں پہینکدیا انکو پچاس سپاہی مفسدوں میں سے قتل ہوئے اور زیادہ سو قید میں آئے اور
متفرق انمیں سے چند زخمی ہوکر گرے اور پانسو آدمی انمیں سے کوہ سوات میں جا کر پناہ لی اوسوقت
کرنیل سپوٹس [illegible] صاحب [illegible] پلٹن کے افسر نے نہایت غیرت اور غم کے سبب خودکشی کی اور گولی
کہا کر مر گئے اور پیچھے سے یہ بات ثابت ہوئی کہ پلٹن نمبر ۵۵ و ۲۴ و ۶ و ۱۰ نمبر کے بیقاعدہ سواروں کی
خط کتابت باہمی تھی اور انہوں کے ساتھ ہو رہی تھی بلکہ عین لڑائی کے وقت بھی ایک گروہ بھاگ کر
پہاڑ پر چلا ہوا لڑ آیا جسکا افسر [illegible] جو جان سے لگی تھا اور مفسدوں نے اپنی مدد کے واسطے اونکو بلایا تھا مگر
سرکاری فوج کے ساتھ مقابل ہوئی اس فتح کے حاصل ہونے سے رعب سرکار کا دوبارہ قائم ہو گیا اور
متصلات کی اندیشہ ناک مقامات پر خوبی انتظام ہوا اور چیف کمشنر کی ایک اشتہار جاری ہوا کہ جو کوئی شخص
کسی فوج پر سپاہی ہندوستانی کو قتل یا گرفتار کر کرا دیوے اسکا کل اسباب بہ نقد جو اوس کی پاس برآمد ہو قاتل
یا دہی اس اشتہار کے جاری ہونے سے بہی قریب پچاس سپاہیوں کے قتل و گرفتار ہوئے اور ایک پنجابی پلٹن بہرتی
ہو کر جہان جہان کہ ہندوستانی پلٹنی مامور تھی مامور ہوئی اور ۴۶ نمبر کے پلٹن کے سپاہی جس جس مقام پر کہ مامور
تھی جا بجا کرنیل نکلسن صاحب نے پہونچکر اونکو بے ہتیار کیا جنرل کاٹن صاحب کی تجویز سے گورہ پلٹن کے سپاہی
سوار بنائی گئے اور پانچ نمبر کے رسالہ کے ہتیار اونکو دیکر مسلح کیا اور بنیاد دی رسالہ اسکا نام رکہا گیا یہ
سپاہی بیقاعدہ سوار رسالہ نمبر پانچ کے بھی انتخاب کرکر اوسمین شامل ہوئی سکھوں اور پنجابی چیدہ جوانوں کی
ایک عمدہ پلٹن تیار ہوئی توپیں پہاڑی چار سیری تہیلی کے جو سیالکوٹ کے اندر سرکار پڑی ہوئی تھیں نکلواکر
تیار کی گئیں اور پلٹن کے گوروں کی اون پر تعیناتی کر کر توپخانہ بنایا گیا اس توپخانہ میں گہوڑے
پانچ نمبر رسالہ کی دی گئی اور ہندوستانی توپخانہ بہی اونسی چہین کر گوروں کے سپرد ہو گیا اور ایک ذخیرہ
افغانیوں کا جمع کرکے ۱۸ نمبر کی پلٹن اور تین رسالہ بیقاعدہ سواروں کے بہرتی ہوئی اوسوقت سرکار کو بسبب دشمنی
سرحدی علاقہ سوات بہت خیال تھا کہ شاید وہ وحشی قوم ایسی نازک وقت میں اسطرف آکر خلل انداز انتظام
سرکار کے ہوں مگر وہاں ایسا اتفاق حسنہ ہوا کہ اوس سے پہلی سواتیوں نے ایک سید اکبر شاہ نام کو اپنا بادشاہ
بنا کر دسوان حصہ اپنی پیداوار کا اوسکو خراج دیا گیا تھا وہ بادشاہ ۱۱ - مئی ۱۸۵۷ء کو کہ اوسی روز دہلی

کے مفسدہ کے خبر پشاور مین پہونچی تھی مرگیا اور سید مبارک شاہ اوسکا بیٹا باپ کے بعد جانشین ہوا اور اوسکے
سازش سے پانسو سپاہی پلٹن نمبرہ ۵۵ قلعہ مردان سے بھاگ کر اوسکے پاس چلے گئے مبارک شاہ نے اگرچہ اونکو
اونکو نوکر رکھہ لیا اور ایک جگہہ مقابلہ پر بھیجا مگر جب اونھون نے تنخواہ مانگی تو ادا نکر سکا بلکہ اونھین بہت سے
ایک سردار سے ہزار روپیہ قرض لیکر بطور قرض اونکو دیا سواتیون نے جب دیکھا کہ مبارک شاہ ہندوستانی
فوج نوکر رکھہ کر ہمکو زیر کیا چاہتا ہے تو اخون صاحب کے کہنے سے سب اوس سے پھر گئے اور مبارک شاہ کے رہنے کو
نامبارک تصور کر کے مع ہندوستانیون کے اپنے علاقہ سے نکالدیا سوات سے نکلکر کچھہ سپاہی تو کوہ کشمیر و تبت و
لداخ کو چلے گئے اور کچھہ بھوکھ اور پیاس کے عذاب سے مرگئے اونھین ایام مین کرنیل نکلسن صاحب ڈپٹی کمشنر
پشاور کل فوج گشتی پنجاب کی بریگیڈیر جنرل بعوض چمبرلین صاحب ایڈجوٹنٹ جنرل کے مقرر ہوئے اور سینس صاحب
سکتر چیف کمشنر صاحب درسنے پشاور کے ڈپٹی کمشنر بنے اور رسالہ سواران ۱۰ بیقاعدہ لیسن اونپر سرفساد تھا اونکے
گھوڑے و ہتھیار و مال و اسباب ضبط کر کر اور فی کس دو دو روپیہ خرچ دیکر اٹک کو روانہ کیا کل فوج معزول شدہ
پشاور کی تنخواہ و بیتہ ضبط ہوکر بصیغہ نفرت خزانہ سرکار اونکو ملتی رہی اور قرضہ اور ریلین اونکی کا حساب ہوکر ساٹھہ
ہزار روپیہ کی رقم قرضہ کی قرار پائی اور تمام گھوڑے و مال و اسباب اونکا فروخت ہوکر ادا ہوا اسمرحد کے مکانات
قلعہ پاڑا و میکسن مین ۲۴ نمبر کے ہندوستانی فوج رہتی تھی مگر جب معلوم ہوا کہ اونھون نے آفریدی قوم سے
سازش کر کے یہہ ارادہ کیا ہے کہ وہ اونکی امداد سے دریای سندھ کے گذرون سے پار ہوجاوین تو سرکار
نے اونکے ہتھیار لیکر قلعہ سے نکالدیا اور ملتانی فوج قلعون مین مامور کی ۱۹ جولائی کو دو آفریدی ملک
سراج الدین جمیری اپنے سردار کا خط لیکر ۱۰ نمبر کے رسالہ بیقاعدہ کے پاس آئے خط کا مضمون یہہ تھا کہ جو سپاہی
میرے پاس آوینگے پناہ پاوینگے سواران نے وہ خط افسرون کو دیدیا اوسکی مطابق ملک سراج الدین بلایا گیا
اوسنے خط سے اقبال کر کر کہا کہ میری نیت یہہ تھی کہ جو ہندوستانی میرے پاس آوینگے مین اوسکو گرفتار کرادونگا
سید مبارک جو مع پشاور کے مفرور ہندوستانی سپاہیون کے سوات سے نکالا گیا تھا ستھانہ کے گھاٹون کو جو یوسفزئی
کے علاقہ کے طرف علاقہ پشاور سے شامل ہوتی ہے گیا اور وہانکی رہنے والون وہابی مسلمانون سے جنکا پیشوا افسر
مولوی عنایت تھا سازش کرتے تھا تاکہ فساد برپا کرے اسواسطے اوسنے مقرب خان پنجتار والے کو اپنا حامی بنایا
مقرب خان نے تمام علاقہ کو اغوا کرنا شروع کیا اور ایک شخص میر باز خان نام کو اسکام پر مقرر کر کر حکم دیا کہ
وہ انگریزی علاقہ مین جاکر وہان کے رعایا کو اغوا کرے دیا تھا اوسکی اغوا سے شورش پیدا ہوئی یہہ بات سنکر
میجر وان صاحب کپتان افسر فوج سرحد کے اپنے چار سو سوار اور دو شتری توپین لیکر ادن پر چڑھے
میر باز خان قتل ہوا وہ ... سردار گرفتار ہوا اور بہت سی ملا دو گاؤ جو سرکش ہوئے تھے جلائے گئے اور وہ

کل دو ہزار تین سو بیس آدمی نو ملازم جنگی بھرتی ہوا اور اگر وہ فوج جو ڈیرہ جات اور کوہاٹ سے بھرتی
ہو کر پشاور میں آئی تھے اوسمین بھی شمار کی جاوین تو پانچہزار چھ سو سترہ آدمی شمار میں آتی ہین انمین سے
ایکہزار آٹھ سو سات سپاہی تو دہلی کو مامور ہوئی اور باقی پشاور کے ضلع کے انتظام میں رہے آخر جب ۲ ستمبر
سنہ ۱۸۵۷ء کو دہلی کی فتح کی خبر پشاور میں پہنچی تو امن و امان ہوگیا دفعتاً

ضلع ہزارہ

ضلع ہزارہ چھاؤنی ایبٹ آباد میں فوج رجمنٹ سکھ نمبر ۴ اور توپخانہ پہاڑی موجود تھے کا صاحب ...
توپخانہ تھا سوائی اوسکے ضلع کے کام کیواسطے ایکسو پچاس سوار ساٹھ پیادے جو بس نوکر تھی ماتحت میجر
صاحب ڈپٹی کمشنر کے تھی سوا اس فوج میں سے تین کمپنیاں نمبر ۱ پیادہ سکھ کے کھلی کوہ مری کو روانہ ہوئی
اور ۱۴ تاریخ کو ۴ نمبر کے سکھ پلٹن دہلی کو چلی گئی صرف تین سو اکتالیس سپاہی ایبٹ آباد میں رکھے
اسواسطے اول ڈیڑھ سو سوار پانسو پیادوں کے نوکر رکھنے کا حکم آیا اور میجر صاحب نے جنگی اختیار پا انکا انتظام
سپاہیوں کی بھرتی ہزارہ کے رئیسوں اور سرداروں سے لی گئی اونھوں نے اچھے اچھے سپاہی مسلح جنگی
جنکے پاس اپنی ہتھیار رکھتے تھے بھیجی اور وہ دریائے سندھ کے گذروں اور سڑکوں کی حفاظت پر مامور ہوئے
اور جب کماؤن کی گورکھہ پلٹن ہزارہ میں آئی سرکار نے انکی اطاعت کے امتحان کیواسطے چند مفرور
وگرفتار شدہ سپاہی مردان کی پلٹن کے سزا دہی کیواسطے گورکھہ پلٹن کے افسروں کا کورٹ مارشل
مقرر کیا اور حکم دیا کہ اسمین سوائے ہندوستانی افسروں کے کوئی انگریز شامل نہو گورکھہ افسروں نے
بعد تجویز ان سپاہیوں کی نسبت حکم دیا کہ توپ سے اوڑائے جاوین پس وہ توپ سے اڑائے گئے اور گورکھہ پلٹن
امتحان میں پوری مطیع نکلی اور دہلی کی مہم پر مامور ہوئی اونکی جانے کے بعد بسبب کمی فوج اور اندیشہ
شورش کے صاحب ضلع نے ہری پور کے قلعہ کی مرمت کرائی سکھہ زمین اور رفاہ کے قبضے دونوں ... کیا اور
قلعہ بھی مضبوط کی کل ضلع کے سرداروں و امیروں کو بلا کر سرکار کی مہربانی اور رفاقت کا امیدوار کیا
اور اونکو سرحدی ہمسایوں کے مطیع رکھنے کے واسطے تاکید کی اتنے میں خبر آئی کہ جو دہ نمبر کی پلٹن کے سپاہی
مقام ہوتی مردان سے مفسد ہو کر سوات کو چلے گئے تھے اور سوات سے بھی سواتیون نے اونکو نکال دیا تھا
وہ اب اس علاقہ کے راستے سے کشمیر کو جاتے ہین اور ایک چٹھی ... کی معہ ایک ... رئیس کے ...
آدمی مسلم ہندوستانی مفرور اس علاقہ میں آئے ہین اور دریائے سندھ سے بذریعہ ... اور
سرناؤں کے پار ہوئے ہین اب ڈیرہ اونکا اونٹی کے مقام پر ہے کیونکہ اونٹی کا علاقہ کوئی تو کے علاقہ سے دو دن کا
سفر ہے اور سردار جہاندار خان کی جاگیر کا وہان علاقہ ہے اور یہیں آزاد قوم تنا بار کے جو سواتیون کے
ہم مذہبی ہیں رہتی ہیں اسواسطے تمام جنگلی و پہاڑی توپیں موجب تجویز اخون سوات کے سپاہ ... ساتھ ...

تھی بارش ہو رہی تھی سردی کے مارے کانپ رہی تھی آخر جب اونھون نے اپنی آپ کو قابل جنگ کے نہ پایا تو
چند آدمیون کے قتل کے بعد متابعت اختیار کر لی اور ہتھیار رکھ دئیے ۱۲۴-۳ آدمی اوسوقت زندہ گرفتار ہوے
پینتالیس سپاہی جو کشمیر کے حد کے اندر پہونچ گئے تھے وہ اوسکے گرفتار ہوکر آئے اور کل لڑائی مین کھیت رہے
گرفتار شدہ سپاہی کورٹ مارشل کے حکم سے مقتول ہوئے اسطرح ۵۵ نمبر کی بدنصیب پلٹن کا انجام ہوکر
بہت سی خواری اور ذلت کے ساتھ مارے گئے صرف تھوڑے ہندوون نے جو بمقام سوات اسلام قبول کیا
اور چند سپاہی جو چلی کے مقام پر غلام بنائے گئے جان سے سلامت رہے اور اون کا حال جسطرح کہ پشاور اور
ہزارہ کے علاقے مین تحریر ہوا ہے ہوا اگر اس پلٹن کے سزا پائی ہے اور پلٹن والون کو سخت عبرت ہوئی
اس انتظام کے بعد فوج ہزارہ کی چھاونی کو واپس آئی اور ملکی فوج انعام و اکرام پاکر رخصت ہوئی ضلع مین
امن و امان ہو گیا تو بھی دہلی کے فتح ہونے تک رعایا ہزارہ کی دو دلی دور دور ہو سکے اوسوقت انتظام
بیچر صاحب کا باوجود قلت فوج کے قابل تحسین ہے کیونکہ فوج کی قلت اسقدر تھی کہ جب صاحب نے تین کپنیان
کوہ مری کو روانہ کین تو ہزارہ مین صرف ۲۰ سپاہی لائق قواعد آموختہ اور ۲۰۰ سپاہی نوملازم باقی
رہگئے تھے مگر صاحب نے اپنی نیک خلقی و حسن نیت کے ساتھ ایسا انتظام کیا کہ ہزارہ کی رعایا ہی سے فوج کا کام
لیا اور بڑا باعث یہہ تھا کہ صاحب ضلع دس برس کے عرصہ سے ہزارہ کے حاکم تھے اور اپنی حسن خلق سے
سب رعایا کو راضی و خوشنود رکھا ہوا تھا **ضلع کوہاٹ** اس ضلع کے ڈپٹی کمشنر مفسدہ کے وقت
کپتان لی ہندرسن صاحب اور تین ہزار پانسو آدمی فوج کی بتفصیل ذیل تھی پنجابی رجمنٹ سواران
پنجابی توپخانہ اوسمین سے عند الضرورت بہت سی فوج قلعہ اٹک اور ضلع پشاور کو بھیجی گئی اور کل
فوج مین سے صرف پانچوان حصہ یہان رہگیا اوسمین سے بھی تھوڑے تھوڑے آدمی مختلف اوقات مین جنرل
نکلسن صاحب کی فوج کے شمول کے واسطے مامور ہوتے رہے ۱۵-مئی ۱۸۵۷ کو دہلی کے مفسدہ کی خبر کوہاٹ مین
پہونچی اور صاحب ضلع انتظام کیطرف راغب ہوئے اور بسبب ضرورت افغانی نوملازم فوج نوکر رکھکر ضلع کی
محافظت پر مامور کی بلکہ ایکہزار چارسو آدمی نوملازم پشاور کے صاحب ضلع کے خدمت مین بھیجا اور بہ تعداد
مشتبہ چربی کے کارتوس تھے اور فوج اونکے لینے مین عذر کرتے تھے وہ سب واپس کئے خزانہ اور
قلعہ کوہاٹ مین بھیجدیا اور دیسی فوج کی حفاظت مین رکھا توپخانہ کی حفاظت نیز مددگار سپاہیون کے
ساتھ کی اور چند ایسے انتظامات بسبب پہونچنے خبرون دہلی کے ضلع مین ہوئین اور شریرون کے
دلون مین ارادہ فساد کا ہوا اوسکو رفع کرنیکو واسطے اچھی اچھی تدبیرین وقوع مین آئین اور امن و
امان رہا صرف ایکبار جو ایکسو بیس مفسد مجتمع ہوکر ارادہ فساد کا کیا تو صاحب ڈپٹی کمشنر نے اونکا حال

روکا اور اونکو متفرق کیا اور جسقدر قوم توریزا اور بوری کے غارت گر مفسد ہو گرفتار آئی اونسے آئندہ
کے واسطے سخت ضمانتیں لی گئیں اور قوم آفریدی جو کوہاٹ کے سرحد کے پاس بہت چالاک اور مشہور
تھی وہ بالکل چپ چاپ رہی بلکہ اپنے آدمی اونھون نے سرکار کی مدد کیواسطے بہت خوشی کے ساتھ بھیجے
اور کچھ کسواسطے کسیکا فساد برپا نہیں کیا کل ضلع میں بعلت مفسدہ پردازی کوئی سزایاب نہوا صرف پانچ آدمی
بعلت گفتگو کرنے مفسدہ کے مستوجب جرمانہ اور قید کے ہوئے اور تین کمپنیاں ۱۰۵ نمبر کے پلٹن ہندوستانی
کے جو پشاور سے آئی تھیں بے ہتھیار کی گئیں ✤ — ✤ —

پانچواں حصہ پنجاب کے میدان اور کوہستان کے متفرق حوالے میں اسمیں چار تقسیمیں ہیں پہلی تقسیم مسلمانوں اور ہندوؤں کے مزارات و مساجد و پرستشگاہوں کے ذکر میں

جمنا سے لیکر دریای ستلج تک جسقدر میدانی و کوہستانی علاقہ کا حال اس کتاب کے حصوں میں لکھا گیا ہے وہاں کے
مزارات مقابر و پرستشگاہوں کا بیان اونکی موقع پر درج ہو چکا ہے مگر خاص علاقہ پنجاب و کوہستان شمالی پنجاب
میں جو اکثر مسلمان بزرگوں کے مقبرے اور مسجدیں اور ہندوؤں کے مندر و پرستشگاہیں ہیں انکا حال
بیان نہیں ہوا پہلی اس تقسیم میں کچھ مجمل ذکر اونکا زیب اندراج پاتا ہے کشمیر کے پہاڑ میں اکثر چشمہ و تالاب
ہندوؤں کے تیرتھ ہیں اونکا حال بھی بموقع اکثر تحریر ہو چکا ہے باقیماندہ اس حصہ میں ختم ہوگا۔

مقبرہ مخدوم علی ہجویری گنج بخش لاہوری یہ مقبرہ متبرکہ لاہور میں
سب مقبروں سے پہلے کا ہے ہندو مسلمان انکے معتقد ہیں یہ حضرت عملداری شاہان غزنین میں غزنین سے
لاہور میں آئے اور مدت تک سلسلہ تعلیم و تدریس و تلقین جاری رکھا ۴۶۵ ہجری میں حضرت نے وفات پائی
اور یہاں مدفون ہوئے سرور آرا اور کاشف دین انکی تاریخ وفات ہے ۱۹ صفر میں حضرت کا عرس بڑی
دھوم دھام سے ہوتا ہے سلسلہ حضرت کا جنیدیہ ہے اور آپکے مرشد کا نام ابو الفضل بن حسن ختلی ہے خانقاہ مادھو

لال حسین حضرت لال حسین ذات کے نو مسلم لاہور خاص کے رہنے والے تھے انکے باپ کا نام کلس رائے تھا جنہوں نے مسلمان
ہو کر بافندگی کا کام سیکھا اونہوں نے خوردسالی میں بھی شیخ بہلول دریائی قادری سے فیض پایا اور مست و مجذوب
رہنے لگے طریق آپکا ملامتیہ تھا اور لال پوشاک پہنتے تھے اسواسطے لال حسین مشہور ہوئے مادھو ایک برہمن کا لڑکا
خوبصورت شاہدرہ کے رہنے والا تھا حضرت کو اوسپر عاشقانہ نظر ہو گئی تو وہ بھی مسلمان ہو کر کمال کو پہونچا اور

حضرت کی وفات کے بعد وہی خلیفہ و جانشین ہوا لال حسین سنہ ۱۰۰۸ھ میں بعہد سلطنت اکبر شاہ فوت ہوئے اور
شاہدرہ کے متصل دفنائے گئے اتفاقاً وہ مکان دریا کے طغیانی سے غرق ہو گیا تو بارہ برس کے بعد نعش
وہاں سے نکالی اور یہاں رکھی گئی شیخ مادھو سینتالیس برس بعد لال حسین کے فوت ہوئے یعنی سال ۱۰۵۵ھ
شاہجہان بادشاہ کے وقت فوت ہوئے اور پہلو بہ پہلو اپنے مرشد کے دفنائے گئے اس مزار پر میلہ چراغاں
اور بسنت پنچمی کا ہر سال دو مرتبہ بڑی دھوم دھام سے ہوتا ہے **مقبرہ میران محمد شاہ موج دریا**
بخاری یہ حضرت سید بخاری اوچی سید جلال الدین مخدوم جہانیان جہان گشت کے اولاد میں
اوچ سے لاہور میں آکر سکونت پذیر ہوئے اکبر بادشاہ کو انکی نسبت بڑا اعتقاد تھا اسواسطے اوسنے ایک لاکھ
روپیہ کی جاگیر حضرت کو ضلع بٹالہ اور لاہور میں جسکی آمدنی حضرت کے لنگر خانہ میں صرف ہوتی تھی حضرت کے
دو صاحبزادہ سید صفی الدین و سید شہاب الدین تھے جنکی اولاد لاہور و بٹالہ میں رہتی ہے تیسرے صاحبزادے
سجاد الدین لاولد گئے سلسلہ آپکا سہروردیہ تھا مقبرہ حضرت کا ان کے حیات میں بحکم اکبر بادشاہ بنایا
گیا جب حضرت نے سال ۱۰۱۳ھ ہجری میں وفات پائی تو یہاں مدفون ہوئے ہرسال یہاں عرس حضرت کا
ہوتا ہے اور اعتقادمند لوگ حاضر ہوتے ہیں خواجہ محمد شاہ [۱۰۱۳] حضرت کی تاریخ وفات ہے **مقبرہ شاہ**
چراغ گیلانی لاہور کے مزارات میں یہ مقبرہ بھی مشہور مکان ہے صاحب مقبرہ سید گیلانی حضرت
اوچی کی اولاد میں سے ہیں بزرگی اور ولایت اور کرامت حضرت کا ورثہ موروثی تھا ۱۱۲۰ھ میں جناب حضرت نے
وفات پائی اور عالمگیر اورنگ زیب بادشاہ کے حکم سے یہ مقبرہ تعمیر ہوا **مقبرہ شاہ ابو اسحاق**
قادری یہ مقبرہ لاہور کے باہر متصل موضع مزنگ کے بڑا عالیشان بنا ہوا ہے یہ حضرت شیخ داؤد
کرمانی کے خلیفہ تھے جنکا مقبرہ شیرگڈہ میں مشہور ہے ۹۸۵ھ میں حضرت نے وفات پائی اور یہاں مدفون ہوئے
پانچویں محرم کو حضرت کا عرس ہوتا ہے مقبرہ کے پاس ایک مسجد بھی قدیمی بنی ہوئی موجود ہے **مقبرہ شیخ**
موسیٰ سہروردی یہ مقبرہ شہر لاہور سے باہر قلعہ گوجر سنگھ کے پاس برنگ سبز کاشی کا
موجود ہے صاحب مقبرہ سلسلہ سہروردیہ میں خلیفہ قطب العالم شیخ عبد الجلیل چوہڑ کے مرید تھے ۹۳۵ھ میں حضرت نے
وفات پائی اور مقبرہ یہ سلطان ابراہیم لودھی کے حکم سے تعمیر ہوا اور کچھ عمارت اوسکی حضرت کے [illegible]
بھی تعمیر ہو چکی تھی یہ حضرت اگرچہ ذات کے لوہار تھے مگر بڑے بزرگ و ولی باوقار تھے **مقبرہ شیخ**
عبد الجلیل چوہڑ قریشی سہروردی یہ مقبرہ باہر دروازہ [illegible] متصل
شیخ موسیٰ کے تکیہ خانہ کے اندر ہے یہ حضرت صاحب مقبرہ سہروردیہ خاندان میں بڑے بزرگ ہوئے [illegible]
ہیں شیخ ابو الفتح اپنے باپ سے انہوں نے ولایت حاصل کر کے قطب العالم کا خطاب پایا سلطان [illegible]

کے دختر کے ساتھ حضرت کی شادی ہوئی سنہ ۹۱۰ھ میں فوت ہو کر یہان مدفون ہوئی شیخ با فضل آپ کی تاریخ
وفات ہی اولاد آپ کی اب تک موضع رتہ میں رہتی ہی جو قریشی ہاشمی کہلاتے ہین **مقبرہ شاہ**
ابو المعالی قادری کرمانی یہہ مقبرہ لاہور کے باہر بڑا متبرک و مشہور مکان ہی عمارت
بھی روضہ کی بڑی عالیشان ہی صاحب مقبرہ شیخ داؤد کرمانی شیرگڈہی کے مرید و خلیفہ و ہمشیرہ زادی تھے
اونکی حکم سے یہہ لاہور میں آئی اور فیض جاری کیا اور یہان سنہ ۱۰۲۴ھ میں وفات پائی سال بھر میں
تین میلی مکان ہوتے ہین ایک حضرت کے وفات کے دن ماہ ربیع الثانی اور دونو عیدون کے روز مرید
اس خاندان کے اب تک ہزارون ہین اور اولاد حضرت کی بھی لاہور میں رہتی ہی **مقبرہ شاہ**
محمد غوث قادری گیلانی یہہ مقبرہ لاہور کے باہر دہلی و اکبری دروازہ کے درمیان
ایک پر فیض مکان ہی صاحب مزار سید گیلانی سید حسن شاہ قادری کے فرزند دلبند تھی بہت بزرگون سے
انھون نے فیض پایا اپنی باپ سے بھی نعمت باطنی حاصل کی سنہ ۱۱۵۲ھ میں حضرت نے وفات پائی اور یہان
مدفون ہوئی پہلا مکان اور چار دیواری وسیع نونہال سنگہ رنجیت سنگہ کے پوتے نے مسمار کرا دیا تھا
اور کل درخت موجودہ کٹوا دیئے تھے صرف خاص مزار کا چبوترہ گرنے نہین پایا تھا کہ اوسی روز نونہال سنگہ
قلعہ کی دیوار کے پتھر گرنے سے مر گیا اور اسکے مرتے ہی یہہ متبرک مکان مسلمانون نے دوبارہ تعمیر کرایا
اور درخت بھی جو کٹ چکے تھے دوبارہ پھوٹ کر سرسبز ہو گئی تاج ہمت حضرت کی تاریخ وفات ہی
مقبرہ شاہ بلاول قادری یہہ مقبرہ لاہور سے شرق کی طرف دو کوس کے فاصلہ پر
واقع ہی صاحب مقبرہ سید حسینی سید شمس الدین لاہوری کے خلیفہ تھی شاہجہان بادشاہ انکا معتقد تھا
سنہ ۱۰۴۶ھ میں حضرت نے وفات پائی اور دریائی راوی کے کنارے مدفون ہوئی شاہجہان بادشاہ نے وہان
بڑا عالیشان مقبرہ بنایا مگر رنجیت سنگہ کے وقت دریا حضرت کے روضہ تک آ پہونچا تو صندوق حضرت کا
وہان سے نکلوایا گیا اور یہان اب بھی وہان مدفون ہو کر پختہ مزار بنوایا گیا ہر سال ۲۰ ماہ شعبان یہان
میلہ ہوتا ہی مقبول حق سرمست آپ کی تاریخ وفات ہی **مقبرہ شیخ محمد طاہر لاہوری**
قادری یہہ مزار سید انوار موضع مزنگ کے پاس لاہور سے ڈیڑہ میل کے فاصلہ پر موجود ہی ایک
عجیب پر فیض مکان ہی صاحب مقبرہ سلسلہ قادریہ میں شاہ اسکندر بن شاہ کمال کیتہلی کے مرید و خلیفہ تھی اونکی
حکم سے لاہور آئی اور رشد و تلقین جاری کی سنہ ۱۰۴۰ھ میں حضرت نے وفات پائی اور یہان مدفون ہوئی
[illegible] کے لفظ سے انکی تاریخ وفات حاصل ہوتی ہی اون کے خاندان کی گدی اب تک قصبہ بٹالہ میں موجود ہی
اور یہہ حسین شاہ وہان کے گدی نشین ہین **مقبرہ میان میر بالا پیر قادری لاہوری**

یہہ مقبرہ لاہور سے تین میل کے فاصلہ پر سمت جنوب مشرق واقع ہے صاحب مقبرہ بڑے بزرگ ولی عالم فاضل
سلسلہ قادریہ میں مرید شیخ خضر سیوستانی کے تہے ساٹہہ سال اپنی عمر کے اونہوں لاہور میں گذرانے شاہجہان بادشاہ
اور اوسکا بیٹا دارا شکوہ حضرت کا بڑا معتقد تہا بلکہ جب حضرت ۱۰۴۵ھ میں فوت ہوئے تو مقبرہ کی عمارت بموجب
دارا شکوہ کے حکم سے تعمیر ہوئی انکی خاندان میں بڑے بڑے بزرگ و عالم و موحد ہو گذرے ہیں اور فیض
سلسلہ کا اب تک جاری ہے مقتدای محقق انکی تاریخ وفات ہے ہر سال عرس حضرت کا بڑی دہوم
دہام سے ہوتا ہے اور عمارت مقبرہ ایسی عالیشان بنی ہے کہ سبحان اللہ دیکہنے سے روح خوش ہوتی ہے ❊
مقبرہ ملا شاہ قادری یہہ مقبرہ میانمیر بالا پیر کے مقبرے کے پاس ہے اور چار و ناچار
اسکے چار دیواری پختہ مثل قلعہ کے بنی ہے جسکے اندر پہلے باغ تہا اور اب موضع میانمیر آباد ہے صاحب مقبرہ
میانمیر صاحب کے خلیفہ اور شہزادہ دارا شکوہ کے پیر تہے انکی حین حیات دارا شکوہ نے لاکہوں روپیہ
کے تیاری کی یہہ عمارت ہوئی ۱۰۷۲ھ میں یہہ حضرت فوت ہوکر یہاں دفنائے گئے اسلامیہ سلطنت کے
اخیر تک یہہ مکان آراستہ رہا جب رنجیت سنگہ کی عملداری ہوئی تو اوسنے کل پتہر اس مقبرہ کے اوکہڑوا لئے
اور مکان ویران کر دیا بعد چندے اوسی چار دیواری میں زمینداروں نے آبادی کر لی **مزارات**
بی بی پاکدامنان یہہ مزارات لاہور سے جنوب مشرق کو بفاصلہ ڈیڑہ میل واقع ہیں صاحبان
مزارات مستورات اہل بیت نبوی سے مشہور ہیں اسامی گرامی اونکی بی بی حاج و بی بی تاج و بی بی نور
و بی بی حور و بی بی گوہر و بی بی شہباز ہیں یہہ مکان ایسا پرفیض و برکت ہے کہ لاکہوں ولیوں کو فیض یہاں
حاصل ہوئی اگرچہ مفصل حال انکا کسی کتاب سے دریافت نہیں ہوتا کہ آیا یہہ بی بیان کب اور کہان سے
آئیں تہیں مگر اتنا ثابت ہوتا ہے کہ جب ۴۳۱ھ میں پیر علی مخدوم گنج بخش ہجویری لاہور میں آئے تو اونکے آنے سے
اول یہہ مزارات بنے ہوئے تہیں اور حضرت بارہا یہاں آکر زیارت سے مشرف ہوتے تہے بادشاہوں کے
وقت یہاں بڑی بڑی عمارتیں بنی تہیں جو اب اکثر منہدم ہو گئیں اور کچہہ باقی ہیں **مقبرہ**
حضرت ایشان یہہ مقبرہ بڑی بلند عمارت کا لاہور سے مشرق کو بفاصلہ دو میل واقع ہے صاحب
مقبرہ کا نام خواجہ خاوند محمود تہا اور نقشبندیہ خاندان میں بڑے بزرگ و عالم و ولی تہے نسب آپکا سینہ بسینہ
اور شجرۃ الانساب خواجہ بہاؤ الدین شاہ نقشبند سے ملتا ہے پہلے یہہ بخارا میں رہتے تہے وہان سے کشمیر آئے
کشمیر سے شاہجہان بادشاہ نے انکو لاہور بلوا لیا ۱۰۵۲ھ میں وفات پائی پہلے مقبرہ و حجرہ محمد شاہی خاندان سے
ہوا پہر زکریا خان بہادر نے یہہ عالی عمارت تعمیر کی اولاد انکی اب تک کشمیر میں موجود ہے ❊
مزار سید جہولن شاہ المشہور گہوڑے شاہ بخاری یہہ مزار لاہور کے

مشہور مزار دن میں ہوئی صاحب مزار سید عثمان جہولہ بخاری کے پوتے تھے خنکی مزار قلعہ لاہور کے اندر موجود
ہے ولایت مادر زاد اِن کو حاصل تھی اور بعمر خورد سالی حضرت کو مٹی کے گھوڑون سے بڑی الفت تھی جو شخص
اہل حاجت مٹی کا گھوڑا لیکر انکی خدمت میں آتا فی الفور مراد پاتا جب یہہ خبر حضرت کے باپ کو ہوئی تو وہ
انکشاف و اظہار کرامت سے بہت ناراض ہوئے اور فرمایا کہ اگر تو ایسا ہی خداوند تعالی کے راز کو ظاہر کرتا ہے
تو ابھی مر جائے تو حضرت اوسوقت بعمر دہ سالہ فوت ہو گئے اوس زمانہ سے آجتک یہہ کرامت حضرت کی ظاہر
ہے کہ جو اہل حاجت مزار پر آکر مٹی کا گھوڑا چڑہاتے اپنی مراد پاتے لاکہوں گھوڑے مٹی کے حضرت کے مزار پر رکھے ہین اور
[illegible] میں حضرت کی وفات بعہد اکبر شاہ وقوع میں آئی سلسلہ آپکا سہروردیہ اور اصلی وطن قصبہ اُچہ
تھا آپ کے اول اُچ سے لاہور کو آئے چونکہ اونکی بازو میں جھولہ یعنی رعشہ کا اثر تھا اسواسطے جھولہ بخاری
مشہور تھے اونکی اولاد اب بھی لاہور میں موجود ہے مزار شیخ محمد اسمٰعیل المشہور میان
وڈا یہہ مزار بیرون لاہور کیطرف بفاصلہ تین میل کے ہے صاحب مزار بڑے بزرگ عالم صاحب [illegible]
و کرامت تھے سہروردیہ سلسلہ کے پیر تھے حضرت کے وقت سے آجتک برابر یہان قرآن کا درس پڑہایا جاتا ہے
اب بھی دو دو [illegible] درویش نابینا و بینا اس خانقاہ کے درس میں قرآن پڑہتے ہین اور سب کے [illegible]
دو وقت کا کہانا اور کپڑا حافظ احمد دین سجادہ نشین دیتے ہین بلکہ خانقاہ کے درویشون کے سوائے بہی اگر
اور [illegible] مسافر آجاتا ہے تو کہانا پاتا ہے حضرت بڑے میان سنہ [illegible] ہجری عہد عالمگیری میں فوت ہوئے اور
[illegible] چار دیواری بہی قدیمی [illegible] تہی مگر [illegible] سنگھ کی سلطنت اور ہیرا سنگھ کی وزارت کیوقت جب
[illegible] ہیرا سنگھ [illegible] حصول وزارت لاہور آیا تو یہان آکر اترا ہیرا سنگھ نے سکہی فوج اور توپین
[illegible] فوج نے آکر خانقاہ کا مکان گہیر لیا اور توپین چلانی شروع کین اوسوقت [illegible]
کی چار دیواری [illegible] گولون سے مسمار ہو گئی اور درویش بہی بہت مارے گئے [illegible] سنگھ کے قتل [illegible]
[illegible] مقبرہ سید جان محمد حضوری یہہ مقبرہ لاہور سے آدہا میل سمت
[illegible] پر فیض مکان ہے عمارت بہی نہایت عالیشان ہے صاحب مقبرہ سید حسینی قادریہ خاندان کے
[illegible] مسجد وزیر خان شہر لاہور کے حصار کے
اندر [illegible] عالیشان مسجد شاہجہانی عہد کی بنی ہوئی ہے بانی اسکا نواب علم الدین وزیر خان صوبہ لاہور تھا جو پہلے
[illegible] کا کام کرتا تھا اور بعد [illegible] بارگاہ شاہجہانی ہو کر لاہور کا صوبہ بنا عمارت اس مسجد کی خشتی کاشی کاری اور
[illegible] مضبوطی [illegible] پنجاب کے ملک میں اور کوئی خشتی عمارت اس کے ثانی نہین ہے اور کاشی کا رنگ ایسا روشن اور
[illegible] ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا آج ہی [illegible] عمارت [illegible]

بہت وسیع اور بیچ میں حوض فوارہ دار ہے چاروں گوشوں پر چار مینار بہت بلند و عالیشان ہیں صحن کے اندر مزار پر انوار سید اسحاق گازرونی
زیارتگاہ خلق ہے یہ حضرت بڑے بزرگ ولی صاحب کرامت و خوارق تھے ہندو و مسلمان خاص و عام انکے معتقد ہیں بادشاہ
حضرت کا خلاصہ ۷۸۶ھ میں جو حضرت نے وفات پائی اور یہاں مدفون ہوئے جب شاہجہانی عہد آیا اور نواب وزیر خان نے
اس مسجد کی بنیاد رکہی تو مزار حضرت کا مسجد کے صحن میں آگیا جو اب تہ خانہ میں موجود ہے اس مسجد کی باہر تین دروازے ہیں اور بیچ میں
صحافون اور جلد گرون کے واسطے دوکانیں بنی ہیں بیچ دروازہ شرقی رستہ کے اوپر تاریخ بنا اس مسجد کی یہ لکہی ہے
تاریخ این بنا چو پرسیدم از خرد ۞ گفتا بگو کہ بانی مسجد وزیر خان ۞ ۱۰۵۴ھ جب نواب وزیر خان اس مسجد کو تعمیر کر چکا تو تولیت
اوسکی سید غلام محمد کو دی اور امامت مولوی محمد حنیفہ کو حوالہ کی وہ فوت ہو گیا تو حافظ محمد صدیق جو ایک فاضل اجل
تھا امام بنا اس بزرگ نے کتابیں بہت تصنیف کی ہیں چنانچہ کتاب مسالک الدرر فی نقط جواب تفسیر بے نقط فیضی کی لکہی علاوہ
اسکی کتاب توضیح السنت و تفضیح البدعت و ازالۃ الفسادات فی مناقب السادات و تبییض الورق و مدارس الاسلام
تحریر کیں جو اب تک انکی یادگار موجود ہیں ۱۱۳۹ھ میں فوت ہو گیا اوسکی بعد حافظ غلام محمد المشہور گامی بیٹا
امام ہوا یہ فقیر بھی تھا اور شیخ عبداللہ شاہ بلوچ کا مرید تھا اسنی کتاب گنج مخفی منظوم لکہی اور ۱۲۰۳ھ میں فوت ہوا
پہر حافظ الہ بخش اوسکا بیٹا امام بنا یہ بزرگ واعظ صاحب کمال تھا ۱۲۶۴ھ میں فوت ہو گیا اور حافظ محمد اسکا
بیٹا اب امامت کرتا ہے اور چار دوکان کا کرایہ مسجد کے دوکانوں میں سے کہاتا ہے تولیت مسجد میں اب
میرزا انور علی کے ہے جو نواب وزیر خان کی اولاد کہلاتا ہے **مسجد طلائی** یہ ایک مسجد خوش قطع
شہر لاہور کے اندر ہے جسکو ۱۱۶۳ھ میں نواب میر بہاری خان میر معین الملک صوبہ لاہور کے نائب نے
تعمیر کیا چونکہ تین گنبد و چہوٹی گنبدیاں اس مسجد کے طلائی زرنگار ہیں اسواسطے سنہری مسجد مشہور ہے اس مسجد کا
بانی قوم کا سید سید میران شاہ بہیکہ چشتی کا مرید تھا چونکہ جوان خوبصورت و جمیل تھا میر معین الملک کے مرنے کے
بعد اوسکی عورت مراد بیگم اسپر عاشق ہو گئی اور وصل کی آرزو کی جب اسنی نا نتوا اوس عورت بدکردار
نے اسے نمک حلال دیانتدار کو قتل و شہید کرا دیا **بادشاہی مسجد** یہ مسجد لاہور کے
قلعہ کے غربی طرف بڑی عالیشان و وسیع سرخ پتہر کی عمارت بنی ہے اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ باہتمام
فدائی خان کوکہ تعمیر ہوئی تینوں بڑے گنبد اور چاروں مینار بہت اونچے ہیں گنبد اسکے سنگ مرمر کے بنائے گئے تھے سوا
میناروں کے چاروں گنبد مسمار ہو گئے اور تین گنبد مسجد کے اوپر کے بہت بلند موجود ہیں عمارت اس مسجد
کی اس پختگی کے ساتھ بنائی گئی ہے کہ ہزاروں برسوں تک جنبش نہ کہاتے مگر جب رنجیت سنگہ کے حکم سے اس پر
توپخانہ گولہ و باروت و فوج رہنے لگی تو فرش اوکہڑ گیا اور سکہہ شہر کے سلاطین بہت اوتار کر لے گئے میناروں
کے گنبدوں کا سنگ مرمر رنجیت سنگہ نے اوکہڑوالیا اور میناروں کو بے گنبد کر دیا اسکی سلطنت

سکے زوال کے بعد اب سرکار انگریزی نے یہہ مسجد مسلمانون کے حوالی کر دی ہے اور عیدین و جمعہ کو مسلمان
اسمین نماز پڑہتے ہین شرقی دروازہ کے اوپر تاریخ اختتام اس عمارت کی کندہ تحریر ہے **زیارات**
عالیات یہہ زیارات عالیات خاص لاہور مین دو مقام پر رکھی ہین ایک تو قلعہ لاہور کے اندر
حفاظت سرکاری دوسری خاندان فقیر عزیز الدین و نور الدین مرحوم و مغفور کے قبضہ مین رکہی ہین اصلی
حال ان زیارات کا بادشاہی اسناد کے بموجب ایسا ثابت ہوتا ہے کہ جب امیر تیمور گورگان صاحب قران نے
بسال ۸۰۳ ہجری عرب کے ملک پر یورش کی اور شہر دمشق کا محاصرہ مین لیا تو وہان شہر کے علما و فضلا و مشا
کرام بہت سی تحائف و تبرکات لیکر امیر کے خدمت مین حاضر ہوئے اور امان حاصل کی کچہہ تو تبرکات اسوقت
امیر تیمور کو ملے اور باقیماندہ زیارات و آثار عالیات لیکر سلطان قسطنطنیہ کا شہزادہ بحضور امیر حاضر
ہوا اور یہہ تمام زیارات تیموری خاندان مین آگئین آخر جب بابر شاہ دہلی آیا تو وہ ان زیارات کو ساتھ
لایا اور برابر یہہ دہلی مین رہی اور شاہان چغتائی پشت بپشت ان پر قابض چلی آئی احمد شاہ محمد شاہ
کے بیٹے کے وقت جب دہلی کی سلطنت کمزور ہوگئی اور احمد شاہ درانی نے کابل سے آکر دہلی پر فتح پائی تو
وہ مغلانی بیگم احمد شاہ کی بہن اور محمد شاہ کی بیٹی کی شادی اپنے بیٹے تیمور کے ساتھ کرکر مغلانی بیگم کو کابل لے گیا
کابل مین جاکر مغلانی بیگم بیمار ہوگئی اور اوسکی والدہ ملکہ زمانی محمد شاہ بادشاہ کی عورت اپنی بیٹی کی تیمارداری
کے واسطے کابل کے سمت کو دہلی سے روانہ ہوئی اوسوقت ملکہ کے ساتھ بہت مال نقد و زیور و اسباب تھا اور
کل زیارات بہی اوسنے روانگی کے وقت اپنے ساتھ لے لین تہین کیونکہ اوسکا ارادہ تہا کہ پھر دہلی کی طرف
نہ آوے اور جب تک زندہ رہے اپنی بیٹی مغلانی بیگم کے پاس رہے جب ملکہ زمانی بصد حیرت و پریشانی قلعہ سیالکوٹ
کے متصل پہونچی تو سکہان کفن دزدون نے کل مال و اموال ملکہ کا غارت کرلیا اور ان زیارات کو ناکارہ مال
تصور کرکے چہوڑ گئے بعد اس حیرانی کے ملکہ زمانی راجہ رنجیت دیو والی جمون کے پاس گئی اور چاہا کہ وہان سے
سامان درست کرکے کابل کو روانہ ہو اتنے مین وہان ملکہ کو بیٹی کے مرجانے اور نعش کے سندہ کے طرف روانہ
ہونے کی خبر پہونچی اور وہ چند روز جمون مین ٹہری رہی جب نعش مغلانی بیگم کی معہ اوسکی کل مال و اموال
دہیز کے سیالکوٹ آئی تو گوجر سنگہ بہنگی وغیرہ سکہون نے ملکہ و مردہ کا مال بہی لوٹ لیا اور مردہ کے پاس سوای
کفن کے باقی تہوڑا جب نعش جمون مین گئی تو ملکہ زمانی بسبب کم خرچی اور بے سامانی کے سخت حیرانی مین تہی اور
رنجیت دیو نے بہی ہر چند چاہا کہ ملکہ اسکا خرچ جمع ہی لین مگر منظور نہوا آخر اوسنے ان زیارات کو بعوض اپنی
روپیہ کے ایک سوداگر کے پاس گرو رکہا اور روپیہ لیکر بحفاظت فوج راجہ جمون کے بہار پہیرا اوتری جب
نعش بیٹی کے پاس آئی تو شاہ محمد رضا حاکم چنیوٹ و جہنگ سیال مہر حاکم رسول نگر سے شیخ سو ہند اتو غلام محمد سیر ان

خود رسالہ اپنے کے ملکہ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور درخواست کی کہ حضرت ملکہ وہ زیارات عالیات ہمکو بخش دین
بلکہ زبانی براہ مہربانی پچیس ہزار روپیہ ہدیہ سوائے زر رہن کے لیکر کے اسبات پر راضی ہوئی اور روپیہ لیکر سند
عطایات پھر خود اونکو لکھ دی اور اجازت دی کہ وہ اسی ہزار روپیہ مرتہن کو دیکر زیارتیں لے لین پس
شاہ محمد رضا و غلام محمد نے کل زیارات حاصل کر کے آپس میں نصف نصف تقسیم کر لین اور اب وہی تقسیم کی
ہوئی زیارتیں دو مقام پر رکھی ہیں جنکا حال علیحدہ علیحدہ تحریر ہوتا ہے اول حصہ پیر محمد حاکم رسول نگر کا یہ
حال ہے کہ یہ زیارتیں اوسکی حصے کی بمقام رسول نگر پیر محمد کے قبضہ میں رہیں اوسکی مرنے کے بعد اوسکا بیٹا
غلام محمد قابض ہوا اوسکی وقت [illegible] میں جب رنجیت سنگھ کے باپ مہان سنگھ نے قسم اوٹھا کر غلام محمد کو
قید کر لیا اور اوسکی کل ملک پر قابض ہوا تو صرف موضع سنچرا اوسکو گذارہ کیواسطے بحال رکھا تو غلام محمد
اپنے عیال و اطفال و زیارات کو لیکر موضع سنچرا چلا گیا مگر مہان سنگھ نے وہاں بھی اوسکو چین نہ دیا اور تھوڑے
ہی مدت کے بعد سنچرا بھی اوس سے لیکر زیارات بھی چھین لین پھر یہ زیارات گوجرانوالہ کے قلعہ میں لا کر
رکھی گئیں مہان سنگھ کے مرنے کے بعد [illegible] میں جب شاہ زمان درانی کابل سے آیا تو رنجیت سنگھ نے خوف
کے مارے اچھا اچھا مال و اسباب و یہ زیارتیں گوجرانوالہ سے اپنی ساس سدا کنور کے پاس قلعہ کیریان بھیجدیں
وہاں یہ تبرکات ایک بالاخانہ میں رکھی گئی اتفاقاً اوس قلعہ میں ایک مرتبہ آگ لگ گئی اور تمام قلعہ
جل گیا مگر جس بالاخانہ میں یہ تبرکات تھے اور اوسکے نیچے منزل میں بارود بھرا ہوا تھا آگ وہاں تک پہونچکر
خود بخود منطفی ہو گئی اسپر رانی سدا کنور کو ان زیارات کی نسبت نہایت اعتقاد پیدا ہوا اور رنجیت سنگھ
باوجودیکہ چند بار انکے لینے کے واسطے مستعد ہوا مگر اوسنے نہ دین جب بخت آگاہ ہوئی تو اوسنے یہ زیارات قلعہ
کیریان سے نکلوا کر قلعہ چونڈہ کو بھیجدیں آخر جب کل ملک سدا کنور کا رنجیت سنگھ نے چھین لیا تو اوسنے یہ زیارات
شیر سنگھ اپنے دہوتے رنجیت سنگھ کے بیٹے کو دیدین اور وہ اپنے قتل کے دن تک اپنے پاس رکھتا رہا بعد ازاں
راجہ ہیرا سنگھ وزیر نے یہ زیارات اپنی حویلی میں رکھیں وہاں جو کوئی ایسی بے احتیاطی ہوئی تو حصہ قدر
موے مبارک نکل چکی تھی وہ سب گم ہوگئی اور نلکیاں خالی رہ گئیں جب ہیرا سنگھ مارا گیا تو سردار جواہر سنگھ
وزیر نے یہ زیارات ہیرا سنگھ کے حویلی سے منگوا کر قلعہ لاہور میں رکھیں کہ اب تک قلعہ میں موجود ہیں دوسرا
حصہ ان زیارات کا جو شاہ محمد رضا حاکم چنیوٹ کے پاس تھا اوسکا یہ حال ہے کہ شاہ محمد رضا تا حین حیات انکے
قابض رہا بعد ازاں شیخ سوندہ امیر شیخ فضل الٰہی و شیخ جیون کے قبضہ میں آئیں اونکے وقت میں بحکم رنجیت سنگھ
فقیر نور الدین مرحوم [illegible] کی تسخیر کیواسطے مامور ہوا اونھوں نے اطاعت قبول کی اور حکومت سے [illegible]
ہوئی اوسوقت یہ کل زیارات فقیر صاحب مرحوم نے شیخ جیون و فضل الٰہی سے [illegible] کر کے خرید لیں اور [illegible]

دست آویزی لکہا ہین **تفصیل زیارات موجودہ قلعہ لاہور** ان زیارات عالیات مین
آنحضرت تو متعلق بحضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہین اول عمامہ مقدس سبز رنگ معہ تاج دست مبارک سے
باندہا ہوا دوم جبہ مبارک برنگ سبز سوم دلق مبارک مخلوط سفید و سرخ چہارم پاجامہ برنگ سفید پنجم نقش قدم
شریف بر سنگ برنگ صندلی ششم نعل مبارک چرمی بقدر چہاردہ انگشت ہفتم عصای مبارک چوبی ڈیڑہ گز لمبا ہشتم
پرچم علم شریف سفید رنگ آمنہ دار ایک ورق زیارات متعلق بجناب علی المرتضی علیہ السلام تین ہین اول
پہلا سیپارہ قران شریف کا حضرت کے دستخطی بخط کوفی لکہا ہوا سفید کاغذ پر دوسری دستار مبارک معہ تاج حضرت
کے ہاتہہ کی بندہی ہوئی تیسری تعویذ صد در صد خاص دستخطی جناب کا اور زیارات متعلق بفاطمۃ الزہرا دختر
قیامت بنت النبی علیہا السلام دو ہین اول ایک رومال جسپر حضرت بی بی صاحبہ کے ہاتہہ کا چکن نکالا ہوا
دوسری ایک جانماز اوسپر بہی کشیدہ چکن کا ہے اور زیارات متعلق بجناب امام حسن علیہ السلام دو ہین
اول ایک سورہ یاسین و سورۂ صافات دستخطی حضرت کے بخط کوفی لکہی ہوئی دوسری دستار مبارک حضرت کی
صندلی رنگ تہہ کی ہوئی اور تبرکات متعلق بسید الکونین امام حسین تین ہین اول تیسرا سیپارہ قرآن کا
حضرت کی دستخطی لکہا ہوا بخط کوفی و قلم ہاتہی و کاغذ سفید دوسری دستار مبارک ایک تہہ کی ہوئی صندلی
رنگ تیسری تاج مبارک صندلی رنگ ایک اور تبرکات متعلق بحضرت غوث الاعظم قطب العالم محی الدین
ابو محمد عبد القادر جیلانی الحسنی الحسینی رضی اللہ عنہ تین ہین اول دستار مینی ابریشمی تہہ کی ہوئی دوسری پشمینہ
پارچہ قصب مصری کی ابریشمی نما تیسری جانماز دوہری جسکا ابرہ سرخ اور آستر زرد رنگ مایل بسرخی ہے
اور تبرک متعلق بطاؤس یمنی اویس قرنی صرف ایک دانت آنحضرت کا ڈبہ مین رکہا ہوا ہے اور تبرکات متفرقہ
سات عدد ہین اول ایک صندوقچہ جسمین موی مبارک کے نلیان خالی رکہی ہین دوسری بیت اللہ کے غلاف
کا ٹکڑا برنگ سیاہ تیسری غلاف روضہ مطہرہ امام حسن و حسین علیہما السلام دو عدد چوتھی غلاف روضہ عالیہ حضرت
غوث الاعظم رضی اللہ عنہ پانچوین خاک کربلا معلی خون آلودہ ایک ٹکڑی مین چھٹی نقش نعلین سرور کونین علیہ الصلوٰۃ
و السلام پر کاغذ کلان ساتوین غلاف کسی روضہ نامعلوم الاسم کا جملہ کل اڑتیس زیارتین قلعہ لاہور مین بقبضہ
سرکار انگریزی عالیشان مکان مین بحفاظت تمام بتحویل منشی غلام محمد صاحب رکہی ہین **تفصیل زیارات**
حصہ دوم جو فقیر صاحبون کے خاندان مین ہین ان کی زیارات عالیات
ہین یہ گیارہ زیارتین تو متعلق بسرور کائنات خلاصہ موجودات علیہ السلام و الصلوٰۃ ہین اول موی مبارک
حضرت کا برنگ سیاہ دوم جبہ مبارک تیسری نقش پنجہ دست مبارک کالی پتہر پر پتہر خوارزمی سیاہ [illegible]
وقت کا چوتھی تاج مبارک برنگ سیاہ پانچوین نعل چرمی ایک پاؤن جسکی ساتہہ کا دوسرا قلعہ کے زیارات مین

ہے چوتھی قدم مبارک پتھر پر ساتوین موی مبارک حنائی رنگ آٹھوین شانہ مبارک نوین الفی دسوین مسواک
گیارہوین پانی پینیکا جام اور زیارت متعلق بخلیفہ عالی جناب عمر ابن الخطاب رضی اللہ صرف ایک تسبیح شریف
ہے اور زیارات تعلق بعلی المرتضی علیہ السلام پانچ ہین اول موی مبارک دوسرے جبہ مبارک تیسری تاج
مبارک چوتھی عصای مبارک پانچوین پنجہ مبارک پتھر پر اور زیارت متعلق بحضرت فاطمۃ الزہرا خاتون قیامت
علیہا السلام صرف ایک ردای مبارک ہے اور تبرکات متعلق بجناب امام حسن علیہ السلام سات ہین اول
موی مبارک دوسری کمربند تیسری زلف شریف چوتھی اوراق قرآن شریف حضرت کے دستخطی ہرن کے
چمڑی پر پانچوین چھٹی دونو زلفین حضرت کے ساتوین تمام وکمال قرآن شریف حضرت کے ہاتھہ کا لکھا ہوا
اور زیارات متعلق بجناب امام حسین علیہ السلام چار ہین اول کمربند دوسرے زلفین مبارک تیسرے قرآن شریف
کے اوراق ہرن کے چمڑی پر لکھی ہوی چوتھی تسبیح اور زیارات متعلق بامام زین العابدین رضی اللہ عنہ دو ہین
ایک قرآن شریف کے اوراق حضرت کے لکھی ہوی دوسرے ذرہ علم مبارک حضرت عباس کا اور تبرکات متعلق
بامام جعفر صادق رضی اللہ عنہ صرف ایک کتاب جامع جفر حضرت کے لکھی ہوی موجود ہے اور تبرک متعلق بحضرات امام
حسن حسین علیہما السلام دونو حضرات کی دو زلفین ہین جو نکیچا رکھی ہین اور تبرکات متعلق بغوث الارض والسموات
محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ پانچ ہین اول حضرت کا موی مبارک دوم قرآن شریف حضرت کے
ہاتھہ کا بخط بغدادی لکہا ہوا تیسری تسبیح چوتھی جانماز پانچوین پانی پینیکا کاسہ علاوہ ان کے متفرق زیارتین
سات عدد ہین اول علم مبارک خاص کربلا کے جنگ کا دوسری تسبیح خاک شفا کی تیسری ایک ٹکڑا خاک کربلا
سے بھرا ہوا چوتھی ایک پتھر کہ جس پر سورہ انا فتحنا لکھی ہے پانچوین بیت اللہ کا غلاف چھٹا غلاف روضہ
عالیہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ساتوین غلاف روضہ عالیہ امام حسن علیہ السلام اور یہ کل چھیالیس
زیارات بڑی ایک عالیشان علیحدہ مکان مین جسکو دربار شریف کہتے ہین رکھی ہین اور حافظ وظیفہ خوار واسطے تلاوت
قرآن و وظائف پڑھنے کے واسطے مامور ہین مکان عالیشان بنا ہوا ہے اور ہر ایک زیارت چاندی اور سونے
اور پتھر قیمتی کے نلکیون مین بکمال حفاظت رکھی ہوی ہین فقیر شمس الدین مرحوم ومغفور نے بکمال محبت اور
شوق کے بہت سا روپیہ خرچ کرکے وہ چاندی سونے کے نلکیان بنوائی تھین خدا انکی اس سعی جمیلہ کا اجر عنایت
مین بخشے **مزارات حجرہ شاہ محمد مقیم** یہ خاندان سادات گیلانی قادریہ سلسلہ کا
قدیم سے متبرک چلا آیا ہے سب سے پہلے سید بہاول شیرزادری یہان آئے اور قیام کیا اور سنہ ۹۷۳ھ مین فوت
ہوگئے پھر انکے پوتے سید محمد مقیم محکم الدین قادری صاحب ولایت اہل خوارق وکرامات پیدا ہوئے
جنہون نے حضرت غیاث الدین سے فیض پایا اور سنہ ۱۰۵۵ھ مین فوت ہوکر یہان مدفون ہوئے روضہ انکا یہان یادگار

بنے ہوئی ہین اب بھی اس خاندان کے ہزارون مرید پنجاب مین ہین اور سید دولی جہانشہون ہی ۔ **مقبرہ شیخ داؤد بندگی** یہ بہت متبرک مقبرہ مقام شیرگڈہ ضلع منٹگمری بنا ہوا ہے یہ دن روز یہان بڑا میلا ہوتا ہے دور دور خلقت زیارت کو آتی ہے صاحب مقبرہ سید کرمانی سلسلہ قادریہ مین ولی اللہ ثانی تھے سید حامد گیلانی سے اونھون نے فقر کی نعمت پائی آخر ۹۸۲ ہجری مین فوت ہو کر یہان مدفون ہوئے روضہ حضرت کا اکبر بادشاہ کے حکم سے تعمیر ہوا اب بھی اس خاندان کے مرید پنجاب مین بیشمار ہین ۔

روضہ عالیہ خواجہ فرید الدین گنجشکر چشتی

یہ مقبرہ بمقام اجودھن المشہور پاک پتن ضلع منٹگمری نہایت عالیشان پر فیض مکان ہے صاحب مقبرہ بڑے بزرگ صاحب شریعت و طریقت و حقیقت ہو گذرے ہین لاکھون اولیا اللہ نے انسے فیض پایا ہے آپکے پیر طریقت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی تھے جنکا مزار دہلی مین ہے پانچوین محرم ۶۶۴ھ مین حضرت نے وفات پائی تھی درویش دار بہشت تاریخ وفات ہے ہر سال روز محرم کے پانچوین یہان بڑی دہوم دہام سے میلہ ہوتا ہے اور ایک دروازہ روضہ کا جو سال بہر بند رہتا ہے اوس روز کھلتا ہے اوسکو لوگ بہشتی دروازہ کہتے ہین حضرت کے اوصاف سے کتابین بھری ہوئی ہین اور تواریخ مین انکے زہد و ریاضت کا مفصل حال لکھا ہے

مقبرہ خواجہ سلیمان چشتی

یہ مقبرہ بمقام تونسہ ضلع ڈیرہ غازیخان ایک عالیشان متبرک مکان ہے صاحب مقبرہ خاندان چشتیہ نظامیہ سلسلہ فخریہ مین خواجہ نور محمد چشتی کے خلیفہ تھے ۱۲۶۷ھ مین حضرت فوت ہو کر یہان دفن ہوگئے اور صاحبزادہ اللہ بخش سجادہ نشین نے پچاس ہزار روپیہ خرچ کرکر یہ مکان بنوایا ۔ ہر سال روز یہان بڑا میلہ ہوتا ہے اور دور دور سے لوگ جوق جوق زیارت کو آتے ہین آفتاب دین حضرت کی تاریخ وفات ہے

روضہ سید احمد سخی سرور سلطان

ضلع ڈیرہ غازیخان نگاہہ کے مقام پر یہ ایک مقبرہ زیارتگاہ خاص و عام ہے صاحب مقبرہ سید حسینی سید زین العابدین کے فرزند تھے حضرت غوث الاعظم وغیرہ بزرگون سے انھون نے فیض پایا اور دور تک سیر کی دہونکل ضلع گوجرانوالہ مین بھی حضرت کا چلہ ہے وہان بھی ہر سال روز میلہ ہوتا ہے اس نگاہہ کے میلہ کی دہوم بھی قابل دید ہے لاکھون آدمی ہندو مسلمان سینکڑون کوسون سے قافلہ باندہ کر آتے ہین اور زیارت کرتے ہین مفصل حال اسکا موضع نگاہہ کے حال مین تحریر ہوچکا ہے وفات حضرت کی ۵۷۷ھ مین ہوئی اور حضرت اپنے خالہ زاد بھائی کے ہاتھ سے جو سید سراج الدین اپنی صاحبزادہ کے شہید ہوئے سرور لعالی اور قطب سرور حضرت کی تاریخ وفات ہے

مقبرہ متبرکہ شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی قریشی سہروردی

یہ روضہ ملتان کے قلعہ کے اندر ہے صاحب مقبرہ ذات کے قریشی اسدی عالم فاضل اپنے وقت کے قطب و غوث تھے شیخ شہاب الدین سہروردی بغدادی سے انھون نے فیض پایا اور ملتان کو ماموں ہوئے ۶۶۶ھ

اپنے کلام فیض التیام سے لوگونکو مستفیض فرماتے تھے تمام مجلس میں ایک سکتہ کا عالم ہوجاتا تھا گریہ زاری اسقدر
اہل مجلس پر طاری ہوتی تھی کہ روتے روتے لوگ بیہوش ہوجاتے تھے خود بھی حضرت کے آنسو وعظ کے وقت خشک
نہیں ہوتے تھے اور ریش مبارک آنسوؤنکے پانی سے تر ہوجاتی تھی افسوس کہ یہ بزرگ بھی اسی سال میں کہ ۱۲۹۴
ہجری سال طبع کتاب ہذا ہے اس جہان فانی سے گذر گئے انا للہ و انا الیہ راجعون مقبرہ سید جلال الدین

مخدوم جہانیان اچی یہ مقبرہ اوچ کے مقام پر ریاست بہاولپور کے متعلق بڑا متبرک
مقام ہے صاحب مقبرہ سید بخاری مشہور ہیں خاندان میں مرید شیخ ابو الفتح شاہ رکن عالم قریشی ملتانی کے مرید
تھے اور بھی سینکڑوں مریدوں سے انہوں نے خلافت پائی اور تمام جہان میں دو مرتبہ سیر کی اور مخدوم
جہانیان جہان گشت خطاب پایا انکے دادا شیخ جلال سرخ بخاری پہلے بخارا سے ملتان آئے اور ملتان سے
اوچ میں آکر سکونت پذیر ہوئے اس خاندان کے اور بھی مقبرے اوچ میں ہیں اور دوسری اوچ گیلانیوں میں
سادات گیلانی کے روضے بنے ہوئے ہیں غرضکہ پنجاب میں اسقدر کو سادات بخاری و گیلانی کا معدن
خیال سمجھنا چاہئے جو بخاری ہیں گیلانی عبد الوہاب سید ہیں گیلانی تو حضرت غوث الاعظم محی الدین عبد القادر جیلانی کی اولاد میں ہیں
بخاری مقدر ہیں وہ مخدوم جہانیان کے ساتھ اپنا شجرہ ملاتے ہیں حضرت مخدوم نے سنہ ۷۸۵ ہجری میں وفات پائی مخدوم زمان انکی تاریخ
وفات ہے **مقبرہ شاہ دولہ دریائی** یہ مقبرہ مشہور شہر گجرات میں ایک پر فیض مکان ہے صاحب مقبرہ سلسلہ
چشتیہ مشہور ہیں شیخ صاحب کمال تھے فقر کی نسبت اونہوں نے شاہ سیدن سے پائی لنگر آپکا جاری
تھا عمارت کا آپکو اسقدر شوق تھا کہ بہت سے مکان اور پل اب تک اونکی بنوائی ہوئی موجود ہیں وفات
حضرت کی سنہ ۱۰۸۵ ہجری میں ہوئی اور مشہور ہے کہ جو کوئی بے اولاد انکے مزار پر آکر حصول اولاد کیواسطے خدا کی جناب میں
دعا مانگتا ہے مقبول ہوتی ہے مگر اوسکی اولاد میں سے ایک لڑکا یا لڑکی علامت مجذوب چھوٹے سر اور بڑے کانوں کا
پہلے پیدا ہوتا ہے جسکو شاہ دولہ کا چوہا کہتے ہیں ماں باپ اوسکو مزار پر آکر چھوڑ جاتے ہیں اور وہ وہاں ہی
رہتا ہے مجاور لوگ اوسکو ساتھ لیکر دیس بدیس بھیک مانگتے پھرتے ہیں راقم کے نظر سے بھی شاہ دولہ کے
چوہے بہت گذرے ہیں اور یہ شہرت فی الحقیقت راست اور کرامت ولی کی برحق ہے خواجہ عشق حضرت
کی تاریخ وفات ہے **مقبرہ شیخ بہلول دریائی قادری** یہ مقبرہ بضلع گوجرانوالہ
دریائے چناب کے کنارے پر واقع ہے صاحب مقبرہ بڑے بزرگ و ولی شاہ لطیف ... کے مرید تھے اور سال سنہ ۹۸۲
میں حضرت نے وفات پائی اور شیخ بہلول کے جملے سے تاریخ وفات نکلتی ہے **مقبرہ شاہ لطیف
بری قادری** یہ ایک مشہور و معروف مقبرہ ضلع راولپنڈی میں بمقام نور پور شاہان واقع ہے
ہر سال بڑے ہجوم سے یہاں میلہ ہوتا ہے سات رات سات دن تک مخلوق کا اژدہام رہتا ہے جو حضرت کے تشنیم

حیات المیر حضرت غوث الاعظم کے پوتے مشہور ہین اور فیض آپکے فقر کا آجتک وہی زمین پر جاری ہے —
مقبرہ شاہ بدر گیلانی قادری موضع [illegible] ضلع بٹالہ میں ہے یہ مقبرہ زیارتگاہ خلق ہے صاحب مقبرہ
سید گیلانی عبدالرزاقی مشہور ہین ہر سوین ربیع الثانی ان کے مزار پر بڑی دہوم دہام سے میلا ہوتا ہے اور دور دور سے
لوگ زیارت کو آتے ہین **مقبرہ حضرت فاضل شاہ قادری** یہ مقبرہ خاص قصبہ
بٹالہ مین بڑی شہرکی وہ پرفیض جگہ ہے صاحب مقبرہ نے شیخ محمد فضل قادری سے فیض پایا جنکا سلسلہ شیخ
ابو محمد کے واسطے سے شیخ محمد طاہر قادری لاہوری کو پہونچتا ہے حضرت کے وقت سے آجتک اس خانقاہ مین
ظاہری باطنی علم کا درس پڑہایا جاتا ہے اور لنگر جاری ہے غلام حسین شاہ یہانکی سجادہ نشین ہین حضرت نے ۱۱۵۱ھ
مین وفات پائی اور غم عام آپکی تاریخ وفات ہے **خانقاہ سرہند شریف** یہ خانقاہ تمام ملک
پنجاب بلکہ کل ہندوستان مین مشہور ہے سید امام علی گیلانی ساری نقشبندی مجددی یہانکے سجادہ نشین
تہے سلسلہ انکا مجددیہ تہا لاکہون آدمی پنجاب مین اونکے مرید ہوئے اب وہ ۱۲۸۲ھ مین فوت ہوگئے اور صادق علیشاہ
اونکے صاحبزادہ باپکے سجادہ پر قایم ہوئے ہین اور لوگون کو سیدہا راستہ ہدایت کا دکہلاتے ہین مسافرون کو
یہانسے دو وقتہ کہانا ملتا ہے اور فیض ظاہری و باطنی جاری ہے **مقبرہ شیخ احمد مجدد الف
ثانی فاروقی کابلی سرہندی** یہ مقبرہ سرہند کے علاقہ ریاست پٹیالہ مین واقع ہے
صاحب مقبرہ بڑے بزرگ عالم فاضل صاحب شریعت و طریقت تہے سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ انہین سے شروع ہوا ہے
حضرت نے فیض سلسلہ نقشبندیہ خواجہ باقی دہلوی اور قادریہ شاہ اسکندر کیتہلی سے پایا اور بیعت سلسلہ
چشتیہ و سہروردیہ کے شیخ عبدالاحد اپنے والد بزرگوار سے کی اور چارون سلسلون کے فیض کو ملاکر
سلسلہ مجددیہ نام رکہا سنہ ۱۰۳۴ھ مین حضرت نے وفات پائی اور سرہند مین مدفون ہوئے اس سلسلہ مین بڑے بڑے
مشہور بزرگ صاحب کمال ہوئے ہین اور حضرت اس طریق کے امام ہین **مقبرہ مخدوم شیخ حمزہ
کشمیری** یہ مقبرہ روضہ کشمیر مین [illegible] کے مکان ہے اور سلسلہ سہروردیہ مین صاحب مقبرہ بڑے
بزرگ و صاحب ارشاد ہو گذرے ہین مرشد انکے سید جمال الدین ابن سید عبدالوہاب بخاری دہلی مین رہتے تہے ۹۸۴ھ
مین حضرت نے وفات پائی شیخ بابا کامل حضرت کی تاریخ وفات ہے اس سلسلہ مین اب بہی اچہے اچہے بزرگ کشمیر وغیرہ
صاحب ارشاد ہین چنانچہ ایک حضرت صاحب کمال سید منور علیشاہ نام لاہور مین بہی رہتے تہے [illegible] کشف اونمین یہ
ایسا مشہور تہا کہ حاجتمند کو اپنی حاجت کو عرض کرنے کی حاجت نہین پڑتی تہی وہ اگرچہ ۱۲۹۶ھ مین فوت ہو گئے
مگر اب اونکا صاحبزادہ سید احمد شاہ جامع [illegible] و عابد و زاہد اندرون لاہور مین موجود ہے **جامع مسجد
کشمیریان** حال اس مسجد کا بسوانح کشمیر کے حال مین تحریر ہو چکا ہے **خانقاہ شاہ ہمدان** یہ مکان [illegible]

وخانقاہ عالیجاہ کشمیر میں انہی صاحب کی خانقاہ حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانی جب کشمیر میں تشریف لائے تو سلطان قطب الدین بادشاہ کشمیر اونکا مرید ہوا اسجگہ مکان عالیشان اوسنے حضرت کے رہنے کیواسطے تیار کروا کے درگاہ بنوایا اور حضرت جو دوسری دفعہ کشمیر میں آئے تو یہاں بھی رہتے رہے جب ۷۸۶ھ میں فوت ہو کر بمقام ختلان مدفون ہوئے تو اونکے صاحبزادہ میر محمد علی ہمدانی یہاں تشریف رکھتے رہے اور سلطان سکندر بت شکن اونکا مرید ہوا اب تک یہہ پر فیض مکان موجود ہے اور حضرت کا خاص روضہ شہر ختلان میں زیارتگاہ بنا ہوا ہے اور تاریخ وفات کی بسم اللہ الرحمن الرحیم سے حاصل ہوتی ہے **مقبرہ شیخ نور الدین ولی کشمیری** یہہ مقبرہ متبرکہ کشمیر میں ہے اور یہہ صاحب مقبرہ بڑے بزرگ ولی سلسلہ کبرویہ و سہروردیہ کے تھے میر محمد بن سید علی ہمدانی سے اونھوں نے فیض طریقت کا حاصل کیا ۸۴۲ھ میں وفات پائی شمس العارفین حضرت کی تاریخ وفات ہے بابا نصیب الدین زین الدین انکے خلفا صاحب کمال مشہور ہیں **ہندوؤں کے پرستشگاہوں کا حال** واضح ہو کہ پنجاب کے ملک میں ہندوؤں کے قدیمی پرستشگاہیں بہت کم ہیں کیونکہ صدہا سال تک مسلمان بادشاہوں کی زور زیادتی اونپر بدرجہ غایت رہی اور حتی الامکان کسی بادشاہ نے اونکی انہدام اور بت شکنی میں فرق نہ رکھا ہے ہزاروں بت خانہ اور سینکڑوں مندر ہزاروں برسوں کے پرانے اونکی حکم سے فی الفور مسمار ہو گئے ذکر اسکا سلطان محمود غزنوی و شاہان غوریہ و شاہ اورنگزیب عالمگیر و سلطان سکندر بت شکن کے تاریخوں میں مفصل درج ہے بعد ازاں ہندوؤں نے بھی سکھوں کے سلطنت کے وقت بعوض پورا کیا سینکڑوں مسجدیں مقبرے مزارین مسمار کرا کے مندر بنوا دئیے ہزاروں مقبروں کے پتھر اتروا اپنے معابد گاہوں کے تعمیر میں صرف کئے قدیمی مندر ہندوؤں کے کہیں کہیں بچا رہ گئیں جہاں شاہان اسلام کا سبب طغیانی پانی یا جنگل کے قدم نہیں پہونچا موجود ہیں ہمارے ملک میں جسقدر معابد ہیں چغتائی سلطنت کے بعد تعمیر ہوئے ہیں اب انہیں سے بعض بعض مشہورہ کا ذکر کیا جاتا ہے **مندر کالی** یہہ مندر لاہور سے جنوب کی طرف بفاصلہ دو میل قصبہ نیاز بیگ کے پاس ہے پہلے کچھ عمارت کا ایک چبوترہ تھا رنجیت سنگھ کے وقت یہاں گنبد بنوایا گیا اور پتھر کی مورت کالی دیوی کی رکھی گئی ہر سال چیت کے مہینے میں یہاں بڑا میلہ ہوتا ہے اور ہندو زن و مرد وہاں جا کر دو رات دو دن رہتے ہیں **مندر و تکیہ گنگا** یہہ مندر لاہور سے دو میل جنوب کی طرف موضع اچھرہ کے پاس ہے پہلے ایک کچی چبوترہ وہاں بنا ہوا تھا اسپر تکیہ بابا ہستی میں ایک جوگی دھنی ناتھ نام رہتا تھا اور امرای دربار لاہور سے تابرکت کرکے یہہ عمارت موجود بنوائی اور تالاب بوجہ دھولراج کا ظلم سلطان زور ہوا یا آٹھویں روز اتوار کے دن یہاں میلہ ہوتا اور ہندو وہاں اشنان کرتے ہیں **چوبارہ چھوچھک** یہہ مندر عبادتگاہ ہندوؤں کا لاہور کے باہر

چونکہ گورو گوبند سنگھ دسوین گورو کے ساتھ وزیر خان صوبہ سرہند کی فوج نے بحکم عالمگیر اورنگ زیب بھاری
جنگ کیا اور سکھ بہت قتل ہوئے تھے اسواسطے سکھون نے یہان تالاب بنوایا اور برکت سے یعنی نجات کا تالاب
نام رکھا یہہ تالاب ضلع فیروزپور کے علاقہ مین دریای گھارا کے پار ہے

کوٹ کانگڑہ والی دیوی کا مندر

کانگڑہ کے قلعہ کے اندر یہہ بہت مشہور اور قدیمی مندر ہے اسکا دیوی کا ہی اوسکے
ساتھہ بھیرو جی کی مورت بھی بنی ہوئی ہے مسلمانون نے اپنے حملون کے وقت اس دیوی کی بڑی بے ادبیان
کین اول سلطان محمود غزنوی نے جب قلعہ کانگڑہ کو فتح کیا تو سات لاکھہ دینار زر سرخ اور سات سو من
آلات زرین وسیمین اور زیور دیوی جی کے پہننے کا اور دو سو من طلائی خالص اور دو ہزار من نقرہ خام اور بیس
من جواہرات جو اس مندر کے خزانہ مین جمع تھا لے گیا بلکہ دیوی کی مورت بھی غزنین لیجا کر مسجد کے دروازہ
کے آگے زیر زینہ رکھہ دی مندر کو بالکل منہدم کر دیا اور قلعہ اپنی ایک قلعدار کے سپرد کر کے چلا گیا سنہ ۴۲۹
مین یہان کے راجہ نے دہلی کے راجہ کی مدد سے چاہا کہ اس قلعہ پر پھر قبضہ کرکے دیوی کا مندر بنوا دے اور بہت
سی فوج جمع کرکے قلعہ کا محاصرہ کیا جب کئی مہینے تک قلعہ فتح نہوا اور راجہ نے دیکھا کہ شاہان اسلام کے
خوف سے ہندون کی فوج لڑائی مین تن تنہا نہیں بنتی تو اوسنے یہہ تہی حیلہ بنایا کہ پوشیدہ پوشیدہ اوسی پہلی
دیوی کی صورت پہ نئی دیوی کی مورت بنوائی اور ایک باغ کے درختون مین چھپا کر خود آ وتراہوا بتھا کہ
رکھہ دی دوسرے دن علی الصباح باغبان نے آکر خبر دی کہ فلانی جگہہ درختون مین ایک دیوی جی کی مورت
رکھی ہے راجہ خود وہان گیا دیکھتے ہی سب نے پہچان لیا کہ فی الحقیقت یہہ وہی قدیمی دیوی ہے جسکو سلطان
محمود غزنین لیگیا تہا اور سب کو یقین کامل ہوگیا کہ دیوی جی بزور کرامت غزنین سے چلکر یہان آگئی ہین پھر تو
کل فوج نے بہت مضبوط ہوکر زور شور سے قلعہ کا محاصرہ کیا اور قلعدار کو تنگ کر کر قلعہ لے لیا اور دیوی کا
قدیمی مندر از سر نو پھر بنوا کر دیوی جی کا وہان استہاپن کر دیا دوسری مرتبہ جب فیروز شاہ بادشاہ نے
یہہ قلعہ لیا تو اوسنے بھی بہت بے ادبی کی دیوی کی مورت اٹھوا کر مدینہ منورہ کو بھجوا دی اور وہان توڑوا
کر مسجد کے زینہ کے آگے رکھی گئی تیسری مرتبہ جب جہانگیر شاہ بادشاہ اس قلعہ پر قابض ہوا اوسنے مندر تو مسمار
نہ کیا مگر ایک مسجد بنوائی کا قلعہ کے اندر حکم دیا اور قلعدار مسلمان مامور کیا اوس روز سے برابر قبضہ اہل اسلام
کا سلاطین سلطنت کی آخر تک قلعہ پر رہا اور ہندو بڑی مشکل سے قلعہ کے اندر پرستش کے واسطے جاتے تھے راجہ
سنسار چند و رنجیت سنگھ کے وقت پھر اس دیوی کی بڑی زور شور سے پرستش شروع ہوئی اور دور دور کے
ملکون سے ہر سال ہندو قافلون کے قافلے وہان جاتے اور پرستش کرتے تھے آخر جب انگریزی قبضہ قلعہ پر ہوا تو اوسکے
بعد یہہ تجویز ہوئی کہ دیوی کے واسطے مندر قلعہ سے علحیدہ بنوایا جاوے مگر بعد جان لارنس صاحب کمشنر نے قدیمی مندر

قایم رکھا مگر اب مندر کا دروازہ بالکل مسمور ہے کیونکہ قلعہ کے اندر اکثر گورہ فوج رہتی ہے اور گاو کشی وغیرہ
کا کچہ پرہیز نہین **کوہ مالکیرا و مندر مہامائی** قلعہ کانگڑہ کے متصل مالکیرا نام ایک دہنی
پہاڑ ہے اوس شہر کے کنارے پر ہے جو بادون ہے کانگڑہ کو اونچے اس پہاڑ کے اوپر سے اگر توپ چلے تو گولہ
قلعہ کے اندر جا پڑتا ہے بلکہ شاہ جہانگیر نے بوقت محاصرہ قلعہ کانگڑہ کے توپین یہان نصب کین اور
محصورین کو قلعہ کے اندر رہنے سے تنگ کر دیا تھا اسی پہاڑ کے اوپر ایک بڑا مندر مہامائی دیوی کا
بنا ہوا ہے اسکو سری جنتی) دیوی بھی کہتے ہین اس مقام پر ہندون کا اعتقاد ہے کہ ستی دیوی راجہ دکش کی عورت کا
جو زندہ آگ مین جل گئی تھی کمر سے اوپر اور گلے سے نیچے کا جسم یہان گرا تھا اور قصہ اسکا اسطرح ہے ہندو کی کتابون مین
درج ہے کہ جب ستی جی اپنے جسم سے آگ نکال کر ستی ہو گئی تو شب جی اوسکی مرنے کی خبر پاکر بہت غم کیا اور
ستی کے نعش پر جا کر نعش اوسکی نیم سوختہ آگ سے نکالکر ہاتھون پر اوٹھا لی اور واویلا کرتے ہوئے کوہ
ودیس بدیس لئے پھرے پس جس جس مقام پر جو جو عضو ستی جی کا گرا وہان ہی مندر بنایا گیا اور پرستش ہونے لگی
چنانچہ سر اونکا تو جوالا مکہی کے مقام پر گرا جہان سے آگ کے شعلے نکلتے ہین اور گلے سے نیچے اور کمر سے اوپر کا بدن
اس مقام پر گرا جہان مہامائی کا مندر بنا ہوا ہے اور چرن یعنی پاؤن اوس مقام پر گرے جہان چترنا دیوی کا
مندر ہے اور نین یعنی آنکھین نینا دیوی کے مندر کے مقام پر گرین اب کل ہنود قلعہ کے دیوی کے عوض
اسی مہامائی دیوی کی پرستش کرتے ہین **بان گنگا و پاتال گنگا کا سنگم** یہہ دونو ندیان
کانگڑہ شہر کے دونو طرف جاری ہین اور شہر جزیرہ کے طرح درمیان ہے اور قلعہ کانگڑہ کے نیچے جا کر دونو
ندیان آپس مین ملجاتے ہین اس شمول کا نام ہندون نے سنگم رکھا ہوا ہے اور کہتے ہین کہ اس سنگم مین تین
سو ساٹھہ تیرتھ کا پانی آتا ہے اور اس جگہہ اشنان کرنا بڑا دہرم اور موجب نجات ہے **گیا کنڈ** شہر کانگڑہ
سے آدہ کوس شرق شمال کے طرف بیر بھدر مہادیو کے مندر کی عقب مین ایک حوض بنا ہوا ہے اور
حوض کے وسط مین چار چوکیان پتھر کے بنی ہوئی موجود ہین اونکی اوپر بیٹھ کر ہندو گیا دان کرنا برابر اصل
گیا جی کے دان کے سمجھتے ہین اور کہتے ہین کہ جو کوئی یہان گیا دان کرے اوسکو گیا جی جانے کی کچہہ حاجت نہین رہتی
ہے **سورج کنڈ و کرم ناسا و کور پتھر و چپلو سہسر دہارا** بیر بھدر مہادیو
سوا بیر بھدر مہادیو کے اور کچہہ سب پانی کے چشمے ہین اور پانی سرد و خوشگوار ان سے نکلتا ہے کوہ
کانگڑہ کے لوگ ان چشمون کو نہایت متبرک اور تیرتھ جانتے ہین اور انکے پانی سے غسل کرنا موجب نجات
تصور کرتے ہین گرد نواح ان چشمون کا نہایت پر فضا و سر سبز ہے جسکے سیر سے روح کو تازگی حاصل
ہوتی ہے **گپت گنگا** کوہ کانگڑہ مین اس نام کا ایک حوض اور چشمہ ہے اوسمین سے پانی بکثرت نکلتا ہے

تک برف ایسا چھپا رکھتی ہے ماہ ساون کے شروع ہونے پر بہادروں کی مدد سے ہو کر پہنچ سکتے ہیں جاترا والے جاترا کے واسطے آتے ہیں
صرف دنیا دار گرہستی لوگ جاتے ہیں دوسری جاترا کو جوگی جاتے ہیں اور بہت ہی ایسے ہیں فقیر سادھو سنت جا کر زیارت
کرتے ہیں پہلی جاترا میں مسافر برف کی صعوبت سے ذرا تکلیف اوٹھاتے ہیں دوسری جاترا میں اگر خاطر خواہ
بارش ہو گئی تو برف ڈھل جاتی ہے اور جاتری تکلیف نہیں پاتے اوس جگہ کوئی مندر بنا ہوا نہیں ہے صرف
پہاڑ کی چوٹی کے جس حصہ پر برف پڑی رہتی ہے پانچ کوس کے فاصلہ سے درشن ہوتے ہیں جاترا آگے مقام سے کہ
مکانات نہیں ہوتے ہیں جب جاتری اوس مقام پر پہونچ جاتے ہیں تو اوس جگہ سے دور ایک
نام جپا ہوا ہے سیدھا راستہ پڑا ہوا نظر آتا ہے مگر ایک شخص اوس پر چلکر آگے جا سکتا ہے اگر وہ
جانے سے باز ہو اور جانے والا اوسکی مرضی کے برخلاف آگے کو قدم اوٹھا دے تو فی الفور اندھا ہو جاتا ہے
اور طرفہ یہ ہے کہ اوس وقت اگر وہ قدم پیچھے کو رکھے تو بینا اور آگے کو چلے تو نابینا ہو جاتا ہے یہ قول اوس جگہ کے
رہنے والوں کا ہے آگے راست یا دروغ بگردن راوی بیان کیا گیا ہے کہ وہ مرحوم بیٹی ہے آگے علاقہ لاہول
علاقہ چنبہ میں تلوک ناتھ مہادیو کا مندر ہے اور وہ مشہور ہے کہ لاہول کے علاقہ پہاڑ میں دو مندر ایک مقام
کانگڑہ میں کلو کے اوس طرف دوسرا لاہول اوسی لاہول سے ملحق چنبہ کے علاقہ میں وہ ادہر ہے راستہ اسکا از بس
دشوار گذار ہے اور وہ لوگ کم جاتے ہیں وہاں ایک پانی کے چشمے کے اوپر مہادیو کی مورت بنی ہے اور مندر کے
شہر وہی کے مقام سے پانی نکلتا ہے اوسکی اوپر بھی بڑا عالیشان مندر بعمارت سنگین بنا ہوا ہے ہندو وہاں
بڑی اعتقاد سے جاتے اور زیارت کرتے ہیں منی کرن کلو کے علاقہ میں یہ مہادیو کا تیرتھ ہے اور بڑی
عالی زیارت گاہ ہے کہ دو پہاڑوں کے اندر جہاں کہ دریای بیاس پہاڑ سے نکلتا ہے سو پچاس قدم چوڑی
اور ایک سو قدم لمبی ایک زمین ہے اوسمیں ایک چشمہ و حوض ہے چشمہ سے نہایت گرم پانی نکلکر دریا سے
بیاس پہاڑ سے نکلتا ہے اور دریا کا سرد پانی اوس سے ملکر معتدل ہو پانی شیر گرم لائق غسل ہو جاتا ہے اور نواح
کے رہنے والے اپنے گھروں میں روٹیاں کم پکاتے ہیں دال آٹا و نان لا کر پہلے دال کو ہنڈیا میں
ڈالکر اور کچھ پانی بقدر مناسب اوسمیں بھر کر چشمہ کے اوپر رکھ دیتے ہیں دال فی الفور گل جاتی ہے پھر آٹے
کی روٹی چوڑی کر کے پانی میں ڈالدیتے ہیں روٹی نیچے چلی جاتی ہے دم بھر کے بعد خوب پک کر اور سرخ ہو
پانی کے اوپر آجاتی ہے مگر بہ نسبت دال کے چاول یہاں خوب پکتے ہیں چاولوں کو کپڑے میں باندھ کر حوض
میں ڈالدیتے ہیں تھوڑی دیر کے بعد وہ پوٹلی بندھی بندھائی پانی کے اوپر آجاتی ہے کہولکر اور ذرا ہوا
دکھلا کر کھالیتے ہیں یہاں دو جگہ زمین سے گرم پانی کا فوارہ نکلتا ہے کبھی کبھی وہ دونو فوارہ قد آدم بلند
ہو کر چلتے ہیں اور کبھی کبھی بقدر بالشت یا کم و زیادہ رہتے ہیں ان فواروں کے اوپر بہت خیرین بنی ہیں

بلکہ دودہ کے ابکانی کا عجب لطف ہوتا ہے یعنی دودہ کو برتن مین بھر اور سرپوش اوسکے اوپر رکھکر چار پتھرون
کے سہارے سے چشمہ کے اوپر رکھدیتے ہین تھوڑی دیر مین دودہ جلکر بالائی آجاتی ہے جسقدر چاہو دودہ جلالو
تسپر لطف یہہ ہے کہ دودہ مین جوش نہین آتا اور نہ ابل کر برتن سے باہر گرتا ہے اس چشمہ کے پانی سے گندہک کی
بو آتی ہے شاید زمین کے نیچے گندہک کی کان ہو مگر ہندو اسکو عبادتگاہ اور بڑا تیرتھہ سمجھتے ہین **روالسر**
کالا اور کانگڑہ کے علاقہ کے درمیان ریاست منڈی کے متعلق یہہ ایک جہیل ہے جسکو ہندو بڑا اوتم تیرتھہ تصور
کرتے ہین اونچے پہاڑون کے اندر جنگلی بلندی سات کوس نیچے کے پہاڑون سے ہے پہاڑی چوٹیان گرد حلقہ
کے درمیان یہہ جہیل واقع ہے ایک میل اسکا دور اور عمق اندازہ خیال سے بھی زیادہ ہے پانی اسکا نہایت
سرد و شفاف کنارے سبز ہرے دیدہ فضا ہین اسکے اندر قدرت قادر حقیقی سے سات ٹکڑے پہاڑ کے بطور کشتیون
کے تیرتے تھے اب دو ٹکڑے تو قایم ہو گئے ہین اور پانچ ٹکڑے کشتی کی طرح ادہر اودہر تیرتے پھرتے ہین
ان مین سے ایک ٹکڑا انیس ہاتھہ لمبا اور چار یا پانچ ہاتھہ چوڑا اور اسپر ایک درخت جامن کا اور بہت درخت نرسل
کے ہین باقی چار چھوٹی بیڑی ہین مگر درخت نرسل کے اوپر بھی بیشمار ہین ہندو وجہ تسمیہ اسکا نام روالسر
اسطرح بیان کرتے ہین کہ دریاے [illegible] لوکا یہہ اصلی مقام ہے اور [illegible] رشی نے [illegible] اس جہیل کو ظاہر کیا تھا
اور وہی اسکا بانی ہے جوالا دیوی کے درشن کے بعد جاترے لوگ یہان بھی آکر غسل کرتے ہین دونو طرف جہیل کے
چھوٹا بازار بہت صفا اور پتھرون کے اندر کوٹھریان کہدی ہوئی ہین — اس نواح مین ہوا اس مکان سے
سرسبز نمایان ہے اور دیوی [illegible] کے مندر بھی [illegible] مندر ہین اور ہندو [illegible] بڑی اعتقاد کے ساتھہ پرستش
کرتے ہین **منسا جہیل** کوہ ہمالہ کے قطار دون کے اندر یہہ ایک جہیل ایک میل لمبی اور آدہہ میل چوڑی
عمق سے واقع ہے ہندو اس جہیل کو بہت متبرک جانتے ہین اور ہزارون جاتری غسل کے واسطے آتے ہین غسل کے بعد
جہیل کے گرد طواف یعنی پردکہنا کرتے ہین اور دیوی کے مندر پر جو جہیل کے کنارے بڑی عالیشان عمارت کا بنا ہوا
ہے جاکر منسا دیوی کا چڑہاوہ چڑہاتے اور پرستش کرتے ہین **جوالا دیوی کا مندر** یہہ ایک متبرک
پرستشگاہ ہندون کی کانگڑہ سے اٹھارہ کوس جنوب کو اور نادون سے بسمت شمال مغرب دریاے بیاس کے
کنارے پہاڑ کے ایک بلند ٹیلے کے اوپر واقع ہے دور دور کے ملکون سے ہندو یہان قافلے بنکر آتے اور درشن کرتے
ہین ہندون کا قول ہے کہ جب ستی جی نے اپنے آپ کو آگ مین جلا یا اور شیو جی اوسکے جلے ہوئے نعش کو اوٹھاکر
لئے پھرے تو ستی جی کا سر یہان آکر گرا اور آگ پہاڑ کے اندر سے اسقدر ظاہر ہوئی کہ قریب تھا کہ تمام پہاڑ کو
وہ جلا دیتی شیو جی نے یہہ حالت دیکھی تو اوس آگ کو روکا اور حکم دیا کہ جب تک زمین و آسمان قایم رہیگا
اسی پہاڑ کے اندر قایم رہو تب سے یہہ آگ یہان موجود ہے [illegible] اس دیوی کا [illegible] اونچا اور چھت [illegible]

بنا ہوا ہی مندر کے گنبد کے اوپر طلائی ملمع ہی اور مندر کے اندر جہان سے شعلہ نکلتا ہی ایک چہوٹا سا حوض فرش
کے اندر بنا ہوا ہی جسکو دیوی کا کنڈ کہتی ہین اوس کنڈ سے بغیر کسی مدد کے شعلہ آگ کا نکلتا ہی اوسکی سوا اور پانچ
شعلی اور جگہہ جگہہ سی نکلتی رہتی ہین اور بعض اوقات آگ کی روشنی سی بھی دکھائی جاتے ہین ہنود لوگ طرح
طرح کے تیل اور گھی اور میوجات وہان لاکر جلاتے اور ہوم کرتے ہین اور اسلئے اندر سے مندر سب دہوین سے
تمام سیاہ ہو گیا ہی اور ہوم کی یہان اسقدر کثرت ہی کہ سنہ ۱۸۳۲ء مین جب رنجیت سنگہ لاہور مین بیمار ہوا تو
اوسکی حکم سے سوا دو ہزار روپیہ کا گھی اگر اور نوسو ساٹھہ من یہان لاکر ہوم کرایا اور جلایا گیا کہتی ہین کہ
جو کوئی چیز کوئی ہندو یہان لاکر دیوی کے نذر کرتا ہی دیوی جی منظور کرکر کہا لیتی ہین اسلئے جس چیز کو
چیرہ و سرو شعلہ کے لاکر رکہی جاوی تو شعلہ لپک اوسکو جلا دیتا ہی اور اگر کوئی برتن مین اناج ڈالکر دودہ لاوے
تو آگ کا شعلہ برتن کے اندر گہس جاتا ہی اور وہ پہنچ کر تا ہی یہان تک کہ کبھی آدھا اور کبھی تمام جلا کر نکلتا ہی
علی ہذا القیاس اور بھی ایسی ایسی شعبدے اون شعلون کی ہندو بیان کرتے ہین صاحبان انگریز دانایان
فرنگ کا یہہ قول ہی کہ ایک قسم کی ہوا ہوتی ہی جسکا گیس نام ہی اوسکا کام ہی کہ جس مقام کے اندر وہ گھس
جاتی ہی آگ کے شعلے وہان سے نکلنے شروع ہو جاتے ہین بلکہ اگر وہ کسی چشمے کے اندر گھسی ہوئی ہو تو پانی اوس
چشمہ کا بھی جلتا اور ابلتا ہوا نکلتا ہی اور جن پہاڑون کے اندر وہ گیس ہوتی ہوتی ہی ہمیشہ وہ پہاڑ جلتے
اور آگ کے شعلے نکلتے رہتے ہین شاہان اسلام اسکے امتحان اور دریافت حال کے طرف بہت متوجہ رہے مگر سوا
قدرت قادر حقیقی کے کچھہ دریافت نہوا چنانچہ سنہ ۷۷۲ ہجری مین جب سلطان فیروز شاہ بارہ بیک کانگڑہ فتح کیا
ہوا تو اس مقام پر بھی آیا اور اس پہاڑ کے نیچے گنبد تک کی کان تصور کرکے اوس پہاڑ کہدوایا پانی بھی نکل آیا
مگر نہ تو کوئی کان نکلی اور نہ آگ کے شعلے نکلنی بند ہوئے اسلئے بادشاہ نی بعد امتحان کے مندر رہنے دیا سلطان
فیروز شاہ کے وقت اس مندر مین بڑا کتب خانہ شاستری علم کا تہا وہ سب بادشاہ اوٹہوا کر لے گیا بعد ازان
جہانگیر بادشاہ نے کانگڑہ کے فتح کے بعد اس آگ کا امتحان شروع کیا اسکا کہدوایا مگر چہوڑ دی اسطرح
عالمگیر اورنگ زیب بھی اس امتحان کی طرف متوجہ ہوا وہ ... بہاری اگر اس جگہہ اسطرح پڑتی ہی
کہ ایک مندر کالکا جی کا ہی اور دوسرے مندر کے باہر ایک آبشار پہاڑ کی بلندی سے اسی خوبی کے ساتھہ
آتی ہی کہ کیفیت اوسکی قابل دید ہی پہاڑ کے اوپر اور بھی چشمے بہت جاری ہین اس مندر کے پاس ایک
اور مندر بابا گورکھہ ناتھہ کا بنا ہوا ہی کہتے ہین کہ وہ مندر بابت قدیمی ہی مذہب والون کے وقت کا
بنا ہوا ہی مندر کے پاس ایک دو بڑا احاطہ بنا ہوا ہی جہان جاتری لوگ جاکر اوترتی ہین اور جو کوئی بنا
جاتری جاتا ہی شعلے و وقت کا کہانا اوسکو دیوی جی کے پوجاری دیتے ہین اور میلے کے دنون مین مندر کے احاطہ

اور شام کا وقت تھا جب وہ قتل ہوا اور ستون کی اندر لیجا کر اوسکو مارا کہ نہ زمین تھا نہ آسمان نہ گھر تھا
نہ میدان اسی وہ مقام جہان بھگوان کا ظہور ہوا تھا ملتان کے قلعہ کی اندر بنا ہوا ہی اور پہلاد بھگت کا
استہان اوسکو کہتے ہین بیشنو دیوی کا مندر جموں کی پہاڑ سے تیس کوس کی فاصلہ پر پہاڑ کی عین غار کی اندر
یہہ دیوی کی پرستشگاہ بنی ہوئی ہی اوس غار کا مونہہ بہت چھوٹا سا ہی اوسکے اندر بیس قدم کا راستہ چلکر دیوی کی درشن
ہوتی ہین یہان کوئی تصویر یا مورت دیوی کی بنی ہوئی نہین ہے بطور سادہ ایک پتھر کی پنڈی بنی ہی جو بیچ سے
شق ہوکر دو ٹکڑی ہو رہی ہی اس غار مین آفتاب کی روشنی کا دخل نہین ہے چراغون کی روشنی سے زیارت ہوتی ہے
اور مشہور ہے کہ اگر کوئی پاپی یعنی گنہگار وہان جا پہونچے تو چراغ گل ہو جاتی ہین اسواسطے پوجاری سبکو نکالکر
پھر چراغ روشن کر دیتے ہین اور بعضون کا قول ہی کہ جب اوس مکان کی اندر جو بہت تنگ اور منہ بھی اوسکا چھوٹا سا
ہی ہجوم آدمیون کا بہت ہو جاتا ہی تو ہوا بند ہوکر چراغ گل ہو جاتی ہین اوسوقت پوجاری لوگون کو پاپی پاپی کہکر
نکالدیتے ہین اسی پہاڑ کی ایک دوسرے کنکری پر حضرت امام مہدی کا چبوترہ بنا ہوا ہی اور ہر سال وہان بڑا میلا ہوتا ہے
اور ہندو مسلمان بڑے اعتقاد سے وہان حاضر ہوتے ہین **سری امرناتھ** یہہ عبادت کا ہندون کی بڑی بلند
برفانی پہاڑ شمال شرقی حد ملک کشمیر کی اوپر واقع ہی وہان ایک قدرتی غار پہاڑ کے اندر بطور ایک کوٹھہ کی بنا
ہوئی ہی جسمین سو ڈیڑھ سو آدمی بیٹھہ سکے پہاڑ وہانکا بے سبزہ ہر رنگ سرخ اور خاکستری جلی ہوئی مٹی کی طرح
نظر آتا ہی دس مہینے تک برابر برف اوسپر پڑی رہتی ہی ہر سال ساون سدی پورنما کو جس روز رکھیا بندھن ہوتا ہے
ہندو لوگ خصوصاً سنیاسی فقیر دور دور سے وہان زیارت کیواسطے حاضر ہوتے ہین جب استہان سے فاصلہ پانچ کوس کا
رہجاتا ہے تو تمام مال و اسباب اپنا جاتری اوسی جگہہ چھوڑکر تن تنہا جاتی ہین استہان کی قریب چرن گنگا بہتی ہی وہان
جاکر سب نہاتی ہین پھر وہان سے سبکے سب عریان تن برہنہ جسم اور بعض بھوج پتہ کی لنگوٹ باندہ کر آگے
بڑہتے ہین استہان کے اندر جاکر برف کی بنی ہوئی شب لنگ کے درشن ہوتی ہین اور اوس غار کی وسط مین سے
جو پانی قطرہ قطرہ ٹپکتا ہی وہ بیچ لبستہ اور منجمد ہوکر بشکل شب لنگ بنتا ہی ہندؤن کا قول ہے کہ پندرہ روز
چاند کی طلوع مین یہہ شکل بڑہنی شروع ہوتی ہی اور دوسری پندرہ روز ایام تاریکی مین وہ شکل برف کی
بنی ہوئی گلکر پانی ہو جاتی ہے اور اوس غار کی چھت سی اور چند جگہہ بھی پانی ٹپکتا رہتا ہے مگر سوای وسط کی
اور مقام پر نہ تو برف جمتی ہے اور نہ شب لنگ بنتا ہے اور باوجود ایسی سردی اور برف کے اوس غار مین
ایک جوڑا کبوترون کا رہتا ہے جاتری کبوترون کی درشن کو نہایت غنیمت سمجھتے ہین اور جنکو کبوترون کے
درشن نہین ہوتے وہ سمجھتے ہین کہ شب جی مہاراج ہمپر خوش نہین ہین اور اوس تمام برفانی پہاڑ مین سوای
اوس جوڑی کبوتر کے اور کوئی جانور وحش یا طیر نہین رہ سکتا ہندون کا اعتقاد ہے کہ جب شب جی مہاراج

کوئی یقین تھا پھر انکی اصل اسطرح ظہور مین آئی کہ جب پرسرام اوتار نے چھتریون کو بالکل قتل کر ڈالا اور ارادہ
کیا کہ انکی نسل دنیا مین باقی نرہے اوسوقت بہت عورتین چھتریون کی برہمنون کے گھر مین جا چھپین جب پرسرام
کو خبر ہوئی اوسنے وہ عورتین برہمنون کے گہرون سے پکڑوا منگوائین اور برہمنون سے اونکا حال پوچھا اونہون نے
جواب دیا کہ یہہ ہماری عورتین ہین عورتون نے بھی برہمنون کے بیان کو تصدیق کیا پرسرام نے برہمنون کو
کہا کہ اگر یہہ عورتین فی الحقیقت تمہاری ہین تو تم انکے ہاتھ کا پکایا ہوا کھانا کھاؤ تو برہمنون نے بخوف جان
اور بیچارے جانے اپنے کے فی الفور کھا لیا پھر جو اون عورتون کے شکم سے اولاد ہوئی وہ کھتری کہلانے لگے
اور وہ برہمن کھتریون کے پروہت بنے اس قوم مین پہلے زمانہ مین بھی اچھے اچھے راجے امیر وزیر پہلوان
سپاہی ہوگذرے ہین اب بھی بہت سا ساہوکاری اور اعلی پیشہ کرتے ہین اس قوم کی گوت بکثرت ہین جنکی تفصیل
سے طوالت ہوتی ہے **برہمن** برہمنون کی پیدایش بقول ہندوان کے برہما کے مکہہ سے ہوئی ہے اور
ہندوان کے چار برن مین انکا بڑا درجہ ہے اور اب انکا ہندوؤن کے مذہب اور دہرم شاستر کے فرض
و واجبات ہی مگر کل ہندو برخلاف اوسکے برہمنون سے ذلیل ادنی کام لیتے ہین کہانا پکانا خدمتگاری کیا
پانی بھرنا ہندو امیر و دولتمند برہمنون کو جو ایسے کرتے ہین اور وہ بیچارے آفت کے مارے اپنی شکم پوری
کے واسطے ذاتی شرافت کو بالائے طاق رکہکر ذلیل کامون مین ذلت اوٹہاتے ہین بلکہ کئی جگہہ
سوای خدمتگاری کے کفش برداری و فراشی وغیرہ بھی برہمنون سے متعلق ہوتی ہے یہہ حال غریب
برہمنون کا ہے اور جو مالدار ہین وہ مصر جی و مہاراج جی و پنڈت جی و پروہت کہلاتے ہین **اروڑے**
ہندوؤن کی یہہ قوم بھی کھتریون کی قوم سے نکلی ہے اصل حال انکا یہہ ہے کہ جسطرح عورت شودرانی اور مرد
کھتری آپسمین بصحبت ہوئی کھتری کے تخم اور شودرانی عورت کے شکم سے ایک بچہ پیدا ہوا اوسکا خطاب
اروڑا مقرر ہوا اگر کھتری اوسکو کہانے اور اپنی بیٹی بیاہنے مین لاتی تھی اور شودر قوم کے طرح
اسکو بھی ذلیل تصور کرتی تھی آخرکار وڑا اسکا بہت [illegible] اپنے گورو کے پاس جا کر نالشی ہوا چونکہ وہ کھتریون
کے گورو تھے اونکی کہنے سے کھتریون نے اروڑی کو ساتھ ملا لیا اس قوم مین بھی سینکڑون گوت ہین پیشہ
محنت کشی کا کرتے ہین **اچھوت** یہہ قوم پنجاب اور شمالی پہاڑ مین ہندو و مسلمان بکثرت رہتی ہے گوت
انکی بیشمار ہین اگر کل بیان کیجاوین تو ایک علیحدہ کتاب لکہی جاوی اسواسطے چند ذاتون کا احوال جنکے
مورث اعلی کا حال بخوبی دریافت ہوا تحریر کیا جاتا ہے **بھٹی راجپوت** اس قوم کی نسل جادو بنسی
خاندان مین ہے کہ وہ بھی چندر بنسی کہلاتے ہین اصل تواریخ انکی اسطرح پر ہے کہ اول کسی زمانہ مین جادو
بھٹی نام شخص مشہور ہوا اوسکا گہر ضلع حصار مین آٹھ بیگہہ کی دختری نسل سے تو جو پیدا راجپوت ہوئے اور بھٹی کی نسل

سے چند پشت بعد راجہ رسالو پیدا ہوا جسکے دو بیٹے تھے دوسل و جیپل جیپل نے تو شہر جیپال آباد کیا
اولاد اوسکی ابتک وہان مالک و قابض چلی آتی ہے اور دوسل حد بارک کے ملک مین ہی رہا اوسکی اولاد
وہان موجود ہے بھٹی کی نسل سے ایک شخص بھونی نام شہر بھٹیر علاقہ سرسہ سے اوٹھکر پنجاب مین
آیا اور علاقہ حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ مین سکونت اختیار کی اوسکی اولاد پنجاب مین بہت پھیل گئی
اب بھی قصبہ پنڈی بھٹیان و جلال پور و شیرہ مین بکثرت یہ لوگ آباد ہین بلکہ اور مقامون مین بھی ہندو و
مسلمان بکثرت پائی جاتی ہین بجھو یا باجوہ راجپوت قوم بجوات کے علاقہ سکونت رکھتی ہے وہ اپنا اصل
سورج بنسی راجپوتون سے بتلاتے ہین اور سلسلہ اپنا راجہ رامچندر کے ساتھہ ملاتے ہین بجو و باجوا دونو فرقون کا
حال اسطرح درج تواریخ ہے کہ سلطان سکندر لودی کے وقت شلب نام ایک راجہ بمقام اوچ ضلع ملتان قابض
و خراج گذار بادشاہ کا تھا اتفاقاً اوسکی ناراضگی صوبہ پنجاب سے ہو گئی اوسنے بادشاہ کو اوس سے ناراض کر دیا اور بادشاہی فوج
اوسکے استیصال کے واسطے مامور ہوئی آپس مین بڑی لڑائی ہوئی راجہ نے شکست کھائی اور مارا گیا اوسکے
دو بیٹے ایک کلس دوسرا لیس ہاتھون پر باز رکھکر اور بازدارون کی گروہ مین ہو کر قلعہ سے نکل اور بھاگ کر [illegible]
کے علاقہ مین ایک زمیندار جاٹ سندھو کے گھر جا چھپے کچھ عرصہ کے بعد کلس نے ایک سندھو جاٹ کی لڑکی سے شادی
کر لی اور لیس نے جموں جاکر راجہ کی نوکری اختیار کی اور بموضع کول علاقہ جموں مین آباد ہوا اور شادی بھی راجپوتونکے
گھر کی ابتدا اوسکے جب اولاد اوسکی کثرت سے ہوئی تو علاقہ بجوات پر جو غیر آباد پڑا تھا قابض ہو گیا چونکہ اولاد اوسکی
بجو راجپوت کہلاتی تھی وہ علاقہ بھی اونہین کے نام سے بجوات مشہور ہو گیا مگر کلس کی اولاد اور لیس کی اولاد
بسبب اسکے کہ کلس کی اولاد راجپوتنی کی پیٹ سے نہ تھی بالکل علیحدہ رہی مگر دونو بجو و باجوہ کہلاتی
تھی لیس اور کلس دونو لوگ بجو کہتے تھے اسواسطے کہ وہ بعد مرجانے باپ کی ہاتھون پر باز رکھکر قلعہ سے باہر نکلے تھے
اور دیہاتی لوگ اکثر باز کو باج اور بازدارون کو باجو کہدیتے ہین اسواسطے وہ بھی باجو مشہور ہو گئی اس قوم مین
اکثر ہندو و مسلمان دونو مذہب کے آدمی ہین پھلورون راجپوت اس قوم کے لوگ اپنے آپ کو سورج بنسی
خاندان چندر بنسیون مین سے بیان کرتے ہین انکا مورث اعلیٰ مسمی پھلورون فیروز شاہ بادشاہ کے وقت مسلمان
ہو گیا اور بہت سی زمین ضلع جھنگ مین انعام پائی اور موضع بہرووال آباد کیا پانچ پشت تک اوسکی اولاد
قابض رہی بعد ازان اوسکی اولاد مین سے [illegible] مانگا نے کچھ ایسا قصور کیا کہ بادشاہ کے حکم سے کل کا کل کنبہ
کا قتل ہو گیا مگر مانگا اصل مجرم جو پہلی ہی بھاگ گیا تھا بچ رہا اب جسقدر لوگ اس قوم کے پنجاب مین
موجود ہین مانگا کی اولاد ہین [illegible] راجپوت یہ قوم بھی چندر بنسیون کی اولاد کہلاتی ہے
اور [illegible] اپنا راجہ [illegible] تک پہونچاتے ہین اور بیان کرتے ہین کہ یہ راجہ بعد افراسیاب ایرانی کے حوالے [illegible]

و توران کی طرف سے ہند پر حملہ آور ہوا تھا اس ملک میں راج کرتا تھا جب افراسیاب دریائے سندھ پر پہنچا
تو اس راجہ نے اطاعت قبول کی اور ملک مال اپنا محفوظ رکھا بعد ازاں سکندر اعظم پنجاب میں تو اس خاندان
کے راجہ نے پھر بھی بذریعہ اطاعت کے اپنا راج بچایا اور راجہ پورس راجہ لاہور کی لڑائی میں سکندر کی ساتھ
شامل ہوا پھر جب سلطان سبکتگین غزنوی ہند پر چڑہائی کی تو اوسوقت راجہ جیپال اسی خاندان سے تہا
جو پنجاب کے کل ملک پر قابض تہا وہ مقابلہ پیش آیا اور آپس میں سخت سخت جنگ ہوتی رہی آخر
بلا فیصلہ بادشاہ غزنین کو واپس چلا گیا بعد ازاں سلطان محمود غزنوی نے ہند پر یورش کی تو راجہ جیپال
نے کل ہند کی راجوں سے مدد لی اور بڑی اجتماع کی ساتھ سلطان کو مقابلہ کو گیا اٹھارہ روز باہم لڑائی رہی آخر
میں ہوا یہ کہ اوسوقت راجہ کا ہاتھی میدان جنگ سے خود بخود بھاگا ہر چند فیلبان نے کوشش کی پھیر کو نہ پھیرا اسوقت ہندو
لشکر میں ہزیمت وقوع میں آگئی اور ہزاروں قتل ہوئے اوسوقت راجہ اگرچہ جنگ کی میدان سے گھر میں سلامت پہنچا
مگر نہایت شکستہ خاطر اور دلتنگ تہا آخر اوسنے اپنے بیٹے انندپال کو تخت نشین کیا اور خود آگ میں جلکر مر گیا انندپال
نے سلطان محمود کی اطاعت قبول اور دوبارہ سلطنت پائی مگر سلطان نے چار برس کی بعد پھر راجہ سے رنجیدہ ہوکر راج
اوسکا چھین لیا اور انندپال وطن کو چھوڑ گیا اور وہاں ہی مر گیا اوسکی اولاد بھی سلطنت کی زوال کی بعد پریشان حال
ہوگئی اور بادشاہوں کی نوکری کرکر گزران کرتی رہی پھر جب سلطان فیروز شاہ کا وقت آیا تو راجہ سکت بکیر راجپال کا
بیٹا اس خاندان سے بادشاہ کا نوکر ہوکر سپہ سالار فوج کا افسر قرار پایا اور اوسکی فوج سنگہا کی رفع فساد کے
واسطے مامور ہوئی جنہے پنجاب میں سخت فساد برپا کرکر کئی مرتبہ لاہور کو لوٹ لیا تہا راجہ سکت بکیر نے پنجاب میں
آکر دریای چناب پر پیر کوہ کے ہمیں ڈیرہ کیا اور سنگہا کی فساد کی روکنے میں بڑی بڑی بہادریاں کیں تہوڑی مدت کی
بسبب تغیر تبدل سلاطین دہلی راجہ سکت بکیر پنجاب میں بہت سے علاقہ کا قابض ہوگیا اور اپنی ریاست اوسنے
علیحدہ قائم کرلی اور قصبہ سیپل بہری اپنی باپ سپل کی خطاب لہریہ کی نام آباد کیا اوسکے بعد بھی چند پشت تک راج
اوسکا قائم رہا جب راجہ سہپال جو بخشی پال کا بیٹا گدی نشین ہوا تو سلطان بہلول لودی نے افغانی فوج اوسپر
مامور کی اور کہلا بھیجا کہ اگر تم اسلام قبول کرو تو سلطنت و ریاست تمہاری قائم رہیگی ناموس تمہاری آبرو ساتھ
محمد اپنے بیٹوں اور بھتیجوں کی مسلمان ہوگیا جب وہ مر گیا تو اولاد اوسکی بہت باقی رہی اور آپس میں تنازع
ہوکر اسقدر نوبت پہنچی کہ بہت سے مارے گئے اور ریاست تباہ ہوئی ریاست کی چلے جانیکی بعد اولاد اوسکی کاشتکاری سے
گذارہ کرنے لگی اب یہ قوم سیلہریہ راجپوت مسلمان علاقہ سنگرگڈہ و نارووال وغیرہ میں موجود ہے اور راجہ سہپال
کا ایک بہائی بخشت پال جو ہندو رہا تہا اوسکی اولاد ہندو چلی آتی ہے مگر بہت کم ہیں منہاس راجپوت
یہ قوم اپنے آپ کو راجہ راجپندر کی نسل سے بیان کرتی ہیں اور یہ سورج بنسی راجوں سے اپنا شجرہ ملاتے ہیں

قتل ہوا راجہ جواہر سنگہ والد مہاراجہ موتی سنگہ جمون مین موجود ہی انکی خاندان مین ٹہا ٹہیا ریاست کا مالک
ہوتا ہی اور راجہ کہلاتا ہی اور چہوٹے میان کہلاتے ہین پہلے چہوٹا مذہب کو چہوڑ دیا اسلام کے عوض کہتا ہی بلکہ چشتیہ سنبال
یا جموال راجپوت مین بندہ بہی انہہ کو چہوڑ دیا گئی ہین اسمی بعض مہناس راجپوت بہی سب جموالون کو چہوڑ دیا اور جموا
مہناس کو نام رام کہا کرتے ہین مہناس قوم ضلع سیالکوٹ مین ہندو بکثرت اور مسلمان کم رہتی ہین ۔
اعوان یہہ لوگ اپنی آپکو امام قاسم حضرت علی کے صاحبزادہ کی اولاد کہتی ہین سب اولکا مسمی
قطب شاہ ہمراہ سلطان محمود غزنی مین آیا اور اوسکی اولاد اوسکی غزنین وکابل و پشاور وغیرہ مین آباد ہوئی وجہ تسمیہ
اعوان اسطرح یہہ تواریخون مین مرقوم ہی کہ جب یہہ لوگ کابل و غزنین وغیرہ مین پہلے پہنچی تو انکا یہہ طریق رہا
کہ جو بادشاہ غزنی کی طرف سے ہندکی ملک پر حملہ آور ہوتا تہا یہہ لوگ بطور غارت و تاراج مال اوسکی ساتہہ
ہولیتی اور ظاہر میں کہتی کہ ہم بادشاہ کی اعوان یعنی مددگار ہین سو اسطرح بادشاہی فوج انکو اعوان یعنی مددگار کہکے پکارتی بلکہ
اوسوقت سے مقرر ہوگیا یہہ جو ادہی فوج بادشاہون کی ساتہہ سوا سلطانی فوج کے ہوتی تہی وہ سب اعوانی کہلاتی تہی اور ان تہو
سے پنجاب مین آکر جابجا بسگئی اور اوسی اعوان کے لقب سے ملقب ہوگئے گوت بہی ہر قسم مین بہت ہین جو اونکی بزرگون کی نام
مشہور ہین **چوہان راجپوت** یہہ قوم راجگان دہلی کی اولاد ہین انکی بزرگون کی سلطنت
بدستور تا عہد شہاب الدین غوری دہلی مین قایم رہی جیسا کہ مفصل تواریخ کی کتابون لکہا ہی یہہ اپنا شجرہ اون راجون کے ساتہہ
ملاتی ہین پنجاب مین یہہ قوم اب بکثرت مسلمان ہوگئی ہی بعض ہندو بہی ہین **کہوکہر راجپوت**
یہہ قوم کوئی خاص حیثیت اعلی اپنا نہین رکہتی ہی مگر ایک گوت والی اپنی آپکو الا کسی سورج بنسی
کے ساتہہ منسوب کرتے ہین اور جو نہ رہتی یہ راجپوت کہلاتی ہین **قوم جاٹ** یہہ قوم پنجاب مین بکثرت
آباد ہی کوئی ایسا شہر یا قصبہ یا گاؤن نہین ہی جسمین یہہ قوم آباد نہوگی بڑا ہی زمیندار ہی پنجاب مین جاٹون کی
بہت سی مسلمان ہوگئی ہین سکہہ بکثرت سے رنجیت سنگہ والی لاہور بہی سانسی گوت کا جاٹ تہا اوسکی وقت مین
جاٹون نے بڑی ترقی پائی بڑے بڑے سردار اور جرنیل کرنیل رنجیت سنگہ کے دربار اور فوج مین مقرر ہوکے
جاگیرین پائین مگر یہہ لوگ اصلی جاٹ نہ تہے سب نہین ہین بلکہ اور قومون راجپوتون وغیرہ بہی بگڑ کر جاٹ
بن گئی ہین اصلی جاٹون کا قول ہی کہ ہمارا بزرگ شیو جی کی جٹا سے پیدا ہوا تہا اسلئے شیو جی نے اوسکا نام
جاٹ رکہدیا ہمارا پیشہ ابتک کاشتکاری ہی انکی عورتین بہی محنتی ہوتی ہین اور زن و مرد اپنا کام کے انتظام مین لگے
رہتی اور ہمیشہ مصروف رہتی ہین رنجیت سنگہ کی فوج مین سپاہگری کی کام بہی انہون نے اچہی اچہی کئی اسی طرح
انگریزی فوج مین جاٹ بہت ہین خاص لاہور کے اندر بہی مسلمان جاٹ بہت ہین جو خراس چلا کر
آٹا پیسنے کا کام کرتی ہین بیوفائی و دغا بازی و بیدردی اس قوم کا اصلی خاصہ ہی سرکشی و خود مطلبی انکی

بین ملی ہوئی ہے دوسنی کر پچھے مطلب کے ہین جاٹون سے ہزارون گوت ہین جنکی تفصیل کیواسطے
ایک علیحدہ دفتر چاہیے اسواسطے چند قومون کا مختصر حال تحریر ہوتا ہے باجوہ جاٹ اس قوم کا اصلی
بجور راجپوتون مین تحریر ہوچکا ہے اور چونکہ انکے مورث اعلی کا نسل راجہ شلب کے بیٹے نے شادی اپنی سنا ہو یا
کی لڑکی سے کر لی تھی اسواسطے یہ ہم جدی راجپوتون سے الگ ہو کر جاٹ بن گیا چیمہ جاٹ اس قوم
کا نکاس راجپوتون سے ہے اور انکا قول ہے کہ بزرگ ہمارا راجہ پرتھی راج المشہور رای پتھورا دہلی کا راجہ تھا جب وہ
سلطان شہاب الدین وعلاء الدین غوری کی لڑائی مین گرفتار ہو کر قتل ہوا تو اسکے بعد اوسکا بیٹا چوتھ مل
پھر اوسکا بیٹا رانا کہنسگ ہوا کہنسگ کی آٹھ بیٹے تھے جسمین سے آٹھوان رانا دہول تھا دہول چار بیٹے تھے جنمین
چوتھا چیمہ تھا جو اس قوم کا مورث اعلی ہے اور اوسیکے نام سے یہ قوم موسوم ہے رای پتھورا کے مرنے کے بعد چوتھ مل
اوسکا بیٹا دہلی سے نکلکر موضع کانگر علاقہ دہلی آباد ہوا اور چار پشتین اوسکی وہان رہتی رہین آخر ان دنون مین اوسکی
بن چیمہ وہانسے چلا آیا اور بیاس کی کنارہ ہرگوبند پورہ کی متصل آباد ہوا اور ایک گانو آباد کرکے اپنے دادا کی نام پر
نام اوسکا چیمہ رکھا مدت تک اولاد اوسکی وہان رہتی رہی پھر بعہد فیروز شاہ و اورنگزیب عالمگیر اوسکی اولاد
مسلمان ہوگئی اور بسبب اسکے کہ رشتہ اونکی پنجاب مین جاٹون کی ہوگئی تھی جاٹ کہلانے لگے ناگرہ جاٹ
یہ لوگ بھی اپنے آپکو رای پتھورا کی اولاد کہتے ہین اور اونکا بیان ہے کہ مسمی ناگر مورث اعلی ہمارا اول دہلی سے
نکلکر پنجاب مین آیا اور ضلع جالندہر مین آکر اوسنے کاشتکاری شروع کی جب اوسکی اولاد کثرت سے ہوگئی تو جا بجا پھیل
گئی اور بسبب ہونے رشتون کی جاٹونکے ساتھ جاٹ کہلانے لگے وریو جاٹ یہ قوم ضلع گوجرانوالہ چونیان و
سیالکوٹ مین بکثرت آباد ہے انکا بیان ہے کہ پہلے مسمی مہاج بزرگ ہمارا الکھی جنگل سے پنجاب مین آیا اسکے پانچ بیٹے ہوئے
اورک سوال کور دیول دلو سوہر ایک کی اولاد کا اونکی نام سے علیحدہ علیحدہ گوت ہے اور دیول کی
اولاد وریو جاٹ کہلاتی ہے سندہو جاٹ اس قوم کا بیان ہے کہ ہم اصل مین سورج بنسی راجپوتون کی
ایک شاخ ہین جو رگھو بنسی مشہور ہین راجہ رامچند ہمارا بزرگ تھا مگر جاٹ اسوقت سے ہوگئے کہ جب شاہان اسلام
کی آمد و رفت ہند مین ہوئی تو ہمارے بزرگ جنکی حکومت و سلطنت تباہ ہوچکی تھی اونکی نوکر ہوگئے سب سے پہلے
اونہون نے نوکری سلطان محمود غزنوی کی اختیار کی اور اوسکے ساتھ غزنی کو چلے گئے اور وہین سکونت
اختیار کی پھر بھی جب جب بادشاہ کا ہند پر حملہ ہوتا تھا تو اونکی فوج مین بھی ہمارے بزرگ نوکر ہو کر ساتھ آیا
کرتے تھے اسی آمد و رفت مین بہت سے تو اونمین پنجاب مین رہے اور بہتون نے ہندوستان کی سکونت اختیار
کی اور بہت سے پھر ولایت کو چلے گئے اکبر شاہ بادشاہ کے وقت مسمی اگر بزرگ ہمارے نے نوکری چھوڑ کر
کاشتکاری شروع کی اور موضع جگدہی کہائی جو لاہور سے چودہ کوس پر آباد ہے رہنے لگا اوسکے پانچ بیٹے ہوئے

سندہو ساہی گوترا پایا چہہ پیچہے ان پانچون سے پانچ گوت شروع ہوئی پہر سندہو کا بیٹا سہی گن ہوا اوسکی اولاد سندہو کہلانی لگی اونمین سے بہت سے مسلمان ہوئے اور بہت سے سکہہ ہین اب پنجاب مین اس قوم کے سکہہ بہت ہین

کاہلون جاٹ یہہ قوم اپنی آپکو راجہ بکرماجیت کی اولاد بیان کرتی ہے اور کہتی ہے کہ بکرماجیت سے کئی پشت پیچہے راجہ جگدیو ہوا جو دہارانگری کا راج کرتا تہا راجہ جگدیو کی ذات پنوار تہی جب اوسکی چوتہی پشت سے سہی کاہلون پیدا ہوا تو اوسکی اولاد اضلاع متفرق مین پہیل گئی اور اوسکے نام سے اپنا گوت کاہلون اونہون نے مقرر کیا پہر سہی سولی جو کاہلون کے بعد چوتہی پشت سے پیدا ہوا وہ دہارانگری سے پنجاب کی طرف چلا آیا اور قصبہ بہاگووال متصل بٹالہ متعلق ضلع گورداسپور اوسنے آباد کیا اب تمام پنجاب مین یہہ قوم پہیلی ہوئی ہے اور سب رشتہ داری جاٹون کے جاٹ کہلاتی ہے

گہمن جاٹ و جنجوعہ راجپوت یہہ لوگ اپنی آپکو راجہ دلیپ راجہ دہلی کی اولاد بیان کرتے ہین اور کہتے ہین کہ راجہ دلیپ کے دوسری پشت مین راجہ بالکیسر تہا اوسکی اولاد سے ایک شخص جنجوعہ نام راجپوت ہوا جسکی اولاد جنجوعہ راجپوت ہین پہر جنجوعہ کے بعد پانچوین پشت مین سہی جودہ ہوا اوسکے ہرپال و پنپال و سنپال تین بیٹے تہے ہرپال و پنپال کی اولاد تو جنجوعہ کہلاتی رہی مگر سنپال امیر آدمی تہا اوسنے بہت سی عورتین غیر قومون کی گہر مین ڈال لین اور بہت بیٹے پیدا ہوئے اونمین ایک گہمن مورث اعلی گہمنون کا ہوا اوسکی اولاد کو بسبب اسکے کہ والدہ اسکی غیر قوم سے تہی راجپوتون نے اپنے سے علیحدہ کر دیا اسواسطے وہ جاٹون مین مل گئے بلکہ سنپال کے بائیس بیٹون کی اولاد جو اب بائیس گوت ہین سب جاٹ کہلاتی ہین پہر گہمن کے چوتہی پشت مین سہی تحسن پیدا ہوا وہ گڈہ نامیالہ مین رہتا تہا پہلے اوسنے فیروز شاہ بادشاہ کی نوکری کی پہر راجہ جمون کا نوکر ہوا جمون کے نوکری چہوڑ کر اوسنے سکونت اپنی موضع روڑیانوالہ ضلع سیالکوٹ جو اب اجڑا ہوا ہے اختیار کی اور زراعتکاری کرنی لگا اوسکی بہت سی اولاد پنجاب مین موجود ہے اور گہمن جاٹ کہلاتی ہے بعضی ہندو و بعضی مسلمان بعضی سکہہ ہین

گورایی و ساہی جاٹ یہہ دونو گوت سندہو جاٹون کی ایک شاخ ہے جسکا حال سندہون کے ذکر مین تحریر ہو چکا ہے

بلہی جاٹ یہہ قوم بہی چندربنسی ہے وسہرو یہہ راجپوت تہے ایکی بیٹا انکا سہی بلہی اپنی ملک سے مفلس و نادار ہو کر معہ اپنی سات بیٹون کے پنجاب مین آیا اور بدستور تاناشاہ بروش کہہ تار رہا اوسکی چوتہی پشت سے سہی نتہر پیدا ہوا اوسنے ایک گانو قصور کے علاقہ مین آباد کیا اور اوسکا نام رکہا اوسکی اولاد تمام پنجاب مین پہیل گئی اور رشتہ داری جاٹون کے جاٹون مین گنی گئی

ورک جاٹ یہہ قوم اپنے آپکو راجگان جمون کی اولاد کہتی ہے اور ملہن منہاس قوم منہاس کے مورث اعلی کے ساتہہ اپنا شجرہ ملاتی ہے اور کہتی ہے کہ ملہن منہاس کی اولاد سے سہی ورک پیدا ہوا جو بڑا اعزت دار

برتیرہ سو لکھین چڑیا جانا پایا کیونکہ وہ مہاراج لیہر گنگ کہ اون بارہ بیٹون کے نام پر اب بارہ قومین مشہور ہین

کاشب گوتری جاٹ یہہ قوم راجپوتون سے مگر جاٹ ہو گئے ہین گوت انکی بھی بہت ہین
لانبا تارو سنوہو جانجل براڑ براہم مودہ بجرا ادن سروبا وغیرہ بشمار ہین کاشب گوتری انکا مورث اعلی
نام ہے کہ کاشب دیوتا ہماکا بیٹا تھا جب کوئی ہندوون مین سے بسبب نکل جانے اپنی ذات کی بیرون نکل
ہو جاتا ہے تو وہ کاشب گوتر کہلاتا ہے **قوم چھپا** قدیم یہہ لوگ بیہم کے طرف سے آکر آباد ہو کر
مسلمان ہو کر چھپادہ کہلاتے ہین اور بسبب اسکے کہ اصلی وطن اونکا بہیانہ ہے وہ اپنے آپ کو بہٹی بھی کہلاتے ہین بعض
اونکو رانگھڑ بولتے ہین کہ رانگھڑ کے معنی سخت دل اور رہزن کے ہین جیسے انکو راجپوت تھے مگر اب جاٹ کہ کر
جاٹ کہلاتے ہین انکی گوت بشمار ہین مگر چار گوت ادنمین مشہور ہین اول ہوجوہان راجپوتون کے
قوم سے نکلی ہے دوسرے سوہو جنکے نام سے سوہو کہلاتے ہین تیسری سد کہ یہہ لوگ بہائی نور راجپوت
تھے اونکا مورث اعلی چھتری پال نام اپنی جاٹنی عورت پر عاشق ہو کر اوسکے بہاکا اور ذات سے خارج
ہوا جاٹ کہلانے لگا تیسری چیمہ اون یہہ لوگ سروپ راجپوتون کے نسل سے نکلے ہین بزرگ انکے حمزہ وسالم
مسلمان ہوئے اب یہہ قوم کل مسلمان ہے اور جاٹ کہلاتی ہے پٹیالہ کے علاقہ مین قوم بلکہر وغیرہ ہندو بھی
بھی آباد ہین چھپادہ جاٹون کے قوم مین سے ایک قوم گوہتر ایک گوت ہے جو خاص لاہور مین قوم کو بیچتی ہین --

تنور راجپوت اسقوم کا شجرہ جندر بنسی راجون کے ساتھ ملتا ہے اور مورث اعلی اسقوم کا راجہ
اننگ پال تنور دہلی کے راج کا راجہ تھا اور یہہ پال اننگ پال کے بہائی نے جنم دھارا جاگیر پاکر قصبہ
ہونڈا آباد کیا اب یہہ قوم ریاست پٹیالہ مین بہت آباد ہے **سید** اہل اسلام مین یہہ قوم سب سے بزرگ شریف
کہلاتی ہے اگرچہ بخاری شیرازی بہاکہری ترمذی گیلانی سامری وغیرہ گوت انکی بہت ہین مگر اصل مین حسنی
وحسینی دو قسم کے سید مشہور ہین حسنی سید تو امام حسن علیہ السلام اور حسینی امام حسین رضی اللہ عنہ کی اولاد کو
ہین پنجاب مین حسنی گیلانی سنی مذہب حضرت غوث الاعظم محی الدین گیلانی کی اولاد سے ہین اور حسینی سید جو
ہین وہ بارہ اماموں مین سے کسی نہ کسی امام کے ساتھ اپنا شجرہ ملا دیتے ہین جنمین سے بعضی شیعہ مذہب اور بعضی
سنی ہین مگر شمسی سیادت کے سب شیعہ ہین سنی مذہب سے اونکو عار ہے **قریشی** اہل اسلام مین یہہ قوم بھی
شریف قوم ہے کیونکہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم بھی قریشی تھے گوت انکی بہت ہین جو قریشی کہ صحابہ کی
اولاد ہے انہین کے نام سے اوسکا گوت ہے مثلاً صدیقی ابوبکر صدیق فاروقی عمر فاروق عثمانی حضرت عثمان کی
ہوا جو ذریعہ امام حسن وحسین کے مرتضی علی کے اولاد کہلاتے ہین حارثی وسعدی قریشی اپنے آپکو حضرت حارث
و اسعد سے منسوب کرتے ہین علی ہذا القیاس پنجاب مین اکثر صدیقی و اسدی و حارثی قریشی رہتے ہین اور مشہور ہوا

عرصہ ہوا کہ یہہ لوگ کشمیر سے پنجاب مین آکر خاص لاہور مین سکونت پذیر ہوئے مدت تک انکا یہی کام تھا اور رہنے کے
واسطے غیر معین مقام تھا اب یہہ حال ہے کہ انکی ترقی کمال کو پہنچی ہے لاہور مین ایک محلہ صرف انہین کے نام سے مشہور ہو گیا ہے
سابق سب کاروبار تھی پریشان بروزگار تھے اب بڑی بڑی عالیشان مکان مین فراغت کے سامان ہین معاش انکا
یہہ ہے کہ یہہ لوگ ہندوستان کے دور دراز ملکون مین نکل جاتے ہین اور بھیس بدل کر کوئی ہندو کوئی فقیر کوئی
سالک پیر کوئی مفلس کوئی غریب کوئی حکیم کوئی طبیب کوئی عالم کوئی جاہل کوئی تاجر کوئی بیوپاری کوئی سادہ لوح
سنت بن جاتا ہے اور پھر ایک روپیہ مین آکر دو سکا لاتا ہے اکثر فریب انکا فقیری و مجذوبی کے مظہر دنیا مین
لوگ بہت کھا جاتے ہین اور بعضون کو تو ایسا موقع نیک حاصل ہوتا ہے کہ کسی نہ کسی ایک راجہ یا رئیس سے
خاطر خواہ روپیہ حاصل ہو جاتا ہے پردیس مین جاکر یہہ اپنے نام بھی بدل لیتے ہین کسیکا نام شیخ سلطان شاہ و کسیکا
کسیکا گانڈ شاہ کسیکا زنجیر شاہ علی ہذا القیاس ہوتا ہے بولی فارسی ہندوستانی پشتو کشمیری پنجابی سب طرح کی صاف
و شستہ بولتے ہین جب روپیہ خاطر خواہ پیدا ہو جاتا ہے تو لاہور مین آکر گھر مین سال دو سال با آرام تمام کھاتے ہین
جب ختم ہو جاتا ہے تو پھر سفر کی تیاری ہوتی ہے اسیطرح سب کا گذارہ ہے مگر اب بعض سادہ ہو کتاب فروشی و تجارت
بھی کرتے ہین **قوم بلوچ** یہہ قوم ترکمان قوم سے نکلی ہے پہلے اسقوم کا قیام ماوراء النہر کے علاقہ مین تھا وہان
ہمراہ کسی بادشاہ کے ایران مین آئی اور قیام اونکا اوس ملک مین مدت تک رہا وہانسے جب شاہان وقت
انکی طرف بعلت مفسدہ پردازی بدظن ہوگئے تو یہہ وہانسے بھی نکلے اور جا بجا منتشر ہو کر بطور خانہ بدوشان رہنے
لگے زبان انکی اوسوقت فارسی تھی ایک فرقہ تو کیچ و مکران مین آکر آباد ہوا اور ایک فرقہ خراسان کے
متعلقہ جنگلون اور پہاڑون مین پھیل گیا زبان مین بھی تغیر پیدا ہو گیا چنانچہ اب بھی بلوچی زبان مین
فارسی الفاظ بہت ہین کیچ مکران سے یہہ نکلکر ضلع ڈیرہ غازیخان و اسماعیل خان وغیرہ علاقجات دامان
کوہ غربی مین آ بسے یہہ لوگ اونٹ بہت رکھتے ہین زمینداری بھی کرتے ہین اور اگر بلوچون سے انکا اصل
پوچھا جائے تو کہتے ہین کہ ہم حضرت امیر حمزہ رسول مقبول علیہ السلام کے چچا کی اولاد ہین اور ہمارے بزرگ
عرب سے آئے تھے بعض اپنا شجرہ بدیع الزمان پسر امیر حمزہ اور بعض عمر پسر امیر حمزہ کے ساتھہ ملاتے ہین خلفاء
بنی امیہ کے وقت جب محمد قاسم نے خراسان فتح کر کے بلوچستان فتح کیا تو اوسکے ہاتھہ پر یہہ سب قوم مسلمان
ہو گئی یہہ قوم عموماً جاہل بے علم دہقان بادیہ نشین ہے نہ اسلام مین کچھہ لیاقت انہون نے حاصل کی اور
بعض مقامات پر فرمان فرما بھی ہوئے چنانچہ غازیخان بانی ڈیرہ غازیخان بھی بلوچ تھا اور ریاست
خیلات کی اتک سو جو دہی انکی علیحدہ علیحدہ خاندانون کو تمن کہتے ہین اور تمن مین ایک تمندار ہوتا
اس باب مین زیادہ تر یہہ قوم کنارہ نہر سندھ پر آباد ہے کہ نام اوسکا بلوچستان مشہور ہے دریای سندھ سے لیکر علیم

فارس کے دہانہ تک اسکی وسعت ہو بلوچستان کے شمالی حد پر ریگستان بہت ہین اور چند پہاڑ بھی واقع ہین
جب ہمایون بادشاہ دوبارہ خراسان سے دہلی کو آیا اوسوقت میر چاکر سردار قوم بلوچ کا مع اپنی قوم کے ہمرکاب
بادشاہ دہلی تک گیا اور جنگ کے معرکون مین خدمات شایستہ بجالایا بادشاہ نے بعوض خدمت اوسکو علاقہ
ستگہرہ جاگیر مین عنایت کیا اور وہ ستگہرہ مین قیام پذیر ہوکر وہان ہی مرگیا اسی سبب سے اوس علاقہ مین بھی
یہ لوگ بکثرت آباد ہین رفتہ رفتہ یہ قوم اتنی بڑہی کہ افغانستان تک انکی آبادیان ہوتی چلی گئی اور ملتان
تک پہیلتی ہوئی چلی آئی شاہ حسین لنگاہ حاکم ملتان کے وقت بھی اسقوم کی بڑی ترقی ہوئی اور سہراب بلوچ منظور
شاہ حسین ہوا اور جاگیردار بنا اور بلوچ بھی اوسکے وقت جاگیردار تھی جنکی جاگیرین دریای سندہ کے کنارے پر تھین
غرض کثرت اس قوم کی سوای علاقجات مرقومہ کے اور شہرون مین بھی ہے چونکہ اسقوم کے ذکر مین کرخان قلات کا
درمیان آگیا ہی مناسب ہے کہ اوسکا ذکر مختصراً درج کتاب ہو **ذکر ریاست قلات** یہ ایک علیحدہ ریاست
خودمختار یا مین علاقہ والی کابل اور ہرات کا انگریزی بھی ہے تمام قوم بلوچ مین سے یہی آجکل ایک بڑی ریاست ہی ابتدای حال اسکا یہ
ہی کہ عبد اللہ خان قوم بروہی کا سردار ایک بہت بہادر آدمی تھا اوسنے اپنا تصرف قلات کے علاقہ پر
کرلیا چونکہ اسی علاقہ مین سے کچھہ علاقہ یار محمد خان ہمراہی کے تصرف مین تھا عبد اللہ خان اور یار محمد خان
کی آپسمین لڑائی ہوئی عبد اللہ خان لڑائی مین مارا گیا احمد شاہ بادشاہ خراسان نے محبت خان عبد اللہ خان
کے بیٹے کو اور دیگر کچھہ علاقہ بطور خود دیا عبد اللہ خان کے یار محمد خان بیٹے کو دیا چونکہ محبت خان چاہتا تھا کہ کل علاقہ
یار محمد خان کا بھی اپنے قبضہ مین لاوے بادشاہی حکم سے منحرف ہوکر یار محمد خان کے ساتھ مستعد جنگ ہوا بادشاہ نے اپنی فوج
بہیجکر اور ہوکر تبدیل فوج محبت خان کو معہ اوسکے فرزند نصیر خان کے گرفتار کرلیا محبت خان کو قتل کرایا گیا
اور نصیر خان چند روز قید رہا آخر عرصہ مین علیمردان خان ہرات مین باغی ہوگیا بادشاہ نے نصیر خان کو رہا
کرکے افسر فوج بنایا اور ہرات کی مہم پر مامور کیا نصیر خان ہرات جاکر فتحیاب ہوا اوس خدمت کے عوض مین
بادشاہ نے قلات کا مالک نصیر خان کو بخش دیا بعد ازان جب بادشاہ پنجاب مین آیا تو بھی نصیر خان خدمات
شایستہ بجالایا اور اونکی عوض علاقہ ہرند جاگیر مین پایا یہ نصیر خان بڑا نامور بہادر دلیر لایق سردار تھا تمام
قوم بلوچ نے اسکو اپنا افسر قرار دیا تھا اسکا لشکر پچیس ہزار سوار تہا ہزارہ دن قافلہ سوداگرون کے اسکو قندھار
درہ بولن سے آتی اور لاکہون روپیہ کا مال ہرات و قندھار سے لاکر ہندوستان مین فروخت کرتی اسکی تین بیٹی تھی
مصطفی خان محمد رحیم خان محمود خان بعد وفات اسکی مصطفی خان مسند نشین ہوا اوسکو محمد رحیم خان اوسکی بہائی
نے مار ڈالا اور ہرند کو بہاگ آیا اوسوقت محمود خان خوردسال تھا ماما ت زینت اونکی والدہ نے تسلی دلا کر
دیکر محمد رحیم خان کو اپنے پاس بلایا مگر وہ راہ مین مرگیا اور اسکی مرگ کا باعث معلوم نہوا اوسکے بعد محمود خان جانشین

ہوا اسی علاقہ ہر چند مہاراجہ رنجیت سنگہ نے چہین لیا اور قلات کے ملک مین بے انتظامی ہوگئی محمود خان کے
بعد مہراب خان اوسکا بیٹا جانشین ہوا ۱۸۳۹ء مین جب سرکار انگریزی بحمایت شاہ شجاع الملک کے فوج
لیکر ادہر سے قندہار کو گئی تو وہ ناعاقبت اندیش مقابلہ پیش آیا اور لڑائی مین مارا گیا اور ملک سرکار
کے قبضہ مین آگیا مگر تہوڑے سال کے پیچہے یہہ ملک نصیر خان پسر مہراب خان کو عطا کردیا بلکہ واسطے حفاظت
درہ بولن کے پچاس ہزار روپیہ نقد سالانہ دینا منظور کیا چند سال انتظام اچہا رہا اور آمد رفت سوداگرون کی
ہوتی رہی ۱۸۵۶ء مین نصیر خان مرگیا اور خداداد خان بیٹا اوسکا مسند پر بیٹہا اسکے وقت پہر ملک مین بے انتظامی
پہیلی اور اکثر سلطنت بگڑ گئے کشت و خون ہونے لگا پچاس ہزار روپیہ سالانہ سرکار نے بہی دینا بند کردیا جب بہت
ابتری ہوئی تو سرکار نے پہر اس ریاست کے انتظام کے طرف متوجہ ہوئی چنانچہ اب یہہ ریاست زیر حمایت سرکار
انگریزی کے ہے **گوجر** یہہ قوم پنجاب مین بکثرت رہتی ہے مویشی پالنا اور دودہ بیچنا انکا کام ہے
اصل مین گوچر انکا نام ہے کہ گو چرنگاہی یعنی گائے کو چرانے والے کو کہتے ہین اب گوچر کا لفظ بگڑ کر گوجر بن گیا یہہ لوگ دودہ
مین پانی بہی اکثر ڈالدیتے ہین اصلی دودہ بیچنے والا انمین کوئی بہت ہی کم ہوگا مذہب انکا مسلمانی ہے ۔
ارائین اس قوم کے گوت بہتیرے ہین نکاس اپنا یہہ راجپوتون اور کہتریان سے بیان کرتی ہین پہلے یہہ لوگ
اُچ کے علاقہ مین رہتی تہی آخر انکاہی سلطنت کی زور تعدی سے تنگ آکر پنجاب کیطرف آئی اور اسقدر پہیلے کہ
اب کوئی شہر و قصبہ ہوگا جو انسے خالی ہو انمین کاشتکار بہت ہین اور بعض سبزی فروشی وغیرہ کا شغل
بہی رکہتے ہین انگریزی سلطنت مین یہہ قوم فارسی و انگریزی علم بہی بہت پڑہ گئی ہے **پاندہ**
اصل مین یہہ ایک پیشہ سفیدہ بافی کا ہی مگر اب یہہ ایک قوم مشہور ہوگئی ہے قومین اور گوت انکی مختلف ہین اور
جولاہہ کہلاتے ہین **چہاپے** یہہ ایک قوم ہندون کے قومون مین سے مثل اروڑون کے مشہور ہے ذات ہی دودہ کا
دبیوپار انکا کام ہے **بہروپیہ** یہہ قوم نکاس اپنا چوہان راجپوتون سے بتلاتی ہے پہلے یہہ بطور خانہ بدوشون
کے رہتی تہی اور طرح طرح مکر و فریب سے معاش پیدا کرتی تہی اسواسطے بہروپیہ مشہور ہوگیا اور یہہ لوگ اکثر لوگون کو
سوانگ و نقل بہی کرتے ہین **بلکی وارہ** یہہ ایک آوارہ و خانہ بدوش قوم پنجاب مین ہے جو ملک
ملک و علاقہ بعلاقہ پہرتے رہتے ہین کسی مذہب کے پابند نہین ہین **تیلی** یہہ قوم تیل نکالنے کا کام کرتی ہین
گوت انکی بہت ہین مسلمانی مذہب رکہتے ہین **لوہار ترکہان** یہہ دونو قومین فی الحقیقت ایک ہین
لکڑی و لوہے و معماری کا کام کرتے ہین پنجاب مین مسلمان بہت بلکہ بیشمار ہین بعض سکہہ و ہندو بہی ہین گوت
انکی بہتیرے ہین **چہینبا یا دہوبی** یہہ قوم کپڑے دہونے اور رنگنے کا کام کرتی ہین خیاطی کرنا بہی انکا کام
ہے مسلمان بہت ہندو کم ہین **جہینور** یہہ قوم ہندو و مسلمان دونو قسم کی ہے ہندو جہینور کہار نام پکارے

کام کرتی اور ڈھولی کی سواری اوٹھاتے ہین گوت انکی بکثرت ہین مسلمان جہیور و مشک اوٹھاتے ہین اور
دیہات مین مان بہی وخدمتگاری کرتے ہین چمیار یہہ لوگ پنجاب مین اکثر دیہات مین بستے ہین مگر پنجابی موچے
علیحدہ ہین گوت انکی بہت ہین موچی تمام مسلمان ہین چمارون کا کوئی مذہب نہین ہے چنگڑ یہہ لوگ
کبھی باہم ہوتے ہین کسی گانو یا شہر مین مقیم نہین رہتے جاڑے کے دنون مین شہرون اور قصبون کے باہر آکر
کہیان لگاتے ہین محنت مزدوری انکا کام ہے اسلئے انکا اسلام بعضی ابتک ہین اب شہرون اور قصبون مین مقیم
بہی ہوگئی ہین اور مکانات بنالئی ہین نائی یہہ لوگ ابہی ابتک گوت بہت رکہتی ہین مونڈ تراشی وحجامت وجراحی
وخدمتگاری انکا کام ہے راول یہہ لوگ جوگی کہلاتی ہین کام انکا اصلی گدائی ہے بعض انہین سے فال بینی
اور رمالی کا کام کرتی ہین اور بعض مدح خوانی کرکے بھیک مانگتی ہین بعض بید حکیم کہہ کر گانو مین پہرتی ہین گوت
انکی بہت ہین لاہور مین خاص ایک محلہ انکا آبادی ہے سانسی یہہ لوگ آوارہ گرد اور خانہ بدوش ہین
مردار خواری اور چوری انکا کام ہے ہر ایک جانور کو مار کر کہالیتی ہین کتی بلی گیدڑ گوہ الو شتر وغیرہ کسی جانور
کے کہانے سے پرہیز نہین کرتے گانو گانو مین پہرتے اور چوری کرتے ہین ککی زئی پہلے یہہ لوگ
ہندو کلال تھی جب مسلمان ہوئی تو کوئی شخص ککی نامی انکا مورث اعلی ہوا اوسکی نام سے یہہ ککی زئی مشہور ہوئے
اور ککی پشتو زبان مین اولاد کو کہتی ہین اگرچہ یہہ لفظ افغانون کے قوم مین رائج ہے مگر انہین بہی مستعمل ہوگیا ہے
اب یہہ لوگ شیخ بہی کہلاتے ہین پیشہ انکا غلہ کا بیوپار و پشمینہ فروشی وسوداگری و دوکانداری وغیرہ ہے
لبانہ پنجاب مین یہہ ایک قوم ہندو مسلمان سے الگ ہے اگرچہ وہ اپنی آپ کو ہندو ظاہر کرتے ہین مگر
اونکی عادات اور اطوار ایسی ہین کہ ہندو مسلمان ہر دو قوم انسے پرہیز کرتے ہین مگر چارون اور چوہون اور
سانپون سے یہہ اپنی آپ کو افضل سمجھتے ہین حرام نہین کہاتے اب ضلع لاہور وسیالکوٹ وغیرہ مین یہہ لوگ کہیتی
ہین اور کاشتکاری کرتے ہین موضع لبان والہ وغیرہ مین انکی ملکیت بہی ہے مصلی پہلی یہہ لوگ
بہنگی قوم چوہڑے تھے پھر مسلمان ہوئے اور مصلے یعنی نمازی کہلانے لگے پنجاب مین یہہ قوم بہت ہے میراثی
یہہ لوگ پیشہ کرسی خوانی وخدمتگاری زمیندارون کا کام رکہتی ہین ہر ایک ججمان کا کرسی نامہ نام بنام انکو
یاد ہوتا ہے نسبت وشادی کے وقت مجموعہ عام مین کرسی نامہ پڑہتے ہین حق حقوق انکے زمیندارون کے اوپر
جو مقرر ہین اونسے انکا گذارہ ہے چونکہ یہہ کام انکا قدیمی ارث ہے اسواسطے میراثی کہلاتی ہین کشمیری
یہہ نام اگرچہ کشمیر کی ملک کی ساتھ منسوب ہے مگر پنجاب مین اب یہہ ایک قوم مقرر ہوگئی انکی گوت ہزارون ہین
جنمین بہتیرے نجیب [illegible] وغیرہ ہر ایک طرح کے لوگ ہین اور نہین ہر ایک ہندو کشمیری پنڈت ہین جو فارسی
خواندہ ہوتی ہین اور اچھی اچھی عہدون پر مامور ہین مسلمان کشمیری ڈار وبٹ وغیرہ اکثر پنجاب مین شال بافی

خشت فروشی و بارکشی وغیرہ کا کام کرتے ہین بعضی سفیدبافی مین مصروف ہین شالی کوبی بھی انہین کا کام ہے
شیخ ڈہوڈلیے یہہ قوم خاص پنجاب مین رہتی ہے سید احمد سخی سرور سلطان کے مرید ہین [illegible] انکا
ہین گدائی و دریوزہ گری پر انکا گذارہ ہے گدائی کے وقت ایک کے ہاتھ مین علم ہوتا ہے اور دوسرا ڈہول بجاتا
اور منہہ سے حضرت کی تعریف کے ہلی گاتے جاتے ہین ڈہولک اور لنگاہی کے میلے کے قافلون کے ساتھ یہہ سنگ لیتے
ہوتے ہین اور ڈہول بجاتے اور ناچتے ہوئے قافلے کے ساتھ جاتے ہین لاہور مین جو سرور کے قدمون کا میلہ
ہوتا ہے اوسوقت بھی یہہ ہزار دن جمع ہوکر آتے ہین سپیرا سامی یہہ قوم بھی خانہ بدوش قومون مین ہے
سانپ پکڑنا اور بین بجانا اور لوگون کو سانپ دکھانا اور گدائی کرنا اسکا کام ہے اکثر انہین جوگیون کی طرح
کانون مین مندرین بھی پہنتی ہین اور گورو گورکھنا تہہ کے چیلے کہلاتے ہین ہندو مسلمان کی انہین کچھ تمیز
نہین ہے دونو کے ہاتھ کا کہانا کہالیتے ہین قصاب یہہ ایک مشہور قوم ہے اخراج انکا اکثر تیلیون کی
ہے گوت انکی بیشمار ہین گوشت کا بیچنا اور بکرون وغیرہ جانورون کا ذبح کرنا انکا کام ہے میراثی یعنی
ڈوم پنجاب مین یہہ قوم شہرون اور قصبون مین بکثرت ہے یہہ لوگ راگ گاتے اور سارنگی دوتارا
طبلہ وساز بجاتے ہین بعض تو انمین قوال ہین جو مشایخ کے سماع کی مجلسون مین جاتے ہین اور بعضی ناچنے والی
کنچنیون قاحبہ کو تعلیم دیکر رقص کے وقت اونکی پیچھے ساز بجانے کے واسطے کھڑے ہوتے ہین انکی عورات بھی
اشرافون کے ستر دار گھرون مین بموقع شادی کے جاکر گاتے اور ناچتی ہین بعضی انمین سے بہانڈ اور نقال کہلاتے
ہین جو راگ بھی گاتے اور نقلین اور سوانگ بھی بھرتے ہین بھنگی خاکروب پنجاب مین یہہ قوم
مشہور ہے تعداد مین یہہ بڑی قوم ہے اور گوت انکی بھی بیشمار ہین انکا قول ہے کہ لال بیگ [illegible]
وقت کا ایک بزرگ تھا یہہ [illegible] ایجاد کیا او جسکو اپنا خلیفہ بنایا خاکسار ہمارا نام ہے خاکروبی ہمارا کام ہے [illegible]
خدا کی عام ہے نہ کچھ حلال ہے نہ حرام ہے اسواسطے ہم سب کچھ کہالیتے ہین جسکو ہندو مسلمان مرا ہوا [illegible]
ہمارے نزدیک اچھا ہے کہ خدا کا مارا ہوا ہے جسکو خدا نے مارا وہ ہم نے کہایا اور مار کر جسکا کہانا ہمارے نزدیک گناہ
ہے کل بھنگی اپنے محلہ مین لعل بیگ کا چبوترہ بنا رکھتے ہین جمعرات کی رات وہان چراغان اور شیرینی تقسیم
کرتے ہین شادی مین انکی ملا مسلمان آکر نکاح لڑکی لڑکا کا پڑہ دیتا ہے جب کوئی مرجاتا ہے تو بھی ملا کو جنازہ
کے واسطے بلالاتے ہین اور کوئی نہ کوئی بیوقوف بے علم طامع ملا وہان جاکر یہہ کام کرتا ہے مردے انکے
دفنائے جاتے ہین قبرستان انکی مسلمانون سے علیحدہ ہین مذہبی چوڑے یہہ قوم پنجاب [illegible]
سکھ قوم کے ایک شاخ ہے پہلے یہہ بھی بھنگی خاکروب دیہاتی تھے گورو گوبند سنگھ سکھون کے دسوین گورو نے
انکو پاہل دیکر سکھ بنایا [illegible] مسلم کیا [illegible] انکو [illegible]

ہیں سرکار نے دہلی کے غدر کے وقت چند پلٹنیں انکی بھرتی کی گورو صاحبان کی ہدایت کے موجب یہہ مسلمانوں سے سخت دشمنی رکھتے ہیں اسی سبب سے بخوبی دوری وفاداری کے سرکار انکی ہر وقت نگران رہتی ہے [illegible] جسقدر یہہ پیدا ہوتے اور ترقی ہیں فہرست انکی دفتروں میں تیار رہتی ہے

طوایف یعنی کسبی کنچن

پنجاب میں اسقوم کو کنچن کہتے ہیں کل قوموں میں سے یہہ ارذل بے غیرت دیوث قوم ہے شوہر انکا مادری ہر باپ انکا دیہی لڑکیاں اور کنیزکیں اپنی یہہ زنا کے پیشہ پر بٹھا دیتی ہیں زنا کی خرچی جمع کر لیتی ہیں جسقدر لڑکیاں انکی زیادہ ہوتی ہیں اسیقدر دن زنا کرینگی اسیقدر انکی لالچ زیادہ بیان ہوتی ہے اور اگر بشامت کسی شخص سے کسی لڑکی کی محبت ہوگئی تو وہ بیہوری والی یعنی نالائق محض کہلاتی ہے بعض شریر ایسی ہوتی ہیں کہ جب کوئی امیر عقل کا اندھا گرہ کا پورا انکے دام میں آیا تو تھوڑے ہی دنوں میں اوسکو لوٹ کر برباد کر دیتی ہیں تماشا ہے بوڑھی مردوں میں سے بعض شریر ایسی ہوتی ہیں کہ رنڈی کو سینہ زوری اوڑا لیجاتے ہیں اور کنچنیاں دیکھتی رہجاتے ہیں غرضکہ انکی محبت و دشمنی دونوں بلاء عظیم ہے دانا لوگ انکی سایہ سے بھی ڈرتے ہیں اگر کوئی کنچنی یا کنچن رو برو آ جاوے تو لاحول پڑھتے ہیں رنجیت سنگھ کے وقت اسقوم کی بہت ترقی ہوئی سبب یہہ کہ سرداران کنچری کے رنجیت سنگھ کو اسقدر عشق ہوا کہ وہ کنچن وچ گھر آتا ہر طرح کی اوسکی ناز برداری اور اوٹھا تا رہتا سکہ اوسکا جاری کرایا اوسکا گھر دار الضرب بنا بالکل سلطنت کو سمجھا کنچنوں کے گھروں میں تفصیل ہوتی ایک ایک کنچنی اپنے آپکو شریک سلطنت سمجھتی اسیطرح سے سکھوں کی سلطنت کے اخیر تک یہہ لوگ تو سمجھتی رہیں ہزاروں لڑکیاں کشمیر اور پہاڑ سے منگوا کر انہوں نے پیشہ پر بٹھلا دیں اپنی گھروں میں بیڑیاں جو لانے کا ٹھکانہ تیار کر رکھی جو کنیزک یا لڑکی ان کی ذرا بھی انکی حکم سے سر پھیرتی تو فوراً اوسکی پاؤں میں زنجیر پہنا دیتی اندھیری کوٹھریوں میں بے آب و دانہ قید کر دیتی چاہے ایسی مار کے مار دیتی کوئی پرسان حال نہو تا مدت تک یہی حال رہا آخر خدا اور نبی کا کو یہہ ظلم پسند نہ آیا سکھوں کا دورا اوٹھا یا سلطنت انگریزی کا وقت آیا کنچنوں کے بیڑیاں ٹوٹیں کاٹھ کے حلقے ہزاروں کنیزکوں نے اپنے دل والی دوستوں سے نکاح کر لیے ہزاروں علیحدہ ہوکر بازار میں جا بیٹھیں آیندہ بردہ و غلام خریدنے کی ممانعت ہوگئی لڑکیاں کم پیدا ہوئیں اور حکم ہوگیا کہ جب عورت اٹھارہ سال کی ہو جاوے تو یہہ پیشہ پر لگاوین ایسی ایسی صدمات سے بازار اس قوم کا سرد ہوگیا اگر اب بھی جو کوئی نا کردہ گناہ انکی پنجہ میں گرفتار ہو جاویگا اوسکا خدا حافظ ہے

سنار یہہ قوم پنجاب میں زیور بنانے کا کام کرتی ہے ہندو مسلمان ہر دو قسم کے سنار ہیں گوت انکی بیشمار ہیں خیانت اور چوری انکی مشہور ہے جب بیگانہ مال انکے پاس آتا ہے تو نیت انکی پھر جاتی ہے اوسکی عوض میں کئی طرح کے فریب اور دغا بازیاں کرتے ہیں کہیں ٹانکا زیادہ لگا دیتے ہیں کہیں اصلی چاندی یا سونے میں کھوٹ ملا دیتے ہیں کہیں وزن کے وقت اوڑا لیتے ہیں غرضکہ انکی فریب اور دغا بازیوں کا شمار

نہین اور جو نہ کرین وہ سنار نہین بیگانے مال کے ہضم کرنے مین انکا پیٹ بہت فراخ ہی روپیہ لیکر بارہ آنہ واپس
دیتی تو بڑی دیانت دار ہین سنارون کا کام ہی سو اس کام کے کرنے والی جو ہندو سنار ہین تو البتہ دیانت دار
ہین مسلمان بڑے عیار ہین کل مال سی اگر نصف بھی صاحب مال کو دیدین تو غنیمت ہی بعض تو ایسی ہوتی ہین جو
لوگون کا مال ہی لیکر وطن چھوڑ جاتی ہین بعض وہ ایسے بنجاتے ہین اور پنجاب مین یہہ مشہور بات ہی کہ سنار نے
اپنی والدہ کے نتھلی بنانے کے واسطے لی جب تک وسنے اوسمین سے مال چرا نلیا آرام نہ آیا **پراچہ**
یہہ قوم بھی پنجاب کے ملک مین بکثرت رہتی ہی مذہب انکا مسلمانی ہی تجارت و دوکانداری کام ہی انکا دعوی ہے
کہ ہم ان مین حضرت یوسف علیہ السلام کی اولاد مین اول کسی بزرگ ہمارے نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم
کے حاضر ہوکر خلعت اسلام پہنا مورث اعلی ہمارا پراچہ پنجاب مین آیا اوسی نام سے ہمارا یہہ نام قرار پایا قوم
کی کوٹ بہت ہین کفایت شعاری و کم خرچی مین یہہ لوگ مشہور ہین انکی مردشتر و روئی پشم فروشی و پشم بازی کے کام مین مصروف

تیسری تقسیم ہندو اور مسلمانی وغیرہ مذہبون کے عقاید بیان مین

فی زمانہ پنجاب مین بہت طرح کے مذہب رایج ہین جنمین سے بہت قدیم و پرانا مذہب **ہندو مذہب** ہے
تمام پنجاب بلکہ کل ہندوستان مین اسکا رواج ہی اسواسطے چند اعتقاد اس مذہب والون کی لکھی جاتی ہین اول
انکا قول ہی کہ برہما بشن مہیش یہ تینون بڑے دیوتا ہین جنکے تفویض مین کل جہان کا مدار ہی اور خالق حقیقی
برہما کی صورت بنکر دنیا کو پیدا کرتا ہی بشن کی شکل بنکر پالتا ہے مہیش یعنی شب کی صورت بنکر مارتا اور فنا کرتا
اور جہان کے پیدائش کی ابتدا اسطرح ہوئی کہ سب سے اول بشن کے ناف سے کنول کا پھول نکلا اوسمین سے برہما
پیدا ہوا برہما اور بشن آپسمین جھگڑنے لگی برہما نے کہا مینے تجھکو پیدا کیا ہی بشن نے کہا مینے تجھکو پیدا کیا ہی اتنے مین
آسمان سے ایک آواز ظاہر ہوا اسمین سے برہما کو خطاب ہوا کہ تو برہما ہی اور یہہ بشن ہی جسکی ناف سے کنول کا
پھول نکلا اور اوس سے تو نکلا ہی اب تو خلقت کو پیدا کر جب برہما نے اوس ہوا کی طرف غور سے دیکھا تو آسمین
ایک لنگ نظر آیا برہما سوار ہی ہنس کی لنگ کی پیمایش کے واسطے اوپر کو اوڑا اور بشن سوار ہی گرڑ پاتال
کو دوڑا دس ہزار برس تک دونو پیمایش کرتے رہی مگر لنگ کا انتہا نہ پایا تب برہما نے جان لیا کہ میرا مالک
اور پیدا کرنے والا یہی لنگ ہی دوسرے اعتقاد ہندو رکھتی ہین کہ دس مرتبہ بھگوان یعنی خالق حقیقی نے
دس جنمون مین اوتار لیکر دنیا پر ظہور کیا ہی پہلا مچھ اوتار کہتی ہین کہ سنکاسر دیو برہما کے چارون بید
چرا کر نکل گیا اور سمندر مین جا کر غایب ہوا برہما نے لاچار ہوکر بھگوان سے عرض کیا بھگوان نے مچھلی کی صورت اختیار کرکے
اور سمندر کے تہہ مین جا کر سنکاسر دیت کو مارا اور بیدون کو اوسکے پیٹ سے نکالا اور برہما کے حوالے کئے دوسرا

کچھہ اوتار کہ دیوتاؤن نے چودہ رتن نکالنے کے لیے چاہا کہ سمندر کو دہی کیطرح بلاوین اسواسطے سمندر اول سمیر پہاڑ کی رئی
اور باسک ناگ کی اوسمین سے ڈالکے سمندر کو بلونے لگے سمندر اچل پہاڑ جو بہت گران تھا پاتال کو جانے لگا دیوتے
اوسکو سنبہال نسکے اور بھگوان سے عرض کی بھگوان نے کچھوے کی صورت ہوکر اوس پہاڑ کے نیچے پیٹھ رکھدی تب
دیوتاؤن نے حسب دلخواہ چودہ رتن نکالے تیسرے براہ اوتار کہتے ہین کہ ایک دیت ساری زمین اور زمین کے
رہنے والون کو بوریا کے طرح لپیٹ کر پاتال کو لے گیا اور عالم مخلوقات کو بالکل نیست و نابود کر دیا اسواسطے
بھگوان خوک کے صورت اختیار کرکے پاتال مین گیا اور دیت کو مارکر زمین اوسکے ہاتھ سے چھوڑا لایا چوتھا
نرسنگہ اوتار کہتے ہین کہ ہرنکشف راجہ ملتان نے اپنی پرستش شروع کرائی اور پہلاد اپنے بیٹے کو جو خدا پرست تھا
لوہے کا ستون گرم کرکے تکلیف دی کہ اوس سے لپٹے پہر بھگوان ستون کے اندر سے ایسی صورت نکلکر نکلا کہ اوپر کا دھڑ
شیر کا اور نیچے کا آدمی تھا اور اپنے ناخون سے ہرنکشف کو ہلاک کیا پانچوان باون اوتار کہتے ہین کہ بھگوان نے دیوتاؤن
کے کہنے کے بموجب بقدر باون انگلی کے جسم اختیار کرکے راجہ بل کو کہ بہت عادل اور خوش خصال تھا مع اوسکے
فریب کرکے سلطنت سے خارج کیا چھٹے پرسرام اوتار کہتے ہین کہ راجہ سہسر باہو چھتری نے جمدگن برہمن پرسرام
کے باپ کو کہ اوسکا ہم سلف تھا قتل کر دیا بھگوان نے کہ اوسکے بدلا لینے کے واسطے جمدگن کے گھر جنم لیا ہوا تھا
ہاتھ مین لیکر ایک خون کے بدلے ساری جہان کے چھتریونکو قتل کر ڈالا چھتریون کے عورتون نے کہ برہمنون
سے ہم بستر ہوئین چھتری پیدا ہوئے ساتوین رامچندر اوتار کہتے ہین کہ راون کے قتل کرنے کے واسطے بھگوان نے راجہ جسرت کے گھر
جنم لیا اور رامچندر نام پاکر راون کو قتل کیا اوسکا قصہ مشہور ہے آٹھوین کشن اوتار کہتے ہین کہ بھگوان نے راجہ
کنس کے قتل کے واسطے جو متہرا کا راجہ تھا باسدیو کے گھر دیوکی کے پیٹ سے جو کنس کی چچیری بہن تھی تولد ہوا اور
کنس کو قتل کر ڈالا اور حکومت متہرا کے راجہ اوگرسین کو دی اوس اوتار نے عورتون کے ساتھہ بہت عیش کیا
اور بانسری بجانے کا اوسکو بہت شوق تھا نوین بودہ اوتار ہے ایک صورت صندل کی بنی ہوئی جگناتھ مین
رکھی ہے ہندو کہتے ہین کہ تمام عمر مین جو کوئی ایک مرتبہ اسکو درشن کرے تمام گناہ اوسکے عبادت ہوجاتی ہین دسوین
نکلنگی اوتار اسکا ظہور ابھی نہین ہوا کہتے ہین کہ یہہ اوتار سنبل شہر مین کشن دت برہمن کے گھر پیدا ہوگا اسکو
ظہور سے کلجگ کے تاثیر بدل کر ست جگ کا زمانہ شروع ہوگا تیسرے دیوی دیوتے ہندوون کے بیشمار ہین
منجملہ اونکے شبجی کے لنگ یعنی آلت کی پرستش ہوتی ہے اور وہ انگشت کا بنا ہوا
ہوتا ہے اندر جسکی صورت ... کی ہوتی ہے اور ... ہوتا ہے اوسکی ... بناکر پرستش کرتے ہین ... کی صورت
... کشن جی کی تصویر سیاہ رنگ سر پر تاج پاس ایک دو عورتین گوجری بناتی ہین اندر دیوتا اسکو
اعتقاد دیوتون بہشت کا راجہ سمجہتے ہین والا جم راج یا دہرم راج دوزخ کا داروغہ خلقت کا بعد مرگ کے حساب

بیشہ والا جگت گرو لوگوں کے اعمال نیک و بد لکھنے والا ہے دیویاں بھی انکے اعتقاد میں بہت ہیں بڑی دیویاں انمیں تین
ہیں ایک مہا کالی مہادیو کی بدگا جسکا ظہور کانگڑہ و جوالا مکھی میں ہے دوسری مہالکشمی بشن کی بدگا اسکا
ظہور چاندی اور سونے میں کہتے ہیں تیسری سارسوتی برہما کی بدگا ظہور رکھتا ہو یہ کے نزدیک ایک ایک شخص کی ہونٹ
میں ہے اور ان تین دیویوں سے اور نوکروڑ دیویاں پیدا ہوئی ہیں اور ایک بڑا دیوتا ان کے مذہب میں
بیاس جو جن گرنتھوں کا بنانے والا ہے جسنے بید کو تقسیم کیا اوسکی پیدائش کا قصہ طول ہے اسواسطے ترک کیا گیا اور ایک
بڑا دیوتا اس مذہب کا گنیش دیوتا ہے جسکا سر ہاتھی کا اور جسم انسان کا ہے اسکی پرستش عام ہے اسکی پیدائش
کا مختصر قصہ یہہ ہے کہ ایک دفعہ پاربتی مہادیو کی بیوی نہانے بیٹھی جب بٹنا ملا اور بدن سے میل اوتارا تو اسکا
ایک پتلا آدمی کا بنا کر زندہ کر دیا اور اوسکو حکم دیا کہ دروازہ کے اوپر بیٹھ کر کسیکو گھر میں نہ آنے دے
اتنے میں مہادیو خود تشریف لائے اوس لڑکے نے اونکو اندر جانے سے روکا مہادیو نے خفا ہوکر اوسکا سر
کاٹ کر پہاڑوں کے اندر پھینک دیا جب پاربتی کو یہہ خبر ہوئی بہت روئی اور بیقرار ہوکر اوسکے زندہ کر دینے کی
درخواست کی مہادیو نے ہر چند لڑکے کے سر کو تلاش کیا پتا نہ ملا ناچار ایک ہاتھی کا سر کاٹ کر اوس لڑکے
کے بدن کے ساتھ ملایا اور زندہ کر دیا اور گنیش نام رکھکر یہہ دیا کہ جو کوئی شخص کوئی کام کرے پہلے تیرا نام
لے اور جو کوئی کسی دیوتا کی پوجا کرے پہلے تیری پوجا کرے تو وہ قبول ہو ہندوؤں میں قسم قسم کے سادہ اور
قسم قسم کے فقیر اور قسم قسم کے طریق اور طرح طرح کے مذہب ہیں کل بیان اونکا ایک امر محال ہے اسواسطے
تھوڑے سے طریقوں کا ذکر جو پنجاب میں ہے اسجگہ میں تحریر ہوتا ہے **بشنوی** یہہ لوگ بشن کو مانتے ہیں کرشن اور
رامچندر کی صورت کی پوجا کرتے ہیں بیراگی سادہ ہندو بھی اسی مذہب کے قائل ہیں سلام کے جگہ ہر ایک کو
جے سیتا رام پکارتے ہیں **کشنی** یہہ مذہب صرف کرشن کے ماننے والا ہے جو کہ بہت ہندو پنجاب میں یعنی پانوتی
ہوئی بنام ٹھاکر جنکا تصویر پتھروں کے اوسطرف سے لاتے ہیں اور انکا یہہ لوگ بخاطت ادب کرتے ہیں ہندنی عورتا
اس فرقہ کے فقیروں کے چیلیاں بہت ہوتی ہیں **شاکت** یہہ فرقہ صرف دیوی کے ماننے والا ہے نشان
اونکا تھکہ کو دیپسند مور کے بنے ہی ماتھے پر لکھتے ہیں اور دیوی کے مختلف طور کے اوپر پرستش کرتے ہیں
جوگی یہہ ایک مشہور فرقہ پنجاب و ہندوستان میں ہے انکا قول ہے کہ ہمارا آغاز گورو گورکھناتھ سے ہوا اور گورو
نے یہہ طریق خاص شب جی سے حاصل کیا اور شب جی ہی کے حکم سے گورکھناتھ گوبر کے اندر سے پیدا ہوا یہہ فرقہ
بہت قدیمی ہے اور اچھے اچھے فقیر اہل ریاضت اسمیں ہو گذرے ہیں کئی راجوں نے مثل راجہ گوپی چند وغیرہ سلطنت
چھوڑ کر جوگ اختیار کیا ہے بلکہ شاید ہر ایک شخص مسلمان بھی اس فرقہ کا فقیر تھا جسکا سلسلہ علیحدہ ہی ہے
کی پرستش انکی بھیان ہوتی ہے سلام کے بدلے آدیس کا لفظ بولتے ہیں کان چیر کر اکثر مندریں پہنتے ہیں گلے میں انکے

ایک لکڑی کی فقیری ہوتی ہے پوجا کے وقت اسکو سجاتے ہین شراب پینے اور گوشت کے کہانے کی انکی یہان کچھ
ممانعت نہین ہے **گوشائین** یہہ بہی ہندو فقیرون کا ایک فرقہ ہے سادہ کہلاتے ہین ناگ کہانا انکا کام
ہے سنیاسی فرقہ کے دہرم سے انکا دہرم ملتا ہے **سراؤگی پوج** یہہ فرقہ بہی ہندوون کے فرقہ مین سے ہے
لیکن یہہ ہندوون اور ہندوون کے عقائد سے سخت متنفر ہین برہما وشن مہیش گنیش دیوی دیوتا کسیکو نہین
مانتے صرف پارسناتہہ کی پوجا کرتے ہین انکا قول ہے کہ ہمارا فرقہ موحد ہے سوائے خداوند تعالی کے ہم کسیکی عبادت
نہین کرتے کسی ذیجان کو مارنا اور گوشت کا کہانا انکے یہان سخت گناہ ہے رات کو اندہیرے مین یہہ کہانا نہین
کہاتے سورج کے ہوتے ہوئے کہانا کہالیتے ہین اکثر انمین سے جو بہت پرہیزگار ہین وہ منہہ پر کپڑا رکہتے ہین تاکہ ایسا
نہ ہو کہ انکی گرم سانس سے کوئی ذیجان نہ مرجاوے پانی بہی وہ کپڑے سے لگا کر پیتے ہین کہ اگر
کوئی چہوٹا جانور پانی کے اندر ہو تو کپڑے کے اندر رہجاوے قوم بہابڑہ تمام دکاندار اِن کے چیلہ و پیرو ہین وہ
بہی سب ایسا ہی کرتے ہین **ستہری** پنجاب مین یہہ بہی ایک ہندو فقیرون کا فرقہ ہے موجد اسکا اول
چیدا مل کہتری بہیرا ضلع گوجرانوالہ کا رہنے والا حضور گورو ہری رائے مقام امرتسر جاکر خدمت
اختیار کی اور چیلا بنا چونکہ آدمی زبان دراز و بیباک تہا اور ہر ایک بات مین گورو کو بہی صاف جواب دیتا تہا
اسواسطے ستہرا یعنی صاف کا خطاب پایا اور یہہ خاندان ستہری شاہیون کا ایجاد ہوا اس فرقہ کے فقیر ہاتہہ
مین دو لکڑیان لیکر بجاتے اور گدائی کرتے ہین سکہون کے وقت مین انکا بڑا زور و شور تہا ہر ایک ستہرا
فی دوکان ایک پیسہ لیتا اگر دوکاندار نہ دیتا تو سربازار برہنہ ہوکر دکہلاتا عضو تناسل کے ساتہہ اینٹین باندہکر
لٹکالیتا ناچار لوگ تنگ آکر دیدیتے اب یہہ شرارتین بالکل نہین ہین مگر یہہ لوگ بدستور گدائی کرتے ہین کسیکو
تنگ نہین کرتے یہہ لوگ ٹوپی سر پر نہین رکہتے پگڑی کے جگہہ سر پر اون کی سیلی باندہتے ہین پیشانی کے اوپر سیاہ
تلک لگا ہوا ہوتا ہے اورنگ زیب عالمگیر کے وقت سے یہہ فرقہ شروع ہوا ہے **دادو پنتہی** اس فرقہ کے لوگ
پائے جاتے ہین موجد اس پنتہہ کا اکبری عہد مین مسمی دادو رام ہے جو قصبہ نرائنہ علاقہ جیپور مین ہو گذرا
اوسنے ایک گرنتہہ اپنا بمضامین توحید بنایا اور اپنے چیلون کو پڑہایا یہہ لوگ سوائے چوٹی کے سر پر بال نہین رکہتے
کپڑے تمام بدن پر گیروا رکہتے ہین شادی نہین کرتے مجرد رہنا انکا دہرم ہے دادو رام کی سمادہ نرانہ مین موجود
ہے پنجاب مین پہلے اس فرقہ کا فقیر سوتم داس آیا اوسنے یہہ مذہب بہت پہیلایا بہت سے لوگون کو چیلہ بنایا۔
اداسی یہہ فرقہ سری چند بابا نانک کے بیٹے سے شروع ہوا فقیر اس فرقہ کے پاجامہ یا دہوتی نہین پہنتے
بلکہ کمر پر باندہکر لنگوٹ باندہتے ہین تمام بدن پر راکہہ ملے رہتے ہین سر کے جٹا کو بڑہا کر پگڑی کی جگہہ
لپیٹ لیتے ہین گورو نانک اور سری چند اور بابا [illegible] کی عبادت ہے **گلاب دا**

مذہب ساسہیہ یہہ مذہب بھی ایک جدید مذہب ہی سرکار انگریزی کے عملداری مین یہہ ایجاد ہوا ہی اس مذہب کا
اصول یہہ ہی کہ اصل مذہب اپنے دل کو راہبر کامل سمجھکر اوسکی خواہش کو عین خواستہ خدا تصور کرتا ہی دل کے
رضامندی کو ناحق کی رضامندی جانتا ہی اسلیے جو کچھہ اوسکے دل مین آتا ہی بجالاتا ہی کہانے پینے مین حلال و حرام
کی تمیز نہین کرتا شراب وغیرہ مسکرات کا استعمال اوسکے نزدیک گناہ نہین ہی گلاب داسیون کا مقولہ ہی کہ
پنجابی شعر اگ کہی توں ڈریئے لہو جو جی چاہے سو کریئے یعنے آگ اور حاکم سے خوف کرین سوا اسکے
اور جو جی چاہے سو کرین گلاب داس موجد اس مذہب کا ساکن موضع چٹھیانوالہ واقعہ علاقہ مانجھہ ضلع لاہور کے رہنے والا
جو چند سال ہوئے مرچکا ہی کلمات توحید کی این لوگون کے زبان پر بہت ہین ہمہ اوست کے معتقد ہین اپنی بیگانی عورت
سے پرہیز نہین کرتے ہر ایک عورت کے ساتھہ ہم بستر ہونا گناہ نہین تصور کرتے لاہور کے مسلمان سادات مین سے
ایک شخص طبیب عالم و فاضل جسکا نام محمد شاہ تھا اس مذہب کا پابند ہوگیا اور اوسنے مسلمانی احکام
بالکل ترک کردیا اور گلاب داس کے تصنیف کی پوتہی کو ہر وقت پڑہتا رہتا قرآن مجید سے زیادہ اوسکو عزیز جانتا
اوسکے خاندان کے سادات جو شیعہ مذہب تھے سب اوس سے اور وہ ان سے علیحدہ ہوگئے تھے **مذہب کوکا**
یہہ مذہب پنجاب مین تھوڑے عرصہ سے پیدا ہوا ہی جسکو سکہون کے مذہب کی ایک شاخ کہنا چاہیے اسکی بنیاد کا حال
اس طرح پر معلوم ہوا ہی کہ بالک سنگہ ولد سادہو سنگہ قوم اروڑہ ساکن موضع ہجرو ضلع راولپنڈی مین تھا
اوسنے رات کو ایک خواب دیکہا کہ گویا اوسکو کوئی ارشاد کرتا ہی کہ تو واہگورو کے نام کا بھجن کیا کر چنانچہ
وہ اوس کام پر نہایت مستعد ہوکر قایم ہوگیا یہانتک کہ اوسکی فقیری و زہد و عبادت کی مشہوری ہوگئی تو ایک شخص
مسمی رام سنگہ ولد کرتار سنگہ قوم ترکہان ساکن موضع بہینی ضلع لدہیانہ بھی اوسطرف جا پہونچا اور بالک سنگہ
کی شہرت سنکر اوسکی خدمت مین حاضر ہوا اور اوسکے ساتھہ اسکی ایسی موافقت ہوگئی کہ بارہ برس تک اوسکی
خدمت کرتا رہا آخر بالک سنگہ نے مرنے کے وقت اجازت اوس ذکر کی جو اوسکو خواب مین تلقین ہوئی تھی رام سنگہ
کو دی اور جانشین کر کے اپنی خاص مالا تاگے کی جسمین ایک سو آٹھہ گرہ تہین عنایت کی اور حکم دیا کہ اٹہتے
بیٹہتے سوتے جاگتے واہگورو کا بھجن کیا کرو کہ یہہ بھجن بہی فرقہ کے واسطے بہت کارآمد ہوگا جسکے کان مین ایک مرتبہ
کہا جاویگا وہ فی الفور اس طریق کو قبول کرلیگا اور جسکو یہہ طریق دیا جاتا ہی اوسکو تلقین کردیتا ہی کہ آٹھہ چیزین
یعنی پہلی غسل کرے۔ دوم چرخے کے ڈول سے پانی نہ پیوے۔ تیسری ہم مذہب کے بغیر دوسرے کے ہاتھہ کا پکایا ہوا
کہانا نہ کہاوے۔ چوتھی شادی بیاہ مین کچہہ خرچ نکرے اور پہیرون کے بجاے ایک آنند پڑہتا رہے جو ایک بانی گرنتہہ کے
بانیون مین سے ہے۔ پانچوین ہر مہینے سوا روپیہ کا حلوا یا کڑاہ پرشاد واہگورو کے نام پر تقسیم
کرے۔ چہٹی دختر کو جہیز مین کچہہ نہ دیوے۔ ساتوین لڑکی کے سسرال سے کچہہ نہ لے۔ آٹہوین گوشت نہ کہاوے شراب

نہیں تمباکو کا استعمال نکریں۔ نویں بھیکھ نہ مانگیں کسب کرکے معاش چلائیں۔ دسویں اپنے ہم مذہب کے ساتھ رد و حمایت
و خبرگیری پر مستعد رہیں۔ گیارھویں سر کی پگڑی میں ایک پھولی سی بھیری کی رکھیں۔ بارھویں بھجن پڑھتے ہوئے شور پکاریں
زنا نکریں۔ یہ تلقین کرکر بالک سنگھ مرگیا اور بعد مرنے بالک سنگھ کے رام سنگھ نے اپنے وطن موضع بھینی علاقہ ضلع لودھیانہ
کو مراجعت کی اور چیلے بنانے شروع کئے اور تلقین عام جاری کردی یہانتک کہ چار پانچ سال میں سینکڑوں بلکہ ہزاروں
لوگ بکثرت سکھ اور بعض ہندو بلکہ مسلمان بھی اوسکے چیلے ہوگئے چونکہ وہ بآواز بلند وانکو رو روکر پڑھتے تھے
اور جوش میں آکر یار پکارتے تھے لوگوں نے اونکا نام کوکا رکھدیا کیونکہ پنجابی زبان میں کوک چلانے والے کو اور
کوک چلانے اونچے کو کہتے ہیں پہلی تو رام سنگھ کے چیلے اس خیال کو اچھا نہیں جانتے تھے مگر جب یہ نام مشہور ہی
ہوگیا تو اپنے آپ کو وہ خود بھی کوکا کہنے لگے اوسوقت رام سنگھ کی عزت بہت بڑھ گئی اور حکام وقت بھی اونکا
لحاظ کرنے لگے یہانتک وہ جاتا اوسکی عزت کمال درجہ کی ہوتی اور اوسکے گھر ہر روز ہزاروں آدمیوں کا ہجوم رہتا تھا
اور عام کھانا تقسیم ہوتا تھا چنانچہ ایکمرتبہ وہ لاہور آیا تو تمام شہر والے ہندو مسلمان زن و مرد نذرانے
لیکر اوسکی زیارت کو گئے اور دربار اوسکا ایک شاہانہ دربار تھا اوسکے نائب خلیفہ جنکا خطاب صوبہ تھا جابجا
مشہور شہروں میں مامور رہے اور اوسکے مذہب کے دھرم سالا جابجا تعمیر ہوگئے جب قریب ایک لاکھ آدمی کے چیلا ہوگیا اور
صوبوں کی گنتی بھی ایک سو پچاس تک پہونچ گئی تو اس مذہب کے لوگ بہت گستاخ ہوگئے حکومت کی بو بھی اونکو دماغ
میں سما گئی اپنے آپ کو بڑے درجہ کا آدمی تصور کرنے لگے اور خفیہ خفیہ ایسا تصور ہوگیا کہ جو کام برخلاف ہمارے مذہب
کے ہوتے ہیں اونکو بند کردیں اور مخالفوں کو سزا دیویں چنانچہ پوشیدہ کسی مسجد کو گرا دیتے شوالہ وغیرہ کو مسمار
کردیتے مدت تک ایسے ایسے کام وہ کرتے رہے پھر تو خیالات اونکے اور بھی بڑھ گئے یہانتک کہ ایکشخص
میاں سنگھ کوکا ساکن تھراج علاقہ فاضلکا ضلع سرسہ نے اپنے ہم مذہبوں سے بیان کیا کہ آج رات مجھکو خواب میں
گورو نے ارشاد کیا ہے کہ سب لوگ یہاں سے جمع ہوکر اونکی خدمت میں جائیں اور راستہ میں جو مسجد و شوالہ وغیرہ ہو گرا دیا
وغیرہ جائیں اوسکو مسمار کرتے جائیں کہ یہ صاف بت پرستی لوگ کرتے ہیں اس خواب کو سچ جانکر قریب چار سو آدمی کے
کوکا مذہب والے موضع بھولی والہ علاقہ فیروزپور پرگنہ مکتسر میں جمع ہوگئے اور مسجدیں و شوالے و مندر گرانے شروع
کئے اس مجمع کے جانیکی خبر جب ڈپٹی انسپکٹر تھانہ نے پائی جنابکہ ٹل لیکر بمقام موقع پہونچا کوکوں نے اوسکو دیکھتے ہی
کہا کہ تھانہ دار صاحب یعنی مسلمان کو مار ڈالو جانے نہ پائے یہ بات سنکر بہت سے کوکے تھانہ دار کو دوڑے اور تھانہ دار
خود بار کر بھاگا اور جان بچاکر وہاں سے بھاگا اور ضلع میں پہنچا صاحب ضلع کو خبر کردی وہانسے صاحب ڈپٹی کمشنر
و صاحب ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولس کسقدر فوج لیکر بمقام مذکور پہونچے فوج کی آمد سنکر اور سب کوکے بھاگ گئے صرف میاں سنگھ
ساٹھ ستر آدمیوں کے ساتھ وہاں موجود رہا اور وہ سب ایک مکان کے اندر بیٹھے ہوئے تھے دونو صاحبان انگریز

اور اوسنے مذہب کی ترقی اور سلطنت کے بڑھانے مین بہت کوشش کی کل نجد و عراق پر قابض ہوگیا پھر طائف
پر قبضہ کیا اور قتل عام کی پھر مکہ و مدینہ گیا وہان بھی بڑی بیدادی سے پیش آیا بڑے بڑے بزرگون کے مقبرے جنکا لوگ ادب
کرتے تھے گرا دئے مدینہ سے ہوکر پھر مکہ کو آیا اگرچہ راہ مین مرگیا بعد اوسکے اوسکا بیٹا سعود جانشین ہوا اوسنے لاکھون
آدمی اس بنا پر کہ انکار کے سبب سے قتل کرا دئے اوسکے وقت مین سلطان محمد علی شاہ روم نے پھر روم کے تخت
پر تسلط پایا جمعیت بہم پہنچائی سلطان روم کے حکم سے ایک فرمان مصر کے بادشاہ ابراہیم کے نام نجدیون کے
استیصال اور سزا دہی کے واسطے جاری ہوا اسواسطے ابراہیم پاشا مع فوج دریائے نیل کے راستے جدے
آ پہنچا اور بہت سی جنگ کرکر دوبارہ مکہ معظمہ و نجد و عراق پر قابض ہوا سعود اور اوسکا بیٹا عبد اللہ
لڑائی مین گرفتار ہوا اور بحالت گرفتاری سلطان کے روبرو گردن مارے گئے چند برسون کہ سعود کی سلطنت
بڑی عروج مین تھی سید احمد و مولوی اسماعیل ہندوستانی بھی اوسکے مصاحبون مین تھے بعد اقتداری کارخانہ
سعود کے وہ ہندوستان آئے اور خاص دہلی مین یہہ لوگ اول پہلے اور مشہور کیا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
ہمارے خواب مین آئے اور جہاد کرنے کے واسطے حکم دے گئے ہین اب ہم کفار سکھ کے ساتھ جہاد کرتے ہین جو
معاملے مین مرتے ہین جو کوئی ہمارے پاس آوے تو ثواب پاوے یہہ بات سنکر کئی دن آدمی اونکے پاس جمع ہوگئے
اور کل ہندوستان کے رئیسون نے زر نقد کی مدد دی بھی روانہ کیا سب طرح کی انتظام ہوگیا تو انھون نے پنجاب
کی طرف رخ کیا اور راوی اور سندھ کے راستے ہزارہ پشاور کے علاقہ مین پہونچے وہان بہت سے افغان انکے
پاس آگئے اور دین کا سنہری جھنڈا قائم ہوا یار محمد خان ناظم پشاور لڑائی مین مارا گیا اور سید احمد پشاور کے علاقے
پر دخیل ہوئے لاہور سے رنجیت سنگہ نے اپنے بیٹے شیر سنگھ کو سکھی فوج دیکر ادھر کو روانہ کیا اور علاقہ ہزارہ لڑائی
ہوئی مولوی اسماعیل و سید احمد دونے اپنی عزیزون اور دوستون کے ساتھ جام شہادت پیا باقیماندہ ہندوستانی
بھاگ گئے اب یہہ مذہب پنجاب مین بھی رائج ہوگیا۔ لاہور امرتسر پٹیالہ وغیرہ شہرون مین اس مذہب کے
مولوی بہت ہین کتابین اپنے عقائد کے اونہون نے بہت تصنیف کی ہین اور چھپوائی ہین اونکی جواب مین اہل سنت
نے بھی دو اور جواب لکھے ہین۔ یہہ لوگ سنیون کے چار دن امام اور اونکے احکام کے پابند نہین اہل قبور
کے کیسا ہی بزرگ ہو یا ولی تعظیم نہین کرتے اور کہتے ہین کہ موت کے بعد مرکر کچھ تصرف باقی نہین رہتا جو کوئی
مسلمان کسی بزرگ کی قبر کی تعظیم کرے یا اوسکو وسیلہ پکڑکر دعا مانگے تو اوسکو برا کہتے ہین پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
کی شفاعت سے منکر ہین اور جو مسلمان یا رسول اللہ یا غوث پیر کہہ دے اوسکو کافر کہتے ہین غلام نبی
غلام رسول غلام محی الدین خدا بخش محمد بخش پیران بخش ایسے ایسے نام رکھنے والون کو کفر کا الزام دیتے ہین
نماز کے ادا کرنے مین بھی اونکا سنیون کے ساتھ بڑا اختلاف ہے۔

چوتھی تقسیم پنجاب کی تجارت درآمد و برآمد و پیداوار و صنائع و شفا کے بیان میں

پنجاب کے ملک میں ہر ایک قسم کا سوداگری مال دور دور کے ملکوں سے آکر فروخت ہوتا ہی اور مال پنجاب کا بھی
بے تعداد و بے شمار اور ملکوں میں سوداگر لیجاتے ہیں جسکی تعداد دور از حد قیاس ہی اور اگر بیان ہو تو ایک
طول داستان ہو اسواسطے طول کو چھوڑکر اختصار کی طرف میل کی گئی کل پیداوار پنجاب میں سے اعلی قسم کا مال
پشمینہ ہے جو کشمیر و لاہور و امرتسر و نورپور وغیرہ شہروں میں تیار ہوکر دور دور کے ملکوں میں جاتا ہے
انمیں سے اعلی پشمینہ کشمیر کا ہی کہ اوس سے بہتر اور کہیں نہیں تیار ہوتا کہ کشمیر کے شال کی قیمت تین ہزار روپیہ تک
ہوتی ہے پہلے اول کشمیر میں جسقدر پشمینہ ایجاد ہوا یا اور شال بنوائی پر راجہ زنجن دیو کشمیر کا راجہ تھا پھر حیدر شاہ بدخشانی
کے وقت اسکام میں کچھ اور افزایش ہوئی اور یہ کام شہر بشہر اکبر شاہ و جہانگیر شاہ و شاہجہان و اورنگ زیب
عالمگیر کی سلطنت کے زمانے میں اسکام نے بہت ہی رونق پائی اور پشمینہ کے قالین اور رومال ایجاد ہوئے
و دوشالے بھی بہت اعلی اعلی قسم کے تیار ہونے لگے رنجیت سنگھ کی عملداری میں جب دیوان کرپا رام کشمیر کا ناظم ہوا
تو اوسنے بہت ہی عمدہ عمدہ قسم کے دوشالوں کا ایجاد کیا جو اب بھی کرپا رامی دوشالے مشہور ہیں اور انکی
تک در دو رمہ حاشیہ نہایت ایک گرہ کا ہوتا ہی ایکو بھی لیاقت سے ہو رہی ہی پاتا ہی اور ایک قسم کا
دوشالہ انگریز پسند جو اس زمانہ میں بسبب خریداری انگریزوں کے ایجاد ہوا ہی اوسکی قیمت تین ہزار روپیہ تک
ہوتی ہی اسکا حوض نہایت درجہ آدھ گز یا بارہ گرہ چھوڑکے باقی چاروں طرف نہایت گلکاری ہوتی ہی عمدہ رومال
اڈھائی گز کی قیمت بھی چھ سو روپیہ تک ہی اس قسم کا مال ادنی و اعلی و متوسط لائق تجارت تمام پنجاب میں بہت قسم کا
تیار ہوتا ہی اور قیمت بھی مختلف ہوتی ہی مگر صورت اور وضع میں فرق نہیں ہوتا صرف رنگت کی تمیز سے انکی
اقسام علیحدہ علیحدہ شمار ہوتے ہیں دیوان کرپا رام نے پشمینہ کے ٹوپی اور قمیص اور قبا بھی ایجاد کیا اور چادر
اور قالین سرکار لاہور کیواسطے بنوائے ایجاد کیو حال کی عملداری میں انگریزی و اسکاٹ پتلون کمر تسمہ وغیرہ
انگریزی پوشش کے کپڑے کشمیر میں نئے ایجاد ہوئے خاص کشمیر سے زیادہ تر رنگ آسمانی وغیرہ میں اعلی پشمینہ
نورپور و تلوکنا تھہ و اسلام آباد کا شمار ہوتا ہی لاہور و امرتسر میں بھی اگرچہ وہی کاریگر کشمیری کام کرتے ہیں مگر
آب و ہوا کے سبب سے وہ رنگت و صفائی نہیں ہوتی البتہ امرتسر میں سفید سادہ پشمینہ اچھا بنا جاتا ہے پشم
پشم جس سے دوشالہ وغیرہ بنتا ہے کہ وہ سرمائی کے بکری کے بال ہیں اوسکو پہاڑی بولی اور تبتی زبان میں
پنڈ کہتے ہیں صورت اوسکی مقبول اور گوشت نہایت لذیذ ہوتا ہی جسم پر اوسکے بالشت بالشت لمبے بال ہیں
اور بالوں کی جڑ میں پشم اسطرح کا باریک رونگٹا ہی تبہر بتت لداخ لاسہ یارقند وغیرہ ملکوں میں

جنکے حدود تاتار چین کے ملک کے ساتھ ملحق ہین پشمی بکرے بہت ہوتے ہین اس پشم کی تجارت اور خرید خاص کشمیر
مین پنجاہ ہزار روپیہ اور ہندوستان مین ایک لاکھ روپیہ سال کے ہوا ہوگا اگر خریدنے کیواسطے ہر برس لداخ
مین جاتے ہین لداخ کی منڈی مین یہ پشم چار روپیہ کشمیری فی سیر قیمت پاتی ہے خاص کشمیر مین چھ روپیہ
سیر بکتی ہے اسطرح جیون جیون ہندوستان کی طرف چلی آتی ہے راستے کا خرچ جنس کے اوپر بڑھتا چلا جاتا ہے
کشمیری پشم کے سوای ایک دو قسم کی پشم کابل وغیرہ اطراف سے آتی ہے جسمین سفید کم اور خودرنگ زیادہ
ہے قیمت بھی اوسکی کم ہے - کاریگر پشمینہ باف پہلے اس پشم مین سے سخت بال نکالکر صاف کرتے ہین پھر
چونہ یا چاولون کا آٹا ملاکر دہوتے ہین بعد کامل صفائی کے اسکا سوت کاتا جاتا ہے یہ سوت کشمیر مین قسم اول
فی روپیہ کشمیری دو تولہ قسم دوم اڑھائی تولہ قسم سوم تین تولہ قسم چہارم ساڑھے تین تولہ قسم پنجم چار تولہ
بکتا ہے قسم اول اور دوم سے تحفہ دوشالے گران قیمت بنتے ہین باقی اقسام سے جامہ وار وغیرہ تیار ہوتے ہین
اُجرت پشمینہ بافی کی بہت ارزان ہے الوان یا اور کپڑا پشمینہ کا جسکی بناوٹ سیدہی یکرنگ ہوتی ہے درعہ گز
کے حساب سے بنایا جاتا ہے اور گلدار رنگ آمیزی دوشالہ یا جامہ وار وغیرہ ٹہری حساب اور محنت کے ساتھ بنایا جاتا ہے
مزدوری اوسکی تیلیون کے شمار پر ہے اگر ایک آدمی تین ہزار تیلی لگالے تو ایک آنہ اُجرت پاتا ہے شمار تیلیون کا
اوس نقش سے کیا جاتا ہے جو قبل چڑہانے کے کاغذ پر لکھا جاتا ہے اس کام کا مزدور اگر چالاک چابکدست
ہو تو ایک روز مین تین آنہ یا چار آنہ سے زیادہ مزدوری نہین کرسکتا سادہ پشمینہ سادہ کپڑے کی طرح بنایا جاتا ہے
اس زمانہ مین قریب چھ ہزار کے دوکان پشمینہ بافی کشمیر مین جاری ہے اور پندرہ ہزار آدمی پشمینہ بافی کرتا ہے
محصول پشمینہ کا بہت سخت ہے ایک جامہ کے اوپر بہت مرتبہ محصول لیا جاتا ہے اور بلا مہر شالباف کے وہ کہین
بکنے نہین پاتا محصول شالباف کا یہ ہے کہ مثلاً ایک جامہ دو سو روپیہ قیمت کا شالباف کے محکمہ مین آیا تو اوسکے
اوپر چالیس روپیہ فیصدی کے حساب سے اور قیمت بڑھائی گئی اور دو سو اسی روپیہ کا مال قرار پایا پھر تین آنہ
فی روپیہ کے حساب سے محصول شالباف اور تین روپیہ فی جامہ حق جابہ مقرر ہوا لیکر سرکاری مہر شالباف
کی اوسپر ثبت ہوئی اور وہ مال قابل فروخت کے ہوگیا لیکن مہاراجہ جمون فرمانروا نے ان رسومات مین
کچہہ تخفیف بھی کی ہے - سابق سوای کشمیر کے پنجاب و رکھاڑ وغیرہ کہین پشمینہ بنا نہین جاتا تہا مگر جب جمعدار خوشحال
کو رنجیت سنگہ نے کشمیر کا ناظم بنایا اور اوسنے وہان جاکر کشمیر کو لوٹا تو ہزارہا کشمیری وطن چہوڑکر جا بجا نکل
گئے اور نورپور دینانگر تہہ امرتسر و لودہیانہ وغیرہ مین بھی کپڑہ کے کارخانے جاری ہوئے گویا پہلا دائر
کارخانہ کا تمام پنجاب مین جمعدار خوشحال سنگہ کے ظلم سے ہوا اگر وہ اپنی نظامت مین کشمیر کی غارت نکرتا
تو تاہم اس کام کا فیض اسقدر کیون جاری ہوتا اب خطہ پنجاب کے رہنے والے بھی کشمیریون کے شاگرد ہوکر

بکثرت کرتے ہین اون شمالی پہاڑ اور کشمیر اور پنجاب کے میدانی ملک مین اون کی بڑی تجارت اور خرچ
ہے کشمیر کے اون سب ملکون سے اعلی اور سفید اون ہوتی ہے نرمی مین اور اون سے بڑھ کے ہے اس جنس سے
ایک پٹی اور دوپٹی لوئیان ادنی و اعلی قسم کے تیار ہوکر ملکون مین جاتے ہین کشمیر کے لوئی کا جوڑہ بعض
تو ایسا باریک اور عمدہ و سفید بنا ہوا ہوتا ہے کہ بیس روپیہ پندرہ روپیہ دس روپیہ جوڑہ تک اوسکی قیمت
ہوتی ہے کانگڑہ و کلو وغیرہ اطراف کی لوئیان بھی آٹھہ دس روپیہ جوڑہ تک قیمت پاتی ہین خاص پنجاب کی لوئی
اچھی نہین ہوتی بسبب اوسکی کرختی کے قیمت کم اوٹھتی ہے اور اکثر دوپٹی ہوتی ہین کشمیر اور پہاڑ مین اونی پٹیان
ایسی اعلی و عمدہ بنی جاتی ہین کہ ہزارون روپیہ کے اون کی سوداگری ہوتی ہے جاڑون کے دنون مین
اونکی زیادہ قدر ہے مضبوطی اور نرمی اونکی قابل تعریف ہے کہ نادان دیکھنے والا اوسکو پشمینہ کہہ دیتا ہے
پنجاب کے اونی جراب و دستانہ بنکر اور ملکون مین بہت جاتی ہین اس جنس سے کمبل و نمدے بھی خاص پنجاب و کشمیر مین
تیار ہوکر سندہ وغیرہ کو بھی جاتے ہین دیسی روئی کا کپڑا جب انگریزی کپڑا اللہ جامہ ململ وغیرہ
پنجاب مین نہ آیا تھا تو اس کپڑے کی پنجاب مین بہت قدر تھی اور اچھے اچھے عمدہ تھان کھاتی وغیرہ کے امیرون
سردارون کے واسطے تیار ہوتے تھے اب اس کپڑے کی قدر سارے ملک مین نہین رہی صرف غربا لوگ اپنے گھر کے
عورتون سے سوت کتوا کر اور کپڑا بنوا کر پہنتے ہین دولتمند امیر اسکو پسند نہین کرتے اسواسطے اعلی قسم کا کپڑا
اب پنجاب مین بنا نہین جاتا البتہ عورات کے پہننے کے واسطے رنگین سوسی ریشم آمیختہ قصبہ ٹانڈہ مین بہت بناکر
بنتی ہین خرچ بھی اسکا پنجاب مین بہت ہے دریا و سندہ پار خرچ ہے سوا اسکے اور جو کہدر یعنی موٹا کپڑا و کھاتی
سوتی سوسی و لنگی وغیرہ اس ملک مین بنے جاتے ہین وہ خراسان کے ملک اور افغانستان کے طرف سوداگر
لیجاتے ہین اور وہان کے لوگ بڑی خواہش سے اسکو بسبب مضبوطی کے خرید کرتے ہین پشاور کے طرف کی نیلی رنگ کے
لنگی بالخصوص خاص پنجاب مین بھی قدر رکہتی ہے اور ملتان کے ساخت کا کپڑا بھی بہاولپور کے راستہ سندہ کو
جاتا ہے اور خراسان مین قدر پاتا ہے ریشم کی جنس کابل و شرقی و غربی و شمالی ملکون سے پنجاب مین آتی ہے لاکھوں
روپیہ کا اسکا بیوپار ہے پنجاب کا ریشم بنگال کے ریشم سے اعلی ہوتا ہے کہ اوسمین نرمی و مضبوطی بہت ہے بنگال وغیرہ
ملکون کے ریشم مین البتہ کرختی ہے ریشم رنگنے کے کارخانے امرتسر مین بہت ہین لاہور مین رنگا جاتا ہے کاریگر لوگ
ہر ایک طرح کے رنگ سے اسکو رنگ لیتے ہین سب رنگون سے اعلی رنگ اودہ یا سبز قرمز کا ہے جسکا قیام کپڑے کے
پہٹنے تک رہتا ہے اس زمانہ مین انگریزی کلار رنگ بھی ریشم کو دیتے ہین مگر وہ رنگ بالکل کچا اور ناکارہ
ہوتا ہے چار دن کی گلزار ہے [illegible] ریشمی کپڑے [illegible] کارخانہ لاہور و امرتسر
وملتان وغیرہ مین ہے [illegible] ایسا اعلی بنا جاتا تھا

کر باسٹھ روپیہ گز تک اوسکی قیمت ہوتی تھی اب بسبب اسکی کہ حکام وقت کو ایسے کپڑون کے پہننے کا شوق نہین
اٹھارہ روپیہ دو روپیہ گز تک کا گلبدن وہ ادرائی تیار ہوتی ہی غرض یہہ بھی بہت کم ہوگیا ہی ملتان مین
کھیس ریشمی وکلابتونی وسادہ ولنگیان ومشروع ایسا عمدہ وقیمتی تیار ہوتی تھین کہ کھیس اور لنگی
وہان کی دو دو سو روپیہ قیمت پاتی تھی اب بسبب بگڑ جانے سلطنت لاہور و میران سندھ کے وہ کارخانہ
کارخانہ بھی سست ہی رہا پاتی پہننے کے کم قیمت کپڑے تیار ہوتی ہین سیدداد خان کے ریشمی لنگیان مشہور بھی
ہین لاہور مین ازاربند ریشمی بہت نفیس اور قیمتی بنی جاتے ہین اور تجارت اونکی وساور مین ہوتی تھی
غرض کہ ریشمی کپڑا پنجاب کے کاریگر ایسا تیار کرسکتے ہین کہ اور ملکون مین ہوسکی **نیل** یہہ اعلی جنس بھی خاص
پنجاب کی پیداوار ہی خاص پنجاب مین خرچ اسکا سکھون کے عملداری مین بہت تھا اور سکھہ اس رنگ کا
پہننا مین ثواب سمجھتے تھے اب بھی اگرچہ خرچ بہت ہی مگر اسقدر نہین ہی تاجر اسکو بکثرت خرید کر خراسان
کو لیجاتے ہین کچھہ عرصہ ہوا کہ برآمد اسکی خراسان کے طرف کم ہوگئی تھی کیونکہ دریای عمان کے راستے
ہندوستان کا نیل خراسان مین پہونچ جاتا تھا لیکن تو بھی تجارت کم نہوئی کوہ سلیمان وغیرہ و ہزارہ
وغیرہ پہاڑون اور افغانستان کے رہنے والون نے پنجاب کے ہی نیل کو پسند کیا اور خرید جاری رکھی افغانستان
کے ملک مین نیلی رنگ کے پہننے کا بہت رواج ہی اور پنجاب مین کم پہنا جاتا ہی تخمینہ درآمد اور خرچ اس
جنس کا پنجاب مین بہت ہی سولہ ہزار من فی سال تخمیناً خراسان کے طرف سے دریای کابل و سندھ کی راستے تخمینہ
پنجاب مین آتی اور صرف ہوتی ہی لحاف تلائی کھارو اسالو وغیرہ کپڑے عورتون کے پہننے کے اس کو جوش
دیکر رنگی جاتے ہین پیداوار اسکی خراسان و ٹھٹھہ و شکارپور وغیرہ سندھ کے علاقون مین بہت ہی قیمت
اسکی اسملک مین سولہ روپیہ من یا کم و زیادہ ہوتی ہی **کسوم** یہہ جنس ہندوستان سے بہت آتی ہی اور جو
پہاڑ مین پیدا ہوتا ہی وہ پہاڑی کسوم کہلاتا ہی پنجاب مین اسکا خرچ کپڑے رنگنے کے کام مین بہت ہی +
پارچہ پوربی اس کپڑے کی بڑی اعلی سوداگری اور درآمد پنجاب مین ہی کلکتہ وغیرہ سے یہہ مال قسم
قسم اور طرح طرح اور رنگ رنگ کا آتا ہی غریب غربا امیر دولتمند سب اسی کپڑے کے پہننے کے شایق ہین اس جنس
کی بڑی منڈی امرتسر مین ہی وہان آکر تمام پنجاب مین پہیلتا ہی تجارت اسکی دن بدن ترقی پر ہی **گوڑ**
یہہ جنس خاص پنجاب کی پیداوار ہی دوابہ بست جالندھر و سندھ ساگر و پشاور وغیرہ مین بکثرت پیدا ہوتا ہی
سوای فروخت خاص پنجاب کے ہر سال پچاس ہزار من کے قریب خراسان و افغانستان و دیرجات کو جاتا
سندھ مین بھی اسکی خرید ہی پشاور کا گوڑ سب سے اعلی ولذیذ ہی جالندھر و دوآب کا گوڑ بھی عمدہ و سفید ہوتا ہی
شکر سرخ بھی خاص پنجاب کی عمدہ اور لایق تعریف ہی **کھانڈ** یہہ جنس کل پنجاب مین کنارہ دریای ستلج

اور دوا بہ بست سے آکر فروخت ہوتی ہی خرچ اسکا اکثر شہرون مین بہت ہی مصری بتاشے چینی شیرینی ہر ایک قسم کی اس سے بنائی جاتی ہی **میوہ جات** ساوگی پستہ بادام انگور ناشپاتی خانی سیب کشمش انار وغیرہ یہ میوے پنجاب مین پیدا نہین ہوتی کشمیر وکابل وکوہستان سے آکر فروخت ہوتے ہین ہر سال سوداگر یہان آکر فایدہ خاطر خواہ اوٹھاتے ہین کشمیر کا سیب بہت لذیذ وخوشبو وشیرین ہوتا ہی لاہور مین بھی اگرچہ انار پیدا ہوتا ہی مگر شیرین وبیدانہ نہین ہوتا ملتان کا انار لاہور کے انار سے البتہ سرخ ولذیذ زیادہ ہوتا ہی آم کی درآمد لاہور دامن نیسر وغیرہ مین دوآبہ بست جالندھر کے طرف سے بہت ہی ملتان مین بھی آب دیکھو ر عمدہ پیدا ہوتی ہی اور تجارت کیواسطے اور ملکون مین بھی سوداگر لیجاتے ہین لاہور کا شاہتوت بیدانہ بہت لذیذ وشیرین ہی اب بھی لاہور کے زمین کا اگرچہ چھوٹا ہی مگر لذیذ ہی لاہور مین بیر کئی قسم کا بافراط پیدا ہوکر بکتا ہی کیلا بافراط پیدا ہوتا ہی کہٹا میٹھا سنترہ پنجاب خصوصاً ملتان کا تحفہ مشہور ہی جیکلے دار آڑو لاہور کا ایسا لطیف ہوتا ہی کہ اوسکی کہانے سے انسانکو فرحت حاصل ہوتی ہی تربوز وخربوزہ دا کو چہ نیبو گلگل امرود شریفہ شاہتوت سنترہ میٹھا کہٹا بھی پنجاب کی عمدہ پیدا وار مین داخل ہین اور بیوپاری انکی بیوپار سے نفع لیتے ہین **غلہ جنس ہر قسم** پہلے جسقدر غلہ پنجاب مین پیدا ہوتا تھا اسی ملک کے خرچ کے واسطے کفایت کرتا تھا اب ریل کے ذریعہ سے دور دور چلا جاتا ہی اور گرانی کی صورت ہمیشہ ظاہر رہتی ہی علاوہ اسکی غلہ فروش پنجاب کے نرخ کے باب مین خود مختار ہین سرکار کی مداخلت وہیں نہین ہوتی جاہتی وہ گران بازار فروخت کرتے ہین غلہ کے ذخیرے جمع کرکہتے ہین اور چاہتے ہین کہ اگر ذرا بھی بارش کی کشش ہوجاوے تو ایک کے چار کرلین کئی سال سے پنجاب کے لوگ اس عذاب مین گرفتار ہین۔ خاص پیداوار غلہ کی پنجاب مین اسقدر ہی کہ اور ملکون مین کم ہے گندم جو باش موٹھ مسور مکئی جوار باجرا سوانک چنا سیاہ وسفید چاول سرسون تل بکثرت پیدا ہوتا ہے شالی قسم قسم کے شاہ نصرا و رسیرا ب مقامون پر بوئی جاتی ہی لاکھون روپیہ کی اسکی تجارت ہی سرسون وتل و تارامیرا کا تیل نکالکر فروخت ہوتا ہی نباتات مین سے کہیرا ککڑی مولی گاجر شلغم وبینگن مرچ کرم پالک میتھی خرفہ آلو گوبی شکرقندی ادرک پیاز لسن کریلا توری کدو ٹینڈے کی بہت پیدائش ہوتی ہی اور بڑے شہرون مین ہر روز اس اجناس کی ہنڈی لگتی ہی سونف اجوائن خرفہ کاسنی وغیرہ کی جسقدر پیداوار ہی وہ ادویات کے کام آتی ہین پھول پنجاب کے جیسے ہوتا گلاب بہت خوشبودار ہوتا ہی الکا عرق وعطر بکثرت فروخت ہوتا ہے اور جسقدر اور پھول گیندا کنول صدبرگ ہزار گل دوپہری نیلی گل عباسی عشق پیچہ وغیرہ پیدا ہوتے ہین وہ گلفروش بازارون مین بیچتے ہین بڑی اعلی قسم کا پھول یہان بید مشک ہی جسکا عطر وعرق بیمارون کے واسطے یہان تازہ دیتا ہی جیسا اور موتیا کا تیل پنکہ سے نکالنے کے واسطے فروخت ہوتا ہی تجارت نمک

کوہ نمک کا حال سابق تحریر ہو چکا ہی دان سی یہہ نمک سرکار کے حکم سی نکالا جاتا اور فروخت ہوتا ہی آمدنی اسکی
داخل سرکار ہوتی ہے رنجیت سنگہ کے وقت نمک بہت ارزان تھا اب گران ہوگیا ہے ۔ **روغن زرد**
یہہ جنس خاص پنجاب کی پیداوار پنجاب مین خرچ ہوتی ہی سانڈر بار وغیرہ سیراب علاقون سی گہی آکر شہرون مین
بکتا ہی سکہون کے وقت لاہوری وزن تین سیر فی روپیہ گہی بکتا تھا اب انگریزی وزن فی روپیہ سوا سیر ہی
موجب اس گرانی کا تقرری محصول چونگی یا کم پیداوار ہی ۔ **لکڑی** پنجاب مین لکڑی کا بڑا بیوپار ہے
جو دو قسم کی ہی ایک تو ہیمہ سوختنی یعنی جلانے کی لکڑی یہہ لکڑی جنڈ وکریر و پیلون وغیرہ اقسام کی بہت کثرت
کے ساتھہ سانڈر بار وغیرہ جنگلون اور ویرانون سی کٹ کر آتی اور جا بجا فروخت ہوتی ہی پہلی بہاو اس لکڑی کا
فی روپیہ چہہ سات من تھا اب جب سے ریل گاڑی جاری ہوئی اور خرچ اسکا بہت بڑہ گیا ہی دو من یا اڑہائی
من روپیہ کی ملتی ہی بہت سا خرچ اسکا بڑی شہرون مین ہی دیہاتی زمیندار اوپلون پر گذارہ کرتی ہین ۔ دوسری
قسم کی لکڑی عمارتی عمارت کے خرچ کے واسطی ہی اسمین بہی دو قسم ہین ایک یہہ وکہیل یعنی شیشم یا کیکر یا بیر یا کائن
یا دہریک یا شاہتوت کی لکڑی خاص پنجاب کی پیداوار ہی یہہ اعلیٰ اور خاص کام مین صرف ہوتی ہے یہہ لکڑی
بہت سخت و بارکش ہے پانی مین بہی اسکا کچہہ نقصان نہین ہوتا دوسری چوب دیودار و چیڑ و کیل و سنبل وغیرہ
پہاڑ کی پیداوار یہہ دریاؤن کے راستی کوہ جمون و منڈی و چنبہ وغیرہ سی پنجاب مین آتی ہی جسکی کثرت کا کچہہ
حد و حساب نہین سینکڑون پنجابی ہندوستانی انگریز بیوپاری سوداگر یہہ لکڑی پہاڑ سی منگوا کر فروخت کرتی ہین
شہر اور سرکاری عمارتون مین اسکا بہت خرچ ہی ان اقسام مین سی دیودار لکڑی بڑی عمدہ اور اعلیٰ قسم کی
ہی چیڑ وغیرہ پانی مین گل جاتے ہین سکہون کے وقت تین تسو روپیہ کی دیودار بکتی تہی اب ایک یا ڈیڑہ تسو روپیہ
کی بکتی ہے ۔ **اینٹ** اس جنس کی تجارت و خرید و فروخت پنجاب مین بہت ہی امرتسر مین نئی اینٹ پکائی
جاتی ہی اور شہرون مین بہی یہی حال ہی خاص لاہور مین بادشاہون کے وقت نئی اینٹ کم تہی جب سی سکہون نے
حصار کے باہر کی آبادی اجاڑ دی تو اینٹین یہان بہت ہوگئین اسواسطی نئی اینٹ کا پکنا موقوف ہوگیا
اور وہی پرانی اینٹین کہود کہود کر شہر کے عمارات مین صرف ہوتی رہین رنجیت سنگہ کے وقت یہی حال رہا
مگر خشت فروشون نے بڑی بڑی عالی مسجدین اور مقبری خود مختار ہوکر مسمار کر لین سرکار سی کوئی اونکا مزاحم
نہوا اب جو بحکم سرکاری باقیماندہ پرانی مقبری مندول مین رجوع ہوگئی خشت فروشون کے رزق کا دروازہ
بند ہوگیا اور سرکار سی سخت ممانعت ہوئی کہ باہر سی کوئی اینٹ نہ کہودی بلکہ پرانی کہنڈرات کہدنے سی موقوف ہوکر شہر کا
گرد و نواح ہموار و صاف ہوگیا اسواسطی خشت فروش شہر کی حویلیان ہین سی خود نیلام خرید کرا ورا دنکو مسمار کرکر
اینٹین فروخت کرتی ہین انگریزی عمارات کی واسطی ایک قسم کی بڑی اینٹ نئی بہی پکائی جاتی ہی پرانی اینٹ

ہو جسکا ذکر مفصل تحریر ہو چکا ہی اسکے سوا سے لاہوری کمان بہت تحفہ ہوتی ہی قیمت ایک کمان کی آٹھ آنہ سے لیکر
بیس روپیہ تک ہو بندوق خالی نالی کی جو لاہور میں بناتے ہین عمدہ ہوتی تھی مگر اب انگریزی عملداری میں اسکی قدر
نہیں رہی باعث یہہ ہی کہ سرکار کو یہہ چیزین پسند نہیں ہین اور دیسی لوگون کو ہتھیار باندہنے کا حکم نہیں ہی
لاہور کا علاوہ اسکے تمام پنجاب میں تحفہ گنا جاتا ہی قصور اور بٹالہ میں بھی خوب اچھا بنتا ہی آٹھ آنہ سے لیکر پانچ روپیہ
تک اسکی قیمت ہی سیالان فولادی قلمتراش مقراض جراب سنانہ کا غذ کشمیری بنایا جاتا ہی بہت تحفہ ہوتا ہی
بٹالہ میں سوسی ریشم اور سوت کی ایسی تیار ہوتی ہی کہ دور دور تک اسکی ثانی نہیں بنتی ملتان کی جامہ
ور کھیس اور لنگی ریشمین مشہور ہین شہر وہان ایسا بنا جاتا ہی کہ ثانی نہیں رکھتا سجانپور اور کشمیری پشمینہ کی قالین بہت عمدہ
بہت تحفہ بنائی جاتی ہین دینانگر بٹالہ ہوشیارپور راہون میں سفید کھیس اگھائی نہایت اچھا بنتا ہی کانگڑہ میں
سفید دوتھی اور دوپٹی ریشمی اور طلائی کنارون کے خوب بنتی ہین چھنی اور سوتی کھیس وہان کا تحفہ ہوتا
ہی جونیان کی چوٹیان سوتی بہت مضبوط اور باریک ہوتے ہین پاکپتن کے چھیرے کے تحفے مثل سے
مڑہی ہوتی ہی اور سنجی جاتی ہین سرپوش دار اور زرہ دار کا کام جو جیلی بہت نازک و خوبصورت ایسی رنگ کا ملتا ہی گر
خلالی و تختہ ہوتے ہین اور دستخان اور خوشنما بنی ہوئی لنگیان کنارہ دار و بلا ریشمی ایسی تحفہ ہوتی ہین کہ دور
دور تک تحفہ بہیجی جاتی ہین سیالکوٹ کا کاغذ بنا ہوا نہایت عمدہ و تختہ صاف ہوتا ہی لاہور و امرتسر میں گلبدن
و دارائی نہایت عمدہ ریشمین بنی جاتی ہی ازاربند ریشمین بہت تحفہ بنتی ہین چکن اور دوری کا کام تحفہ
بہت اعلی ہوتا ہی — —

خاتمہ کتاب

اب یہہ مخزن تمام ہو شکر کا مقام ہی کہ ایسی مشکل رہوئی محنت منظور ہوئی مراد بر آئی آغاز سے انجام کی نوبت
دکھلائی پہلی چند سال اس کتاب کے تالیف کے شوق میں بندہ حیران نہایت سرگردان رہا بہت سی کتابین اور
رسالے جمع کئی پھر مدد چند بزرگون سے زبانی حالات دریافت کئی جب سامان جمع آیا تو تب کو قلم اوٹھایا
بہت سے حالات انگریزی کتابون سے حاصل کئی مضمون دریائی حالات اور عمارت کے کیفیتین تو صرف انگریزی
تواریخ سے لی گئی غرضکہ بڑی کوشش جانفشانی کرکے یہہ جزئین باندہی سرکاری تواریخ کی کتابین جو بند دست
محکمون میں لکھی گئین ہین اونکی بھی تلاش منگوائی گئین اور ضروری حالات جو اس کتاب کے اندراج کے
لائق تھی اونسی نقل ہو کر اس مجموعہ میں درج ہوئی یہہ بہت بڑا کام ایسا تھا جسکو یہہ بندہ تصنیف کرسکتا
اور یہہ بار ایسا تھا جسکو یہہ ضعیف اوٹھا سکتا مگر تائید ربانی و الطاف سبحانی نے وہ کام کیا کہ چند سال
کی محنت و عرقریزی کا یہہ نسخہ مفید خلائق باختتام پہنچا یا یہ باعث اس کتاب کے تالیف و اجتماع

قطعات تاریخ اختتام طبع مخزن پنجاب

از نتائج طبع شاعر نازک خیال رای بهادر کنهیالال صاحب ایگزکٹو انجنیر لاهور ڈویزن

عجب محبوب و مرغوب است مطبوع — کتاب مخزن پنجاب نایاب
خدا کرد است در پنجاب جاری — بفضل عام خود این چشمه آب
نظیرش نسخه اندر کشور هند — ندیده دیدهٔ بیدار و در خواب
دل اهل بصیرت بیقرار است — برای دیدنش مانند سیماب
بشهر لکهنو مطبوع گردید — کشاد از فیض هر روی جهان باب
پئے تاریخ طبعش گفت هندی — گهربار گلستان تاریخ پنجاب

از سید علی عبدالقادر شمس القادری عرف مرشد علی صاحب متخلص عاصی سلطانپوری

داد چون سرور بطبع این کتاب — مخزن دولت بخاص و عام سفت
طرفه تر عاصی بسال خاتمه — گنج سرور مخزن پنجاب گفت

۱۲۹۴ هـ

از سید عبدالرسول صاحب خاندیسی از لڈوسلے

موتیوں کا یه خزانه آج کل — سب کو هو کر دانه دانه بٹ گیا
کر رقم تاریخ طبع عبدالرسول — طرفه سرور کا خزانه بٹ گیا

۱۸۷۷ ع

از سید علی شاه صاحب اکبر المتخلص بالفت لاهوری

چونکه این نادر کتاب لاجواب — خوش خط و خوش رنگ زیبا طبع گشت
گفت الفت بهر سال اختتام — مخزن پنجاب رعنا طبع گشت

۱۸۷۷ ع

از مفتی چراغ دین صاحب متخلص روشن لاهوری

چو اندر لکهنؤ با طرز رنگین — شد این گنجینهٔ نایاب مطبوع

رقم زد روشن اندر سال طبعش — کہ تازہ مخزن پنجاب مطبوع ۱۲۹۴ھ

از مفتی غلام حیدر صاحب تخلص حیدر لاہوری

مخزن پنجاب کیا تاریخ ہے — جس سے ہے سارا زمانہ بہرہ یاب
بہر سال طبع کر حیدر رقم — مخزن پنجاب ہے نامی کتاب ۱۲۹۴ھ

از مفتی غلام صفدر صاحب تخلص فوقانی لاہوری

یہ کیا تاریخ ہے تاریخ مطبوع — عجائب بے بدن احوال پنجاب
بسال طبع فوقانی نے لکھا — کہ تحفہ مخزن احوال پنجاب ۱۲۹۴ھ

از مفتی غلام اکبر صاحب تخلص لئیق لاہوری

چہ گنج است این عجب گنجینۂ فیض — کتاب نادر و مطبوع و کمیاب
لئیق از دل ندا آمد بسالش — کہ تازہ تحفۂ رنگین پنجاب ۱۲۹۴ھ

از مفتی محمد انور صاحب تخلص دانش لاہوری

خوش کتابے است مخزن پنجاب — نسخۂ دلپذیر و نایاب است
ہست فصل بہار ہر فصلش — بلکہ ہر باب جنتے باب است
اہتمامے باوج محبوبے — شمع روشن بزم احباب است
بہر تاریخ خاتمہ دوبار — گفت دل گنج پنجاب است ۱۲۹۴ھ

خاتمۃ الطبع

بعد حمد خدائے غیب دان و نعت رسول آخر زمان کے اوپر رائے زرین تجربہ کاران روزگار و آزمودگان ادوار کے پوشیدہ نہیں کہ علم تاریخ ایسا اعلیٰ درجہ کا علم نادر و عمدہ ہے کہ جسکا دریافت کرنا احوال ماضی و گذشتہ کا صاحبان حال و استقبال کے لیے ایک وسیلہ لیاقت مندی اور بہبودی ہے اور دستور العمل واسطے اکتساب فراست و فرزانگی کے قرار دیا گیا ہے کہ جسکی سیر و مطالعہ سے بالعمل بنیاد انتظام سلسلہ عالم کی منوط و مربوط

ہوتی ہے اور اساس اعتساف و نا انصافی کی بالکل انہدام باقی ہے اس نظر سے ہر عاقل و فہیم
دانش پژوہ پر استحصال علم تاریخ کا واجب لازم ہے کہ ہر حال مین بقیاس روئداد ماضی اوس
نسق پر کارروائی حال و استقبال کی مرعی رکھے تا بتعمیل و کاربندی اون وجوہات کے کت بیش حال
اور فلاح مآل کرسی نشینان مراد ہو۔ ہرگاہ علم تاریخ درحقیقت عمدہ فن ہے اور اشاعت ایسی نادر شے
کی نفع عام کے لیے سود مند لہذا اندنون ایک کتاب لاجواب فن تاریخ مین انتخاب جسکا نام مخزن پنجاب
ہے یہ کتاب من کل الوجوہ جامع اور حاوی بیانات احوال شاہان و راجگان و رئیسان شہر و علاقہ جات
متعلقہ حدود ملک پنجاب ہے اس صفت کی کتاب آجتک نہین ہوئی مؤلف و مدون اسکے بڑے صاحب
علم و کمالات ہنرور مفتی غلام سرور صاحب قریشی لاہوری ہین کہ جنکی تصنیفات سی عمدہ عمدہ
کتابین چھپین اور پسندیدہ خلائق ہوئین مصنف علام نے اس کتاب مین بڑی سعی و کوشش سے
صحیح صحیح حالات ملک محروسہ پنجاب کے از جزو تا کل بہت مفصل لکھی قابل دید ہے نہ شنید اور اس کتاب کو
پانچ حصے اور پچیس ۲۵ قسمون پر منقسم کیا ہے ۱۔ حصہ اول مین دریاے ستلج پار سی جمنا تک جو فی الحال گورنمنٹ
پنجاب سی متعلق ہے۔ پانچ قسم مین سب حالات شاہان و راجگان و جاگیرداران کے خوب لکھے ہین
۲۔ دوسرا حصہ مین دریای ستلج کے داہنے کنارے سے لیکر کل پنجاب کی میدانی پہاڑی ملک کا حال آٹھ
قسمون مین لکھا ہے ۳۔ تیسرے حصہ مین پنجاب کوہ شمالی اور اوسکے علاقون کا احوال پانچ قسم مین تسطیر کیا ہے
۴۔ چوتھے حصہ مین پنجاب کے حاکمون اور ناظمون کا ذکر ہے منقسم تین قسم پر ۵۔ پانچوین حصہ مین پنجاب کے
کوہستان اور میدان کا احوال متفرق متفرق چار قسم مین مسطور ہے۔ فی الحقیقت اس وضاحت اور تفصیل کے ساتھ
ایسی تاریخ کی کتاب کم ہوئی ہوگی امید کہ جب یہ کتاب شائقین علم تاریخ اور ناظرین اس فن گزین کی نظر سے گذرے
گی تو دل سے پسند فرما کر خریدین گے الحال کتاب نادر البیان بوفور شوق شائقین حسب مرضی مصنف علام
کاغذ تقطیع مناسب پر برعایت حضرت مصنف بمطابقت اصل بدل توجہ چشمہ فتوت
جناب منشی نول کشور صاحب دام اقبالہ بمقام
کانپور مین ماہ اکتوبر ۱۸۷۷ع مطابق ماہ شوال ۱۲۹۴ھ
کے چھاپہ طبع سے آراستہ ہو کر اشاعت پذیر ہوئی
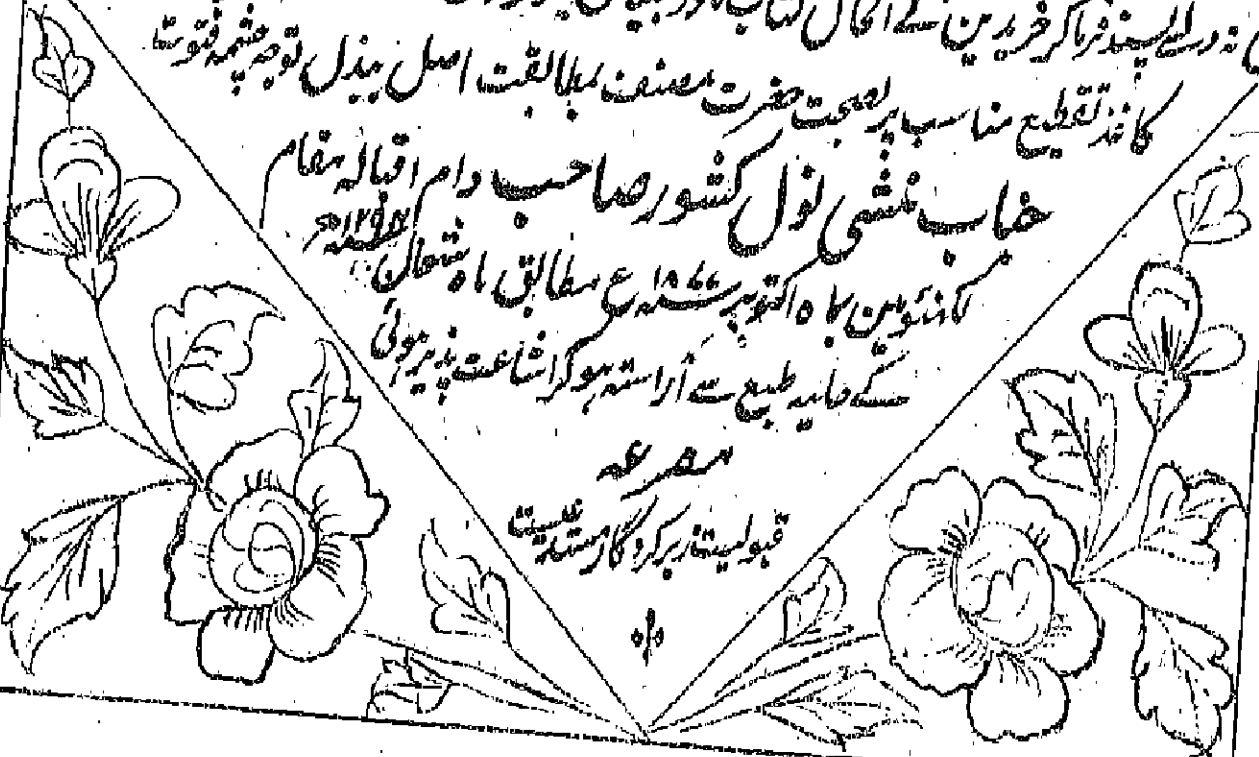
مصرعہ
قبولیت از بر کردگار [illegible]